وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

مقدّمہ ابنِ خلدون

فلسفہ تاریخ تمدن، موارض تمدن پر جامع بحث
اور بصیرت افروز تاریخ نکات کا بیان

تصنیف:
رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن خلدون

حصہ یازدہم

شمالی افریقہ میں بربر قبائل
اور
اُن کے حکمرانوں کے حالات

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ و تبویب: مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈیمی
اُردو بازار کراچی

www.islamiurdubook.blogspot.com

كتاب العبد وديوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التتريعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے

نام کتاب: ــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون
ناشر: ــــــ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

عرضِ ناشر

ابنِ خلدون اپنے دور کا جیّد عالم اور با مثال مؤرخ تھا۔ اس کو اپنے معاصرین میں اس لحاظ سے برتری اور فضیلت حاصل ہے کہ اس نے تاریخ کو ایک علم اور سائنس کی حیثیت سے روشناس کرایا اور جدید فلسفۂ تاریخ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کا اصل نام ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المقلب بہ ولی الدین تھا۔ یکم رمضان ۷۳۲ھ کو اس کی ولادت تیونس میں ہوئی تھی۔ اس نے حفظِ قرآن کے بعد ابتدائی تعلیم اپنے والد اور پھر اپنے وطن کے نامور علماء سے تحصیل کی۔ ابھی وہ تعلیمی مراحل سے گزر رہا تھا کہ اس کی ذہانت' ذکاوت اور قابلیت کا شہرہ دور دور پھیل گیا چنانچہ جب اس کی عمر صرف اکیس سال تھی تیونس کے سلطان نے اس کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب مقرر کیا۔ اس کے بعد اس نے تیونس اور بعض دوسرے علاقوں کی سیاحت کی۔

ابنِ خلدون کی طبیعت مہم جو وتنوع پسند تھی چنانچہ اس نے شاہی ملازمت پر قناعت کرنے کی بجائے غرناطہ کے کئی سلاطین کی مصاحبی کی اور قاضی کے عہدوں پر کام کرتا رہا۔ ۷۸۴ھ میں وہ حج بیت اللہ کے لئے جا رہا تھا کہ راستہ میں اسے اسکندریہ اور قاہرہ میں بھی قیام کرنا پڑا۔ قاہرہ کے قیام کے دوران اس نے جامع ازہر میں درس بھی دیئے۔ ۸۰۳ھ میں اس نے سلطان الناصر کے ہمراہ دمشق میں تیمور کے خلاف جنگ بھی لڑی۔ یہی نہیں بلکہ اسے دوبار تیمور سے ملاقات کے لئے بھی روانہ کیا گیا۔

ابنِ خلدون کو تیونس اور مصر میں قیام کے دوران شمالی افریقہ کی سیاست میں حصہ لینے اور وہاں کے مختلف ملوک اور امراء کو قریب سے دیکھنے کا ان کے حالات کو سمجھنے کا خاصا موقع ملا۔ بالآخر اس نے ۲۵ رمضان ۸۰۸ھ میں قاہرہ ہی میں وفات پائی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۷۶ سال کچھ مہینہ تھی۔

ابنِ خلدون کی زندگی بڑی صبر آزما اور انقلاب انگیز تھی۔ اگرچہ اس کو بعض اوقات عسرت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور بعض اوقات دولت و اقبال کے سائے اس پر چھائے رہے اور یوں بھی ہوا کہ ایک مرتبہ اسے قید و سلاسل کی زحمت سے بھی دوچار ہونا پڑا اس کے باوجود اس نے تصنیف و تالیف سے غفلت نہیں برتی۔ اس کے حالات و واقعات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہر سانحہ اور ہر حادثہ اس کے شوقِ تحریر پر مہمیز کا کام کرتا تھا اس نے کتنا لکھا ہوگا اور کیا کیا لکھا ہوگا اس کا اندازہ اس کے سوانح نگاروں کو مطلق نہیں ہے۔ البتہ یہ بات متعدد بیانوں اور روایتوں سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس نے پُر

آشوب زندگی میں کم سے کم سینتالیس کتابیں مختلف موضوعات پر لکھی تھیں لیکن دو تین کتابوں کے علاوہ سب کی سب گمنامی کے اندھیرے میں جا پڑیں، پھر زمانے نے اس کے کسی قدرداں مربی اور سرپرست کو نہ چھوڑا کہ وہ اس کی کتابوں کو محفوظ کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تک اس کی صرف ایک وہی کتاب پہنچی ہے جو دنیا بھر میں مقدمۂ تاریخ اور تاریخ ابنِ خلدون کے نام سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔

تاریخ اسلام کے موضوع پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں ابنِ خلدون کے مقدمہ تاریخ اور تاریخ ابنِ خلدون کو جو مقام اور اہمیت حاصل ہے وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا اس کی وجوہ کئی ہیں۔ اگر ہم اس سے پہلے اور اس کے بعد لکھی جانے والی تاریخوں پر نظر ڈالیں تو یہ وجوہ خود بخود ظاہر ہو جائیں گی۔ محمد جریر ابنِ طبری کی تاریخ الرسل املاک صرف ۳۰۲ھ تک کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ مسعودی کی مروج الذہب سے صرف ۳۲۶ھ تک کے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ ابنِ مسکویہ کی تاریخ تجارب الامم سے ۳۶۹ھ تک کے واقعات کی نشاندہی ہوتی ہے ابوالقدر کی تاریخ البشر میں ۱۲ےھ تک کے واقعات ملتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان تاریخوں کو مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ یہ تاریخیں ضروری ماخذات اور حوالوں کی موجودگی اور استناد کے باوجود بہت کم زمانے پر محیط ہیں۔ اس کے برعکس ابنِ خلدون کی تاریخ پہلی تاریخ ہے جس میں اسلام کی پہلی آٹھ صدیوں کے حالات تفصیل اور صراحت کے ساتھ قلم بند کئے گئے ہیں۔ اس میں ابنِ خلدون نے تقدیم زمانی ہی کو برقرار نہیں رکھا ہے بلکہ مختلف ملکوں اور حکمرانوں اور ان سے متعلقہ قوموں کے حالات بھی تاریخی تسلسل کے ساتھ بیان کئے ہیں جن کی وجہ سے حقائق کو جاننے اور سمجھنے میں کسی بھی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔

ابنِ خلدون کے مقدمۂ تاریخ اور تاریخ کو دنیا میں اس قدر مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی کہ اب اس کے ترجمے دنیا کی کئی زبانوں میں ملتے ہیں۔ اردو میں مقدمہ خلدون بار بار شائع ہوتا اور تاریخ کے طالب علموں سے خراج لیتا رہا ہے ہم نے ابتداء میں اس کو دو جلدوں میں شائع کیا تھا۔ بعد میں ضروری معلوم ہوا کہ اس کی تاریخ کی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شائع کر دی جائیں کیونکہ ان کے مطالعہ کے بغیر تاریخ اسلام کا صحیح علم ہونا ممکن نہیں چنانچہ ہم اب تک اس کی دس جلدیں شائع کر چکے ہیں جو مختلف حکومتوں اور ادوار کا احاطہ کرتی ہیں۔

والد مرحوم نے کوشش کی تھی کہ ابنِ خلدون کی مکمل تاریخ اردو پڑھنے والوں تک پہنچائیں۔ انہوں نے ابنِ خلدون کے تمام معلومہ مجلدات کو گراں داموں میں حاصل کیا اور ملک کے ممتاز اسکالروں اور دانشوروں سے اس کو اردو میں منتقل کروا کے شائع کیا اس کے باوجود ابنِ خلدون کی تاریخ کے بعض نامعلوم مجلدات کے حصول کے لئے بھی کوشاں تھے اگرچہ ان کو اپنی زندگی میں کامیابی نہیں ہو سکی لیکن کسی نہ کسی طرح سے میں نے ابنِ خلدون کی ان مجلدات کا پتہ چلایا جن کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ یہ مجلدات بربر قبائل اور ان کی اقوام سے متعلق ہیں۔

میں نے ان مجلدات کو حاصل کرنے کے بعد اسے ترجمہ کے لئے مولوی اختر فتح آبادی کے حوالے کیا۔ وہ عربی کے ماہر اور بہترین مترجم ہیں۔ انہوں نے انتہائی دلجمعی اور دلچسپی سے اس کا ترجمہ کیا جو پہلی مرتبہ اردو میں منتقل ہو رہا ہے۔

جیسا کہ میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ ابنِ خلدون نے اپنی زندگی کے آخری شب و روز مصر اور افریقہ کے دوسرے علاقوں میں بسر کئے تھے اور وہیں فوت ہوا تھا یہ تاریخ وہاں کی قوموں اور حکمرانوں کے حالات و واقعات سے عبارت ہے۔اس میں ان تمام خاندانوں اور حکمرانوں کے احوال مندرج ہے جنہوں نے اپنی حکومتیں شمالی افریقہ کے مختلف علاقوں میں قائم کی تھیں اگرچہ یہ حکمراں اور قبائل دوسرے اسلام حکمرانوں کی طرح پُر شکوہ اور پر حشم نہیں تھے لیکن ان کے ہاتھوں بعض ایسے کارنامے انجام پائے جو اسلامی دور کی عظمت کی یاد دلاتے رہیں گے۔

اس حصہ میں ابنِ خلدون نے جو کچھ لکھا ہے اس میں اس کا اپنا مشاہدہ، تجربہ اور تحقیق شامل ہے۔اسی لئے اس کی اہمیت دوسرے حصوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

آخر میں مجھے آپ سے صرف اتنا کہنا ہے کہ اس تاریخ کو آپ تک پہنچانے میں میرے والد مرحوم کی سعی کو بڑا دخل ہے اور ان ہی کی دعاؤں کے طفیل میں اس قابل ہو سکا ہوں کہ ان کے مشن کو احسن طریقہ پر پورا کرسکوں۔اب ابنِ خلدون کی تاریخ کے اس گم شدہ اور بازیافتہ حصہ کا ترجمہ آپ کے سامنے ہے۔اور چاہتا ہوں کہ آپ اس کار خیر کے لئے میرے والد مرحوم کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ یاد رکھیں۔

چوہدری طارق اقبال گاہندری

۱۲/دسمبر ۱۹۸۵ء کراچی

فہرست

حصہ یازدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب : ۱

عرب مستعجمہ کا چوتھا طبقہ

عرب مستعجمہ کا چوتھا طبقہ جو اس عہد کی اس نئی پود سے تعلق رکھتا تھا جو اسلامی حکومت کے عرب حکمرانوں کا بقیہ تھی:

جب مصر اور اس کے شہسواروں اور ان کے یمنی انصار نے اپنے ربیعی اطاعت شعار بھائیوں اور ان کے ساتھ موافقت رکھنے والے یمنی قبائل میں اپنی علیحدہ اسلامی حکومت قائم کر لی اور اقوام وملل پر غالب آ گئے اور شہروں کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور ان کی حالت صحرائی درشتی اور خلافت کی سادگی کو چھوڑ کر حکومت کی قوت اور شہری آسودگی میں بدل گئی تو وہ خیموں کو چھوڑ کر اسلامی ممالک سے دُور دراز علاقوں اور سرحدوں میں بکھر گئے اور وہاں پر فروکش ہو کر انہوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر حفاظتی فوجی چوکیاں قائم کر لیں اور بادشاہت' ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک گھرانے سے دوسرے گھرانے میں منتقل ہوتی رہی اور بنواُمیہ اور ان کے بعد بنوعباس کی حکومت میں ان کی بادشاہت عراق میں مضبوط ہوتی گئی۔ پھر اندلس میں بنو اُمیہ کی دوسری حکومت قائم ہوگئی اور وہ خوش حالی اور شان وشوکت میں اس مقام تک جا پہنچے کہ اس سے پہلے عرب وعجم کی کوئی حکومت اس مقام تک نہ پہنچی تھی' پس وہ دنیا میں بٹ گئے اور ان کی پود عیش وآرام کو ترجیح دینے اور پسند کرنے لگی اور بالاخانوں میں سلامتی کے سائے تلے لمبی تان کر سوگئی۔ یہاں تک کہ شہری زندگی سے مانوس ہوگئی اور صحرائی زندگی کو بھول گئی اور حکومت کے ذریعے انہوں نے بادشاہت کو حاصل کیا تھا۔ وُہ ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ صحرائی اخلاق اور سخت گیری اور تلوار کی چمک سے اقوام پر غالب آئے تھے پس اگر ثقافت فوجی جواں اور شہری زندگی نہ ہوتی تو شدت کے سوار عیت اور محافظ برابر ہو جاتے اور انہوں نے مجد اور نسب میں سلطان کی مشارکت کا انکار کر کے عشائر وقبائل کے ان سرداروں کی ناک کاٹ دی جو اس کی طرف گردنیں اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی حرص وآز کو کم کر دیا اور عجمیوں کے غلاموں اور حکومت کے پیروؤں سے اپنا دلی تعلق قائم کر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان سے مل کر اپنے اس عرب قبیلے پر حملہ کر دیا۔ جس نے حکومت

کو قائم کیا تھا اور ملت کی نصرت کی تھی اور خلافت کی مدد کی تھی اور بزورِ قوت انہیں فریب کاری کا مزا چکھایا اور انہیں ذلیل و خوار کر دیا اور انہیں عزت و مجد کی لذت فراموش کروادی اور ان سے عصبیت کی نصرت سلب کر لی یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو گئے اور خواص کے غلام بن گئے اور امت میں متفرق پارٹیاں بن گئے اور انہوں نے اپنے اغیار کو جو موالی اور پروردہ تھے اربابِ حل وعقد اور جوڑ توڑ کرنے والا بنا دیا پس ان میں عزت کا خیال جاگزین ہو گیا اور وہ بادشاہت کے متعلق باتیں کرنے لگے اور انہوں نے خلفاء کا انکار کر دیا اور امر ونہی کے صدر مقام پر بیٹھ گئے اور حمایتِ عرب' غلبہ میں شامل ہو گئے اور عوام الناس کے ساتھ مل جل گئے لیکن انہوں نے صحرائی حالات کو ان سے دوری کی وجہ سے اور عہد انساب کو اس کو مٹ جانے کی وجہ سے یاد نہ کیا اور انہوں نے اپنے سے پہلے اور بعد کے لوگوں کے احوال کو بھلا دیا یہ اللہ تعالیٰ کی وہ سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری ہو چکی ہے اور تُو اللہ تعالیٰ کی سنت کو تبدیل ہونے والا نہیں پائے گا۔

اور مولدّین حکومت کے قواعد کی تیاری اور اس کی اساس کی تعمیر میں دینِ اسلام کے آغاز سے ہی لگے ہوئے تھے اس کے بعد وہ خلافت اور بادشاہت کے لئے کام کرتے رہے عرب کے ان قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی پس انہوں نے ایمان وملت کی مدد کی اور خلافت کے بازوؤں کو مضبوط کر دیا اور اقالیم و امصار کو ختم کیا اور وہاں کی حکومتوں اور اقوام پر غلبہ پا لیا اور مضر میں سے جو قبائل شامل تھے وہ یہ تھے قریش' کنانہ' خزاعہ' بنو اسد' ہذیل' تمیم' غلفان' سلیم اور ہوازن اور ان کے بطون میں سے ثقیف' سعد بن بکر اور عامر بن صعصعہ اور ان کے ساتھ جو شعوب و بطون اور عشائر و قبائل اور خلفاء اور موالی تعلق رکھتے تھے۔ وہ بھی شامل تھے اور ربیعہ میں سے بنو تغلب بن وائل اور بنو بکر بن وائل اور بنی شکر' بنی حنیفہ' بنی عجل' بنی ذہل' بنی شیبان اور تیم اللہ کے سب قبائل پھر قاسط سے بنو نمر یر عبد القیس اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل تھے اور یمنی قبائل میں سے اور پھر کہلان بن سبا میں سے بھی ان میں کچھ قبائل شامل تھے اور اللہ کے مددگار اوس اور خزرج' جو شعوب غسان اور دیگر قبائل ازد کے سرداروں کے بیٹے تھے پھر ہمدان' خثعم اور بجیلہ اور مذحج اور اس کے سب بطون عبس' مراد' زبید' نخع اور اشعری اور بنی حرث بن کعب پھر لخی اور اس کے بطون اور لخم اور اس کے بطون پھر کندہ اور اس کے بادشاہ اور حمیر بن سبا میں سے قضاعہ اور اس کے سب بطون اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے عشائر و قبائل اور ان کے اخلاف ان سب کو عربی اسلامی حکومت نے بھجوا دیا پس ان سے دور دراز کی سرحدیں پُر ہو گئیں اور دور دراز علاقوں نے ان کو اپنا کھاجا بنا لیا اور مشہور جنگوں نے ان کو مار دیا پس ان میں سے کوئی قبیلہ باقی نہ رہا اور نہ ہی کوئی قابل ذکر چھوٹی سی جماعت باقی رہی اور نہ ہی کوئی دیت دینے والے باقی رہے جو جرم کا بار برداشت کریں اور نہ ہی کوئی دادخواہ گروہ باقی رہا۔ ہاں ان کے ناموں کا تذکرہ ان کی اولاد کے انساب میں سنا جاتا رہا جو ان شہروں میں پھیل چکی تھی جنہیں انہوں نے تباہ کر دیا تھا پس وہ ملکوں میں پھیل گئے اور لوگوں کے درمیان داخل ہو کر ذلیل ہو گئے اور حکومت کے غلاموں اور تکیہ لگانے والوں کے لئے بے چینی اور جنگ کے لانے کا باعث بن گئے اور ان کے غیر اسلام اور ملت کے نگران بن گئے اور حکومت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی اور متاعِ علوم و فنون ان کے غیر کے بازاروں میں آنے لگی اور مشرق کے عجمی یعنی دیلم کے لوگ غالب آ گئے اور ہمیشہ ہی اس زمانے تک حکومتیں ان میں منتقل ہوتی رہی ہیں اور ان میں جن قبائل کو حکومت حاصل تھی ان میں سے اکثر قبائل ختم ہو گئے ہیں اور ان کا

ذکر تک باقی نہیں رہا اور اس طبقہ کے قبائل کے بقیہ لوگ جنگلوں میں چلے گئے اور جنگلوں میں رہنے لگے انہوں نے خیموں اور صحرائی زندگی اور خشونت کو خیر باد نہ کہا پس نہ وہ آسودگی کی ہلاکت میں پڑے اور نہ ہی آسائش کے سمندر میں غرق ہوئے اور نہ ہی شہروں اور شہریت کے اندھیروں میں گم ہوئے اسی وجہ سے ان کے شاعر نے کہا ہے:

''تو ہم بادیہ نشینوں کو کیسے پاتا ہے جنہوں نے حیرت زار شہریت کو چھوڑ دیا ہے''۔

اور متنبی سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے اور ان عربوں کے ذکر پر یہ تعریف کرتے ہوئے جن سے اُسے ان کی آسودگی اور خار کی وجہ سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے کہتا ہے:

''اور وہ بادشاہوں کو اپنی صحرا نشینی سے ڈرایا کرتے تھے اور اب وہ پانی میں کائی کی طرح اُگے ہوئے ہیں پس انہوں نے تجھے برانگیختہ کیا جو جنگل میں اس کے ستاروں سے بھی زیادہ راہ پانے والا ہے اور شتر مرغ کے انڈوں سے بھی زیادہ جنگل میں گھر بنانے والا ہے''۔

اور یہ قبائل افریقہ کے مشرق و مغرب کے جنوبی صحراؤں' مصر' شام' حجاز' عراق اور کرمان میں اقامت پذیر ہو گئے۔ جیسے جاہلیت کے زمانہ میں ان کے اسلاف میں سے ربیعہ' مضر اور کہلان اقامت پذیر ہو گئے تھے اور انہوں نے سرکشی اختیار کر لی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہوا اور عربی اسلامی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا اور حکومتوں کو کمزوری نے آ لیا اور اس پود کے بعض لوگوں نے مشرق و مغرب میں عزت حاصل کر لی اور حکومتوں نے انہیں عامل بنا دیا اور ان کے قبیلوں پر انہیں امارت دے دی اور شہروں اور مضافات میں اور ٹیلوں میں انہیں جاگیریں دے دیں اور وہ حاکم کے لئے ایک نئی قوم بن گئے اور ان کے عجمی ساتھی بھی بہت ہو گئے اور اس امارت میں انہیں حکومت حاصل تھیں پس وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے حالات و واقعات کا تذکرہ کیا جائے اور انہیں عرب قبائل کے ساتھ ملا دیا جائے جن کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا اور معجزے کا ظہور ہوا پس وہ ان میں ٹھہرا رہا اور اس کے اعراب بدل گئے۔ پس وہ عجمہ کی طرف مائل ہوئے اور اعراب ہونے کی وجہ سے وہ عجمہ کہلانے کے مستحق ہوئے اسی لئے ہم نے انہیں عرب مستعجمہ کہا ہے اب ہم مشرق و مغرب میں اس طبقہ کے بقیہ قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور خصوصاً چراگاہوں کے متلاشی اور شریفانہ اقدار والے قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں میں مل جانے والوں کا تذکرہ نہیں کرتے پھر ہم اس طبقہ کے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جو افریقہ اور مغرب میں نقل مکانی کر گئے پس ہم ان کے مکمل حالات کو بیان کریں گے کیونکہ گزشتہ زمانوں میں مغرب' عربوں کا وطن نہ تھا بلکہ پانچویں صدی کی وسط میں بنی ہلال اور سلیم سے کچھ لوگ وہاں منتقل ہو گئے اور وہاں کی حکومتوں میں مل جل گئے ان کے حالات ان حکومتوں کے حالات میں شامل ہیں جنہیں ہم نے مکمل طور پر بیان کیا ہے اور عربوں کی دیگر جنگیں برقہ میں ہوئیں۔ جہاں پر بنو قرہ بن ہلال بن عامر قیام پذیر تھے اور ان کے حالات اور زیب و زینت کی حکایات عبیدیوں کی حکومتوں میں حاکم کے زمانہ اور اندلس میں بنو اُمیہ کے ابورکوہ کی بیعت کے زمانے میں مشہور ہیں اور ہم نے عبیدیوں کی حکومت میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور جب بنو ہلال اور سلیم مغرب کی طرف گئے تو یہ ان جنگوں میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے پھر ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ ہم افریقہ میں غزلوں کے دخول میں اس کا تذکرہ کریں گے اور اس زمانے میں برقہ بن جعفر کے قبائل اپنے مواطن میں باقی رہے اور آٹھویں صدی کے وسط میں ان کا سردار ابوذئب اور اس کا بھائی حامد بن حمید تھا اور مغرب میں کبھی وہ عرب قبیلے کی

طرف منسوب ہوتے اور خیال کرتے کہ وہ بنوکعب بن سلیم سے ہیں اور کبھی سبب اور خزارہ کی طرف منسوب ہوتے اور ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ ان کے سرداروں میں سے ایک بطن ہوارہ ہے اور یہ بات میں نے ان کے بہت سے نسابوں اور ان کے بعد برقہ اور عقبہ کبیرہ کے درمیان رہنے والے اسلام کی اولاد اور عقبہ کبیرہ اور اسکندریہ کے درمیان رہنے والے مقدم کی اولاد سے سنی ہے اور یہ دو بطن ہیں۔ اولاد ترکینہ اور اولاد قائد اور مقدم اور سلام بیک وقت لبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں پس بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ لبید بن لعتہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر اور بعض مقدم کے متعلق کہتے ہیں کہ مقدم بن عزار کعب بن سلیم اور جسے اولاد ترکیہ کے شیخ سلام نے بتایا کہ مقدم کی اولاد ربیعہ بن نزار سے ہے اور ان قبیلوں کے ساتھ جو آل جعفر کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ ایک لڑنے والا قبیلہ ہے کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن کلاب کی اولاد سے ہیں۔ جو رواحہ کہلاتے ہیں اور آل زبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ابن جعفر کے متعلق بھی یہی بات کہی جاتی ہے اور ان قبائل میں سے چراگاہوں کے متلاشی تمام قبائل بلاد قبلہ کے میدانوں کی جانب اپنے حالات کو منسوب کرتے ہیں اور ابن سعید کہتا ہے کہ رقہ غطفان میں سے اور مہیب اور رواحہ اور فزارہ رہتے ہیں۔ پس اس نے ان قبائل کو غطفان میں سے قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی صحت کو سب سے بہتر جاننے والا ہے اور اسکندریہ اور مصر کے درمیان کچھ خانہ بدوش قبائل رہتے ہیں جو بحیرہ کے نواح میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور وہاں کی زمین کو رہائش اور کھیتی باڑی سے آباد کرتے ہیں اور سردیوں میں عقبہ کے نواح کی طرف چلے جاتے ہیں اور برقہ مرابیہ حوارہ سے ہے اور زنارہ لواتہ کا ایک بطن ہے اور ان پر کھیتی باڑی کا ٹیکس بھی لگتا ہے اور ان کے ساتھ مخلوط عرب اور بربر شامل ہو جاتے ہیں جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہوسکتا اور صغیر کے نواح میں بنی ہلال اور بنی کلاب جو ربیعہ میں ہیں کے کچھ قبائل رہتے ہیں یہ بہت سے قبائل ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہوتے ہتھیار اٹھاتے اور کھیتی باڑی سے زمین کو آباد کرتے ہیں اور بادشاہ کی طرف سے خراج وصول کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں اس کے باوجود ان کے درمیان آپس میں جنگیں اور فتنے برپا ہوتے رہے ہیں جو جنگلی قبائل کے درمیان نہیں ہوتے اور آوان سے صعید اعلیٰ اور اس کے پیچھے ارض نوبہ سے بلاد حبشہ تک متعدد متفرق قبائل آباد ہیں جو سب کے سب جہینہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو قضاعہ کا ایک بطن ہے انہوں نے ان جنگلات کو پُر کیا ہوا ہے اور اپنے مواطن و ملک میں نوبہ پر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ملک میں حبشہ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور انہیں اس کی اطراف میں شریک کیا ہے اور جو لوگ آوان کے قریب رہتے ہیں وہ اولاد کنز کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا دادا کنز الدولہ تھا اور حکومتوں کے ساتھ وہ مذکورہ مقامات میں قیام کرتا تھا اور وہ آوان سے قوص تک ان جنگوں میں ان کے ساتھ رہا اور جب بنوجعفر بن ابی طالب پر مدینہ کے نواح میں بنوالحسن غالب آ گئے تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا یہ ان کے درمیان شرفائے جعافرہ کے نام سے مشہور تھے اور تجارت پیشہ تھے اور نواح مصر میں جہت قبلہ سے عقبہ ایلہ تک بھی قبائل آباد تھے جن کی اکثریت عائذ سے تعلق رکھتی تھی اور عقبہ ایلہ کے پیچھے سے قلزم تک قضاعہ کے قبائل آباد تھے اور قلزم سے منبع تک جہینہ کے قبائل آباد تھے اور منبع سے بدر اور اس کے نواح میں زبید قبیلے کے لوگ آباد تھے۔ جو مذحج کا ایک بطن ہے اور وہ مکہ کے امرائے بنی حسن کے حلیف اور ان سے مواخات رکھتے ہیں اور مکہ اور مہج جو یمن کے قریب ہے کے درمیان بنی شعبہ کے قبائل آباد ہیں جو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں

اور کرد سے غزہ تک مشرق کی طرف جذام کے قبائل آباد ہیں۔ جو قضاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد میں ہیں اور ان کے طاقتور امراء کو بادشاہ فوج پر افسر مقرر کرتا ہے اور راستوں کی حفاظت کا کام ان کے سپرد کرتا ہے اور سردیوں میں وہ معان اور اس کے آس پاس کے نشیبوں میں جو قیاد کے قریب چلے جاتے ہیں اور ان کے بعد ارضِ شام میں بنو حارثہ بن سنبس اور آل مراء بن ربیعہ کے ماموؤں نے شام عراق اور نجد کے جنگلات میں بادشاہوں کو عربوں پر ترجیح دی ہے اور مجھے حارثہ بن سنبس کے بعض امراء نے بطون کے متعلق بتایا ہے اب ہم شام و عراق کے ان امراء کا ذکر کرتے ہیں جو فضل کی اولاد ہیں اور طی سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز شام کے سب اعراب کی مضاحت کرتے ہیں۔

آلِ فضل اور بنی مھصار کے حالات اور شام و عراق میں ان کی حکومت: یہ عرب قبیلہ آل فضل کے نام سے معروف ہے یہ لوگ شام جزیرہ اور ارض حجاز کے نجد کے جنگل میں گھومتے رہتے ہیں ان علاقوں میں یہ دوسفر کرتے ہیں اور طی میں جا رہتے ہیں اور ان کے ساتھ زبید کلب ہر دع اور مذجح کے قبائل بھی ہوتے ہیں۔ جو ان کے حلیف ہیں اور ان میں سے بعض قبیلے آلِ مرار سے طاقت اور تعداد میں مختلف ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ فضل اور مرار آل ربیعہ سے ہیں۔ نیز ان کا یہ خیال بھی یہ ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آلِ علی میں تقسیم ہے اور سب آلِ فضل ارض حوران میں رہتے تھے کہ ان پر آل مرار غالب آ گئے اور انہوں نے وہاں سے انہیں نکال دیا اور وہ وہاں سے نکل کر حمص اور اس کے نواح میں فروکش ہو گئے اور ان کے حلیفوں میں سے زبید نے حوران میں اقامت اختیار کر لی اور وہ اب تک وہیں آباد ہیں اور وہ اس جگہ کو نہیں چھوڑتے مؤرخین کہتے ہیں کہ پھر آلِ فضل لد کے ساتھ سلطنت میں شامل ہو گئی اور انہوں نے ان کو عرب قبیلوں کا حکمران بنا دیا اور انہیں شام اور عراق کے درمیانِ راستوں کی اصلاح کا کام سپرد کیا پس وہ اپنی سرداری میں آل مرار پر غالب آ گئے اور سرما کے موسم میں بھی ان پر غالب آ گئے اور ان کا عام سفر حدودِ شام میں ٹیلوں اور بستیوں کے قریب ہوتا وہ نہایت ہی کم تعداد میں جنگل کی طرف جاتے اور ان کے ساتھ اعراب کے کئی قبائل بھی ہوتے جو ان کی دوستی میں مذجح عامر اور زبید کے حلف میں شامل ہوتے جیسا کہ وہ آل فضل کے ساتھ شامل ہوتے تھے ہاں آلِ مرار کے اکثر لوگ انہی قبائل سے تھے اور ان میں سب سے زیادہ تعداد بنو حارثہ کی تھی۔ جوطی کا ایک بلند مرتبہ بطن تھا۔ یہی بات ان کے ثقہ آدمیوں نے بیان کی ہے اور اس زمانے میں بنو حارثہ شام کے ٹیلوں پر غالب تھے اور وہ وہاں سے صحراؤں کی طرف آگے نہیں جاتے تھے اور طی کے ٹھکانے نجد میں بہت وسیع تھے اور وہ یمن سے اپنے پہلے خروج کے موقع پر اُجا اور سُلمیٰ کے پہاڑوں میں اُترے اور ان دونوں پہاڑوں پر بنی اسد غالب آ گئے اور یہ ان کے پڑوس میں آ گئے اور سمیرا اور مید جو حاجیوں کی منازل میں سے ہیں۔ وہاں بھی ان کے ٹھکانے تھے پھر بنو اسد کا خاتمہ ہو گیا اور طی ان کے علاقوں پر کرخ کے پرے تک جو ارضِ غفر سے ہے وارث ہو گئے اور اسی طرح وہ منازل تمیم کے وارث ہو گئے جو ارضِ نجد بصرہ کوفہ اور یمامہ کے درمیان واقع ہیں اور اسی طرح وہ غطفان کی اس وادی کے وارث ہوئے جو وادی القریٰ کے قریب ہے یہی بات ابن سعید نے کہی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اسی وقت ان میں مشہور حجازی بنولام اور بنو نبھان ہیں اور حجاز میں عراق اور مدینہ کے درمیان بنولام کو سطوت حاصل ہے اور وہ مدینہ کے امراء بنی الحسین کے حلیف ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ ان میں سے بنو صخر تیمار کی جہت میں رہتے ہیں۔ جو شام اور خیبر کے درمیان ہے

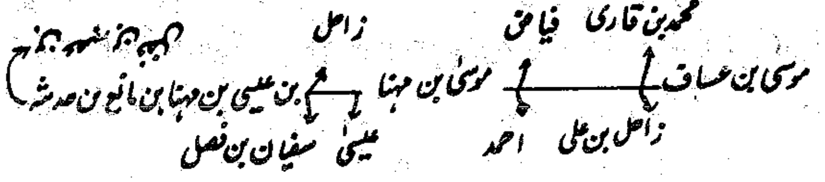
اورغربہ جوطی میں سے ہیں یعنی بنوغربہ بن اخلت بن معبد بن معن بن عمر بن غبس بن سلامان وہ اپنے علاقوں کے بعد انمر اور اساور تک غزہ سے وارث ہوئے ہیں اور اس زمانے میں ان کی منازل موسم گرما میں الکلیات میں اور موسم سرما میں بنی لام کے ساتھ ہوتی تھی جو بنی طی میں سے تھے اور وہ شام وعراق کے درمیان صاحب سطوت اور غارت گری کرنے والے تھے اور ان کے بطون میں سے اجود اور بطنین اور ان کے بھائی زبید تھے جو موصل میں فروکش تھے۔ ابن سعید نے انہیں طی کے بطون سے قرار دیا ہے اور انہیں بنی مذحج سے قرار نہیں دیا اور اس دور میں آل فضل کی ریاست بنی مہنا میں تھی اور وہ اسے کنا بن مالع بن مدسہ بن عصیہ بن فضل بن بدر بن علی بن مفرج بن بدر بن سالم بن قصبہ بن بدر بن سمیع کی طرف منسوب کرتے تھے اور سمیع کے پاس ٹھہر جاتے تھے اور ان کے لیڈر کہتے تھے کہ یہ سمیع وہ ہے جسے ہارون الرشید کی بہن عباسہ نے جعفر بن یحییٰ برمکی سے جنم دیا تھا' رشید اور اس کی بہن اور طی کے بڑے آدمیوں کی بیٹیوں سے لے کر بنی برمک کے موالی' عجم اور ان جیسے لوگوں کے متعلق ایسی بات کہنے سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں پھر یہ کہ اس قبیلے پر ان جیسے لوگوں کو جو ان کے قبیلے میں سے نہیں ہیں سرداری ملتی ہے اور اس قسم کی باتیں مقدمات الکتاب میں بیان ہو چکی ہیں اور ان کی سرداری کی ابتداء بنی یعقوب کی حکومت کے آغاز سے ہوئی عماد اصبہانی کہتا ہے کہ عادل' اعراب کے شیخ عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ کی معیت میں بہت سی فوج کے ساتھ مرج دمشق میں اُترا اور فاطمیوں کے عہد سے ان میں سرداری بنی جراح کو حاصل تھی جو طی میں سے تھے اور ان کا سردار مفرج بن دغفل بن جراح تھا اور وہ بھی فوج کی ان کی ٹکڑیوں میں شامل تھا جو اس کے ساتھ تھیں اور یہ وہی شخص ہے' جس نے بنی بویہ کے غلام ''اسکی'' کو اس وقت گرفتار کیا' جب اس نے اپنے آقا بختیار کے ساتھ عراق میں شکست کھائی تھی اور وہ ۳۶۴ھ میں شام کی طرف آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا اور قرامطہ کے ساتھ مل کر عزیز بن معز صاحب مصر سے جنگ کی پس عزیز نے انہیں شکست دی اور افتکین بھاگ گیا پس مفرج بن دغفل اُسے ملا اور اسے عزیز کے پاس لے آیا اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا اور مفرج ہمیشہ شان وشوکت کے ساتھ رہا اور ۴۰۴ھ میں وفات پا گیا اور اس کے چار بیٹے تھے' حسان' محمود' علی اور جرار۔ اس کی وفات کے بعد حسان حکمران بنا اور اس کی شہرت بہت بڑھ گئی اور اس کے اور فاطمی خلفاء کے درمیان بہت اچھے تعلقات تھے اور اسی نے رملہ اور ان کے قائد باروق ترکی کو شکست دی اور اسے قتل کیا اور اس کی بیویوں کو قیدی بنایا اور اسی کی تہامی نے مدح کی ہے اور چیدہ آدمیوں کا ذکر کیا ہے اور عبیدیوں کی حکومت کی راہ حسان بن مفرج کی قرابت میں ہموار ہوئی یہ فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کا بھائی بدر بن ربیعہ ہے اور دونوں بدر کے بیٹے ہیں اور شاید ہی فضل آل فضل کا جد ہے ابن اثیر کہتا ہے کہ فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباء بیت المقدس کے ساقی تھے اور فضل کبھی فرنگ کے ساتھ اور کبھی خلفائے مصر کے ساتھ ہوتا تھا اور طغرکین اتابک دمشق نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور بنی بنی کا سرپرست بنا اور اسے شام سے نکال باہر کیا اور وہ صدقہ بن وتر کے ہاں مہمان اترا اور اس کا حلیف بنا اور صدقہ نے اسے نو ہزار دینار دیئے اور جب صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملکشاہ کی ۵۰۰ھ میں اور اس کے بعد مخالفت کی اور ان کے درمیان جنگ ہوئی تو یہ فضل اور قرواش بن شرف الدولہ جو قریش سے تھا اور موصل کا حاکم اور بعض ترکمانی امراء اکٹھے ہوئے یہ سب کے سب صدقہ کے مددگار تھے پس وہ ہراول دستوں سے جنگ میں گیا اور وہ سلطان کی طرف بھاگ گئے تو اس نے

ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت دیئے اور فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھر اتارا اور جب سلطان صدقہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے چلا تو فضل نے اس سے جنگل کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تا کہ صدقہ کے ایک حصہ کو پکڑے اس نے اجازت دے دی اور خود وہ انبار کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہاں ابن اثیر کی عبارت ختم ہوئی ابن اثیر اور مسیحی کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ فضل اور بدر آلِ جراح میں سے تھے اور ان کے سلسلۂ کلام سے ان کا نسب معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فضل ان کا جد ہے کیونکہ وہ اسے فضل بن ربیعہ ابن الجراح کی طرف منسوب کرتے ہیں اور شاید ان لوگوں نے ربیعہ کو اس مغرج کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو بعد زمانہ اور اس جیسے بے آباد جنگل میں قلت محافظت کی وجہ سے بنی الجراح کا بڑا آدمی تھا اور آل فضل بن ربیعہ بن فلاح کے اس قبیلے کی نسبت جو مغرج سے ہے' طی میں ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ طی میں سرداری ایاس بن قبیصہ کو حاصل تھی جو بنی بن سبا بن عمر بن الغوث میں سے تھا جو طی قبیلے میں سے تھا اور ایاس وہ شخص ہے جسے کسریٰ نے آلِ منذر کے بعد حرہ کا بادشاہ بنایا کیونکہ نعمان بن منذر قتل ہو گیا تھا اور اسی نے خالد بن ولید سے حرہ کے متعلق جزیہ پر صلح کی تھی اور اسلامی حکومت کے اوائل سے طی پر بنو قبیصہ کی حکومت رہی اور شاید بنی الجراح اور آل فضل ان کی اولاد میں ہوں اور ان کی اولاد ختم ہو چکی ہے تو یہ ان کے قریب ترین قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ قبائل وشعوب پر سرداری کرنا اہل عصبیت ونسب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے اور ابن حزم طی کے انساب کے تذکرہ کے موقع پر بیان کرتا ہے کہ جب وہ یمن سے بنی اسد کے ساتھ نکلے تو اُجا اور سلمٰی کے دو پہاڑوں میں فروکش ہو گئے اور ان دونوں پہاڑوں اور ان کے درمیانی علاقے کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا اور بنو آمدان کے اور عراق کے درمیان فروکش ہو گئے اور ان سے بہت سے لوگوں یعنی بنو حارثہ نے اپنی ماں کی طرف نسبت دینے کو ترجیح دی اور ان کے بھائی تیم اللہ' جیش اور اسد جنگ کے فساد میں میلین چلے گئے اور حلب گئے اور حاصر طی چلے گئے اور انہوں نے بنی رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد کے سوا' ان علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا۔ پس انہوں نے دونوں پہاڑوں میں اقامت اختیار کر لی اور وہ حلبی بن گئے اور اہل حلب اور حاصر طی کے لئے جو خارجہ سے تھے سہلی بن گئے اور شاید انہی قبائل کے لوگوں کے متعلق جو بنی الجراح اور آل فضل میں سے شام میں رہتے ہیں اور بنی خارجہ میں سے ہیں۔ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حلب اور حاصر طی کی طرف منتقل ہو گئے تھے کیونکہ یہ ٹھکانہ اس عہد میں بنی الجراح کے فلسطینی ٹھکانوں سے اُجا اور سلمٰی کے پہاڑوں کی نسبت ان کے ٹھکانوں سے زیادہ قریب تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے انساب کے متعلق ان میں سے کون سی بات درست ہے اور وہ فرات کے نواح میں ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر کی پناہ میں قبائل عامر بن صعصعہ کے ساتھ نجد سے جزیرہ میں داخل ہوئے اور جب بنو عامر ممالکِ اسلامیہ میں پھیل گئے تو انہوں نے حلب کے نواح اور اس کی حکومت کو اپنے لئے خاص کر لیا۔ ان لوگوں میں بنو صالح بن مرداس بھی تھے جو بنی عمر بن کلاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر ان کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ قبائل کی طرف واپس آ گئے اور فرات میں طی کے ان سرداروں کی پناہ میں اقامت پذیر ہو گئے اور شام وعراق میں عربوں پر ان کی سرداری کی ترتیب بنی ایوب العادل کی حکومت کے آغاز سے ۶۷۹ھ کے آخر تک رہی ہے اور ہم نے اس کا ذکر ترکوں کی حکومت اور مصر وشام کے بادشاہوں میں کیا ہے اور ہم نے بالترتیب ایک کے بعد ایک

کا ذکر کیا ہے اور ہم عنقریب اس ترتیب کے مطابق آگے بھی ذکر کریں گے پس ہم کہتے ہیں کہ بنی ایوب کے عہد میں عادل کے زمانے میں عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ امیر تھا جیسا کہ اس کے بعد مصر اور شام میں حسام الدین مانع بن حارثہ امیر تھا اور ۶۳۰ھ میں اس کے بعد اس کے بیٹے مہنا کو حکمران بنایا گیا اور جب قطر بن عصیہ بن فضل نے جو مصر میں ایک ترک بادشاہ تھا۔ شام کو تاتاریوں سے واپس لیا اور انہیں عین جالوت پر شکست دی تو سلمیہ نے مہنا بن مانع کو جاگیر عطا کی اور منصور بن قطفر بن شالعشاہ حاکم حماۃ کی عملداری سے اُسے چھین لیا۔ مجھے مہنا کی تاریخ وفات کے متعلق پتہ نہیں چل سکا۔ پھر اس نے شام میں عرب قبیلوں پر ترکوں کی حکومت کے مضبوط ہو جانے پر الظاہر کو حکمران بنایا اور وہ حاکم خلیفہ کی مشایعت کے لئے دمشق کی طرف چلا اور مستعصم نے بغداد کی عیسیٰ بن مہنا کو سردار بنا کر بھیجا اور راستوں کی حفاظت کے لئے اُسے جاگیریں دیں اور ان کے عم زاد زامل بن علی بن ربیعہ کو جو آلِ فضل میں سے تھا۔ چغلی اور تاوان کے باعث قید کر لیا اور وہ ہمیشہ ہی عرب قبائل پر غارت کرتا رہا اور انہوں نے اس کے زمانے میں صلح کر لی کیونکہ اس نے ان پر سختی کر کے اپنے باپ کی مخالفت کی تھی اور ۹۷ھ میں سنقر الاسقر بھاگ کر اس کے پاس آ گیا اور انہوں نے ناپسندیدگی کے ساتھ مکاتبت کی اور اُسے شامی حکومت کے خلاف برانگیختہ کیا اور ۸۴ھ میں عیسیٰ بن مہنا فوت ہو گیا اور اس کے بعد منصور قلادن نے اس کے بیٹے مہنا کو حاکم بنایا۔ پھر اشرف بن قلادن شام کی طرف گیا اور حمص میں فروکش ہوا۔ تو مہنا بن عیسیٰ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اس کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور فضل کو جو دونوں مہنا کے بیٹے تھے گرفتار کر لیا اور انہیں مصر بھجوا دیا جہاں انہیں قید کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ جب عادل ۹۴ھ میں تخت پر بیٹھا تو اس نے ان کو قید سے رہا کیا اور وہ دوبارہ اپنی امارت پر قائم ہو گیا اور ناصر کے زمانے میں اسے نصرت و استقامت حاصل تھی اور وہ عراق میں تاتاری بادشاہوں کی طرف میلان رکھتا تھا اور اسے غازال کی جنگوں کی کوئی بات یاد نہ تھی اور جب اسفر اور داقوش الاخرم اور ان کے ساتھی ۱۰ےھ میں بھاگے تو اُس سے آ ملے اور اس کے پاس سے خرشد کی طرف گئے اور وہ سلطان سے خوفزدہ ہو گیا اور وہ منقبض ہو کر بادشاہ کے پاس جانے سے اپنے قبائل میں اقامت پذیر ہو گیا اور اس کا بھائی فضل ۱۲ھ میں بادشاہ کے پاس گیا۔ تو اس نے اس کے آنے کی رعایت کی اور اُسے اس کے بھائی مہنا کی جگہ حکمران بنا دیا اور مہنا دھتکارا ہوا باقی رہ گیا پھر وہ ۱۶ھ میں تاتاریوں کے بادشاہ خرشد سے ملا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور عراق میں اسے جاگیر عطا کی اور خرشد اسی سال فوت ہو گیا تو مہنا اپنے قبائل میں واپس آ گیا اور اس کا بیٹا احمد اور موسیٰ اور اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ ناصر کو رضا کرتے ہوئے اور سوالی بن کر اس کے پاس گئے تو اس نے ان کی قدر کی اور انہیں قصر ابلق میں ٹھہرایا اور ان سے بہت حسن سلوک کیا اور اس نے مہنا کو راضی کیا اور اسے دوبارہ امارت اور جاگیریں دے دیں یہ ۱۷ھ کا واقعہ ہے اور اسی سال اس کے بیٹے عیسیٰ اور بھائی محمد اور آلِ فضل کی ایک جماعت نے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حج کیا اور پھر مہنا تاتاریوں کی طرف میلان کرنے لگا اور شام جانے لگا اس بات کا پتہ سلطان کو چلا تو وہ اور اس کی ساری قوم اس پر ناراض ہو گئی اور اس کی حج سے واپسی کے بعد ۲۰ھ میں وہ شام کے دروازوں کی طرف آیا اور آلِ فضل کو شہروں سے نکال دیا گیا اور ان میں سے مالک کو اس کی انصاف پسندی کی وجہ سے حکومت دی گئی اور عرب قبائل پر اس نے ان میں سے محمد کو حکمران بنایا اور مہنا اور اس کے بیٹوں کی جاگیریں محمد کو دے دی

گئیں۔ مہنا ایک مدت تک اسی حالت میں رہا اور ۷۳۱ھ میں حاکم حماۃ افضل بن مؤید کے وسیلہ سے سوالی بن کر سلطان کے پاس گیا۔ تو اس نے اُسے اس کی جاگیریں اور امارت واپس کر دی اور مجھے مصر میں بعض بڑے بڑے امراء نے جو اس کی آمد کو جانتے تھے یا اس کی آمد کے متعلق ان کے پاس بیان کیا گیا تھا بتایا کہ وہ اس دفعہ سلطان سے کسی بھی چیز کو قبول کرنے سے الگ رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس دودھیل اونٹنیاں اور خالص عربی گھوڑے سے لے کر آیا اور وہ ارباب حکومت میں سے کسی کے ایک کے دروازے پر بھی نہ گیا اور نہ ہی اپنی حاجات کے متعلق ان سے کوئی چیز مانگی پھر وہ اپنے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور ۷۴۲ھ میں فوت ہو گیا۔ پس اس کا بیٹا مظفر الدین موسیٰ حکمران بن گیا اور ناصر کے مرنے کے بعد ۷۴۲ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان حکمران بنا پھر سلیمان ۷۴۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ شرف الدین عیسیٰ جو اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا بیٹا تھا حکمران بنا پھر وہ ۷۴۴ھ میں فرس میں وفات پا گیا اور خالد بن ولید کی قبر کے پاس دفن ہوا اور اس کی جگہ اس کا بھائی سیف بن فضل حکمران بنا پھر اسے مصر کے سلطان کامل بن ناصر نے ۷۴۶ھ میں معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن مہنا بن عیسیٰ کو حکمران بنایا پھر سیف بن فضل نے فوج اکٹھی کی اور فیاض بن مہنا بن عیسیٰ نے اس سے جنگ کی اور سیف شکست کھا گیا۔ پھر سلطان حسن ناصر نے اپنی پہلی حکومت میں جبکہ وہ سعاروس کی کفالت میں تھا احمد بن مہنا کو حکمران بنایا اور وہ ۷۴۹ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی حدار بن مہنا حکمران بنا اور حسن ناصر نے اپنی دوسری حکومت میں اسے حکمران بنایا پھر وہ ۷۶۵ھ میں باغی ہو گیا اور دو سال تک مصر میں نافرمانی کی حالت میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ اس کے متعلق یہ خبر پھیل گئی کہ وہ حماۃ کا نائب ہے۔ پس اسے دوبارہ امارت دے دی گئی پھر وہ ۷۷۰ھ میں باغی ہو گیا تو سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکمران بنا دیا اور وہ حلب کے نواح میں آیا تو بنو کلاب وغیرہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شہروں میں فساد کرنے لگے ان دنوں حلب پر قشتمر مستوری حکمران تھا وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے خیموں تک پہنچ گیا اور ان کے اونٹوں کو ہانک لایا اور خیموں کو پامال کر دیا۔ پس انہوں نے کمک مانگی اور اسے شکست دی اور اس معرکہ میں قشتمر نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور الگ تھلگ ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا تو اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد معیقل بن فضل بن عیسیٰ کو حکمران بنایا اور پھر ابن معیقل نے اپنے ساتھی کو ۷۷۱ھ میں جبار کے لئے امان طلب کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اسے امان دی پھر ۷۷۵ھ میں حیار بن مہنا سلطان کے پاس گیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ اس کی امارت دے دی پھر وہ ۷۷۷ھ میں فوت ہو گیا۔ تو اس کا بھائی مالک حکمران بنا یہاں تک کہ وہ ۷۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ معیقل بن موسیٰ بن عیسیٰ اور ابن مہنا دونوں اکٹھے حکمران بنے پھر یہ دونوں ایک سال کے لئے معزول ہو گئے اور بغیر بن جابر مہنا حکمران بنا اس کا نام محمد تھا اور وہ اس زمانے میں آل فضل اور شام کے تمام قبائل طی کا سردار ہے اور سلطان الظاہر اس کے عہد میں حجر بن محمد ابن قاری کے ذریعے اس سے چھیڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو گیا۔ پھر وہ سلطان کی مخالفت اور بغاوت تک پہنچ گیا اور سلطان اپنے غلام پر اور پھر محمد بن قاری پر غالب آ گیا پس اس نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے ان دونوں کی جگہ ان کے عم زاد محمد بن کوکتنیس اور اس کے عم زاد موسیٰ بن عساف بن مہنا کو حکمران بنایا اور اس نے عربوں کے انتظام کو سنبھال لیا اور بعیر جنگل میں الگ تھلگ رہ گیا اور مال کی کمی کی وجہ سے خوراک سے بھی عاجز

ہو گیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے اور اس زمانے تک اسی حالت میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا منصرم ہے اور اس کے سوا کوئی رب نہیں۔



باب : ۲

بنو عامر بن صعصعہ

اب ہم اس طبقہ کے بقیہ قبائل کی طرف لوٹتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ سب کے سب نجد میں رہتے تھے اور بنو کلاب' خناصرہ اور ربذہ میں رہتے تھے جو مدینہ کے مضافات میں واقع ہیں اور کعب بن ربیعہ' تہامہ' مدینہ اور ارض شام کے درمیانی علاقہ میں رہتے تھے اور بنو ہلال بن عامر طائف کی ان کھلی زمینوں میں رہتے تھے جو اس کے اور جبل غزوان کے درمیان تھیں اور نمیر بن حامد بھی ان کے ساتھ تھے اور جشم بھی نجد میں انہی میں محسوب ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب اسلامی زمانہ میں جزیرہ خراتیہ میں منتقل ہو گئے جو دریائے حران اور اس کے نواح کا راستہ ہے اور بنو ہلال شام میں اقامت پذیر ہو گئے یہاں تک کہ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور ان بقیہ لوگوں میں جبل بن ہلال میں باقی رہ گئے۔ جو ان کی وجہ سے مشہور ہے ان میں سے اکثر آج کل کھیتی باڑی کرتے ہیں اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بنو کلاب بن ربیعہ نے ارض حلب اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا اور بنو کعب بن ربیعہ شام چلے گئے اور عقیل قسر' حریش اور جعدہ ان کے قبائل میں سے ہیں ان میں سے تین قبائل اسلامی حکومت کے زمانہ میں ختم ہو گئے اور بنو عقیل کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد' تمام مصر کی تعداد کی برابر تھی پس ان میں سے بنو مالک' بنی حمدان اور تغلب کے بعد موصل اور اس کے نواح اور اس کے ساتھ حلب پر قابض ہو گئے پس ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور صحرا میں واپس آ گئے اور ہر جانب میں عربوں کے ٹھکانوں کے وارث ہو گئے پس ان میں سے بنو المنتفق بن عامر بن عقیل بھی ہیں اور بنو مالک بن عقیل نجد کی ارض تیما میں اقامت پذیر تھے اور آج کل وہ بصرہ کی جہات میں ان جھنگوں میں رہتے ہیں۔ جو اس کے اور کوفہ کے درمیان بطائح کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی امارت بنی معروف کے ہاتھ میں ہے اور مغرب میں بنو المنتفق کے وہ قبائل ہیں جو ہلال بن عامر کے ساتھ آئے تھے۔ جو خلط کے نام معروف ہیں اور ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ میں فاس اور مراکش کے درمیان اور جرجانی کہتا ہے کہ سب کے سب بنی المنتفق خلط کے نام سے معروف ہیں اور بصرہ کے جنوب میں ان کے قریب ان کے بھائی بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر رہتے ہیں اور عوف المنتفق کا بھائی ہے۔ یہ لوگ بحرین اور عمارہ پر غالب آ گئے اور ابوالحسن الاصغر بن تغلب کی مدد سے اس کے مالک ہوئے حالانکہ یہ ٹھکانے ازدبنی تمیم اور عبدالقیس کے لئے تھے۔ پس یہ ان کی زمینوں اور گھروں کے وارث بن گئے ابن سعید بیان کرتا ہے کہ اسی طرح بنی کلاب

سے یہ ارض یمامہ کے مالک بن گئے اور ۶۵ھ میں اس سرزمین میں ان کے بادشاہ عصفور تھے اور بنی عقیل سے خفاجہ عمر بن عقیل بھی تھا یہ لوگ عراق میں منتقل ہو کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے اور اس کے مضافات کے مالک بن گئے ان لوگوں کے مراتب اور تذکروں کا بہت چرچا پایا جاتا ہے اور یہ بہت صاحب سطوت و کثرت تھے اور آج کل دجلہ وفرات کے درمیان پائے جاتے ہیں اور عقیل میں سے بنو عبادہ بن عقیل بھی ہیں اور ان میں سے اجافل ہیں۔ کیونکہ عبادہ اجفل کے نام سے مشہور تھا اور اس زمانے میں یہ لوگ بنی المنتفق کے ساتھ عراق میں اور بصرہ' کوفہ اور واسط کے درمیان بطائح میں رہتے ہیں اور ہماری معلومات کے مطابق آج کل ان کی امارت میاں بن صالح کے پاس ہے جو بہت طاقتور اور بڑی تعداد والا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بنی معروف میں سے ہے جو بنی المنتفق کے بطائح کے امراء ہیں۔ یا عبادہ الاجافل سے ہے' یہ بنی عامر بن صعصعہ اور ان کے کہلانی' ربیعی اور مصری عربوں کے ٹھکانوں پر قابض ہونے کے حالات ہیں۔ بنو کہلان کے متعلق سنا جاتا ہے کہ ان کے قبائل باقی نہیں رہے اور ربیعہ اور فارس اور کرمان سے گذر گئے ہیں اور وہ کرمان اور خراسان کے درمیان چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور عراق میں ان کا ایک گروہ باقی رہ گیا ہے۔ جو کوفہ کی طرف آتے ہوئے بطائح اور سیب میں اترتا ہے اور ان میں بنو صباح بھی ہیں اور ان کے ساتھ اوس اور خزرج کے مخلوط لوگ بھی ہیں اور ربیعہ کے امیر کا نام شیخ ولی ہے اور اوس اور خزرج کا امیر طاہر بن خضر ہے اس عہد میں دیار مشرق میں عربوں کے طبقہ ثالثہ میں سے یہ قبائل امکانی حد تک پائے جاتے ہیں۔

بربری قوم جو یہاں رہتی تھی نے افریقس میں بن ضبیع سے جنگ کی اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس چلا آیا اور حمیر کے قبائل تحامہ اور ضہاجہ کو وہاں چھوڑ آیا۔ پس وہ بربریوں کی طرف مائل ہو گئے اور ان میں شامل ہو گئے اور ان میں عربوں کی بادشاہی جاتی رہی پھر ملت اسلامیہ کا دور آ گیا اور عرب' دین کے غالب آنے سے دوسری قوموں پر غالب آ گئے اور مغرب میں چلے گئے اور اس کے دیگر شہروں کو فتح کر لیا اور انہوں نے بربریوں کے ساتھ جنگوں میں بڑی شدت محسوس کی اور اس سے قبل ابن ابی یزید نے بیان کیا ہے کہ وہ بارہ دفعہ مرتد ہو گئے۔ پھر اسلام ان میں راسخ ہو گیا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں نہ رہے اور نہ ہی قبائل کی صورت میں اترے کیونکہ جو حکومت انہیں حاصل ہوئی تھی وہ انہیں مضافات میں رہنے سے مانع تھی اور انہیں شہروں کی طرف لے جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ عربوں نے بلادِ مغرب کو وطن نہیں بنایا پھر وہ پانچویں صدی کے نصف میں مغرب میں آئے اور اس کو اپنا وطن بنا لیا اور اپنے قبائل کے ساتھ اس کی اطراف میں پھیل گئے جیسا کہ اب ہم اس کے اسباب کو مکمل طور پر بیان کریں گے۔

چوتھے طبقے کے عربوں یعنی بنی ہلال اور ابو سُلیم کے داخلے کے حالات و واقعات: ہلال اور سُلیم کے بطون مضر سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ہمیشہ ہی صحرا نشین رہے ہیں اور کبھی کبھی حجاز کے بعد نجد میں ان کے مقامات' چراگاہیں ہوتے تھے اور بنو سُلیم مدینہ کے پاس رہتے تھے اور بنو ہلال' طائف کے پاس جبل غزوان میں قیام پذیر تھے اور بسا اوقات وہ گرمیوں اور سردیوں کے سفر میں عراق و شام کی اطراف میں گھومتے تھے اور مضافات پر غارت گری کرتے تھے اور راستوں میں فساد کرتے تھے اور جماعتوں کو لوٹتے تھے اور بعض اوقات بنو سُلیم حج کے ایام میں مکہ میں اور زیارت کے ایام میں مدینہ

میں حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور ہمیشہ ہی خلافت کی جانب سے بغداد میں ان پر حملہ کرنے کے لئے اور حاجیوں کو ان کے حملہ سے بچانے کے لئے فوجیں بھیجی جاتی تھیں پھر بنو سُلیم اور ربیعہ بن عامر کے بہت سے لوگ قرامطہ کے ظہور کے وقت ان کے ساتھ مل گئے اور بحرین اور عمان میں ایک فوج بن گئے اور جب ابن عبید اللہ مہدی کے شیعہ مصر و شام پر غالب آئے تو قرامطہ امصار شام پر غالب تھے۔ پس عزیز نے ان سے امصار کو چھین لیا اور ان پر غالب آ گیا اور انہیں ایڑیوں کے بل بحرین میں ان کے ٹھکانے کی طرف واپس کر دیا اور بنی ہلال اور سُلیم میں سے جو عرب ان کے پیروکار تھے۔ اس نے ان کو اٹھا کر صعید اور دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اتار دیا اور یہ وہیں اقامت پذیر ہو گئے اور یہ شہروں کو نقصان پہنچاتے تھے اور ضہاجہ کا بادشاہ ۴۰۸ھ میں قیروان سے معز بن بادیس بن منصور کے پاس گیا تو الظاہر الدین اللہ علی بن الحاکم بامر اللہ منصور بن العزیز الدین اللہ نے اپنے آباء کے طریق کے مطابق اُسے افریقہ کی حکومت دے دی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے اور وہ اس کے عہد ولایت میں آٹھ سال کا نو عمر بچہ تھا۔ جو نہ امور کا تجربہ کار تھا اور نہ سیاست سے آگاہی رکھتا تھا اور نہ ہی اس میں عزت و غیرت تھی پھر ستائیسویں سال میں الظاہر فوت ہو گیا اور المنتصر باللہ معز الطویل نے امر خلافت کو اس طرح سنبھالا کہ خلفائے اسلام میں کوئی بھی اس کے مقام کو نہ پہنچ سکا کہتے ہیں کہ وہ ۷۵ سال اور بعض کہتے ہیں کہ ۹۵ سال حکمران رہا اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ۷۳ سال حکمران رہا کیونکہ اس کی وفات پانچویں صدی کے سرے پر ہوئی ہے اور ان دنوں معز بن بادیس اہل سنت کے مذاہب کی طرف بہت میلان رکھتا تھا پس اس نے شیخین ابی بکرؓ اور عمر کی مدد کے لئے آواز دی۔ تو عام لوگوں نے اس آواز کو سن کر رافضہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور سچے اعتقاد کا اعلان کیا اور شعارِ ایمان کا چرچا کیا اور اذان سے حی علی خیر العمل کے الفاظ ختم کر دیئے اور الظاہر نے اس سے چشم پوشی کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے معز المنتصر نے عوام کے بارے میں معذرت کی جو اس نے قبول کر لی اور وہ مسلسل اقامتِ دعوت اور مصالحت کے لئے کوشاں رہا حالانکہ وہ اس دوران میں ان دونوں کے وزیروں اور ان کی حکومتوں کے حاجب ابو القاسم احمد بن علی جرجانی سے جو ان دونوں کے امور کا بہت بڑا ماہر تھا خط و کتابت کرتا رہا اور اسے مائل کرتا رہا اور بنی عبید اور ان کے پیروکاروں سے اعتراض کرتا رہا اور جرجانی کا لقب اقلع تھا۔ اس لئے کہ حاکم نے کسی جرم کے سرزد ہونے کی وجہ سے اس کا قطع کر دیا تھا اور المنتصر کی پھوپھی سیدہ بنت الملک اس سے جنگ کرنے کے لئے کھڑی ہو گئی اور جب وہ فوت ہو گئی تو اس نے ۴۱۴ھ میں حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ وہ چھتیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیاروزی نے وزارت سنبھالی اس کا اصل فلسطین کی بستیاں تھیں اور اس کا باپ وہاں پر ملاح تھا پس جب وہ وزیر بنا تو اطراف کے لوگوں نے اسے مخاطب کیا لیکن اسے محبت نہ دی تو یہ بات اسے گراں گزری اور صاحب حلب ثمال بن صالح اور صاحب افریقہ معز بن بادیس اس سے ناراض ہو کر اس سے منحرف ہو گئے اور معز نے قسم کھائی کہ وہ ان کی اطاعت کو چھوڑ دے گا اور بنی عباس کی طرف دعوت کو پھیر دے گا اور بنی عبید کے نام کو اپنے مناد سے مٹا دے گا اور وہ اس کام میں مشغول ہو گیا اور اس نے کپڑوں اور جھنڈوں سے ان کے نام مٹا دیئے اور القائم ابو جعفر بن القادر کی بیعت کر لی جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا اور اس کا خطبہ دیا اور سینتیسویں سال میں منبروں پر اس کے لئے دعا کی اور بیعت کے ساتھ آدمی کو بغداد بھیجا اور ابو الفضل بغدادی نے اس سے حسن سلوک

کیا اور خلیفہ سے تقرری اور علیحدگی کے پروانے لئے اور جامع قیروان میں اس کے خط کو پڑھا گیا اور سیاہ جھنڈے بلند کئے گئے اور اسماعیلیہ کے ہیڈ کوارٹر کو گرا دیا گیا اور معز الخلیفہ نے جو قاہرہ میں تھا اس نے المنتصر کو اور کتامہ کے شیعوں اور حکومت کے کارکنوں کو اطلاع دی تو انہوں نے غم کے باعث خاموش اختیار کرلی اور ہر کس و ناکس ان کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے معاملہ میں پھنس گیا اور ہلال کے یہ قبائل جشم' ایثر' زعبہ' ریاح' ربیعہ اور عدی میں سے تھے اور صعید میں اپنی جگہوں پر مقیم تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ان کی ضرر عام ہو گیا اور ان کے شرارے نے ملک و حکومت کو جلا کر رکھ دیا۔ پس ابو محمد الحسن بن علی الیاروزی وزیر نے ان سے نیک سلوک کرنے اور ان کے مشائخ کو مقدم کرنے اور انہیں افریقہ کے مضافات کی ولایت دینے اور ان کے احکام کی تقلید کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اس نے ضہاجہ سے بھی حسن سلوک کیا تا کہ وہ شیعوں کی مدد اور حکومت کے دفاع کا ذریعہ بنیں اگر معز اور ضہاجہ پر ان کی کامیابی کا خیال درست ثابت ہو جاتا تو وہ دعوت کے مددگار اور ان دور دراز علاقوں کے عامل ہوتے اور ان کا ظلم' خلافت کے صحن سے اٹھا اگرچہ جو کچھ بعد میں ہوا وہ دوسری خلافت نے کیا اور صحرائی عربوں کا معاملہ ضہاجہ کے معاملہ سے زیادہ آسان تھا جو بادشاہ تھے۔ پس وہ ہدایہ اور شورانہ پر غالب آ گئے اور بعض کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ اشارہ اور فعل کیا اور عربوں کو افریقہ میں داخل کیا۔ وہ ابوالقاسم جرجانی تھا۔ مگر یہ بات درست نہیں پس المستنصر نے اکتالیسویں سال میں ان قبائل کی طرف اپنے وزیر کو بھیجا اور ان کے امراء کو کچھ مال دیا اور ان کے عوام میں ہر آدمی کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک دینار ملا اور انہیں نیل پر آنے کی اجازت دی اور انہیں کہا کہ میں نے تمہیں مغرب دیا اور مغرور غلام معز بن بلکیں کو بادشاہ بنایا پس تم غریب نہ ہو گے اور الیاروزی نے مغرب کی طرف لکھا' امابعد ہم نے تمہاری جانب نر گھوڑوں پر ادھیڑ عمر آدمیوں کو سوار کروا کر بھیجا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کر دے جو ہو کر رہنے والی ہے پس عربوں نے اس وقت طمع سے کام لیا اور نیل سے گزر کر برقہ جا پہنچے اور وہاں اتر پڑے اور اس کے شہروں کو فتح کیا اور انہیں لوٹا اور نیل کے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائیوں کو ان شہروں میں رغبت دلاتے ہوئے خطوط لکھے پس وہ ان کو دو دو دینار دینے کے بعد ان کے پاس چلے گئے اور جو کچھ انہوں نے لیا تھا۔ اس سے انہوں نے کئی گناہ زیادہ حاصل کیا اور شہروں کے متعلق قرعہ ڈالا تو سُلیم کو مشرق اور ہلال کو مغرب ملا اور انہوں نے الحمراء اجدبیہ اور اسمرار کے شہروں کو برباد کر دیا اور سُلیم اور اس کے حلیفوں رواحہ' ناصرہ اور عمرہ کے دلوں میں برقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور دیاب' عرف اور زغب کے قبائل اور ہلال کے تمام بطون' منتشر ٹڈی کی طرح افریقہ کی جانب چل پڑے اور یہ جس چیز کے پاس سے گزرے اس کا خاتمہ کر دیتے یہاں تک کہ تینتالیسویں سال میں افریقہ پہنچے اور سب سے پہلے ان کے پاس جو آدمی پہنچا وہ ریاح کا امیر موسیٰ بن یحییٰ ضبری تھا' معز نے اسے اپنی طرف مائل کر لیا اور اسے اپنے لئے چن لیا اور اس سے رشتہ داری کی اور وہ اپنے عم زادوں کے نواح پر قوت کرنے کے لئے اپنے وطن کے اطراف سے آئے ہوئے عربوں کو بلانے میں اس کا جانشین بن گیا۔ پس اس نے بستیوں سے مدد مانگی اور انہیں بلایا تو انہوں نے شہروں میں خرابی پیدا کر دی اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور خلیفہ مستنصر کے شعار کا نعرہ لگایا اور اس نے ضہاجہ کے دوستوں کو ان کی طرف بھیجا تو ان پر ٹوٹ پڑے اور معز اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا گیا اور غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے موسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور قیروان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا اور دادخواہ کو اپنے عم

زاد صاحب القلعہ قائد بن حامد بلکین کی طرف بھیجا۔ پس اس نے اسے ایک ہزار سوار فوج کے متعلق لکھا جو اس نے اس کی طرف بھیج دی پس وہ زناتہ سے الگ ہو گئے اور مستنصر بن حزور المغر ادی اپنی قوم کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اور وہ افریقہ کے صحرا میں زناتہ کے مسافروں کے ساتھ رہتا تھا اور وہ ان کے بڑے سرداروں میں سے تھا اور مشرف نے اس فوج اور اس کے اتباع وحشم اور مددگاروں اور فتح کرنے والے عربوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ کوچ کیا۔ نیز اس نے زناتہ اور بربریوں کو اکٹھا کیا اور لاتعداد لوگوں کے ساتھ ان کی جانب گیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار تھی اور ریاح' زغبہ اور عدی حیدران فارس کی جانب تھے جب فریقین آپس میں گتھ گئے تو فتح کرنے والے عربوں میں سے باقی رہ جانے والے لوگ کھسک گئے اور قدیم عصبیت کی وجہ سے ہلالیوں کی طرف چلے گئے اور زناتہ اور ضہاجہ نے بھی اس سے غداری کی اور معز کو شکست ہوئی اور وہ خود اپنے خواص کے ساتھ قیروان کی طرف بھاگ گیا اور عربوں نے اس کے تمام مال ومتاع ذخائر' خیموں اور جھنڈوں کو لوٹ لیا اور لاتعداد لوگوں کو قتل کر دیا کہتے ہیں کہ ضہاجہ کے مقتولوں کی تعداد تین ہزار تین سو تھی اس بارے میں علی بن رزق الریاحی کہتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اشعار بن شداد کے ہیں جن کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

''وہاں پر امیم کے سوار حاضر ہوئے اور سواریوں کے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ جلدی کر رہے تھے اور ابن بادیس بہترین مالک تھا مگر میری زندگی کی قسم اس کے پاس جوان نہیں تھے۔ ان میں سے تیس ہزار کو تین ہزار نے شکست دے دی اور یہ ایک تباہی کی بات ہے''۔

پھر انہوں نے قیروان میں اس سے مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ لمبا کر دیا اور قیروان کی بستیاں اور مضافات عربوں کی خرابی ڈالنے' ان کے پرورش پانے کی وجہ سے سلطان کے انتقام لینے کے باعث تباہ و برباد ہو گئے اور لوگ قیروان میں پناہ لینے لگے پس انہوں نے لوٹ مار کو زیادہ کر دیا اور محاصرہ میں شدت کر دی تو اہل قیروان تونس کی طرف بھاگ گئے اور زغبہ اور ریاح قیروان میں گھر گئے اور موسیٰ' شہر کے میدان کے قریب اترا اور آل زیر میں سے قرابت اور اعیاص بھاگ گئے پس موسیٰ نے ان کو قابس وغیرہ کا حکمران بنا دیا پھر انہوں نے قسطنطنیہ کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا اور عامل بن ابی سے جنگ کی اور زناتہ اور مغراوۃ کو لوٹا اور واپس آ گیا اور چھیالیسویں سال میں عربوں نے افریقہ کے شہروں کو تقسیم کر لیا اور زغبہ کو طرابلس اور اس کے مضافات کا علاقہ ملا اور مرداس بن ریاح کو باجہ اور اس کے مضافات حصہ میں آئے اور پھر دوبارہ انہوں نے شہروں کو تقسیم کیا تو ہلال کو تونس سے غرب تک کا علاقہ ملا اور یہ لوگ ریاح' زغبہ' معقل' جشم' قرہ' اثبج اور سفیان سے تعلق رکھتے تھے اور المعز کے ہاتھ سے حکومت چلی گئی اور عائذ بن ابی الغیث تونس شہر پر غالب آ گیا۔ اور اس نے اسے چھین لیا اور ابومسعود نے ان کے شیوخ میں سے مومہ کو بادشاہ بنایا اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے معز کو گورنر بنایا اور اپنی بیٹیوں کے ذریعے تین امرائے عرب کا سسر یعنی فارس بن ابی الغیث کا اور اس کے بھائی عائذ کا اور فضل بن ابی علی مرادی کا اور اس کا بیٹا عسیم اڑتالیسویں المہدیہ کی طرف آیا اور اس کے بعد نویں سال بھی آیا' اسے عرب دامادوں کی طرف بھجوایا گیا تھا وہ ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور قیروان میں ان کے ساتھ جا ملا اور انہوں نے اس کی اتباع کی اور اس نے بحر اور ساحل

پرسوار ہو کر اہل قیروان کی اصلاح کی پس انہیں اس کے بیٹے منصور نے اپنے باپ کے حالات بتائے تو وہ حبشیوں اور منصور کو ساتھ لے کر چلے اور عرب بھی آ گئے اور شہروں میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور عمارتوں کو تباہ کر دیا اور اس کے حسن و جمال کے نشانات کو برباد کر دیا اور اس کی کمائی کے مقامات کا صفایا کر دیا اور آل بلکین کے محلات کا نام ونشان مٹا دیا اور دیگر حرمت والی چیزوں کو لوٹ لیا اور اس کے باشندے علاقوں میں منتشر ہو گئے اور مصیبت بڑھ گئی اور بیماری پھیل گئی اور علاج مشکل ہو گیا پھر وہ المہدیہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں اتر کر انہوں نے نافع چیزوں کو روک کر اور راستوں میں خرابی پیدا کر کے شہر کا ناطقہ بند کر دیا پھر وہ ضہاجہ کے بعد زناتہ سے لڑے اور مضافات میں ان پر غالب آ گئے اور جنگ ان کے درمیان جاری رہی اور صاحب تلمسان نے جو محمد بن خزر کی اولاد سے تھا اور اس کی فوج نے انہیں اس کے وزیر ابی سعدی خلیفۃ الیمر نی کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور طویل جنگوں کے بعد اسے قتل کر دیا اور افریقہ کے حالات خراب ہو گئے اور بے آبادی ہو گئی اور راستے کے حالات بگڑ گئے اور زناتہ اور بربریوں سے مضافات کی سرداری یفرق مغراوۃ' بنی ماند اور بنی تلومان کے لئے تھی۔ عرب اور زناتہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے یہاں تک کہ ضہاجہ اور زناتہ افریقہ کے مضافات اور الزاب پر غالب آ گئے اور ضہاجہ افریقہ پر غالب آ گئے اور جو بربری وہاں رہتے تھے۔ انہیں دھمکایا اور انہیں غلام اور خادم بنا کر باجہ لے گئے اور ان عربوں میں وہ جوان بھی تھے۔ جو افریقہ میں داخل ہونے کے وقت یہاں آئے تھے۔ ان میں سب سے بڑا آدمی حسن بن سرخان اور اس کا بھائی بدر اور افضل بن ناہض بھی تھے اور یہ لوگ وریدبن اشیح' ماضی بن مقرب' یونہ بن قرہ اور سلامہ بن رزق کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو بنی کبیر میں سے تھا اور کرفہ بن اشج کے بطون سے تھا اور شاقہ بن احیمر اور اس کے بھائی صدصیل کو انہوں نے بنی عطیہ کی طرف نسبت دی ہے جو کرفہ اور دیاب بن غانم سے تھے اور وہ اسے بنی ثور اور موسیٰ بن یحییٰ سے منسوب کرتے ہیں اور وہ اسے مرداس ریاح نہ کہ مرداس سُلیم سے نسبت دیتے ہیں پس اس بارے میں غلطی سے بچئے' حالانکہ وہ بنی صغیر میں سے ہے جو مرداس ریاح اور زید بن زیدان کا بطن ہے اور وہ اسے ضحاک اور ملیحان بن عباس سے نسبت دیتے ہیں اور وہ اسے حمیر اور زید العجاج بن فاضل سے نسبت دیتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان کے افریقہ میں داخل ہونے سے تھوڑا عرصہ قبل فوت ہو گیا تھا اور فارس بن ابی الغیث اور اس کے بھائی عامر اور فضل بن ابی علی کو مؤرخین نے مرداس المقی سے منسوب کیا ہے یہ سب لوگ اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں اور زیاد بن عامر افریقہ میں داخل ہونے میں ان کا پیشرو تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کا نام ''ابوالخیر'' رکھتے ہیں اور اس عہد میں جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے۔ ان کے قبائل زغبہ' ریاح' اشج اور قرہ تھے اور سب ہلال بن عامر سے تھے بعض اوقات بنو عدی کا بھی ان میں ذکر کر دیا جاتا ہے مگر ہم ان کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور نہ ہی اس عہد میں ان کا کوئی مشہور قبیلہ موجود ہے۔ شاید وہ معدوم ہو گئے ہیں اور قبائل میں منتشر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ربیعہ کا بھی ان میں ذکر کیا گیا ہے مگر ہم اس عہد تک ان سے واقف نہیں ہوئے۔ ہاں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ان کا نسب بڑا اُنجلک ہے اور ان میں ہلال کے علاوہ فزارہ اور اشجع کے بہت سے لوگ شامل ہیں جو غطفان' جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور سلول بن مرۃ بن صعصعہ بن معاویہ کے بطون سے ہیں اور مفعل' یمنی اور عمرہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بنی ثور بن معاویہ بن عبادہ بن ربیعہ البکا دین عامر بن صعصعہ اور

عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان کے بطون سے ہے اور طرود فہم بن قیس کے بطن سے ہے۔ مگر یہ سب کے سب ہلال اور خصوصاً اشیخ میں شامل ہیں۔ کیونکہ ان کے دخول کے وقت سرداری اشیخ اور ہلال کو حاصل تھی پس یہ ان میں داخل ہو گئے اور انہیں میں شمار ہونے لگے اور ان ہلالیوں میں سے ایک فرقہ ان لوگوں میں شامل نہ تھا جنہوں نے الیاروزی یا الجرجانی کے عہد میں نیل کو پار کیا تھا یہ لوگ اس سے قبل عبیدی کے زمانہ میں برقہ میں تھے اور برقہ میں ضہاجیوں کے ساتھ ان کے بہت سے واقعات ہیں اور انہیں عبد مناف بن ہلال کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

''ہم نے ان کا قرب طلب کیا اور بلاعیب جزیل ان عربوں میں سے ہے جن کا جما ہوا بادل بہت برسنے والا ہے اور ایک گھرانے کا معاملہ واضح ہو گیا ہے اور اس کے درمیان طرود ہے جو اس کے قریب ہے ایک دفعہ تین ہزار آدمی مر گئے اور ہم میں سے چار ان کے جگروں کا علاج کر رہے ہیں''۔

اور ایک دوسرا شاعر ان میں سے کہتا ہے کہ

''اے میرے رب مخلوق کو سخت مصیبت سے پناہ دے مگر تھوڑے لوگوں نے جنہیں کوئی پناہ نہیں دیتا۔ پناہ لے لی ہے اور قرہ ضاف اور اس کے اصل دیم کو ان جنگلوں میں جانے کے لئے خاص کر جن کی طرف تو اشارہ کرتا ہے''۔

پس اس نے ان کے نسب کو ضاف میں بیان کیا ہے ہلال ضاف ہیں یہ صرف عبد مناف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور حاکم کے زمانے میں ان کا شیخ مختار بن قاسم تھا اور جب حاکم نے یحییٰ بن علی اندلسی کو فلفور بن سعید خرورق کی مدد کے لئے ضہاجہ کے خلاف طرابلس میں بھیجا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ بنی خرورق کے حالات میں کریں گے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کیا اور وہ طرابلس پہنچ گئے اور یحییٰ بن علی کو شکست دی اور برقہ کی طرف واپس آ گئے اور اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا مگر وہ محفوظ ہو گئے۔ پھر اس نے انہیں امان بھیجی تو ان کا وفد اسکندریہ پہنچا اور ۳۹۴ھ میں سب کے سب قتل کر دیئے گئے اور ان کے ساتھ قرآن پاک کا معلم ولید بن ہشام بھی تھا جو بنی اُمیہ کے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کی طرف منسوب ہوتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس ایسا موروثی علم ہے جو اس کے آباء کی حکومت کے اختیار میں ہے اور اس کی اس بات کو مرامہ' زناتہ اور لواتہ کے بربریوں نے قبول کر لیا اور اس کی شان کے متعلق باتیں کرنے لگے اور بنو قرہ اور اس کے لوگوں نے اسے پچانویں سال خلیفہ مقرر کر دیا اور برقہ شہر پر غالب آ گئے اور حاکم کی فوج ان کے مقابلہ میں گئی تو اس نے انہیں شکست دی اور ولید بن ہشام اور ان کا ترکی لیڈر قتل ہو گیا اور پھر وہ اسے مصر لے آئے اور شکست کھائی اور ولید' سوڈان کے ملک میں الجا کے علاقے میں گیا پھر انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور مصر لا کر قتل کر دیا اور بنی قرہ کا یہ گناہ انہیں معاف کر دیا گیا اور جب ۴۰۲ھ کا سال آیا تو انہوں نے ضہاجہ کے بادشاہ بادیس بن منصور کو ہدیہ کو افریقہ سے مصر آ رہا تھا روک کر لے لیا اور برقہ پر چڑھائی کی اور وہاں کے عامل پر غالب آ گئے اور وہ سمندر میں گزرا اور یہ برقہ پر قابض ہو گئے اور برقہ میں ہمیشہ ان کی یہی کیفیت رہی اور جب ان کے ہلالی بھائیوں نے جوز غبہ' ریاح اور اشیخ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی اتباع نے افریقہ پر چڑھائی کی تو چڑھائی کرنے والوں میں ان کا شیخ ماضی بن مقرب بھی تھا۔ جس کا ذکر ہلال کے واقعات میں بیان ہوا ہے اور ان ہلالیوں کے افریقہ میں داخلہ کے بارے میں کئی طرق سے خبریں بیان ہوئی ہیں ان کا خیال ہے کہ شریف بن ہاشم

جو حجاز کا حکمران تھا اور جسے شکرین بن ابی الفتوح کہتے تھے اس نے حسن بن سرحان کو اپنی بہن جازیہ دے کر مصاہرت کی اور اس سے اسے بیاہ دیا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد تھا اتنے شریف اوران کے درمیان ناراضگی اور جنگ ہوگئی تو انہوں نے تونجد سے افریقہ جانے کا ارادہ کرلیا اور انہوں نے جازیہ کو واپس لینے کے لئے اس کے خلاف حیلہ بازی کی پس جازیہ نے اپنے والدین کی ملاقات کے متعلق اس سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے ان کی ملاقات کروائی اور اس کو ساتھ لے کر ان کے خیموں کی طرف گیا۔ پس وہ اسے اور جازیہ کو لے کر کوچ کر کے اور اس سے اس سفر کو پوشیدہ رکھا اور اسے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ وہ صبح صبح شکار کے لئے جا رہے ہیں اور شام کو گھر واپس آ جائیں گے پس اسے ان کے سفر کر جانے کا پتہ نہ چلا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کی جگہ کو چھوڑ گئے اور اسی جگہ چلے گئے جہاں اس کا حکم ان پر نہ چل سکتا تھا پس وہ اسے چھوڑ گئے اور وہ مکہ میں اپنی جگہ واپس آ گیا اور اس کے دل میں جازیہ کی محبت کی بیماری سرایت کر گئی اور وہ بھی اس کے بعد اس کی محبت میں دکھ برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ فوت ہوگئی اور اس کے واقعات کو لوگ ایسے رنگ میں نقل کرتے ہیں جس سے قیس اور کثیرہ کے واقعات بھی ماند پڑ جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس کے واقعات کو محکم طور پر بیان کرتے ہیں مگر ان میں مصنوعی اور جھوٹے واقعات بھی ہیں جن میں بلاغت کی کسی بات کو نہیں چھوڑا گیا حالانکہ واقعہ کو بلاغت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی کتاب اول میں بیان کیا ہے ہاں شہروں کے خاص اہل علم اس کی روایت سے بے رغبتی کرتے ہیں اور اسکے اعراب کی خرابی کی وجہ سے اس سے برا مناتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اعراب' بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت اعراب بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت' اعراب کے مطابق نہیں اور ان اشعار میں بناوٹ کا بہت دخل ہے اور ان میں صحت روایت کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کی روایت درست ہوتی تو اس میں زناتہ کے ساتھ ان کی جنگوں کے واقعات اور ان کے جوانوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے بہت سے احوال کے شواہد موجود ہوتے لیکن ہم اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتے اور بعض اوقات عقلمند آدمی بلاغت سے ہی یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اس میں کچھ واقعہ مصنوعی ہے اور اس پر بناوٹ کی تہمت لگاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ جازیہ اور شریف کے اس واقعہ کے متعلق سلف سے خلف تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک متفق ہیں اور شاید اس واقعہ پر کوئی نکتہ چینی کرنے والا اور اس تک کی نگاہ سے دیکھنے والا ان کے نزدیک جنون اور خلل مفرط سے متہم ہو جائے۔ کیونکہ یہ واقعہ ان کے درمیان تواتر سے ثابت ہے اور یہ شریف جس کے متعلق لوگ اشارے کرتے ہیں ہواشم میں سے تھا اور اسے شکر بن الفتوح الحسن بن ابی جعفر بن ہاشم محمد بن موسیٰ بن عبید اللہ ابی اکرام بن موسیٰ الجوان بن عبداللہ بن ادریس کہتے ہیں اور ابوالفتوح وہ شخص ہے جس نے حاکم عبیدی کے زمانے میں اپنے نام کا خطبہ دیا اور بنوالجراح نے جو شام میں طی کے امراء ہیں۔ اس کی بیعت کی اور اس کے متعلق انہوں نے آدمی بھیجے اور یہ ان کے قبائل تک پہنچا اور سب عربوں نے اس کی بیعت کر لی پھر ان پر حاکم عبیدی کی فوجیں غالب آ گئیں اور یہ مکہ واپس آ گیا اور ۴۳۰ھ میں فوت ہوگیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا شکر حکمران بنا اور ۴۵۳ ویں سال فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا جس کے متعلق ہلالیوں کا خیال ہے کہ وہ جازیہ کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور یہ بات علویوں کے حالات میں پہلے بیان ہو چکی ہے اور ابن حزم نے بھی اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ وہ سُلیمانیوں میں سے ہے۔ جو محمد بن سُلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسن السبط کی اولاد میں سے ہے جس کی بیعت ابوالزاب شیبانی نے ابن طباطبا کے بعد کی تھی اور اسے الناہض بھی کہتے ہیں یہ مدینہ میں آیا اور حجاز پر قابض ہو گیا اور اس کے ملک کی امارت اس کے بیٹوں میں قائم رہی۔ یہاں تک کہ یہ ہواشم غالب آ گئے اور جو حسن و حسین کے قریبی جد ہیں اور ہاشم اعلیٰ دیگر شرفا کے درمیان مشترک ہے پس اس کا نام ایک دوسرے کو تمیز دینے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا اور اس کے عہد کے ہلالیوں میں سے میں جس پر اعتماد کرتا ہوں اس نے مجھے بتایا ہے کہ اسے شریف شکر کے علاقے سے واقفیت حاصل ہے اور وہ ارض نجد میں فرات کے نزدیک ایک علاقہ ہے اور اس عہد میں اس کا ایک بیٹا بھی وہاں پر مقیم ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ان کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ جب جازیہ افریقہ کی طرف چلی گئی اور شریف سے جدا ہو گئی تو اس نے اس کے پیچھے آدمی بھیجے جن میں ماضی بن مقرب بھی تھا جو وریدکے جوانوں میں سے ہے اور مستنصر نے جب انہیں افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے افریقہ کے شہروں اور سرحدوں پر اس کے جوانوں کو مقرر کیا اور ان کے امور کو ان کے سپرد کیا اس نے موسیٰ بن یحییٰ مرداسی کو قیروان اور باجہ پر اور زغبہ کو طرابلس قابس پر اور حسن بن سرحان کو قسنطینیہ پر مقرر کیا اور جب ضہاجہ شہروں پر غالب آ گئے تو رعایا کو شہروں میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ عربی نسل کو جب سے یہ موجود تھی کوئی مرتب و منظم کرنے والا نہ تھا پس انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہروں سے نکال باہر کیا اور وہ مضافات میں جا کر قابض ہو گئے اور رعایا نے لوٹ مار اور فساد اور راستوں کی خرابی کی وجہ سے بڑی تکلیف اٹھائی اور جب ضہاجہ غالب آئے تو زمانہ نے ان کی مدافعت کی کوشش کی کیونکہ وہ صحرائی ہونے کی وجہ سے بہت جنگجو اور بہادر تھے۔ پس انہوں نے ان سے جنگ کی اور افریقہ اور مغرب الاوسط سے ان کی طرف لوٹ آئے اور صاحب تلمسان نے بنی خزر سے اپنے قائد ابوسعدی فتری کو تیار کیا پس ان کے اور اس کے درمیان جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے اسے الزاب کے نواح میں قتل کر دیا اور تمام مضافات پر قابض ہو گئے اور زناتہ، افریقہ اور الزاب میں ان کی مدافعت سے عاجز آ گئے اور ان کے درمیان جبل راشد اور مصاب کے مضافات میں جو مغرب الاوسط کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے، رن پر اور جب انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ تو ضہاجیوں نے ان سے نہایت ذلت کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اکیلے ہی مضافات کے مالک ہوں گے اور ان کا کچھ تعلق بھی نہ ہو گا اور ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور اثبج نے ریاح اور زغبہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور قلعہ کے حاکم قاصر بن عباس نے ان کی مدد کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور زناتہ کو بھی اکٹھا کر لیا ان لوگوں میں معز بن زیری فاس کا حاکم بھی شامل تھا جو مغرادہ میں سے تھا ان سب لوگوں نے ارس میں پڑاؤ کیا اور اس کی وجہ سے ریاح اور زغبہ بھی ان سے آ ملے اور معز بن زیری مغرادی نے قاصر اور ضہاجہ کے ساتھ دسیسہ کاری سے ایک چال چلی اور انہوں نے انہیں تمیم بن تمیم سے خیال کیا اور معز بن بادیس حاکم قیروان نے انہیں شکست دے دی اور عربوں اور زناتہ نے قاصر اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور اس کا بھائی قاسم قتل ہو گیا اور قسنطینیہ کی طرف بھاگ گیا اور ریاح اس کے تعاقب میں تھا پھر وہ قلعہ میں چلا گیا تو انہوں نے وہاں اس کا مقابلہ کیا اور اس کی دیواروں اور چھتوں کو خراب اور برباد کر دیا اور وہاں کے شہروں کو لوٹ لیا۔ پھر طبنہ اور مسیلہ کو برباد

کیا اور وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ کیا اور پھر گھروں' بستیوں اور شہروں کو چٹیل میدان بنا دیا اور انہوں نے پانی کو زمین میں جذب کر دیا اور درختوں کا ایندھن بنا دیا اور زمین میں فساد کیا اور افریقہ اور مغرب میں ضہاجہ کے بادشاہوں اور شہروں کے منتظمین کو چھوڑ دیا اور ان کو حاکم بنا دیا جو ان کی جوانب کی نگرانی کرتے اور ان کی گھات میں بیٹھتے اور ان کے وطن میں ان سے خراج لیتے اور مسلسل ان کا یہی رویہ رہا یہاں تک کہ قاصر بن علناس نے قلعہ کی سکونت چھوڑ دی اور اس کے ساحل پر بجایہ شہر کی حد بندی کی اور وہیں اپنا ذخیرہ بھی لے گیا اور اس نے اسے اپنی رہائش کے لئے تیار کیا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اس قوم کے ظلم اور فساد سے بھاگ کر پہاڑوں کی رکاوٹ اور راستوں کی دشواری کے باوجود اپنی سواریوں پر مضافات میں آ گیا اور انہوں نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور قلعہ کو چھوڑ دیا اور وہ باقی ماندہ ایام میں ان قبائل میں سے اثبج کو سرداری کے لئے مخصوص کرتے تھے پھر اثبج کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور ضہاجہ کے جانے سے ان کی حکومت بھی جاتی رہی اور جب مغرب کی دوسری حکومتوں پر ۵۴۱ھ میں موحدین غالب آ گئے اور موحدین کے شیخ عبدالمومن نے افریقہ کی طرف دھیرے دھیرے چڑھائی کی اور الجزائر میں اس عہد کے دو امیر ابوالجلیل شاکر امیر اثبج اور حباس بن مغیر جشم کے جوانوں میں سے تھا اس کے پاس گئے۔ پس یہ ان دونوں کو اچھی طرح ملا اور انہیں اپنی قوم کا سردار بنا دیا اور خود سیدھا آگے چلا گیا اور انتھویں سال میں بجایہ کو فتح کر لیا پھر ضہاجہ کی دعوت پر ہلالی عربوں نے گڑبڑ کر دی اور ان میں ریاح کا امیر معزز بن زناد بن بادخ بھی تھا۔ جو بنی علی بن ریاح کے ایک بطن سے تھا پس موحدین کی فوجیں انہیں ملیں اور ان کا لیڈر عبداللہ بن عبدالمومن تھا اور انہوں نے آپس میں موافقت کر لی اور موت کے گھاٹ میں بھی ان کے پاؤں ثابت قدم رہے پھر چوتھی بار ان کی جمعیت باغی ہو گئی اور موحدین ان پر غالب آ گئے اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور ان کے مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور حصن سبتہ تک ان کا پیچھا کیا پھر اس کے بعد انہیں ہوش گیا اور وہ موحدین کے غلبہ کے سامنے بے بس ہو گئے اور ان کی دعوت پر شامل ہو گئے اور ان کی اطاعت میں لگ گئے اور عبدالمومن نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں قائم رہے اور موحدین انہیں ہمیشہ اپنے اندلس کے جہاد میں لے جاتے رہے اور بعض اوقات انہیں شعروں میں مخاطب کرتے پس انہوں نے عبدالمومن کے ساتھ اس کے بیٹے یوسف کو بھی انعامات دیئے۔ جیسا کہ ان کی حکومت کے واقعات میں یہ بات بیان ہوئی ہے اور ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ بنو غانیۃ المسوفیون نے جو میورقہ کے امراء تھے حکومت خروج کیا اور اپنے جنگی جہازوں کے بیڑوں میں سمندر پار کر کے بجایہ کی جانب چلے گئے اور ۵۸۱ھ میں منصور کی حکومت کے آغاز میں اسے حاصل کر لیا اور موحدین کی اطاعت ترک کرنے سے پردہ اٹھایا اور عربوں کو بھی اس کی دعوت دی اور وہ اپنی عادت پر جمے رہے اور جشم اور ریاح کے قبائل اور جمہور اثبج کے نئے جوان ہلالیوں میں سے تھے۔ اس کی بات کو بہت جلد قبول کیا اور جب موحدین کی فوجوں نے ان کے ظلم کو روکنے کے لئے افریقہ کی جانب حرکت کی تو زغبہ کے قبائل ان سے آ ملے اور وہ بھی انہیں میں شامل تھے اور بنو غانیہ فاس چلے گئے اور ان کے ساتھ سب جشم اور ریاح کے لوگ تھے اور ان کے ساتھ ان کی تمام مسوتی قوم اور ان کے لمتونی بھائی مختلف علاقوں سے آ ملے اور اس دعوت عباسی سے متمسک ہو گئے جس کے امراء مغرب میں بنو تاشفین تھے (انہوں نے اس دعوت کو اپنے نزدیکی قبائل میں قائم کیا اور

فاس میں اتر کر بغداد میں خلیفہ مستنصر سے اپنے لئے تجدید عہد کا مطالبہ کیا اور انہوں نے اپنے کاتب عبدالبر بن فرسان کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے ابن غانیہ کو سردار مقرر کر دیا اور اسے موحدین کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دے دی اور اس کے پاس بنی سُلیم بن منصور کے قبائل جمع ہو گئے اور وہ ہلالیوں کے اجازت ملنے پر افریقہ آئے اور قراقوش ارمنی نے اس معاملے میں اس کی مدد کی اور ہم اس کے حالات کو المیر وقی کے حالات میں بیان کریں گے اور علی بن غانیہ کے لئے عرب وعجم اور ملبین کی سب فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے مضافات پر غلبہ پا لیا اور بلادِ جرید کو فتح کر لیا اور قفصہ' تورا اور نفطہ پر قابض ہو گیا اور مراکش سے منصور' مغرب کی قوموں' زناتہ' مصامدہ اور زغبہ کو جو ہلالیوں سے تعلق رکھتی تھیں اور جمہوراشیخ کو مقابلہ کے لئے کھینچ لایا۔ پس یہ لوگ محض عمرہ میں جو قفصہ کی جہات سے ہے اس کے ہراول دستے پر ٹوٹ پڑے پھر وہ تونس سے ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھا تو انہیں شکست ہوئی اور اس کی فوج مات کھا گئی اور اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہیں برقہ کے صحراؤں کی طرف بھگا دیا اور بلادِ قسطنطنیہ ناسی اور قفصہ کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور ہلالیوں میں سے جشم اور ریاح کے قبائل نے دوبارہ اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی دعوت کی پناہ لے لی پس اس نے انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا اور جشم کو بلاد تامسنا اور ریاح کو بلادِ ہبط اور ازغا میں اتارا۔ جو سواحل طنجہ سلا تک کے علاقے کے قریب قریب ہے اور جب سے ہلالی افریقہ اور اس کے مضافات پر غالب آئے ہیں لحوم' بلاد تاتہ میں ہے اور مصاب کا علاقہ' صحرائے افریقہ اور صحرائے مغرب الاوسط کے درمیان جہاں پر محلات ہیں جن کو نئے سرے سے تعمیر کیا گیا ہے اور ان کے قبائل میں سے جو شخص اس خطہ کا والی ہوا ہے اس کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے اور بنو یادین اور زناتہ جو بنو عبدالواد ہیں اور توجین اور مصاب اور بقور اور دال اور بنوراش موحدین کی حکومت کے آغاز ہی سے ان کے پیروکار تھے اور اپنے امثال بنو مرین وغیرہ سے ان کے زیادہ قریب تھے۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا اور وہ مغرب الاوسط کے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کے مالک تھے۔ جہاں زناتہ کا کوئی آدمی قریب نہ رہتا تھا اور وہ گرمی کے سفر میں ان کے درمیان گھومتے رہتے تھے۔ کیونکہ ان کے سوا کسی آدمی کو وہاں پھٹکنے کی اجازت نہ تھی گویا وہ موحدین کی فوج اور حامیوں میں شمار ہوتے تھے اور ان دنوں ان کے معاملات صاحب تلمسان کی طرف لوٹتے تھے جو قرابہ کا سردار تھا اور زغبہ کا یہ قبیلہ بنی یادین کے ساتھ اس وقت اترا تھا جب وہ اپنے ہلالی بھائیوں سے الگ ہوئے تھے اور ان کے گروہ کی طرف آ گئے تھے اور یہ سب کے سب مصاب سے جبل راشد تک مغرب الاوسط کا مقصود بن گئے حالانکہ اس سے قبل ان کے حصہ میں قابس اور طرابلس آئے تھے اور اولاد حزورق جو طرابلس کے حکمران تھے۔ ان کے ساتھ ان کی جنگیں ہوئیں اور انہوں نے سعید بن عزرون کو قتل کر دیا اور یہ اس دوسرے وطن میں مشہ بن غانیہ کے ساتھ آئے اور اس سے موحدین کی طرف منحرف ہو گئے اور ان کے اور بنی یادین کے درمیان ہمسائیگی' وطن کے دفاع اور دشمن کی تکلیف اور اس کے اچانک حملہ کرنے سے اسے بچانے کے لئے عہد و پیمان ہوا اور وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہے اور زغبہ صحراؤں میں اور بنو یادین ٹیلوں اور مضافات میں اقامت پذیر ہو گئے' پھر ریاحیوں کا امیر مسعود بن سلطان بن زمام بلاد ہبط سے بھاگ کر بلادِ طرابلس میں آ گیا اور قبائل بنی سُلیم میں سے زغب و ذباب کے ہاں مہمان اترا اور مراقش بن ریاح کے پاس پہنچا اور جب اس نے

طرابلس کو فتح کیا تو اس کے ساتھ گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور المیر وٹی کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیا اور اسے شکست دی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور محمد بن مسعود کی قوم میں سے ایک گروہ نے بھی شکست کھائی جن میں اس کا بیٹا عبداللہ اور اس کا عم زاد حرکات بن ابی الشیخ بن عساکر بن سلطان اور قرہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ بھی تھا پس انہیں قتل کر دیا گیا اور یحییٰ بن غانیہ صحرا میں اپنے گرنے کی جگہ کی طرف بھاگ گیا اور ہلال اور سُلیم کے ان قبائل اور ان کے اتباع کے یہ حالات مسلسل ایسے ہی رہے۔ اب ہم ان کے حالات اور ان کے امور کے عواقب کا تذکرہ اور ان کے ایک ایک فرقہ کا شمار کریں گے اور خاص طور پر اس کا ذکر کریں گے جو اس زمانے میں اپنے قبیلے اور اثر کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے اور جو قبیلے ان میں سے ختم ہو چکے ہیں۔ ہم ان کے تذکرے کو سمیٹ دیں گے اور اثبج کے ذکر سے ابتداء کریں گے کیونکہ انہیں ضہاجہ کے زمانے میں سب سے پہلے سرداری حاصل تھی۔ جیسا کہ ہم اس کے تذکرہ میں بیان کر چکے ہیں پھر اس کے بعد ہم جشم کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر ریاح اور زغبہ اور معقل کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ہلال کے دشمنوں میں سے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہم سُلیم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ان کے بعد آئے ہیں۔ اور خلق قدیم اللہ ہی کے لئے ہے۔

اثبج اور ان کے بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں:

اور ہلالیوں میں سے اثبج زیادہ تعداد اور زیادہ بطون والے تھے اور انہیں ان سب پر تقدم حاصل تھا اور ان میں سے ضحاک، عیاض، مقدم، لطیف، دریدا اور کرفہ وغیرہ تھے۔ جو ان کے نسب میں نمایاں ہوتے رہے اور درید میں بطنان اور عتر تھے اور وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے تھے کہ اثبج، ابن ابی ربیعہ ابن نہیک بن ہلال ہے اور کرفہ اثبج کا بیٹا ہے اور ان کی بڑی جمعیت اور طاقت تھی اور یہ افریقہ میں داخل ہونے والے تمام ہلالیوں سے زیادہ قبائل والے تھے اور ان کے ٹھکانے جبل کے قبائل والے تھے اور ان کے ٹھکانے جبل کے مقابل یا سرقیہ کی کسی چوٹی پر تھے اور جب افریقہ میں اثبج کی حکومت قائم ہو گئی تو ضہاجہ نے مضافات پر غلبہ پالیا اور ان کے درمیان جنگ برپا ہو گئی اور واقعہ یوں ہوا کہ حسن بن سرحان جو درید قبیلے سے تھا اس نے شبانہ بن احمیر کو دھوکے سے قتل کر دیا جو کرفہ قبیلے میں سے تھا تو کرفہ اس کے پیچھے پڑ گئے پھر اس کی بہن جازیہ نے اپنے خاوند ماضی بن مقرب بن قرہ کو ناراض کر دیا اور اپنے بھائی کے ساتھ آملی اور بھائی نے اسے خاوند سے روک دیا۔ پس قرہ اور کرفہ، حسن اور اس کی قوم سے جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور عیاض نے ان کی مدد کی اور یہ جنگ حسن بن سرحان کے قتل ہونے تک جاری رہی اسے شبانہ بن احمیر کی اولاد نے قتل کیا اور اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔ پھر اس کے بعد درید کو، کرفہ اور عیاض اور قرہ پر غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ مسلسل ان کے درمیان جاری رہی اور ان کی حالت ابتر ہو گئی اور موحدین کی حکومت آ گئی اور وہ اسی پراگندہ حالی اور جنگی کیفیت میں تھے اور ان کے بطون کی ضہاجہ کے ساتھ دوستی تھی پس جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ تو ان میں سے عاصم، مقدم اور قرہ اور جشم میں سے ان کے پیروکار مغرب کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اور ان کے بعد ریاح کو افریقہ میں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے قسنطینیہ کے نواح پر قبضہ کر لیا اور ان کا شیخ مسعود بن زمام، مغرب سے ان کی طرف واپس چلا گیا۔ پس زواودہ امراء

اور حکومتوں پر غالب آ گئے اور ان کا ان پر برا اثر پڑا اور ریب بقایا اثانج بھی غالب آ گئے اور الزاب کی بستیوں میں اتر گئے اور جنگ سے رک گئے اور انہوں نے بستیوں اور قلعوں کو اپنا وطن بنالیا اور جب بنوابی حفص نے زواوادہ سے عہد شکنی کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا تو بنی سُلیم کو ان پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے انہیں قیروان میں اتار دیا اور اثانج کے بطون میں سے کرفہ کو چن لیا۔ جو ریاح سے برسر پیکار تھے اور اس وجہ سے حکومت نے انہیں مشرقی جانب کا ٹیکس دیا جو اور اس اور الزاب کے بہت سے مشرقی شہروں کا تھا جہاں پر ان کے سرمائی محل تھے اور جب حکومت کی ہوا اکھڑ گئی اور اس کی جدت کہنہ ہوگئی اور ریاح کو ان پر غلبہ حاصل ہوگیا اور وہ میدانوں میں لڑنے والوں پر غالب آ گئے تو کرفہ جبل اور اس پر آ اترے اور جہاں پر ان کی جاگیریں تھیں اور وہ زچ ہو کر متفرق طور پر یہاں پر ٹھہر گئے اور انہوں نے اسے وطن بنالیا اور بسا اوقات ان کے بعض آدمی الزاب کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے۔ جیسا کہ ہم ان کے بطون کے متعلق بیان کریں گے اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ ان میں سب سے اول بنومحمد بن کرفہ ہیں اور یہ کلیبہ کے نام سے معروف ہیں اور سعیب بن محمد بن کرفہ بن کلیب کی اولاد۔ الشبہ کے نام سے معروف ہے اور صبیح بن فاضل بن محمد بن کلیب کی اولاد الصحتہ کے نام سے معروف ہے اور سرحان بن فاضل کی اولاد السرحانیہ کے نام سے معروف ہے یہ لوگ اصیل ہیں اور وہ جبل اور اس کو جو الزاب کے قریب ہے یہودی بن کروطن بنائے ہوئے ہیں پھر نافت بن فاضل کی اولاد ہے جنہیں کرفہ میں سرداری حاصل ہے اور انہیں سلطان نے جاگیریں دی ہوئی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور ان کے تین قبیلے ہیں اولاد مساعد' اولاد ظافر اور اولاد قطیعہ اور سرداری اولاد مساعد کے ساتھ مخصوص ہے جو علی بن جابر بن فتاح بن مساعد بن ثابت کی اولاد میں ہے اور بنومحمد اور مروانہ' اولاد ثابت کے ٹھکانوں کے مقابلہ میں جنگلوں میں گھومنے پھرنے والے ہیں اور اپنی خوراک کے لئے اہل جبل اور اولاد ثابت سے غلہ تول کر لیتے ہیں اور بسا اوقات صاحب الزاب انہیں اپنے فوجی کاموں اور دیگر اغراض کے لئے استعمال کر لیتا ہے اور وریدا شج سے زیادہ معزز اور بلند شان ہیں یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں داخل ہوتے وقت تمام اشج پر حسن بن سرحان بن دیرہ کو سرداری حاصل تھی جوان کا ایک بطن ہے اور ان کے ٹھکانے ولد العناب سے قسطنطنیہ اور طارف مصقلہ اور اس کے سامنے کے جنگلوں تک تھے اور ان کے اور کرفہ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں حسن بن سرحان قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہیں پر اس کی قبر بھی موجود ہے اور یہ بہت سے بطون ہیں جن میں اولاد عطیہ بن ورید' اولاد سرد بن ورید اولاد جار اللہ جو عبداللہ بن ورید کی اولاد میں سے ہے اور تو بہ جو عبداللہ کی اولاد سے ہے اور وہ توبہ بن عطاف بن جبر بن عطاف بن عبداللہ ہے اور انہیں ہلال کے درمیان بڑی سرداری حاصل تھی اور ان کے شعراء نے ان کی مدح کی ہے ان میں سے ایک شاعر کا قول یہ ہے:

''ورید کو جنگل کی سرداری حاصل ہے اور وہ سخاوت سے تر ہے۔ جیسے پانی سے تر ہر زمین بہترین ہوتی ہے
اے جوان تو مرہ کے اوطان کا مشتاق ہے لیکن ان کے ساتھ ورید کے سب آدمی بھی ہیں جنہیں وہ چھپائے
ہوئے ہے۔ انہوں نے اعراب کو عرب بنا دیا ہے یہاں تک کہ وہ بلند شان کاموں کی وجہ سے عرب بن گئے
ہیں اور وہ ان کے چھوٹے سے کام کی بھی نفی نہیں کرتا اور انہوں نے کچھ دیر کے لئے آگ کا طریق چھوڑ دیا
ہے حالانکہ ان کی سواریاں پتھروں سے قوت حاصل کرتی تھیں''۔

اور اولاد عطیہ کی سرداری' اولاد بنی مبارک بن حباس میں تھی اور ارض قسطنطنیہ میں ان کا سردار تلتہ بن حلوف تھا پھر وہ مٹ مٹا گئے اور توبہ تلتہ بن حلوف پر غالب آ گئے اور وہ اپنے ٹھکانے طارق مصفلہ سے اپنے بادشاہوں کے ساتھ دھیرے دھیرے ان کی طرف گئے' پھر وہ جنگل کے سفر سے عاجز آ گئے اور انہوں نے اونٹوں کو چھوڑ کر بکریوں اور گائیوں کو پال لیا اور قرض دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے اور بسا اوقات سلطان نے ان سے فوجی مدد مانگی اور وہ اپنی فوج سے اس کی مدد کرتے اور ان کی سرداری وشاح بن عطوۃ بن عطیہ بن کمون بن قرح بن توبہ کی اولاد اور مبارک بن عابر بن عطیہ بن عطوۃ کی اولاد میں تھی اور اس زمانے تک یہ سرداری انہی میں ہے اور ان کے پڑوس میں اولاد سرور اور اولاد جار اللہ اپنے طریق پر چل رہی ہے اور اس عہد میں اولاد وشاح کی سرداری سحیم بن کثیر بن جماعت بن وشاح اور احمد بن خلیفہ بن رشاش بن وشاح کے درمیان منقسم ہے اور اسی طرح مبارک بن عامر کی اولاد کی سرداری بھی ماح بن محمد بن منصور کے درمیان منقسم ہے اور اولاد جار اللہ کی سرداری' عنان بن سلام کے بیٹوں میں ہے اور عاصم اور مقدم اور ضحاک اور عیاض' مشرف بن اثبج کی اولاد ہیں اور لطیف جو ہے وہ ابن سرح بن شرف ہے اور انہیں اثابج کے درمیان قوت اور تعداد حاصل ہے اور عاصم اور مقدم موحدین کی اطاعت سے منحرف ہو کر ابن غانیہ کی طرف چلے گئے تھے پس یعقوب بن منصور نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا اور تامسنا نے ان کو جشم کے ساتھ اتارا اور ان کے حالات آگے بیان ہوں گے اور عیاض اور ضحاک افریقہ میں ہی اپنے ٹھکانوں پر قائم رہے پس عیاض کے لوگ جبل کے قلعہ پر اترے جو بنی حماد کا قلعہ ہے اور اس کے قبائل پر قابض ہو گئے اور انہوں نے انہیں ان کی حکومت پر غالب کر دیا اور وہ اپنا ٹیکس لینے لگے اور جب ریاح کی مدد سے حکومت ان پر غالب آ گئی تو یہ رعایا کا دفاع کرنے لگے اور ان کا ٹیکس سلطان کے لئے ہوتا تھا اور یہ اس پہاڑ میں سکونت پذیر ہو گئے جس کا طول مشرق سے مغرب تک اتنا ہے جتنا ثنیہ غنیّۃ اور قصاب کا بنی یزید بن زغبہ کے وطن تک ہے اور ان کی سرداری اولاد دیفل میں ہے اور ان کے ساتھ ان کا ایک بطن بھی ہے جنہیں الزبر کہتے ہیں اور اس کے بعد مرتفع اور خراج بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔ مرتفع کے تین بطون ہیں۔ اولاد بتلا' ان کی سرداری محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ہے۔ اولاد خیاش' ان کی سرداری بنی عبدالسلام ہیں اور اولاد عبدوس' ان کی سرداری بنی صالح میں ہے اور اولاد تبار اور اولاد خیاش سب کے سب اولاد خیاش کی حفاظت کرتے ہیں اور خراج کی سرداری اولاد زائدہ بنی عباس بن خصی کو حاصل ہے اور وہ غربی جانب سے خراج اولاد صخر کا پڑوسی ہے اور اولاد رحمت بطون عیاض میں سے ہے اور یہ ہلالی اثابج کے آخری وطن تک بنی یزید بن زغبہ کے پڑوسی ہیں اور ضحاک کے بہت سے بطون ہیں اور ان کی سرداری ان کے دو سرداروں کے درمیان تقسیم ہے اور وہ یہ ہیں ابو عطیہ اور کلب بن منیع اور کلب' بنو عطیہ پر موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنے دونوں قبیلوں کی سرداری پر غالب آ گیا پس وہ ان کے خیال میں مغرب کی طرف چلا گیا اور صحر سجلماسہ میں سکونت پذیر ہو گیا اور وہاں اس نے کارنامے کئے یہاں تک کہ موحدین نے اسے قتل کر دیا یا اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا ان کے واقعات بیان کرنے والے اسی طرح نقل کرتے ہیں اور الزاب میں ان کی خوراک باقی رہ گئی یہاں تک کہ مسعود بن زمام اور زواودہ ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو اپنے لوگوں میں شامل کر لیا پھر یہ جنگ سے عاجز ہو گئے اور بلاد

الزاب میں اتر کر انہوں نے وہاں پر شہر بنائے اور یہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہیں اور لطیف کے بھی بہت سے بطون ہیں جن میں الیثی بھی ہیں جو کسلان بن خلیفہ بن لطیف بیروذی مطرف اور ذوی ابی الحلیل اور ذوی حلال بن معانی کی اولاد ہیں اور ان میں سے اللقامنہ بھی ہیں جو لقمان بن خلیفہ لطیف کی اولاد ہیں اور ان میں سے اولاد جریر بن علوان بن محمد بن لقمان اور نزار بن معن عیا بھی ہے اور اسی کی طرف بنی مری کا نسب لوٹتا ہے جو اس عہد میں الزاب کے حکمران ہیں انہیں بڑی کثرت اور تازگی حاصل ہے پھر یہ جنگ سے عاجز آ گئے اور جب ان کی جمعیت کم ہوگئی اور ان کے بادشاہ منتشر ہو گئے تو ان کے بعد زواودہ نے مضافات میں ان پر غلبہ پالیا اور جمہور اثبج میں سے جو لوگ مغرب کی طرف جا سکتے تھے وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور ذلیل ہو گئے اور ریاح اور زواودہ ان پر غالب آ گئے پس یہ بلاد الزاب میں اتر گئے اور وہاں انہوں نے درسن اور عرسدا کی طرح قلعے اور شہر بنائے اور بادس اس عہد میں اس رعایا میں شامل ہے جو الزاب کے امیر کو ٹیکس دیتا ہے اور ان کی قدیم سرداری کے زمانے سے ان کے کھجوروں کے درخت ہیں جن کو انہوں نے خیر باد نہیں کہا اور وہ اس عہد تک اسی طرح رہ رہے ہیں اور ان کے محلات میں الزاب میں' پڑوس میں رہنے والوں کے ساتھ مسلسل جنگیں ہوتی رہتی ہیں اور الزاب کا گورنر بعض کے ذریعے بعض کا دفاع کرتا ہے اور ان سب سے اپنا خراج پورا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہے اور ان اثبج کے ساتھ القمور آ ملتے ہیں اور غالب ظن یہ ہے کہ وہ عمر بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں اور وہ عمر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال کی اولاد سے نہیں' کیونکہ ریاح' زغبہ اور اثبج بن ابی ربیعہ کے درمیان ہم کوئی نسبت نہیں پاتے اور ہم ان کے اور قرہ وغیرہ بطون ہلال کے درمیان نسبت کو پاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں یا وہ عمر بن رویبنہ بن عبداللہ بن ہلال سے ہوں گے اور یہ سب لوگ معروف نہیں اس کا ذکر ابن الکلبی اکلبی نے کیا ہے واللہ اعلم بذلک اور یہ دو بطن ہیں' قرہ اور عبداللہ اور انہیں ہلال کے کسی آدمی پر سرداری حاصل نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی چراگاہ ہے یہ اپنی قلتِ تعداد اور جماعت کے افتراق کے باعث سفر کرتے رہتے ہیں اور یہ پہاڑوں میدانوں کے رہنے والے ہیں' ان میں سوار بھی ہوتے ہیں مگر اکثر پیادہ ہوتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ جبل اور اس سے مشرق میں جبل راشد تک ہے اور یہ سب کا سب مضہ اور صحرا کی جانب ہے اور تلول ان سے اپنی قلت اور حکومتوں کے حامی بن کر گھومنے کی وجہ سے بلند ہیں اور تُو انہیں جنگل اور خشک جگہ کے زیادہ قریب پائے گا اور ان میں سے بنو قرۃ کا بطن بڑا وسیع ہے مگر یہ قبائل اور شہروں میں اکیلے اکیلے بکھرے ہوئے ہیں اور ان میں بنو عبداللہ کو سرداری حاصل ہے اور وہ عبداللہ بن علی اور اس کے بیٹے محمد اور ماضی دو بطن ہیں اور محمد کے بیٹے عنان اور عزیز دو بطن ہیں اور عنان کے بیٹے شکر اور فارس دو بطن ہیں اور شکر کی اولاد سے یحییٰ بن سعید بن بسیط بن شکر اسی طرح اس کا ایک بطن ہے اور اولاد فارس اور اولاد عزیز اور اولاد ماضی کا وطن' جبل اور اس کے دامن میں ہے جو الزاب کی بنیادوں کو جھانک رہا ہے اسی طرح مغرب کی طرف غمرہ کے ٹھکانوں تک ان کا وطن ہے اور یہ ریاح کے پڑوس میں ان کے ماتحت اور اس کی اولاد کے خادم بن کر رہتے ہیں۔ خصوصاً زواودہ کے جو ان کے میدانی ٹھکانے کے متولی ہیں اور صاحب الزاب کے پڑوس کے قرب کی وجہ سے اور اس کی بادشاہت کی احتیاج کی وجہ سے ان پر اس کی اطاعت واجب ہے اس وجہ سے جب اسے قافلوں اور الزاب کے شہروں کی بغاوت کی خبریں فکر

مند کرتی ہیں تو وہ انہیں اپنی ضرورت کے تحت استعمال کر لیتا ہے۔ شکر کی اولاد ان میں سب سے بڑی سرداری کی حامل ہے اور وہ جبل راشد میں مقیم ہیں یہ دو فریق تھے جو یہاں اترے اور اولاد ذکری نے جنگ کی آگ بھڑکائی اور انہیں جبل راشد سے چلتا کیا پس یہ جبل کسال کی طرف چلے گئے جو مغرب کی جانب اس کے محاذ میں ہے اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور لمبا زمانہ گزرنے کے باوجود ان کے ساتھ ان کی جنگیں مسلسل ہوتی رہیں اور زغبہ کے جوانوں نے انہیں کئی قسم کے ٹھکانے فتح کر دیئے پس اولاد سوبر بن زغبہ اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل راشد کے رہنے والے بن گئے اور اولاد ذکری' بنی عامر اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل کسال کے رہنے والے بن گئے اور بسا اوقات یہ اپنے شہر حلیفوں کے ساتھ ان کی جنگ میں زغبہ کے جنگل میں گھس جاتے جیسا کہ ہم زغبہ کے حالات میں بیان کریں گے اور ان کا شیخ ہمارے قریبی زمانے میں اولاد یحییٰ میں سے عامر بن ابی یحییٰ بن یحییٰ تھا اور اسے ان میں بڑی شہرت حاصل تھی اور یہ عبادت اور حج کا طریق اختیار کیے ہوئے تھا اور یہ مصر میں اپنے زمانے کے شیخ الصوفیہ یوسف الکورانی سے ملا اور اسے علم و ہدایت حاصل کر کے اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا اور اس نے ان سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے طریقہ اور مذہب پر چلے گئے اور اولاد ذکری کا شیخ یمور بن موسیٰ بن بوزیر بن ذکری تھا جو عامر کے برابر درجہ رکھتا تھا اور شرف میں اس سے بڑھ کر تھا ہاں عامر' عبادت کا طریق اختیار کر کے اس سے زیادہ سیاہ رنگ ہو گیا تھا۔ واللہ مصروف الامور والخلق.

یحییٰ
بن
علی ــ بکار
بن ــ ابو الجلیل
جابر ــ ضحاک عاصم مقدم
بن
مفتاح
بن
مساعد
لطیفہ بن ظافر
ثابت
سرحان بن صبیح
فاضل
بن ضحاک
شبیب محمد
بن
کلب
بن
عطیہ
کثیر بن عطیہ بن مروان بن

بن عطوان بن محمد بن یعقوب بن فاضل بن معیوف بن لطیف بن
حامد بن ابی عطوان بن سعید بن بکار بن یحییٰ بن خزر خرج

مظن
بن
محمد
بن
اکرمہ
بن الخراج
مشرف جبر بن ابی کریم بن مالک بن
بن ــ عرفہ ــ توبہ بن عبداللہ بن دریہ
المرتفع عیاض
اشج فارس عزیز ماضی مرہ عطیہ بن یاسر
بن شکر بن عثمان بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف
قرہ
ابی ربیعہ
بن اس کی طرف العموز منسوب ہوتا ہے
نہیک جیسا کہ اس کی تحقیق بیان ہو چکی ہے
بن
ہلال
بن
عامر

باب : ۳

بنو جشم

اس عہد میں مغرب میں یہ قبائل موجود تھے جن میں قرہ، عاصم، مقدم، اثبج، جشم اور خلط کے بطون تھے اور ان سب پر جشم کا نام غالب تھا اور اسی نام سے وہ معروف تھے اور وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھے اور مغرب میں ان کے آنے کا اصل باعث یہ ہے کہ جب موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ عرب قبائل ان کے مطیع ہو گئے اور ابن غانیہ کے فتنہ میں موحدین سے منحرف ہو گئے اور منصور کے زمانے کے ساتھ اطاعت کو وابستہ کر دیا تو ان جشم ان قبائل کو جن پر یہ نام بولا جاتا تھا یہاں لے آیا اور انہیں تامسنا میں اتارا اور ریاح نے ان کو السبط میں اتارا بس جشم تامسنا السبط الافسح میں اترا جو سلا اور مراکش کے درمیان اور مغرب اقصیٰ کے علاقے کے وسط میں ہے اور ان گھاٹیوں سے بہت دور ہے جو جبل درن کے احاطہ کے لئے جنگلات تک پہنچاتی ہیں اور اس کی چوٹی اس کے سامنے اپنا ناک بلند کئے ہوئے ہے اور اس کی جڑوں کی پیوستگی اس کے خلاف ایک روک ہے پس اس کے بعد انہوں نے جنگل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی دور کا سفر کیا ہے اور وہ وہاں پر اترے ہوئے قبائل کی طرح اقامت پذیر ہو گئے اور ان کی فوجیں مغرب میں خلط تک پھیل گئیں اور سفیان اور بنی جابر میں سے موحدین اور باقی ماندہ دور میں سفیان کو اولاد جرمون میں سرداری حاصل رہی اور جب بنی عبدالمؤمن کی حکومت کمزور ہو گئی اور انہوں نے بزدلی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی تو ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہیں غالب آنے کا جوش آ گیا اور کثرت تعداد اور صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے حکومت پر ان کا تسلط ہو گیا اور انہوں نے اعیاض کے درمیان جو کچھ تھا اسے برباد کر دیا اور خلافت کی مدد کی اور بہت فساد کیا اور ان کے دیگر آثار باقی ہیں اور جب بنو مرین نے بلادِ مغرب میں موحدین پر چڑھائی کی اور فاس اور اس کی بستی پر قبضہ کر لیا۔ تو صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے ان سے اور ریاح سے بڑھ کر شدید جنگ کرنے والا ان کا کوئی حامی نہ تھا اور ان کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں جن میں بنو مرین نے ان کو پھنسا دیا یہاں تک کہ ان کا غلبہ ہو گیا اور بنو مرین کا غلبہ اور سطوت ماند پڑھ گئی اور انہوں نے اس کی بیعت اطاعت کی اور بنو مرینؒ بنت بن مہلہل کے ذریعے خلط کے سسر بنے جو بنی مرین میں سے تھا اور انہیں حکومت کے لئے گھومنا پھرنا پڑتا تھا اور جشم کی سرداری مستحکم ہو گئی اور بنت مہلہل کی وجہ سے ان کی کثرت ہو گئی حالانکہ اس سے قبل موحدین کے زمانے میں یہ کثرت سفیان میں تھی پھر گردش زمانہ سے ان کی تیزی ختم ہو گئی اور انہوں نے بزدلی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ

صحرائی زندگی اور چراگاہیں تلاش کرنے کا دور بھول گئے اور ان قبائل میں شمار ہونے لگے جو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ذمہ دار اور سلطان کے ساتھ جانے والے فوج میں ہوتے ہیں۔

اب ہم ان چاروں فرقوں اور ان میں سے ہر ایک کے قبیلوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے انساب کے متعلق حق بات بیان کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے یہ بات جشم کے متعلق نہیں ہوگی لیکن اس نسب کی شہرت اس کے متصل ہے اور اللہ تعالیٰ امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے یہ قبائل جشم میں شمار ہوتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں جو جشم موجود ہے وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے۔ یا شاید اس کے علاوہ بھی کوئی جشم ہو اور مامون اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں اس قبیلے کا مشہور شیخ جرمون بن عیسیٰ تھا اور بعض مؤرخین کے خیال میں' موحدین کے زمانے میں اس کا نسب بنی قرہ میں تھا اور ان کے اور خلط کے درمیان مامون اور اس کے بیٹوں کے پیروکار موجود تھے پس اس وجہ سے سفیان یحییٰ بن ناصر کا پیروکار بن گیا اور اس کا مراکش میں خلافت کا جھگڑا تھا پھر رشید نے خلط کے شیخ مسعود بن حمیدان کو قتل کر دیا جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا۔ پس یہ یحییٰ ابن القاص کے پاس گئے اور سفیان رشید کے پاس گیا پھر مغرب میں بنو مرین غالب آ گئے اور ان کی موحدین کے ساتھ مسلسل جنگیں ہوئیں اور اڑتیس میں جرمون رشید سے الگ ہو گیا اور اس فعل سے حیاء کے باعث جو اس نے اس سے روا رکھا تھا محمد بن عبدالحق امیر بنی مرین سے جا ملا اور وہ فعل یہ تھا کہ اس نے ایک شب اس کے ساتھ شراب نوشی کی یہاں تک کہ مست ہو گیا اور خوشی میں رقص کرتے ہوئے نشہ کی حالت میں اس پر حملہ کر دیا۔ پھر ہوش آنے پر شرمندہ ہوا اور محمد بن عبدالحق کے پاس بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے اور اس کے بعد انتالیس میں یہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا کعب کانون اس کے بعد سعید کے ہاں بلند مرتبہ ہو گیا اور تنتالیس میں اس کے بنی مرین کی طرف جانے کی وجہ سے اس کا مخالف ہو گیا اور وازمور کی طرف واپس آ گیا اور سعید کی سرداری ہی میں اس پر قبضہ کر لیا پس یہ اپنی حرکت سے رک گیا اور کانون بن جرمون نے اس کا قصد کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور تامزرکت کے پاس گیا اور اس کے مرنے سے ایک روز قبل قتل ہو گیا اور اسے خلط نے ایک جنگ میں قتل کیا۔ جو ان کے درمیان اس کے محلہ سعیدہ میں ہوئی اور اس کے بعد سفیان کے حکم سے اُس کے بھائی یعقوب بن جرمون نے اُسے قائم کیا اور محمد نے اپنے بھائی کانون کے بیٹے کو قتل کر دیا اور سفیان کے حکم سے کھڑا ہو گیا اور مرتضیٰ کے ساتھ انچاس میں امان ایمولین کی تحریک میں حاضر ہوا اور سلطان کے پاس سے چلا گیا اور اس کی فوج میں فساد پیدا ہو گیا پس یہ واپس لوٹ آیا اور بنو مرین نے اس کا تعاقب کیا اور اسے شکست ہوئی پھر مرتضیٰ واپس آ گیا اور اُسے شکست کی معافی دے دی پھر انسٹھ میں مسعود نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کانون کے دونوں بیٹوں کے ذمے ان کے باپ کا خون تھا اور وہ دونوں بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ جا ملے اور مرتضیٰ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو آگے کیا مگر وہ اس کی حاکمیت کو برقرار نہ رکھ سکا تو اس نے اپنے چچا عبیداللہ بن جرمون کو آگے کیا مگر وہ کچھ نہ کر سکا۔ پس اس نے مسعود بن کانون کو آگے کیا اور عبدالرحمٰن بن مرین کے ساتھ مل گیا۔ پھر مرتضیٰ بنی جابر کے شیخ یعقوب بن قیطون کے پاس گیا اور اس کے عوض میں یعقوب بن کانون سفیانی کو آگے کیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن یعقوب نے چون (۵۴) میں دوبارہ بات کی تو اُسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور مسعود بن کانون نے' سفیان پر ایک شیخ مقرر کیا

اور مسعود نے یعقوب سے اس کا مقام چھین لیا یہاں تک کہ چھیاسٹھ میں عبدالحق کا بیٹا فوت ہو گیا اور وہ مسکورہ سے جاملا اور اس نے فتنہ اور جنگ کی آگ بھڑکا دی اور حطوں بن یعقوب کو اس کی جگہ کھڑا کیا گیا یہاں تک کہ وہ انہتر میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی عیسیٰ حکمران بن گیا اور مسعود' مسکورہ میں اَسّی میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا منصور بن مسعود سکیسوی کے ساتھ جاملا یہاں تک کہ اس نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں دوبارہ ملازمت دے دی اور ۶۰۷ھ میں تلمسان کے محاصرہ سے وہ اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ہمارے عہد تک مسلسل سرداری سفیان میں چلی آ رہی ہے جو بنی جرمون میں ہے اور میں نے ابی عنان یعقوب بن علی بن منصور بن عیسیٰ بن یعقوب بن جرمون بن عیسیٰ کے زمانے کے ایک شیخ کو دیکھا ہے اور سفیان کا قبیلہ اسنی کے نزدیک تامسنا کے اطراف میں اترا ہوا تھا اور اس نے اس کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے حاکم خلط تھے اور قبیلوں میں سے حرث اور کلابیہ باقی رہ گئے ہیں جو ارض شسوس اور اس کے جنگلوں میں چراگاہوں کو اور بلادِ جاجہ جو مصامدہ میں سے ہے کے کھلے میدانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان میں سختی اور جنگجوئی باقی رہ گئی ہے اور ان کے تیرانداز مطارع کی اولاد میں سے ہیں جو حرث میں سے ہے اور مراکش کے نواح میں ان کی خرابی اور فساد بہت لمبا ہو گیا ہے پس جب سلطانِ مراکش نے امیر عبدالرحمٰن بن ابی فلفوس کو ۶۷۷ھ میں سلطان ابی علی کے پاس بھیجا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو اس نے انہیں پسند کیا اور ان کی عزت افزائی کی اور ایک روز اس نے گھوڑوں اور پیادوں کی نمائش میں دستور کے مطابق انہیں آگے کیا اور ان کا شیخ منصور بن یعیش تھا جو اولاد مطاع میں سے تھا اور اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے جو قتل ہو سکے انہیں قتل کر دیا اور دوسروں کو قید خانوں میں ڈال دیا پس یہ زمانے میں ایک عبرت بن گئے اور ان کی شوکت ختم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ جو چاہے اُس کی قدرت رکھتا ہے۔

الخلط جشم میں سے ہے: یہ قبیلہ خلط کے نام سے معروف ہے اور یہ لوگ جشم میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ خلط بنو المشفق ہیں۔ جو بنی عامر بن عقیل بن کعب سے ہیں اور یہ سب کے سب بحرین میں قرامطہ کے پیروکار ہیں اور جب قرامطہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور شیعوں کی دعوت سے بحرین پر بنو سُلیم غالب آ گئے پھر ان پر دعوت عباسیہ کے ذریعہ بنو ابی الحسین غالب آ گئے جو بطون تغلب میں سے تھے۔ بس بنو سُلیم اور بنو المشفق ان خلط کہلانے والوں میں سے افریقہ کی طرف کوچ کر گئے اور دیگر بنو عقیل بحرین کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ ان میں سے بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر بن عقیل جو اُن خلط کے بھائی تھے۔ تغلبیوں پر غالب آ گئے۔ کیونکہ وہ مغرب میں عوام میں سے نسب کی تحقیق کرنے والے کے نزدیک تخلیط نسب کی وجہ سے جشم کی طرف منسوب ہوتے تھے اور جب منصور نے انہیں مغرب میں داخل کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو یہ تامسنا کے کھلے میدانوں میں ٹھہر گئے یہ بڑی تعداد اور قوت والے تھے اور ان کا شیخ ہلال بن حمیدان بن مقدم بن محمد ہبیرہ بن عواج تھا ہم اس کے نسب کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے' پس جب عادل بن منصور حکمران بنا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی فوجوں کو شکست دی اور ہلال کو اس کی بیعت کے ساتھ پچیس میں مامون کے پاس بھیجا اور موحدین نے اس باب میں اس کی پیروی کی اور مامون آیا تو انہوں نے اس کی حکومت کی مدد کی اور ان کے دشمن سفیانی لڑائی کی وجہ سے یحییٰ بن العاص کی طرف چلے گئے اور ہلال ہمیشہ ہی

مامون کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مامون اپنی بنائی ہوئی فوج میں فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے رشید کی بیعت کی اور اُسے مراکش لے آیا اور سفیان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا پھر بلال فوت ہو گیا اور اس کا بھائی مسعود حکمران بنا اور موحدین کی فوجوں کا سردار عمر بن اوقاریط رشید کا مخالف ہو گیا اور وہ مسعود بن حمیدان کا دوست تھا۔ پس اس نے بھی سلطان کے خلاف بھڑکا دیا۔ پس وہ مخالف بن گیا اور رشید نے اس کے خلاف حیلہ کیا یہاں تک کہ وہ مراکش آیا اور اُسے اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بتیس میں قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی بلال کا بیٹا یحییٰ خلط کا حکمران بنا اور اپنی قوم کے ساتھ یحییٰ بن القاص کے پاس گیا اور انہوں نے مراکش کا محاصرہ کر لیا اور ان کے ساتھ اوقاریط کا بیٹا بھی تھا اور رشید سجلماسہ کی طرف گیا اور وہ مراکش میں غالب آ گئے اور اس میں فساد کیا پھر رشید تینتیس میں آ کر وہاں غالب آ گیا اور اوقاریط کے بیٹے کو اندلس میں جا ملا اور علی بن ہود نے خلط کی بیعت کا اظہار کیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ اوقاریط کے بیٹے کی چال ہے اور وہ ہلاکت سے نجات پا گیا اور یحییٰ بن القاص نے انہیں قلعے کی طرف بھگا دیا اور انہوں نے رشید سے گفتگو کی پس اس نے ہلال کے دونوں بیٹوں علی اور وشاح کو گرفتار کر کے پچتیس میں بازمور میں قید کر دیا پھر انہیں رہا کر دیا۔ پھر اس نے اظہار انس و محبت کے بعد ان کے مشائخ سے غداری کی اور اس نے عمرو بن اوقاریط کے ساتھ ان سب کو قتل کر دیا اور اہل اشبیلیہ نے اُسے اس کے پاس بھیجا۔ پھر وہ سعید کے ساتھ اپنی فوج میں بنی عبدالواحد کے پاس گئے اور انہوں نے اس سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ وہ ان دنوں سفیان کے ساتھ ان کی جنگ میں قتل ہو گیا اور مرتضٰی ہمیشہ ہی ان کے بارے میں حیلہ بازی کرتا رہا یہاں تک کہ علی نے باون میں ان کے اشیاخ کو گرفتار کر لیا اور عواج بن ہلال' بنی مرین کے ساتھ مل گیا اور مرتضٰی نے ان سے علی بن ابی علی کو مقدم کر دیا جو ان میں سردار گھرانے کا آدمی تھا پھر عواج چوّن میں واپس آ گیا اور علی بن ابی علی نے اس سے جنگ کی اور وہ اس کی جنگ میں قتل ہو گیا۔ پھر ساٹھ میں مرتضٰی کے خلاف ام الرجلین کا واقعہ ہوا۔ تو علی بن ابی علی بنی مرین کی طرف واپس آ گیا۔ پھر سارے خلط بنی مرین کی طرف آ گئے اور اقتدار کے آغاز سے ان میں سرداری بن مرین مہلہل بن یحییٰ کے لئے تھی جو مقدم میں سے تھا اور یعقوب بن عبدالحق نے اس سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا جس سے اس کا بیٹا سلطان ابوسعید تھا اور مہلہل اپنی وفات تک جو ۹۵ میں ہوئی ان کا سردار رہا پھر اس کا بیٹا عطیہ سردار بنا اور یہ سلطان ابوسعید کے دور میں تھا اور اس کا بیٹا ابوالحسن تھا۔ اور اس نے اسے شاہ مصر ملک ناصر کی طرف سفیر بنا کر بھیجا اور جب وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کے بھائی عیسیٰ بن عطیہ نے اس کی حکومت سنبھال لی پھر ان دونوں کے بھتیجے زمان بن ابراہیم بن عطیہ نے حکومت سنبھالی اور عزت و شرف اور خوشحالی اور قرب سلطانی کے انتہائی مقام کو حاصل کیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے احمد بن ابراہیم اور پھر اس کے بھائی سلیمان بن ابراہیم اور پھر ان دونوں کے بھائی مبارک نے سنبھالی اور وہ سلطان ابوعنان کے زمانے اور اس کے بعد سلطان ابوسالم کے فوت ہونے کے بعد تک اسی حالت میں رہا اور مغرب پر اس کا بھائی عبدالعزیز قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو مراکش کی ایک جانب جاگیر دی اور یہ مبارک اس کے ساتھ تھا اور جب ابوالفضل گرفتار ہوا تو مبارک بھی گرفتار ہو گیا اور قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ سلطان عبدالعزیز' عامر بن محمد پر غالب آ گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس

مبارک کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ اپنے ساتھیوں اور جنگوں میں شامل ہونے کی وجہ سے مشہور تھا جیسا کہ بنی مرین کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور خلط سے تھوڑا عرصہ قبل اس کا بیٹا حکمران بنا مگر آج کل خلط مٹ مٹا چکے ہیں گویا انہیں دو سو سال سے اس بسیط الافسیح میں کبھی سرسبزی اور خوشحالی حاصل ہی نہ ہوئی تھی پس زمانہ انہیں کھا گیا اور ان کی خوشحالی ختم ہو گئی۔ واللہ غالب علیٰ امرہ

بنو جابر بن جشم: بنو جابرؔ مغرب میں جشم ہوتے ہیں اور کبھی انہیں زمانہ کے ایک فرقے سدرانہ سے بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم اور یحییٰ بن ناصر کی جنگ میں ان کا بہت اثر تھا کیونکہ یہ بھی اس کے دوستوں میں شامل تھے اور جب ۶۳۳ھ میں یحییٰ بن ناصر فوت ہو گیا تو رشید نے ان کے شیخ قائد بن عامر اور اس کے بھائی کے قتل کرنے کے لئے ایک جرنیل کو بھیجا اور اس کے بعد یعقوب بن محمد بن قیلون بھاگ گیا۔ پھر اسے موحدین کے جرنیل یغلو نے قید کر لیا جسے مرتضیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا تھا اور یعقوب بن جرموق نے آ کر بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن یعقوب قیطون کو حکمران بنا دیا پھر بنو جشم کے قبیلوں سے الگ ہو کر تیادلہ کے دامنِ کوہ میں آ گئے اور وہاں پر ان کے پڑوس میں مساکین کے عساکر رہتے تھے جو بربریوں میں سے قشہ اور ہعتابہ میں تھے۔ پس کبھی وہ السبط کے میدانوں میں آ جاتے اور جب کبھی انہیں ان زمانوں میں وردیقہ میں سلطان یا کسی سردار کا خوف ہوتا تو یہ بربریوں کے معاہدہ کے مطابق پہاڑوں اور ان کے دیگر پڑوس کی جگہوں میں پناہ لیتے۔ میں نے سلطان ابوعنان کے زمانے میں حسین بن علی وردیقی کو ان کا سردار پایا پھر وہ مر گیا تو اس کا بیٹا ناصر اس کا قائم مقام بنا اور جب حسن بن عمر ۷۰ ے ھ میں سلطان سے سالم کی طرف گیا تو ان کے ساتھ مل گیا اور سلطان کی فوجیں ان کے مقابلہ میں گئیں۔ تو انہوں نے اسے اختیار دے دیا۔ پھر ابوالفضل بن سلطان ابی سالم مراکش سے فرار کے وقت ۷۶۸ھ میں ان سے جا ملا اور سلطان عبدالعزیز نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے دبا لیا تو وہ اپنی قوم کے صناکر اور بربریوں سے جا ملا پھر انہوں نے اسے مال پر اختیار دیا تو وہ اسے ان کے پاس لے گیا اور امیر عبدالرحمٰن یغلوسن کی جنگوں کے دوران وزیر عمر بن عبداللہ کے عہد میں جو مغرب پر قابض تھا ان کے ساتھ جا ملا اور عمر نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے اپنے سے باہر نکال دیا اور اس جنگ کے ساتھ ناصر کی نبرد آزمائی لمبی ہو گئی تو حکومت نے اس بات کو ناپسند کیا اور ناصر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ جہاں وہ کئی سال تک ٹھہرا رہا اور اس کے بعد حکومتیں اس سے الگ رہیں پھر اس کے بندھن کھول دیئے گئے تو وہ مشرق سے واپس آ گیا تو وزیر ابوبکر بن غازی نے جو سلطان بن عبدالعزیز کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مغرب میں ترجیح دیتا تھا' اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور سرداری ان سے جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ رات دن کو بدلتا رہتا ہے اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ دردیقہ بنی جابر میں سے ہیں جشم میں سے نہیں اور یہ سدراتہ ایک بطن سے ہیں۔ جو بربریوں کے لواتہ کا ایک قبیلہ ہے اور بربریوں کے ٹھکانوں اور پڑوس میں ہونے کی وجہ سے لوگ ان کے بربری ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

عاصم اور مقدم اثبج میں سے ہیں: جیسا کہ ہم نے انساب میں بیان کیا ہے کہ یہ قبیلے اثبج میں سے ہیں اور تامسنا میں ان کے ساتھ اترے تھے اور انہیں عزت و شرف حاصل تھا مگر جشم کثرت کے باعث ان سے زیادہ معزز تھا اور ان کا

ٹھکانہ تامسنا کی فراخ زمین میں تھا اور سلطان کو ان پر طاقت حاصل تھی اور اس نے ان پر ٹیکس لگایا ہوا تھا اور ان کے بھائی جشم میں سے تھے اور موحدین اور پھر مامون کے عہد میں عاصم کا سردار حسن بن زید تھا جس کا یحییٰ بن ناصر کی جنگ میں بہت اثر تھا اور جب یحییٰ تینغس میں فوت ہو گیا تو رشید نے قائد اور عامر کے دونوں بیٹوں کے قائد جو بنی جابر کے شیوخ تھے کے ساتھ حسن بن زید کے قتل کا حکم دے دیا پس یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ پھر ابو عباد اور اس کے بیٹوں کو سرداری مل گئی جو ان کے درمیان عہد بن مرین عیاد بن ابی عیاد سے چلی آ رہی تھی اور ابو عیاد کو النضر ۃ میں برتری اور استقامت حاصل تھی اور وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ۶۹۰ھ میں واپس آیا اور تونس کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ۷۰۷ھ میں واپس لوٹا اور ہمیشہ اس کا رویہ رہا اور اس سے قبل اُسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ سرداری حاصل تھی اور جہاد میں اس کی تقاریر مشہور ہیں اور اس کی حکومت اس کے اور مقدم کی حکومت کے ختم ہونے تک اس کے بیٹوں میں رہی اور وہ مٹ مٹا کر رہ گئے۔ واللہ خیر الوارثین.

✡ ✡ ✡

باب : ۷

بنو ریاح کے بطون

ہلال بن عامر

ریاح اور اسکے ان بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں: قبائل ہلال کے افریقہ میں داخل ہوتے وقت یہ قبیلہ ان سب سے زیادہ معزز اور زیادہ تعداد میں تھا اور جیسا کہ کلبی نے بیان کیا ہے یہ ریاح بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر تھے اور اس وقت ان کی سرداری' موسیٰ بن یحییٰ الضنبری کو حاصل تھی اور جو مرداس بن ریاح کے بطون سے ہے اور اس کے عہد میں ان کے جوانوں میں سے ایک جوان فضل بن علی تھا۔ جس کا ذکر ان کی ان جنگوں میں پایا جاتا ہے جو ضہاجہ کے ساتھ ہوئی تھیں اور ان کے بطون' عمر مرداس اور علی تھے جو سب کے سب بنو ریاح تھے اور سعید بن ریاح اور خضر بن عامر بن ریاح' اخضر تھے اور مرداس کے بہت سے بطون ہیں۔ داؤد بن مرداس اور قنبر بن حواز بن عقید بن مرداس اور ان کے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کی اولاد میں سے عامر بن یزید بن مرداس ایک دوسرا بطن ہے جن میں سے بنو موسیٰ بن عامر اور جابر بن عامر ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لطیف میں سے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور سودان اور مشہور اور بنو محمد بن عامر تین بطون میں سے ہیں۔ اسم' سودان اور علی بن محمد سے ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشاہرہ یعنی بنو مشہور ہلال بن عامر' ریاح کے علاوہ کسی اور کی نسل سے ہیں واللہ اعلم' اور ان سب بطون میں مرداس کو ریاح پر سرداری حاصل ہے اور افریقہ میں داخلہ کے وقت یہ سرداری ضنبر میں تھی پھر یہ سرداری زدادہ کو ملی جو داؤد بن مرداس بن ریاح کے بیٹے ہیں اور بنو عمر بن ریاح کا خیال ہے کہ ان کے باپ نے اس کی کفالت و تربیت کی ہے اور موحدین کے عہد میں ان کا سردار مسعود بن سلطان بن زمان بن وردیقی بن داؤد تھا جسے اس کی شدت و صلابت کی وجہ سے بلط کا لقب دیا گیا تھا اور جب منصور' ریاح کو مغرب میں لایا تو مسعود کی فوجیں اپنی جماعتوں میں پیچھے رہ گئیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سلطان نے ان کی اطاعت کی آزمائش کی اور اس نے مسعود اور اس کی قوم کو کتامہ کے محلات جو مقر کیر کے نام سے مشہور ہیں کے درمیان سے لے کر از غار البسیط الفیح تک اتارا جو بحر اخضر کے ساحل تک چلا جاتا ہے' پس یہ لوگ ونان ٹھہر گئے اور مسعود بن زمام اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ ۵۹۰ھ میں ان کے درمیان سے بھاگ گیا اور افریقہ چلا گیا اور اس کے پاس بنو عساکر اکٹھے ہو کر

آئے اور طرابلس چلے گئے اور زغب و ذئاب کے مہمان بنے اور یہ ان کے درمیان گھومتے پھرتے تھے پھر وہ قراقش کی خدمت میں چلا گیا اور طرابلس کی فتح میں اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ شامل ہوا جیسا کہ ہم قراقش کے حالات میں بیان کریں گے پھر وہ ابن غانیہ المیر وقی کے پاس واپس آ گیا اور اس کی خلافت میں وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی اور موحدین کے ساتھ میر وقی کی جنگ میں اسے سرداری اور نیابت حاصل تھی اور جب ابو محمد بن ابی حفص یحییٰ المیر وقی موحدین کے ساتھ اٹھارہ میں الحمہ پر جو بلاد جرید میں سنہ ہے غالب آیا اور عربوں کو قتل کیا تو اس روز قتل ہونے والوں میں عبداللہ بن محمد اور اس کا عم زاد ابوالشیخ بن حرکات بن عساکر بھی تھا اور جب شیخ ابو محمد قتل ہو گیا تو محمد بن مسعود افریقہ میں واپس آ کر اس پر غالب آ گیا اور الشیخ کے حلیف اور ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس پر غلبہ پالیا اور درید اور کرفہ سے جنگ کرنے پر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش سفر کرنے سے درماندہ ہو گئے اور الزاب اور صدرہ کی بستیوں میں منتشر ہو گئے اور محمد بن مسعود اپنے سفر میں لگا رہا اور اسے اور اس کی قوم کو افریقہ کے نواح میں قصطیلہ' الزاب' قیروان اور مسیلہ کے درمیان صحرا نشینوں کی سرداری حاصل ہو گئی اور جب یحییٰ بن غانیہ اکتیس میں بنی سلیم اور ریاح کے عربوں میں سے فوت ہو گیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو ان کی حکومت ختم ہو گئی اور ابو حفص کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان میں سے یحییٰ بن عبدالواحد مراکش کے انگوروں کے خراب ہونے کے وقت اپنا خطبہ دینے لگا اور یحییٰ بن غانیہ کے پیروکار' جو بنی سلیم اور ریاح کے عرب تھے' منتشر ہو گئے' پس آلِ ابی حفص نے ان زواودہ کو اور وطن میں ان کے مقام کو اپنے گزشتہ عناد اور ابن غانیہ کی مدد کرنے کی وجہ سے برا سمجھا جیسا کہ ان کے حالات و واقعات میں ہے اور انہوں نے انہیں حکومت کی مشایعت کے لئے چن لیا اور ان کے اور قبائل ریاح کے درمیان جنگ کرا دی اور انہیں قیروان اور بلادِ قصطیلہ میں اتارا اور یہ محمد بن مسعود کے لئے نشانی تھا ایک سال اس کے پاس مرداس کا وفد تراز وطلب کرتا ہوا مہمان بن کر آیا اور وہ اس کی نعمتوں پر بہت حریص تھے اور وہ ان کے بارے میں ان سے لڑ پڑے اور انہوں نے محمد بن مسعود کے چچا رزق بن سلطان کو کر دیا اور ان کے اور ریاح کے درمیان جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ کے مشرق کی جانب کوچ کر دیا اور انہیں اس کی غربی جانب میں بدل دیا اور بنو سلیم میں سے کعوب اور مرداس قابس سے لے کر بونہ اور معطہ تک کے تمام مشرقی مضافات پر قابض ہو گئے اور زواودہ تلول کے علاقہ سے قسطنطنیہ اور بجایہ کے مضافات اور الزاب' ریغ' دار کلد کے میدانوں اور ان کے درے بلدِ قبلہ میں جو جنگلات پائے جاتے ہیں ان کی ملکیت سے سرفراز ہوئے اور محمد بن مسعود فوت ہو گیا اور اس کی سرداری موسیٰ بن محمد نے سنبھالی اور اسے اپنی قوم میں دولت و ثروت اور شہرت اور حکومت پر غالب آنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یحییٰ کی وفات: اور جب یحییٰ بن عبدالواحد فوت ہو گیا۔ تو اس کے بیٹے محمد المنتصر کی بیعت ہوئی۔ جس کا بہت شہرہ تھا اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے خلاف خروج کیا اور ان زواودہ کے ساتھ مل گیا اور انہوں نے جہات قسطنطنیہ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے سردار بنانے پر متفق ہو گئے اور ۶۶۶ھ میں المنتصر کے مقابلہ میں گیا تو یہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور ان میں سے بنو عساکر بن سلطان اس کے پاس آئے اور ان دنوں ان کی سرداری

مہدی بن عساکر کے بیٹے کے پاس تھی' انہوں نے ابراہیم بن یحییٰ کا عہد توڑ دیا اور تلمسان چلے گئے اور وہ سمندر پار کے اندلس چلا گیا اور وہاں شیخ بن احمر کے پڑوس میں رہنے لگا۔

موسیٰ کی وفات: پھر موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو اس کی سرداری اس کے بیٹے شبل بن موسیٰ نے سنبھالی اور اس نے حکومت پر بہت ظلم اور ان کا فساد بہت بڑھ گیا تو المنتصر نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی فوجوں کو' جو موحدین اور بنی سلیم کے عربوں اور ان کے بھائیوں اولاد عساکر میں سے تھیں ساتھ لے کر اس کے مقابلہ میں گیا اور اس کے ہراول میں شیخ ابو ہلال عباد محمد الہنتانی تھا۔ جو ان دنوں بجایہ کا امیر تھا۔ اس نے ان کے خلاف چال چلی تو ان کے رؤسا نے شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود کا استقبال کیا اور ان کے ساتھ وریدبن تازیر بھی تھا جو کرخہ کی اولاد نابت کا سردار تھا پس اس نے انہیں آتے ہی گرفتار کر لیا اور انہیں جلد ہی قتل کر دیا اور ابن رایہ کو پکڑ لیا۔ جہاں انہوں نے اس کے بھائی ابواسحاق کی بیعت کی اور قاسم بن بوزیر بن حفص القازع ان کے پاس حکومت کے خلاف خروج کا مطالبہ کرتے ہوئے گیا اور ان کے دستے بکھر گئے اور اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور اس نے الزاب کے آخر تک ان کا تعاقب کیا اور شبل بن موسیٰ نے اپنے بیٹے سباع کو چھوٹی عمر میں چھوڑ دیا۔ جس کی کفالت اس کے چچا نے کی اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی اور سباع نے بھی اپنے بیٹے کے بچہ ہونے کی حالت میں چھوڑا جس کی کفالت اس کے چچا طلحہ بن یحییٰ نے کی اور یہ سب مغرب کے زمانہ کے بادشاہوں کے ساتھ مل گئے اور محمد کی اولاد فاس میں یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مل گئی اور سباع کی اولاد تلمسان میں غمیراسن بن زیان کے ساتھ مل گئی پس انہوں نے ان کو پوشاک اور سواریاں دیں پس انہوں نے رشوت لی اور لڑے اور حیلہ بازی کی اور دھیرے دھیرے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے' پس وہ الزاب کی اطراف پر جو دارکلا میں سے ہے اور ریغ کے محلات پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو آپس میں تقسیم کر لیا اور انہیں موحدین کے لئے حاصل کر لیا اور یہ اس کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔

ابن عتواء: پھر یہ بلادِ الزاب میں آ گئے اور ان کے عامل ابوسعید عثمان بن محمد بن عثمان نے جو موحدین کے سرداروں میں ابن عتوا کے نام سے مشہور تھا انہیں اکٹھا کیا اور اس کا ٹھکانہ مقرہ میں تھا۔ پس یہ الزاب میں ان کے ٹھکانے کی طرف گیا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے غلطادہ میں قتل کر دیا اور اس زمانے میں الزاب اور اس کے نواح پر غالب آ گئے۔ پھر یہ جبل اور اس کی طرف آئے اور وہاں کے تمام قبائل پر غالب آ گئے پھر یہ التل کی طرف آئے اور ان کے مقابلہ میں تمام اولادِ عساکر اکٹھی ہو گئی اور موسیٰ بن ماضی بن مہدی بن عساکر نے ان پر غلبہ پا لیا اور اس نے اپنی قوم اور عیاض وغیرہ میں سے ان کے حلیفوں کو اکٹھا کیا اور جنگ کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور اولادِ مسعود ان پر غالب آ گئی اور اس نے ان کے سردار موسیٰ بن ماضی کو قتل کر دیا اور تمام چیزوں سمیت وطن کے حاکم بن گئے پھر حکومت نے حسن سلوک کے ذریعہ اس کی تلافی کی اور انہیں ان شہروں میں جاگیریں دیں جن پر انہوں نے بلادِ جبل اور الزاب پر قبضہ کیا تھا اور پھر ان شہروں میں بھی جاگیریں دیں جو بسیط غربی میں واقع ہیں اور جبل اور اس کے علاقے میں ہیں۔ جسے ان کے ہاں حضنہ کہا جاتا ہے اور وہ نقاوس' مقرہ اور مسیلہ ہیں اور مسیلہ کی جاگیریں سباع بن شبل بن یحییٰ کے لئے مخصوص کی گئیں حتیٰ کہ وہ بعد میں علی بن سباع بن یحییٰ کے لئے مخصوص ہو گئیں اور وہ اس کے بیٹوں کے حصے میں آئی ہیں اور مقرہ کی جاگیریں احمد بن عمر بن محمد کے لئے

مخصوص ہوئیں جو شبل بن موسیٰ بن سباع کا عم زاد ہے اور نقاوس اولا دعسا کر کے لئے مخصوص ہوا۔

سباع بن شبل کی وفات: پھر سباع بن شبل فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالا جو عسا کر کے نام سے مشہور ہے پس سرداری کے متعلق اس کے چچا علی بن احمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے بیٹوں اور سلیمان بن سباع بن یحییٰ نے جھگڑا کیا اور وہ اس زمانے میں ہمیشہ جھگڑتے رہے اور انہیں نواح بجایہ اور قسطنطنیہ اور وہاں کے سرد یکش' عیاص اور ان کے امثال پر غلبہ حاصل تھا اور آج کل اولا دمحمد کی سرداری یعقوب بن علی بن احمد کو حاصل ہے اور وہ اپنی عمر اور مرتبے کے لحاظ سے زواودہ کا بڑا آدمی ہے اور اسے بہت شہرت حاصل ہے اور سلطان کے ہاں اسے بڑا مقام حاصل ہے جو موروثی چلا آتا ہے۔

اولا دِ سباع کی سرداری: اور اولا دِ سباع کی سرداری علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور علی کی اولاد ان میں سے اشرف اور تعداد میں بکثرت ہے اور ان کی سرداری یوسف بن سلیمان بن علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد اس کی مددگار ہے اور اولا دِ محمد' قسطنطنیہ کے ساتھ خاص ہے اور حکومتوں نے وہاں کے بہت سے سبزہ زاروں میں انہیں جاگیریں دی ہیں اور اولا دسباع بجایہ کے نواح کے ساتھ خاص ہے اور وہاں پر ان کو بجایہ اور اس کے مضافات کو عربوں کے ظلم سے بچانے کے لئے تھوڑی سی جاگیریں حاصل ہیں تاکہ وہ ان شاندار پہاڑوں اور راستوں پر غلبہ نہ پاسکیں جو چراگاہوں کے متلاشیوں کے لئے بڑے دشوار گزار ہیں اور ریغ اور دارکلا کی تقسیم ان کے اسلاف کے زمانے سے ہو چکی ہے جیسا کہ ہم بیان اور الزاب کی غربی جانب اور اس کا سب سے بڑا شہر' اولا دمحمد اور اولا دِ سباع بن یحییٰ کے تصرف میں ہے اور پہلے یہ بھی ابوبکر بن مسعود کے پاس تھا پس جب اس کے کمزور ہو گئے اور مٹ مٹا گئے تو علی بن احمد نے جو اولا دعمر کا سردار تھا اور سلیمان بن علی نے جو اولا دِ سباع کا سردار تھا اسے خرید لیا اور اس کی وجہ سے ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں اور وہ اولا دسباع بن یحییٰ کی جولانگاہوں میں آ گیا اور سلیمان اور اس کے بیٹے اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے وسطی جانب کو زیادہ آباد کیا اور اس کا بڑا شہر سکرہ میں اولا دِ محمد کے لئے ہے اور یعقوب بن علی کو اس کے باعث اس کے عامل پر غلبہ اور عزت حاصل ہے اور وہ اکثر اوقات اعراب کے فساد سے اپنی حکومت اپنے وطن اور اس کے نواح کو بچانے کے لئے یہاں سمت آتا ہے اور الزاب کی مشرقی جانب کے بڑے شہر بادس اور تنومہ ہیں جو اولا دِ نابت کے لئے ہیں۔ جو کرمہ کے رؤسا ہیں کیونکہ یہ مقام ان کی جولانگاہوں میں شامل ہے اور ریاح کی جولانگاہوں میں سے نہیں مگر الزاب کے گورنر اکثر اوقات اپنی فوج کے لئے ریاح کے مصائب میں ان کے بڑے سردار کی اجازت سے اس سے نامکمل ٹیکس لیتے ہیں اور یعقوب اور ریاح کے تمام بطون زواودہ کے پیروکار ہیں اور وہ ان کے ہاتھ کا دیا کھاتے ہیں اور علاقے میں ان کی کوئی حکومت نہیں جس پر وہ قابض ہوں اور ان میں سب سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جتھے والے سعید' مسلم اور اخضر کے بطون ہیں جو جنگلوں اور ریگستانوں میں چراگاہوں کی تلاش سے دور رہتے ہیں اور جب زواودہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ تو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے فریق سے معاہدہ کرتے ہیں۔ پس سعید تھوڑے وقت کو چھوڑ کر دیگر اوقات میں اولا دمحمد کے حلیف ہوتے ہیں اور وہ عہد کو توڑ دیتے ہیں۔ پھر ان سے رجوع کر لیتے ہیں اور مسلم اور اخضر اولا دِ سباع کے حلیف ہیں اور

اسی طرح وہ ابی حامیں کے حلیف بھی ہیں۔

سعید کی سرداری: سعید کی سرداری ان میں سے اولاد یوسف بن زید میں ہے جو میمون بن یعقوب بن عریف بن یعقوب بن یوسف کی اولاد سے ہیں اور ان کے مددگار اولاد عیسیٰ بن رحاب بن یوسف ہیں اور وہ اپنے خیال میں بنی سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو اولادِ قرس سے ہیں جو سلیم میں سے ہیں اور ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ معاہدہ اور وطن کے لحاظ سے ریاح میں سے ہیں اور عرب کے یہ گروہ اولاد یوسف کے ساتھ رہتے ہیں اور مخادمہ عیوث اور فجور کے ناموں سے مشہور ہیں۔

مخادمہ: مخادمہ اور عیوث مخدم کے بیٹوں میں سے ہیں اور مشرف بن اثبج کی اولاد سے ہیں۔

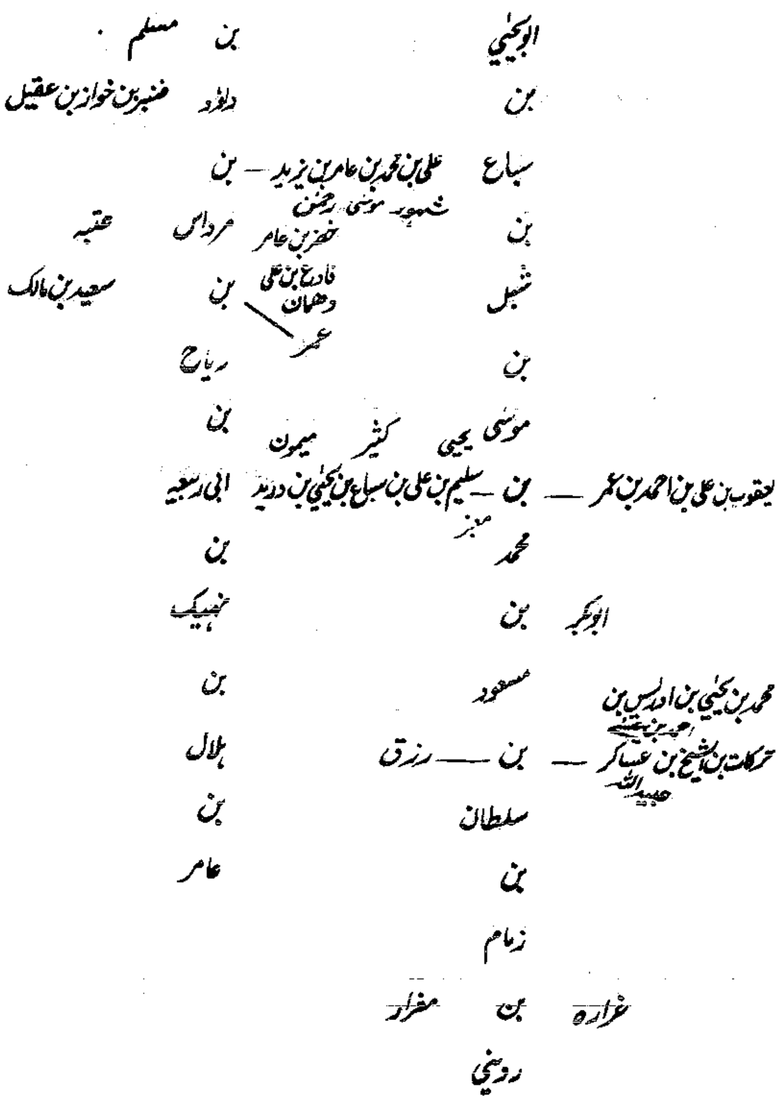
فجور: اور فجور میں سے کچھ بربریوں لواتہ اور زناتہ میں سے ہیں۔ جوان کا ایک بطن ہے اور ان میں بغات میں سے بھی ہیں اور بغاوت بطون حرام میں سے ہیں اور عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

زناتہ: یہ لوگ طور لواتہ میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے بنی جابر اور بتادلہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ بنی احمر کے دور کے سلطان الزناذی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ جس کے جہاد کے بہت سے کارنامے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ مصر اور صعید میں رہتے ہیں اور اولادِ محمد کے زواودی حلیف زکاب میں سودات بن عامر بن صعصعہ کا ایک بطن ہیں۔ جو ریاح میں شمار ہوتے ہیں اور یہ ان کے ساتھ سفر کرتے اور چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کا ان کے حلیفوں اور مددگاروں میں ایک خاص مقام ہے اور اولادِ سباع کے حلیف مسلم اور اخضر میں سے ہیں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلم اولاد عقیل بن مرداس بن ریاح میں سے ہے اور مرداس بن ریاح کو بعض زبیر بن العوام کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر یہ غلط اور بعض ان پر نکیر کرنے والے کہتے ہیں کہ اُسے زبیر بن المہایۃ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جو بطون عیاض میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور اس کی سرداری جماعت بن مسلم بن حماد بن مسلم اور اولاد تساکر بن حامد بن کسلان بن غیل بن جماعت اور اولاد زواودہ بن موسیٰ بن قطران بن جماعت کے درمیان ہے۔

اخضر: اور اخضر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خضر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں اور یہ عامر بن صعصعہ نہیں کیونکہ عامر بن صعصعہ کے سب بیٹے نسابوں کے نزدیک مشہور ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ اولاد ریاح میں سے کوئی دوسرا عامر ہو اور شاید عامر بن زید بن مرداس ہو جس کا ذکر ان کے بطون میں آیا ہے۔ ان میں سے پہلے اخضری یا لک بن طریف بن مالک بن حفصہ بن قیس عیلان کے بیٹے میں جن کا ذکر صاحب الاغانی نے کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ان کا نام سیاہ ہونے کی وجہ سے اخضر رکھا گیا ہے اور عرب اسود کو اخضر کہتے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ مالک بہت گندم گوں تھا اور اس کے بیٹے بھی اس کے مشابہ تھے اور ان کی سرداری تامر بن علی بن تمام بن عمار بن خضر بن عامر بن ریاح کی اولاد میں ہے اور مرین اولاد تامری سے مخصوص ہیں جو عامر بن صالح بن عمار بن عطیہ بن ناصر کی اولاد میں سے ہے اور ان میں زیادہ بن تمام بن عمار کا ایک اور بطن بھی ہے اور اسی طرح ریاح میں عمرہ بن اسد بن ربیعہ کا ایک بطن ہے۔ جو نزار میں سے ہے اور وہ لوگ بھی اونٹنیوں کے

ساتھ سفر کرتے رہتے ہیں۔

بلادِ ہبط میں اترنے والے ریاحی: اور بلادِ ہبط میں اترنے والے ریاحیوں کو منصور نے جہاں اتارا وہ اپنے سردار مسعود بن زمام کے چلے جانے کے بعد وہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مامون کے زمانے میں ان کا سردار عثمان بن نصر تھا جسے اس نے ۶۳۰ھ میں قتل کر دیا اور جب مغرب کے مقامات میں بنومرین کا غلبہ ہو گیا تو موحدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ریاح کے خلاف ان کے جتھوں کو بھی بھیجا پس یہ ان کے نواح کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے اور بنوعسکر محمد بن محمد بھی جو بنی مرین میں سے ہیں جب اس عہد میں اپنے بھائیوں بنی حمامہ بن محمد کے ساتھ لڑتے' جوان کے سابقہ بادشاہوں میں سے ہیں تو یہ ان کے ساتھ آ ملتے اور ان کے درمیان ایک جنگ میں عبدالحق بن مجید بن ابی بکر بن جماعت ابوالملک اور اس کا بیٹا ادریس قتل ہو گئے پس انہوں نے بنی مرین سے خون کا بدلہ لینے کے لئے اپنے دلوں میں یہ بات بٹھالی اور کئی دفعہ ان کے خون بہائے اور انہیں قتل کیا اور قید میں پھنسایا اور آخر میں سلطان ابوثابت عامر بن یوسف بن یعقوب نے ۷۰۷ھ میں ان سے جنگ کی اور قتل کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ وہ گھاٹیوں اور مرج مستجر کے درمیانی ٹیلوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور ان کی تعداد کم ہو گئی اور وہ آنے والے قبائل سے مل گئے اور پھر ہر قوم کی طرح مٹ مٹا گئے اور اللہ ہی زمین اور اس کے اوپر بسنے والی چیزوں کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے اور اس کے سوا کوئی رب اور معبود نہیں ہے۔ وَ هُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرِ۔


ابویحیٰی
بن
مسلم
بن
داؤد
ضنبر بن خواز بن عقیل
سباع
علی بن محمد بن عامر بن یزید
بن
شہود موسیٰ رحمٰن
بن
خضر بن عامر
مرداس
عتبہ
شبل
قادح بن علی
دھمان
بن
سعید بن مالک
عمر
بن
ریاح
موسیٰ
یحیی
کثیر
میمون
بن
یعقوب بن علی بن احمد بن عمر
بن
سلیم بن علی بن سباع بن یحییٰ بن دریذ
ابی ربیعہ
محمد
بن
ابوبکر
بن
نہیک
مسعود
بن
محمد بن یحییٰ بن ادریس بن
برکات بن الشیخ بن عساکر
بن
رزق
ہلال
سلطان
بن
بن
عامر
زمام
غرارہ
بن
مغرار
روینی

ریاح کے عالم بالسنتہ سعادت کے حالات اور اس کا انجام اور گردشِ احوال: یہ شخص ریاح کے ایک قبیلے مسلم سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے رحمان سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی ماں کو خصیبہ کہتے تھے جو عبادت اور تقویٰ میں انتہائی بلند مقام پر تھی۔ اس کی پرورش بھی زہد و عبادت کے ماحول میں ہوئی اور یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور تازہ کے نواح میں اس دور کے صالحین اور فقہاء شیخ ابو اسحاق تسولی سے ملا اور اس سے علم حاصل کیا اور اس کا ہم صحبت رہا اور صحیح فقہ اور وافر تقویٰ کے ساتھ ریاح کے وطن کی طرف واپس آیا اور الزاب کے شہر طولقہ میں اترا اور خود ہی عزیز و اقارب اور دوستوں اور جان پہچان والوں کی بڑی باتوں کو بدلنے میں مصروف ہو گیا۔ پس وہ اس بات کی وجہ سے مشہور ہو گیا اور اس کی اپنی قوم اور دوسرے لوگوں میں سے بہت سے لوگ اس کے خادم بن گئے اور اس کے ساتھیوں میں سے جن بڑے لوگوں نے اس کے طریقے کو اپنانے کا عہد کیا ان میں سب سے مشہور ابو یحییٰ بن احمد تھا جو زواودہ میں سے بنو محمد بن مسعود کا شیخ تھا اور عطیہ بن سلیمان بن سباع جو اولاد بن سباع بن یحییٰ کا سردار تھا اور عیسیٰ بن یحییٰ بن ادریس جو اولاد ادریس کا شیخ تھا اور اولاد عسا کر انہی میں سے ہے اور حسن بن سلامہ جو اولاد طلحہ بن یحییٰ بن وریذ بن مسعود کا شیخ تھا اور ہجرس بن علی جو یزید بن زغبہ کی اولاد میں سے تھا اور عطاف قبیلے کے بہت سے آدمی بھی اس کے پیرو کار تھے جو زغبہ قبیلے سے ہے اور ان کی قوم کے بہت سے کمزور آدمی اس کے متبع تھے۔ پس اس طرح اس کے پیرو کاروں کی کثرت ہوئی اور وہ آگے بڑھ کر اقامتِ سنت اور تغیر منکر کا کام کرنے لگا اور اس نے ڈاکوؤں پر سختی شروع کی جو صحرا کے شہریوں میں سے تھے پھر اس نے ایک اور اچھائی کا قدم اٹھایا اور الزاب کے گورنر منصور بن فضل مزنی سے مطالبہ کیا کہ وہ رعایا کو ٹیکس اور تاوان وغیرہ معاف کر دے تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر حملہ کرنا چاہا تو اس کے اصحاب درمیان میں حائل ہو گئے اور انہوں نے اقامت سنت اور موت پر اس کی بیعت کی اور ابنِ مزنی نے انہیں جنگ کی اجازت دے دی اور اپنی قوم میں ان کے ہم پایہ لوگوں کو اس کام کے لئے بلایا اس زمانے میں علی بن احمد بن عمر بن محمد اولادِ محمد کا سردار تھا اور سلیمان بن علی بن سباع' اولادِ یحییٰ کا سردار تھا۔ انہوں نے زواودہ کی سرداری تقسیم کر لی اور سعادت اور اس کے اصحاب کی مدافعت کے لئے ابن مزنی کی مدد کی ان دنوں ابن مزنی اور الزاب کا معاملہ صاحب بجایہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جو بنی حفص میں سے تھا اور وہ امیر خالد بن امیر ابو زکریا تھا اور اس کی حکومت کا نگران ابو عبدالرحمٰن بن عمر تھا' ابن مزنی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کی اور اہل طولقہ کو اشارہ کیا کہ وہ سعادت کو گرفتار کر لیں پس اس نے ان میں سے نکل کر ایک جانب ایک الگ مکان بنا لیا اور وہ اور اس کے اصحاب وہاں رہنے لگے پھر اس نے اپنے ان اصحاب کو جمع کیا جو پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور وہاں انہیں سقیہ کہا کرتا تھا اور انہوں نے بسکرہ جا کر ۷۰۳ھ میں ابن مزنی کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے وہاں کی کھجوریں کاٹ دیں اور اسے فتح نہ کر سکے تو وہ وہاں سے چل دیئے۔ پھر انہوں نے ۷۰۴ھ میں دوبارہ اس کا محاصرہ کر لیا مگر پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے پھر سعادت کے زواودی اصحاب ۷۰۵ھ میں اپنے سرمائی مقامات میں گئے اور سعادت نے اپنے زاویہ جوزات طولقہ میں تھا چھاؤنی قائم کر لی اور املیلی اور ناجعہ سے جو فوجی پیچھے رہ گئے تھے ان کو اکٹھا کیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا اور انہوں نے ابن مزنی اور شاہی فوج کے پاس جو بسکرہ میں ان کے پاس مقیم تھی' فریاد کی تو اس نے ان کو اولاد حرب کے ساتھ جو زواودہ میں سے تھے رات کو سوار کرایا اور سعادت اور اس کے اصحاب پر ملیلی میں حملہ کر دیا اور ان کے درمیان ایک معرکہ میں سعادت قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے

اصحاب مارے گئے اور اس کے سر کو ابن مزنی کے پاس لے جایا گیا اور اس کے اصحاب کو ان کے سرمائی مقامات میں یہ خبر پہنچی تو وہ الزاب کی طرف چل پڑے اور ان کے سردار ابو یحییٰ بن احمد بن عمر شیخ اولاد محرز اور عطیہ بن سلیمان شیخ اولاد سباع اور عیسیٰ بن یحییٰ شیخ اولاد عسا کر اور محمد بن حسن شیخ اولاد عطیہ سب کے سب ابی یحییٰ بن احمد کی طرف گئے اور بسکرہ میں مصروف پیکار ہو گئے اور اس کی کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے اور ابن مزنی کے درمیان خلیج وسیع ہوتی گئی اور ابن مزنی نے اپنے زواودی مددگاروں کو آواز دی تو علی بن احمد شیخ اولاد محمد اور سلیمان بن علی شیخ اولاد سباع اس کے پاس آ گئے اور یہ دونوں ان دنوں زواودہ کے بڑے آدمی تھے اور اس کا بیٹا علی شاہی فوجوں کے ساتھ نکلا اور ۱۳ھ میں صحرا میں جنگ ہوئی پس پڑاؤ کرنے والے ان پر غالب آ گئے اور علی بن مزنی قتل ہو گیا اور علی بن احمد گرفتار ہو گیا۔ تو وہ اسے قیدی بنا کر لے گئے۔ پھر عیسیٰ بن احمد نے اپنی بھائی ابو یحییٰ بن احمد کا لحاظ کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا اور سنت کے ان پیروکاروں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی پھر ابو یحییٰ بن احمد اور عیسیٰ بن یحییٰ فوت ہو گئے اور ان سنیوں میں سے اولادِ محرز کے قبائل بھی گئے اور سنیوں نے احکام وعبادات کے متعلق فتویٰ دینے والے کے متعلق گفتگو کی اور ان کی نظر ابو عبداللہ محمد بن ارزق پر پڑی اس نے بجایہ کے عظیم شیخ علی ابو محمد زواودی سے علم حاصل کیا تھا پس وہ اس کے پاس گئے اور اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ان کے ساتھ چلا آیا اور اولادِ طلحہ کے شیخ حسن بن سلامہ کے ہاں مہمان اترا اور سُنی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے انہیں اولادِ سباع کے مقابلہ میں مضبوط کیا اور وہ الزاب میں اکٹھے ہوئے اور علی بن احمد سے لمبا عرصہ تک نبرد آزما رہے اور اس وقت سلطان ابوتاشفین موحدین کے اوطان میں ان کے عرب دوستوں کو لایا کرتا تھا جو ان سنیوں کو عطیے بھیجتے تھے اس سے ان کا مقصد ان سے دوستی کرنا اور وہ ہر سال ان کے ساتھ ابوارزق فقیہ کے لئے ایک معین عطیہ بھیجتے اور ابن ارزق مسلسل اس منصب پر قائم رہا یہاں تک کہ ان پر علی بن احمد شیخ اولاد محمد غالب آ گیا اور حسن بن سلامہ فوت ہو گیا اور ریاح سے سُنیوں کے کام کا خاتمہ ہو گیا اور ابن ارزق بسکرہ آیا تو یوسف بن مزنی نے اُسے سُنیوں کے کام سے الگ کرنے کے لئے قضاء کی دعوت دی تو اُس نے اس کی بات مان لی اور اس کے ہاں اُترا۔ تو اس نے اسے بسکرہ کی قضاء سُپرد کر دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ پھر علی بن احمد کچھ وقت کے بعد سُنیوں کی دعوت لے کر اٹھا اور اس نے ۷۸۰ھ میں ابن مزنی کے لئے فوج اکٹھی کی اور بسکرہ میں پڑاؤ ڈالا اور اہل ریغ نے بھی اُسے مدد دی اور اس نے کئی ماہ تک بسکرہ کا محاصرہ کئے رکھا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا تو وہاں سے چلا آیا تو اس نے یوسف بن مزنی سے گفتگو کی اور وہ دوست بن گئے یہاں تک کہ علی بن احمد فوت ہو گیا اور سعادت کی اولاد میں سے زاویہ میں اس کے بیٹے اور پوتے باقی رہ گئے جن کی رعایت کرنے ابن مزنی پر واجب تھا اور ریاح کے صحرانشینوں نے انہیں پہچان لیا اور رہگذاروں کی جماعتوں نے انہیں گذرنے دیا اور یہ زواودہ باقی رہ گئے اور کبھی کبھی ان میں سے بعض لوگ اقامتِ دعوت کا اشتیاق ظاہر کرتے اور دین وتقویٰ کے بغیر اقامت دعوت کرنے لگتے اور اسے رعایا سے زکوٰۃ لینے کا ذریعہ بنا اور بُری باتوں کے بدلنے کا اظہار کرتے اور اس سے ارتقاء میں جو نقصان ہوتا اسے چھپاتے جس سے ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی اور ان کی کوششیں ناکام ہو جاتیں اور حاصل شدہ مال پر آپس میں لڑتے اور بغیر کسی بات کے چودھری بنتے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا متولی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے اور وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

باب:۵

زغبہ

اوراُس کے بطون

یعنی ریاح کے بھائی

زغبہ اور اسکے ان بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے تھے: یہ قبیلہ ریاح کا بھائی ہے ابن کلبی بیان کرتا ہے کہ زغبہ اور ریاح ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر کے بیٹے ہیں اور ان کا نسب بھی اسی طرح ہے اور وہ اس عہد کے ان لوگوں میں سے ہیں جن کا خیال ہے کہ عبداللہ نے ان کو اکٹھا کیا ہے لیکن ابن کلبی نے اس بات کو بیان نہیں کیا اور عبداللہ کو ہلال کے بیٹوں میں بیان کیا ہے اور شاید وہ اس کی طرف اس لئے منسوب ہو گئے ہیں کہ اس نے ان کی کفالت کی ہے اور وہ ان کے پہلے مشہور ہو گیا اور اس قسم کی باتیں عرب کے انساب میں اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں یعنی بیٹے' اپنے چچا یا کفالت کرنے والے کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم' اور انہیں افریقہ میں داخل ہوتے وقت بڑا غلبہ اور کثرت حاصل تھی اور انہوں نے طرابلس اور تابش پر غالب آ کر سعید بن خزرون کو جو مغرادہ کا بادشاہ تھا' طرابلس میں قتل کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے یہاں تک کہ موحدین افریقہ پر غالب آ گئے اور ابن غانیہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ہلال بن ریاح اور جشم کے قبائل اس کے پاس آ گئے اور زغبہ ابن غانیہ سے منحرف ہو کر موحدین کی طرف مائل ہو گئے اور ابن غانیہ اور اس کے اتباع کے مقابلہ میں مغرب الاوسط کی حمایت میں زناتہ کے بادس کے ساتھ متحد ہو گئے اور مسیلہ اور قبلہ تلمسان کے درمیان جنگلوں میں اتنی مسلسل جنگیں ہوئیں اور بنو یادیں اور زناتہ کے تلول میں ان پر غالب آ گئے۔

زناتہ کا مغرب اوسط پر قبضہ: اور جب زناتہ نے مغرب الاوسط کے علاقے پر قبضہ کیا اور اس کے شہروں میں گئے تو زغبہ تلول میں داخل ہو گئے اور اس میں غلبہ حاصل کر لیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدے کی عصبیت اور زناتہ کو اس

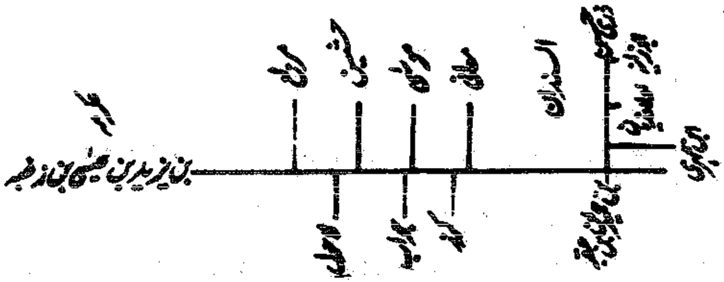
میں غلبہ حاصل کر لیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدہ کی عصبیت اور زناتہ کو صحرا سے اکٹھا کرنے کی وجہ سے تکلیف سے دوچار کیا اور ان کے جتھے اور حامی باہر نکل گئے پس معقل کے پڑوسی عرب مغرب کی جانب سے ان کے پاس آ گئے اور زغبہ کے جو لوگ ان جنگلوں میں پیچھے رہ گئے تھے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا۔ جو وہ ان کے اونٹوں سے حاصل کرنے اور ان سے جوان اونٹ لے لیتے پس انہوں نے اس بات سے برا منایا اور اس ذلت کو دور کرنے کے لئے باہمی معاہدہ کیا اور ان کے بطون میں سے بڑا حصہ ثوابہ بن جوشہ نے لیا جو سدید قبیلے سے میں ہے جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے پس انہوں نے ان کو اس صحرائی وطن سے نکال باہر کیا اور پھر زناتہ کی حکومت مضبوط ہوگئی اور جب انہوں نے خرابی وفساد پیدا کرنا شروع کر دیا تو عربوں کو ان کے وطن تلول کے متعلق برانگیختہ کر دیا گیا پس وہ اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے اور حکومت نے ان پر تلول کے دروازے بند کر دیئے اور غلہ روک لیا۔ جس کا حصول بہت مشکل ہوگیا اور گھوڑے کمزور ان کی حالت بہت خراب ہوگئی اور فوجوں نے ان پر ٹیکس لگائے اور انہوں نے رشوت اور صدقہ دیا اور جب زناتہ کا رعب جاتا رہا اور ان کی حکومت کمزور ہوگئی اور ملک کے قریب سے عاصبیہ خوارج اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تلول جانے کے لئے جنگوں کا راستہ اختیار کیا اور پھر اس میں غلبہ کی راہ ہموار کی تو پھر انہوں نے وہاں پر زناتہ سے جنگ کی اور اکثر اوقات ان پر غالب آ گئے اور حکومت نے ان سے مدد طلب کرنے کی وجہ سے انہیں مغرب الاوسط کے نواح اور شہروں میں بہت سی جاگیریں دیں۔ پس ان کی سواریاں اس میں چلنے لگیں اور وہ ہر طرف سے اس پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور زغبہ کے یہ بطون یزید' حصین' مالک عامر اور عروہ سے بہت تعداد میں ہیں اور انہوں نے مغرب الاوسط کو آپس میں تقسیم کر لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بنی یزید: اور ان بنی یزید کو زغبہ میں کثرت اور شرف کے لحاظ سے بڑا مقام حاصل تھا اور حکومتوں کو بھی اس کا خیال رہتا تھا یہی وجہ ہے کہ عربوں میں سے سب سے پہلے حکومتوں نے تلول اور ضواحی انہیں جاگیر میں دیا اور موحدین نے انہیں ارض حمزہ میں جاگیر دی جو بجایہ کے ان ٹھکانوں میں سے ہے جو بلادِ ریاح اور اثابج کے قریب ہیں پس یہ لوگ وہاں اتر گئے اور ان گھاٹیوں میں چلے گئے جو تلول حمزہ' ہوس اور ارض بن حسن اور اس کے ٹیلوں اور یفا اور صحرا تک پہنچاتی ہیں اور حکومت کو اس پروپیگنڈے کے ذریعے بجایہ پر غلبہ حاصل ہوا جو ضہاجہ اور زواودہ نے کیا اور جب بجایہ کی فوجیں ان کے ٹیکس سے عاجز آ گئیں تو انہوں نے ان کو جنگ کے لئے بھیج دیا۔ تو انہوں نے اس کام کو نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیا اور اس وجہ سے حکومتیں ان کی زیادہ عزت کرنے لگیں اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے ان جگہوں پر جاگیریں حاصل کیں پھر موحدین زناتہ ان اوطان پر غالب آ گئے اور انہوں نے بجایہ کے اوطان میں جاگیریں حاصل کیں اور انہیں اپنے ممالک کی شکل میں بدل دیا اور جب زناتہ کی ہوا اکھڑ گئی اور عربوں کے ساتھ ان کے اختلاف کا سمندر موج زن ہوا تو بنو یزید نے ان اوطان کی ملکیت اپنے لئے مخصوص کر لی اور ان کی تمام جہات پر قبضہ کر لیا اور خراج اور اس کے ٹیکس کے مطالبے کو تقسیم کر دیا اور وہ اس عہد تک اسی طرح چلے آ رہے ہیں اور ان کے بہت سے بطن ہیں۔ پس ان میں سے حمیان بن عقبہ بن یزید اور جواب اور بنو کرز اور بنو موسیٰ اور دابو اور خشنہ ہیں اور یہ سب کے سب بنو یزید بن عیسیٰ بن زغبہ اور ان کے بھائی عکرمہ بن عیسیٰ ہیں جو ان

کے گشتی دستوں میں سے ہیں اور بنی یزید کی سرداری اور اولا دلاحق اور پھراولا معانی کے لئے تھی پھر یہ سعد بن مالک بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ بن مہدی بن یزید بن عیسیٰ بن زغبہ کے گھرانے میں آ گئی اوران کا خیال ہے کہ وہ مہدی بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہے اور یہ ایسا نسب ہے جس کی سرداری اپنے قبیلے کے سوا کسی کو نہیں مانتی اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور بعض اوقات دوسرے لوگوں نے سلول کی طرف منسوب کر دیا ہے اور وہ بنومرہ بن صعصعہ ہیں جو عامر بن عصعصہ کا بھائی ہے مگر یہ بات درست نہیں ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سلول اور بنی یزید بھائی بھائی ہیں اوران سب کو اولا د فاطمہ کہا جاتا ہے اور بنوسعد کے تین بطن ہیں۔ بنو ماض بن رزق بن سعد' بنومنصور بن سعد اور بنوزغلی بن رزق بن سعد اور بنی زغلی کو مسافروں اور ڈیرہ داروں پر خاص طور پر سرداری حاصل ہے اور ہمارے علم کے مطابق وہ ریان بن زغلی کے لئے ہے پھر اس کے بعد اس کے بھائی دیفل کے لئے ہے اوران دونوں کے بھائی ابوبکر کے لئے ہے اور پھر اس کے بیٹے ساسی بن ابی بکر کے لئے پھر اس کے بیٹے معتوق بن ابی بکر کے لئے ہے پھر موسیٰ کے لئے جو ان کے چچا ابوالفضل بن زغلی کے بیٹے موسیٰ کے لئے پھر اس کے بھائی احمد بن ابوالفضل کے لئے ہے اور وہ اس عہد میں ان کا سردار ہے اور وہ اکانوے میں وفات پا گیا ہے اوراس کی قوم میں اس کا بیٹا اس کا جانشین ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان کے حلیفوں میں بنوعامر بن زغبہ بھی ہیں جو ان کے میدانوں میں ان کے ساتھ سفر کرتے ہیں اوران کی جنگوں میں ان کی مدد کرتے ہیں اور مستنصر بن ابی حفص کے زمانے میں ریاح اور زغبہ کے درمیان' موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کے بیٹے شبل کے عہد میں طویل جنگ ہوئی اور بنو یزید نے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس میں بڑا حصہ لیا اور بنوعامر اس جنگ میں ان کے حلیف اور مددگار تھے اور مدد کرنے کی صورت میں انہیں کھیتی کا خراج ملتا تھا۔ جسے قرارہ کہتے ہیں اور وہ کھیتی کے ہزار تھیلے ہوتے ہیں اوران کے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ ابوبکر بن زغلی کو ریاح نے وطن حمزہ کے دھوس پر جنگ کے زمانے میں غالب کیا تھا پس اس نے بنی عامر سے مدد مانگی تو اولا د شافع' صالح بن بالغ کی سرکردگی میں اور بنو یعقوب' داؤد بن عطاف کی سرکردگی میں اور حمید' یعقوب بن معروف کی سرکردگی میں اس کے پاس آئے اور وہ اپنے وطن واپس چلا گیا اوراپنے وطن پر ان کے لئے کھیتی کے ہزار تھیلے مقرر کر گیا اور بنوعامر مسلسل اسی حالت میں رہے پس جب یغمراسن بن زیان' تلمسان اوراس کے نواح پر قابض ہوا اور زناتہ تلول اور سبزہ زاروں میں داخل ہوئے تو معقل نے ان کے وطن میں بہت خرابی پیدا کی اور یغمراسن بنی عامر کے ساتھ صحرائے بنی یزید میں ان جگہوں پر آیا اور انہیں ان کے پڑوس میں معقل کے متعلق تدبیر کرتے ہوئے صحرائے تلمسان اتار دیا پس وہ وہاں اتر پڑے اور بنی یزید کے بطون میں سے حمیان نے ان کی پیروی کی کیونکہ وہ وادیوں اور چراگاہوں کے متلاشی تھے اور ایک جگہ ڈیرے ڈالنے والے نہ تھے۔ پس وہ عہد میں بنی عامر میں شمار ہونے لگے اور بنو یزید نے سبزہ زاروں اوراس کی سرسبزی پر قبضہ کر لیا اوران کے اکثر لوگوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا اور چراگاہوں کے متلاشیوں کا کہنا ہے کہ ان میں سے عکرمہ کے کچھ فریق اور عیسیٰ کے بعض بطون اولا د زغلی کے ساتھ ان کے جنگلوں میں سفر کرتے رہتے ہیں اور انہوں نے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا جنگل میں سفر کرنا چھوڑ دیا ہے اوران کے حلیفوں کے ریاح یا زغبہ کے سفر کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ اس عہد تک اسی پوزیشن میں ہیں اور بنی یزید بن عیسیٰ کے بطون میں سے بنوخشین' بنوموسیٰ' بنومعانی اور بنولاحق

زغبہ ہیں اور انہیں اور بنی معانی کو بنی سعد بن مالک اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو مرلع جنہیں مرابعہ کہتے ہیں سے قبل سرداری حاصل تھی اور یہ اس عہد میں سب کے سب بنوحمزہ ہیں اور مرابعہ کا ایک قبیلہ اس عہد میں تونس کے مضافات میں چرگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور زغبہ کے باعث ان پر غالب ہے۔

ابوالفضل بن موسیٰ بن زغلی بن رزق بن سعد بن مالک بن
عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ

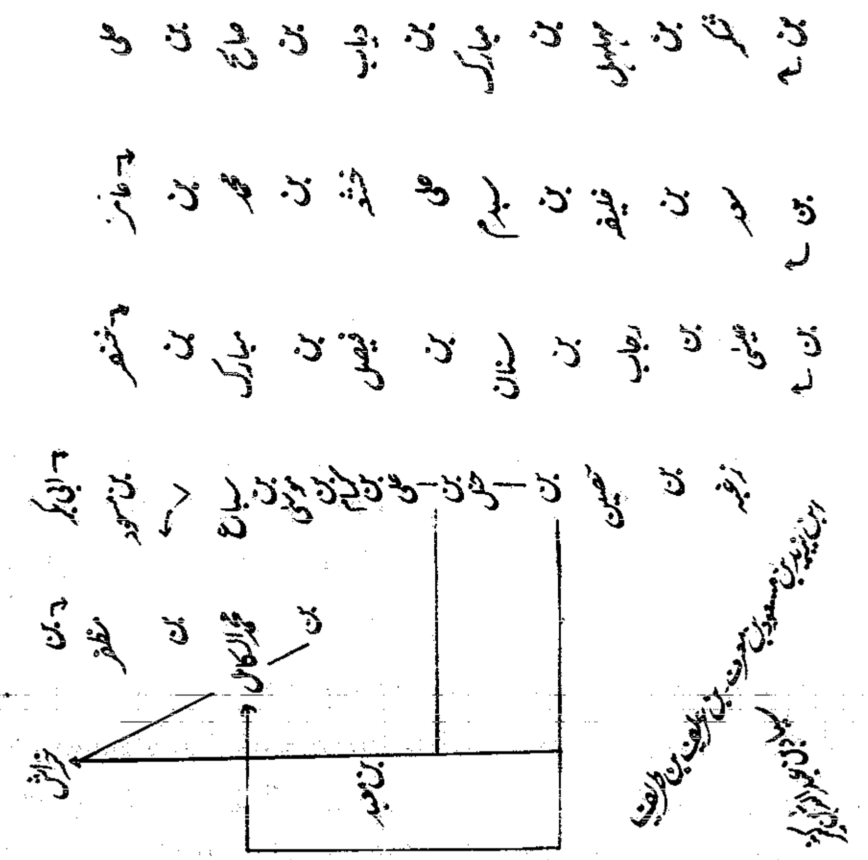


باب: ۶

بنو حصین

اولاد حصین: اور حصین بن زغبہ کی اولاد کے ٹھکانے بنی یزید کے پڑوس میں ان سے مغرب میں تھے اور یہ ایک قبیلہ تھا۔ جو وہاں پر اُتر گیا تھا اور تیطری کے الجعامی کا سبزہ زار ان کے لئے تھا اور مدینہ کے نواح' ثعالبہ کے ٹھکانے تھے جو بطون بعوث میں سے تھے اور وہ ان سے رشوت اور صدقات لیتے تھے اور جب مدینہ کے علاقے سے بنی توجین کا اقتدار جاتا رہا اور بنو عبدالواد ان پر غالب آ گئے تو انہوں نے حصین کے ساتھ ذلت کا سودا کیا اور انہوں نے ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے اور انہوں نے قتل کے ذریعے ان کا پیچھا کیا اور انہیں مشقتوں سے توڑ کر رکھ دیا اور انہیں مقاومت کے ذریعہ قبائل کے شمار میں لے آئے اور تمام زناتہ پر بنی مرین کا غلبہ تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ ان کی حکومت کے اور ان کے سب سے بڑھ کر اطاعت گذار تھے اور جب سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے عہد میں بنوعبدالواد کو دوبارہ اپنی حکومت تو عربوں کے غلبہ اور زناتہ کی ناکامی کی ہوا چلی اور ان کی حکومت کو' دوسری حکومتوں کی طرح کمزوری نے آ لیا اور حصین قبیلے کے لوگ تیطری میں اترے جو اشیر کا پہاڑ ہے وہ اس پر قبضہ کر کے محفوظ ہو گئے اور ابوزیان جو سلطان ابوحمو کا عم زاد تھا جب اس سے قبل بادشاہ بنا تو بنی مرین کے پھندے کو کاٹتا ہوا تونس چلا گیا اور اپنے باپ کی حکومت کا مطالبہ کرتے ہوئے اور اپنے اس عم زاد سے جنگ کرتے ہوئے باہر نکلا اور ایک طویل واقعہ کے مطابق جس ہم بیان کریں گے۔ وہ قبائل حصین میں سے اعوج میں اترا اور جب حکومتوں کی بیعت توڑنے والوں اور ظلم وستم کے طریقوں سے علیحدگی اختیار کرنے والوں نے اسے اپنے سے بہتر تیرانداز پایا تو انہوں نے اس کا مناسب احترام کیا اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کی بیعت کی اور اپنے بھائیوں اور رؤسائے زغبہ بنی سوید اور بنی عامر سے خط وکتابت کی اور انہوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیعت کر لی اور سلطان ابوحمو کی فوجیں اور بنی عبدالواد ان کی طرف گئے تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور سلطان ابوحمو اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس سے حکومت حاصل کر لی اور زغبہ نے بھی اس سے جو چاہا تھا حکومت کے آخری ایام تک حاصل کر لیا اور میلاد پر قبضہ کر کے جاگیریں حاصل کر لیں اور ابو زیان ریاح کی طرف واپس آیا اور اپنے عم زاد کے ساتھ مصالحت کر کے ان کے ہاں مہمان اترا اور حصین کے لئے عزت و منزلت کا نشان باقی رہ گیا اور مدینہ کے نواح اور بلاد ضہاجہ میں انہوں نے جن چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ حکومت نے حصین کو

بطور جاگیر دے دیں اور ان کے دو عظیم بطن ہیں جندل اور خراش اور جندل سے اولاد سعد خنفر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن سباع بن موسیٰ بن کمام بن علی بن جندل ہیں اور ان کی سرداری بنی خلیفہ بن سعد میں علی اور ان کے سردار خشعہ بن جندل کے لئے ہے اور جندل پر خلیفہ کی اولاد سے قبل ان کو سرداری حاصل تھی اب ان کا سردار علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن یحییٰ بن مہلہل بن شکر بن عامر بن محمد بن خشعہ ہے اور خراش میں سے مسعود بن مظفر بن محمد الکامل ابن خراش کی اولاد ہے اور اس عہد میں ان کی سرداری رحاب بن عیسیٰ بن ابی بکر بن زمام بن مسعود کو حاصل ہے اور خرج بن مظفر کی اولاد کو بنی خلیفہ بن عثمان بن موسیٰ بن خرج میں سرداری حاصل ہے اور طریق معبد بن خراش کی اولاد معابدہ کے نام سے معروف ہے اور ان کی سرداری عریف کی اولاد میں ہے اور بعض اوقات خراش میں سے مظفر کی اولاد بنی سلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے اور ان کا خیال ہے کہ مظفر بن محمد الکامل بنی سلیم میں سے آیا تھا اور ان کے ہاں مہمان اترا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔



بنو مالک بن زغبہ: بنو مالک بن زغبہ تین بطون ہیں' سوید بن عامر بن مالک اور عطاف کے دو بطن ہیں جو عطاف بن ردی بن حارث کے بیٹے کی اولاد ہیں اور دیالم' دیلم بن حسن بن ابراہیم بن ردی' مابل سوید کی اولاد میں سے ہیں اور حکومت سے قبل بنی یادین کے اجڈ تھے اور انہیں بنی عبدالواد میں اختصاص حاصل ہے اور اس عہد میں انہیں ہراۃ اور بطحاء اور ہوارہ کا خراج حاصل تھا اور جب بنو یادین مغرب اوسط کے تلول اور شہروں پر قابض ہوئے تو بنی توجین ایک حصہ کو تلول قفلی اور مغرب میں قلعہ سعیدہ کے درمیان سے مشرق میں مدینہ تک سرداری حاصل تھی اور انہیں قلعہ بن سلامہ اور منداس اور اتشریس اور درینہ اور ان کے درمیان کا علاقہ حاصل تھا پس تل اور جنگل میں ان کا پڑوس بنی مالک کے ساتھ مل گیا اور جب بنو عبدالواد' تلمسان پر قابض ہوئے اور اس کے میدانوں اور مضافات میں اترے تو یہ سویدی دیگر زغبہ کی نسبت ان کے خاص حلیف اور دوست تھے اور سوید کے بطون' فلیہ' شابہ' مجاہر اور جوشہ بیان کئے جاتے ہیں جو سب کے سب بنی سوید میں سے ہیں اور حساسہ' شابہ کا بطن ہے جو حسان بن شابہ اور غفیرا اور شافع اور ان کے ساتھیوں بنو سلیمہ بن مجاہر اور بورحمہ اور بوکامل اور حمدان بنو مقررین مجاہر تک جاتا ہے اور ان کے بعض نسابوں کا خیال ہے کہ مقرران کا جد نہیں ہے اور اسے سب سے پہلے بوکامل نے چھوڑا ہے اور انہیں اپنے عہد میں اور یغمراسن اور اس سے قبل اولاد عیسیٰ بن عبدالقوی بن حمدان میں سرداری حاصل تھی اور یہ تین آدمی تھے' مہدی' عطیہ اور طراد اور ان پر سرداری کے لئے مہدی مخصوص ہوا پھر اس کا بیٹا یوسف بن مہدی پھر اس کا بھائی عمر بن مہدی مخصوص ہوا اور یغمراسن نے یوسف بن مہدی کو بلا بطحاء اور سیرات میں جاگیریں دیں اور عنتر بن طراد بن عیسیٰ نے مراری البطحاء میں جاگیر دی اور وہ رعایا سے اپنا خراج لیتے تھے اور کوئی اس کی بات سے برا نہیں مانتا تھا اور بعض اوقات وہ سفر میں باہر چلا جاتا اور عمر بن مہدی کو تلمسان اور اس کے مشرق کے مضافات میں جانشین بنا دیتا تھا اور اس دوران میں ان کے گشتی دستوں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سے ان کے جنگل خالی ہو جاتے جو جوشہ فلیہ اور ان کے ساتھیوں غفیر اور شافع وغیرہ کے قلیل التعداد بطون سے تعلق رکھتے تھے پس وہاں پر معقل ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان پر اونٹوں کا خراج عائد کر دیا وہ انہیں یہ خراج دیتے اور وہ جو اونٹوں کو لے لیتے اور معقل کے شیوخ میں سے خراج لینے کا ذمے دار ابن الریشر بن نہار بن عثمان بن عبیداللہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نہار کا بھائی علی بن عثمان تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عامر بن جمیل نے معقل کے لئے جوان اونٹ اس لئے مقرر کئے تھے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کی تھی پس معقل کے لئے یہ دستور باقی رہ گیا یہاں تک کہ زغبہ کے آدمیوں نے اس دستور کو توڑا اور معقل کے آدمیوں سے عہد شکنی کی اور ان اونٹوں کو روک لیا' مجھے یوسف بن علی اور پھر غانم نے اپنی قوم کے معقلی شیوخ سے بتایا ہے کہ اونٹوں کے خراج کا سبب یہی تھا جو ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے ختم کر دینے کا سبب یہ ہوا کہ معقل کہتے تھے کہ یہ خراج ان کے درمیان ایک کے بعد دوسرے کو ملا ہے پس جب عبیداللہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے نائبوں کو اکٹھا کیا جو اس کی قوم جوشہ سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں خراج روکنے کی ترغیب دی پس انہوں نے اختلاف اور عبیداللہ کے ساتھ حالات کو معلوم کر کے انہیں مشرق کی جانب دھکیل دیا اور ان کے اور ان کے قبیلوں اور علاقوں کے درمیان حائل ہو گئے اور جنگ طویل ہو گئی جس میں ان کے جوانوں میں بنو جوشہ اور ابن مرتع مر گئے اور بنو عبیداللہ نے اپنی قوم کی طرف بنی معقل کے قصیدہ سے یہ اشعار لکھے:

''اگر تم نے دشمن کے مقابل میں ہماری مدد نہ کی تو جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کی یاد تمہیں رسوا نہ کرے ہم نے ابن جوشہ اور مریح کے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ بات ہمارے کارناموں میں سرفہرست ہے''۔

پس وہ اکٹھے ہو کر اپنی قوم کی طرف آئے اور زغبہ کے قبائل بھاگ گئے اور بنو عبید اللہ اور ذوی منصور اور ذوی حسان میں ان کے بھائی اکٹھے ہوئے اور اس عہد میں انہوں نے زغبہ سے اونٹوں کا خراج ہٹا دیا پھر ان کے اور یغمراسن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں عمر بن مہدی اور ابن حلوا' مارے گئے اور صلح اور مصاہرت پر بلاد عبدالواد کے تلول اور سبزہ زاروں سے انہیں اتار کر اس جنگل میں لے آئے جو بنی توجین کے ٹھکانوں کے سامنے ہے پس وہ بنی عبدالواد کے خلاف ان کے حلیف بن گئے اور جو سفر کے قابل نہ تھے وہ بطحاء کے میدانوں میں اتر گئے اور شابہ' مجاہر' غفیر' شافع' بورحمہ اور بوکامل کے تمام بطون چل پڑے اور محیسن ابن عمارہ اور اس کا بھائی سوید ضواحی اور ہران میں اترے اور ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے گئے اور وہ ٹیکس والی رعایا میں شامل ہو گئے اور عثمان بن عمر نے سوید کے باغیوں کے معاملہ کو سنبھالا پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے میمون نے اس کے کام کو سنبھال لیا اور اس پر اس کا بھائی سعید غالب آ گیا اور سوید اور بنی عامر بن زغبہ کے درمیان مسلسل لمبا عرصہ جنگ جاری رہی اور ان پر زیانی حکومت کا پامال کرنا مشکل ہو گیا اور یوسف بن یعقوب تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور وہاں پر اس کا قیام طویل ہو گیا تو سعید بن عثمان بن عمر بن مہدی جو ان کا سردار تھا وہ اپنے عہد کی وجہ سے اس کے پاس گیا پس وہ اس کی مجلس میں آیا اور اس نے اُسے خوش آمدید کہا پھر اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تو وہ بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آ گیا اور اس نے تلول کی اطراف اور السرسو کے ملک میں جو بلاد توجین کے سامنے ہے لوگوں کو جمع کیا اور عکرمہ بنی یزید کا ایک طائفہ بھی اس کے پاس گیا اور وہ سفر کرنے سے درماندہ ہو گئے اور اس نے انہیں السرسو کے سامنے جبل کریکرہ میں اتارا اور ان پر ٹیکس لگایا اور یوسف بن یعقوب کے فوت ہونے تک یہی صورت حال رہی اور آل یغمراسن کا اقتدار مسلسل قائم رہا۔

ابو تاشفین: اور جب ابو تاشفین بن موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن حکمران بنا تو عریف بن یحییٰ نے اپنے ساتھیوں کو چنا جو حکومت سے قبل اس کے ساتھ تھے پھر اُسے بعض ملوکانہ اختلاف نے پریشان کر دیا اور اس کا غلام ہلال اس پر حاوی تھا۔ جو عریف کے رتبہ کی وجہ سے برافروختہ تھا پس عریف بن یحییٰ بن مرین کے پاس چلا گیا جو مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ہیں اور ۷۲۰ھ میں سلطان ابو سعید کے ہاں اترا اور ابو تاشفین نے اپنے چچا سعید بن غنان کو گرفتار کر لیا اور وہ تلمسان کی فتح سے قبل سے اس قید خانے میں مر گیا اور اس کا بھائی میمون بن عثمان اور اس کے بیٹے ملک مغرب میں اُترے اور بنی مرین کے بادشاہ عریف بن یحییٰ کی عزت افزائی کی اور اس کو اپنا مقرب بنایا تو اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے اسے اپنی خلوتوں کا راز دار اور مشیر بنا لیا اور وہ انہیں ہمیشہ ہی تلمسان میں آل زیان کے خلاف برانگیختہ کرتا رہا اور سلطان کے ہاں عریف کے رتبے نے میمون بن عثمان اور اس کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا اور وہ اس کے بھائی ابو علی کے پاس تاقیلات میں چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ میمون فوت ہو گیا پھر سلطان ابوالحسن مغرب کی قوموں کو ساتھ لئے تلمسان کی طرف گیا اور تلمسان میں زیان کو روک لیا پھر بزورِ قوت ان پر چڑھ گیا اور ان کے ملک کو تباہ کر دیا اور

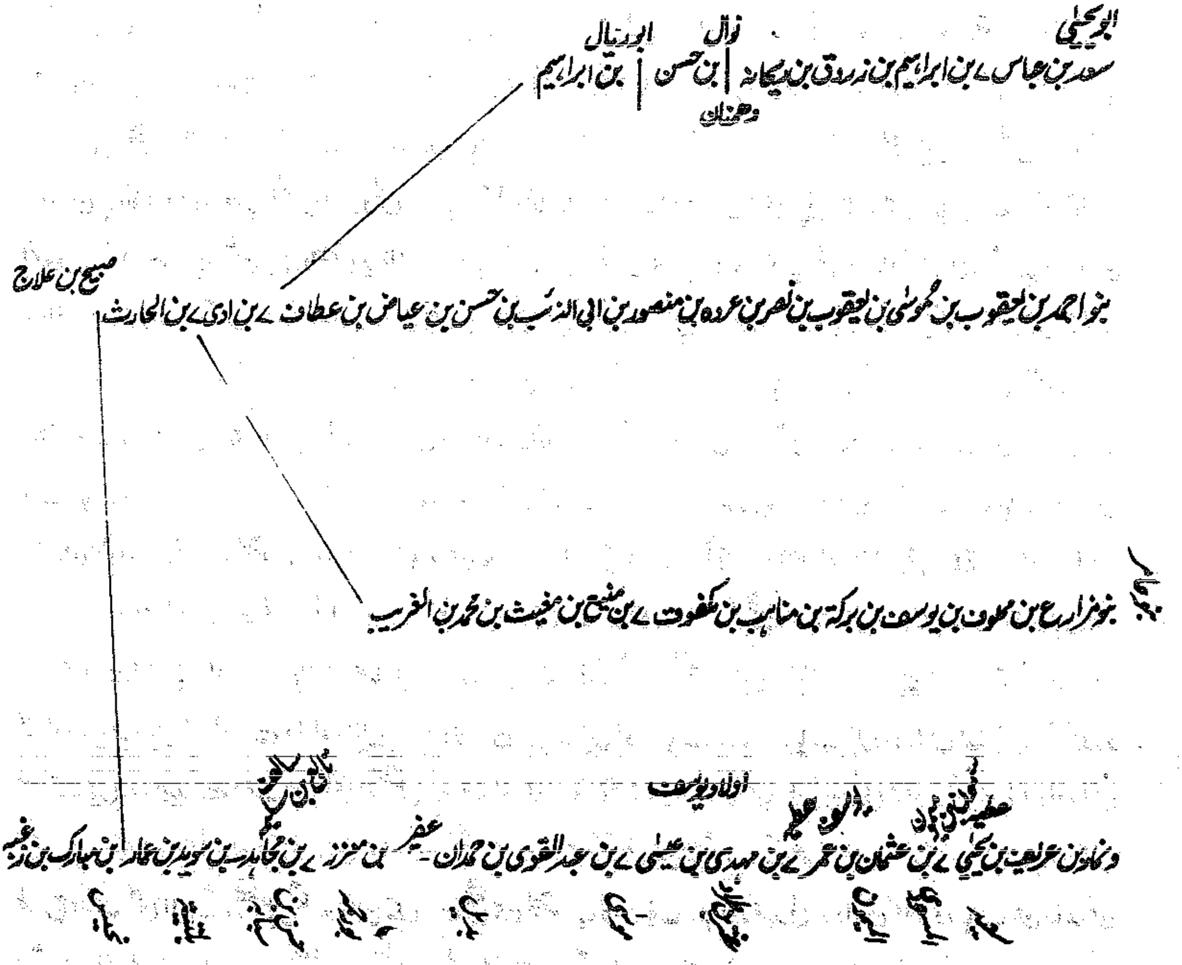
سلطان نے شدونہ کے پاس ابوتاشفین کو قتل کر دیا اور مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے علاقوں میں اور اندلس میں موحدین کی سرحدوں تک اس کا بول بالا ہو گیا اور اس نے زناتہ کو متحد کیا اور انہیں تخت لواتہ کے پیچھے چلنے کو کہا اور بنی عبدالواد کے مددگار بنو عامر جو زغبہ میں سے تھے۔ جنگل کی طرف بھاگ گئے جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کریں گے اور سلطان ابوالحسن نے عریف بن یحییٰ کی قوم کے مقام کو اپنی رعایا کے تمام زغبی اور معقلی عربوں پر فائق کر دیا اور اس نے میمون بن سعید کو سوید کی چراگاہوں کے متلاشیوں پر سردار مقرر کیا اور وہ تا سالہ میں سلطان کی آمد کے موقع پر ۷۳۲ھ میں تلمسان کی فتح سے قبل فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عطیہ حکمران بنا اور وہ تلمسان کی فتح کے بعد چند ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا اور سلطان نے ونزمار بن عریف کو سوید اور دیگر بنی مالک پر سردار مقرر کیا اور اس کی حکومت میں صحرائی لوگ جہاں جہاں رہتے تھے۔ وہاں ان کی سرداری مقرر کر دی اور ان سے صدقات اور ٹیکس لئے اور وہ صحرائی قوموں کی طرح رکے رہے اور ان کے رؤسا اور اس کے عم زاد مسعود بن سعید نے اس کی شوریٰ کی اقتدار کی اور وہ بنی عامر سے جا ملا اور صرارشتہ کی آواز پر وہ اس کے بیٹے ابو عبدالرحمٰن کو سلطان کے پاس لائے پس اس نے اور زمار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں شکست دی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عریف نے سلطان ابوالحسن اور افریقہ میں اس کے دور کے موحدین کے بادشاہوں اور اندلس کے بنی احمر اور قاہرہ کے ترک بادشاہوں کے درمیان سفر کیا اور وہ ہمیشہ اسی پوزیشن میں رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا۔

سلطان ابوعنان: اور جب سلطان ابوعنان تلمسان پر غالب آ گیا جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے اس نے اپنی طرف آ جانے کی وجہ سے سوید کے عہد کی رعایت کی پس اس نے اور زمار بن عریف نے زغبہ کے دیگر رؤسا سے اسے بلند کر دیا اور اسے السرسو اور قلعہ بن سلامہ اور توجین کے بہت سے شہر جاگیر میں دیئے اور ابوعریف بن یحییٰ فوت ہو گیا۔ تو اس نے اسے جنگل سے بلایا اور اُسے اس کے باپ کی جگہ پر ارکینہ میں اپنی نشستگاہ کے قریب بٹھایا اور وہ ہمیشہ اسی پوزیشن میں رہا اور اس نے اس کے بھائی عیسیٰ کو اس کی قوم کے صحرائی لوگوں پر اور پھر بنی عبدالواد پر سردار بنایا اور سلطان ابوعنان کے بعد پھر حکومت ابوحموموسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن ابی یغمراسن کے ذریعہ ان بادشاہوں کی طرف مائل ہو گئی جو اعیاص میں سے تھے اور اس میں صغیر بن عامر اور اس کی قوم نے بڑا حصہ لیا کیونکہ ان کی آل زیان سے دوستی تھی اور بنی مرین کا ان پر کوئی احسان نہ تھا پس انہوں نے تلمسان اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے سوید پر میمون بن سعید بن عثمان اور تاب میں اور ونزمار بن عریف کو سرداری دی اور اس نے عبادت گذاری سے اور سرداری عروج کو دیکھا تو وادی ملویہ میں جو بنی مرین کی سرحدات میں سے ہے ایک قلعہ بنایا اور اس دور میں وہاں قیام پذیر رہا اور بنی مرین کے بادشاہ اس کا لحاظ کرتے تھے کہ وہ ان کے اسلاف کا خاص آدمی رہا ہے پس وہ اسے شوریٰ میں ترجیح دیتے تھے اور دیگر نواح کے ملوک و رؤسا کے ساتھ خاص احوال میں شامل کرتے تھے پس اس وجہ سے عربوں کے شیوخ اور علاقوں کے رؤسا اور مضافات کے ملوک اس کے پاس آتے تھے اور اس کے دونوں بھائی ابوبکر اور محمد اپنی قوم کے ساتھ جا ملے اور میمون پر حملہ کر دیا اور اپنے آدمیوں اور نوکروں کے ذریعہ اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی اور صحرائی لوگوں کی سرداری کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور پھر جب بنو حصین بن زیان نے سلطان ابوحمو کے عم زاد کو بادشاہ مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور انہوں نے ۷۶۷ھ میں جنگ کے

لئے کیا تو اس وقت عربوں کا رعب قائم ہوا اور انہیں پر جوش آیا تو مغرب اولاسط میں ان کے علاقے تلول کو پس وہ اسے بچانے سے عاجز آ گئے اور اس کے راستوں میں گھس گئے اور انہوں نے اس کے روکنے میں کوتاہی نہ کی اور اس میں سائے کی طرح آہستہ آہستہ چلے پس زغبہ نے طوعاً و کرعاً سلطان کے دیگر علاقوں پر اس کو تقویت دینے کے لئے قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ زناتہ سے بہت سے علاقے کو خالی کروالیا اور وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ٹھکانے میں شکست کھائی اور بنو یزید پہلے کی طرح بلاد حمزہ اور بنی حسن پر غالب آ گئے اور خراج کو روک لیا اور بنو حسین مدینہ کے اطراف کی جاگیروں اور عطاف ملیمانہ کی نواح پر اور دیالم وزینہ پر اور سوید' جبل اور نشرولس کے سوا تمام علاقوں پر قابض ہو گئے کیونکہ اس کا راستہ دشوار گذار تھا اور اس میں تو جین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جن کی سرداری اولاد عمر بن عثمان کے پاس تھی۔ جو جشم کے بنی تغرین میں سے تھے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور بنی عامر' تاسالہ اور میلافہ سے صیر و رکیذرۃ الجبل تک غالب ہو گئے جو دہران پر جھانکتا ہے اور سلطان نے شہروں پر کنٹرول کر لیا اور ان میں سے ابو بکر بن عریف کو کلمیتو اور محمد بن عریف کو مازونہ جاگیر میں دیا اور لوگوں نے دیگر مضافات کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور وہ سب پر قابض ہو گئے اور جلد ہی ان کا شہروں پر قابض ہونا ممکن ہو گیا اور ہر آغاز کا ایک انجام ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقررہ ہے اور وہ اس عہد میں اسی پوزیشن میں ہیں اور سوید کے بطون میں ایک بطن نواح بطحاء میں ہے جو ہبرہ کے نام سے مشہور ہیں اور لوگ انہیں مجاہدین سوید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ مقداد بن اسود کی اولاد سے ہیں اور اس لحاظ سے وہ قضاعہ میں سے ہیں اور ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے ایک بطن تجیب سے ہیں واللہ اعلم اور سوید کی چراگاہوں کی متلاشی جماعتوں میں ایک جمات صبیح کے نام سے معروف ہے اور ان پر وہ صبیح بن مالک بن علاج کی طرف منسوب ہیں اور انہیں بڑی قوت اور تعداد حاصل ہے اور وہ تنگ حالی میں سفر کرتے ہیں اور اپنی جگہ پر قیام کرتے ہیں۔

حرث بن مالک: یہ عطاف اور دیالم ہیں اور عطاف کا ٹھکانہ' ملیانہ کے سامنے ہے اور ان کے گشتی دستوں کی سرداری یعقوب بن نصر بن عروہ بن منصور بن ابی الذئب بن حسن بن عیاض بن عطاف بن زیان بن یعقوب اور اس کے عم زاد علی بن احمد اور ان کے بیٹوں کو حاصل ہے اور ان کے ساتھ براز کا ایک طائفہ بھی جو اشج کا ایک بطن ہے اور سلطان نے ان کو جبل دراک کا ٹیکس اور وادی شاب جاگیر میں دی ہے اور وہ ان کے اور سوید اور نشرلیس کے ٹھکانے کے درمیان حائل ہو گیا ہے اور ان کے پاس بلاد دزینہ بھی ہیں جو قبلہ الجبل میں ہیں اس کی ریاست ابراہیم بن زروق بن رعایہ کو حاصل ہے جو مزروع بن صالح بن دیلم میں سے ہیں اور سعد بن ابراہیم کو سرداری حاصل تھی اور سلطان ابو عنان نے اسے گرفتار کر لیا اور عریف بن یحییٰ نے اس کا ساتھ دیا اور اسے اس کے خلاف بھڑکایا اور وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا اور ان کے بہت سے بطن ہیں جن میں بنو زیادہ بن ابراہیم بن روی اور الد ہابقہ اولاد ہلال بن حسن اور بنو نوال بن حسن شامل ہیں اور یہ سب دیلم بن حسن کے بھائی ہیں اور ابن عکرمہ مزاوع بن صالح کی اولاد سے ہے اور یہ عکارمہ کے نام سے معروف ہیں اور عطاف اور دیالم' سوید سے کم تعداد میں ہیں اور بنی عامر کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ مالک کے نسب میں عطیہ کا ایک مقام ہے اور سوید کو ان پر کثرت تعداد کی وجہ سے فخر حاصل ہے اور دیالم کے ڈیرے جنگل میں ہیں ان سے بہت دور ہیں اور

تلول کی جانب میں ان کے ٹھکانوں کے سامنے ہیں اور حرث کے بطون میں سے ایک بطن غریب کے نام سے معروف ہے ان غریب بن حارث سے ملتا ہے جو ڈیرے دار قبیلہ ہے اور ٹھکانوں کا مالک ہے اور سلطان انہیں تنگی میں طلب کرتا ہے اور ان سے خراج لیتا ہے اور وہ گایوں بکریوں کے مالک ہیں اور ان کی سرداری مزروع بن خلیفہ بن خلوف بن یوسف بن بکرہ بن منہاب بن مکتوب بن منیع بن مغیث بن محمد الغریب بن حارث میں ہیں جو ان کا جد ہے اور سرداری میں غریب کی مدد یوسف کی اولاد کرتی ہے اور یہ سب کے سب بنی منیع کی اولاد ہیں اور دیگر غریب اجڈ ہیں اور اولادِ کامل ان کی سردار ہے اور اللہ ہی خلق وامر کا مالک ہے



باب: ۷

بنو عامر بن زغبہ

اور بنو عامر بن زغبہ کے ٹھکانے مغرب الاوسط سے تلمسان کے سامنے معقل کے نزدیک زغبہ کے ٹھکانوں کے آخر میں تھے اور اس سے قبل ان کے ٹھکانے مشرق کے نزدیک آخر میں تھے اور وہ سب بنی یزید کے ساتھ تھے اور وہ حمزہ اور دھوس اور بنی حسن کے ٹھکانوں میں موسم گرما میں اپنی خوراک کے سلسلہ میں دوسروں پر غالب تھے اور ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر کمپنی کا ٹیکس لگا ہوا تھا۔ جو اس عہد میں وہاں کے رہنے والوں میں مشہور و معروف تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس اس وقت سے ان پر لگا ہوا تھا۔ جب انہیں اس وطن پر غلبہ حاصل تھا کہتے ہیں کہ ابوبکر بن زغلی اپنی جنگ میں ریاح کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے اپنے وطن سے دھوس پر غالب کر دیا۔ پس اس نے بنی عامر سے مدد طلب کی اور دادخواہ بنی یعقوب داؤد بن عطاف اور بنی حمید یعقوب بن معروف اور شافع بن صالح ابن بالغ کے پاس آئے اور انہوں نے ریاح کو عز کان میں غالب کر دیا اور ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر ہزار تھیلے خراج لگایا جو مسلسل ان پر قائم رہا اور جب نعمیر اسن نے ان کو تلمسان کی حفاظت کے لئے ان ٹھکانوں پر منتقل کیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ معقل اور اس کے وطن کے درمیان روک بن جائیں۔ یہ لوگ وہاں پر ٹھہر گئے اور موسم سرما میں اس کے جنگلوں میں پھرنے اور موسم گرما میں بہار میں تلول کی طرف چلے جاتے اور ان کے تین بطون تھے۔ بنو یعقوب بن عامر' بنو حمید بن عامر اور بنو شافع بن عامر' انہیں بنو شکار اور بنو مطرف کہتے ہیں اور ہر ایک کے دوسرے دو بطنوں سے چھوٹے اور بڑے قبیلے ہیں اور بنی حمید کے بھی دوسرے قبیلے ہیں۔ پس ان میں سے بنو حمید ہیں اور عبید میں سے الحجز ہیں اور وہ بنو حجاز بن عبید ہیں اور وہ اس کے بیٹے حجرش اور محیس ہیں جو حجاز کے دو بیٹے ہیں اور حجوش حامد اور محمد اور ریاب ہیں اور محمد سے ولالدہ ہیں جو بنو ولاد بن بن محمد ہیں اور ریاب سے بنو ریاب ہیں اور اس عہد میں مشہور و معروف ہیں اور عبید سے عقلہ ہیں یعنی بنو عقیل بن عبید اور محاوزہ' بنو محرز بن حمزہ بن عبید ہیں اور بنی یعقوب کو نعمیر اسن اور اس کے بیٹے داؤد بن ہلال بن عطاف بن رواد بن رکیش بن عیاد بن میٹلے بن یعقوب کے عہد سے سرداری حاصل ہے اور اسی طرح بنو حمید بھی ان کے شیخ ہیں مگر وہ ان میں سے شیخ بن یعقوب کا ردیف ہے اور حمید کی سرداری' اولاد ریاب بن حامد بن جوش بن حجاز بن عبید بن حمید کو حاصل ہے جنہیں الحجز کہتے ہیں اور نعمیر اسن کے عہد میں یہ سرداری معروف بن سعید بن ریاب کو حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ داؤد کا ردیف تھا اور غنان اور داؤد بن عطاف کے درمیان ناراضگی پیدا ہو گئی اور

عثمان داؤد سے اس لئے غصے ہوا کہ اس نے امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحاق کو جو آل بن ابی حفص سے تھا۔ تلمسان سے بھاگتے وقت خلیفہ تونس کے خلاف خروج کا مطالبہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے اور عثمان بن نعمیر ابن ان کی بیعت میں شامل تھا۔ پس اس نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا تو داؤد نے اس بارے میں عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ زوادہ کے شیخ عطیہ بن سلیمان سے جاملا اور جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ بجایہ اور قسطیہ پر غالب آ گیا اور داؤد بن ہلال نے اس کے کارنامے کا خیال رکھتے ہوئے بلاد حمزہ میں اسے جاگیر میں ٹھکانہ دیا جسے کدارہ کہتے ہیں اور داؤد نے وہاں پر اپنے پہلے میدانوں میں قیام کیا۔ یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب تلمسان میں آیا اور اس نے لمبا عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ پس داؤد اصلاح احوال کی خاطر اس کے پاس گیا اور حاکم بجایہ نے اُسے یوسف بن یعقوب کے نام ایک خط دیا جس کی وجہ سے وہ مضطرب ہوا اور جب وہ اپنی سفارت سے واپس لوٹا تو اس نے اس کے پیچھے زناتہ میں سے ایک سوار دستہ بھیجا۔ جس نے سد میں بنی یبقی کے ہاں اس پر شب خون مارا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹے سعید نے سنبھالی اور تلمسان سے محاصرہ کی تنگی کو دور کیا اور وہ قبل ازیں بنی مرین کا وسیلہ تھا۔ جس کی وجہ سے بنو عثمان نعمیر ابن نے ان کی رعایت کی۔ پس انہوں نے ان کو ان کی قوم سمیت ان کے ٹھکانوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی اس غیبت میں معروف بن سعید کی اولاد دھوکہ کھا گئی جو بنی مرین کی سرداری میں ان سے مقابلہ کرتی تھی اور ہر ایک اپنے ساتھی کے مقام سے نالاں تھا اور بنو معروف کج روی اور مخالفت سے سلامت ہونے کی وجہ سے حکومت کے اقبال سے مخصوص تھے اور سعید بن داؤد اس غیرت کی وجہ سے بنی مرین کے پاس چلا گیا اور ان کے بادشاہ سلطان ابو ثابت کے پاس اس امید پر گیا کہ وہ ان پر حملہ کرے مگر اسے کامیابی نہ ہوئی اور اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس بات کے باوجود وہ قبیلے کی صورت میں اکٹھے رہتے تھے اور ہمیشہ ہی ان کے درمیان چغلی کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ابراہیم بن یعقوب بن معروف نے سعید بن داؤد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے قتل کا بدلہ ماضی بن ردان نے ابن یعقوب بن معروف کی اولاد سے اس کے میدانوں میں لیا اور سب اولاد دریاب نے اس کا مقابلہ کیا۔ پس بنی عامر میں افتراق پیدا ہو گیا اور وہ دو قبیلے بن گئے۔ بنو یعقوب اور بنو حمید اور یہ ابوحمو موسیٰ بن عثمان کے دور کی بات ہے۔ جو آل زیان میں سے تھا اور سعید کے بعد بنی یعقوب کی سرداری اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالی پھر کچھ عرصے کے بعد ابراہیم بن یعقوب جو بنو حمید کا شیخ تھا فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عامر بن ابراہیم اس کی قوم میں اس کا جانشین بنا اور وہ بڑا دلیر اور عقلمند تھا اور اس کی بہت مشہوری پائی جاتی ہے اور وہ عریف بن یحییٰ سے قبل' مغرب میں آیا اور سلطان ابوسعید کا مہمان بنا اور اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا اور عامر نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اسے اس کے ہاں بھجوا دیا اور اسے بہت سا مال دیا اور عثمان ہمیشہ ہی کبھی صلح کے ذریعے اور کبھی ملاقات کے بہانے اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے دھوکے سے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔

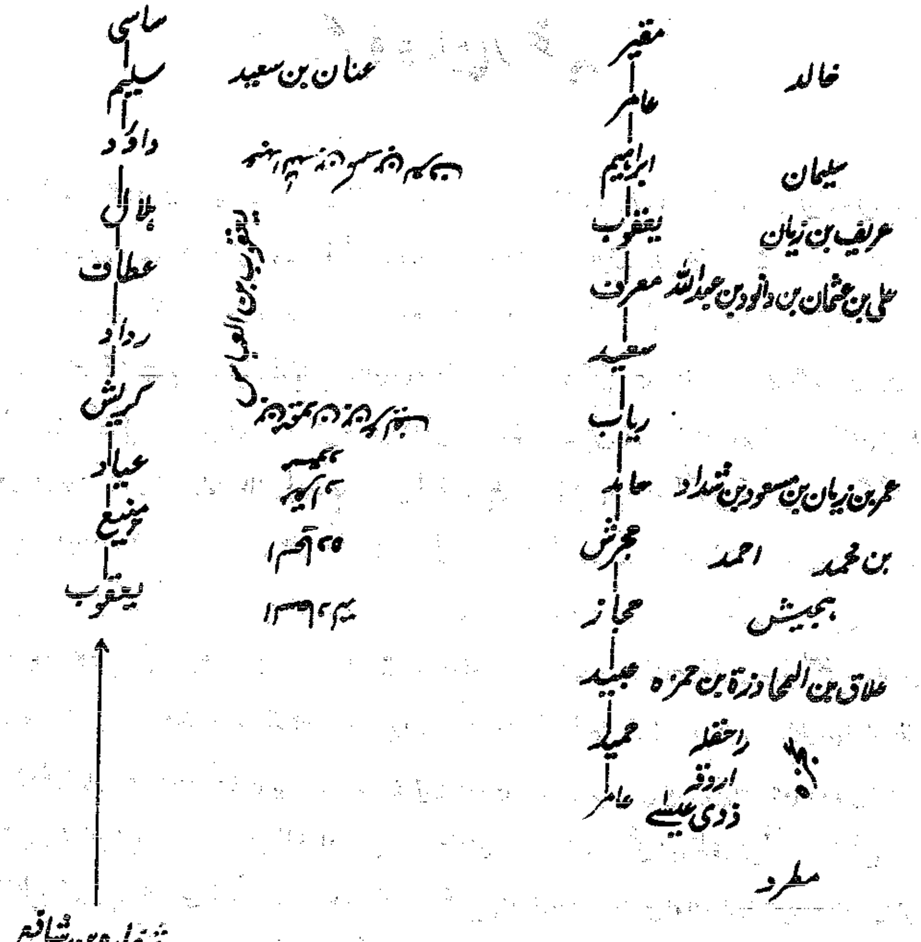
اس امر میں وہ قباحت پائی جاتی ہے جسے عرب ناپسند کرتے ہیں۔ پس فریقین نے آخر تک قطع تعلق کر لیا اور بنو یعقوب بنی حمید کے ساتھ اپنی جنگ میں سوید کے حلیف بن گئے۔ پھر سوید کے گشتی دستے عریف بن یحییٰ کو بنی مرین کے پاس اس کی جگہ پر جا ملے اور عامر بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ساتھ بنی یعقوب پر زیادتی کی اور وہ مغرب میں چلے گئے اور ہمیشہ

وہیں رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی فوجوں میں آئے اور ان کا سردار عثمان ہلاک ہو گیا۔ جسے عریف بن سعید کی اولاد نے عامر بن ابراہیم کے بدلے میں قتل کیا اور اس کے بعد اس کا عم زاد ہجر بن عالم بن ہلال حکمران بنا اور یہ اس کی زندگی میں اس کا معاون و مددگار تھا۔ پھر یہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری اس کے چچا سلیمان بن داؤد نے سنبھالی اور جب سلطان ابوالحسن تلمسان پر غالب آیا تو بنو عامر بن ابراہیم' صحرا کی طرف بھاگ گئے اور اس دور میں ان کا شیخ اس کا بیٹا صغیر تھا اور سلطان نے از سر نو عریف بن یحییٰ کے ہاتھ حمید کے دیگر بطون اور ریاب کی بیعت کا مطالبہ کیا اور صغیر کی مخالفت کر کے اس کے بھائی سلطان کے پاس چلے گئے اور اس نے ان پر ان کے عم زاد عریف بن سعید کے بیٹوں میں سے یعقوب بن عباس بن میمون بن عریف کو سردار مقرر کر دیا اور اس کے بعد صغیر کا چچا عمر بن ابراہیم کے پاس گیا۔ تو اس نے اس کو ان کا سردار مقرر کر دیا اور ان کو خادم بنا دیا اور بنو عامر بن ابراہیم' زواودہ کے ساتھ جا ملے اور یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترے اور وہ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ انہوں نے داعی بن ہیدور کے ساتھ جنگ کی آگ بھڑکا دی جو ابو عبدالرحمٰن بن سلطان ابوالحسن جیسا لباس زیب تن کرتا تھا اور حکومت اور دیالم کے ساتھ کینہ رکھنے والوں نے اس کی مدد کی اور میمون بن غنم بن سوید کی اولاد عریف اور اس کے بیٹے کے مقام کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئی اور نزمار بھی انہیں میں سے تھا۔ پس ان دونوں نے مل کر اس داعی کی بیعت کر لی اور سلطان' نزمار کی طرف جنگ کے لئے بڑھا۔ تو وہ تمام عربوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور جنگلوں میں مقیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کا فرار لمبا ہو گیا اور وہ بھاگتے بھاگتے اس قدر دور چلے گئے کہ انہوں نے وہ ریتلا پہاڑ بھی پار کر لیا جو عربوں کی جولانگاہوں کے آگے ایک دیوار ہے اور وہ اپنے بھائی ابوبکر کو کمزور کر دیا اور سلطان کے ساتھ افریقہ گیا اور جنگِ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا اور یہ سب لواتہ بن یغمراسن کی جانب لوٹ آئے اور اس نے اپنے قبائل کو ابو سعید عثمان بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کا خادم بنا دیا۔ جو جنگ قیروان کے بعد ۷۵۰ھ میں تلمسان میں صاحبِ حکومت تھا اور وہاں پر اُسے اور اس کی قوم کو بڑا مقام حاصل تھا اور سوید اور بنو یعقوب مغرب میں چلے گئے یہاں تک کہ سلطان ابو عنان کے ہراول میں آ گئے اور جب بنو عبدالواد ہلاک ہو گئے۔ تو ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور صغیر حسبِ عادت صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جنگل میں قیام کر کے خوارج کا انتظار کرنے لگا اور بنی معروف بن سعید میں سے اس کی اکثر قوم اس کے ساتھ بھی آ ملی اور وہ انہیں ہر جانب سے لے آیا اور معقل بن اولاد حسین نے ۷۵۵ھ میں اور اس کے بعد بھی سلطان ابو عنان کی مخالفت کی اور سجلماسہ میں انہوں نے جنگ کی پس اس نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تھا اور ان پر بنی مرین کی فوجیں ایک میدان میں ٹوٹ پڑیں اور وہ نکور میں غلہ حاصل کر رہے تھے پس وہ ان کے عام اموال کو لے گئے اور خونریزی کر کے آدمیوں کو قتل کر دیا اور قید کیا اور وہ ہمیشہ ہی صحراؤں میں بھاگتے رہے اور سوید اور بنو یعقوب میدانوں میں اپنی جگہوں پر رہتے تھے اور سلطان کے ہاں بھی انہیں بہرہ حاصل تھا۔ یہاں تک کہ سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور ابو حمو موسیٰ بن یوسف جو سلطان ابو سعید عثمان بن عبدالرحمٰن کا بھائی تھا۔ تلمسان میں اپنی قوم کی حکومت طلب کرتا ہوا آیا اور جب سے ابو علی نے ان کی حکومت پر غلبہ پایا تھا وہ تونس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ پس مقیر' زواودہ کے وطن کی طرف کوچ کر گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں جب وہ سلطان ابو عنان کے خلاف تھا۔ مہمان اترا'

اور اس نے اسے موحدین کی حاکمیت سے نکال کر ابوحمو کی پناہ میں دے دیا تا کہ وہ اسے تلمسان کے ٹھکانے اور وہاں پر رہنے والے بنی مرین کے پاس لائے پس انہوں نے اس کے ساتھ ایک آلہ بھیجا اور مقیر اور صولہ بن یعقوب بن علی اور زیان بن عثمان بن سباع اور اس کا بھتیجا' شبل جو اس کے بھائی ملوک کا بیٹا ہے اسے لے گئے اور جنگل میں ریاح و عار بن عیسیٰ بن رماب اپنی قوم کے ساتھ جو سعید کی اولاد سے ہے وہ بھی ساتھ تھا اور یہ ان کے ساتھ ان کے ملک کی سرحد پر پہنچے پس ریاح و عار بن عیسیٰ اور شبل بن ملوک واپس آ گئے اور وہ سید ھے آگے چلے گئے اور ان کے ساتھ سوید کی موج کی دوڑ بھیڑ ہوئی اور بنی عامر کو غلبہ حاصل ہوا اور شیخ سوید بن عیسیٰ بن عریف ان دنوں قتل ہو گیا اور اس کا بھائی ابوبکر قید ہو گیا۔ پھر علی بن عمر بن ابراہیم نے اس پر احسان کیا اور اُسے رہا کر دیا اور ابھی یہ خبر فاس میں نہیں پہنچی تھی کہ لوگ سلطان ابوعنان کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے۔ پھر ابوحمو مغرب کو تلمسان پر چڑھا لایا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنی مرین کی فوجیں اس پر غالب آ گئیں اور وہاں پر اس کی حکومت منظم ہو گئی پھر دو سال بعد مقیر فوت ہو گیا اور وہ قبیلے کی ایک جنگ کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر سفر کر رہا تھا کہ بلا ارادہ اسے نیزے کا پھل آ لگا۔ جو اس کے آر پار ہو گیا اور وہ اسی وقت فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کی سرداری اس کے بھائی خالد بن عامر کو ملی اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا عبداللہ اس کی مدد کرتا تھا اور تمام زغبہ نے سلطان ابوحمو اور بنی مرین کے لئے فاس کو خالی کر دیا کیونکہ ان کے درمیان جنگ جاری رہتی تھی اور اس نے ان سوید' بنی یعقوب' دیالم اور عطاف کے سب لوگوں سے کام لیا۔ یہاں تک کہ ابوحمو کے چچا ابوزیان بن سلطان ابوسعید کا فتنہ اٹھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ اس فتنہ کی ہنڈیا نے زغبہ سے جوش مارا اور وہ ابوحمو کے خلاف ہو گئے اور سوید کے امیر محمد بن عریف کو اس الہام کی بنا پر کہ وہ اپنے معاملے میں مدانیت سے کام لیتا ہے۔ گرفتار کر لیا پس اس کا بھائی ابوبکر اور اس کی قوم ۷۷۰ھ میں مغرب کے حکمران عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس چلی گئی اور وہ اپنی قوم میں آ کر اپنے ٹھکانوں پر قابض ہو گئے اور بنو عامر اور ابوحمو صحرا میں چلے گئے اور وہ لمبا زمانہ صحرا میں پھرتے رہے اور ابوحمو کے پاس خالد کے متعلق اس کے چچوں اور اقارب میں سے عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب اور ابراہیم بن یعقوب کے بھائی معرف نے شکایت کی اور عبداللہ سلطان کا راز دار اور جاسوس تھا۔ جس سے خالد کے دل میں خرابی پیدا ہو گئی اور اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور اس سے الگ ہو کر سلطان عبدالعزیز کی طرف چلا گیا اور بنی مرین کی فوجیں آئیں اور سلطان ابوحمو اور اس کے ساتھی عربوں پر ٹوٹ پڑیں اور عبدالعزیز ۷۷۴ھ میں فوت ہو گیا۔ تو وہ اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا مغرب کی طرف چلے گئے اور بنی یعقوب کے سردار ساسی بن سلیم بن داؤد کے ساتھ جا ملے اور اس کی قوم بنی یعقوب نے محمد بن عریف کے بیٹوں کو قتل کیا تھا پس ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور ساسی اور اس کی قوم مغرب میں آ گئے اور وہ حملہ کی اُمید سے خالد کے ساتھ رہنے لگا اور وہ بنی مرین کی داد خواہی سے مایوس ہو گئے۔ کیونکہ ان کے درمیان جنگ جاری تھی۔ پس یہ ۷۷۷ھ میں اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس آ گئے اور جنگ کی آگ فروختہ کر دی اور سلطان ابوحمو کی فوجیں اس کے بیٹے ابوتاشفین کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلیں اور سوید اور دیالم اور عطاف بھی اس کے ساتھ گئے اور قلعہ کے سامنے وادی مینا میں ان پر ٹوٹ پڑے اور عبداللہ بن مغیر اور اس کے بھائی ملوک نے اپنے دوسرے قرابت داروں کو قتل کیا اور ان کے شکست خوردہ آدمی صحرا کی طرف چلے گئے اور دیالم اور

عطاف کے ساتھ مل گئے اور سب اکٹھے ہو کر سالم بن ابراہیم کے پاس گئے جو ثعالبہ کا سردار اور پنجہ کا حکمران تھا اور وہ ابوحمو سے اس کے غصے کی وجہ سے وحشت محسوس کرتا تھا۔ پس انہوں نے مخالفت کرنے پر اتفاق کیا اور امیر ابوزیان کی طرف ریاح کے ٹھکانے میں ایک جگہ آدمی بھیجا۔ پس وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی اور سالم نے اسے جزائر پر قبضہ کروا دیا۔ پھر انہی دنوں میں خالد فوت ہو گیا تو ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور مسعود بن مقیر' بنی عامر کا حکمران بن گیا اور ابو حمو' سوید اور بنی عامر کے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور سالم بن ابراہیم کو خادم بنایا اور ابوزیان ریاح کے ٹھکانے میں اپنی جگہ پر گیا اور جنگل میں مسعود بن عامر اور اس کی قوم کے ساتھ مل گیا اور ساسی بن سلیم یعقوب بن علی اور اس کی قوم کے ساتھ جاملا جو زواودہ میں سے ہے پھر سب سلطان کی خدمت میں واپس آ گئے اور اس کے پاس وفد بھجوایا تو اس نے ان کو امان دے دی اور یہ اس کے پاس گئے اور مسعود اور ساس کے متعلق خوش آمدید کا اظہار کیا اور اس نے ان کے متعلق دل میں برا ارادہ رکھا پھر اس نے بنی عامر اور سوید کے ہم زادہ کو ان کی مصیبت میں داخل کر دیا پس انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا اور اس نے ان سے چال چلی اور اپنے بیٹے تاشفین کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اکٹھے ہو کر مسعود اور اس کے دس بھائیوں کو جو بنی عامر بن ابراہیم میں سے گرفتار کر لیا اور ابوتاشفین اور سب عرب بنی یعقوب کے قبائل کی طرف چلے گئے اور یہ لوگ سردار تھے اور سوید نے وادی مینا میں ان کے لئے گھات لگائی پس بنو عامر نے صبح کے وقت ان کی جگہ پر حملہ کر دیا اور وہ ان کا سب مال لے آئے اور ان کے شکست خوردہ لوگ صحرا کی طرف چلے گئے۔ تو ابوتاشفین نے بنی راشد کے ساتھ انہیں روکا تو ان کے باقی ماندہ لوگ بھی باقی نہ رہے اور ساسی بن سلیم اپنی قوم کی ایک چھوٹی شکست خوردہ جماعت کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا اور نضر بن عروہ کے ہاں مہمان اترا اور بنی عامر کی سرداری مقیر کے چچا سفیان بن ابراہیم بن یعقوب اور اس کے معاون عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب کے ساتھ مخصوص ہو گئی اور وہ سلطان کا بہت مقرب تھا پھر مغرب کے حکمران نے سلطان ابوالعباس احمد بن ولی ابوسالم کو نزمار بن عریف کے وسیلہ سے مسعود اور اس کے بھائیوں کے متعلق سفارش کے لئے بھیجا۔ حالانکہ نزمار ابوحمو اور اس کے بھائیوں کو مصیبت میں داخل کرنے والا تھا پس ابوحمو نے اس سفارش کی وجہ سے انہیں رہا کر دیا۔ پس وہ دوبارہ مخالف ہو گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے اور ابراہیم بن یعقوب کی اولاد کے بہت سے آدمی ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور بنی یعقوب کی شکست خوردہ چھوٹی سی جماعت بھی اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اپنے سردار ساسی بن سلیم کے پاس جمع ہو گئی اور سب کے سب عروہ کے ساتھ اتر پڑے اور اس کے بھائیوں نے اس دور کے افریقہ کے حکمران سلطان ابوالعباس کے پاس اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے وفد بھیجا۔ پس اس نے ان کے ساتھ مناسب حسن سلوک کیا اور وفد کو عطیات دیئے اور خوش کن وعدوں کے ساتھ اسے واپس کر دیا اور ابوحمو اس بات کو سمجھ گیا تو اس نے اپنے جاسوسوں کو اسے دھوکے سے قتل کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے بعد اس نے افریقہ کے حکمران' سلطان ابوالعباس کے پاس علی بن عمر بن ابراہیم کو جو خالد بن محمد کا عم زاد تھا بھیجا اور بنی عامر میں سے ابوحمو کے مخالفین کی ایک بہت بڑی جماعت بھی بھیجی اور اس کے ساتھ سلیمان بن شعیب بن عامر بھی گیا۔ پس وہ تونس میں اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا اور ان سے وعدہ کیا اور ان

سے اچھی طرح پیش آیا اور یہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ پھر علی بن عمر دوبارہ ابوحمو کی خدمت میں گیا اور اس نے اسے بنی عامر سے مقدم کیا اور اسے سلیمان بن ابراہیم کی اس اولاد سے تھے جو صحرا میں رہتے تھے اور بنی یعقوب کے ساتھ ابو بکر بن عریف کے قبائل میں اترے اور اس دور تک وہ اسی طرح رہ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ کرنے والا ہے۔

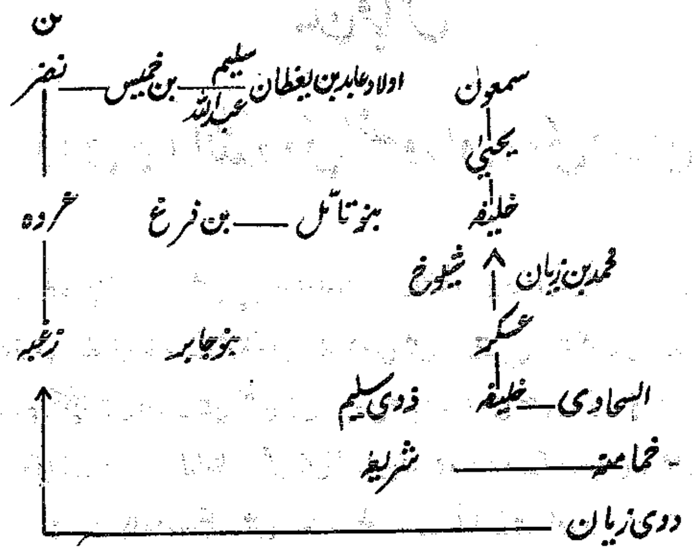


باب : ۸

عروہ بن زغبہ

عروہ بن زغبہ : عروہ بن زغبہ کے دو بطن ہیں۔ نضر بن عروہ اور خمیس بن عروہ اور خمیس کے تین بطون ہیں۔ عبید اللہ' فرغ اور یقظان اور فرغ کے بطون میں سے بنو قائل ہیں جو یحییٰ کی اولاد کے حلیف ہیں جو معمور میں سے ہے اور یہ لوگ جبل راشد میں رہتے ہیں اور بنو یقظان اور عبید اللہ' سوید کے حلیف ہیں جو ان کے سفر کرنے کے ساتھ سفر کرتے اور ان کے رفاقت پذیر ہونے کے ساتھ اقامت پذیر ہو جاتے ہیں اور ان کی سرداری اولاد عابد میں ہے۔ جو راشد کے بطن سے ہے اور نضر بن عروہ جنگل میں چلے گئے ہیں اور اس کی ریت میں گھاس تلاش کرتے پھرتے ہیں اور دیالم اور عطاف اور حصین کی حکمرانی میں تلول اطراف کی جانب اور ان کے اوطان کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور ان کی کوئی حکومت اور جاگیر نہیں کیونکہ یہ تلول میں اپنی زبان اور زغبہ کے دوسرے بطون کی رکاوٹ کی وجہ سے داخل ہونے سے عاجز ہیں۔ ہاں انہوں نے جبل مستند کے کناروں پر جو ریاح کے وطن کے قریب ہیں۔ قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہاں پر عمرہ اور زناتہ کے لوگ رہتے ہیں ان پر مسلسل کئی سالوں سے عربوں کا غلبہ ہے پس نضر نے ان پر ٹیکس لگا دیا ہے اور ان کو رعیت اور خادم بنا لیا ہے اور بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ جو سفر کرنے سے معذور ہوتے ہیں۔ بربریوں کے گھروں میں آ جاتے ہیں اور ان کے بطون اولاد خلیفہ' خمائنہ' شریعہ' سحاوی' زدی زیان اور اولاد سلیمان بیان کئے جاتے ہیں اور ان سب کی سرداری خلیفہ بن نضر بن عروہ کی اولاد میں ہے اور اس دور میں یہ محمد بن زیان بن عسکر بن خلیفہ اور اس کے معاون سمعون بن ابو یحییٰ بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل ہے اور اکثر صحرائی لوگ' جبل مستند میں اقامت پذیر نہیں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور ان کی سرداری اولاد ناجعہ میں ہے اور یہ نضری ہمیشہ سے زغبہ کے حلیف ہیں اور کبھی حرب اور حصین کے بھی حلیف بن جاتے ہیں۔ جو ان کے پڑوسی ہیں اور کبھی بنی عامر کے حلیف بن جاتے ہیں۔ جب وہ سوید کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہیں اور ان کی خوش بیانی عامر کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ ابی قحافہ کو اپنا زعیم مانتے ہیں اور میں نے ان کے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ ان کا باپ نہیں بلکہ یہ ایک وادی کا نام ہے۔ جہاں قدیم زمانے میں ان کا معاہدہ ہوا تھا اور بعض اوقات یہ بنی عامر کے سردار بن جاتے ہیں۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور یہ بنی عامر کے بہت قریبی حلیف ہیں اور اسلف بہت سرعت سے آتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور بعض دفعہ ہمسائیگی کی وجہ سے ریاح کی بھی مدد کرتے ہیں مگر ایسا کم ہی ہوتا ہے اور ریاح کے صحرائی لوگوں کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے

مسلم اور سعید جیسوں کو پکڑ لیتے ہیں اور بعض اوقات جنگل میں ان کے درمیان جنگیں بھی ہو جاتی ہیں ۔ جن میں زغبہ کے بعض بطون کی خونریزی ہو جاتی ہے اور ہمارے پاس ان کے واقعات نہیں پہنچے۔ واللہ الخلق والامر و ھو رب العالمین.



باب : ۹

تین قبائل

ذوی عبید اللہ' ذوی منصور اور ذوی حسان

اس دور میں یہ قبیلہ قبائل عرب میں اپنی تعداد اور مغرب اقصیٰ کے جنگلات میں اپنے ٹھکانوں کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ یہ لوگ زغبہ کے بنی عامر کے ٹھکانوں کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ جو تلمسان کے سامنے ہیں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط تک جا پہنچتے ہیں اور یہ تین بطن ہیں۔ ذوی عبید اللہ' ذوی منصور اور ذوی حسان اور ان میں سے ذوی عبید اللہ بنی عامر کے پڑوسی ہیں اور ان کے ٹھکانے تل میں تلمسان اور تادریت کے درمیان اور قبلہ کے سامنے ہیں اور ذوی منصور کے ٹھکانے تادریت سے بلادِ درعہ تک ہیں۔ پس یہ ملویہ سے سجلماسہ تک اور درعہ اور اس کے مقابل میں تل کے علاقے پر تازی' عساسہ' مکناسہ' فاس اور بلاد تادلہ اور مقدور پر قابض ہیں اور ذوی حسان کے ٹھکانے درعہ سے بحر محیط تک ہیں اور ان کے شیوخ بلاد قول میں اترتے ہیں جو سوس کا دارالخلافہ ہے اور سوس اور اس کے مضافات پر قابض ہو جاتے ہیں اور سب کے سب ریت میں ملثمین کے ٹھکانوں یعنی کدالہ' مسوفہ اور لمتونہ تک چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور یہ ہلالیوں کے ساتھ تھوڑی سی تعداد میں مغرب میں داخل ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد دوسو بھی نہ تھی اور بنو سُلیم نے ان کو روک کر انہیں عاجز کر دیا اور عہد قدیم سے ہلالیوں کے ساتھ ہو گئے اور ان کے ٹھکانوں کے آخر میں ملویہ' رمال اور تاخیلات کے قریب اتر گئے اور قریبی جنگلوں میں زناتہ کی ہمسائیگی اختیار کی پس ان کی تعداد زیادہ ہو گئی اور مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں راتوں کو چلے اور اس کی ریت کو آباد کیا اور اس کے ویرانوں میں غلبہ حاصل کیا اور یہ وہاں پر زناتہ کے حلیف تھے اور افریقہ میں ان کی بہت تھوڑی جمعیت رہ گئی۔ جو بنی کعب بن سُلیم میں شامل ہو گئی اور انہوں نے انہیں داخل کر لیا یہاں تک کہ یہ بادشاہ کی خدمت کرنے اور عربوں کو اکٹھا کرنے میں ان کے وزیر بن گئے اور جب زناتہ بلاد مغرب پر غالب آ گئے اور شہروں میں داخل ہو گئے تو معقل کے یہ لوگ جنگلوں میں کھڑے ہو گئے اور ویرانوں میں اکیلے رہ گئے۔ تو یہ ان کے ہمسر ہو کر بڑھے اور صحرا کے ان محلات پر قبضہ کر لیا۔ جنہیں زناتہ نے جنگل میں بنایا تھا۔ جیسے مغرب میں سوس کے محلات اور مشرق میں توات اور جودہ اور تامنطیت اور دارکلاں اور تاسبیت اور بنکورارین کے محلات ہیں اور ان میں ہر ایک ایسا منفرد وطن ہے۔ جو متعدد

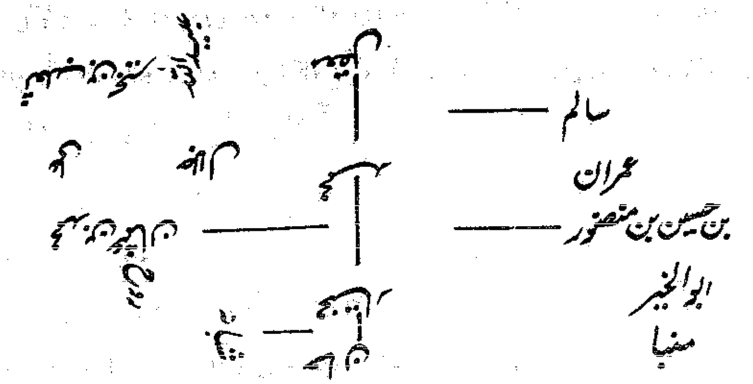
محلات پر مشتمل ہے جن میں کھجوروں کے درخت اور نہریں ہیں اور ان کے اکثر باشندے زناتہ کے آدمی ہیں اور ان کے درمیان ان کی سرداری کے متعلق جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ پس معقل کے عرب' ان اوطان کو اپنی جولا نگاہوں میں عبور کر گئے اور ان پر ٹیکس لگائے اور ان کے لئے اتنا خراج جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں بادشاہ شمار ہوتے ہیں اور وہ گذشتہ دنوں میں ملوک زناتہ کو صدقات دیتے تھے اور انہیں خونریزی اور ظلم کی وجہ سے پکڑتے تھے اور اس کا نام سفر کا اونٹ رکھتے تھے اور انہیں اس کی تعیین کا اختیار حاصل تھا اور یہ عرب' اطراف مغرب سے اور اس کی چراگاہوں میں اترنے والوں سے محفوظ نہ ہوتے تھے اور نہ ہی سجلماسہ کے راہرووں اور دیگر بلاد سودان کے مسافروں کو اذیت سے دوچار کرتے تھے کیونکہ مغرب میں موحدین اور ان کے بعد زناتہ کے ایام میں اتنا دین کو اعتزاز اور سرحدوں کی بندش اور حامیوں کی کثرت تھی اور اس کے بالمقابل انہیں حکومتوں سے جاگیریں بھی حاصل تھیں۔ جس سے وہ پنجے کے ہاتھ کو پکڑنے میں مدد دیتے تھے اور ان میں اثبج کے مسلم' سعید بن ریاح اور عمود قبیلے بھی تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان کی تعداد قلیل ہے اور وہ دیگر نسب کے قبائل کے اکٹھا ہو جانے کی وجہ سے کثرت میں ہو گئے ہیں۔ پس ان میں فزارہ اور اشجع کے بڑے بڑے قبیلے ہیں اور ان میں کرفہ' کا شطہ اور عیاض کا مہاپہ اور حصین کا شعراء اور اخضر کا صباح اور بنی سُلیم وغیرہ کے قبائل بھی شامل ہیں۔

اور جمہور کے نزدیک ان کے انساب پوشیدہ اور مجہول ہیں اور ہلال کے ابتدائی عرب انہیں بطون ہلال میں شمار کرتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں اور ان کا اپنا خیال یہ ہے کہ ان کا نسب اہل بیت میں جعفر بن ابی طالب تک جاتا ہے لیکن یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ ہاشمی اور طالبی صحرائی اور چراگاہیں تلاش کرنے والے لوگ نہیں۔ واللہ اعلم۔

صحیح بات یہ ہے کہ وہ یمنی عربوں میں سے ہیں کیونکہ ان میں دو بطن ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنا نام معقل رکھتا ہے اور ابن کلبی وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قضاعہ بن مالک بن حمیر سے ہے اور وہ معقل بن غلیم بن خباب بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن غدرہ بن زید اسلات بن افیدہ بن تور بن کعب بن دبرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران الحاف بن قضاعہ ہے اور دوسرا بنی الحرث بن کعب بن عمر بن حلہ بن جلد بن مذحج بن ادد بن یشجب بن عریب بن زہر بن کہلان سے ہے اور وہ معقل ہے اور اس کا نام ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن کعب بن الحرث ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اس دوسرے بطن سے ہیں جو مذحج سے ہے اس کا نام ربیعہ تھا اور مؤرخین نے اسے افریقہ میں داخل ہونے والے ہلال کے بطون سے شمار کیا ہے۔ کیونکہ بنی الحرث بن کعب کے ٹھکانے بحرین کے قریب ہیں۔ جہاں یہ عرب افریقہ میں داخل ہونے سے قبل عرافہ کے ساتھ رہتے تھے اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب ابن سعید نے مذحج کا ذکر کیا تو بتایا کہ وہ یمن کے پہاڑوں کی طرف رہتے ہیں اور ان کے بطون میں سے زبید اور مراد کا ذکر کیا ہے پھر کہتا ہے کہ ان میں سے وبریہ فرقہ افریقہ میں آتا جاتا ہے اور اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے یہ معقل کے لوگ ہیں۔ جو افریقہ میں ہیں اور یہ مغرب اقصیٰ میں رہنے والے لوگوں کا فرقہ ہیں۔

اور ان کے بڑے نسابوں نے بیان کیا ہے کہ وہ ان کے جد معقل کے دو بیٹے تھے۔ سجر اور محمد پس سجر کے ہاں عبیداللہ اور ثعلب پیدا ہوئے اور عبیداللہ سے ذوی عبیداللہ پیدا ہوا اور یہ ان کا بڑا بطن ہے اور ثعلب سے وہ ثعالبہ پیدا ہوئے

جوالجزائر کے نواح میں بسیطہ متیجہ میں رہتے ہیں اور محمد کے بیٹے مختار' منصور' جلال' سالم اور عثمان ہیں اور مختار بن محمد کے ہاں حسان اور شبانہ پیدا ہوئے اور حسان سے ذوی حسان ہوا اور اس کے مذکورہ بطن سے اہل سوس ہیں اور شبانہ سے شبانات ہیں جو وہاں ان کے پڑوسی ہیں اور جلال اور سالم اور عثمان الرقیطات سے ذوی حسان کے صحرائی لوگ ہیں۔ جو ان کے ساتھ چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور منصور بن محمد کے بیٹے حسین اور ابوالحسن اور عمران اور شب ہیں اور ان سب کو ذوی منصور کہا جاتا ہے اور یہ مذکورہ بطون ثلاثہ میں سے ایک ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بغیبہ و احکم



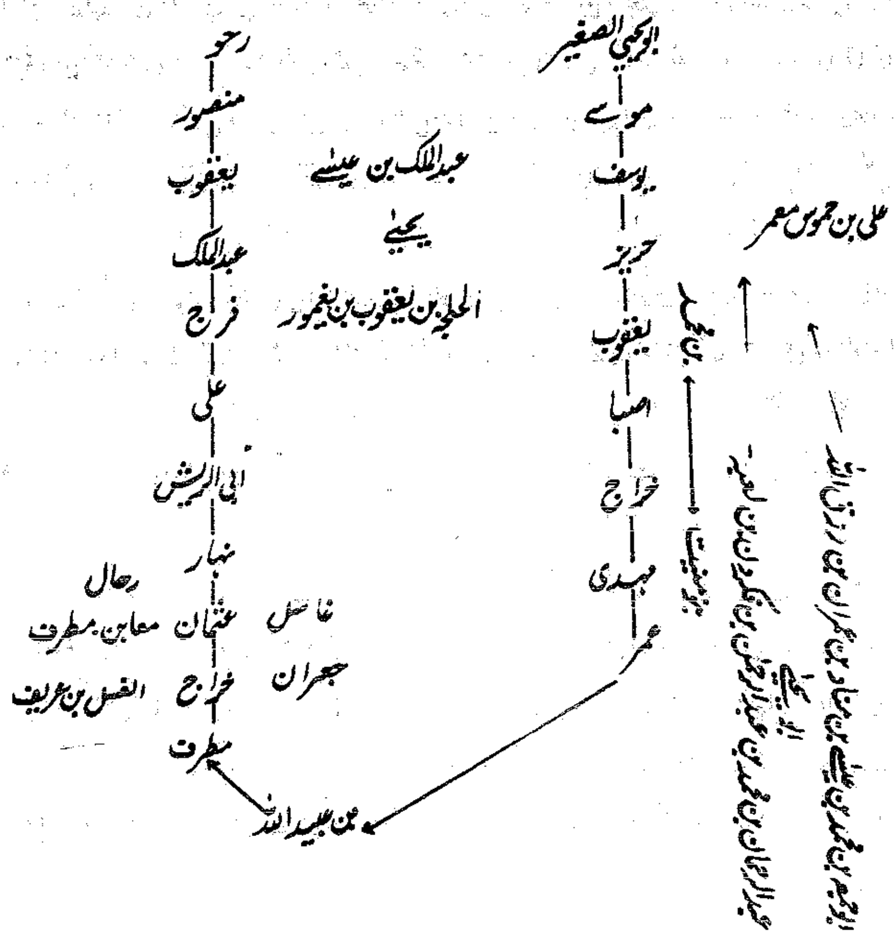
ذوی عبیداللہ: یہ بنی عبدالواد کے اقتدار سے جو کہ زناتہ میں سے تھا۔ بنی عامر بن زغبہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے ٹھکانے تلمسان کے درمیان سے دجدہ سے سمندر ہیں۔ منصب وادی علویہ کے سنگم اور وادی صامن القبلہ کے شروع ہونے کی جگہ تک ہیں اور جنگلوں میں ان کا سفر تو ات اور تمنطیت کے محلات تک ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ ذات الشمال سے تاسایت اور تواکرارین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کے سب جنگل سے سوڈان تک بہترین علاقے ہیں اور ان کے اور بنی عامر کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی ہیں اور اقتدار اور حکومت سے پہلے بنی عبدالواد کے ساتھ بھی اسی طرح ان کی جنگیں ہوتی تھیں پس یہ بنی مرین کے حلیف نہ تھے اور المبنات جو ذوی منصورہ میں سے ہیں وہ بنی عبدالواد کے حلیف تھے اور یغمراسن ان پر اکثر حملے کر کے ان کو نقصان پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پڑوس کے باعث ان کے ساتھ ہو گئے اور حکومت ان پر غالب آ گئی۔ پس انہوں نے صدقہ اور خیرات دی اور جنگوں میں سلطان کے ساتھ چھاؤنی ڈال لی اور وہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہے۔ یہاں تک کہ حکومت کو کمزوری نے آ لیا۔ پس انہوں نے تلول کو وطن بنا لیا اور وجدہ ندرومہ' بنی برناس' مدیونہ اور بنی سوس میں سلطان سے جاگیریں حاصل کیں۔ حالانکہ اس سے قبل انہیں ان جگہوں کا خراج ملتا تھا۔ پس ان مقامات کے ٹیکس کا بڑا حصہ انہیں مل گیا اور انہوں نے ساحلی شہر ہنین پر تلمسان تک گذرنے کا بڑا حصہ انہیں مل گیا۔ پس کوئی مسافر ان کی اجازت اور ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر ان دونوں شہروں کے درمیان سفر نہ کر سکتا تھا اور یہ دو بطن تھے۔ المعراج اور الخراج۔

الخراج: اور الخراج' فراج بن مطرف بن عبیداللہ کی اولاد سے تھا اور ان کی سرداری عبدالملک اور فرج بن علی بن ابی الریش بن نہار بن عثمان بن خراج کی اولاد میں' عیسیٰ بن عبدالملک' یعقوب بن عبدالملک اور یغمور بن عبدالملک کی اولاد کو حاصل تھی

اور سلطان ابوالحسن کے عہد میں یعقوب بن یغمور سردار تھا اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کیا تو عبیداللہ نے اس کے ان لوگوں سے کام لیا اور یحییٰ بن العز بنی برناس کے جوانوں میں سے تھا۔ جو اس پہاڑ میں رہتے تھے۔ جو وجدہ پر جھانکتا تھا اور اسے حکومتوں کی خدمت میں اوّلیت حاصل تھی پس اس نے سلطان ابوالحسن سے رابطہ پیدا کیا اور اُسے اس صحرا کے محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی پس اس نے فوج کے ساتھ اسے ان عربوں کے ساتھ بھیجا اور یہ ان کے ساتھ صحرا میں داخل ہو گیا اور ان محلات پر قبضہ کر لیا اور عبیداللہ ان کی املاک کے چھن جانے اور ان سے بدمعاملگی پر متاسف ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا اور سلطان کی اس فوج کو بھی لوٹ لیا جو اس کے ساتھ تھی اور اطاعت کو چھوڑ دیا اور یعقوب بن یغمور بھاگ گیا اور وہ اس کے بقیہ ایام میں صحرا ہی میں مفرور رہا اور اس کے بعد واپس گیا۔ پھر بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی۔ تو انہوں نے اپنی حکومت میں رکاوٹ پیدا کر دی اور وہ اسی حالت میں رہا اور اس کا بیٹا طلحہ اس کا جانشین بنا اور یعقوب کی مخالفت کے ایام میں وہ الخراج کا سردار تھا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت سے منصور بن یعقوب بن عبدالملک اور اس کا بیٹا اور ابوحمرا آیا تو اُسے اس کی خدمت اور حیل ملاقات میں اوّلیت حاصل تھی۔ تو اس نے اُسے ان پر سردار بنا دیا اور اس عہد میں ان کی سرداری رحو بن منصور بن یعقوب بن عبدالملک اور طلحہ بن یعقوب کے درمیان منقسم ہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے اور بسا اوقات اس نے اس سے جھگڑا بھی کیا اور ان کے بہت سے بطن ہیں۔ پس ان میں الجمادنہ ہیں۔ جو جعوان بن خراج سے ہیں اور الغسل' غاسل بن خراج سے ہیں اور المطارفہ' مطرف بن خراج سے ہیں اور المہایہ' عثمان بن خراج سے ہیں اور انہی میں ان کی سرداری ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ الناجعہ بھی ہیں۔ جنہیں المفایہ کہتے ہیں۔ یہ کبھی المہایہ بن عیاض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور کبھی مہایا بن مطرف کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

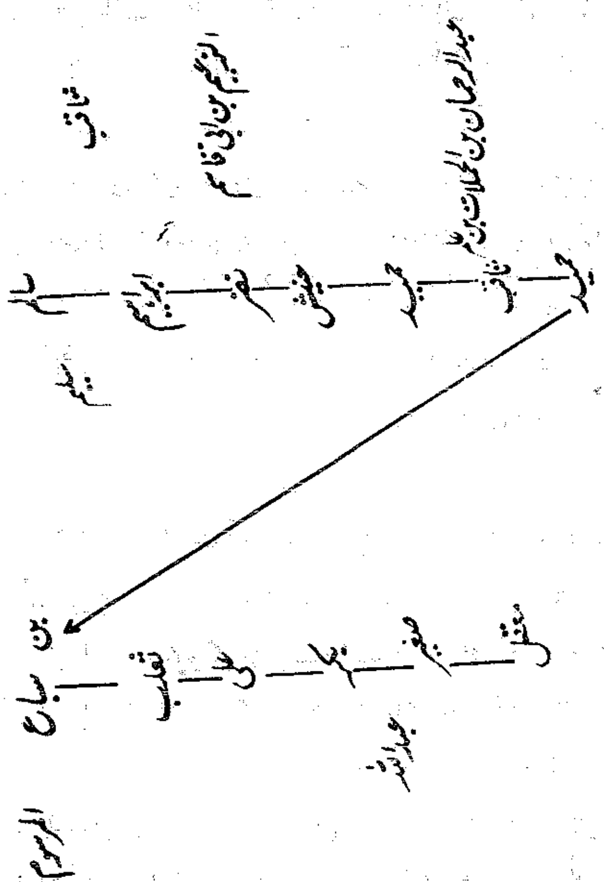
المعراج: اور المعراج' المعراج بن مہدی بن محمد بن عبیداللہ کی اولاد سے ہے اور ان کے ٹھکانے الخراج سے مغرب کی جانب ہیں۔ پس یہ بنی منصور کے پڑوسی ہیں اور تاذریت اور اس کا صحرا ان کے لئے ہے اور اکثر وہ بنی مرین کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی جاگیریں اور ان کے ٹھکانے ان کے قبضے میں ہیں اور عبدالواد کی طرف ان کا رجوع بہت کم اور کبھی کبھی ہوتا ہے اور ان کی سرداری یعقوب بن صہبا بن صراج کی اولاد میں' مرین بن یعقوب اور مناد بن رزق اللہ بن یعقوب اور فکرون بن محمد بن عبدالرحمٰن بن یعقوب کی اولاد کو حاصل ہے اور یعقوب حریز بن یحییٰ الصفیر بن موسیٰ بن یوسف بن حریز کی اولاد میں سے ہے اور یہ سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اُن کا سردار تھا اور اس کا جانشین فوت ہو گیا۔ تو اس کا بیٹا ان کا سردار بنا اور مناد کی اولاد میں سے ابوحمید' محمد بن عیسیٰ بن مناد بھی ہے۔ جو اس دور میں ان کے سردار کا معاون ہے۔ جو ابویحییٰ الکبیر بن مناد بھی تھا۔ جو ابویحییٰ الصغیر سے قبل سردار تھا۔ اس کی طرف انتساب کی وجہ سے اسے صغیر کہا گیا ہے اور ان میں سے ابوصغیر یحییٰ کی اولاد میں سے ہے اور وہ قاصیہ' اہل الرمال اور ملثمین کے لئے جنگلوں اور جنگوں میں بہت گھومنے والا تھا۔

واللہ مالک الملوک لا رب غیرہ ولا معبود سوا' وہ نعم المولیٰ ونعم المنصیر۔



ثعالبہ: اوران کے بھائی ثعالبہ ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد سے ہیں۔ جو عبید اللہ بن صغیر کا بھائی ہے اور وہ اس عہد میں متیجہ میں جو الجزائر کے میدانوں میں سے ہے حکمران ہے اور اس سے قبل وہ بدفال لیا کرتے تھے اور اس عہد میں حصین کے جو ٹھکانے ہیں ان میں وہ قدیم زمانوں سے اترے تھے اور وہیں انہوں نے اقامت اختیار کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آمد وہاں پر اس وقت ہوئی جب ذوی عبید اللہ بنی عامر کے ٹھکانوں میں تھا اور بنی عامر سوید کے ٹھکانوں میں رہتے تھے اور ان کے ٹھکانے اس دور میں شرقی تلول سے متصل سے تھے۔ پس وہ کنٹرول کی جانب سے داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ مدینہ کے مضافات کی طرف بڑھتے گئے اور جبل تیطری میں اتر گئے اور یہ اشبیر کا وہ پہاڑ ہے جس میں ایک بڑا شہر آباد تھا اور جب بنو برحین تلول پہنچے اور دانشریس پر قابض ہو گئے۔ تو محمد بن عبدالقوی مدینہ کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں اور جب اس کے پاس ان کے سردار گئے تو وہ ان سے راضی ہو گیا اور انہیں گرفتار کر لیا اور بقیہ ثعالبہ سے جنگ کی اور ان کو قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور اس کے بعد وہ تیطری میں ان پر غالب آیا اور انہیں وہاں متیجہ کی طرف نکال دیا اور حصین کے قبائل کو تیطری میں اتارا اور وہ رعایا کے طور پر اس کے ساتھ تھے۔ جو اسے خراج اور ٹیکس

دیتے تھے اور وہ انہیں پکڑ کر اپنے ساتھ فوج میں لے جاتا تھا اور یہ ثعالبہ متیجہ کے میدان میں ملکیش کی رعایا میں شامل ہو گئے۔ جو ضہاجہ میں سے تھا اور ان کی ملکیت کے تحت وطن بنا لیے اور انہیں ان پر اقتدار حاصل تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ یہاں تک کہ بنو مرین مغرب اوسط پر غالب آ گئے اور ملکیش کی حکومت کو وہاں سے ختم کر دیا۔ ان ثعالبہ نے اس میدان کو مخصوص کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے اور ان کی سرداری سباع بن ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد میں تھی اور ان کا خیال ہے کہ جب یہ سباع' موحدین کے پاس جاتا تھا تو وہ اس کے عمامہ کی مد پر عزت افزائی کے لئے ایک دینار رکھتے تھے۔ جو کئی دینار کے وزن کا ہوتا تھا اور میں نے اپنے بعض سرداروں سے سنا ہے کہ یہ لوگ اس کے امام مہدی کی عزت کرنے کی وجہ سے ہوتا تھا۔ جب وہ انہیں انعام دیتا تھا ایک دفعہ وہ ان کے پاس سے دوڑتا ہوا گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اولاد سباع کی سرداری اولاً بنی یعقوب بن سباع میں قائم رہی اور پھر جنبش کی اولاد میں آ گئی۔ پھر سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد کے ممالک پر غالب آ گیا اور انہیں مغرب کی طرف لے گیا اور ان کی حکومت ابوالحملات بن عائد بن ثابت کو حاصل ہو گئی۔ جو جنبش کا عم زاد تھا اور وہ آٹھویں صدی کے وسط میں سلطان ابوالحسن کے الجزائر میں (جو تونس کا علاقہ ہے) اترنے کے وقت طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ پس اس نے براہیم بن نصر کو ان پر حکمران بنا دیا اور ان کی سرداری ہمیشہ ہی اس کے پاس رہی۔ یہاں تک کہ وہ مغربیوں پر سے سلطان ابوعنان کے قبضہ ہٹنے کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور ان کی سرداری اس کے بیٹے سالم نے سنبھالی اور یہ لوگ بکش کو ٹیکس ادا کرتے تھے اور ان کے بعد الجزائر کے حکمرانوں کو ٹیکس دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ۷۶۰ھ میں ابوحمو کے خلاف ابوزیان اور حصین کے خروج کے زمانے میں عربوں کی ہوا اکھڑ گئی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اس دور میں ان کا سردار سالم بن ابراہیم بن نصر بن حنیس بن ابی حمید بن ثابت بن محمد بن سباع تھا۔ پس اس نے جنگ میں خوب گھوڑے دوڑائے اور ابوحمو نے معاہدہ کیا اور اس نے کئی بار اسے توڑا اور بنو مرین تلمسان پر غالب آ گئے۔ تو وہ ان کے ساتھ ہو گیا اور اس کے ایلچی اور وفد' مغرب میں ان کے پاس گئے پھر سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ابوحمو اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا۔ اور مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ پس سالم اس سے ڈرا اور اس نے ابوزیان کو طلب کیا اور اُسے الجزائر پر حاکم مقرر کر دیا اور ابوحمو ۷۷۹ھ میں اس کے مقابلہ پر گیا۔ تو اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور سالم اپنی جماعت کو واپس لے آیا اور ابوزیان سے الگ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم سب کے حالات میں بیان کریں گے پھر ابوحمو اس کے مقابلہ میں گیا اور جہاں متیجہ میں تھوڑا عرصہ اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اپنے عہد کا پابند کیا۔ پھر اس نے اس سے عہد شکنی کی اور وہ اُسے گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر تلمسان سے لے گیا اور نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کا اثر مٹ گیا۔ اور نہ ہی وہ اُسے ریاست ملی جس کے ثعالبہ اہل نہ تھے پھر اس نے اُس کے بھائیوں' قبیلے اور خاندان کے قتل کرنے' قید کرنے اور لوٹنے کے لئے پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ مٹ گئے۔ واللّٰہ یخلق ما یشاء



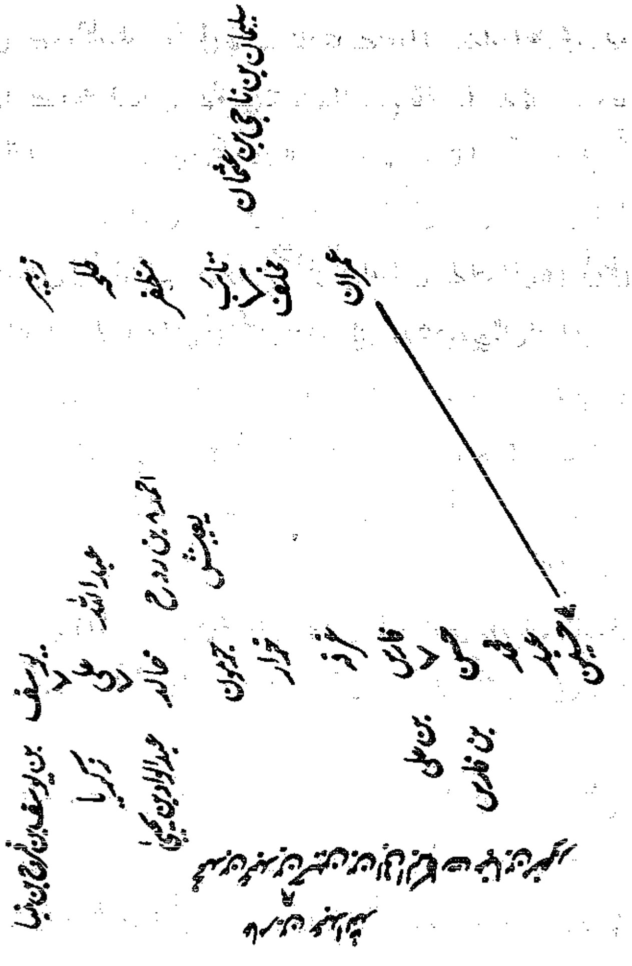
ذوی منصور: اور منصور بن محمد کی اولاد معقل کا بڑا اور اکثریتی حصہ ہیں اور ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ کی سرحدیں ہیں۔ جو اس کے سامنے سے ملویہ اور درعہ کے درمیان ہیں اور ان کے چار بطون ہیں۔ اولاد حسن اور اولاد ابوالحسین یہ دونوں سگے بھائی ہیں اور العمار یہ عمران کی اولاد ہیں اور المبنات منبا کی اولاد ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہیں اور ان دونوں بطنوں کے سب آدمیوں کو احلاف کہتے ہیں اور ابوالحسن کی اولاد سفر سے عاجز ہیں اور ان محلات میں فروکش ہیں جو انہوں نے جنگل میں تامیلات اور تیکوارین کے درمیان بنائے ہیں اور حسین کی اولاد ذوی منصور کی اکثریت ہیں اور انہیں ان پر غلبہ حاصل ہے اور بنی مرین کے دور میں ان کی سرداری خالد بن جرمون بن حرار بن عرفہ بن فارس بن علی بن عبدالواحد بن یحییٰ اور اس کے بھائی زکریا، پھر اس کے عم زاد احمد بن رحو بن غانم پھر اس کے بھائی یعیش اور پھر اس کے عم زاد یوسف بن علی بن غانم کو حاصل

تھی اور یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے یوسف کے زمانے میں بنی مرین کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اور عنقریب بنی مرین کے حالات میں یوسف بن یعقوب کا ذکر آئے گا کہ وہ مراکش سے آ کر صحرائے درعہ میں ان پر کیسے حملہ آور ہوا اور جب اس نے تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے مشرق میں قیام کیا تو اس نے معقل کے ان عربوں کو اطراف مغرب پر درعہ اور ملویہ کے درمیان سے تادریت تک حلیف بنایا اور ان دنوں درعہ میں عبدالوہاب بن صاعد گورنر تھا۔ جو حکومت کے بڑے والیوں میں سے تھا اور عبدالوہاب اور یوسف کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں عبدالوہاب مارا گیا۔ پھر یوسف بن یعقوب بھی مر گیا اور بنو مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے ان سے بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو گئے اور وہ نہایت فرمانبرداری سے صدقہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ حکومت کی ہوا اکھڑ گئی اور عرب غالب آ گئے۔ پس وہ صدقہ کو روکنے لگے۔ ہاں تھوڑے سے آدمی صدقہ دیتے تھے۔ جن سے سلطان زبردستی صدقہ لے لیتا تھا اور جب ۷۵۰ھ میں تلمسان اتر کران سے پناہ طلب کی تو انہوں نے اسے پناہ دے دی اور سلطان کی اطاعت چھوڑنے پر اتفاق کر لیا اور صحرا میں اس کے ساتھ قیام پزیر ہو گئے اور صغیر نے اس اختلاف میں بڑا پارٹ ادا کیا۔ یہاں تک کہ ابوعنان فوت ہو گیا اور تلمسان میں سلطان ابوحمو کے ایک واقعہ کا ہم ذکر کرنے والے ہیں اور بنی مرین تلمسان کی طرف جنگ کے لئے گئے تو ابوحمو اور صغیر وہاں سے بھاگ گئے اور ان کے پاس مہمان ٹھہرے۔ تو انہوں نے تلمسان کے نواح میں بنی مرین کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کے اور بنی مرین کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی۔ پس وہ ابی حمو اور اس کی حکومت کی طرف سمٹ آئے اور اس نے اپنے مضافات میں انہیں جاگیریں دیں۔ پھر یہ سلطان ابوسالم کی وفات کے بعد ۷۶۳ھ میں اولاد ابوعلی کی جنگ میں مغرب کے اضطراب اور سجلماسہ میں ان کے نزول کے وقت اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے اور اس جنگ میں ان کا ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے۔ پھر احمر بن رحو کی ابوحمو کے ساتھ جنگ ہوئی اور وہ ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کو لے آیا اور وہ اس جنگ میں مارا گیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے حکومت پر زیادتی کی اور درعہ کے اکثر ٹیکس اسی زمانے سے لگے ہوئے ہیں اور اس نے بلاد تاولہ اور المعرا میں ان عمارتوں میں سے جہاں سے ان کا مغرب میں داخلہ ہوا تھا۔ ان کو موسم بہار اور موسم گرما گزارنے کے لئے جاگیریں دے دیں اور غلے بھی دیئے اور سجلماسہ ان کے حلیف بھائیوں کا وطن ہے۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور ان کے وطن میں شامل نہیں ہے۔

درعہ: اور درعہ بلاد ملا دقبلہ میں سے ہے یہ لوگ اس وادی اعظم میں جو بوھہ کا جبل درن سے اترتی ہے آباد ہیں اور اس سے وادی ام ربیع نکلتی ہے اور تلول اور میدانوں کی طرف چلی جاتی ہے اور وادی درعہ مغرب کی طرف قبلہ کی طرف ڈھل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بلاد سوس میں ریت میں جا پڑتی ہے۔ جس میں درعہ کے محلات ہیں اور ایک اور بڑی وادی مشرق میں قبلہ کی طرف ڈھلتی ہے۔ یہاں تک کہ نیکورارین سے ورے ریت میں جا پڑتی ہے اور اس پر سامنے اور اس کی مغرب کی جیت میں توات کے محلات ہیں پھر اس کے بعد تمنطیت ہے اور پھر اس کے بعد درکلان ہے اور اس کے پاس سے وہ ریت میں جا پڑتی ہے اور رکان کے شمال میں نسابیت کے محلات ہیں اور ان کے شمال میں مشرق کی طرف نیکورارین کے محلات ہیں اور سب عرب الرمل اور جبال درن کے پیچھے ہیں اور یہ عظیم پہاڑ اسعی سے تازی تک مغرب اقصیٰ پر ایک دیوار کی طرح کھڑے

ہیں اور اس کے سامنے ضہاجہ کا جبل نکیسہ ہے اور اس کے آخر میں ہسکورہ کے پہلو میں جبل ابن حمیدی ہے پھر وہاں سے دوسرے پہاڑ مڑتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے سامنے ہیں۔ یہاں تک کہ بحر روم کے سامنے بادس تک جا پہنچتے ہیں اور مغرب اس کا جزیرہ بن جاتا ہے۔ جسے قبلہ اور مشرق کی جانب سے پہاڑ اور مغرب میں اور جنوب کی طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہیں اور ان پہاڑوں اور میدانوں کے درمیان بربریوں کی اتنی قومیں آئی ہیں جن کو ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کرسکتا اور ان پہاڑوں کے درمیان تنگ گھیرے ہوئے چند راستے ہیں اور ان آنے والے قبائل کے مقابل میں کاظہ ہے اور وادی درعہ کا شلم سجلماسہ اور بلاد سوس کے درمیان صحرا اور ریت تک چلا جاتا ہے اور نون وادان کے درمیان سمندر میں جا گرتا ہے اور اس میں محلات بنے ہوئے ہیں جن کے کھجوروں کے درختوں کا شمار نہیں ہوسکتا اور ان کا دار الخلافہ تادنست شہر ہے۔ جو بہت بڑا ہے اور تاجر لوگ نیل کا رنگ حاصل کرنے کے لئے اور اس کے نکلنے کے انتظار میں وہاں آئے ہیں اور اس علاقے میں اور اس کے بالمقابل جبلہ کے میدان میں جو قبائل بربر صناکہ وغیرہ کی جگہ ہے اولاد حسین کو تسلط حاصل ہے اور انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں اور انہیں سلطان کی جاگیروں سے جاگیریں حاصل ہیں اور ان کے پڑوس میں مغرب کی جانب الشبانات رہتے ہیں جو اولاد حسان میں سے ہیں اور انہوں نے اس وجہ سے درعہ پر کچھ ٹیکس لگائے ہوئے ہیں۔

احلاف: اور احلاف ذوی منصور میں سے ہیں جو العماریہ اور المنبات ہیں اور ان کے اوطان مشرف کی جانب اولاد حسین کے پڑوس میں ہیں اور جنگل میں ان کی جولانگاہوں میں تاخیلات اور اس کا صحرا اور التل میں ملویہ اور وطاط اور تازی کے محلات اور طویہ اور عساسہ بھی شامل ہیں اور انہوں نے ان سب پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں اور ان میں شاہی جاگیریں بھی شامل ہیں اور ان کے اور اولاد حسین کے درمیان جنگ جاری ہے اور جنگ میں انہیں عصبیت اکٹھا کر لیتی ہے اور العماریہ کی سرداری مظفر بن ثابت بن مخلف بن عمران کی اولاد میں ہے اور سلطان ابوعنان کے عہد میں ان کا سردار طلحہ بن مظفر اور اس کا بیٹا زبیر تھا اور اس دور میں محمد بن زبیر اور اس کے بھائی موسیٰ کو حاصل ہے اور عمارہ بن فلان بن مخلف کی اولاد سرداری میں ان کی معاون ہے۔ جن میں سے محمد العائذ ہے اور اس دور میں ان میں سے سلیمان بن ناجی جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور صحرا کے محلات اور قافلوں سے مڈبھیڑ کر کے بہت جنگیں کرتا ہے اور المنبات کی سرداری اس دور میں محمد بن عبد بن حسین بن یوسف بن فرج بن منبا کو حاصل ہے اور سلطان ابوعنان کے زمانے میں اس سے پہلے اس کے بھائی کو حاصل تھی اور سرداری میں اس کی معاونت ان کا عم زاد عبداللہ بن الحاج بن ابی البرکات بن منبا کرتا ہے اور المنبات اور العمار جب اکٹھے ہو جائیں تو اس زمانے میں اولاد حسین سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں المنبات کو کثرت حاصل تھی اور بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا اختلاف تھا اور سجلماسہ کی فتح اور موحدین کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کرنے میں یغمراسن بن زیان ان کا ہراول تھا۔ پھر اس پر بنومرین غالب آ گئے اور انہوں نے اپنے سرداروں میں سے ان کو قتل کر دیا اور بنی عبدالواد کے ساتھ جنگ کی پھر وہ اس کے بعد المنبات پر ان کی صحرائی جولانگاہوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا اور اس وجہ سے ان کی تعداد میں آخر تک کمی واقع ہوگئی۔ واللہ مالک الامور لا رب سواہ.

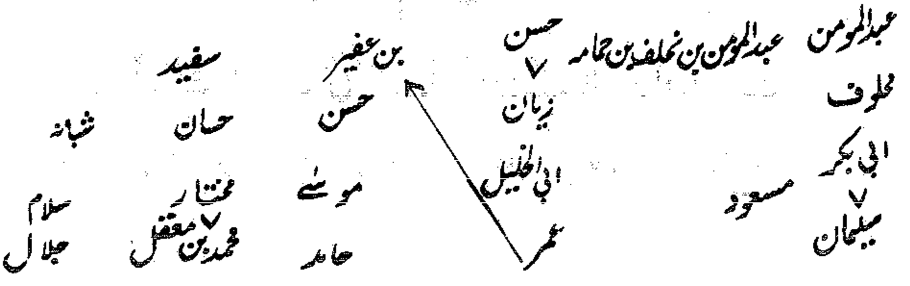


بنومختار: اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مختار بن محمد' ذوی حسان' الشبانات اور الرقیطات ہیں اور اسی طرح ان میں سے الجیا' ہنہ اور اولاد ابوزیہ ہیں اور ان کے ٹھکانے ان کے بھائیوں ذوی منصور اور عبیداللہ کے ساتھ ملویہ کے نواح میں' سمندر میں المصیہ تک ہیں۔ یہاں تک کہ صاحب السوس علی بن بدر الزکندری نے موحدین کے بعد ان سے مدد طلب کی اور عربوں کی فتح میں اس کے عم زاد نے اس کی خوبی بیان کی ہے اور سوس کے میدان اور پہاڑوں میں اس کے اور کزولہ کے خانہ بدوشوں کے درمیان ایک طویل جنگ ہوئی جس میں اس نے بنی مختار سے مدد مانگی تو انہوں نے اس کی مدد کی اور اپنے اونٹوں کے ساتھ اس کی طرف چل پڑے اور سواروں کی مزاحمت نہ ہونے کی وجہ سے سوس کے ٹھکانوں میں چلے گئے اور انہیں وطن بنا لیا اور ان کے جنگل میں ان کی جولانگاہیں بن گئیں اور یہ کزولہ پر غالب آ گئے اور انہیں اپنے سواروں میں شامل کر لیا اور سوس اور نول کے ٹھکانوں میں جو مخل تھے۔ ان پر بھی قبضہ کر لیا اور سوس کے تارودانت کی طرح ان پر ٹیکس لگا دیئے۔ یہ مقام وادی سوس کا کنارہ ہے۔ جہاں پہاڑ سے نیچے اترا جاتا ہے اور اس کے سنگم اور وادی کے سنگم کے درمیان تعلق پایا جاتا ہے۔ جہاں

پر مشہور قلعہ مرحلہ یا قبلہ پایا جاتا ہے اور یہاں سے بنی نعمان کی اولاد کے زوایا تک قبلہ کی سمت ایک دن کی مسافت ہے اور وہ وادیٔ نول کو تنگ کرتا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ جبل نکیسہ کو غربی جانب ہٹا دیتا ہے اور اس کے اور ایضری کے درمیان ایک دن کا سفر ہے اور عرب اس پر غالب نہیں آ سکتے وہ صرف اس کے نواح میں میدانوں پر غالب آتے ہیں اور موحدین کے عہد میں یہ ٹھکانے اس کی عملداری میں شامل تھے اور جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ مقامات حکومت کی ماتحتی اور سلطان کی حکمرانی سے باہر نکل گئے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں بنی بدر کی حکمرانی تھی۔ ہم قبل ازیں ان لوگوں کا ذکر کر چکے ہیں اور علی بن بدر اس کے محلات کا مالک تھا اور اس کی فوج ایک ہزار سوار پر مشتمل تھی اور اس کے بعد اس کا بھائی علی بن حسن حکمران بنا اور عبدالرحمٰن کے غالب آنے کے بعد ان کے ساتھ اس کی جنگیں ہوتی رہیں اور ۷۰۵ھ میں اور اس کے بعد انہوں نے اُسے پے در پے شکستیں دیں اور اس نے ان کے سردار کے ساتھ بدعہدی کی اور اس کے بعد ۷۰۸ھ میں تاروسانت میں انہیں قتل کر دیا اور سوس کے معقل کے ساتھ بنی مرین نے کئی جنگیں کیں اور یعقوب بن عبدالحق ایک معرکے میں جس میں الشبانات بھی تھے۔ بنی مرین کے ساتھ بنی حسان پر غالب آ گیا اور ان میں کئی لوگوں کو قتل کر دیا اور اس کے بعد یوسف بن یعقوب نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ تو وہ جنگ سے رک گئے اور اس نے ان پر اٹھارہ ہزار تاوان ڈالا اور یوسف بن یعقوب نے دوسری دفعہ ۷۸۶ھ میں ان میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی اور بنوعبدالواد میں سے بنو کمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پس فوجیں ان کی طرف آئیں اور مسلسل جنگیں ہوئیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

اور جب مغرب میں زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور سلطان ابوسعید کا بیٹا ابوعلی سجلماسہ پر قابض ہو گیا اور صلح کے ذریعے اپنے باپ کی حکومت کا کچھ حصہ لیا۔ تو اہلِ سوس کے یہ عرب جو الشبانات اور بنی حسان سے تھے۔ اس سے ملنے لگے اور انہوں نے اسے ان محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی پس اس نے اپنے وطن درعہ کی سرحدوں سے جنگ شروع کی اور زبردستی بستیوں میں داخل ہو گیا اور علی بن حسن اور اس کی ماں جبال نکیسہ کی طرف ضہاجہ کے پاس بھاگ گئے پھر وہ واپس آ گیا اور سلطان ابوالحسن پھر تمام مغرب پر قابض ہو گیا اور عربوں نے اُسے بھی سوس کے محلات میں رغبت دلائی تو اس نے اپنی فوجیں اور اپنا سالار حسون بن ابراہیم بن عیسیٰ جو بنی پرنیان میں سے تھا۔ ان کے ساتھ بھیجا جس نے ان پر قبضہ کر لیا اور بلادِ سوس سے جنگ کا ٹیکس لیا اور ٹیکس میں ان کا انتظام کیا پس اس کا حال مدت تک درست رہا پھر سلطان ابوالحسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو یہ ٹیکس بھی ختم ہو گیا اور سوس بھی اپنی پہلی حالت پر آ گیا اور آج وہ حکومت کا تخت ایک کھلا شہر ہے اور عرب اس کے ٹیکس کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں اور اس کی رعایا مصامدہ اور ضہاجہ قبائل سے ہے۔ ان میں سے ٹیکس والے قبائل اور گشت کرنے والے دستے انہیں فوج کے لئے خادم کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔ جیسے کزولہ بنی حسان، زکرز اور بحس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو ملطہ میں سے الشبانات کے ساتھ ہیں اور اس عہد میں ان کا یہی حال ہے اور ذوی حسان کی سرداری، ابوالخلیل بن عمر بن عفیر بن حسن بن موسیٰ بن حامد بن سعید بن حسان بن مختار کی اولاد میں، مخلوف بن ابی بکر بن سلیمان بن الحسن بن زیان بن الخلیل اور اس کے بھائیوں کو حاصل ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ الشبانات کی سرداری ان میں سے کس کے پاس ہے۔ ہاں وہ

آخری ایام تک بنی حسان سے برسرِ پیکار رہتے ہیں اور الرقیطات اکثر حالات میں الشبانات کے حلیف ہوتے ہیں اور بلاد مصامدہ اور جبال درن کے قریب ہیں اور ذوی حسان جنگل میں بہت دور رہتے ہیں۔واللّٰہ تعالیٰ یخلق ما یشالا الہ اللہ ھو.



باب : ۱۰

بنی سُلیم و بنی منصور

چوتھے طبقے میں سے بنی سُلیم و بنی منصور کے حالات اوران کے

بطون کا شماراور انساب کا تذکرہ اوران کی حکومت کا آغاز وگردش احوال

سب سے پہلے ہم بنی کعب کے ذکر اوران کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔ بنوسُلیم کا بطن مضر کے وسیع ترین بطون میں سے ایک وسیع اور بڑی جمعیت والا بطن ہے اوران کے ٹھکانے نجد میں ہیں اور وہ بنوسُلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس ہیں اوران میں بہت سے قبائل ہیں اور جاہلیت میں ان کی سرداری بنی شرید بن ریاح اور بنی ثعلبہ بن عطیہ بن خفاف بن امریٔ القیس بن بہثہ بن سُلیم کو حاصل تھی اور عمر بن الشرید مضر کا بڑا آدمی تھا اوراس کے بیٹے صخر اور معاویہ تھے اور صخر' خنساء کا باپ تھا اوراس کا خاوند عباس بن مرداس صحابی تھا۔ خنساء اس کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شامل ہوئی تھی۔

اور سُلیم کے بطون میں سے عطیہ' رعل اور ذکوان الدین ہیں۔ جن کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بددعا کی تھی جب انہوں نے آپ ﷺ کے اصحاب کو دھوکے سے قتل کر دیا تھا پس ان کا ذکر ماند پڑ گیا اور خلافت عباسیہ کے زمانے میں بنوسُلیم کو بغاوت ذمنے میں بڑی شوکت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں کے ایک خلیفہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ ان میں شادی نہ کرے اور یہ مدینہ میں غارت گری کرتے تھے اور بغداد سے ان کی طرف فوجیں جاتی تھیں اوران پر حملہ کرتی تھیں اور یہ جنگلوں میں بھاگ جاتے تھے اور جب قرامطہ کا فتنہ اٹھا۔ تو یہ بنی عقیل بن کعب کے ساتھ ابوطاہر اوراس کے بیٹوں کے حلیف بن گئے۔ جو قرامطہ میں سے بحرین کے امراء تھے۔ پھر جب قرامطہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو شیعوں کی دعوت پر بنوسُلیم بحرین پر غالب آ گئے۔ اس وجہ سے کہ قرامطہ بھی انہی کی دعوت پر تھے۔ پھر بنو اصغر بنی تغلب بن بویہ کے ایام میں دعوتِ عباسی کے ذریعے بحرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے بنوسُلیم کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ پس یہ صعید مصر میں چلے گئے اور المستنصر نے اپنے وزیر اروزی کے تحت انہیں معز بن بادیس سے لڑنے کے لئے افریقہ بھیج دیا جیسا کہ ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں۔ پس یہ ہلالیوں کے ساتھ چلے گئے اور برقہ اور جہات طرابلس میں ایک مدت تک مقیم رہے پھر جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ افریقہ چلے گئے اوراس عہد میں افریقہ اوراس کے گردونواح میں ان کے چار بطون تھے۔ زغب' ذیاب' حبیب اور عوف۔

زغب: زغب کی نسبت کے متعلق ابن کلبی کہتا ہے کہ وہ زغب بن نصر بن خفاف بن امرئ القیس بن بہنہ بن سُلیم ہے اور ابو محمد التیجانی جو رحامنہ میں تونسیوں کے مشائخ میں سے ہے کہتا ہے کہ وہ زغب بن ناصر بن خفاف بن جریر بن ملاک بن خفاف ہے اور اس کے خیال میں ابو ذیاب اور زغب الاصغر وہ لوگ ہیں اب جو افریقہ میں بنی سُلیم کے مقابل میں سے ہیں اور ابوالحسن بن سعید کہتا ہے کہ وہ زغب بن مالک بن بہنہ بن سُلیم ہے۔ جو حرمین کے درمیان تھے اور اب وہ افریقہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔

ذباب: اور ذباب بن مالک بن بہنہ کے نسب کو اللہ تعالیٰ ہی صحیح طور پر بہتر جانتا ہے اور ابن سعید اور التیجانی نے ان کو ایک دوسرے کے قریب بیان کیا ہے اور شاید یہ ایک ہی ہے اور ابن سعید نے ایک جدّ ساقط کر دیا ہے۔

حبیب: اور حبیب جو ہے وہ ابن بہنہ بن سُلیم ہے اور ان کے ٹھکانے ارض برقہ سے لے کر جو افریقہ کے نزدیک ہے۔ اسکندریہ کی جیت سے عقبہ صغیرہ تک ہیں۔ یہ وہاں پر اپنے بھائیوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے بعد اقامت پذیر ہوئے اور ان میں سب سے پہلے غرب کے حکمران بنوحمید بنے جو اجرابیہ اور اس کی جہات میں رہتے تھے اور وہ کئی تھے جنہیں حاجی ڈراتے اور شاخ کی طرف واپس آ جاتے اور ان کی خاصی تعداد تھی اور انہیں ہیبت میں عزت حاصل تھی۔ کیونکہ برقہ کی سر سبزی ایک چراگاہ بن گئی تھی اور ان کے مشرق میں عقبہ کبیرہ تک تیز رفتار اونٹنیاں اور جنگجو لوگ تھے اور سرداری بنی عزاز کے ان دونوں قبیلوں میں تھی جو عزت کے نام سے معروف تھے اور حبیب کے تمام قبائل طویل علاقے پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے شہروں کو برباد کر دیا اور اس میں ان کے اشیاخ کے سوا' کوئی مملکت اور حکومت باقی نہ رہی اور ان کی ملازمت میں بربری اور یہودی کاشتکاری اور تجارت کرتے تھے اور ان کے ساتھ رواحہ اور فزارہ کی قومیں بھی تھیں اور اس عہد میں اعراب' شیوخ میں سے برقہ میں ذوابوذویب نے بہت شہرت پائی لیکن مجھے اس کا نسب معلوم نہیں کہ وہ کن میں سے تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ العزۃ میں سے تھا اور کچھ اُسے بنی احمد میں سے کہتے ہیں اور کچھ اسے فزارہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہاں پر ان کی تعداد بہت قلیل تھی اور غلبہ حبیب کو حاصل تھا پس ان کے غیر کو سرداری کیسے مل سکتی تھی۔

عوف: اور عوف جو ہے وہ ابن بہنہ بن سُلیم ہے اور ان کے ٹھکانے وادی قابس سے ارض بونہ تک ہیں اور ان کے مرداس کے ساتھ دو عظیم حرم ہیں اور علاق کے دو بطن ہیں۔ بنو یحییٰ اور حصن اور شیخ الکعوب حمزہ بن عمرو غیرہ متاخرین کے اشعار میں بیان ہوا ہے اور یحییٰ اور علاق دو بھائی ہیں اور بنی یحییٰ کے تین بطون ہیں' حمیر اور دلاج' اور حمیر کے دو بطن ہیں۔ کروم اور ترحم اور ترحم سے الکعوب میں بنوکعب بن احمد بن ترحم اور حصن کے دو ہیں بنوملی اور حکیم اور ہم ان سب کے حالات بطن دار بیان کریں گے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہلالیوں کے پیچھے جاتے ہوئے یہ برقہ میں مقیم ہو گئے تھے اور جب قاضی ابو بکر بن العربی اور اس کے باپ کی کشتی ڈوب گئی تو وہ ان کے ہاں مہمان اترے اور بچ کر ساحل پر پہنچ گئے تو وہاں پر انہوں نے بنوکعب کو پایا تو وہ ان کا مہمان بنا اور جیسا کہ اس کے سفر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور ان کے شیخ نے اس کی عزت کی اور اس وقت طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات میں ابن غانیہ اور قراقش الغزق کی جنگ ہو رہی تھی۔ جیسا کہ ہم ان

کے حالات میں بیان کریں گے اور بنوسُلیم ان لوگوں میں شامل تھے۔ جو ان کے پاس جو بان العرب اور اوتاب القبائل سے جمع ہو گئے تھے۔ پس یہ گروہ در گروہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اور قراقش نے کعوب کے اسی آدمی قتل کر دیئے اور وہ برقہ کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے بطون سُلیم میں سے ریاح سے اور حمیر کے ویکل سے مدد طلب کی پس انہوں نے ان کی مدد کی۔ یہاں تک کہ علیا نہ اس جنگ کو قراقش اور اس کے بعد ابن غانیہ کے ہلاک ہونے کی جگہ لے آیا اور حفصی حکومت کو افریقہ میں بڑا رسوخ حاصل تھا اور جب قراقش ہلاک ہو گیا اور ابن غانیہ کی جنگ ابو محمد بن ابو حفص کے ساتھ شروع ہوگئی تو بنی سُلیم افریقہ کے حکمران ابو محمد کی طرف لوٹ آئے اور ابن غانیہ ریاح کے زواودہ میں تھا اور ان کا سردار مسعود البلط' مغرب سے بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے امیر ابوزکریا نے افریقہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تو یہ سب کی طرف لوٹ آئے اور داسفوف زواودہ کے ساتھ ہو گئے اور جب ابن غانیہ کی جڑ کٹ گئی تو اس نے ریاح کو افریقہ سے نکالنے کا عزم کر لیا۔ کیونکہ یہ وہاں پر فساد کرتے تھے پس وہ مرداس اور علاق کو لایا۔ یہ دونوں بنوعوف بن سُلیم کے بطون سے ہیں۔ جو سواحل اور قابس کے نواح میں رہتے ہیں اور اس لئے ان سے حسن سلوک کیا اور مرداس کی سرداری ان دنوں اولاد جامع میں تھی اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور اس کے بعد ہنان بن جابر بن جامع کو مل گئی اور علاق کی سرداری کعوب میں اس کے سردار ابن یعقوب بن کعب کی اولاد کو حاصل تھی اور ان کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت علاق کی سرداری المعز اور اس کے بیٹوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی اور اس کے پاس اس کے دادا کا جھنڈا بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ وہ ان کے خیال میں بنوکعب کا جد ہے۔ پس سلطان نے ان سے مدد طلب کی اور انہیں قیروان کے میدان میں اتارا اور انہیں انعام واکرام سے نوازا اور انہوں نے ریاح کے زواودہ سے منکب میں ڈھ بھیڑ کی حالانکہ اس سے قبل انہیں تمام بلادِ افریقہ پر تسلط حاصل تھا اور انہیں شیخ ابو محمد بن حفص کے زمانے میں محمد بن مسعود بن سلطان کی جاگیروں کے قلعات حاصل تھے۔ پس مرداس ایک سال اس کے پاس آیا۔ برے ارادے نے انہیں بدل کر رکھ دیا اور انہوں نے زواودہ کو اپنے تلول میں آسودہ حال دیکھا تو وہ بہت حریص ہو گئے اور اس آسودگی کو حاصل کرنے کی ٹھان لی اور ان سے جنگ کر کے ان پر غالب آ گئے اور زرق بن سلطان کو قتل کر دیا اور جنگ مسلسل جاری رہی پس جب امیر ابوزکریا ان کے پاس گیا تو اس نے ان کے ہاں تحریض کی وجہ سے قبولیت پائی پس یہ زواودہ کی جنگ کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور ان کے لئے تیاری کی اور ان کے اور ریاح کے درمیان بار بار جنگیں ہوئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ سے ان کے ٹھکانوں کی طرف نکال دیا جو اس عہد میں تلول قسطنطنیہ اور بجایہ سے الزاب اور اس کے مضافات تک ہیں۔ پھر انہوں نے جنگ کے ہتھیار اتار دیئے اور سب نے وہاں اپنا وطن بنا لیا۔ جہاں ان کی قوم نے انہیں جگہ دی اور بنوعوف افریقہ کے دیگر علاقوں پر قابض ہو گئے اور سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور عطیات کے رجسٹر میں ان کے نام ثبت کر لئے اور ملک میں سے کوئی چیز بطور جاگیر نہ دی اور ان میں سے دوستی کے لئے اولادِ جامع اور اس کی قوم کو مختص کیا اور وہ بھی اس کے ساتھ مخلص تھے اور افریقہ کے نواح میں زواودہ اور ریاح پر اس کے غلبہ اور انہیں وہاں سے الزاب اور بجایہ اور قسطنطنیہ کے مضافات کی طرف

نکال باہر کرنے کی تدبیر مکمل ہوگی اور لمبا زمانہ حکومت کی اور حکومت اور الغفیرہ کے بارے میں ان کے حالات بند اور فیصلہ میں تبدیلی آ گئی اور سلطان نے ابن علاق کے ساتھ ان کا فساد کروا دیا اور فتنہ پیدا ہو گیا اور حکومت میں اولادِ جامع کا جو مقام تھا اس سے مرداس کا شیخ عنان بن جابر ناراض ہو گیا اور غصے ہو کر ان کے پاس سے چلا گیا اور اپنی چراگاہوں کی متلاشی مرداسی جماعت اور ان کے دوستوں کے ساتھ بلادِ ریاح میں مغرب کے نواح میں زاغر اور اس کے قریبی علاقوں میں اقامت پذیر ہو گیا اور حاکم افریقہ کے مخلص دوست ابوعبداللہ بن ابوالحسن نے اسے اس کے فعل پر سرزنش کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے مصر یہ میں لمبے بیابانوں کو قطع کیا اور جنگل کو چڑھتے ڈھلتے طے کیا۔ وہ غفلی اور سواحر کے درمیان بقیہ پانی کو بھول گئے ہیں کیا اس میں موسلا دھار بارشیں چمکی ہیں''۔

تو عنان نے اس کے جواب میں کہا:

''میرے دو دوستوں سلعے اور حاجر کے درمیان ہو جتنا بیج میں تیز رفتار اور لاغر اونٹنیاں پر آ ؤ''۔

پھر وہ مراکش میں خلیفہ سعید بن عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور اُسے افریقہ اور آلِ ابی حفص کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا اور راستے ہی میں مر گیا اور ''سلا'' مقام پر دفن ہوا اور النضرۃ کے درمیان مرداس کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ امیر ابوزکریا فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر بادشاہ بنا اور کعوب' سلطان سے اپنی قوم کے متعلق عہد لینے کی وجہ سے غالب آ گئے اور اس کے عہد میں ان کا سردار عبداللہ بن شیخہ تھا۔ پس اس نے مرداس کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی اور ابو جامع اس کی چغلی کو پہنچانے والا تھا اور دیگر علاقے اس کے خلاف جتھ بند ہو گئے اور انہوں نے مرداسیوں سے جنگ کی اور ان کے اوطان میں ان پر غالب آ گئے اور انہیں افریقہ سے نکال دیا اور جنگل کی طرف چلے گئے اور آج کل بھی وہ صحرا نشین ہی ہیں اور الرمل کی طرف آ کر تلول کی اطراف سے سُلیم باریاح کے احکام کے تحت غلہ حاصل کرتے ہیں اور مرابع کعوب کے ایام میں اور تلول میں ٹھہرنے کے دنوں میں قسنطنیہ کے نواح میں ان کا خصوصی تسلط ہوتا ہے اور جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف جاتے ہیں تو مرداس کے قبیلے دور دراز کے ویرانے میں بھاگ جاتے ہیں اور معاہدہ کر کے ان سے مل جل جاتے ہیں اور انہوں نے نوزا' نفطہ اور بلاد قصطیلہ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے جو وہ انہیں ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے عوف کی سرداری میں مرداس' حصین' ریاح اور رولاج کے دیگر بطون میں مضبوط ہو گی اور حکومت کے نزدیک ان کی شان بلند ہو گئی اور وہ دیگر بنی سُلیم بن منصور سے معزز ہو گئے اور انکی سردار یعقوب بن کعب کی اولاد میں قائم ہو گئی اور وہ بنوشیخہ بنوطاہر اور بنوعلی ہیں اور شیخہ بن یعقوب کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے عبداللہ کو تقدم حاصل ہے پھر اس کے بھائی ابراہیم کو' پھر عبدالرحمٰن کو جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا اور بنوعلی سرداری میں ان کی مدد کرتے تھے اور ان میں سے بنوکثیر بن یزید بن علی بھی تھے اور کعب ان کے درمیان الحاج کے نام سے معروف تھا۔ کیونکہ اس نے حج کا فرض ادا کیا اور سلطان المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھی شیخ الموحدین ابوسعید العود الرطب کے ساتھ تھے اور جنہوں نے اُسے جاہ و ثروت دی تھی اور سلطان نے اُسے چار بستیاں بطور جاگیر دیں جو اس نے اپنے بیٹے کو دے دیں۔ جو صفاقس' افریقہ اور الجرید کی جانب تھیں اور اس کے سات بیٹے تھے۔ جن میں سے چار راجز' ماضی' علی اور محمد ایک ماں سے تھے اور تین برید' برکات اور عبدالغنی ایک ماں سے تھے پس احمد نے اولادِ شیخہ

سے کعوب پر سرداری کرنے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا اور سلطان ابواسحاق سے رابطہ کر لیا اور انہیں اس بات کی وجہ سے ناراض کر دیا پس وہ داعی کے ظہور کے وقت اس کے ساتھ مل گئے۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور احمد فوت ہو گیا اور سرداری اس کی اولاد میں قائم رہی اور اس کے لڑکوں کی ایک جماعت تھی اور بنو قاسم کی ایک عورت عرفہ سے ابواللیل اور ابوالفضل تھے اور حکمیہ سے قائد' عبید' مندیل' عبدالکریم السری' کلیب جھد الملک اور عبدالعزیز تھے اور جب احمد فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی حکومت ابوالفضل نے سنبھالی اور اس کے بعد اس کے بھائی ابواللیل بن احمد نے اور احمد کے بیٹوں کی سرداری ان کی قوم پر غالب آ گئی اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے تمام بیٹوں سے تالف کیا اور اس عہد تک ان کے درمیان چودہراہٹ کرتے رہے اور جب دعی بن ابی عمارہ کا معاملہ ہوا تو فضل بن یحییٰ مخلوع مایوس ہو گیا اور سلطان ابواسحاق پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا ذکر کریں گے اور ابوحفص اور اس کا چھوٹا بھائی قلعہ سنان میں گئے جو افریقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے اور ابواللیل بن احمد کو اس کے بچانے اور اس کی حکومت کے قیام میں بہت اثر ورسوخ حاصل تھا۔ پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور جب اللہ نے اسے دعی کے مقابلہ میں حکومت دی تو اس نے اس کی سرداری کو اس کی قوم پر مستحکم کر دیا۔ پس ابواللیل نے اچھی طرح ان کی حکومت کو تیار کیا اور منکب میں اولاد شیخہ سے مڈبھیڑ کی اور ان کے آخری آدمی عبدالرحمٰن بن شیخہ کو بجایہ میں جا ملا جب امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحاق نے اس کے چچا سلطان ابو حفص کی سلطنت سے اسے جاگیر دی پس وہ کمک طلب کرتے ہوئے اور تونس کی حکومت کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا اس سے اس کا مقصد اپنی سرداری کو بڑھانا تھا۔ مگر وہ اپنے ارادے کی تکمیل سے قبل ہی مر گیا اور بجایہ میں دفن ہوا اور اس کے مرنے کے ساتھ ہی اولاد شیخہ کی سرداری کا خاتمہ ہو گیا۔

اور کعوب میں ابواللیل سرداری کے لئے مختص ہو گیا اور اس کے اور سلطان ابوحفص کے درمیان خوف کی فضا پیدا ہو گئی۔ تو اس نے اپنی جگہ کعوب پر' محمد بن عبدالرحمٰن بن شیخہ کو مقدم کیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے احمد نے اس کی سرداری سنبھالی اور اس کی سرداری قائم رہی اور سلطان ابوعصید نے اُسے ہٹا دیا تو وہ اس کے قید خانے ہی میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بھائی عمر بن ابواللیل حکمران بنا اور اس کے ساتھ ہراج ابن عبید بن احمد بن کعب نے جنگ کی یہاں تک کہ ہراج ہلاک ہو گیا جیسا ہم بیان کریں گے اور جب عمر ہلاک ہو گیا۔ تو اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی احمد بن ابواللیل نے سنبھالی اور اس نے مولاہم اور حمزہ کی جو اس کے بھائی عمر کا بیٹا تھا اور عمر ایک کمزور اور عاجز آدمی تھا۔ پس مہلہل کے لڑکوں نے اپنے عمزاد قاسم سے جھگڑا کیا اور وہ محمد' مسکیا' مرغم' طلب اور عون تھے۔ جو دوسرے لوگوں میں شامل تھے۔ ان کے نام مجھے یاد نہیں رہے۔ پس انہوں نے لوگوں کو یہ تربیت دی کہ ان کی قوم پر کسی کو خصوصیت حاصل نہیں اور ابواللیل کے بیٹے محمد سے کشاکش رکھی اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے۔

ہراج: اور جب ہراج بن عبید بن احمد کا ظہور ہوا اور اس کا کینہ اور سرکشی بڑھ گئی اور اس کا بہت برا اثر پڑا تو عوام کے سینوں میں اس کے متعلق جوش پیدا ہو گیا۔ پس وہ ۷۰۵ھ میں تونس چلا گیا اور جمعہ کے روز مسجد میں موزے پہن کر داخل ہو گیا۔ تو لوگوں نے موزے پہن کر مسجد میں آنے پر بُرا منایا اور اُسے بعض نمازیوں نے بھی اس بارے میں کہا تو اس نے جواب دیا کہ

میں موزوں کے ساتھ سلطان کے قالین پر چلا جاتا ہوں پس میں انہیں جامع مسجد میں پہن کر کیوں نہیں آسکتا پس لوگوں کو یہ بات گراں گزری تو انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر کے اسے مسجد میں قتل کر دیا اور اپنے فعل سے حکومت کو راضی کر دیا اور اس کا یہ واقعہ مشہور ہے اور اس کے بعد سلطان نے اس کے بھائی کیسان اور اس کے عم زاد شبل بن مندیل بن احمد کو قتل کر دیا اور کعوب کی سرداری محمد بن ابی لیلیٰ کے مرید اور ہراج بن عبید مولاہم اور حمزہ' عمر کے بیٹوں نے سنبھالی اور صحرا کی سرداری اور بنو سُلیم افریقہ میں اپنے عم زادوں مہلہل بن قاسم اور ان کے امثال سے مزاحمت کے لئے مخصوص ہو گئی اور مخول ان کے علاوہ تھے اور ۷۰۷ھ میں احمد بن ابو اللیل اور اس کے بھائی کا بیٹا سلطان کے باغی ہو گئے اور عثمان بن ابو دبوس نے اسے اس کی جگہ وطن ذباب سے بلایا پس وہ اس کے پاس آیا اور وہ اسے تونس پر چڑھا لایا اور اس نے کدیۃ العفرہ کے باہر پڑاؤ کیا اور وزیر ابوعبداللہ بن برزیکن ان کے مقابلہ میں نکلا پس اس نے انہیں شکست دی اور احمد بن ابو اللیل کو خادم بنایا پھر اسے گرفتار کر کے تونس میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد ۷۰۸ھ میں مولاہم ابن عمر گیا۔ تو اسے بھی اس کے ساتھ قید کر دیا اور اس کا بھائی حمزہ' امیر ابوالبقا' خالد بن امیر زکریا جو افریقہ کی مغربی سرحد کا حکمران تھا کے پاس سلطان ابو عصید کی وفات کے وقت گیا اور اس کے ساتھ ابوعلی بن کثیر' یعقوب بن فرس اور بنی سُلیم کے شیوخ بھی تھے اور انہوں نے ابوالبقا کو الحضرۃ کی حکومت کے بارے میں رغبت دلائی اور وہ اس کی صحبت میں آ گئے اور اس نے اس کے بھائی مولاہم کو تونس میں سلطان کے داخلہ کے وقت ۷۱۰ھ میں رہا کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات بیان کریں گے۔ پھر حمزہ' سلطان' ابو یحییٰ زکریا ابن اللحیانی سے ملا اور اس نے اس پر مسلسل احسانات کئے۔ پس اس نے اُسے دیگر عربوں پر فوقیت دے دی یہاں تک کہ اس کے بھائی نے اس پر حسد کیا اور سلطان کے پاس چلا گیا اور الحضرۃ اور دیگر بلاد افریقہ پر اس کے قبضہ کے بعد ۷۱۳ھ میں بجایہ کا حاکم بن گیا پس سلطان نے اسے اپنی حکومت کے لئے چن لیا اور حمزہ نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ اس کے قرابت داروں کو یکے بعد دیگرے اس کے پاس لے آیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس کے بھائی نے سلطان کی خیر خواہی میں فریب کاری کی اور حمزہ نے اس کام میں اُس کی مدد کی اور اس کی خیانت کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان نے اسے اور اس کے بیٹے منصور اور اس کے زبیب زغدان کو پکڑ لیا اور مغرار بن محمد بن ابواللیل نے سلطان کے پاس اپنے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد اور احمد بن عبدالواحد اور ابوعبید اور ابو ہلال بن محمود بن فاداور ناجی بن ابی علی بن کنز اور محمد بن مسکین اور ابو زید بن عمر بن یعقوب اور ہوارہ سے فیصل بن زغراع کی چغلی کھائی تو انہیں اس وقت ۷۲۲ھ میں قتل کر دیا گیا اور ان کے اعضاء حمزہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ تو اس کے غصے میں اضافہ ہو گیا اور وہ ابوتاشفین سے لغمر اسن کے عہد میں تلمسان کی فوجوں کے ساتھ ملا اور اس کے ساتھ محمد بن سلطان لحیانی بھی تھا جو ابوضربہ کے نام سے مشہور ہے' اس نے اُسے حکومت کا سربراہ مقرر کیا اور ابوتاشفین نے انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یہ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے گئے پس سلطان ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں برغیش نے شکست دی اور اس کے بعد ہمیشہ ہی وہ سلطان ابو یحییٰ کے پاس بہت حفصی کے اعیاص سے تربیت یافتہ آدمی لاتا رہا اور ابوتاشفین حاکم تلمسان زناتہ کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا رہا اور ان کے درمیان کئی دفعہ جنگیں ہوئیں۔ جو برابر رہیں۔ جیسا کہ ہم اس کی جگہ پر اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم جو بنی

مرین میں سے تھے تلمسان اور غرب اوسط پر ۷۳۷ھ میں غالب آ گئے اور انہوں نے بنی عبدالواد اور دیگر زناتہ قصی حمزہ کا جنگ کے آغاز سے تعاقب کیا اور وہ جنگ میں ناکام ہو کر سلطان ابو یحییٰ نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور اس کے جرائم اسے معاف کر دیئے اور اُسے خاص مقام دیا پس اس نے اس کی بہت خیر خواہی کی اور اس کے سالار محمد بن عبدالحکیم نے افریقہ کی طرف بڑھنے میں اس کی مدد کی اور صحرائی اعراب غالب آ گئے اور حکومت کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور حمزہ ۷۴۰ھ میں ابوعون نصر بن ابی علی عبدالسلام کے ہاتھوں جو کیتر بن زید کی اولاد سے تھا' مارا گیا اور اس کا ذکر قبل ازیں بنی علی میں بیان ہو چکا ہے جو بنی کعب کے بطون میں سے ہے۔ ایک جنگ میں اسے نیزہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عمر نے قشتقبقہ فیتیہ کی مدد سے ان کی حکومت سنبھالی۔ لیکن ابواللیل دیگر بھائیوں اور القرابہ پر غالب آ گیا اور وہ بنی کعب اور دیگر بنی یحییٰ کا اکیلا ہی حکمران بن بیٹھا اور اس کے ہمسر بنو مہلہل اس سے حسد کرتے تھے اور اس سے حکومت لینے کے خواہاں تھے اور معن بن مطاعن فزاری جو اس کے باپ کا وزیر تھا۔ حکومت میں اس کا مددگار تھا اور انہوں نے اپنے باپ حمزہ کی فوتیدگی کے بعد سلطان کے خلاف خروج کیا اور اتہام لگایا کہ ابوعون کو انہوں نے قتل کیا ہے دراصل یہ کام حکومت کی امداد سے ہوا تھا۔ پس انہوں نے تونس سے مقابلہ کیا اور اس کے محاصرہ کے لئے اولاد مہلہل اور ان کے امثال کو اکٹھا کر لیا۔ پھر اختلاف کر کے ملک سے کوچ کر گئے اور طالب بن مہلہل اور اس کی قوم سلطان کی طرف چلے گئے اور یہ ان کے تعاقب میں چل پڑا اور قیروان میں ان پر حملہ کر دیا اور ان کے سردار اس کے بیٹے امیر ابوالعباس کے پاس اس کے محل میں گئے جو اس کے بیٹے کے خلاف خروج کرنے میں اُسے شامل کرتے تھے اور ان میں ان کا وزیر معن بن مطاعن بھی تھا۔ پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور باقی لوگ بھاگ گئے اور دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ضمانت دی۔

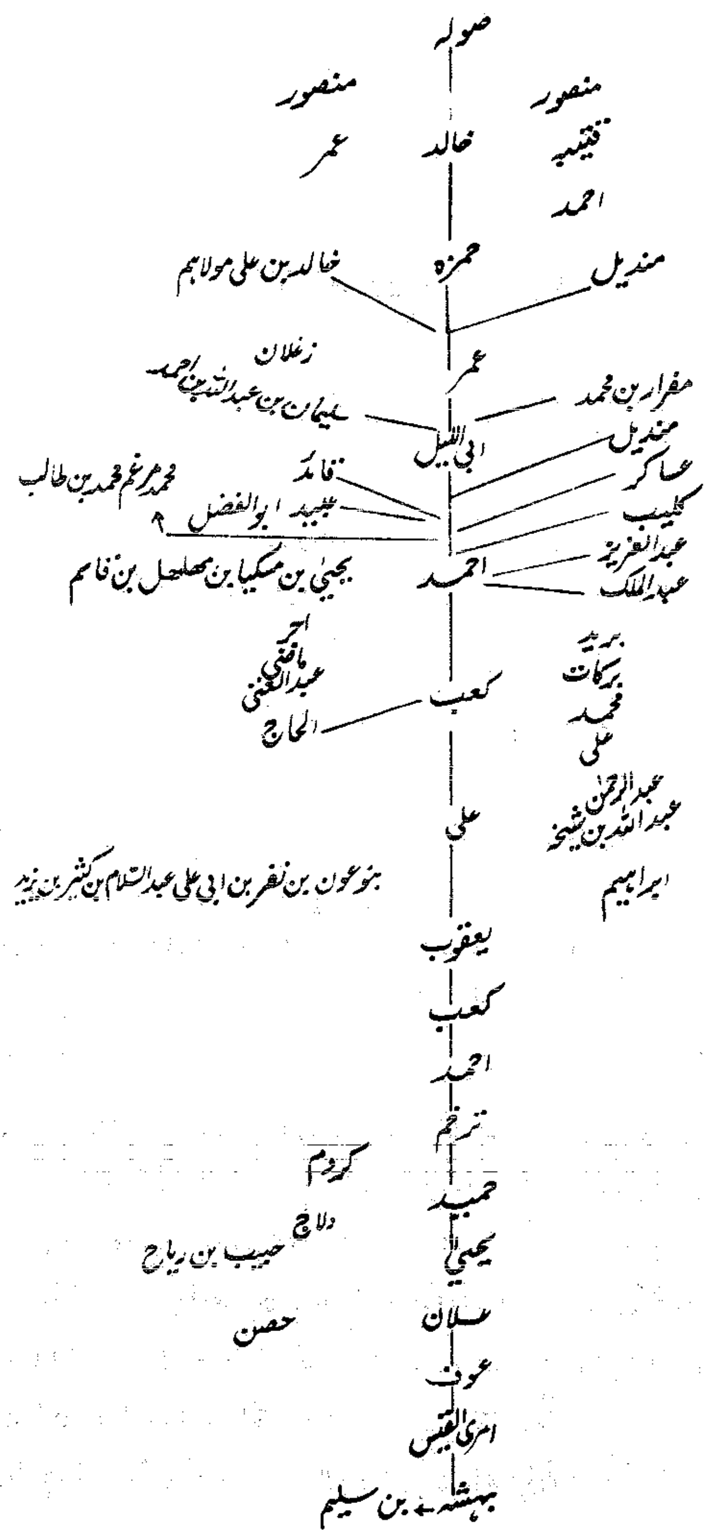
<u>سُلطان ابو یحییٰ</u>: اور جب سلطان ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے عمر نے حکومت سنبھالی تو یہ اس سے منحرف ہو گئے اور اس کے بھائی ابوالعباس کی مدد کی جو الجرید کا حاکم اور ولی عہد تھا۔ اپنے سواروں کے ساتھ اس کے ساتھ تونس کی طرف جنگ کرنے گئے پس ابوالعباس تونس میں داخل ہوا تو اس کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح ان کو مدد دی۔ اور خالد افریقہ سے حکومت کے سرکردہ لوگوں پر مشتمل ایک وفد لے کر حاکم مغرب سلطان ابوالحسن کے پاس گیا اور جب وہ ملک پر قابض ہو گیا تو اس نے راستوں پر فساد کرنے اور ٹیکس لینے سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور وہ شہر بھی ان سے چھین لئے جو ان کے ہاتھوں میں بطور جاگیر کے تھے اور ان کو بلادِ مغربِ اقصیٰ کے معقلیوں اور زغبیوں کے اعراب کے ساتھ ملا دیا پس انہیں اس کا یہ دباؤ گراں گزرا اور بگڑ بیٹھے اور اُسے بھی ان کے متعلق بدظنی ہو گئی اور مفسدین اپنے جنگلوں سے اطراف پر حملے کرنے لگے پس اس نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی اور تونس میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین اور خلیفہ بن ابی زید جو حلیم کے شیوخ میں سے تھا اس کے پاس گئے اور ان کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی کہ انہوں نے بنو ابو حفص میں سے اولاد کیانی کے بعض اعیاض کو داخل کیا ہے جیسا کہ اس کے سفر میں بیان ہوا ہے اور ہم اُسے اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ پس اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی اطلاع قبیلے میں پہنچ گئی پس انہوں نے قشطیلہ اور برید میں جنگ شروع کر دی اور برنابی میں آل عبدالمومن کے بقیہ لوگوں پر جو ابوالعباس ادریس کی اولاد تھے غالب آ گئے

جس کا لقب ابوادریس تھا اور مراکش میں ان کا آخری خلیفہ تھا اور مغرب پر اس کا غلبہ تھا اور اس کا نام احمد بن عثمان بن ادریس تھا۔ پس انہوں نے اُسے خلیفہ مقرر کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس پر متفق ہو گئے اور ان کے ساتھ ان کا چچا مہلہل کے بیٹوں نے جنگ شروع کر دی اور وہ مدت کا جویاں تھا اور اس کا بیٹا محمد ان میں اس کا جانشین بنا پس اس نے اپنی قوم سے مدد مانگی اور تمام لوگوں نے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے میں اس سے اتفاق کیا اور سلطان ابوالحسن تونس سے ۹ ۴۷ ھ کے آغاز میں ان کے مقابلہ میں گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ قیروان میں اترا اور انہوں نے پھر اس سے جنگ کی اور اس کی جمعیت کو منتشر کر دیا اور اس کے اور ان کے کپڑوں سے اپنے تھیلے بھر لئے اور سلطان کی شوکت ختم کر دی اور اس کی حکومت کی دھار کند کر دی اور زناتہ کی پوزیشن گر گئی اور قومیں ان پر غالب آ گئیں اور ابواللیل بن حمزہ فوت ہو گیا اور عمر اپنے بھائیوں کے مقابلہ سے عاجز آ گیا اور اس کا بھائی خالد سرداری کے لئے مختص ہو گیا۔ پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی منصور مخصوص ہو گیا اور سلطان ابواسحاق بن سلطان ابویحییٰ پر حاکم تونس غالب آ گیا اور عربوں کے ہاتھ الضاحیہ پر پھیل گئے اور حکومت نے انہیں جاگیریں دیں یہاں تک کہ وہ الضاحیہ پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو شہروں کے خراج اور صحرا اور سبزہ زاروں کی جاگیروں اور تلول اور جرید سے حصہ دیا اور وہ حکومت کے اعیاص کے درمیان انگیخت کرنے لگے اور انہیں الحضرۃ میں چڑھائی کے لئے لائے گئے کیونکہ وہ انہیں حکومت کا مزہ نہیں چکھنے دیتے تھے اور سلطان انہیں ان کے ہمسروں اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کے مقابلہ میں بھیجتا اور اس کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے درمیان جنگ کروا دیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے اور خوف اور بھوک کے دکھ سے نجات دینے اور موت کی ظلمتوں سے نور استقامت کی طرف کا ارادہ کیا اور سلطان امیر المومنین ابوالعباس احمد ایدہ اللہ کو خلافت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ پس اس نے الحضرہ کے لوگوں کو بھیجا پس وہ اس کے دارالامارت سے جو مغربی سرحد پر تھا۔ چل پڑے اور صحرائی لوگوں کا امیر اور منصور بن حمزہ اس کے پاس آئے یہ ۱۷۷ھ کا واقعہ ہے۔ جب سلطان ابواسحاق فوت ہوا جو الحضرۃ کا حاکم اور خلافت و جماعت کے عصا کا مالک تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے خالد نے حکومت سنبھالی اور افریقہ کی طرف گیا اور تونس میں زبردستی داخل ہو گیا اور الحضرۃ پر دو سال بعد غالب آ گیا اور اس نے عربوں پر غالب آنے کی وجہ سے اپنی دھار کو تیز کر لیا اور ان کے ہاتھوں کے مفاسد سے روک دیا پس منصور کو حکومت سے نفرت پیدا ہو گئی اور امیر ابویحییٰ زکریا بن سلطان نے ان کے جد اکبر ابن یحییٰ کو جو عربوں میں کئی سال سے رہ رہا تھا امیر مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم حکومت کے حالات میں سب باتوں کو بیان کریں گے اور ۳۸۷ھ میں اُسے تونس پر چڑھا لایا مگر تونس فتح نہ ہو سکا اور انہیں کچھ بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی اور منصور نے اپنی حالت کا ذکر سلطان سے کیا اور خیر خواہی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا اور اس کا قبیلہ اس کے بُرے کنٹرول اور حسد کی وجہ سے اس سے تنگ پڑ چکا تھا پس اس کے بھائی ابواللیل کا بیٹا محمد اس کے پاس گیا اور اُسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور وہ اسی روز ۵۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور اس کے بعد ان کی حکومت اس کے بھتیجے صولہ بن خالد بن حمزہ نے سنبھالی اور اس کی مدد ابن عمر کی اولاد کرتی تھی۔ پس اس نے سلطان کی خدمت اور خیر خواہی کی کچھ کوشش کی مگر پھر نافرمانی اختیار کی اور اختلاف کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور مسلسل تین دفعہ اس کا یہ حال ہوا اور سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو ان

کے ہمسروں اولادِ مہلہل پر فتح دلائی اوران کی سرداری محمد بن طالب کے لئے تھی۔ پس صحرا کی سرداری ان کے پاس واپس آ گئی اوراس نے انہیں منبع عطا کا اختیار دے دیا اور عربوں پران کے رتبوں کو بلند کر دیا اورابن عمر ابواللیل کی اولاد بھی اس کے ساتھ آملی اور دیگر ایام میں اولادِ حمزہ اختلاف میں لگی رہی اور ۸۰ھ میں سلطان بلاد جرید کی طرف گیا تا کہ بہلا پھسلا کر ان کے سرداروں کے سامنے پیشکش کرے اورانہیں اطاعت کا راستہ اختیار کرنے پرآمادہ کرے۔ پس وہ لوگ ان رؤسا کی مدد اور شرائط کے مطابق اسے وہاں سے ہٹانے لگ گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس عرب کے دومان اور صحرا کے ذیاب سے فوجیں واپس آ گئیں اور وہ ان سب پر غالب آ گیا اوراس نے انہیں اس کے اطراف سے نکال باہر کیا اور یہ ان رؤسا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کامیاب ہو گیا اوران میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہو گئے یہ ان کے ذخائر اور محلات پر قابض ہو گیا اوراس نے اولادِ حمزہ اوران کے حلیفوں کو حکیم المفر سے باہر نکال دیا اور وہ مغرب کی جیت سے اپنے ملک کی سرحدوں کو پار کر گئے اور فساد کے بعد معتزز ہو گئے اور بندوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے اوران عربوں کو اقتدار اور حکومت پر ایسا غلبہ حاصل تھا کہ اس تک کوئی غلبہ نہ پہنچ سکتا اوران کی طبیعت میں بڑی نخوت اور تکبر تھا کیونکہ وہ عہد اول سے واقف نہ تھے اور نہ ہی وہ صدقات دے کر عہد اول سے مقابلہ کر سکتے تھے ہاں بنی اُمیہ کی حکومت میں عرب' عصبیت کی وجہ سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے اس کی شہادت مرتدین اوران کے حلیفوں کے واقعات سے ملتی ہے۔ جو وہ اپنے امثال کے ساتھ روا رکھتے تھے حالانکہ اس عہد میں صدقہ' سختی اور عزت کے ساتھ حق کا خواہاں تھا اوراس کے دینے میں زیادہ حقارت اور مذلت نہیں تھی اور بنوعباس کے زمانے میں جب حکومت مضبوط ہو گئی اور جتھے داروں پر سختی کی جانے لگی۔ تو اس کا مقصد انہیں بلادِ نجد اور تہامہ اوران کے درے سے بیاباں میں بھجوانا تھا اور عبیدیوں کے زمانے میں حکومت کو ضرورت تھی کہ وہ انہیں اس جنگ کی طرف مائل کرے جو ان کے اور بنوعباس کے درمیان جاری تھی اور جب وہ اس کے بعد برقہ اور افریقہ کے علاقوں کی طرف گئے تو وہ حکومت کی پناہ میں کھلے پھرتے تھے اور جب بنوابوحفص نے انہیں انتخاب کیا۔ تو وہ ذلت اور رسوائی میں ان کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ زناتہ کے ابوالحسن اوراس کی قوم سے قیروان میں ان کی جنگ ہوئی۔ تو وہ دوسرے عربوں کے لئے مغرب کی حکومتوں کے مقابلہ میں عزت کے راستہ پر چلے۔ پس معقل اور زغبہ نے زناتہ کے بادشاہوں پر ظلم کیا اور مار کھانے کے بعد ان کی تلاش میں حد سے بڑھ گئے تا کہ غالب آنے والوں کو اس قسم کی زیادتی سے روک سکیں۔

واللّٰہ مالک

شجرۂ نسب


صولہ
منصور
منصور
قتیبہ
احمد
خالد
عمر
حمزہ
مندیل
خالد بن علی مولاہم
عمر
زغلان
سلیمان بن عبداللہ بن احمد
مفرار بن محمد
ابی اللیل
مندیل
عساکر
قائد
عبید ابوالفضل
محمد مرغم محمد بن طالب
کلیب
عبدالعزیز
احمد
عبدالملک
یحییٰ بن مسکیا بن مهلهل بن قاسم
کعب
احمد
قاضی
عبدالغنی
الحاج
بریر
برکات
محمد
علی
عبدالرحمٰن
عبداللہ بن شیخ
علی
ابراہیم
بنو عون بن نصر بن ابی علی عبدالسلام بن کثیر بن یزید
یعقوب
کعب
احمد
ترجم
کروم
حمید
دلاج
حبیب بن ریاح
یحییٰ
علان
حصن
عوف
امری القیس
بہثہ بن سلیم

باب : ۱۱

قاسم بن مرا ابن احمد

سُلیم کے عالم بالسنّہ قاسم بن مرا کے حالات اوراس کا انجام اور گردشِ احوال

یہ شخص کعوب میں سے احمد بن کعب کی اولاد میں سے تھا اوراس کا نام قاسم بن مرا بن احمد تھا اور یہ ان میں عابد و زاہد تھا اور یہ اپنے دور کے شیخ العلماء ابو یوسف الدھانی سے قیروان میں ملا اوراس سے علم حاصل کیا اوراس کی صحبت اختیار کی اور پھر اپنی قوم میں اپنے شیخ کے طریق کے مطابق تقویٰ اور سنت کی مقدور بھر پابندی کرتا ہوا چلا گیا اوراس نے عربوں کی حالت کو دیکھا کہ وہ راستوں میں فساد اور بغاوت کرتے ہیں۔ تو اس نے ان میں بُری باتوں سے روکنے اور سنت کے قائم کی ٹھان لی اوراس نے اپنے خاندان کو جو اولادِ احمد میں سے تھا۔ اس طرف دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس بارے میں جنگ کریں۔ پس اولاد ابو اللیل نے جواس کے راز دار تھے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے یہ مطالبہ نہ کرے۔ مبادا وہ اس کی عداوت پر آمادہ ہو جائیں اوراس کا کام خراب ہو جائے اورانہوں نے اُسے کہا کہ وہ یہ مطالبہ سُلیم کے دیگر لوگوں سے کرے اور وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں خاص طور پر اس کے محافظ ہوں گے جو اس پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ پس صحرا میں سے مختلف قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جو اس کے طریق پر چلتے اوراس کی پیروی کرتے اوراس کے ساتھ رہتے تھے اوران کا نام جنادہ تھا اوراس نے قیروان اور آس پاس کے بلادِ ساحل میں راستوں کی اصلاح کی دعوت کا آغاز کیا۔ اور اسے جس قزاق کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ راستوں میں ڈاکے ڈالتا ہے وہ اسے قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کرتا اوراس نے مشہور قزاقوں کے ساتھ جنگ کی اوران کے اموال اور خون کو مباح قرار دیا یہاں تک کہ اس نے تمام قزاقوں کو اچھی طرح بھگا دیا اوراس وجہ سے آل حصن پر اس کا بول بالا ہو گیا اورافریقہ میں تونس' قیروان اور بلاد الجرید کے درمیان راستے ٹھیک ہو گئے اوراس کی قوم نے اس کی عداوت پر پکا کر لیا اور بنو مہلہل قاسم بن احمد کے بعض آدمیوں نے سلطان تونس امیر بن حفص کو مشورہ دیا کہ اس آدمی کی دعوت' حکومت اور جماعت کے لئے بے عزتی کا باعث ہے مگر اس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اوران کو ان کے حال پر چھوڑ دیا پس وہ اس کے ہاں سے اس کے قتل کے ارادہ سے نکلے اورایک روز اسے اپنے دستور کے مطابق اپنے کاموں میں مشورہ کے لئے بلایا اوراس کے ساتھ اپنی قوم کے صحن میں کھڑے ہو گئے پھر وہ اس سے

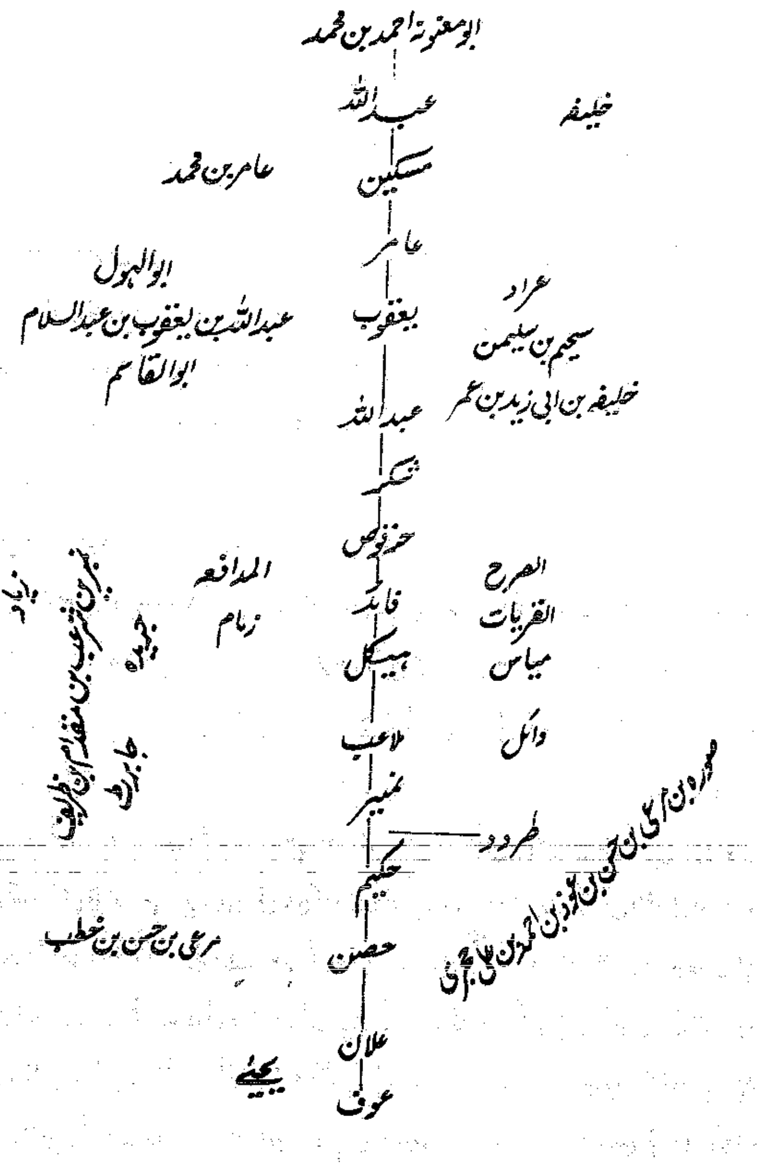
الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے اور اُسے پیچھے سے محمد بن مہلہل نے جو ابوغرتیین کے لقب سے مشہور تھا۔ نیزہ مار دیا اور وہ قتل ہو کر منہ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا اور اولادِ ابواللّیل نے غصّہ میں آ کر اس کے خون کا بدلہ طلب کیا تو اس دن سے بنوکعب کے قبائل میں افتراق پیدا ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں متحد تھے اور اس کے بعد اس کا بیٹا اس کے طریق پر چلا یہاں تک کہ وہ بھی ۷۰۶ھ میں آل حصن کے ایک جوان کے ہاتھوں مارا گیا اور بنوابواللّیل مسلسل قاسم بن مرا کے خون کا بدلہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں عمر بن ابواللّیل کے بیٹے حمزہ اور مولا ہم ظاہر ہوئے اور انہیں اپنے قبیلوں کی سرداری مل گئی اور ایک روز اولادِ مہلہل بن قاسم نے جنگل میں اپنے سرمائی مقام پر حمزہ اور مولا ہم کے بارے میں اجتماع کیا اور ان کے چچا قاسم بن مرا کے بیٹے شاق نے ان سب کو دھوکے سے قتل کرنے کی ٹھان لی اور ان میں سے طالب بن مہلہل کے سوا کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ ان کے ساتھ موجود نہیں تھا۔ اس دن سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ میں اضافہ ہو گیا اور بنی سُلیم کے قبائل منقسم ہو گئے اور حکومت کی اطاعت اور اختلاف میں ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے اور وہ اس وقت تک اسی ڈگر پر قائم ہیں اور آج کل بنومہلہل کی سرداری محمد بن طالب بن مہلہل اور اس کے بھائی یحییٰ کو حاصل ہے۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیھا و ھو خیر الوارثین.

بنوحصن بن علاق

بنوحصن بطون علاق میں سے ہیں اور حصن یحییٰ بن علاق کا بھائی ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور یہ بھی دوبطن ہیں۔ بنوعلی اور حکیم اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیم، حصن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی گود میں پرورش پا کر اس کی طرف منسوب ہو گیا ہے اور حکیم کے کئی بطن ہیں جن میں سے بنوظریف بن حکیم بھی ہیں جو عائر شلہ عبہ نصیر حبر بن مقدام بن ظریف اور زیاد بن ظریف کی اولاد ہیں اور ان میں سے بنووائل بن حکیم اور بنوطرود بن حکیم بھی ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طرود سُلیم کا قبیلہ نہیں بلکہ وہ منبس سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہلال بن عامر کا ایک بطن ہے اور کہتے ہیں کہ ان میں سے زید العجاج بن فاضل بھی ہے جس کا ہلال کے جوانوں میں ذکر آتا ہے اور طرود کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ بنی فہم بن عمر بن قیس بن عیلان بن عدوان میں سے ہیں اور انہی میں شمار ہوتے ہیں اور طرود الالاج کے حلیف تھے پھر انہوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور آل ملاعب کے حلیف بن گئے اور حکیم کے بطون میں سے آل حسین نوال، مقعد اور الجمیعات بھی ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا نسب کیسے متصل ہوتا ہے اور ان میں سے بنونمیر بن حکیم بھی ہیں اور نمیر کے دوبطن ہیں۔ ملاعب اور احمد اور احمد میں سے بنومحمد اور بطین ہیں اور ملاعب میں سے بنوہیکل بن ملاعب ہیں اور وہ اولادِ زمام اور الفریات اور اولادِ مياس اور اولادِ فائد ہیں اور اولادِ فائد میں سے العرج، المدافعت اور اولادِ یعقوب بن عبداللہ بن کثیر بن حرقوص بن فائد ہیں اور حکیم اور اس کے دیگر بطون کی سرداری انہی کے پاس ہے اور حکیم کے ٹھکانے اس عہد میں سوسہ اور اجم کے درمیان ہیں اور ان میں سے الثابجہ کبھی بنی کعب کے اور کبھی اولادِ ابواللّیل کے اور کبھی ان کے ہمسروں اولادِ مہلہل کے حلیف ہوتے ہیں اور ان کی سرداری بنو

یعقوب بن عبدالسلام بن یعقوب میں ہے جوان کا سردار ہے اور اللحیانی کے حالات بگڑ گئے اور وہ افریقہ کی مغربی سرحد بجایہ اور قسطنطنیہ میں سلطان ابو یحییٰ کے پاس گیا اور اس کی حملہ آور فوج کے ساتھ آیا اور جب اس نے شاہ تونس کو اپنے زیر اثر کر لیا۔ تو اس نے اُسے اس کی قوم پر سرداری عطا کی اور اس کی نظر میں اسے سر بلند کر دیا اور بنو کعب کو اس بات سے غصہ آیا تو عشاش قبیلے کے حمزہ نے محمد بن حامد بن یزید کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا تو اس نے اسے شوریٰ کی جگہ پر قتل کر دیا اور فہم کو سرداری ملی اور اس کے بعد اس کے عم زاد محمد بن مسکین بن عامر بن یعقوب بن قوس تک ان کی سرداری پہنچی اور اس کے عم زادوں میں سے ایک جماعت اس کی مدد کرتی تھی یا اس کے ساتھ لڑائی کرتی تھی اور ان میں سیحم بن سُلیمان بن یعقوب بھی شامل تھا جو جنگِ طریف میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا تھا اور اس جنگ میں اس کا بہت شہرہ ہوا اور ان میں یعقوب بن عبدالسلام کے بیٹے ابوالمعول اور ابوالقاسم بھی شامل تھے اور ابوالمعول اس وقت سے جب بنو سُلیم نے اسے قیروان میں حلف دیا تھا سلطان ابوالحسن کا خیر خواہ تھا اور اس نے اسے قیروان پر حملہ کرنے میں اولادِ مہلہل کے ساتھ شامل کیا تھا۔ پس وہ ان سب کے ساتھ سوسہ چلا گیا اور ان میں بنو یزید بن عمر بن یعقوب اور اس کا بیٹا خلیفہ بھی شامل تھا اور سلطان ابو یحییٰ کے سارے دور میں محمد بن مسکین اپنی سرداری پر قائم رہا اور وہ اس کا دوست اور حد درجہ خیر خواہ اور اس کے ساتھ رہتا تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بیٹا اس کا جانشین بنا اور وہ ان اشیاخ میں سے ایک تھا۔ جنہیں سلطان ابوالحسن نے جنگِ قیروان کی طرف دعوت دینے پر گرفتار کیا تھا۔ پھر اس نے اُسے قیروان میں محصور ہونے کی حالت میں رہا کر دیا اور اس کے بعد اسے سلطان کے ہاں اختصاص حاصل تھا اور جب جنگِ قیروان کے بعد عرب' مفافات پر غالب آ گئے تو سلطان خلیفہ نے اُسے یہ جگہ بطور جاگیر دے دی اور وہ اس کی ملکیت میں رہی اور خلیفہ کی وفات ہو گئی۔ تو ان کی سرداری حکیم قبیلے میں سے اس کے عم زاد عامر بن محمد بن مسکین نے سنبھالی' پھر محمد بن شبینہ بن خالد نے جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے قتل کر دیا اور اُسے یعقوب بن عبدالسلام نے قتل کر دیا۔ پھر ۵۵ےھ میں جہادِ جرید میں دھوکے سے محمد نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر ان کی حکومت منتشر ہو گئی اور اس عہد میں ان کی سرداری احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین الملقب بہ ابومعنویہ جو خلیفہ مذکور کا بھتیجا تھا کے درمیان اور عبداللہ بن محمد بن یعقوب جو ابوالھول مذکور کا بھتیجا تھا کے درمیان قائم ہو گئی اور جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو سوس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا جس کی وجہ سے احمد ناراض ہو گیا اور صولہ بن خالد بن حمزہ کی حکومت کی طرف چلا گیا جو اولادِ ابواللیل میں سے تھا اور انہوں نے اختلاف اور جنگ کی راہ اختیار کی اور بہت دور تک چلے گئے ہیں اور وہ اس عہد میں الضواحی اور سبزہ زاروں سے دھتکارے ہوئے ہیں اور جنگل کی طرف چلے گئے ہیں اور عبداللہ بن محمد جو الرلوی کا لقب اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ سلطان کی طرف آ گیا اور اس نے اولادِ مہلہل کے ساتھ اپنی حکومت اور بدد پر پختہ معاہدہ کر لیا۔ پس اس کی قوم میں اس کی سرداری کی عظمت قائم ہو گئی اور وہ اس عہد تک اسی حال پر قائم ہے پھر ابومخونہ۔ سلطان کی خدمت میں واپس گیا اور حکیم کی ریاست ان دونوں کے درمیان تقسیم ہو گئی اور وہ اس عہد تک اسی حالت میں ہیں اور حکیم کے بھائیوں بنو علی کے لئے اولادِ صولہ کے بطون ہیں اور ان دونوں کو عوف بن محمد بن علی حصن اور اولادنمی اور بدرانہ اور اولادامِ احمد اور الحضرۃ اور معقد اور ابنمیعات اور الحمر اور المسابہتہ آلِ حسین اور حجری اکٹھے کرتے ہیں

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجری سُلیم سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ وہ بطون کندہ میں سے ہیں اور سُلیم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہو گئے ہیں اور بنو علی کی سرداری اولادِ صورہ میں ہے اور اس عہد میں ان کا شیخ ابواللیل بن احمد بن سالم بن عقبہ بن شبل بن صورۃ بن مرعی بن حسن بن عوف ہے اور ان کے ہم نسبوں میں سے المراعیہ ان کی مدد کرتے ہیں۔ جو مرعی بن حسن بن عوف کی اولاد ہیں اور ان کے ٹھکانے قابس کے نواح میں اجم اور المبارکہ کے درمیان واقع ہیں اور ان کی چراگاہوں کے متلاشی کعوب کے حلیف ہیں یا اولادِ ابواللیل کے اور یا اولادِ مہلہل کے اور اکثر اوقات وہ اولادِ مہلہل کے حلیف ہوتے ہیں۔ واللہ مقدر الامور لا رب سواہ۔



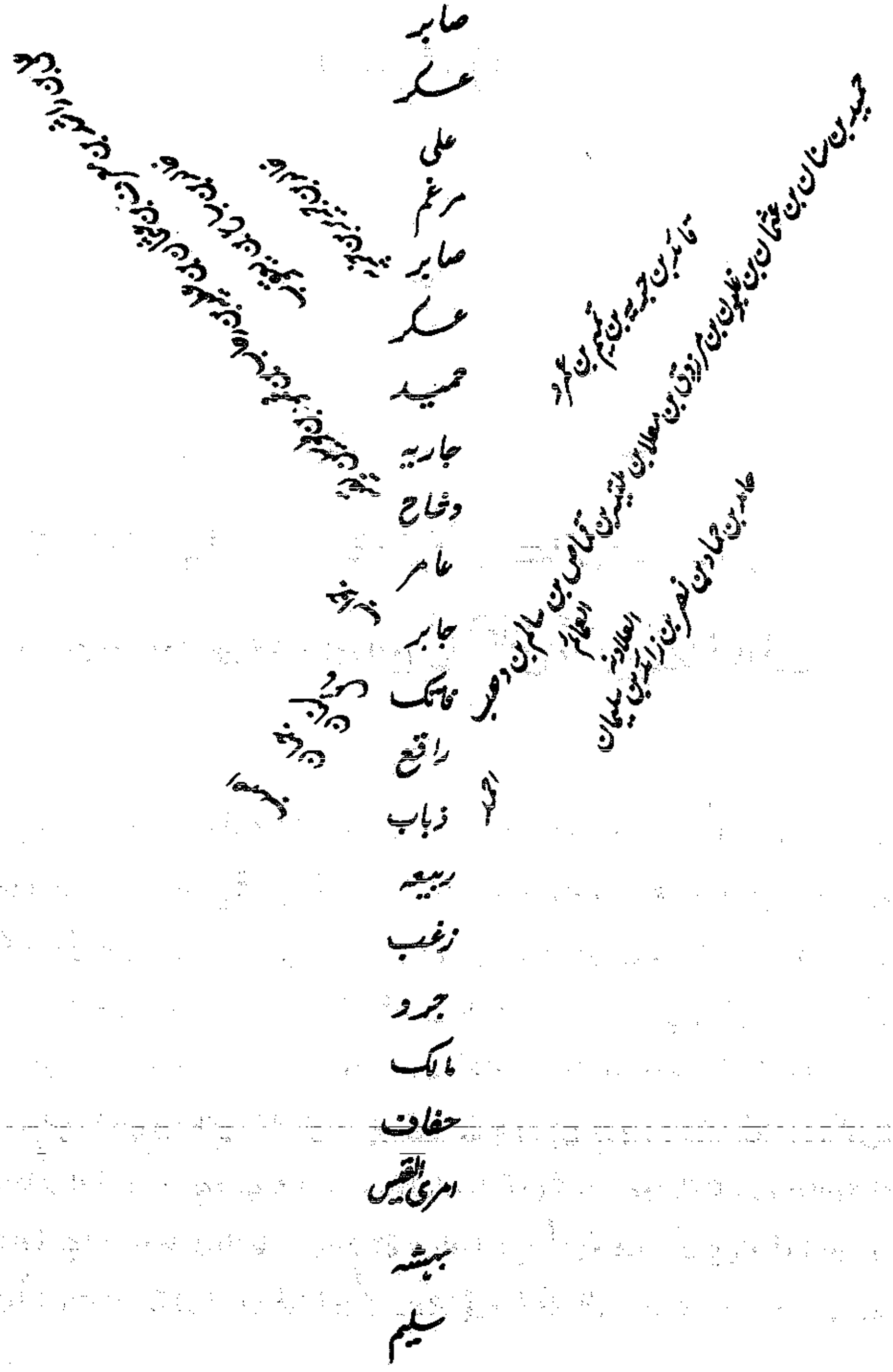
ذباب بن سُلیم: ہم ان کے نسب کے اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں اور یہ ذباب بن ربیعہ بن زعب الاکبر کی اولاد سے ہیں اور ربیعہ زعب الاصغر کا بھائی ہے اور اس عہد میں اس لفظ کو ''ز'' کے ضمّہ کے ساتھ اور اجل ابی اور الرشاطی نے ''ز'' کے کسرہ کے ساتھ لکھا ہے اور ابو محمد التیجانی نے بھی اپنے سفرنامہ میں اسی طرح لکھا ہے اور ٹھکانے قابس اور طرابلس کے درمیان برقہ تک ہیں اور ان کے کئی بطون ہیں۔ جن میں سے اولاد احمد بن ذباب بھی ہے اور ان کے ٹھکانے قابس اور طرابلس کے مغرب میں برقہ عیون اجال تک جو حصن کے پڑوسی ہیں اور عیون رجال میں بلا دزغب میں جو بطون ذباب میں سے ہیں اور بنو یزید ان مواطن میں اولادِ احمد کے شریک ہیں مگر یہ ان کا باپ نہیں اور نہ ہی یہ کسی آدمی کا نام ہے۔ بلکہ یہ ان کے حلیف کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مدلول زیارت کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ التیجانی نے بیان کیا ہے۔ یہ چار بطون ہیں العتیب یعنی بنو صبہب بن جابر بن فائد بن رافع بن ذباب اور ان کے حمادی بھائی' یعنی بنو حمدان بن جابر اور الخرجہ یہ آل سفیان کا بطن ہے اور ان میں سے کچھ لوگوں کو آل سفیان نے ان کے مواطن مسلالہ سے نکال دیا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کر لیا اور ان کے ساتھ فروکش ہی ہو گئے اور اصابعہ ایک زائد انگلی والے آدمی کی طرف منسوب ہیں اور التیجانی نے بیان نہیں کیا کہ یہ ذباب کے کس بطن سے ہیں اور ان میں سے النوائل بھی ہیں۔ یعنی بنو عائل بن عامر بن جابر اور ان کے بھائی اولاد سنان بن عامر اور ان کے بھائی اولادِ وشاح بن عامر اور تمام ذباب کی سرداری انہی میں ہے اور یہ دو عظیم بطن ہیں۔ المحامید یعنی بنو محمود بن طوب بن بقیہ بن دشاح اور ان کے ٹھکانے قابس اور نفوسہ کے درمیان سے الضواحی اور جبال تک ہیں اور اس عہد میں ان کی سرداری بنی رجاب بن محمود میں ہے۔ جو اولادِ مساع بن یعقوب بن رحاب کے لئے ہے اور دوسرا بطن الجواری ہے یعنی بنو حمید بن جاریہ بن دشاح اور ان کے ٹھکانے طرابلس اور اس کے مضافات تاجورا' ہزاحہ اور زنزور اور اس کے ساتھ ملتے جلتے علاقوں تک ہیں اور اس عہد میں ان کی سرداری بنی مرعم بن صابر بن عسکر بن علی بن مرعم میں ہے اور اولاد دشاح میں سے دو اور چھوٹے بطن ہیں۔ جو الجواری اور المحامدہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ دونوں الجواریہ ہیں۔ یعنی بنو جراب بن دشاح اور العمور' بنو عمر بن دشاح ہیں۔ التیجانی کا العمور کے متعلق یہی خیال ہے اور ہلال بن عامر میں بھی العمور کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ذباب کے عمور انہی میں سے ہیں اور انہوں نے ذباب کے ساتھ خاص طور پر اپنے ٹھکانے کو اکٹھا کر لیا ہے اور یہ سُلیم میں سے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

اور دشاح کی اولاد میں سے بنو حریر بن تمیم بن عمر بن دشاح بھی ہیں جن میں فائد بن حریز عرب کے مشہور شہسواروں میں سے تھا اور اس کے اشعار اس عہد تک ان میں داستان کی طرف متداول ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ المحامید میں سے تھا۔ یعنی فائد بن حریز بن حربی بن محمود بن طوب اور یہ بنو ذباب قراقش الغزی اور ابن غانیہ کے شیعہ تھے اور ان دونوں کا بہت اثر تھا اور قراقش نے ایک روز الجواری کے سردار کو قتل کر دیا اور پھر یہ ابن غانیہ کی وفات کے بعد امیر ابو زکریا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت کی خدمت میں چلے گئے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے الداعی بن ابی عمارہ کی حکومت کو قائم کیا اور اس کا ان پر مشتبہ ہونا اس لئے تھا کہ وہ مخلوع کی بجائے ان کا امیر نہ بن جائے اور یہ اپنے آقا اور اس کے بیٹوں کی وفات کے بعد ان کی طرف بھاگ آیا اور ان کے ہاں مہمان اترا۔ یہاں تک کہ ابن ابی عمارہ کا ان کے پاس سے گزر ہوا

تو اس نے اُسے تمام حالات بتائے تو انہوں نے تلبیس کرنے پر اتفاق کیا اور اسبات کو عربوں کے سامنے خوب مزین کر کے بیان کیا۔ تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اس میں مرغم بن صابر نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کی قوم نے اس کی پیروی کی اور ابو مروان عبدالملک بن مکی رئیس قابس نے انہیں حکومت میں داخل کیا اور اس کی حکومت کا مکمل ہونا اور کرسیٔ خلافت کا اس کے خون سے لتھڑنا' اللہ کی تقدیر تھی جیسا کہ حکومت کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور سلطان ابوحفص ان پر اعتماد کرتا تھا۔ پس اس نے انہیں عمارہ کی دعوت پر طلب کیا۔ تو یہ اس کے مخالف ہو گئے اور اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالار ابوعبداللہ الغزاری کو بھیجا اور انہوں نے اس کے بھتیجے امیر ابوزکریا سے مدد مانگی۔ ان دنوں وہ افریقہ میں بجایہ اور مغربی سرحد کا حاکم تھا اور ان میں عبدالملک بن رحاب بن محمود اس کے پاس گیا۔ تو وہ ۶۸۷ھ میں اس کی مدد کو اٹھا اور ان لوگوں نے اہل قابص سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان میں خونریزی کی پھر فزاری ان پر غالب آ گیا اور انہیں افریقی وطن سے روک دیا اور امیر ابوزکریا' القرۃ کی طرف لوٹ آیا اور مرغم بن صابر بن عسکر' الجواری کا سردار تھا جسے اہل صقلیہ نے ۸۲ھ میں سواحل طرابلس سے قید کر لیا اور اُسے اہل برشلونہ کے پاس فروخت کر دیا۔ پس ان کے بادشاہ نے اُسے خرید لیا اور وہ ان کے پاس قیدی بن کر رہا۔ یہاں تک کہ عثمان بن ادریس جو ابودبوس لقب کرتا تھا اور بنی عبدالمؤمن کا چیدہ خلیفہ تھا۔ اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں اس کے حق کی طلب کے لئے افریقہ جانے کی اجازت چاہی۔ پس شاہِ برشلونہ نے اس کے اور مرغم کے درمیان معاہدہ کروایا اور ان دونوں کو بھیج دیا اور یہ ساحل طرابلس پر اترا اور مرغم نے ابن دبوس کے لئے دعوت کو قائم کیا اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا اور ۸۸ھ میں طرابلس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا پھر انہوں نے اس کے محاصرہ کے لئے فوج کو چھوڑ دیا اور وطن کے خراج کے لئے کوچ کر گئے اور اس سے فراغت حاصل کر لی۔ اور یہ ان کے معاملہ کی انتہا تھی اور ابودبوس مدت تک ان کے اوطان میں گھومتا رہا اور آٹھویں صدی کے آغاز میں کعوب نے اُسے بلایا اور اسے سلطان ابوعصید حفصی کے زمانے میں تونس لے آئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی اور وہ نواح طرابلس میں واپس آ گیا اور ایک مدت تک وہاں ٹھہرا رہا پھر مصر چلا گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ جیسا کہ اس بات کا تذکرہ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ اس کے بیٹے کے واقعات میں بیان ہوگا۔ اور الجواری اور الحامید اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک کہ قابس اور طرابلس کے علاقوں سے حکومت کا سایہ سکڑنے لگا اور ان کے مضافات میں اس کی ریاست مختص ہو گئی اور انہوں نے پہاڑوں اور میدانوں میں رہنے والی رعایا کو غلام بنا لیا اور شہر والوں نے اپنے شہروں کی مخصوص حکومت قائم کر لی اور بنو مکی' قابس میں اور بنو ثابت طرابلس میں حکمران بن گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور دشاح کی حکومت دونوں شہروں کے تقسیم ہونے سے منقسم ہو گئی۔ پس الجواری نے طرابلس اور اس کے مضافات اور نزور' غریان اور مغر کو سنبھال لیا اور الحامید قابس بلاد نغو یہ اور حرب کے حکمران بن گئے اور ذباب کے اور بطون بھی ہیں جو جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کے ٹھکانے مشرف کی جانب ان دشاحیوں سے بہت دور ہیں۔ جن میں سے آلِ سُلیمان بن حبیب بن رالع بن ذباب بھی ہے۔ جس کے ٹھکانے مغر اور غریان کے سامنے ہیں اور ان کی سرداری لغر بن زائد کی اولاد میں ہے اور آج کل ہائل بن حماد بن نصر کو حاصل ہے اور اس کے اور دوسرے بطن کے درمیان سالم بن وہب تک

چلی جاتی ہے اور ان کے مواطن مسراتہ سے لبدہ اور ملاتہ تک تین اور آل سالم کے قبائل احامد' عمائم' علادنہ اور اولاد مرزوق ہیں اور ان کی سرداری مرزوق کے بیٹے کی اولاد میں ہے جس کا نام ابن معلّیٰ بن معراق بن قلیبۃ بن قحاص بن سالم ہے اور آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ غلبون بن مرزوق کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی اور آج کل وہ حمید بن سنان بن عثمان بن غلبون کو حاصل ہے اور علادنہ میں سے ایک جماعت برقہ اور مشانبہ کے عربوں کے پڑوس میں رہتی ہے۔ جو ہوارہ کے مقیموں میں سے ہے اور ذباب نے اپنے مواطن میں قبلہ کی جیت سے ناصرہ سے کشاکش کی اور وہ ناصرہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بہتہ بن سُلیم کے بطون میں سے ہیں۔ اگرچہ زعب ابوذباب' ملک بن خفاف سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ التجانی کا خیال ہے۔ پس یہ ناصرہ کے بھائی ہیں اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قوم بھائیوں کے نام سے موسوم ہو۔ خواہ وہ ناصرہ ہی ہوں جیسا کہ ابن کلبی کا خیال ہے اور یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ ذباب وغیرہ کے سوا' ناصرہ کے نام سے مختص ہوں اور ایسا پردہ پوش بطون میں بہت ہوتا ہے واللہ اعلم اور ان کے مواطن بلاد فزان اور ودان میں ہیں اور یہ ذباب کے حالات ہیں اور مشرق میں الغرہ کے ہمسائے وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ہم نے کیا ہے اور ان کے چراگاہوں کے متلاشیوں نے لوٹ مار اور غارت گری کے ذریعے معاش کے ذرائع کو تباہ کر دیا اور آبادی خراب ہوگئی ہے اور آج کل اس جگہ پر رہنے والے اکثر عربوں کی معاش نمک ہے اور جب انہیں معاشی تنگی ہو جاتی ہے۔ تو وہ اونٹوں' گدھوں اور عورتوں کے ذریعے زمین پھاڑتے ہیں اور قبلہ کی جیت میں کھجوروں کے درختوں کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اجلہ اور سنتیر کے میدان میں اور اس کے پیچھے ریگستان اور بیابان سے سودان کے علاقے تک ان کے پڑوس میں رہتے ہیں اور برقہ میں ان عربوں کا سردار ابوذئب ہے جو بنی جعفر میں سے ہے اور مغرب کے حاجی ان کے بیت اللہ سے الگ رہنے اور ان کی جماعتوں کے لئے خوراک لانے کی وجہ سے ان کے حسن نیت کے مداح ہیں۔ **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ.**

اور ان کے نسب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کن عربوں کی اولاد میں سے ہیں اور مجھے ذباب کے ثقہ آدمیوں نے خریص بن شیخ ابی ذباب سے بتایا ہے کہ وہ برقہ کے کعوب کے بقایا ہیں اور ہلالیوں کے نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ہلال بن عامر کے بھائی ربیعہ بن عامر کی اولاد ہیں اور یہ بات بنی سُلیم کے ذکر کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے اور بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ اور کعوب' الغرہ سے ہیں اور الغرۃ ہیث سے ہے اور الغرۃ کی سرداری اولاد احمد کے لئے ہے اور ان کا سردار ابوذئب ہے اور المسانیہ ہوارہ میں سے ان کے پڑوسی ہیں اور مجھے سلام بن ترکیہ شیخ اولاد مقدم نے بتایا ہے جو عقبہ میں ان کا پڑوسی ہے کہ وہ مسراتہ کے بطون سے ہیں۔ جو ہوارہ کے بقیہ ہیں اور میں نے محقق نسابین کو اسی رائے پر پایا ہے۔ اس کے بعد میں مصر میں آنے والے بہت سے اہل برقہ سے ملا اور یہ عربوں کے چوتھے طبقے کا آخری طبقہ ہے اور اس کے اختتام سے ابتدائے آفرینش سے عربوں اور ان کی نسلوں کے متعلق دوسری کتاب ختم ہوگئی ہے اور ہم تیسری کتاب میں بربریوں کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ **واللہ ولی العون.**



www.islamiurdubook.blogspot.com

باب: ۱۱

بربراقوام

بربراوراہلِ مغرب کی دوسری قوم کے حالات کے متعلق تیسری کتاب اورابتدائے آفرینش سے اس عہد تک ان کی اولیت اورحکومت کاذکراوران کے متعلق لوگوں کے اختلاف کا بیان

آدمیوں کی یہ قوم' مغرب کے قدیم باشندے ہیں۔ جنہوں نے پہاڑوں' میدانوں' ٹیلوں' سبزہ زاروں اوراس کے شہروں اورمضافات کو بھر دیا ہے اور یہ پتھروں' مٹی' بنوں' درختوں' بالوں اوراون سے گھر بناتے ہیں اوران کے صاحب اقتدار لوگ چراگاہوں کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اوران سفروں میں سبزہ زاروں سے گذر کر صحرا اور ریگستانوں میں نہیں آتے اوران کی آمدنی بکریوں اور گایوں سے ہوتی ہے اور گھوڑے عام طور پر سواری اور بچے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان میں سے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے لئے اونٹ بھی عربوں کی طرح آمدنی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اوران میں سے کمزور لوگوں کی معاش کاشتکاری اور چرنے والے جانور ہیں اور سبزہ زاروں کے معزز مالکوں اور سفر کرنے والے کی معاش' اونٹوں کے بچے دینے نیزوں کے سایوں اور راستوں میں ڈاکے ڈالنے میں ہے اوران کا عام لباس اور سامان اون کا ہوتا ہے اور وہ دھاری دار چادریں اوڑھتے ہیں اوران پر سرگیں کوٹ ڈالتے ہیں اور عموماً ان کے سر ننگے ہوتے ہیں اور کبھی انہیں منڈا دیتے ہیں اوران کی زبان عجمی ہے جو اپنی نوع کے اعتبار سے ممتاز ہے اوراسی وجہ سے وہ اس نام سے مخصوص ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب افریقش بن قیس بن صیفی نے مغرب اور افریقہ سے جنگ کی اس وقت وہ تبابعہ کے بادشاہوں

میں سے تھا اور اس نے شاہ جرجیش کو قتل کیا اور شہر تعمیر کئے اور ان کا خیال ہے کہ افریقہ کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے اور جب اس نے اس عجمی قوم کو دیکھا اور ان کی عجمی زبان کو سنا اور ان کے اختلاف اور تنوع کو دیکھا تو اس سے متعجب ہو کر کہنے لگا کہ تمہاری بربرت کس قدر زیادہ ہے پس ان کا نام بربر پڑ گیا اور عربی زبان میں بربرۃ ان ملی جلی آوازوں کو کہتے ہیں جو سمجھ نہ آ سکیں کہتے ہیں جب شیر سمجھ نہ آنے والی آوازوں کے ساتھ دھاڑے تو کہتے ہیں بربر الاسد۔

اس قوم کے شعوب وقبائل اور ان بطون کے متعلق علماء انساب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کو دو جڑیں اکٹھی کرتی ہیں۔ بُرنس اور مادغیس کا لقب ابتر ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے قبیلے کو البتر کہا جاتا ہے اور برنس کے قبیلے کو برانس کہتے ہیں اور دونوں وہ معاًبر کے بیٹے ہیں اور نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دونوں ایک باپ کے ہیں اور ابن حزم نے ایوب بن ابی یزید صاحب الحمار سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک باپ کے ہیں کیونکہ یوسف بن الوراق نے اس سے یہی روایت کی ہے اور سالم بن سُلیم مطماطی اور صابی بن مسرور الکومی اور کہلان بن ابی لوٗ جو بربریوں کے نساب ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ برانس' بتر' مازیغ بن کنعان کی نسل سے ہیں اور ''البتر'' بر بن قیس بن عیلان کے بیٹے ہیں بعض اوقات یہ روایت ایوب بن ابی یزید سے بھی نقل ہوئی ہے مگر ابن حزم کی روایت اصح اور زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔

<u>برانس کے قبائل</u>: نسابین کے نزدیک برانس کے قبائل کو سات جڑیں اکٹھا کرتی ہیں ان کے نام یہ ہیں ازواجہ' مصمودہ' اوربتہ' عجیسہ ' کامہ' صنہاجہ اور اداریغہ اور سابق بن سُلیم اور اس کے اصحاب نے لمطہ' مسکورہ اور کزولہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور ابومحمد بن حزم بیان کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ضہاج اور لمط ایک عورت کے بیٹے تھے جسے بصکی کہتے ہیں اور ان دونوں کے متعلق معلوم نہیں کہ ادریغ نے اس عورت سے شادی کی ہو اور اس نے اس کے لئے ہوار کو جنم دیا ہو۔ ان کے متعلق عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ دونوں ہوار کے ماں جائے بھائی ہیں اور ابن حزم بیان کرتا ہے کہ ادریغ کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے مثنیٰ بن سکاک کا بیٹا ہے مگر یہ جھوٹ ہے اور کلبی کہتا ہے کہ کتامہ اور ضہاجہ بربری قبائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ یمانی قبائل میں سے ہیں اور دونوں کو افریقش بن صیفی نے افریقہ میں اپنے محافظوں کے ساتھ چھوڑا تھا اور یہ ان کے بارے میں تمام اہل تحقیق کا مذاہب کا خلاصہ ہے۔

اور ازواجہ میں سے مسطاطہ ہے اور معمودہ میں سے غمارہ ہے۔ جو غمار بن مصطاف بن ملیل بن معمود کے بیٹے ہیں اور ادریغہ میں سے ہوارہ' ملک' مغد اور قلدن ہے اور ہوار بن ادریغ سے ملیلہ ہے اور بنو کہلان ہیں اور ملک بن ادریغ سے صطط' ورفل' اسیل اور مسراقہ ہیں اور ان سب کو لہانہ' بنو لہان' بنو لہان بن مالک کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ملیلہ ان میں سے ہے اور معد بن ادریغ سے ماداس' زمور' کیا اور مصرای ہے اور قلدان بن ادریغ سے ممصاتہ' رسلیف' بیانہ اور فل ملیلہ ہے۔

	ملیلہ	
یوکلان	بن	
صنہاجہ	ہذال	رموز۔ کبا
لمطہ	بن	ماداس بن مضر
بن قلدن	ادریغ	مصرای
لحیسہ	بن	صنہاجہ
مسکورہ	برنس	مسطانیہ بن ورداجہ
زدادہ بن کتامہ	بن	وردبتہ۔ لمطہ
غمارہ بن مسطاف بن بلیل بن مصمود بربر		

__المتبر کے قبائل__: یہ مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں۔ ان کو چار جڑیں اکٹھا کرتی ہیں' اداسہ' نفوسہ' ضریہ اور بنو لوالاکبر اور یہ سب کے سب ہنوزجیک بن مادغیس ہیں اور اداسہ' اداس بن رجیک کے بیٹے ہیں اور ان کے سب بطون ہوارہ میں ہیں۔ اس لئے کہ کل اداس نے زحیک بن ادریغ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔ جو اس کے چچا برنس والد ہوارہ کا بیٹا تھا اور اداس' ہوارہ کا بھائی تھا اور اس کے سب بیٹوں کا نسب ہوارہ میں داخل ہے اور وہ یہ ہیں سفارہ' انذارہ' ہنزولہ' ضربہ' فعدانغہ' اوطیطہ اور ترفعتہً یہ سب کے سب اداس بن زحیک بن بادغیس کے بیٹے ہیں اور آج کل وہ ہوارہ میں ہیں۔

__لوالاکبر__: اور لوالاکبر سے دو عظیم بطن ہیں۔ نعرادہ یعنی نفزاد بن لوالاکبر کے بیٹے اور لواتہ الاصغر کے بیٹے اور لواتہ سے سرداتہ ہیں جو فیطط بن لوالاصغر کے بیٹے ہیں اور سرداتہ کا نسب مغرادہ میں داخل ہے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ مغرادہ نے ام سردانہ سے شادی کی تو سرداتہ بنی مغرادہ کے ماں جائے بھائی بن گئے اور اس کا نسب ان سے مل جل گیا۔

__نفزادہ__: اور نفزادہ سے بھی بہت سے بطون ہیں جو یہ ہیں ولہاہہ' غساسہ' زہلہ' سوماتہ درسیف' مرنیزہ' زائیمہ' ورکول' مرسیتہ' وردغروس اور وردن اور یہ سب کے سب نطوفت کے بیٹے ہیں جو نفزاد سے تھا اور ابن سابق اور اس کے اصحاب نے مجز' مکلاتہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مکلاتہ بربر میں سے نہیں ہے۔ بلکہ حمیر میں سے ہے۔ جو چھوٹی عمر میں تطوفت کے پاس آ گیا۔ تو اس نے اُسے متبنیٰ بنالیا اور وہ مکلاتن رعان بن کلاع بن سعد بن حمیر ہے۔

__ولہاصہ__: اور ولھاصہ جو نفزادہ میں سے ہیں اس کے دلہاص کے دونوں بیٹوں بیزغاس اور وحیہ سے بہت سے بطون ہیں۔ اور بزغاش سے بطون اور مجوسہ ہیں اور وہ رحال' لحو' بورغیش' داتجذ' کرطیط اور ماانجول سیثت وعجوج بن بیزغاش بن ولہاص بن تطوفت بن نفزاد کے بیٹے ہیں۔ ابن اسحاق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بنو بیزغاش' لواتہ سے ہیں اور سب کے سب جبال اوراس میں رہتے ہیں۔

__وحیہ__: اور وحیہ سے ورترین' تریز' ورتبوفت' مکرا' لقوس ہیں۔ جو وحیہ بن ولہاص بن لطّوفت بن نفزاد کے بیٹے ہیں۔

ضریہ: اور ضریہ ضری بن زحیک بن مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور ان کو دو عظیم جڑیں اکٹھا کرتی ہیں۔ یعنی بنو تمصیت بن ضری اور بنو یحییٰ بن ضری اور سابق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بطون تمعیت بطون یحییٰ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ نسب ضریہ سے مختص ہیں۔

تمصیت: اور بطون تمصیت سے مطماطہ اور صطغورہ ہیں اور وہ لحومیہ لمایہ مطفرہ مربنہ مغیلہ معزدرہ کشانہ دونۃ اور مدیونہ ہیں اور یہ سب کے سب فاتن بن مضیف بن ضری کے بیٹے ہیں اور بطون یحییٰ سے تمام زناتہ سمکان اور درصطف ہیں اور درصطف سے مکناسہ اوکنہ اور ورتناج ہیں جو درصطف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔

مکناسہ: اور مکناسہ سے ورشیفہ اور وربر ہیں اور مغلیت سے قنصارہ موالات حراب اور رفلابس ہیں اور ملز سے لولالین لرتز لعیلتن جریر اور فرغان ہیں اور ورتناج سے مکنسہ مطاسہ کرسط سردجہ مضاطہ ہیں اور فولال ورتناج بن ورصطف کے بیٹے ہیں۔

سمکان: اور سمکان سے زواغہ اور زدادہ ہیں۔ جو سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اور ابن حزم زدادہ کو اس کے بطون میں شمار کرتا ہے اور یہی بات واضح ہے اور وطن بھی اس کی گواہی دیتا ہے پس غالب بات یہی ہے کہ زدادہ سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اور ابن حزم زدادہ کو بطون کتامہ میں شمار کرتا ہے اور زوادہ کو سمکان میں شمار کرتا ہے یہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔

زواغہ: اور زواغہ سے بنو ماجز بنو واطیل اور سمکین ہیں اور ان کا مکمل بیان ان کے تذکرہ کے موقع پر آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ اس قوم کے قبائل کے متعلق اجمالی بیان ہے اور اس کی تفصیل ان کے تفصیلی حالات میں ضروری طور پر بیان ہوگی اور گذشتہ امم میں سے کسی کی طرف ان کا نسب لوٹتا ہے اس بارے میں نسابوں کے اندر بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور انہوں نے اس کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نقشان کی اولاد میں سے ہیں اور اس کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ کے موقع پر بیان ہو چکا ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ بربر یمنی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اوزاع یمن میں سے ہے اور مسعودی ان کو غسان وغیرہ سے قرار دیتا ہے اور یہ لوگ سیل تندوتیز کے وقت متفرق ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ابراہہ ذوالمنار نے ان کو مغرب میں پیچھے چھوڑ دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لخم اور جذام میں سے ہیں جن کی فرودگاہیں فلسطین میں تھیں اور وہاں سے ان کو ایک ایرانی بادشاہ نے نکال دیا تھا۔ اور جب یہ مصر پہنچے تو مصری بادشاہوں نے انہیں اترنے سے روک دیا پس یہ دریائے نیل کو عبور کر کے شہروں میں منتشر ہو گئے اور ابو عمر بن عبدالبر کہتا ہے کہ بربر کے کئی قبائل نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ نعمان بن حمیر بن سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ جو زمانہ فروٹ میں بادشاہ تھا اور اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ میں تم میں سے کچھ بیٹوں کو مغرب کو آباد کرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی اور وہ ان کا سردار بنا اور اس نے ان میں سے لمت ابولتونہ مسغو ابومسوفہ مرط ابوہسکورہ اضاک ابوضہاجہ لمط ابولمطہ اور ایلان ابوہیلانہ کو بھیجا۔ پس ان میں سے بعض جبل دون ہیں اور بعض سوس ہیں اور بعض درعہ میں اتر پڑے اور لمط گزول کے ہاں اترا اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور جانا یعنی ابوزناتہ وادی شلف میں اترا اور بنو روتجین اور

مغراؤ مغرب کی جیت سے اطراف افریقہ میں اترے اور مقرونک' طنجہ کے قریب اترا اور ابوعمر بن عبدالبر اور ابومحمد بن حزم نے اس کا انکار کیا ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ سب کے سب قوم جالوت میں سے ہیں اور علی بن عبدالعزیز جرجانی اپنی کتاب الانساب میں کہتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں۔ اس قول کے سوا اور کوئی قول صحت کے درجہ تک نہیں پہنچتا لیکن انہوں نے جالوت کا نسب بیان نہیں کیا کہ وہ کن میں سے تھا اور ختیبہ ابن کا نزدیک وہ نور بن ہربیل بن حدیلان بن جالود بن رویلان بن خطی بن زیاد بن زحیک بن مادغیس الابتر ہے اور اسی طرح اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ جالوت بن ہریال بن جالود بن دنیال بن قحطان بن فارس ہے اور ابن ختیبہ کہتا ہے کہ فارس مشہور آدمی ہے اور سفک' سب بربر کا باپ ہے نسابین کہتے ہیں کہ بربر بہت سے قبائل ہیں۔ جو یہ ہیں ہوارہ' زناتہ' ضریہ' مغیلہ' زیجوحہ' نفزہ' کتامہ' لواتہ' غمارہ' مصمودہ' صدینہ' یزدران' رنجین' ضہاجہ' مجکسہ اور ذارکلان وغیرہ اور دوسرے مورخین نے جن میں طبری وغیرہ بھی شامل ہے۔ بیان کیا ہے کہ بربر' کنعان اور عمالیق کے اوباش لوگ ہیں۔ پس جب جالوت قتل ہو گیا۔ تو یہ شہروں میں متفرق ہو گئے اور افریقش نے مغرب سے جنگ کی تو وہ انہیں سواحل شام سے لے گیا اور انہیں افریقہ میں آباد کر دیا اور ان کا نام بربر رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بربر حام بن لوح بن بربر بن تملا بن مازیخ بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عمالقہ میں سے ہیں جو بربر بن تملا بن مارب بن قاران بن عمر بن عملاق بن دلاد بن ارم بن سام سے ہیں۔ پس اس قول کے مطابق وہ عمالقہ ہیں اور مالک بن مرحل کہتا ہے کہ بربر' حمیر' مفر اور قبط اور عمالقہ اور کنعان اور قریش کے مختلف قبائل ہیں جو شام میں ایک دوسرے سے ملے اور شور کیا۔ تو افریقش نے بکثرت کلام کرنے کی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا اور مسعودی طبری اور اسماعیلی کے نزدیک ان کے خراج کا سبب یہ ہے کہ افریقش نے انہیں افریقہ کی فتح کے لئے اکٹھا کیا اور ان کا نام بربر رکھا اور وہ اس کا شعر پڑھ رہے تھے۔

''جب میں نے کنعان کو تنگی کے علاقے سے مرفہ الحالی کے لئے ہے بھیجا تو اس نے شور وغل کیا''۔ ابن کلبی کہتا ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بربر کو شام سے کس نے نکالا' بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وحی کے ذریعہ انہیں نکالا۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ اے داؤد' بربر کو شام سے نکال دو یہ زمین کا جذام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں یوشع بن نون نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں افریقش نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک تبابعی بادشاہ نے انہیں نکالا اور البکری کے نزدیک بنی اسرائیل نے انہیں جالوت کے قتل کے وقت نکالا اور مسعودی اور البکری کہتے ہیں کہ یہ جالوت کی موت کے بعد' مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مصر جانا چاہا تو قبطیوں نے انہیں جلاوطن کر دیا اور یہ افریخ اور افارقہ کی جنگ کے وقت برقہ' افریقہ اور مغرب میں ٹھہر گئے اور انہوں نے ان کو صعلیہ' سردانیہ' میورقہ اور اندلس میں گزار دیا۔ پھر وہ اس بات پر رضامند ہو گئے کہ شہر افرنجہ' کے لئے ہوں گے اور وہ جنگلوں میں کئی زمانوں تک خیموں میں رہے اور اسکندر سے سمندر اور طنجہ اور سوس تک شہروں میں آتے رہے یہاں تک کہ اسلام آ گیا اور ان میں سے کچھ لوگ یہودی اور عیسائی بن گئے اور کچھ مجوسی بن گئے جو شمس وقمر اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اور ان کے ملوک ورؤساء بھی تھے اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قابل ذکر معرکے ہوئے ہیں اور الصولی اور البکری کہتا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف ڈال دیا تو بنو

حام مغرب کی طرف چلے گئے اور وہاں ان کی نسل چلی نیز وہ کہتا ہے کہ جب حام اپنے باپ کی دعا سے سیاہ رنگ ہو گیا تو شرمندگی کی وجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا اور وہ چار سو سال کا ہو کر مر گیا اور اس کے بیٹوں میں سے بربر بن کسلاجیم بھی تھا۔ پس مغرب میں اس کے بیٹوں کے اولاد ہوئی اور وہ کہتا ہے کہ جب بربر، مارب، کتامہ اور ضہاجہ سے نکلے تو مغرب کے دو یمنی قبیلے ان کے ساتھ آ ملے اور وہ کہتا ہے کہ ہوارہ، لمطہ اور لواتہ حمیر بن سباء کے بیٹے ہیں اور ہانی بن بکور الضریسی اور سابق بن سُلیمان مطماطی اور کہلان بن ابی لوی اور ایوب بن ابی یزید وغیر جو بربر کے نساب میں کہتے ہیں کہ بربر کے دو قبیلے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

البرانس اور البتر، جو بربر بن قیس بن عیلان کی اولاد سے ہیں اور البرانس بربر سحو بن ابزج بن جمواح بن دیل بن شراط بن ناح بن دویم بن واح بن ماریغ بن کنعان بن حام کے بیٹے ہیں۔ اور یہی وہ قول ہے جس پر بربر کے نسابین اعتماد کرتے ہیں اور طبری کہتا ہے کہ بربر بن قیس، بربری قبائل میں اپنی گمشدہ لونڈی کا اعلان کرتا نکلا اس کے ساتھ اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی اور بربر کے دوسرے نسابوں کے نزدیک وہ اپنے بھائی عمر بن قیس سے بھاگ کر باہر چلا گیا اس بارے میں اس کی بہن شماض کہتی ہے۔

''ہر رونے والے اپنے بھائی پر روئے جیسے میں بربر بن قیس پر رو رہی ہوں اس نے اپنے خاندان کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا اور اس کی ملاقات کے بغیر اونٹ لاغر ہو گئے ہیں''۔ اور شماض کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کئے گئے ہیں:

''اور بربر نے ہمارے ملک سے دور گھر بنایا اور جہاں کا اس نے ارادہ کیا وہاں چلا گیا۔ بربر پر عجمی ہکلے پن نے بوجھ ڈالا۔ حالانکہ بربر، مجاز میں عجمی نہیں تھے۔ گویا میں اور بربر اپنے گھوڑوں کے ساتھ کبھی نجد میں نہیں ٹھہرے اور نہ ہی ہم نے لوٹ اور غنیمت کا مال تقسیم کیا ہے''۔

اور علمائے بربر نے عبیدہ بن قیس عقیلی کے یہ اشعار بھی پڑھے ہیں:

''اے وہ شخص جو عرفہ میں ہمارے درمیان سعی کر رہا ہے۔ ٹھہر جا اللہ تعالیٰ اچھے راستوں کی طرف تیری راہنمائی کرے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اور بربری مرتے دم تک بھائی ہیں اور یہ ہے ہمارا اصل جو بڑا اکریم ہے اور قیس بن عیلان دنیا میں ہمارا اور ان کا باپ ہے اور جنگ میں وہ جنگ باز کی پیاس کو بجھا دیتا ہے پس ہم اور وہ کمینے دشمنوں کے علی الرغم مضبوط رکن اور بھائی ہیں اور جب تک لوگ باقی ہیں بربر ان کا مددگار ہے اور وہ ہمارے لئے ایک مضبوط سہارا ہے اور وہ دشمنوں کے لئے سرخ نیزے اور تلواریں تیار کرتا ہے۔ جو جنگ کے روز کھوپڑیوں کو توڑ دیتا ہے اور بربر بن قیس مفری قبیلہ ہے اور فرع میں بھی اس کا حسب نسب ہے اور قیس ہر ملک میں دین کا قوام ہے اور نسب کے حفظ کے وقت معد کا بہترین آدمی ہے اور قیس کو وہ بزرگی حاصل ہے جس کی وجہ سے اس کی اقتداء کی جاتی ہے اور قیس کے پاس تیز دھار تلوار ہے''۔

اور اسی طرح یزید بن خالد نے بربریوں کی حمایت میں جو اشعار کہے ہیں وہ بھی پڑھے جاتے ہیں ''اے وہ شخص جو ہم سے ہمارے اصل کے متعلق پوچھتا ہے قیس عیلان پہلے طاقتور آدمی کے بیٹے ہیں ہم طاقتور بربر کے بیٹے نہیں جس نے بزرگی کو پہچانا اور بزرگی میں داخل ہوا اور اس نے بزرگی کی بنیاد رکھی اور اس کے چقماق نے آگ دی اور وہ ہر بڑی مصیبت

میں ہمیں کافی ہو گیا اور قیس بربر سے اور بربر قیس سے عزت حاصل کرتا ہے اور ہمیں قیس پر فخر ہے کہ وہ ہمارا جدّ اکبر ہے اور بیڑیوں کو کھولنے والا ہے اور قیس عیلان' حق کی کان اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ میری قوم بربر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس نے نیزوں کی انیوں سے زمین پر قبضہ کر لیا اور ہم تلواروں کو اس شخص کی کھوپڑی پر مارتے ہیں۔ جو حق سے رکتا ہے۔ میری طرف سے بربر کو یہ مدح پہنچا دو۔ جو جواہرات سے بنائی گئی ہے''۔

البکری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بربریوں کے نسابوں کے نزدیک مفر کے دولڑکے تھے الیاس اور عیلان جن کی ماں رباب بنت جیدہ بن عمر بن معد بن عدنان تھی پس عیلان بن مفر کے ہاں قیس اور دھمان پیدا ہوئے اور دھمان کی اولاد بہت قلیل ہے اور وہ قیس کے اہل بیت سے ہیں جنہیں بنو امامہ کہا جاتا ہے اور ان کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام البہا بنت دھمان تھا اور قیس بن عیلان کے چار بیٹے تھے۔ عمر اور سعد ان کی ماں کا نام مزنہ بنت اسد بن ربیعہ بن زنار تھا اور برادر شماص کی والدہ تمر تھے یعنی بنت مجدل بن عمار بن مصمود تھی اور ان دنوں بربر کے قبائل شام میں رہتے تھے اور مساکن میں عربوں سے ہمسائیگی رکھتے تھے اور انہیں بانیوں اور چراگاہوں میں شریک کرتے تھے اور ان سے رشتہ داری کرتے تھے۔ بس بربر بن قیس نے اپنے چچا کی بیٹی البھا بنت دھمان سے شادی کی اور اس کے بارے میں بھائیوں میں اس سے حسد کیا اور اس کی ماں تمریغ عقلمند عورتوں میں سے تھی اور اسے اس کے متعلق ان سے خوف محسوس ہوا تو اس نے خفیہ طور پر اس کے ماموؤں کو اطلاع دی اور ان کے ساتھ اپنے بیٹے اور اس کی بیوی کے ساتھ بربر کے علاقے کی طرف کوچ کر گئی۔ اس وقت وہ فلسطین اور اکناف شام میں رہائش پذیر تھے۔ پس البھا دنے بربر بن قیس کے لئے دو بیٹوں علوان اور مارغیس کو جنم دیا اور علوان چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور مارغیس زندہ رہا اس کا لقب ابتر تھا اور وہ بربریوں میں سے ابتر کا باپ ہے اور تمام زناتہ اس کی اولاد میں سے ہیں۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ مارغیس الابتر نے باحال بنت واطاس بن محمد بن مجدل بن عمار سے شادی کی تو اس نے زحیک بن مادغیس کو جنم دیا اور ابوعمر بن عبدالبر کتاب التمہید فی الانساب میں بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے بربر کے انساب کے متعلق بہت اختلاف کیا ہے اور ان کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے انسب بات یہ ہے کہ وہ قبط بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔ جب وہ مصر میں اترا تو اس کا بیٹا مغرب کی طرف چلا گیا پس وہ مصر کے مضافات کے آخر میں ٹھہر گئے اور یہ برقہ سے بحر اخضر تک ہے اور بحر اندلس کے ساتھ ریگستان کے ختم ہونے تک یہ سوڈان سے جا ملتے ہیں اور ان میں سے لوانہ سرزمین طرابلس میں رہتے ہیں۔ اور اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راستے طرابلس میں رہتے ہیں۔ اور اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راستے انہیں قیروان اور اس کے ورے تاھرت سے طنجہ اور سجلماسہ سے سوس اقصیٰ تک لے آئے اور وہ ضہاجہ' کتامہ' رکالہ' رکلاوہ فطوا کہ اور مرطاۃ کے قبائل تھے اور بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا اور ان کے درمیان جنگیں ہوئی جن میں سام اور اس کے بیٹوں کو شکست ہوئی اور سام مغرب کی طرف چلا گیا اور مصر آیا اور اس کے بیٹے منتشر ہو گئے اور وہ سیدھا مغرب کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ سوس اقصیٰ میں پہنچ گیا اور اس کے بیٹے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے چلے گئے اور اس کے بیٹوں کا ہر طائفہ ایک جگہ پر پہنچا اور وہ اس کے حالات سے بے خبر ہو گئے اور وہ اس جگہ پر اقامت پذیر ہو گئے اور اس میں نشو و نما پائی اور ایک طائفہ ان کے پاس پہنچ کر ان

کے ساتھ ٹھہر گیا اور وہ بھی وہاں پھلا پھولا اور حام کی عمر البکری کے بیان کے مطابق ۴۴۳ سال تھی اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی عمر ۵۳۱ سال تھی اور سہیلی کہتا ہے کہ یمن: یعرب بن قحطان ہے نیز کہتا ہے کہ اسی نے سام کو قوط بن یافث کی اولاد میں سے جرمیٰ کے بعد مغرب کی طرف جلاوطن کیا تھا۔ یہ بربر کے انساب کے متعلق آخری اختلاف ہے۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ تمام مذاہب' مرجوح اور حق وصواب سے دور ہیں اور یہ قول کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا ہے اور بربر جالوت کے معاصر ہیں اور اس کے اور حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کے درمیان جونفشان کے بھائی ہیں۔ وہ بات نہیں پائی جاتی جو ان کے خیال میں ہے بلکہ دس آباء پائے جاتے ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے کتاب کے شروع میں کیا ہے اور ان کے درمیان نسل کا اس طرح پھیلنا اور بڑھنا بھی بعید بات ہے اور یہ قول کہ وہ جالوت یا عمالیق کی اولاد ہیں اور دیارِ شام سے آ کر یہاں منتقل ہوتے ہیں ایک ساقط قول ہے بلکہ یہ ایک بے ہودہ بات ہے کیونکہ اس جیسی قوم جو امم وعوالم پر مشتمل ہوا اور جس نے زمین کی اطراف کو بھر دیا ہو۔ کسی دوسری جگہ اور محصور علاقے سے نہیں آ سکتی اور بربری اپنے علاقوں میں معروف ہیں اور ان کے اقالیم' اسلام سے طویل صدیوں پہلے اپنے شعار سے مخصوص ہیں۔ پس کون سی چیز ہمیں ان کی اولیت کے بارے میں ان بے ہودہ اور باطل باتوں کا محتاج بنا سکتی ہے اور اس طرح تو عرب وعجم کی ہر قوم کے متعلق ایسی باتوں کا محتاج ہونا پڑے گا اور افریقش جس کے متعلق مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ انہیں یہاں لایا ہے۔ انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ اس نے انہیں یہاں موجود پایا اور وہ اس کی کثرت اور گونگے پن سے متعجب ہوا اور اس نے کہا کہ تمہارا شور کس قدر زیادہ ہے۔ پس وہ ان کو یہاں لانے والا کیسے ہو سکتا ہے اور اس کے اور ذوالمغار کے درمیان کوئی ایسی قوم نہیں جو اس طرح بڑھے پھولے اور یہ قول کہ وہ حمیر میں سے ہیں۔ جو نعمان کی اولاد میں سے ہے یا مضر میں سے ہیں جو قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے جو ایک جھوٹی بات ہے اور اسے علماء اور نسابین کے امام ابو محمد ابن حزم نے باطل قرار دیا ہے اور کتاب الجمہرۃ میں بیان کیا ہے کہ بربر کے بعض قبائل نے ادعا کیا ہے کہ وہ یمن اور حمیر سے ہیں اور بعض بربر بن قیس کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بلاشبہ یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں۔ اور نسابوں نے قیس بن عیلان کے بیٹے بر کے نام کو سمجھا ہی نہیں اور حمیر کے لئے بلاد بربر کی طرف جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ یہ سب مؤرخین یمن کے جھوٹ ہیں اور ابن قتیبہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور جالوت قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے یہ بھی حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ قیس عیلان' معد کی اولاد میں سے ہے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معد بخت نصر کا معاصر تھا اور جب بخت نصر عرب پر مسلط ہو گیا تو یرمیاہ نبی اس کے بارے میں بخت نصر سے خوف محسوس کرتے ہوئے اُسے شام لے گئے اور بخت نصر وہ ہے جس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے تعمیر کرنے کے ۴۵۰ سال بعد تباہ و برباد کیا تھا اور معد بھی حضرت داؤد کے بعد اتنی مدت ہی ہو سکتا ہے پس اس کا بیٹا قیس جالوت کا باپ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو داؤد کا معاصر تھا یہ حقیقت سے حد درجہ دور بات ہے اور خیال میں یہ ابن قتیبہ کی غفلت اور وہم ہے اور حق وہ ہے جو ان کے بارے میں کسی اور چیز پر بھروسے نہیں کرتا اور یہ کنعان بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ پہلے مخلوقات کے انساب میں بیان ہو چکا ہے اور ان کے نام مازیغ ہے اور ان کے بھائی ارکیش اور

فلسطین ہیں اور ان کے بھائی بنوکسیلم بن مصرایم بن حام ہیں اور ان کا بادشاہ جالوت مشہور علامت رکھتا ہے۔ اور ان فلسطینیوں اور بنواسرائیل کے درمیان شام میں قابلِ ذکر جنگیں ہوئیں اور بنوکنعان اور دا کریکش، فلسطین کے پیروکار تھے۔ پس تیرے وہم میں اس کے سوا اور کوئی بات نہ آئے اور یہی بات درست اور صحیح ہے۔ جس سے انحراف نہیں کیا جا سکتا اور عرب نسابین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ بربر کے جن قبائل کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں سوائے ضہاجہ اور کتامہ کے سب بربر میں سے ہیں اور عرب نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ یمنیوں میں سے ہیں۔ اور جب افریقش نے افریقہ سے جنگ کی تو ان کو یہاں اتار دیا اور بربر کے نساب اپنے بعض قبائل کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ لواتہ کی طرح عربوں میں سے ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں اور ہوارہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ سکاسک کے کندہ میں سے ہے اور زناتہ جیسوں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ عمالقہ میں سے ہیں۔ پس انہوں انہیں بنی اسرائیل سے آگے دیکھا اور بعض وقت وہ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ تبابعہ کے بقایا لوگوں میں سے ہیں۔ اور عمارہ' زوادہ اور مکلانہ کے متعلق ان کے تمام نسابوں کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ ان کے قبائل کی تفصیل کے وقت کریں گے مگر یہ سب غیر ثقہ باتیں ہیں اور حق بات وہ ہے جس کی گواہی مواطن اور گو نگے پن نے دی ہے کہ وہ عربوں سے الگ ہیں ہاں عربوں کے نساب اور ضہاجہ اور کتامہ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ عرب ہیں اور میرے نزدیک یہ ان کے بھائیوں میں سے ہیں۔ واللہ اعلم

اب ہم ان کے انساب اور اولیت کے متعلق آخر میں پہنچ چکے ہیں۔ پس ہم ان قبائل کی تفصیل اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انہی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جنہیں حکومت یا شہرت حاصل تھی۔ یا عالم میں ان کی نسل پھیلی اور اُسے اس عہد میں اور اس سے قبل البرانس اور البتر میں شمار کیا گیا اور ہم قبیلہ وار ان کے حالات کو بیان کریں گے جیسا کہ ہم تک ان کے حالات پہنچے ہیں اور ہم ان کا احاطہ کریں گے۔ واللہ المستعان۔

باب: ۱۲

بربر افریقہ اور مغرب میں

افریقہ اور مغرب میں بربریوں کے مواطن کے متعلق

دوسری فصل

اس بات کو سمجھ لیجئے کہ مغرب کا لفظ اپنی اصل وضع کے لحاظ سے اسم اضافی ہے۔ جو اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے مشرق کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو اور مشرق وہ ہے جو مغرب کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو اور کیونکہ عرف ان اسماء کو معین جہات اور مخصوص علاقوں سے مخصوص کرتا ہے اور اہل جغرافیہ کی توجہ زمین کی ہیئت اور اس کے اقالیم کی تقسیم اور اس کی آبادی وخرابی اور اس کے پہاڑوں اور سمندروں اور اس کے اہل کے مساکن کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے بطلیموس اور جاوذ اور صاحب صقلیہ جس کی طرف اس عہد کی مشہور کتاب جو زمین اور ممالک کی ہیئت کے متعلق ہے منسوب ہے۔

مغرب ایک جانب ہے جو جوانب کے درمیان ممیز ہے۔ پس مغرب کی جہت سے اس کی حد بحر محیط ہے جو پانی کا عنصر ہے اور اس کا نام زمین کے منکشف علاقے کے احاطہ کی وجہ سے محیط ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح اس کو زیادہ سبز رنگ ہونے کی وجہ سے بحر اخضر بھی کہتے ہیں نیز اس کو ظلمات بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ سطح زمین ہر سورج سے منعکس ہونے والی شعاعوں کی روشنی اس میں کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ زمین سے دور ہے۔ پس یہ ظلمت والا ہو جاتا ہے اور روشنی کے فقدان کی وجہ سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے جو بخارات کو تحلیل کرتی ہے۔ پس بادل ہمیشہ ہی اس کی سطح پر تہ بہ تہ اور گہرے ہوتے ہیں اور عجمی اسے بحر اوقیانوس کا نام دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اس سے وہی مراد لیتے ہیں جو ہم عنصر سے لیتے ہیں اور اسی طرح اسے بحر البلایہ بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ناپید کنار سمندر ہے جس میں کشتیاں ہوا کے راستوں اور ان کی نیابت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ساحلوں سے حدِ نظر سے دور نہیں جا سکتیں اور محدود سمندروں میں کشتیاں، لوگوں کے بکثرت تجارب کی وجہ سے معروف ہواؤں کے ساتھ چلتی ہیں۔ پس ہوا، اپنی جگہوں سے چلتی ہے اور اس کے چلنے کی جگہ کی حد اس کی سمت میں ہوتی ہے پس ہر ہوا کی حد ان کے نزدیک معروف ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہوا کے ساتھ اس کا چلنا

فلاں جگہ سے ہوگا اور اپنے مقصود اور جیت کے مطابق وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف چلا جائے گا اور یہ بات بڑے سمندر میں مفقود ہوتی ہے۔ پس جب کشتیاں اس میں چلتی ہیں تو بھول جاتی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں اس لئے اس کا سوار دھوکے اور خطرے میں ہوتا ہے پس مغرب کی طرف سے غرب کی حد بحر محیط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس پر بہت سے شہر ہیں جیسے طنجہ' سلا ارموز' انفی اور اسفی اور اسی طرح اس پر مسجدِ ماسہ اور تا کا کا شہر اور بلادِ سوس کے شہر' صت اور نول ہیں اور یہ سب بربر کے مساکن اور ان کے مضافات ہیں۔ اور جہاز' ساحل کے پیچھے سے ساحل نول تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے خطرہ کے سوا آگے نہیں بڑھتے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور شمال کی طرف سے اس کی حد بحر روم ہے۔ اور اس سے بحر محیط متفرع ہوتا ہے۔ جو بلادِ مغرب کے طنجہ اور اندلس کے شہر طریف کے درمیان ایک تنگ خلیج میں چلتا ہے جسے خلیج زقاق کہتے ہیں جس کی چوڑائی آٹھ میل سے کچھ اوپر ہے اور اس پر ایک پل بنا ہوا ہے۔ جس پر سمندر کا پانی چڑھ جاتا ہے۔ پھر یہ بحر روم مشرق کی سمت میں چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سواحلِ شام اور اس کی سرحدوں اور انطاکیہ اور العلایا اور طرسوس اور المصیصہ اور طرابلس اور صوریا اور اسکندریہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بحرِ شام بھی کہتے ہیں اور جب وہ خلیج سے نکلتا ہے تو چوڑائی میں بڑھتا جاتا ہے اور اس کی زیادہ وسعت' شمال کی جیت میں ہوتی ہے اور اس کی یہ وسعت شمال کی طرف مسلسل بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی غایت کو پہنچ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا طول پانچ اور چھ ہزار میل ہے۔ جس میں میورقہ' میرقہ' یاسہ' صقلیہ ' افریطش' سردانیہ اور قبرص کے جزائر پائے جاتے ہیں۔ اور جنوب کی طرف اس کی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سمت سے نکلتا ہے اور پھر چلنے میں مختلف ہو جاتا ہے۔ کبھی جنوب میں دور تک چلا جاتا ہے اور کبھی شمال کی طرف لوٹ آتا ہے اور یہ بات ساحلی ممالک کی عرض بلد میں حائل ہو جاتی ہے اور اس طرح ہوتا ہے کہ عرض بلد' اس کے قطب شمالی کی اس بلندی کو کہتے ہیں۔ جو اس کے اُفق پر ہوتی ہے اور اسی طرح وہ اس بُعد کا نام ہے۔ جو اس کے اہل کے سروں کی سمت اور دائرہ معدل النہار کے درمیان ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ زمین کروی شکل کی ہے اور آسمان بھی اس کے اُوپر اسی طرح ہے اور افق بلد وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں سے دیکھی اور ان دیکھی چیزوں کے درمیان پایا جاتا ہے اور فلک دو قطبوں والا ہے اور جب ان میں سے ایک آبادی کے اوپر بلند ہوتا ہے تو دوسرا اتنا ہی ان سے نیچے ہو جاتا ہے اور زمین کی آبادی زیادہ تر شمال میں ہے اور جنوب میں کوئی آبادی نہیں جیسا کہ اس کا مقام پر اسے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مقابلہ میں قطب شمالی آبادی والوں کے اوپر ہے۔ اور گول چیز کی سطح پر چلنے والا' جب ایک جیت میں دور چلا جاتا ہے۔ تو گول چیز کی سطح اس کے سامنے آ جاتی ہے۔ اور جب تک اس کے بالمقابل آسمان کی سطح ظاہر نہ ہو تو افق پر قطب کے بُعد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ شمال میں دور ہوتا ہے اور جب جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو بعد کم ہو جاتا ہے۔ پس سُبتہ' اور طنجہ جو اس سمندر اور خلیج کی آبنائے پر واقع ہیں۔ ان کا عرض اس کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر سمندر جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو تلمسان کا عرض بن جاتا ہے۔ پس وہ جنوب میں بڑھتا ہے تو دھران کا عرض بنتا ہے جو فاس سے تھوڑا دور ہوتا ہے۔ کیونکہ فاس کا عرض (لج) ہے اور یہی وجہ ہے کہ مغرب اقصیٰ میں آبادی شمال میں مغرب اوسط کی آبادی سے سبتہ اور فاس کے درمیان سے زیادہ چوڑی ہے اور یہ قطر بحر روم کے جنوب کی طرف مڑنے کی وجہ سے سمندروں کے درمیان جزیرہ کی

طرح ہے پھر دھران کے بعد سمندر اپنی سمت سے مڑ جاتا ہے اور یہ تونس اور الجزائر کا عرض بن جاتا ہے۔ جو خلیج زقاق سے نکلنے کے وقت اس کی سمت اوّل کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر یہ شمال میں بڑھتا ہے۔ تو بجایہ اور تونس کا عرض بن جاتا ہے۔ جو غرناطہ مریہ اور مالقہ کی سمت کی مثل ہوتا ہے۔ پھر وہ جنوب کی طرف لوٹتا ہے۔ تو طرابلس اور قابس کا عرض بن جاتا ہے جو سبتہ اور طنجہ کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر یہ جنوب کی طرف بڑھتا ہے۔ تو فاس اور توزر کی مثل برقہ کا عرض بن جاتا ہے۔ پس وہ اسکندریہ کا عرض بن جاتا ہے مگر وہ مراکش اور اغمات کی مثل نہیں ہوتا۔ پھر وہ شمال میں قطانیہ کی طرف سواحل شام میں اپنی سمت کے منتہیٰ کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح جنوبی کنارے میں اس کا اختلاف ہوتا ہے اور ہمیں شمالی کنارے میں اس کے حال کے متعلق علم حاصل نہیں اور سواحل کے ساتھ اس سمندر کا عرض سات سو میل تک بڑھ جاتا ہے یا اسی طرح سواحل افریقہ اور جنوہ کے درمیان ہوتا ہے جو شمالی کنارہ میں ہیں۔ واقعہ مغرب اقصیٰ اور جنوب اوسط سواحل شہر خلیج کے قریب ہیں اور سب کے سب طنجہ سبتہ، بادس، عساسہ، ھنین، دھران، الجزائر، بجایہ، بونہ، تونس، سوسہ، مہدیہ، صفاقس، قابس، طرابلس، سواحل برقہ اور اسکندریہ کی طرح اس کے اوپر واقع ہیں۔ یہ اس بحر روم کا بیان ہے جو شمال کی طرف سے مغرب کی حد ہے اور قبلہ اور جنوب کی جہت کی طرف سے اس کی حدود وہ بھرے بھرے اور جھکے ہوئے پہاڑ ہیں جو بلاد سوڈان اور بلادِ بربر کے درمیان روک ہیں اور عرق کے عرب خانہ بدوش صحرائی لوگوں کی واقفیت کا ذریعہ ہیں اور یہ عرق جنوب کی جہت سے مغرب پر ایک دیوار ہے جو بحر محیط سے شروع ہوتی ہے اور مشرق کی جہت میں ایک ہی سمت سے چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اس سے نیل آملتا ہے جو جنوب سے مصر کی طرف جاتا ہے وہاں پر یہ دیوار ختم ہو جاتی ہے اور اس کا عرض تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہوتا ہے اور مغرب اوسط کی جہت میں اسے پتھریلی زمین آملتی ہے جسے عرب الحمادہ کہتے ہیں جو دوتر سے بلاد ریغ اور اس کے درے جنوب کی جہت میں چلی جاتی ہے اور بعض بلادِ جزیرہ بھی جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں۔ بلاد مغرب میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسے مغرب اقصیٰ کے سامنے بلاد بودہ اور تمنطیت اور مغرب اوسط میں نسابیت اور نیکورارین اور طرابلس کے سامنے غذامس، فزان اور ددان ان میں سے ہر اقلیم آباد مما لک پر مشتمل ہے۔ جو بستیوں اور کھجوروں اور نہروں والے ہیں جن میں سے ہر ایک کی تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ پس لوگ اس عرق سے جنوبی کنارے کی طرف بکثرت چلے گئے۔ جو بعض سالوں میں ضہاجہ کے شامیوں کے میدانوں میں پہنچتے ہیں اور شمالی کنارے میں مغرب کے سفر کرنے والے جنگلی اعراب کے میدان ہیں اور ان سے قبل یہ بربر کے میدان تھے۔ جیسا کہ ہم اس کے بعد جنوب کی جہت سے مغرب کی حد بیان کریں گے اور اس عرق کے علاوہ مغرب پر ایک اور دیوار بھی ہے جو تلول کے قریب ہے اور یہ وہ پہاڑ ہیں جو ان تلول کی سرحدیں ہیں۔ جو بحر محیط کے پاس سے برنیق تک چلے جاتے ہیں جو بلادِ برقہ میں سے ہے وہاں یہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں اور مغرب سے ان کی ابتداء جبالِ درن سے ہوتی ہے اور ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول اور عرق کے درمیانی علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ میدان اور جنگل میں جن کی اکثر پیداوار درخت ہیں اور تلول کے نزدیک بلاد الجرید میں جہاں کھجوریں اور نہریں پائی جاتی ہیں اور ارضِ سوس میں مراکش کے سامنے تردوانت اور قوپان کی بستیاں اور دیگر کھجوروں، نہروں اور کھیتوں والے متعدد آباد شہر پائے جاتے ہیں۔ اور فاس کی جانب سجلماسہ اور اس کی بستیاں اور درعہ کی مشہور بستی پائی جاتی ہے اور تلمسان کی جانب کھجوروں اور نہروں

والے متعدد محلات پائے جاتے ہیں اور تاہرت کی جانب بھی ایسے ہی محلات پائے جاتے ہیں اور اسی طرح مشرق سے مغرب تک آگے پیچھے شہر پائے جاتے ہیں۔ ان سب کے زیادہ قریب جبل راشد ہے۔ جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں پھر بجایہ کی جانب دارکلی کا شہر ہے یہ سنجر کا واحد آباد شہر ہے۔ جس میں بہت کھجوریں پائی جاتی ہیں اور اس کی سمت میں تلول کی بلاد ریغ کے تین سو سے زائد شہر ہیں۔ جو اس وادی کے کناروں پر ترتیب کے ساتھ چلے جاتے ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے اور ان سب شہروں میں کھجوریں' نہریں' بستیاں اور کھیتیاں پائی جاتی ہیں۔ پھر تونس کی جانب بلاد الجرید ہیں۔ جو نفطہ' گوزر اور قفصہ ہیں اور بلاد نفزہ کو بلادِ قسطیلہ کہتے ہیں۔ جو بہت آباد اور متمدن ہیں اور نہروں اور کھجوروں پر مشتمل ہیں پھر سوسہ کی جانب قابس ہے۔ جو سمندر کے کنارے افریقہ کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور یہ ابن غانیہ کا دارالخلافہ تھا۔ جیسا کہ ہم بعد میں اس کا ذکر کریں گے۔ یہ بھی نہروں' کھجوروں اور کھیتوں پر مشتمل ہے پھر طرابلس کی جانب نخزان اور ودان میں متعدد نہروں اور کھجوروں والے محلات ہیں اور ارض افریقہ میں یہ سب سے پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے اس وقت فتح کیا۔ جب حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عمر بن العاص نے ان سے جنگ کی۔ پھر برقہ کی جانب داحات ہیں۔ جن کا ذکر مسعودی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور جنوب کی جیت میں ان کے ماوراء جنگلات اور ریگستان ہیں۔ جہاں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ چراگاہ۔ یہاں تک کہ یہ اس عرق تک جا پہنچتے ہیں۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کے درے متلثمین کے میدان ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ بلاد سوڈان تک پیاس لگانے والے جنگلات ہیں اور ان بلاد اور ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول کی دیوار میں متلون مزاج میدان پائے جاتے ہیں۔ جن کا مزاج' ہوا پانی اور پیداوار کے لحاظ سے کسی تلول کا اور کبھی صحرا کا سا ہوتا ہے اور ان شہروں میں قیروان بھی ہے اور جبل اوراس ان کے وسط میں حائل ہے اور بلاد خفنہ ہیں۔ جہاں الزاب اور التل کے درمیان طنجہ واقع ہے اور اس میں مغرہ اور مسیلہ ہیں اور ان میں السرا ہے اور تلمسان کی جانب جہاں تاہرت ہے اس میں جبل دیر ہے اور فاس کی جانب ان میدانوں میں حائل ہے۔ یہ قبلہ اور جنوب کی جانب سے مغرب کی حد ہے اور مشرق کی جہت اصطلاحات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے۔ اہل جغرافیہ کے عرف میں وہ اہلِ قلزم کا سمندر ہے جو بحر یمن سے نکلتا ہے اور شمال کی سمت اور باغراب کی طرف جاتا ہے اور مغرب کی طرف چلتا چلتا قلزم اور سویز پر جا ختم ہوتا ہے اور وہاں سے ان کے اور بحر روم کی سمت کے درمیان دو دن کے سفر کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے اور سویز اور قلزم اور اس کے بعد مصر سے مشرق کی جانب تین روز کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ان کا نزدیک مغرب کا آخر ہے۔ اور اس میں برقہ اور مصر کے علاقے بھی شامل ہو جاتے ہیں اور مغرب ان کے نزدیک ایک جزیرہ ہے جسے تین طرف سے سمندروں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ آپ اُسے دیکھ رہے ہیں اور اس عہد کے اس علاقے کے باشندوں کے عرف کے مطابق اس میں مصر اور برقہ کے علاقے شامل نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طرابلس اور اس کے ماوراء مغرب کی جیت تک مخصوص ہے اور یہی بات قدیم زمانے دیار بربر اور ان کے مواطن کے متعلق تھی اور مغرب اس سے مشرق کی جانب سے وادیٔ ملویہ سے بحر محیط کے کنارے تک اور مغرب کی جانب سے جبالِ درن تک ہے۔ جو زیادہ تر اہل درن اور ہبر غوطہ اور غمارہ کے المصامدہ کے دیار ہیں اور غمارہ کا آخر طوبیہ میں ہوتا ہے جو عناسہ کے پاس ہے اور ان کے ساتھ صنہاجہ' مضغرہ اور رزاور یہ وغیرہ کے لوگ ہیں۔ جسے غربی جانب سے بحر کبیر

اور شمالی جانب سے بحر روم اور درن جیسے بلند پہاڑ اور مشرق کی جانب سے جبال تازا گھیرے ہوئے ہیں۔ کیونکہ سمندروں کو روکنے کے لئے پیدائش کے اقتضاء کے مطابق پہاڑ سمندر کے قریب ہوتے ہیں اور جبال مغرب کے اکثر باشندے المصامدہ میں سے ہیں اور بعض بعض کہتے ہیں کہ صنہاجہ میں سے ہیں۔ اب باقی رہ گئے مغرب میں ازغا' تامسنا' تادلہ اور دکالہ کے میدان تو انہیں بربریوں کے ان مسافروں نے آباد کیا ہے جو جشم اور ریاح سے وہاں آتے ہیں اور مغرب کے ایک حصے میں ایسی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور وہ حصہ ایک جزیرہ یا ملک کی طرح بن گیا ہے جسے پہاڑ اور سمندر گھیرے ہوئے ہیں اور اس کا دارالخلافہ فاس ہے اور اس میں عظیم دریا گزرتا ہے جو وادئ ام ربیع کے نام سے مشہور ہے اور وہ اتنا بڑا دریا ہے کہ بارشوں میں اس کی وسعت کی وجہ سے اُسے عبور نہیں کیا جا سکتا اور اس کی مد سمندر تک چلی جاتی ہے اور قریباً ستر میل تک پہنچتی ہے اور وہ ازبور کے نزدیک بحر کبیر میں جا گرتا ہے اور اس کا منبع جبل درن میں ہے جہاں سے یہ دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور درعہ کے کھجوروں والے علاقے سے گزرتا ہے جو نیل کے پودوں کو اس کے درخت سے نکالنے کی صنعت سے مخصوص ہے اور اس علاقے میں کھجوروں والے محل ہیں۔ جو دامنِ کوہ میں بنائے گئے ہیں۔ پھر یہ دریا بلاسوس کی طرف جا کر ریگستان میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور دریائے ملویہ' مغرب اقصیٰ کے آخر میں ہے اور یہ ایک عظیم دریا ہے۔ جس کا منبع زازی کے سامنے کے پہاڑوں میں ہے اور یہ غاسہ کے پاس بحر روم میں جا گرتا ہے اور اس کے کنارے دیار مکناسہ ہیں۔ جو قدیم سے ان کے نام سے معروف ہیں اور اس دور میں اس جگہ پر زناتہ کی دیگر قومیں دریا کے بالائی حصے تک محلات میں رہتی ہیں اور ان کے پڑوس اور دیگر نواح میں بربر قومیں رہتی ہیں۔ جن میں سے سب سے مشہور طالسہ ہیں جو مکناسہ کے بھائی ہیں اور اس دریا کے دہانہ سے ایک اور دریا نکلتا ہے۔ جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور عرق کو اس کی سمت سے مُطع کرتا ہوا البردہ تک پہنچ جاتا ہے اور پھر اس کے بعد تمیطت تک جاتا ہے اور اس دور میں اسے کبیر کہتے تھے اور اس پر محلات بھی تھے۔ پھر یہ جنگل میں جا گرتا ہے اور اس کے جنگلوں میں چلتا چلتا اس کے ریگستان میں گھس جاتا ہے۔

اور بودہ کے مشرق میں جو عرق کے ماوراء ہے۔ تساپسبت کے صحرائی محل ہیں اور تساپسبت کے مشرق میں جنوب تک نیکورارین کے محلات ہیں۔ جو ایک وادی میں تین سو سے زائد ہیں۔ پس وہ وادی مغرب سے مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور اس میں زناتہ کی اقوام آباد ہیں اور مغرب اوسط' زیادہ تر دیار زناتہ کا مقام ہے۔ جو مغراوہ اور بنی قزون کا مقام تھا اور ان کے ساتھ یدلونہ' مغیلہ' کومیہ' مطفرہ' اور مطماطہ رہتے تھے۔ پھر ان کے بعد وہ بنی دماتو اور بنی یلومی کا مقام بنا۔ پھر بنی عبدالواد اور توجین کا ٹھکانہ بنا جو بنی مدین سے تھے اور اس عہد میں اس کا دارالخلافہ تلمسان تھا اور مشرق کی جانب سے اس کے پڑوسی بلادِ صنہاجہ میں سے الجزائر' متیجہ اور المریہ اور بجایہ کے آس پاس کے علاقے تھے اور اس عہد کے تمام قبائل زغبی عربوں میں سے مغلوب تھے اور بنی واللیل کی وادی شلف سے ایک بڑا دریا گزرتا تھا۔ جس کا منبع بلاد صحرا میں بلدِ راشد میں تھا اور اس عہد میں التل میں داخل ہو جاتا ہے اور جو بلادِ حصین میں سے ہے۔ پھر وہ مغرب کی طرف چلا جاتا اور اس میں مغرب کی دوسری وادیاں مینان وغیرہ جمع ہو جاتیں۔ یہاں تک کہ وہ مستغانم اور کلمیشن کے درمیان بحرِ روم میں جا گرتا ہے اور اس

کے دہانے سے ایک اور بڑا دریا پھوٹتا ہے جو جبل راشد سے مشرق کی طرف چلا جاتا اور الزاب سے گزرتا ہوا توزر اور نفزادہ کے درمیان شبخہ میں جا گرتا اور اس دریا کا نام وادی شدی تھا۔

اور بلاد بجایہ اور قسطنطنیہ یہ زوادہ' کتامہ' محیسہ اور ہوارہ کے مقام تھے اور آج کل یہ عربوں کے دیار ہیں۔

اور تمام افریقہ' طرابلس تک مفتوح میدان تھے۔ جو نفزادہ' بنی یفرن اور نفوسہ اور بربریوں کے لاتعداد قبائل کے دیار تھے اور ان کا دارالخلافہ قیروان تھا اور یہ اس عہد میں سُلیم کے عربوں کے میدان ہیں اور بنی یفرن اور ہوارہ ان کے ماتحت ہیں۔ جو ان کے ساتھ ہی بدوی بنے اور عجمیوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبانیں بولنے لگے اور تمام حالات میں ان کے شعار کو اپنانے لگے اور اس عہد میں ان کا دارالخلافہ تونس تھا اور اس میں سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے جو وادی مجرد کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں وہاں کی دیگر وادیاں بھی جمع ہو جاتی ہیں اور تونس کے مغرب سے ایک دن کے فاصلے پر بزرت مقام پر وہ بحر روم میں جا گرتا ہے اور برقہ کے شہر تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے اور لواتہ اور ہوارہ اور دیگر بربریوں کا مقام ہونے کے بعد وہ دوبارہ عربوں کی جولانگاہ بن گیا ہے اور بعدہ زدیلہ اور برقہ کی طرح تجارتی شہر اور خوبصورت محلات تھے۔ پس اب وہ دوبارہ ویرانہ اور جنگل بن گئے ہیں۔ گویا کبھی یہ آباد ہی نہ تھے۔ واللہ اعلم

باب: ۱۳

بربر اقوام کے فضائل

اس قوم کے قدیم وجدید لوگوں کے ان انسانی فضائل اور شریفانہ خصائص کا تذکرہ جن کی وجہ سے وہ ملک و سلطنت کی بلندیوں تک پہنچے

ہم نے بربر قوم کے حالات' وفورِ تعداد اور کثرتِ قبائل و اقوام اور اس کے علاوہ ہزاروں سال سے بادشاہوں اور حکومتوں کے ساتھ ان کے مقابلوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے شام میں بنی اسرائیل کے ساتھ جنگیں کیں۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے۔ نیز انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ہراول دستوں سے جنگ کی پھر وہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے معین و مددگار بن گئے اور اسلام سے قبل اور بعد جبل اوراس میں لوہی کاہنوں کی قوم کو عزت وحکومت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ عرب ان پر غالب آ گئے اور مکناسہ نے بھی پہلے مسلمانوں کی پیروی کی۔ پھر انہوں نے ان کو ردکر دیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی جانب اکٹھا کر دیا اور انہوں نے عقبہ بن نافع کے آگے فرار اختیار کیا پھر ہشام کے ہراول دستے ارضِ مغرب میں ان پر غالب آ گئے۔

ابن ابی زید کا بیان ہے کہ بربر نے افریقہ میں بارہ دفعہ ارتداد اختیار کیا اور ہر دفعہ مسلمانوں سے جنگ کی اور موسیٰ بن نصیر کے زمانے سے قبل ان کا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور انہوں نے صحرا میں جو شہر اور سجلماسہ میں جو قلعے اور توات اور بخورارین اور تیجح اور مصاب اور دارکل اور بلادِ ریقہ اور الزاب اور نفزادہ اور الحمہ اور غدامس میں جو محلات بنائے ان کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے جنگیں کیں اور حکومتیں حاصل کیں اور پانچویں صدی میں افریقہ میں ان کے اور بنی ہلال کے عربوں کے درمیان جنگیں ہوئیں اور انہیں آل حماد کی حکومت

کے ساتھ قلعہ میں اور ملتونہ کے ساتھ قلمسان اور تاہرت میں جو موالات اور انحراف تھا اور آخر یہ بنو یادین موحدین اور ان کے دستوں کی مدد سے بلادِ مغرب میں اُن پر غالب آ گئے اور بنی مرین نے عبدالمؤمن کے قبیلے پر چڑھائی کرنے کے لئے جو کارنامے دکھائے یہ تمام واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ قوم زمانے پر غالب رہی ہے اور ان سے خوف کھایا جاتا رہا ہے اور یہ سخت جنگجو اور بکثرت تعداد والی ہے اور اقوامِ عالم میں سے عربوں' رومیوں' ایرانیوں اور یونانیوں کی مددگار رہی ہے لیکن جب اسے فنا نے آ لیا اور حکومت سلطنت کی خوشحالی جو انہیں بار بار ملتی رہی۔ اس نے انہیں معدوم کر دیا تو ان کی جمعیت کم ہوگئی اور قبائل فنا ہو گئے اور وہ حکومتوں کے خادم اور ٹیکس کے غلام بن گئے اور بہت سے لوگوں نے اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہونے کو بُرا خیال کیا۔ وگرنہ جیسا کہ میں نے سنا ہے فتح کے وقت یہ اور بہ کا امیر کسیلہ تھا اور زناتہ بھی ایسے ہی تھے۔ یہاں تک کہ ان کے امیر وزمار بن مولات کو قید کر کے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کے پاس لایا گیا اور اس کے بعد ہوارہ اور ضہاجہ اور ان کے بعد کتامہ نے مغرب و مشرق میں حکومتیں قائم کیں اور بنو عباس وغیرہ سے ان کے گھروں میں جنگیں کیں۔

فضائل انسانی: اب رہا ان کا فضائل انسانی سے آراستہ ہونا اور خصائلِ حمیدہ میں رغبت کرنا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں جو کریمانہ اخلاق ودیعت کئے تھے وہ اقوام کے درمیان شرف و رفعت کا زینہ اور مخلوق سے مدح و ثناء کے حصول کا ذریعہ تھے جیسے پڑوسی کی عزت کرنا' مہمان کی حفاظت کرنا' عہد کا پاس کرنا' ذمہ داری کا خیال رکھنا' اچھے کاموں پر ڈٹ جانا' مصائب میں ثابت قدم رہنا' عیوب سے چشم پوشی کرنا' انتقام سے بچنا' مسکین پر رحم کرنا' بڑوں سے نیکی کرنا' اہل علم کی توقیر کرنا' لوگوں کا بوجھ اٹھانا' غریب پروری کرنا' مہمان نوازی کرنا' مصائب پر مدد کرنا' بلند ہمت ہونا' ظلم سے انکار کرنا' حکومتوں اور مصیبتوں سے نبرد آزما ہونا اور دین کی نصرت میں جانوں کا بیچ دینا۔ ان باتوں میں ان لوگوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ جنہیں خلف نے سلف سے نقل کیا ہے اگر وہ کہیں لکھے ہوتے تو قوموں کے لئے نمونہ ہوتے اور تیرے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ان اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے اور ان کے لیڈر ان کے باعث سب پر فائق تھے اور قبض و بسط کی حالت میں مخلوق ہیں۔ ان کے احکام نافذ ہوئے اور طبقہ اولیٰ میں ان کے مشاہیر فلکین بن زیری ضہاجی جو افریقہ میں عبیدیوں کا عامل تھا اور محمد خزری اور اس کا بیٹا الخیر اور عروبہ بن یوسف کتامی جو عبداللہ شیعی کی دعوت کا قائم کرنے والا اور شاہِ ملتونہ یوسف بن تاشفین اور شیخ الموحدین اور صاحب الامام المہدی عبدالمؤمن بن علی تھے اور طبقہ ثانیہ میں ان کے عظیم آدمی' جو ان کی حکومتوں کے درمیان جھنڈے کی طرف سبقت کرنے والے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں اپنی حکومت کے لئے معاہدے کرنے والے تھے۔ یعقوب بن عبدالحق سلطان بن بنی مرین اور یغمراسن بن زیان سلطان بنی عبدالواد اور محمد بن عبدالقوی اور وزمار جو بنی توجین کا بڑا آدمی تھا اور ثابت بن مندیل امیر مغراوہ اصل شلف اور وزمار بن ابراہیم جو بنی راشد کا لیڈر تھا۔ جو اپنے زمانے میں اپنی عزت کی بنیاد رکھنے اور اپنی قوم کو اس کے مطابق تیار کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ کرتے تھے اور وہ ان خصائل میں بڑے راسخ اور تجربہ کار تھے اور حکومت سے قبل اور بعد ان کے واقعات مشہور ہو چکے تھے اور بربریوں اور دوسرے لوگوں سے نقل کے لحاظ سے صحت و شہرت میں تواتر کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

اور احکام شریعت کے قائم کرنے اور ان پر عمل کرنے اور دین کی مدد کرنے کے بارے میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کتاب اللہ کے معلم تیار کیے اور فرائض کے متعلق فتوے پوچھے اور اپنے صحراؤں میں ائمہ نماز کی پیروی کی اور اپنے قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کو قرآن پڑھایا اور فقہ کے حاملین کو اپنے قضایا میں حکم بنایا اور سمندر میں جہاد کے لئے بہترین چھاؤنی ڈالی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو بیچا اور دشمن سے جہاد کیا۔ یہ باتیں ان کے رسوخ ایمان اور صحتِ اعتقاد اور دیانت کی پختگی پر دلالت کرتی ہیں اور ان کی عزت کا مدار اور ان کی حکومت وسلطنت کی طرف لے جانی والی ہیں اور اس کام میں ان کے سرخیل یوسف بن تاشفین اور عبدالمومن بن علی اور ان کے بیٹے اور پھر ان کے بعد یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے تھے اور انہیں علم وجہاد کے متعلق انتظام کرنے' مدارس بنانے' زوایئے تیار کرنے اور بڑاؤ بنانے اور سرحدوں کو بند کرنے اور خدا کی راہ میں مال وجان کے قربان کرنے اور اہل علم سے ملاقات کرنے اور اپنی مجالس میں انہیں بلند مقام دینے اور شریعت کی پیروی میں ان سے گفتگو کرنے اور احکام اور جنگوں اور انبیاء کی سیرتوں اور اولیاء کے حالات کے مطالعہ کرنے میں ان کے ارشادات کی اطاعت کرنے اور ان کو مجالس احکام کے سامنے پڑھنے اور مظلوموں کی شکایت سننے اور رعایا سے انصاف کرنے اور ظالموں کو مارنے اور اپنے گھروں کے صحن میں مسجدیں بنانے اور اپنے شدید اختلاف میں انہیں نمازوں اور تسبیحات سے آباد کرنے اور صبح وشام کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور مسلمانوں کی سرحدوں کو مضبوط کرنے اور فوجوں کو تیار کرنے اور بے شمار احوال کو خرچ کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا اور یہ تمام امور اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے بہت کارنامے چھوڑے اور ان میں فوارق کا وقوع اور کاملین کا ظہور اس لئے تھا کہ ان میں پاکیزہ نفس محدث اولیاء اور وہبی علوم کے مالک موجود تھے اور تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اور کاہن جو پیدائشی طور پر اسرار غیبیہ اور خارق عادت اور عجیب وغریب باتوں کی اطلاع دیتے تھے۔ موجود تھے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس نے انہیں تمام کمالات اور خوبیوں سے نوازا اور ان میں متفرق خواصِ انسانی کو جمع کر دیا اور جب یہ باتیں ان کے واقعات میں نقل ہوتی ہیں تو عجائبات کا وہم پیدا کر دیتی ہیں اور ان کے مشاہیر حاملین علم میں سے سعید بن داسول تھا جو بنی مدراء کا جدّ تھا۔ جو سجلماسہ کے بادشاہ تھے۔ اس نے تابعین کو پایا اور عکرمہ مولیٰ عباس سے علم حاصل کیا۔ حمید بن عریب نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان میں ابو یزید مخلد بن کمیداد الیفرنی صاحب الحمار بھی تھا۔ جس نے ۳۰۲ھ میں شیعہ کے خلاف خروج کیا اور خارجیوں کا مذہب اختیار کیا اور اس نے توزر میں اور اس کے مشائخ سے فتویٰ کا علم حاصل کیا اور خوارج میں سے اضافیہ کے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ پھر وہ عمار الاعمیٰ الصفری النکار سے ملا اور اس سے ان کے مذاہب کو سمجھا اور سعادت کے باعث ان سے نکل گیا اور اس کے باوجود اُسے اس قوم میں بڑی شہرت حاصل ہے جس سے بے اعتنائی نہیں کی جاسکتی اور ان میں منذر بن سعید بھی تھا۔ جو قرطبہ میں قاضی الجماعۃ تھا اور دلہاصہ اور پھر سوماتہ کے سفر کرنے والوں میں تھا۔ اس کی پیدائش ۳۱۰ھ میں اور وفات ۳۸۳ھ میں ہوئی اور یہ البتر میں سے تھا جو مادغس کی اولاد میں سے تھا اور عبدالرحمٰن ناصر کے زمانے میں فوت ہو گیا اور ان میں ابو محمد ابی زید علم الملۃ بھی تھا جو نفزہ میں سے تھا اور اسی طرح ان میں علمائے نسب وتاریخ اور دیگر علوم وفنون کے ماہر بھی تھے اور زمانہ کے مشاہیر میں سے موسیٰ بن صالح عمری بھی تھا۔ جو سب میں سے مشہور و

معروف تھا اور ہم نے شعوب زناتہ میں سے غمرہ کے ذکر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر چہ ہمیں اس کے دین کے متعلق صحیح حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ مگر وہ اس قوم کے ان محاسن سے آراستہ تھا۔ جو خواص انسانی کے پائے جانے پر شاہد ہیں۔ جیسے ولایت و کہانت اور علم وسحر اور یہ بھی مخلوق کے کارناموں کی ایک نوع ہے۔ اس قوم کے لوگوں کا بیان ہے کہ یعلی بن محمد الیفرانی کی بہن کے ہاں بغیر باپ کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام انہوں نے کلمام رکھا اور اس کی شجاعت کے خارق عادات واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اسے اللہ کی طرف سے وہبی طور پر ملے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص کیا تھا اور ان میں سے اس کے خاندان کے کسی آدمی کو شریک نہ کیا تھا اور بعض وقت ان کے خواص اس واقعہ کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اور قدرت نے اس قسم کے واقعات کا جو دائرہ وسیع کیا ہے۔ اس سے بیگانہ رہتے اور وہ نقل کرتے ہیں کہ اس عورت نے کسی درندے کے ساتھ فعل کرنے کے بعد عین حامیہ میں غسل کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اسے حمل ہو گیا تھا اور وہ وہاں پر لوگوں کے ساتھ آیا کرتی تھی اور لوگ بھی وہاں جایا کرتے تھے اور وہ دیکھتے کہ وہ اس کے چاٹے ہوئے کے بقیہ سے حاملہ ہوگئی اور وہ اس مولود کو بہادری کی وجہ سے شیر کا بچہ کہا کرتے تھے اور اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں اگر ناقلین اخبار اس طرف توجہ کرتے تو کئی دفتر بھر جاتے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ انہوں نے حکومتوں اور سلطنتوں کی بنیاد رکھی۔ جن کا اب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

بربر اقوام

کے حالات میں یہ چوتھی فصل ہے جس میں فتح اسلامی سے قبل اور اس کے بعد بنی اغلب کی حکومت تک بیان ہے

جیسا کہ تاریخ افریقہ اور مغرب میں یہ بات مشہور ہے کہ بربر قوم کے قبائل و شعوب شمار سے زیادہ ہیں اور ان کے ارتداد اور جنگوں کے واقعات میں ابن ابی الرقیق سے نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ بن نصیر نے سعوم کو فتح کیا۔ تو ولید بن عبدالملک کی طرف لکھا کہ اس نے تمہارے لئے ایک لاکھ آدمیوں کو قیدی بنایا ہے۔ تو ولید بن عبدالملک نے اُسے لکھا میرے خیال میں یہ تیرا ایک جھوٹ ہے اور اگر تو اس بات میں سچا ہے تو امت کا محشر ہے اور ہمیشہ ہی بلادِ مغرب طرابلس تک ملکہ اسکندریہ تک اس قوم سے آباد رہے ہیں۔ جو بحر روم اور بلادِ سوڈان کے درمیان ان زبانوں سے رہ رہی ہے۔ جن کا آغاز اور اس سے ماقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا اور ان کا دین مجوسی تھا اور مشرق اور مغرب کے تمام عجمیوں کا یہی حال ہوتا ہے ہاں بعض وقت وہ غالب آنے والی اقوام کا دین اختیار کر لیتے ہیں۔ کیونکہ عظیم حکومتوں کی اقوام ان پر غالب آجاتی تھیں اور کئی دفعہ یمن کے بادشاہوں نے اپنے مقامات سے ان سے جنگ کی جیسا کہ ان کے مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ پس وہ ان کے غلبہ

سے عاجز آ گئے اور ان کے دین کو اختیار کر لیا۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ حمیر نے یمانی قبائل کے ساتھ مغرب پر سو سال حکومت کی اور اسی نے افریقہ اور مقلیہ کے شہر بنائے اور مؤرخین نے افریقش صیفی جو تبابعہ میں سے تھا۔ مغرب کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ جیسا کہ ہم روم کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور انہوں نے سمندر کے باعث اس کے قریبی سبزہ زاروں میں عظیم الشان شہر بنائے۔ جن کے آثار اس عہد تک باقی ہیں۔ جیسے سبطلہ' جلولا' مرناق' طاقہ اور زنانہ وغیرہ جنہیں عرب مسلمانوں نے پہلی فتح کے موقع پر غالب آ کر تباہ و برباد کر دیا اور انہوں نے اس وقت جس چیز کی بھی عبادت کی جاتی تھی۔ اس کا دین اختیار کر لیا۔ حالانکہ وہ عیسائی تھے اور انہوں نے ان سے مصالحت کی اور خوشی سے انہیں ٹیکس ادا کیا اور بربریوں کو الضواحی کو مماثل شہروں کے پیچھے بڑی طاقت' قوت' تیاری' بادشاہ' رؤسا' امرا اور سردار حاصل تھے۔ جن کا قصد نہیں کیا جاتا تھا اور نہ ہی رومی اور افرنجی ان کے میدانوں میں انہیں زک پہنچا سکتے تھے اور یہ بڑی دکھ دہ بات تھی اور اسلام نے ان کی مملکت میں ان پر حملہ کیا۔ رومہ پر غالب آ گئے اور وہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ہرقل کو ٹیکس دیا کرتے تھے۔ جیسے مقوش جو اسکندریہ برقہ اور مصر کا حکمران تھے اُسے ٹیکس دیا کرتے تھے اور جیسے طرابلس' لبدہ اور صبرہ کا حکمران اور صقلیہ کا حکمران اور اندلس کا حکمران جو الغوط میں سے تھا۔ اُسے ٹیکس دیتے تھے اور جب رومی ان سب اقوام پر غالب آئے۔ تو انہوں نے نصرانی دین کو اختیار کیا اور فرنجہ وہ لوگ ہیں جو افریقہ کے حکمران بنے اور رومیوں کو اس حکمرانی میں سے کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ بلکہ سب کچھ افرنجی فوج کو حاصل تھا اور فتوحات کی کتب میں رومیوں کا جو ذکر فتح افریقہ کے متعلق سنا جاتا ہے۔ یہ باب تغلیب میں سے ہے۔ کیونکہ عرب ان دنوں افرنج سے واقف نہ تھے اور وہ شام میں رومیوں کے ساتھ اور کسی سے نہیں لڑے پس انہوں نے خیال کیا کہ وہی نصرانی قوموں پر غالب ہیں اور عربوں سے واقعات کو ہو بہو اسی طرح نقل کر دیا گیا پس فتح کے وقت قتل ہونے والا گریگورا افرنجی تھا۔ رومی نہیں تھا۔ اسی طرح وہ لوگ جو افریقہ میں تھے۔ بربریوں پر غالب تھے اور ان کے شہروں اور قلعوں میں اترے ہوئے تھے۔ وہ افرنجی تھے۔ اسی طرح بعض اوقات ان بربریوں نے یہودیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے بنی اسرائیل سے اس وقت لیا جب شام کے قریب ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان کا بادشاہ بھی انہی میں سے تھا۔ جیسے عربوں کی پہلی فتح کے وقت اہل جبل اور اس کا قبیلہ جرأت عرب کا مقتول تھا۔ یا جیسے نفوسہ جو افریقی بربریوں میں سے تھا اور فندلاوۃ' مدیونہ' بہلولہ اور غیاشہ تھے اور بنو بازار مغرب اقصیٰ کے بربریوں میں سے تھے۔ یہاں تک کہ ادریس الاکبر انساجم نے جو بنی حسن بن حسن سے تھا۔ مغرب میں تمام باقی ماندہ ادیان وملل کو ختم کر دیا۔ پس اسلام سے قبل افریقہ اور مغرب میں بربر' افرنجی بادشاہ کے ماتحت تھے اور دین نصرانیت پر تھے اور رومیوں کے ساتھ متفق تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کہ فتح ہوئی اور مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں ۲۹ھ میں افریقہ پر حملہ کیا اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو بنی عامر بن لوی سے تھا ان پر غالب آ گیا۔ پس جریر نے جو ان دنوں افریقہ میں فرنجی بادشاہ تھا۔ ان تمام فرنجیوں اور رومیوں کو جمع کیا۔ جو شہروں میں رہتے تھے اور مضافات سے بربریوں اور ان کے بادشاہوں کو اکٹھا کیا اور وہ طرابلس اور طنجہ کے درمیان کے علاقے کا بادشاہ تھا اور اس کا دارالسلطنت سبیطلہ تھا پس وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے آئے اور مسلمان ان دنوں بیس ہزار تھے اور عربوں نے انہیں شکست دی اور سبیطلہ کو فتح کیا

اور اُسے تباہ و برباد کر دیا اور ان کے بادشاہ گریگور کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال اور بیٹیوں کو غنیمت میں دیا۔ جن میں سے گریگور کی بیٹی اس کے قاتل عبداللہ بن زبیر کو ملی۔ کیونکہ مسلمانوں نے شکست دینے کے بعد اس سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اُسے ملے گی۔ پس وہ فتح کی خبر لے کر خلیفہ اور مسلمانوں کی جماعت کے پاس مدینہ میں پہنچا اور یہ سب واقعہ مذکور و مشہور ہے اور وہ فتح کی خبر لے کر افریقہ کے قلعوں کی طرف گیا اور مسلمان غارت گری کرتے ہوئے میدانوں میں چلے گئے اور ان کے اور الضواحی کے بربریوں کے درمیان معرکہ آرائی قتلام اور قیدی بنانے کے واقعات ہوئے یہاں تک کہ ان دنوں ان کی قید میں ان کا بادشاہ وزمار بن صقلاب بھی آیا۔ جو بنی حزر کا جدّ ہے اور وہ ان دنوں مخوارہ اور دیگر زناتہ کا امیر تھا۔ مسلمانوں نے اُسے حضرت عثمان بن عفان کے حضور پیش کیا۔ تو وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔ تو آپ نے اس پر احسان کیا اور آزاد کر دیا اور اسے اس کی قوم کا امیر بنا دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے پاس آیا تو اس وقت مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور فرنجیوں نے صلح کی پناہ لی اور انہوں نے ابن سرح کے لئے سونے کے تین سو قنطار کی پیشکش کی کہ وہ عربوں کو ان کے علاقے سے لے کر کوچ کر جائے پس اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان مشرف کی طرف لوٹ آئے اور اسلامی فتنوں میں ملوث ہو گئے۔ پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان پر اتفاق ہو گیا اور معاویہ بن خدیج السکرنی نے ۴۵ھ میں مصر سے افریقہ کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی اور شاہ روم نے قسطنطنیہ سے سمندر میں انہیں روکنے کے لئے فوج بھیجی مگر کوئی بات نہ بنی اور عربوں نے سارے اجسم میں انہیں شکست دے دی اور جبولا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور معاویہ بن حدیج مصر کی طرف واپس آ گیا۔ پس معاویہ بن ابی سفیان نے اس کے بعد افریقہ پر عقبہ بن نافع کو حکمران بنا دیا پس اس نے قیروان کی حد بندی کر دی اور فرنجیوں کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ قلعوں کی طرف چلے گئے اور بربری اس کے مضافات میں باقی رہ گئے۔ یہاں تک کہ یزید بن معاویہ حکمران بن گیا۔ تو اس نے افریقہ پر ابوالمہاجر مولیٰ کو گورنر مقرر کیا اور ان دنوں بربر کی سرداری اروبہ بن کسیلہ بن لزم کو حاصل تھی۔ جو البرانس کا سردار تھا اور اس کا مددگار سکردید بن رومی بن ماروت تھا جو اروبہ میں سے تھا اور نصرانی تھا۔ پس یہ دونوں فتح کے آغاز میں ہی مسلمان ہو گئے۔ پھر ابوالمہاجر کی حکمرانی کے وقت مرتد ہو گئے اور ان دونوں کے پاس البرانس اکٹھے ہو گئے اور ابوالمہاجر جنگ کے لئے ان کی طرف گیا اور عیون تلمسان پر اترا۔ پس انہیں شکست دی اور کسیلہ کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا اور کسیلہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر ابوالمہاجر کے بعد عقبہ آیا تو اس نے ابوالمہاجر کے اصحاب پر غصے کی وجہ سے اُسے ایک طرف ہٹا دیا۔ پھر اس نے ماغانہ اور ملیس کی طرح افرنجہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بربر کے بادشاہوں نے الزاب اور تاہرت میں اس کا مقابلہ کیا۔ پس اس نے انہیں فوج در فوج دبا کر رکھ دیا اور مغرب اقصیٰ میں داخل ہو گیا اور غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان دنوں ان کا امیر بلیان تھا پھر وہ ولی اور جبال درن کی طرف آ گیا اور المصامدہ کو قتل کیا اور اس کے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں اور انہوں نے جبال درن میں اس کا محاصرہ کر لیا اور زناتہ کی فوجیں ان کے مقابلہ میں گئیں جو مغراوہ کے اسلام لانے کے وقت سے خالص اسلامی فوجیں ملیں۔ پس انہوں نے عقبہ سے المصامدہ کو ہٹا دیا اور خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کی اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ لشامی ضہاجہ سے لڑنے کے لئے بلادِ سوس کے درے مسوفہ سے لڑا اور ان کا انتظام

کیا اور وا پس آ گیا اور اس دوران میں کسیلہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی قید میں تھا۔ پس جب وہ سوس سے واپس آیا تو اس نے قیروان کی طرف فوجوں کو بھیجا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ باقی رہ گیا اور اس نے کسیلہ اور اس کی قوم کے ساتھ مراسلت کی تو انہوں نے گواہ بھیجے اور اس موقع کو غنیمت جانا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور کسیلہ پانچ سال تک افریقہ کا بادشاہ بن گیا اور قیروان میں اترا اور جو صاحب اولاد اور بوجھ والے لوگ عربوں سے باقی رہ گئے تھے۔ انہیں امان دے دی اور بربریوں پر اس کی بادشاہی گراں گذری اور عبدالملک کی حکومت میں قیس بن زہیر عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ٦٧ھ میں جنگ کرنے کے لئے آیا اور کسیلہ نے اس کے لئے باقی ماندہ بربریوں کو جمع کیا اور قیروان کے نواح میں فوج کے ساتھ اس سے نبرد آزما ہوا۔ فریقین کے درمیان سخت معرکہ ہوا پھر بربر شکست کھا گئے اور کسیلہ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ بے شمار لوگ بھی قتل ہوئے اور عربوں نے محفہ اور ملویہ تک اس کا تعاقب کیا اور اس جنگ میں بربریوں نے فخر کیا اور ان کے سوار اور جوان فنا ہو گئے اور ان کی شوکت ختم ہو گئی اور فرنجہ کی حکومت کمزور پڑ گئی اور بربر' زہیر اور عربوں سے سخت ڈر گئے اور انہوں نے قلعوں میں پناہ لے لی۔ پھر اس کے بعد زہیر نے دھمکی دی اور مشرق کی طرف لوٹ آیا اور برقہ میں شہید ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور افریقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور بربریوں میں افتراق پیدا ہو گیا اور ان کی حکومت سرداروں میں بٹ گئی۔ ان دنوں ان سب سے عظیم الشان کی حامل کاہنہ دھیا بنت مانیہ بن شیفان تھی جو جبل اوراس کی ملکہ تھی اور اس کی قوم جرادہ تھی۔ جو التبر کے بادشاہ اور لیڈر تھے۔ پس عبدالملک نے حسان بن نعمان غسانی کی طرف اپنے عامل مصر کو بھیجا کہ وہ جہاد افریقہ کو جائے اور اُسے مدد بھی بھیجی۔ پس وہ ٧٩ھ میں افریقہ کی طرف گیا اور ثروان میں داخل ہو گیا اور قرطاجنہ سے جنگ کی اور اُسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس میں جو افرنجی باقی رہ گئے تھے وہ صقلیہ اور اندلس کی طرف چلے گئے۔ پھر اس نے بربریوں کے سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق پوچھا اور انہوں نے اُسے کاہنہ اور اس کی قوم جرادہ کے متعلق بتایا تو وہ اس کی طرف گیا اور وادی مسکیانہ میں اترا۔ وہ بھی اس کے مقابلہ میں آئی اور شدید جنگ ہوئی پھر مسلمان شکست کھا گئے اور بہت سی مخلوق ماری گئی اور خالد بن یزید قیسی قید ہو گیا اور کاہنہ اور بربر مسلسل حسان اور عربوں کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کو قابس کی عملداری سے نکال دیا اور حسان طرابلس کی عملداری میں آ گیا تو اُسے قیام کرنے کے متعلق عبدالملک کا خط ملا تو اس نے اقامت اختیار کر لی اور اپنا محل بنایا اور اس عہد سے واقفیت حاصل کی پھر کاہنہ اپنی جگہ پر واپس آ گئی اور اپنے اسیر خالد سے عہد کیا کہ وہ اس کی بیٹی کے ساتھ دودھ پیئے اور وہ افریقہ اور بربر میں پانچ سال حکمران رہی۔ پھر عبدالملک نے حسان کو مدد بھیجی۔ تو وہ ٧٤ھ میں افریقہ واپس آیا اور کاہنہ نے تمام شہروں اور جاگیروں کو تباہ کر دیا اور طرابلس سے طنجہ تک متصل بستیوں میں یہ ایک ہی پناہ تھی اور بربریوں کو یہ بات شاق گزری۔ تو انہوں نے حسان سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور اس نے ان میں تفرقہ پیدا کرنے کی راہ پالی اور وہ اس کے مقابلہ میں گیا اور وہ بربریوں کی ایک فوج میں تھی۔ پس بربریوں نے شکست کھائی اور کاہنہ جبل اوراس کے ایک پوشیدہ مقام پر قتل ہوئی جو اس عہد میں معروف تھا اور بربریوں نے اسلام اور اطاعت پر امان طلب کی اور یہ کہ ان میں سے بارہ ہزار مجاہدین اس کے ساتھ ہوں گے۔ پس انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور اسلام لے آئے اور اس نے کاہنہ کے بڑے بیٹے کو اس کی قوم جرادہ اور جبل اور

اس کا سردار بنا دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی اطاعت اختیار کی ہے اور اس کے پاس جا کر اس کی بیعت کی ہے اور کاہنہ نے اس کے متعلق شیاطین کے اشاروں سے لوگوں کو یہ بات بتا دی۔

اور حسان قیروان کی طرف واپس آ گیا اور رجسٹر لکھے اور بربریوں سے خراج پر صلح کی اور افریقی عجمیوں اور بربر اور البرانس میں سے نصرانیت پر قائم رہنے والوں پر خراج عائد کیا اور افریقہ اور مغرب کے متعلق بربریوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خالی ہو گئے اور موسیٰ بن نُصیر افریقہ کا حکمران بن کر قیروان کی طرف آیا اور اس نے اس کے اختلاف کو دیکھا اور وہ دور کے عجمیوں کو قریب کے عجمیوں کی طرف لاتا اور اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور مغرب پر غالب آ گیا اور بربریوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے طنجہ پر طارق بن زیاد کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ ۲۷ ہزار عرب اور بارہ ہزار بربری اتار دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ بربریوں کو قرآن اور فقہ سکھائیں۔ پھر ۱۰۱ھ میں بقیہ بربریوں نے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المعاجر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

اور ابومحمد بن ابی زید نے بیان کیا ہے کہ بربریوں نے بارہ دفعہ طرابلس سے طنجہ تک ارتداد اختیار کیا ہے اور ان کا اسلام اس وقت تک مضبوط نہیں ہوا۔ جب تک طارق اور موسیٰ بن نُصیر مغرب پر غالب آنے کے بعد اندلس کی طرف نہیں گئے اور اس کے ساتھ بربریوں کے بہت سے جوان بھی گئے اور اس نے انہیں جہاد کا حکم دیا اور فتح تک وہاں رہے پس اس وقت مغرب میں اسلام مضبوط ہوا اور بربریوں نے اس کے احکام کی اطاعت اختیار کی اور ان میں اسلام کی باتیں راسخ ہو گئیں اور وہ ارتداد کو بھول گئے۔ پھر ان میں خارجیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے ان نقل مکانی کرنے والے عربوں سے سیکھا جنہوں نے اس کے متعلق عراق میں سنا تھا اور ان کے کئی فرقے بن گئے اور اباضیہ اور صفریہ کے کئی طریق بن گئے۔ جیسا کہ ہم نے خوارج کے حالات میں بیان کیا ہے اور یہ بدعت پھیل گئی اور عرب کے منافق سرداروں نے اسے مضبوط کیا اور بربریوں میں فتنہ پیدا ہو گیا۔ جو حکومت کے خلاف حملہ کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ پس وہ ہر جانب نکل گئے اور بربر کے مخلوط لوگ اپنے قائد کی طرف دعوت دینے لگے اور وہ ان پر اپنے مذاہب کفر کی تلاوت کرنے لگے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں ان کے بوئے ہوئے پودوں کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ پھر بربریوں نے عربوں کی حکومت پر حملہ کرنے کی زیادتی کی اور یزید بن ابی مسلم کو ۱۰۲ھ میں قتل کر دیا۔ کیونکہ انہیں اس پر اس کے بعض افعال کی وجہ سے غصہ تھا۔ پھر ۱۲۲ھ میں بربریوں نے ہشام بن عبدالملک کی حکومت میں عبداللہ بن حجاب کی ولایت میں بغاوت کی کیونکہ اس کی فوجوں نے بلادِ سوس کو پامال کیا تھا اور بربریوں میں خونریزی کی تھی اور لوگوں کو قیدی بنایا تھا اور غنیمت حاصل کی تھی اور مسوفہ تک چلا گیا تھا اور قتلام کیا اور قیدی بنایا تھا اور بربریوں کے دلوں میں اس کا رُعب پڑ گیا اور اسے یہ اطلاع ملی کہ بربری یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی غنیمت ہیں بس انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور میسرۃ المطغری نے طنجہ عمرو بن عبداللہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور عبدالاعلیٰ بن جریج افریقی کی بیعت کر لی۔ جو رومی الاصل تھا اور عربوں کا غلام تھا اور وہ صفری خوارج کا لیڈر تھا اور مدت تک وہ ان کے امور کا ذمہ دار رہا اور میسرہ نے اپنے خارجی صفری مذہب کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود اپنی خلافت کی بیعت کی پھر اس کا کردار خراب ہو گیا۔ تو بربریوں کو اس کے افعال پر غصہ آیا تو انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور خالد

بن حمید زناتی کو اپنا امیر بنایا ابن عبدالحکم کہتا ہے کہ وہ ہتورہ میں سے تھا جو زناتہ کا ایک بطن ہے۔ پس وہ ان کے امور کا ذمہ دار بنا اور عربوں کی طرف جنگ کرنے کے لئے گیا اور عبداللہ بن حجاب نے اس کے آگے فوجیں بھیجیں اور ان کے ساتھ خالد بن ابی حبیب بھی تھا پس وادی شلف میں جنگ ہوئی اور عرب شکست کھا گئے اور خالد بن ابی حبیب اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے۔ اس جنگ کو جنگ اسراب کہتے ہیں اور شہر میں بغاوت پھیل گئی اور لوگوں کے معاملات خراب ہو گئے۔ ہشام بن عبدالملک کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے ابن حجاب کو معزول کر دیا اور کلثوم بن عیاض قشری کو ۱۲۳ھ میں حاکم بنایا اور اسے بارہ ہزار شامیوں کے ساتھ بھیجا اور مصر' برقہ اور طرابلس کی سرحدوں کو اس کی مدد کے لئے لکھا پس وہ افریقہ اور مغرب کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ وادی طنجہ میں پہنچ گیا۔ جو سبسر کی وادی ہے۔ پس خالد بن حمید زناتی لاتعداد بربری ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے کلثوم بن عیاض کی ہراول فوج کو شکست دینے کے بعد اس سے مڈبھیڑ کی پس اس کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور کلثوم قتل ہو گیا اور فوج غصے سے بھڑک اٹھی اور شامی' فلج بن بشر قشیری کے ساتھ اندلس کی طرف چلے گئے اور مصری اور افریقی قیروان کی طرف چلے گئے۔ جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے حنظلہ بن سفیان کلبی کو بھیجا اور وہ ۱۲۴ھ میں قیروان آیا اور ہوارہ ان دنوں حکومت کے باغی تھے۔ جن میں عکاشہ بن ایوب اور عبدالواحد بن یزید اپنی اپنی قوم کے لیڈر تھے۔ پس ہوارہ اور ان کے بربری پیروکاروں نے حملہ کر دیا۔ پس حنظلہ بن المعز نے ان کو شکست دی اور شدید جنگ کے بعد قیروان پر غالب آ گیا اور اس نے عبدالواحد ہواری کو قتل کر دیا اور عکاشہ کو قیدی بنا لیا اور اس جنگ کے مقتولوں کا شمار کیا گیا تو وہ ایک لاکھ اسی ہزار تھے اور حنظلہ نے یہ بات ہشام کو لکھی اور لیث بن سعد نے اسے سن کر کہا کہ میں نے غزوہ بدر کے بعد کسی جنگ میں شامل ہونا پسند نہیں کیا مگر مجھے غزوہ قرن اور احسان بہت محبوب ہے۔ پھر مشرق میں خلافت کمزور پڑ گئی اور بنی اُمیہ کے فتنے اور مروان کے ساتھ شیعہ اور خوارج کے واقعات کی وجہ سے اس کی حکومت تباہ ہو گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ حکومت بنی اُمیہ سے نکل کر بنی عباس کے پاس پہنچ گئی اور فخر عبدالرحمٰن بن حبیب نے اندلس سے آ کر افریقہ پر قبضہ کر لیا اور حنظلہ نے ۱۲۶ھ میں اس پر غلبہ حاصل کیا۔ پس نصف افریقہ اپنے ادیان کی طرف واپس آ گیا اور بربریوں کی بیماری بڑھ گئی اور خارجیوں اور اس کے سرداروں کا معاملہ پیچیدہ ہو گیا پس انہوں نے اطراف سے بغاوت کر دی اور تمام داعیان بدعت کے ساتھ حکومت پر حملہ کر دیا اور اس میں صنہاجہ نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کا امیر ثابت بن وریدون اور اس کی قوم باجہ پر غالب آ گئے اور ان کے امراء میں سے عبداللہ بن سکردید نے اپنے پیروکاروں سمیت اس کے ساتھ حملہ کر دیا اور طرابلس پر عبدالجبار اور حرث ہواری نے حملہ کر دیا اور یہ دونوں اباضیہ کی رائے رکھتے تھے۔ پس انہوں نے طرابلس کے حامل بکر بن عیسیٰ قیسی کو جب وہ ان کو صلح کی دعوت دینے آیا قتل کر دیا اور ایک مدت تک یہی کیفیت رہی اور اسماعیل بن زیاد نے بربریوں کے قتل میں بڑا جوش دکھایا اور ان میں خوب خونریزی کی اور ۱۳۵ھ میں اس نے تلمسان پر چڑھائی کی اور فتح کر لیا اور مغرب پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام بربریوں کو ذلیل کیا اور اس کے بعد ۱۴۰ھ میں وربجومہ اور باقی ماندہ قبائل نفزادہ کا فتنہ اٹھا اور یہ بات اس وقت ہوئی جب عبدالرحمٰن بن حبیب' ابوجعفر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا اور اسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے قتل کر دیا۔ پس اس کی جگہ اس کا بیٹا حبیب حکمران بنا اور اس نے اپنے باپ کے بدلہ کا مطالبہ کیا

پس الیاس قتل ہو گیا اور عبدالوارث ورجومہ کے ساتھ جا ملا اور ان کے امیر عاصم بن جمیل نے اُسے پناہ دے دی اور دلہاصہ کے امیر یزید بن سکوم نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ نفزادہ کی بات پر متفرق ہو گئے اور ابوجعفر منصور کی دعوت دینے لگے اور قیروان پر حملہ کر کے اس میں زبردستی داخل ہو گئے اور حبیب بن قابس بھاگ گیا تو عاصم نے نفزادہ اور ان کے قبائل میں اس کا تعاقب کیا اور عبدالملک بن ابوالجید اور نفزادہ کو جو قیروان میں موجود تھیں۔ قیروان پر حاکم مقرر کیا اور انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور ورجومہ قیروان اور باقی افریقہ پر قابض ہو گئے اور وہاں پر رہنے والے تمام قریش کو قتل کر دیا اور اپنے چوپاؤں کو جامع مسجد میں باندھ دیا۔ پس اہل قیروان پر سخت مصیبت پڑی اور ورجومہ اور نفزادہ کے اس فعل کو طرابلس کے اباضی بربریوں نے جو ہوارہ اور زناتہ میں سے تھے برا سمجھا۔ پس وہ اکٹھے ہو کر ابوالخطاب کے پاس گئے اور ان کے خلاف خروج کر دیا اور زناتہ اور ہوارہ کے باقی ماندہ بربری بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس نے ان کو ساتھ لے کر قیروان پر چڑھائی کی اور عبدالملک بن ابی الجبد اور باقی ماندہ ورجومہ اور نفزادہ کو قتل کر دیا اور ۱۴۱ھ میں قیروان پر قابض ہو گیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن سینؔ قیروان کا حاکم بنا جو رستم کے بیٹوں میں سے تھا۔ جو قادسیہ میں ایرانیوں کا امیر تھا اور وہ عرب موالی میں سے تھا اور اس بدعت کے سرداروں میں سے تھا اور ابوالخطاب طرابلس کی طرف گیا اور مغرب جنگ سے شعلہ بداماں ہو گیا اور بربری خوارج نے جہات پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ۱۴۰ھ میں مکناسہ میں سے صفریہ مغرب کی جانب اکٹھے ہوئے اور انہوں نے عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا امیر بنایا اور سجلماسہ شہر کو بنیاد بنایا اور وہاں اتر گئے اور ابوجعفر منصور کی طرف سے محمد بن اشعث افریقہ کا والی بن کر آیا تو ابوالخطاب اس کے مقابلہ میں گیا اور سرت مقام پر اس سے جنگ کی۔ پس انہوں نے ابن اشعث کو شکست دی اور بلاد ریفا میں بربریوں کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن رستم قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا۔ جو مغرب الاوسط میں واقع ہے اور لمایہ، لواتہ، رجالہ اور نفزادہ کے اباضی بربریوں کے کئی گروہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو وہ وہاں اتر پڑا اور ۱۴۴ھ میں اس کے شہر کی حد بندی کر لی اور ابن اشعث نے افریقہ پر کنٹرول کر لیا اور بربری ڈر گئے۔ پھر زناتہ میں سے بنو یفرن اور بربریوں میں سے مغیلہ تلمسان کے نواح میں منتقل ہو گئے اور بنی یفرن کے ابوقرہ کو اپنا لیڈر بنا لیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مغیلہ میں سے تھا اور یہ بات اصح ہے اور ۱۴۸ھ میں اس کی بیعت خلافت کی گئی اور اغلب بن سود تمیمی عامل طنجہ جنگ کرنے کے لئے اس کی طرف گیا اور جب اس کے قریب ہوا تو ابوقرہ بھاگ گیا اور اغلب الزاب میں اتر گیا۔ پھر اس نے تلمسان اور طنجہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور فوج اس کے پاس واپس آ گئی تو وہ بھی واپس آ گیا۔ پھر اس کے بعد بربریوں نے عمرو بن حفص کے زمانے میں بغاوت کی جو قبیصہ بن ابی صفرہ یعنی مہلب کی اولاد میں سے تھا اور ہوارہ کا غلبہ ۱۵۱ھ سے چلا آ رہا تھا اور یہ طرابلس میں اکٹھے ہوئے اور ابوحاتم یعقوب بن حبیب بن مرین بن یسطوفت کو اپنا لیڈر بنایا جو امرائے مغیلہ میں سے تھا اور ابوخادم کہلواتا تھا اور بارہ فوجوں کے ساتھ عمر کی فوجوں سے طبنہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان میں سے ابوقرہ چالیس ہزار صفریہ اور عبدالرحمٰن بن رستم چھ ہزار اباضیہ اور اسی طرح مسور بن ہانی دس ہزار جوانوں اور جریر بن مسعود اپنے مدیونی پیروکاروں اور عبدالملک بن سکردید ضہاجی دو ہزار جوانوں کے ساتھ جن میں صفری بھی تھے۔ آئے اور عمر بن حفص کا محاصرہ سخت ہو گیا۔ تو اس نے مخالفت کی ایک چال چلی اور اپنے بیٹے کو چار ہزار جوان دیئے جو الگ ہو کر طبنہ سے چلے گئے۔ پھر اس نے ابن

رستم کی طرف ایک فوج بھیجی۔ جس نے اُسے شکست دی اور وہ شکست خوردہ ہو کر تاہرت میں داخل ہو گیا اور عمر بن حفص نے ابو حاتم اور اس کے بربری اباضی ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ بھی اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ تو وہ انہیں قیروان کی طرف لے گیا اور اُسے فوجوں اور جوانوں سے بھر دیا۔ پھر اس نے ابو حاتم اور بربریوں سے جنگ کی تو انہوں نے اُسے شکست دی اور یہ قیروان کی طرف واپس آ گیا تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ تریپن ہزار تھے۔ جن میں سے پینتیس ہزار سوار تھے اور وہ سب اباضی تھے اور محاصرہ لمبا ہو گیا اور ۱۵۴ھ میں عمر بن حفص قتل ہو گیا اور اہل قیروان نے ابو حاتم کے ساتھ اس کی من مانی شرائط پر صلح کر لی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا اور ۱۵۴ھ میں یزید بن قبیصہ بن مہلب افریقہ کا والی بن کر آیا اور ابو حاتم عمر بن عثمان فہری کے مخالف ہو جانے کے بعد اس کے مقابلہ میں گیا اور ان کے مقابلہ میں گیا اور ان کے معاملے میں افتراق پیدا ہو گیا پس یزید بن حاتم نے طرابلس میں اس سے جنگ کی اور ابو حاتم قتل ہو گیا اور بربریوں کو شکست ہوئی اور عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبدالرحمٰن جو ابو حاتم کے اصحاب میں سے تھا۔ کتامہ چلا گیا اور مخارق بن غفار طائی کو بھیجا تو اس نے آٹھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ پھر اس پر غالب آ کر اُسے اور اس کے بربری ساتھیوں کو قتل کر دیا اور وہ جدھر منہ آیا اُدھر بھاگ گئے اور فوج کے ساتھ طنبہ میں عمر بن حفص کے قتل سے فضا تک ان کی ۳۷۵ جنگیں ہوئیں اور یزید افریقہ آ گیا اور اس کے فساد کو دور کیا اور قیروان کو درست کیا اور ہمیشہ ہی ملک پُرسکون رہا اور ۱۵۷ھ میں وربجومہ نے بغاوت کی اور ابوذرجونہ کو اپنا لیڈر بنا لیا۔ پس یزید ان کی طرف ابن محراۃ مجصلی کے قبیلے کو لے کر گیا۔ تو انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے بیٹے مہلب نے اس سے اجازت طلب کی جو ورفجومہ پر حملہ کرنے والی فوج میں الزاب' طنبہ اور کتامہ کی فوجوں کا سالار تھا جو اس نے اُسے اجازت دی اور علا بن سعید بن مروان مہلبی نے اس کی مدد کی تو اس نے ان پر حملہ کر کے انہیں بُری طرح قتل کیا اور اس کے بعد ۱۶۱ھ میں نفزادہ نے اس کے بیٹے داؤد کی سلطنت میں اس کے مر جانے کے بعد بغاوت کی اور صالح بن نُصیر سفری کو اپنا امیر بنا کر اباضیہ کے نظریہ کی دعوت دینے لگے۔ پس اس نے ان کے مقابلہ میں اپنے عم زاد سُلیمان بن الصحہ کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ تو اس نے انہیں شکست دی اور بربریوں کو بُری طرح قتل کیا پھر وہ صالح بن نُصیر کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ تمام اباضی بربر بھاگ گئے ہیں اور شغنباریہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ پس سُلیمان نے انہیں دوبارہ شکست دی اور قیروان کی طرف واپس آ گیا اور افریقہ کے بربری خارجیوں کی ہوا تھم گئی اور اس کی بدعت میں ضعف پیدا ہو گیا اور ۱۷۱ھ میں حاکم تاہرت عبدالرحمٰن بن رستم نے حاکم قیروان روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کے ساتھ مصالحت کرنے میں دلچسپی لی۔ تو اس نے اس سے صلح کر لی اور بربریوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ غالب آنے والے حکمرانوں کے مطیع ہو گئے اور دین کی اطاعت کرنے لگے اور اسلام نے اپنے قدم جما لئے اور حکومت نے بربریوں پر ٹیکس لگا دیا اور ابراہیم بن تغلب تمیمی نے ہارون الرشید سے قبل ۱۸۵ھ میں افریقہ اور مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ پس اس نے اس حکومت کو مضبوط کیا اور لوگوں سے حسنِ سلوک کیا اور بگاڑ کی اصلاح کی اور اتحاد پیدا کیا اور وہ سب لوگ راضی ہو گئے اور بغیر کسی تنازعہ اور بگاڑ کرنے والے کے آزادانہ حکومت کرتا رہا اور اس کے بیٹے خلف سے سلف تک اس حکومت کے وارث ہوئے اور انہیں افریقہ اور مغرب میں وہ حکومت حاصل تھی جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ سے عرب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

کتامہ: اور کتامہ نے رافضی دعوت کے ساتھ بنی اغلب کے خلاف خروج کیا اور ان میں عبداللہ محتسب شیعہ عبیداللہ مہدی کا داعی بن کر کھڑا ہوا اور یہ افریقہ میں عربوں کی حکومت کا آخری دور تھا اور اس دن سے کتامہ نے مستقل حکومت قائم کر لی اور ان کے بعد مغرب کے بربریوں نے حکومت قائم کر لی اور مغرب اور افریقہ سے عربوں کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی حکومت جاتی رہی اور اس حکومت کے بعد اس عہد تک ان کی حکومت کوئی نہیں ہوئی اور بربریوں اور ان کے قبائل کی حکومت بن گئی جب ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم حاصل کرتی رہی اور کبھی یہ اندلس کے اموی خلفاء کی طرف اور کبھی بنو عباس اور بنو حسن کے ہاشمیوں کی طرف دعوت دیتے پھر انہوں نے آخر کار مستقلاً اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ ہم اس کا مفصل ذکر زناتہ اور بربریوں کی حکومت کے بیان میں کریں گے جن کے حالات کو ہم بیان کر رہے ہیں۔

باب : ۱۴

تبری بربر

تبری بربریوں اور ان کے قبائل کے حالات اور سب سے پہلے نفوسہ اور اس کی گردش احوال کا تذکرہ

تبری بربریوں کا جدّ مادغیس الابتر تھا اور اس کا بیٹا زحیک تھا اور اسی سے ان کے بطون نکلے ہیں۔ بربریوں کے نسابین اس کے چار بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں نفوس' اداس' ضرا اور لواء پس اداس اور ہوارہ میں چلا گیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ہوارہ نے اپنے باپ زحیک کو دودھ چھڑانے سے قبل اس کی ماں کے پاس چھوڑا تو وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور اس کے بچوں کے ساتھ مل جل گیا اور بطون اداس ہوارہ میں شامل ہو گئے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور ہم ضرا اور لوا کے بطون کا ایک ایک کر کے ذکر کریں گے اور نفوس کا ایک ہی بطن ہے۔ جس کی طرف سب نفوسہ منسوب ہوتے ہیں اور یہ بربریوں کے وسیع ترین قبائل میں سے ہے جس میں بنی زمور' بنی مکسور اور ماطوسہ کی طرح بہت سے قبائل ہیں اور ان کی اکثریت کا وطن جہات طرابلس اور اس کے قرب و جوار میں ہے اور وہاں پر ایک پہاڑ بھی ان کے نام سے مشہور ہے اور یہ طرابلس کی جانب سے تین دن کی مسافت کے فاصلے پر ہیں آج بھی ان کے بقیہ لوگ وہیں رہتے ہیں اور فتح سے قبل صبرہ شہر بھی ان کے مواطن میں شامل تھا اور ان کی طرف منسوب ہوتا تھا اور یہ پہلی اسلامی فتح کا پہلا پھل ہے اور ان کے غالب آ جانے پر مغرب برباد ہو گیا اور کھنڈرات اور پوشیدہ نشانات کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور ان کے جوانوں میں سے ایک اسماعیل بن زیاد بھی تھا جس نے عباسی حکومت کے شروع میں ۱۳۲ھ میں قابس پر غلبہ حاصل کیا اور ان میں سے اس عہد تک متفرق ٹکڑیاں' مصر اور مغرب کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہیں اور لواء کے بیٹوں میں سے لواتہ اور نفزادہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا۔

باب: ۱۵

قبائل نفزادہ

نفزادہ اوران کے بطون اوران کی گردش احوال کا بیان

نفزادہ نطوفت بن فزادہ بن لوالا کبر بن زحیک کے بیٹے ہیں اور غساسہ' فرنسہ' رہیلہ' سومانہ' زاتیمہ' دلہاصہ' مجرہ اور ورسیف کی طرح ان کے بہت سے بطون ہیں اوران کے بطون میں ایک مسکلاتہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مسکلاتہ یمنی عربوں میں سے ہے۔ جو صغر سنی میں توطفت کے پاس آیا تو اس نے اسے متبنیٰ بنا لیا اور یہ بربریوں میں سے نہیں ہے اور بنی وریاغل اور کزنانہ اور بنی یعلین اور بنی دیمان یعلتن اور رطوق اور بنی بزباسن کی طرح مکلاتہ کے بہت سے بطون ہیں اور بربری نسابوں جیسے سابق مطماطی وغیرہ کے نزدیک غساسہ کو بھی انہی میں سے بیان کیا جاتا ہے اور دلہاصہ کے بطون سے ورتدین بن داحیہ بن دلہاصہ اور دوفجومہ بن فیر غاس بن دلہاص ہیں اور درفجومہ کے بطون سے زکولہ' رجالہ' لذکاک بن درفجوم اور دوسرے بہت سے بطون ہیں اور درفجومہ نفزادہ کے بطون سے خوبصورت ترین سخت جنگجو اور صاحب قوت ہے اور جب عبدالرحمٰن بن حبیب نے ابوجعفر منصور کی اطاعت سے انحراف کیا اور اُسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے قتل کر دیا اور اس کے بیٹے حبیب نے ان دونوں سے بدلہ کا مطالبہ کیا تو عبدالوارث درفجومہ کے پاس آ گیا اور اس میں ان کے امیر عاصم بن جمیل کے ہاں مہمان اترا اور یہ کاہن تھا تو اس نے اسے پناہ دی اور یہ ابوجعفر منصور کی دعوت دینے لگا اور نفزادہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

اور ان کے جوانوں میں سے عبدالملک بن ابی الجعد اور یزید بن سکوم بھی تھے۔ جو اباضی خارجی تھے اور انہوں نے ۱۴۰ھ میں قیروان پر حملہ کیا اور حبیب بن عبدالرحمٰن وہاں سے بھاگ گیا اور عبدالملک بن ابی الجعد اس میں داخل ہو گیا اور حبیب کو قتل کر دیا اور نفزادہ' قیروان پر غالب آ گئے اور انہوں نے وہاں رہنے والے قریشیوں اور باقی ماندہ عربوں کو قتل کر دیا اور مسجد میں اپنے چوپاؤں کو باندھا اور ان کی بدعتیں بڑھ گئیں۔ تو طرابلس کے بربری اباضیوں نے ان پر بُرا منایا اور ہوارہ

اورزناتہ نے اس میں بڑا پارٹ ادا کیا پس وہ اور عرب کے جوان خطاب بن سمح کے پاس جمع ہوئے اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔ پھر ۱۴۱ھ میں قیروان پر غالب آ گئے اور عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا اور اس کی قوم نے نفزادہ اور ورفجومہ میں خوب خونریزی کی اور جب ابوالخطاب نے عبدالرحمٰن بن رستم کو قیروان پر عامل مقرر کیا تو اس کے بعد یہ طرابلس واپس آ گئے اور مغرب جنگ کی آگ سے بھڑک اٹھا اور ورفجومہ کا فتنہ بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ محمد بن اشعث ۱۴۶ھ میں منصور کی طرف سے مقرر ہو کر آیا اور اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب عمر بن حفص نے ۱۵۱ھ میں طبنہ شہر کی حد بندی کی۔ تو اس نے درفجومہ کو یہاں آباد کیا کیونکہ یہ اس کے پیروکار تھے اور جب ابن رستم اور بنویفرن نے اس کا محاصرہ کیا تو یہ بہت خوشحال ہو چکے تھے۔ پھر عمر کی وفات کے بعد جب یزید بن حاتم ۱۵۷ھ میں افریقہ آیا تو انہوں نے اس کے خلاف خروج کیا اور ابوزرجونہ کو اپنا لیڈر بنایا اور یزید اپنے بیٹے اور قوم کے ساتھ ان کی طرف فوج بھیجی' تو انہوں نے ان میں خوب خونریزی کی پھر نفزادہ نے اس کے باپ داؤد کے خلاف بغاوت کی اور اباضی دین کی طرف دعوت دینے لگے اور انہوں نے صالح بن نُصیر کو اپنا لیڈر بنایا۔ تو فوجیں پے در پے ان کی طرف واپس آئیں اور انہیں بری طرح قتل کیا اور اس موقع پر افریقہ میں خوارج کا رعب اور بربریوں کا خوف جاتا رہا اور اس کے بعد بنو درفجوم میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ قبائل میں بٹ گئے اور رجالہ ان میں ایک وسیع بطن تھا۔ عبیدیوں کے آغاز میں اور بنوامیہ کے اندلس میں ایک جوان الرحالی ہے۔ جو قرطبہ کا ایک کاتب ہے اور اس عہد میں مرماجہ میں ان کے کچھ فرقے باقی ہیں اور وہاں پر مرماجہ کے میدان میں ایک بستی ان کی طرف منسوب ہے اور ورفجومہ میں سے باقی ماندہ دلہاصہ وغیرہ اس عہد میں متفرق گروہ بن چکے ہیں اور یہ لوگ ساحل تلمسان کا مشہور ترین قبیلہ ہے۔ جو قومیہ میں شامل ہیں اور نسب خلط کے لحاظ سے ان میں شمار ہوتے ہیں اور آٹھویں صدی کے وسط میں ان میں سے عبدالمکلف نے مستقل ریاست قائم کر لی اور بنی عبدالواد کے تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آنے کے بعد سلطان کے نام سے بادشاہ بن بیٹھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس عہد میں ان کے سلطان عثمان بن عبدالرحمٰن پر غالب آ گیا اور اُسے تلمسان میں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

اور دلہاصہ کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک اور قبیلہ بونہ کے میدان میں رہتا ہے جو گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے اور لباس' زبان اور دیگر شعار میں عربوں کی نقل کرتا ہے جیسا کہ ہوارہ کا حال ہے اور ان کا شمار ٹیکس دینے والے قبائل میں ہوتا ہے اور ان کی سرداری بنی عریف میں ہے اور اس عہد میں حازم بن شداد بن حزام بن نصر بن مالک بن عریف کی اولاد میں ہے اور ان سے پہلے عسکر بن بطنان میں تھی۔ یہ دلہاصہ کے وہ حالات ہیں جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔

بطون نفزادہ کا انجام

اور نفزادہ کے بطون میں سے زاتیمہ ہیں۔ جن کے بقیہ اس عہد میں ساحل برسک میں رہتے اور ان میں سے غساسہ بھی ہیں۔ جن کے بقیہ اس عہد میں ساحل بوطہ میں رہتے ہیں۔ جہاں سمندر کے کنارے ایک بستی ہے اور مغرب کے جنگی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے اور وہ ان کے نام سے مشہور ہے اور زحیلہ کے بقیہ لوگ اس عہد میں بادس کے نواح میں رہتے ہیں اور غمارہ میں شامل ہیں اور ہمارے بزرگوں کے دور میں ان میں سے ابو یعقوب بادسی بہت بڑا ولی تھا اور ان کے دوسرے لوگ مغرب میں رہتے ہیں اور مرنیسہ کا کوئی وطن معلوم نہیں اور ان کی اولاد افریقہ میں عرب قبائل کے درمیان بٹی ہوئی ہے اور سوماتہ کے بقیہ لوگ قیروان کے نواح میں رہتے ہیں جن میں سے فنذر بن سعید ناصر کے عہد میں قرطبہ کا قاضی تھا۔ واللہ اعلم۔

اور نفزادہ کے بقیہ بطون کا اس عہد میں کوئی قبیلہ اور وطن معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں بلاد قسطینہ میں کچھ بستیاں ان کی طرف منسوب ہیں۔ جہاں پر افرنج کے معاہد رہتے ہیں جنہوں نے فتح کے وقت سے جزیہ دے کر انہیں اپنا وطن بنا لیا ہے اور ان کی اولاد اس عہد میں وہاں رہتی ہے اور بنی سُلیم اور زغبہ کے بہت جلا وطن بھی وہاں ان کے ساتھ رہتے ہیں اور جنگلات اور جاگیروں کے مالک ہیں اور ان بستیوں کا معاملہ خلافت کے زمانے سے توزر کے علاقے کے عامل سے تعلق رکھتا ہے اور جب حکومت کا سایہ ان کے سروں سے سمٹا اور شہروں میں عصبیت پیدا ہوئی تو ہر بستی نے اپنی مخصوص حکومت قائم کر لی اور توزر کا پیش روان کو اپنی رعیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ پس ان میں کچھ اس کی بات مان لیتے اور کچھ انکار کر دیتے یہاں تک کہ سلطان ابو العباس کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوگئی اور وہ سب کے سب اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ واللہ ولی الامور لا رب غیرہ۔

باب: ۱۶

لواتہ قوم

تبری بربریوں میں سے لواتہ کے حالات اوران کی گردش احوال: یہ تبری بربریوں کے بطون میں سے بڑا وسیع اور عظیم بطن ہے جو لواء الاصغر بن لواء الاکبر بن زحیک کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور لواء الاصغر نفزادہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور لواء ان کے باپ کا نام ہے اور بربری جب جمع سے عموم مراد لیتے ہیں تو ''الف'' اور ''تا'' کو زیادہ کر دیتے ہیں اور وہ لوات بن جاتا ہے اور جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اُسے مفرد پر حمل کیا اور اس کے ساتھ جمع کی ''ھا'' ملا دی اور ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ بربری نسابوں کا خیال ہے کہ سدراتہ' لواتہ اور مزاتہ قبطیوں میں سے ہیں۔ مگر یہ بات درست نہیں اور ابن حزم کو اس بارے میں علمائے بربر کی کتب کا علم نہیں ہوا اور لواتہ کے بہت سے بطون ہیں' جیسے سدراتہ بن نیطط بن لواء اور عرورہ بن ماصلت بن لواء اور سابق اور اس کے اصحاب نے عرورہ کے سوا بنی ماصلت کے اور قبائل بھی شمار کیے ہیں جو بنی زائد بن لواء کی مانند اکررہ' جرمانہ اور نقاعہ ہیں اور ان کے اکثر بطون مزانہ میں ہیں اور بربر نساب' مزانہ میں بہت سے بطون کو شمار کرتے ہیں جیسے ملایان' مرتہ' لحیجہ' دمکہ' حمزہ اور مددنہ اور یہ لوگ برقہ کے نواح میں اپنے مواطن میں سفر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے اور ابو یزید کے فتنہ میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں اور جبل اوراس میں ان کی بہت بڑی قوم رہتی ہے۔ جس نے بنی کملان کے ساتھ' ابو یزید کی حکومت کے معاملے میں مدد کی اور وہ ہمیشہ ہی اس عہد میں ہوارہ اور کتامہ کے ساتھ جبل اوراس میں رہے ہیں اور حکومت جبل اوراس میں رہنے والے ٹیکس دہندگان قبائل نے ٹیکس وصول کرنے میں ان سے مدد طلب کرتی رہی ہے پس وہ اچھی طرح اس کا کام کرتے رہے ہیں اور جن دستوں کی ان پر ڈیوٹی لگائی جاتی تھی وہ انہیں سلطان کی فوج میں لے آتے تھے۔ پس جب حکومت کا سایہ سمٹا تو ان میں سے بنو سعادہ اولاد محمد کی جاگیروں میں آ گئے جو زواودہ میں سے تھا تو انہوں نے بھی ان سے وُہ کام لئے جو حکومت ان سے لیتی تھی پس انہوں نے انہیں ٹیکس جمع کرنے کے لئے خادم اور ختم کرنے والی فوج بنالیا اور یہ ان کی رعایا کا حصہ بن گئے اور ان کا ایک حصہ باقی رہ گیا جن کو جاگیریں نہ ملیں اور وہ بنوزنجان اور بنو بادیس ہیں۔ پس منصور بن مزنی نے ان کو اپنے کام میں شامل کر لیا اور جب مزنی حکومت سے الگ ہوا اور وہ الزاب میں الگ ہو گئے تو وہ انہیں بعض سالوں میں جبیلہ میں دور کرنے لگے اور اس وجہ سے عرب پارٹیوں کو فوج کی صورت میں ان کے پاس جمع کرنے لگے اور وُہ اس عہد تک اپنے پہاڑ میں پناہ لئے ہوئے ہیں

اور عرب دشمنوں کے خوف سے اُن کو چھوڑ کر میدان میں نہیں جاتے اور ان میں سے بنی بادیس نے بلد نقادس پر خراج لگایا ہوا ہے۔ جو پہاڑ کی وسعت میں گھرا ہوا ہے کیونکہ اس کے مضافات پر ان کو غلبہ حاصل ہے پس جب اپنے سرمائی مقامات کی طرف آتے ہیں۔ تو لواتہ بھی اپنے قلعوں میں لوٹ آتے ہیں جو عربوں پر گراں ہیں اور لواتہ میں سے ایک عظیم قوم تاہرت کے نواح سے قبلہ کی جانب رہتی ہے اور وہ جبل کے درمیان وادیٔ میناس میں پھرتی ہے' کہتے ہیں کہ قیروان کا ایک امیر انہیں اپنے ساتھ ایک غزوہ میں لے گیا اور انہیں وہاں پر اتار دیا اور ان کا سردار اورغ بن علی بن ہشام عبداللہ شیعی کا سالار تھا اور جب حمید بن فضل صاحب تر ہوت نے منصور کے خلاف بغاوت کی تو اس نے خلفائے شیعہ کو ثالث بنایا تو انہوں نے اس کے خلاف مدد دی اور اس کے گمراہ مذاہب کے بارے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ منصور نے اس کو مغلوب کر لیا اور ۳۳۶ھ میں حمید اندلس گیا اور منصور نے لواتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے ریگستان کی طرف بھاگ اٹھے اور یہ ان سے بھاگ کر وادی میناس میں اُترا۔ پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

اور ابن الرفیق نے بیان کیا ہے کہ منصور نے وہاں پر آثار قدیمہ میں ان محلات کو دیکھا جو تین پہاڑوں پر کھڑے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے ہیں اور دور سے دیکھنے والے کو قبروں کی چوٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں اور اس نے پتھر میں ایک تحریر دیکھی جس کی تشریح ابوسفیان السرو غرس نے یہ کی کہ اس شہر کے لوگوں نے حکومت سے غداری کی تو اس نے مجھے ان کی طرف بھیجا تو مجھے ان پر فتح حاصل ہوئی تو میں نے یہ عمارت تعمیر کی تا کہ میں اُسے یاد رکھ سکوں۔ ابن الرفیق نے یہی بات بیان کی ہے اور بنو وجدیجی زناتہ کے قبائل سے تھے اور ان کے منداس کے مواطن میں لواتہ کے پڑوسی تھے اور عجمی ان کے درمیان وادیٔ میناس اور تاہرت میں رہتے تھے اور ان کے درمیان ایک عورت کے باعث فتنہ پیدا ہو گیا جس کا بنو وجدیجی نے لواتہ میں نکاح کر دیا پس انہوں نے جنگل کی عار دلائی تو اس نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا اور ان کا سرداران دنوں غسان تھا پس انہوں نے ایک دوسرے کو اُکسایا اور زناتہ سے مدد مانگی تو انہوں نے ان کو علی بن محمد بغرنی کے ذریعہ مدد دی اور دوسری جانب سے مطماطہ ان کی مدد کو چل پڑے اور ان کا امیر عزانہ تھا اور یہ سب جنگ کے لئے لواطہ کی طرف گئے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں علاق ہلاک ہو گیا اور غربی جانب سے السرسوس نے انہیں ہٹا دیا اور انہیں اس پہاڑ کی طرف لے گئے جو تاہرت کے سامنے ہے جسے اس عہد میں دارک کہتے ہیں اور اس کے قبائل اس کے ٹیلوں اور منتجہ پر جھانکنے والے پہاڑوں میں پھیل گئے اور وہ اس عہد میں ٹیکس دہندہ قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور جبل دارک' یعقوب بن موسیٰ کی اولاد کی جاگیروں میں ہے جو ورغہ کے عطاف کا سردار ہے اور اسی طرح لواتہ کے بطون اس پہاڑ میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہے اور قابس اور صفاقس کے سامنے ہے اور ان میں سے بنو مکی بھی ہیں جو اس عہد میں قابس کے رؤسا ہیں اور اسی طرح ان میں سے لواحات مصر بھی ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ کہ وہ اس کنارے میں رہتے ہیں۔ جو اس کے اور مصر کے درمیان ہے اور جب وہ ان محلات کے قریب آیا تو وہ وہاں پر ان کا سردار بدر بن سالم تھا اس نے ترکوں سے بغاوت کر دی اور انہوں نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی بیچ کھیت رہے اور وہ برقہ کی جانب بھاگ گیا اور اب وہ وہاں پر عربوں کی پناہ میں ہے اور زناتہ کے یہ قبائل تادلہ کے نواح میں مراکش کے قریب رہتے

ہیں جو مغرب اقصیٰ میں ہے اور انہیں وہاں پر بڑی کثرت حاصل ہے اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جابر کے نواح میں رہتے ہیں جو عرب جشم میں سے تھا اور ان سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے اور ان میں سے کچھ قبیلے مصر اور صعید شادیہ کی بستیوں اور ملاحین میں رہتے ہیں اور اسی طرح ان میں سے ایک قبیلہ بجایہ کے نواح میں رہتا ہے جو لواتہ کے نام سے معروف ہے اور یہ تاکرارت کے میدان میں اترے ہیں۔ جو اس کے مضافات میں سے ہے اور اسے اپنی کھیتی اور جانوروں کی چراگاہ بنانے کے لئے آباد کرتے ہیں اور ان کی سرداری اس عہد میں راجح بن صواب کی اولاد میں ہے اور سلطان کی جانب سے ان پر ایک مقررہ ٹیکس عائد ہے اور لواتہ کے ان لوگوں کے لئے ایک فوج بھی مقرر ہے اور ان کے اور بھی بہت سے قبائل ہیں جو بطون ہی میں شامل ہیں اور قبائل کے درمیان منقسم ہیں۔ وَاللّٰہُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَ مَنْ عَلَیْھَا

ضریسہ کے بنی فاتن کے حالات جو تبری بربریوں کا ایک بطن ہیں اور ان کی گردشِ احوال...

ان کے بطون یہ ہیں' مصغرہ' یمامہ' صدینہ' کرمیہ' مدیونہ' مغیلہ' مطماطہ' ملزوزہ' ملکناسہ اور دونہ اور یہ سب کے سب فاتن بن مصیب بن حریس بن زحیک بن مادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں اور یہ بربریوں سے ظاہر ہوئے ہیں اور ہم ان کے ایک ایک بطن کے آخر تک حالات بیان کریں گے۔

مصغرہ: یہ ان قبائل سے زیادہ ہیں اور خاص طور پر بیوی بچوں والے ہیں اور ان کی اکثریت والے ہیں اور ان کی اکثریت اسلام کے زمانے سے مغرب میں رہتی ہے اور انہوں نے ارتداد کی نشر و اشاعت میں حصہ لیا اور کئی کارنامے کئے اور جب اسلام بربریوں میں آیا تو یہ فتح اندلس کے لئے چلے گئے اور ان کے ساتھ اور قومیں بھی گئیں جو وہاں پر ٹھہر گئیں اور جب خارجیوں کے دین نے بربریوں میں سرایت کی تو مصغرہ نے صفریہ کا مذہب اختیار کر لیا اور ان کا سردار میسرہ تھا اور جیفر کے نام سے معروف تھا اور جب عبید اللہ بن حجاب' ہشام بن عبد الملک کی طرف سے افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ مصر سے اس کی طرف جاتے تو وہ ۱۱۴ھ میں وہاں آیا اور اس نے عمر بن عبد اللہ مرادی کو' طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر اور اس کے بیٹے اسماعیل کو سُوس اور اس کے ماوراء علاقے پر گورنر مقرر کیا پس ان والیوں کی حکومت مسلسل قائم رہی اور اس کی سیرت بربریوں میں اثر انداز ہو گی اور وہ ان کے حالات سے برا منانے لگے اور وہ ان سے بربری وظائف اور شہد رنگ چادروں اور مغرب کی نئی چیزوں کا مطالبہ نہ کرتے تھے۔ پس وہ ان کو اکٹھا رکھنے میں جلدی کرتے یہاں تک کہ بکری کے بچوں سے شہد رنگ کھال بنانے کے لئے بکریوں کا ایک گلہ ذبح کر دیا جاتا اور ان میں سے صرف ایک ہی چادر بنتی پس انہوں نے بربریوں کے اموال میں بڑی تباہی مچائی۔ جس میسرۃ الحسن جو مصغرہ الحسن کا لیڈر تھا غضبناک ہو گیا اور اس نے بربریوں کو طنجہ کے گورنر عمر بن عبد اللہ کے قتل پر اُکسایا۔ تو انہوں نے اُسے ۱۲۵ھ میں قتل کر دیا اور اس کی جگہ میسرہ نے عبد الاعلیٰ کو جو افریقی نو کروں میں سے رومی الاصل تھا حکمران بنایا اور وہ عرب کے موالی میں سے تھا اور خارجیت کی جڑ تھا اور صفریہ کے نظریات رکھتا تھا۔ پس میسرہ نے اُسے طنجہ پر حاکم مقرر کیا اور سوس چلا آیا۔ پس اس کے عامل اسماعیل بن عبد اللہ نے اُسے قتل کر دیا اور مغرب جنگ کی آگ سے بھڑک اٹھا اور خلفائے مشرق پر اس کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کے بعد وہ انہیں اپنی اطاعت میں نہ لا سکا اور حجاب کے بعض ساتھی خالد بن ابی حبیب کے ہراول دستے میں فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ہراول دستے کو

شکست دے دی اور خالد کو قتل کر دیا اور بربریوں نے یہ خبر اندلس میں سنی تو انہوں نے اپنے عامل عقبہ بن الحجاج سلولی پر حملہ کر دیا اور اُسے معزول کر دیا اور عبدالملک بن قطن فہری کو حاکم بنایا اور جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کلثوم بن عیاض مری کو بارہ ہزار شامی فوج کے ساتھ بھیجا اور اسے افریقہ کا والی بنایا اور عبیداللہ بن حجابی نے اسے حکومت لے دی اور کلثوم ۱۲۳ھ میں بربریوں سے جنگ کے لئے گیا یہاں تک کہ اس کا ہراول دستہ طنجہ کے مضافات میں اسبو مقام پر پہنچا تو بربریوں نے میسرہ کے ساتھ اس سے جنگ کی اور انہوں نے ان کے درمیان درجے کے رؤسا کی تلاش کی اور خارجیت کی مدد میں لگ گئے پس انہوں نے اس کے ہراول دستے کو شکست دے دی پھر اُسے بھی شکست دے دی اور قتل کر دیا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے میں اس کی یہی تدبیر تھی اور انہوں نے چھوٹی پرانی مشکوں کو پتھروں سے بھر کر گھوڑوں کی دموں کے ساتھ باندھ دیا جن سے وہ فدیہ دیتے اور پرانی مشکوں میں پتھروں کی حرکت سے آواز پیدا ہوتی اور عربوں کے جنگی میدان میں انہیں ایک ایک کر کے گرا دیا جاتا جس سے ان کے گھوڑے بدک جاتے اور ان کا میدان خراب ہو جاتا اور مریہ ان پر گروہ در گروہ ٹوٹ پڑے اور وہ منتشر ہو گئے اور مزے دار باتیں شامی دستوں کے ساتھ ہی سبتہ چلی گئیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور مصری اور افریقی قیروان کی طرف واپس آ گئے اور ہر جہت میں خوارج ظاہر ہو گئے اور مغرب خلفاء کی اطاعت سے دستکش ہو گیا یہاں تک کہ میسرہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد مصغرہ کی سرداری یحییٰ بن حارث نے سنبھالی جو محمد بن خزر اور مغرادہ کا جانشین تھا اس کے بعد مغرب میں ادریس کا ظہور ہوا پس وہ بربریوں کو یہاں لایا اور اس میں دار یہ نے بڑا پارٹ ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ان دنوں مصغرہ کا سردار بہلول بن عبدالواحد تھا پس مالک نے ابراہیم بن اغلب عامل قیروان کی سازش سے ادریس کی اطاعت سے انحراف کر کے ہارون الرشید کی اطاعت اختیار کر لی پس ادریس نے اس سے صلح کی اور اسے صلح کی خبر دی پھر اس کے بعد مصغرہ کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور حکومت نے ان پر اپنے دامن پھیلا دیئے اور وہ اس عہد میں مغرب کے تلول اور اس کے صحرا میں بربریوں کو ٹیکس دینے والے عمال میں شامل ہیں۔

اور ان میں سے فاس اور تلمسان کے درمیان بھی قومیں آباد ہیں جو کومیہ سے رابطہ رکھتی ہیں اور ان کے حلیفوں میں داخل ہیں اور دعوت موحدیہ کے وقت سے ان میں شامل ہیں اور ان کی سرداری' خلیفہ کی اولاد کے لئے ہے جو موحدین کے عہد میں ان کا سردار تھا اور اس نے ان سے وطن میں ان کے لئے ساحل سمندر پر ایک قلعہ بنایا جس کا نام تاذنت تھا اور جب عبدالمومن کی حکومت جاتی رہی اور بنو مرین مغرب پر غالب آ گئے تو یعرون بن موسیٰ بن خلیفہ نے یعقوب بن عبدالحق کی دعوت سے ان کی حکومت قائم کی اور ندرومہ پر غالب آ گیا اور یغراس بن زیان اس کے مقابلہ میں گیا اس نے ندرومہ کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس پر غالب آ گیا پھر یعقوب بن عبدالحق ان کے مقابلہ میں گیا اور اسے انکے ہاتھوں سے چھین لیا اور اسے فوجوں سے بھر دیا اور یعرون کو عامل مقرر کیا اور محمد بن ہارون مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اس قلعے میں پانچ سال پناہ لے کر اپنے آپ کی طرف دعوت دینے لگا۔ پھر یغمراسن نے اس سے رشتہ داری کی اور ۶۷۲ھ میں اسے صلح کی صحیح پر لے آیا اور اس عہد تک عقبہ میں ان کی سرداری قائم ہے اور مصغرہ کے قبائل میں سے ایک قوم جبل فاس میں رہتی ہے جو ان

کے نام سے مشہور ہے اسی طرح ان کے بہت سے قبائل سجلماسہ کے نواح میں رہتے ہیں اور وہاں کے اکثر باشندے انہی میں سے ہیں اور اسی طرح مصغرہ کے قبائل میں سے صحرائے مغرب میں رہتے ہیں جو اس کے محلات میں آباد ہیں اور انہوں نے عربوں کے طریقہ کے مطابق کھجوروں کے درخت لگائے ہیں اور ان میں سے بہت سے لوگ سجلماسہ کی جانب توات سے تمنطیت تک جو اس کی آخری عملداری ہے دوسرے بربریوں کے ساتھ رہتے ہیں اور ان میں سے کچھ تلمسان کی جانب میں اس سے چھ دن کی مسافت پر رہتے ہیں وہاں پر قریب قریب محلات بنے ہوئے ہیں اور وہ سب مل کر ایک بڑا شہر بن جاتا ہے۔ جو دیہاتی آبادی سے بھرپور ہے اور صحرا کا ایک شہر شمار ہوتا ہے اور جنگل میں دور آباد ہونے کی وجہ سے حکومت کے سایہ سے باہر ہے اور اس کی سرداری بنی سید میں ہے جو ان کا ایک بادشاہ ہے اور اس کے مشرق میں کچھ فاصلے پر پے در پے کئی بستیاں آتی ہیں اور ان میں سے آخری بستی جبل راشد سے ایک دن کی مسافت پر ہے اور یہ بنی عامر کے میدانوں میں ہے جو زغبہ سے تھے اور ان کے اوطان جنگل میں ہیں اور انہوں نے اپنے بیٹوں کی خوش بختی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان پر قبضہ کیا یہاں تک کہ یہ شہرت پا کر انہی کی طرف منسوب ہو گئے اور ان محلات سے مشرق کی جانب اور پانچ دن کی مسافت پر ایک نمناک جگہ ہے جو جنگل میں گھس جاتی ہے اور قلیعہ والی کے نام سے معروف ہے جسے مصغرہ کے قبیلے نے آباد کیا ہوا ہے اور جب کسی سال صحرا والوں کو دوپہر جھلس دیتی ہے تو وہ وہاں پہنچ کر اس کے ٹیلوں میں ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی جانب سے اندر گھسا ہوا ہے اور ان مصغرہ کے کچھ قبیلے مغرب اوسط اور افریقہ کے مضافات میں رہتے ہیں **وللہ الخلق جمیعا** ط

<u>لمایہ</u>: یہ کئی بطن ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس کا بھائی مصغرہ ہے جن کے بہت سے بطون ہیں۔ جن میں سے کچھ کو سابق اور اس کے اصحاب نے شمار کیا ہے جیسے زکر مارمزیزہ ملیزہ بنو مدتین یہ سب لمایہ میں سے ہیں اور افریقہ اور مغرب میں سفر کرنے والے ہیں اور ان کی اکثریت مغرب اوسط میں سموسہ میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے جو صحرا کے قریب ہے اور جب خارجی دین بربریوں میں سرایت کرنے لگا۔ تو انہوں نے اباضیہ کا نظریہ اپنا لیا اور اس کی طرف منسوب ہونے لگے اور اسے اپنا دین بنا لیا اور ان کے ہم وطن پڑوسیوں نے بھی جو ہوارہ اور لواتہ میں سے تھے۔ اسے اپنا دین بنا لیا اور یہ ارض السرسو میں ان سے منداس اور زواغہ کے مغرب میں رہتے تھے اور مطماطہ اور مکناسہ اور زناتہ سب کے سب جواف اور شرق میں رہتے تھے اور سب کے سب خارجی تھے اور ان میں سے کچھ اباضیہ کے نظریات بھی رکھتے تھے اور عبدالرحمٰن بن رستم فتح کے مسلمانوں میں سے تھا اور وہ اس رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا سپہ سالار تھا اور وہ فتح کرنے والے ہراول دستوں کے ساتھ افریقہ آیا تھا اور وہیں موجود تھا اور اس نے اباضی خارجیوں کا دین اختیار کر لیا تھا اور وہ متہ کا تربیت یافتہ اور ان کا حلیف تھا اور جب اباضیہ نے قیروان میں ورفجومہ کے افعال پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے طرابلس کی جانب جتھہ بندی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہ اباضیہ کے امام ابن الخطاب عبدالاعلیٰ بن سمح مغافری کے پاس جمع ہو گئے اور طرابلس پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی مردن نے حومہ میں عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا اور ورفجومہ اور باقی ماندہ مغرادہ میں <u>۱۴۱ھ</u> سخت خونریزی کی اور قیروان میں عبدالرحمٰن بن رستم کو جانشین بنانے کے بعد ابوالخطاب اور اس

کے اباضی ساتھی جوزناتہ اور ہوارہ وغیرہ میں سے تھے واپس آ گئے اور منصور بن ابی جعفر کو ورفجومہ کے فتنہ اور افریقہ اور مغرب میں بربری خارجیوں کی مارکٹائی اور قیروان میں کرسی امارت پر قبضہ کرنے کی خبر ملی تو اس نے محمد بن اشعث خزاعی کو فوج دے کر افریقہ کی طرف بھیجا اور اُسے وہاں پر خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کا کام سپرد کیا۔ پس وہ ۱۴۴ھ میں افریقہ آیا اور طرابلس کے قریب ابوالخطاب اسے اپنی فوج کے ساتھ ملا پس ابن اشعث نے اس پر اور اس کی قوم پر حملہ کر دیا اور ابوالخطاب قتل ہو گیا اور عبدالرحمٰن بن رستم کو یہ خبر اس کے دارالامارۃ قیروان میں ملی تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مغرب اوسط کے ان بربری اباضیوں سے جا ملا جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور لمایہ کے ہاں اترا کیونکہ ان کے اور اس کے درمیان قدیم سے حلف کا معاہدہ تھا پس انہوں نے اکٹھے ہو کر اس کی بیعت خلافت کر لی اور منصور کے شہر کو چھوڑ گئے جہاں ان کی کرسی امارت تھی پس انہوں نے جبل کزول ایساح کے دامن میں منداس کے ٹیلوں پر تاہرت شہر کی تعمیر شروع کر دی اور وادئ میناس میں اس کی حد بندی کی جہاں سے چشمے پھوٹتے ہیں اور قبلہ اور بطحاء سے گزرتے ہوئے وادی شلف میں جا گرتے ہیں۔ پس عبدالرحمٰن بن رستم نے اس کی بنیاد رکھی اور ۱۴۴ھ میں اس کی حد بندی کی اور اس حد بندی میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ عبدالرحمٰن فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالوہاب حکمران بنا جو اباضیہ کا لیڈر تھا اور یہ ۱۹۷ھ میں ہوارہ کے ساتھ طرابلس کی طرف جنگ کرنے کے لئے گیا۔ جہاں اس کے باپ کی طرف سے عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب حکمران تھا پس اس نے بربری اباضی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب فوت ہو گیا اور عبداللہ بن اغلب اپنی امارت کے لئے قیروان آیا پس عبدالوہاب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ صاحیہ ان کے لئے ہوگا اور وہ مقوسہ کی طرف واپس چلا گیا اور عبداللہ قیروان چلا گیا اور عبدالوہاب نے اپنے بیٹے میمون کو حکمران بنایا جو اباضیہ' صفریہ اور واصلیہ کا لیڈر تھا اور وہ مقوسہ' صفریہ اور واصلیہ کی طرف لوٹ آیا اور وہ اسے سلام خلافت کہتے اور واصلیہ میں سے اس کے پیروکاروں کی تعداد تیس ہزار تھی جو سفر کرنے والے اور خیموں میں رہنے والے تھے اور تاہرت میں ہمیشہ رستم کے بیٹوں کی حکومت رہتی اور ان کے مغراوی اور بنی یغرن میں پڑوسیوں نے جب انہوں نے تلمسان پر قبضہ کیا انہیں ادارسہ کی اطاعت میں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور ۱۷۳ھ کے قریب وہاں پر زناتہ کو گرفتار کر لیا اور وہ بقیہ ایام میں ان کے لئے رکاوٹ بنے رہے یہاں تک کہ عبداللہ شیعی کا ۲۹۶ھ کا افریقہ اور مغرب پر غلبہ ہو گیا پس وہ تاہرت میں ان پر غالب آ گیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ کی دعوت مغربین کے اطراف میں پھیل گئی اور اس حکومت کے ظہور سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور عروبہ بن یوسف کتامی نے جس نے شیعوں کے لئے مغرب کو فتح کیا تھا ابوحمید دراس بن صولان الہیصی سے تاہرت پر حاکم مقرر کرنے کا عہد کیا۔ پس وہ ۲۹۸ھ میں مغرب کی طرف گیا اور لمایہ' ازواجہ' بوایہ' مکناسہ اور مطماطہ کے اباضیہ سے مشوروں میں لگ گیا اور انہیں رافضیوں کے دین پر آمادہ کیا اور وہاں پر دین خارجیہ کا شیخ بن گیا یہاں تک کہ انہیں ان کے عقائد میں مستحکم کر دیا پھر اسماعیل منصور بن صلاص بن حبوس کے زمانے میں وہاں کا والی بنا پھر سمندر کے در سے امویوں کی دعوت دینے لگا اور خیر بن محمد بن حرز کے پاس چلا گیا۔ جوزناتہ میں امویوں کا داعی تھا اس کے بعد منصور نے تاہرت پر میسور الحصنی کو عامل مقرر کیا جو احمد بن الرحالی کا پروردہ تھا پس حمید اور خیر نے تاہرت پر چڑھائی کی اور میسور کو شکست ہوئی اور انہوں نے تاہرت میں داخل

ہو کر احمد الرحالی اور میسور کو گرفتار کر لیا اور کچھ وقت کے بعد انہیں رہا کر دیا اور اس کے بعد تاہرت ہمیشہ ہی ان کے باقی ماندہ ایام میں شیعہ اور ضہاجہ کی عملداری میں رہا اور زناتہ نے کئی بار اس پر غلبہ حاصل کیا اور بنی امیہ کی فوج نے مغراوی امیر مغرب زیری بن عطیہ کے ماتحت ان سے جنگیں کیں یہاں تک کہ ان حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا اور مغرب کی حکومت لمتونہ کے پاس چلی گئی پھر ان کے بعد موحدین کی حکومت آ گئی اور انہوں نے ایران پر قبضہ کر لیا اور قابس کی جانب سے بنو غانیہ نے ان کے لئے بغاوت کی اور ہمیشہ ہی موحدین کی سرحدوں پر وہ حملے کرتے رہے۔ افریقہ اور مغرب اوسط کے میدان پر غارت گری کرتے رہے اور وہ بار بار زبردستی اس میں داخل ہوتے رہے یہاں تک کہ جب ساتویں صدری کے بیس برس پورے ہوئے تو وہاں کے باشندے اٹھ گئے اور فضا خالی ہو گئی اور اس کے نشانات مٹ گئے۔ وَالْاَرْضُ لِلّٰهِ ؕ

قبائل لمایہ: پس وہ اپنے اس شہر کی تباہ ہونے سے جس کی انہوں نے حد بندی کی تھی اور اس کے مالک بنے تھے خود تباہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ یہی سنت جاری ہے اور ان کے کچھ فرقے' قبائل میں منقسم ہو کر باقی رہ گئے جن میں سے ایک جربہ ہے جن کے نام سے ساحل قابس کے سامنے ایک سمندری جزیرہ موسوم ہے اور وہ اس عہد تک وہاں آباد ہیں اور اہل صقلیہ کے نصرانیوں نے وہاں پر رہنے والے مسلمانوں سمیت اس پر قبضہ کر لیا تھا اور وہ لمایہ اور کتامہ کے قبائل تھے۔ جو جربہ' رسد دیکس کی طرح ہیں اور انہوں نے ان پر جزیہ عائد کیا تھا اور ساحل سمندر پر القشتیل نام سے ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا اور حفصی حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ لمبے زمانے تک مقابلہ بازی رہی یہاں تک کہ سلطان ابوبکر کی حکومت میں مخلوف بن الکماد کے ہاتھ پر آٹھویں صدی کے اڑتیسویں سال میں وہ جزیرہ فتح ہو گیا اور اس عہد تک وہاں دعوتِ اسلامی مضبوطی سے قائم ہے لیکن وہاں کے بربری قبائل ہمیشہ ہی خارجی دین کے پیرو کار رہے ہیں اور ان کے مذاہب کی تالیفات کا مطالعہ کرتے رہے ہیں اور وہ اپنے اصول عقائد اور فروع مذاہب کی روایت کرتے اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ؕ

مطماطہ: یہ فارس تمطیت کی اولاد میں سے مصغرہ اور لمایہ کے بھائی ہیں جن کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ بہت سے قبائل ہیں اور سابق مطماطی اور اس کے ساتھی نسابوں نے بیان کیا ہے کہ مطماطہ کا نام مصکاب ہے اور مطماطہ اس کا ہمسر ہیں اور ان کے قبائل لواء میں سے ہیں۔ جو مطماطہ میں سے ہے اور اس کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام ونشیط تھا اور اس کی اولاد کا انہوں نے ذکر نہیں کیا اور لواء کے چار بیٹے تھے ورماس' میلاغر' وریکول اور میلیص اور بلیص کی کوئی اولاد نہ تھی اور باقی تین کی اولاد تھی اور انہی سے مطماطہ کے تمام قبائل نکلے ہیں اور ورماس سے معمود' یونس اور نفرین ہیں اور وریکول کی اولاد کلدام' سیدہ اور قیدر ہیں اور سیدہ اور قیدر کی کوئی اولاد نہیں اور کلدام کی اولاد' عصفر اص' سلیمایان' سافخان' وریقی وصدی اور قطایان عمر ہیں اور یہ پانچوں اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں اور عصفر اص کے لئے زہاص اور نہراص ہیں اور عصفر اص سے ورہل اور حامد اور سکوم ہیں جنہیں بنو تلیکشان کہا جاتا ہے اور یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں اور زہاص سے بلست اور بصلا تین ہیں اور بلست نے ورسقلاسن' سکر' محمد' مکریل' دکوال' مریصاسن بان یولی' سمساسن' مسامر' ملوسن بجمد' نافع' عبداللہ اور عردانین ہیں۔

اور یلاعب بن لوانن مطماط کے بیٹے دمیا اور تانیہ ہیں اور تانیہ سے ماحرسکن' وریغ' عجلان' مقام اور قرہ ہیں اور دحیا

کے ورتجی اور محدیل ہیں اور وریجی سے مغرین' دبور' سیکم اور عجیس ہیں اور محدیل سے ماکور' اشکول' کفلان' مذکور' مظارہ اور ابورہ ہیں۔ یہ سابق اور اس کے ساتھی نسابوں کے بیان کے مطابق مطماطہ کے قبائل ہیں اور یہ مواطن میں منقسم ہیں۔ ان میں سے کچھ فاس اور صغر کے درمیان ایک پہاڑ میں رہتے ہیں۔ جوان کے نام سے معروف ہے اور ان میں سے کچھ جہات قابس اور اس کے مغرب عین حامیہ پر تعمیر شدہ شہر میں رہتے ہیں جو انہی کے نام سے منسوب ہے اور اس عہد میں اسے حمہ مطماطہ کہتے ہیں اس کا ذکر حفصی حکومت اور افریقی ممالک میں آئے گا اور ان کے بقیہ لوگ قبائل اور متفرق ہیں ان کی اکثریت تاہرت کے نواح میں جبل کزول اور وانشریس کے پاس' تلول منداس میں رہتی ہے اور وہ یہاں پر ضہاجہ کی حکومت کے قیام کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

اور بادیس منصور کے ساتھ حماد بن بلکین کی جنگ میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں اور ان دنوں ان کا سردار عزانہ تھا اور اس نے پڑوسی بربریوں کے ساتھ' جو لواتہ میں سے تھے' کئی جنگیں کی ہیں اور جب عزانہ فوت ہو گیا۔ تو مطماطہ میں اس کے بیٹے زیری نے حکومت قائم کی اور اس نے کچھ عرصہ حکومت کی تھی کہ ضہاجہ اس کی حکومت پر غالب آ گئے پس یہ سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامرہ کے ہاں اترا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اسے بربری امراء کے طبقے میں شامل کیا جو اس کے پیروکاروں میں شامل تھے۔ پس یہ اس کی حکومت پر چھا گیا اور اس کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر اور بھائی عبدالرحمٰن ناصر اس کے مقام کو بلند کرنے اور اس کی حکومت کو چلانے لگے اور یہ محمد بن ہشام بن عبدالجبار کی بغاوت کے وقت اپنے بربری امراء اور نقیبوں سمیت نعمانی عربوں میں ابو عامرہ کے ساتھ غائب تھا اور جب انہوں نے اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کی بدتدبیری کو دیکھا تو محمد بن ہشام مہدی کے ساتھ مل گئے اور اندلس میں بربری فتنہ کے پیدا ہونے تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ یہ وہاں پر فوت ہو گیا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس سال میں فوت ہوا اور اسی طرح ان سے الگ ہونے والے لوگوں میں سے بہلا بہلا جوابی لواہی یصلاص سے تھا اندلس جا کر ناصر کے پاس اترا اور وہ بربری انساب کا عالم تھا۔

اور ان کے مشاہیر میں سے سابق بن سلیمان بن حراث بن مولات بن دویاسر ہے جو ہمارے علم کے مطابق بربریوں کا بڑا انساب ہے اور آخری لوگوں میں عبیداللہ مہدی کا کاتب خراج عبداللہ بن ادریس مشہور آدمی ہے جن کا ذکر طویل ہے یہ باتیں ہم نے مطماطہ کے حالات سے حاصل کی ہیں۔

موطن منداس: ایک بربری مؤرخ کا خیال ہے اور میں اس بارے میں اس کی کتاب سے بھی مطلع ہوا ہوں کہ اس نے منداس بن مغربن ادریغ بن لہر بن المساد کا نام لیا ہے اور وہ ہوارہ ہے واللہ اعلم وہ اس اداس بن زجیک کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہوارہ کا ربیب ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو گا مگر یہ بات اس پر مختلط ہو گئی ہے اور منداس کے بیٹے بھی تھے شرارہ' کلثوم اور تیکم راوی بیان کرتا ہے کہ جب مطماطہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس عہد میں ان کا سردار ارہاص بن عصفر اص تھا پس منداس کو وطن سے نکال دیا گیا اور وہ اس کی حکومت پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹوں نے منداس کے موطن کو آباد کیا اور ہمیشہ وہیں رہے۔ انتہیٰ کلامہ۔

اور اس عہد میں یہ قوم اس سے جبل اور ستیش میں ملی اور جب بنو توجین جوز ناتہ میں سے تھے منداس پر غالب آئے تو اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور ٹیکس دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ وَاللّٰهُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَ مَنْ عَلَيْهَا.

مغیلہ: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مطماطہ اور لمایہ کے بھائی ہیں اور ان کے بھائی ملزورہ بھی انہی میں شمار ہوتے ہیں اوزدونہ اور کشانہ کا بھی یہی حال ہے جو وطن میں بکھرے پڑے ہیں اور ان میں سے دو بڑے قبیلے ہیں۔ جن میں سے ایک مغرب اوسط میں شلف کے سمندر میں گرنے کی جگہ کے قریب ہے اور اس عہد میں کوئی شہر اس سے پہلے نہیں آتا اور انہی کے ساحل سے عبدالرحمٰن الداخل اندلس جاتے ہوئے گزرا تھا اور منکب میں فروکش ہوا تھا اور ان میں سے ابوقرہ مغیلی بھی ہوا ہے جس نے صفریہ خوارج کا دین اختیار کر لیا تھا اس نے چالیس سال حکومت کی ہے اور بنو عباس کی حکومت کے آغاز میں اس کے اور امراء عرب کے درمیان قیروان میں جنگیں ہوئی ہیں اور اس نے طبنہ سے بھی جنگ کی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوقرہ بنی مطماطہ سے تھا اور میرے نزدیک یہ درست بات ہے اسی لئے میں نے اس کے حالات کو بنی یفرن کے حالات تک موخر کر دیا ہے جوز ناتہ میں سے تھے۔

اور اسی طرح ان میں سے ایک ابوحسان بھی تھا جس نے اسلام کے آغاز میں افریقہ پر حملہ کیا اور ابو حاتم بن یعقوب بن لہیب بن مرین بن یطوفت جو ماز وز میں سے تھا اس نے بھی ۱۵۰ھ میں ابوقرہ کے ساتھ حملہ کیا اور قیروان پر غالب آ گیا جیسا کہ ان کے علماء میں سے خالد بن خراش اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح ان کے رؤسا میں سے موسیٰ بن خلید، ملیح بن علوان اور حسان بن زردال بھی تھا جو عبدالرحمٰن کے داخل ہوا تھا اور اسی طرح ان میں دلول بن حماد بھی تھا۔ جو یعلی بن محمد الیفرانی کی حکومت میں ان کا امیر تھا اور یہ وہی شخص ہے جس نے سمندر سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایکری کی حد بندی کی تھی۔ لیکن اس عہد میں وہ بستی تباہ ہو چکی ہے اور صرف کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں اور اس وطن میں مغیلہ کا کوئی قبیلہ اور جمعیت باقی نہیں رہی اور ان کی دوسری اکثریت مغرب اقصیٰ میں رہتی ہے اور وہ لوگ اور یہ اور صدینہ کی پیروی میں ادریس بن عبداللہ کی دعوت کے لئے کھڑے ہو گئے اور بربریوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے لگے اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے یہاں تک کہ ادارسہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان کے بقیہ لوگ اپنے مواطن میں فاس، صفرون اور مکناسہ کے درمیان رہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَ مَنْ عَلَيْهَا.

مدیونہ: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ فاس کی اولاد میں سے مغیلہ اور مطماطہ کے بھائیوں میں سے ہیں اور ان کی اکثریت کا وطن اس عہد میں تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد کے درمیان سے اس پہاڑ تک ہے جو ان کے نام سے معروف ہے اور یہ اس کے مضافات اور جہات میں گھومتے پھرتے ہیں اور بنو یلوی اور بنو یفرن ان سے پہلے مشرق کی جانب سے ان کے پڑوسی تھے اور مکناسہ مغرب کی جانب سے پڑوسی تھے اور ساحل کی جانب سے کومیہ اور دلہاسہ پڑوسی تھے۔

اور ان کے قابل ذکر جوانوں میں سے جریر بن مسعود بھی ہے جو ان کا سردار تھا اور ابو حاتم اور قرہ کے ساتھ ان کی جنگ میں شامل تھا اور فتح کے ہراول دستوں کے ساتھ ان میں سے بہت سے آدمی اندلس چلے گئے اور انہیں وہاں پر طاقت حاصل ہو گئی اور ان میں سے ہلال بن ابزبا نے مساسع مکناسی کے خروج میں عبدالرحمٰن الداخل کے خلاف بغاوت کی پھر

اطاعت اختیار کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کی قوم میں سے ثابتہ بن عامر کو اس کا جانشین بنایا اور جب بنوتو جین اور بنو راشد جوز ناتہ میں تھے مغرب اوسط کے مضافات پر غالب آ گئے تو اس وقت مدیونہ کی تعداد کم اور شوکت ختم ہو چکی تھی پس زناتہ اپنے مواطن کے مضافات میں انہیں داخل کیا اور یہ ان کے مالک بن گئے اور مدیونہ اپنے ملک کے قلعوں میں چلے گئے جو جبل ماسالہ اور جد دجدہ میں ان کے نام سے معروف ہے اور ان کے نواح اور صغروی کے درمیان ایک قبیلہ مغیلہ کا پڑوسی ہے۔ وَاللّٰهُ يَرِثُ الْاَرْضُ وَ مَنْ عَلَيْهَا

کومیہ: اور قدیم سے یہ صطغورہ کے نام سے مشہور ہیں جو مطایہ اور مصغرہ کا ایک قبیلہ ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہ فاتن کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے تین بطون ہیں جن میں سے ان کے قبائل متفرع ہوئے ہیں اور وہ ندرومہ' مغارہ اور بنو یلول ہیں اور ندرومہ سے مغوطہ' حرسہ' مردہ' مصمانہ اور مراتہ ہیں اور بنی یلول سے مسیقہ' ریتوہ' ہنشہ' ہیوارہ اور دالغہ ہیں اور مغارہ سے ملتیلہ اور بنو حاسہ ہیں اور ان میں سے مشہور نساب مانی بن مصدور بن مریس بن یعود بھی ہے اور یہ ان کی کتب میں مشہور ہے اور مغرب اوسط میں اکدمیہ کے مواطن' ارسکول اور تلمسان کی جانب سے سمندر کے کنارے ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور شوکت حاصل ہے اور جب انہوں نے مہدی کے خلاف المصامدہ کی مدد کی تو یہ موحدین کے عظیم ترین قبائل میں سے تھا اور بعض اوقات عبدالمؤمن کے قبیلہ نے اس کی مصاحبت کی اور جانشینی کی ہے اور وہ بنی عابد میں سے ہے اور وہ عبدالمؤمن بن علی بن مخلوف بن یعلی بن مردان بن نصر بن علی بن عامر بن الآسر بن موسیٰ بن عبداللہ بن ورلیغ بن صطغور ہیں موحدین کی حکومت کے مؤرخین نے اسے اسی طرح صطغور کی طرف منسوب کیا ہے پھر کہتے ہیں کہ صطغور بن یعقور بن مطماط بن ہودج بن قیس میلان بن مضر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوعبدالواحد المخلوع بن یوسف بن عبدالمؤمن کی تحریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مصنوع ہے کیونکہ یہ نام بربریوں کے ناموں میں سے نہیں ہیں اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب عربی نام ہیں اور بربری قوم ان کے درمیان مشہور تھی اور صطغور کو مطماط کی طرف منسوب کرنا تخلیط ہے کیونکہ تمام بربری نسابوں کے نزدیک یہ دونوں بھائی ہیں اور عبدالمؤمن بلاشبہ انہی میں سے ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا سِوىٰ ذَالِكَ۔

اور یہ عبدالمؤمن ان کے اشراف میں سے ہے اور ان کا وطن تاکرارت میں ہے اور وہ اس پہاڑ میں ہے جو مشرق کی جانب سے ہنین پر جھانکتا ہے اور جب عبدالمؤمن ان میں کامیاب ہو گیا تو وہ حصول علم کے لئے چل پڑا اور تلمسان میں اترا اور وہاں کے بزرگوں جیسے ابن صاحب الصلوٰۃ اور عبدالسّلام البرنسی سے علم حاصل کیا اور یہ اپنے دور میں فقہ اور کلام کا شیخ تھا اور اس کے بعد طالب علم پڑھائی کے پیاسے ہوتے تھے اور ان میں فقیہ محمد بن تومرت المہدی بھی تھا اور وہ بجایہ پہنچا تو اس وقت وہ فقیہ السوسی کے نام سے معروف تھا اور اس کی نسبت سوس کی طرف تھی ابھی اسے مہدی کا لقب نہیں دیا گیا تھا اور اس نے مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے بدی کو مٹانے اور علم کو پھیلانے اور فتوے دینے اور فقہ اور کلام پڑھانے میں اپنے آپ کو لگا دیا اور اسے اشعری سلسلے میں امامت اور رسوخ قدم حاصل ہے اور اسی نے اشعری طریقے کو مغرب میں داخل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے تلمسان میں طالبانِ علم کو شوق دے دیا کہ وہ اس سے اس طریق کو اخذ کریں اور گفتگو کریں اور کئی لوگوں نے اسے لانے کے لئے سفر کرنے میں سبقت کی کہ انہیں اس کے علوم کے حصول میں تقدم حاصل ہو پس

عبدالمؤمن بن علی ان علوم کے حصول کے لئے تیار ہو گیا۔ جو صغر سنی کی وجہ سے سفر کا بہت مشتاق تھا پس وہ اس کی ملاقات کے لئے بجایہ گیا اور اسے تلمسان میں آنے کی دعوت دی مگر وہ اسے اکتاہٹ کے ساتھ ملا اور اس کے اور عزیز کے درمیان سخت نفرت پیدا ہو گئی اور بنوریا کل اسے پناہ دینے اور اُسے اذیت دینے اور اس تک پہنچنے سے روکنے کی وجہ سے ان سے تعصب رکھتے تھے۔ پس عبدالمؤمن نے اُسے ہر طرح سے ترغیب دی اور تلمسان کے طالب علموں کا خط پہنچایا اور عبدالمؤمن سفر و حضر میں اس سے علم حاصل کرنے لگا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا اور خوب علم حاصل کیا اور امام نے اسے خداداد فہم کی وجہ سے مزید خصوصیت اور قرب سے نوازا اور اس کی تعلیم کا خاص خیال رکھا یہاں تک کہ وہ امام کا مخلص اور اس کے اصحاب کا خزانہ بن گیا اور جب اس کے بارے میں مدون شواہد واضح ہوئے تو وہ اس کی خلافت کی امید کرنے لگا اور جب وہ مغرب جاتے ہوئے راستے میں ثعالبہ کے ٹھکانے کے پاس سے گزرے جن کا ذکر ہم نے پہلے نواح مدینہ میں کیا ہے تو وہ ایک خوبصورت گدھا اس کے پاس لائے جو سواری کے لئے بطور عطیہ کے تھا اور وہ عبدالمؤمن کو اس پر سواری میں ترجیح دیتا تھا اور وہ اپنے اصحاب سے کہتا اسے اس گدھے پر سوار کراؤ۔ وہ تمہیں نشان مند گھوڑوں پر سوار کرائے گا اور جب مرغہ نے ۵۱۵ھ میں اس کی بیعت کی اور المصامدہ اس کی دعوت پر متفق ہو گئے اور اس نے لمتونہ سے جنگ کی اور مراکش سے مقابلہ کیا اور مقابلہ کے ایام میں ایک روز سخت جنگ کے دوران ایک ہزار موحدین مارے گئے تو امام سے کہا گیا کہ موحدین ہلاک ہو گئے ہیں تو اس نے انہیں کہا عبدالمؤمن نے کیا کیا ہے انہوں نے جواب دیا وہ اپنے سیاہ گھوڑے پر خوب جنگ کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ جب تک عبدالمؤمن زندہ ہے کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا اور جب امام ۲۲ھ میں قریب المرگ تھا تو اس نے اپنی خلافت عبدالمؤمن کو دینے کی وصیت کی اور مصامدہ کے درمیان عصبیت سے غمگین ہوا پس اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور اسکی حکومت کے معاہدہ کو موخرہ کیا یہاں تک کہ شیخ ابوحفص امیر ہنتانہ اور مصامدہ کے سردار نے اس سے مصاہرت کی صراحت کی اور اسکے متعلق امام کی وصیت کو نافذ کیا پس اس نے حکومت سنبھالی اور موحدین کی سرداری اور مسلمانوں کی خلافت کو اپنے ساتھ مختص کیا اور وہ ۳۷ھ میں مغرب کی فتح کیلئے گیا تو غمارہ نے اس کی اطاعت کی پھر وہ وہاں سے ریف کی طرف چلا گیا پھر بطویہ بطامطالہ بھی بنی یرناسین پھر مدیونہ اور پھر کومیہ اور انکے پڑوسیوں ولہامہ کے پاس گیا۔ پس اسکی قوم کی وجہ سے اس کا بازو مضبوط ہو گیا اور وہ اس کی حکومت میں داخل ہو گئے اور انہوں نے موحدین کے درمیان اس کی حکومت اور خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے اس کی مدد کی اور جب وہ مغرب کی طرف لوٹا اور اس کے شہروں کو فتح کیا اور مراکش پر غالب آ گیا تو اس نے اپنی قوم کو مراکش آنے اور وہاں پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی کیونکہ ان کی اکثریت کو مغرب سے محبت تھی اور اس تخت خلافت کو اٹھانے اور امر دعوت کے قائم کرنے اور اپنی سرحدوں کا دفاع کرنے کے لئے مراکش کو وطن بنا لیا پس عبدالمؤمن اور اس کے بیٹوں نے بقیہ حکومت سے مدد مانگی اور وہ اپنی جگہ پر ایک کتاب کا آغاز تھے اور قوم اسکے ساتھ آملی اور وہ فتوحات اور فوج میں پیش پیش تھے اور فوج کے تیار کرنے اور حکومتوں کے تقسیم کرنے میں علاقوں نے انہیں کھا لیا اور انکا خاتمہ ہو گیا اور ان ابتدائی وطنوں میں ان میں سے بنو عابد باقی رہ گئے اور وہ سرداری والے قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور انکا زمانہ بدل گیا اور اس نے انہیں مہلت دی ہے پس انہوں نے تاوان برداشت کئے اور تکالیف اٹھائیں اور رسوائی اور عذاب میں اپنے پڑوسیوں دلہاصہ کے ساتھ رہے۔ واللہ مبدل الامر والملالک الملک سبحانہ۔

باب : ۱۷

قوم زواوہ اور زواغہ

یہ بطون تبری بربریوں کے بطون میں سمکان بن یحییٰ بن ضری بن زحیک بن مادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں اور بربریوں میں ان کے زیادہ قریب زناتہ ہیں کیونکہ ان کا باپ سمکان کا بھائی ہے۔

زواوہ: اور زواوہ بھی ان کے بطون میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زواوہ قبائل کتامہ میں سے ہیں یہ بات ابن حزم نے بیان کی ہے اور بربری نساب انہیں سمکان کی اولاد میں سے شمار کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے میرے نزدیک ابن حزم کا بیان صحیح ہے جس کی شہادت وطن اور کتامہ کے ساتھ عبداللہ کے شیعہ ہونے سے ملتی ہے اور بربری نسابوں نے ان کے بہت سے بطون کو شمار کیا ہے اور وہ بنو مجسطہ اور بنو ملیکش ہیں جو صنہاجہ میں سے ہیں۔ واللہ اعلم اور اس عہد میں ان کے مشہور قبائل میں سے بنو بحر' بنو مابکلات' بنومتران' بنو مانی' بنو بوعردان' بنوتوغ' بنو یوسف' بنو عیسیٰ' بنو بوشعیب' بنوصدقہ' بنو غرین اور بنو کشطولہ ہیں اور زواوہ کے ٹھکانے بجایہ کے نواح میں کتامہ اور صنہاجہ کے مواطن کے درمیان ہیں اور انہوں نے بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جن سے نظریں خوف محسوس کرتی ہیں اور رہروان کے اندھیروں میں بھول جاتا ہے جیسے بنی غبرین جبل زیری میں رہتے ہیں اور اس عہد میں وہاں زان کے درخت کی علامتیں لگائی گئیں ہیں جن کے ذریعے آدمی کو راستے کا پتہ چل جاتا ہے یا جیسے بنی فرلوسن اور بنی سرا کا پہاڑ بجایہ اور تدلس کے درمیان ہے اور وہ ان کا سب سے مضبوط قلعہ ہے اور اس کی وجہ سے انہیں حکومت پر غلبہ حاصل ہے اور انہیں خراج کے دینے میں اختیار حاصل ہے اور صنہاجہ کی حکومت صلح و جنگ کے مواقع پر ان کے بہت سے قابل ذکر کارنامے ہیں اس لئے کہ یہ کتامہ کے دوست تھے اور ان کا پہلا آدمی ان کی حکومت کے آغاز میں غالب آ گیا اور بادیس بن منصور ان کے ساتھ ہو گیا اور ان کے شیخ امری ابن اجانا نے اپنے باپ عامر پر اتہام لگایا اس کے بعد بنو حماد نے بجایہ کی حد بندی کی اور ان سے مقابلہ کیا تو وہ آخری حکومت تک ان کے مطیع رہے اور اس عہد تک ان کی فرمانبرداری اسی طرح چلی آتی ہے۔

بنی یراین: اور ان میں سے بنی یراین کی سرداری' بنی عبدالصمد میں تھی اور مغرب اوسط کے سلطان ابوالحسن سے بنی عبدالصمد کے سردار سے خط و کتابت کی اس کا نام شمسی تھا اور اس کے دس بیٹے تھے جن کی وجہ سے اس کی شان بڑھ گئی اور وہ ان کی حکومت پر قابض ہو گئے اور جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے یعقوب کو جو ابوعبدالرحمٰن کنیت کرتا تھا اپنی چھاؤنی

سے بھاگتے وقت ۷۳۷ھ یا ۷۳۸ھ میں اس کے گلے سے پکڑ لیا اور اس کے پیچھے سوار لگا دیئے۔ تو وہ اسے واپس لے آئے تو اُس نے اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت بنی یراین بطحہ کے خازن کے پاس گئے تو اس نے ان سے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور اس کے اپنے بیٹے کے خلاف خروج کرنے کی دعوت دی تو سمشی اس کے عزائم کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور سلطان ابوالحسن نے اموال اس کی قوم میں بھیجے تو وہ دونوں سلامت تھے پھر انہیں اس کے مکر و جھوٹ کے متعلق پتہ چلا تو اُس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ بلاد عرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور یہ لوگ اپنی قوم اور اس کے بعض بیٹوں کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو سلطان نے اس کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کی اور خوب انعام و اکرام دیا اور وفد اپنے وطن واپس چلا گیا اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔

__زواغہ__: اور ہمارے پاس زوادہ کے حالات و واقعات نہیں پہنچے کہ ہم ان کے متعلق قلم چلائیں اور ان کے تین بطون ہیں دمر بن زواغ صراوطیل بن زحیک بن زواغ اور بنو ماخر جوز واغہ اور دمر س سمکان میں تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ قبائل میں بکھرے پڑے ہیں اور ان میں سے کچھ طرابلس کے نواح میں اس کے جنگلوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہاں پر ان کا ایک پہاڑ بھی ہے جو دمر کے نام سے مشہور ہے اور اسی طرح قسطنطنیہ کی جہات میں زواغہ کا ایک قبیلہ پایا جاتا ہے اور اسی طرح جبال شلف میں صراوطیل پائے جاتے ہیں اور دوسرے نواح فاس میں پائے جاتے ہیں۔ وَاللّٰہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ.

مکناسہ اور بنی ورصطف کے دیگر بطون کے حالات اور مغرب میں مکناسہ کی حکومتوں کا ذکر

__اور اس کی اوّلیت اور گردشِ احوال کا بیان__: ورصطف بن یحییٰ جانا بن یحییٰ اور سمکان بن یحییٰ کا بھائی ہے اور اس کے تین بطون ہیں جو مکناسہ ورتناجہ اور اوکتہ ہیں اور اسے مکنہ بھی کہا جاتا ہے اور بنو ورتناجہ چار بطون ہیں۔ سدرجہ' مکسہ' مطاسہ اور کرسطہ سابق اور اس کے اصحاب نے ان کے بطون میں صناطہ اور رفولالہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے بطون مکنہ میں بنی وطنسن اور بنی فولانین اور بنی مزین اور بنی یرین اور بنی بوعال کو بھی شمار کیا ہے اور اسی طرح ان کے نزدیک مکناسہ کے بہت سے بطون ہیں۔ جن میں سے وصولات' بوحاب' بنو ورفلاس' بنو وردنوس' قیعارہ' بنعہ اور ورقطنہ اور ورصطف کے سب بطون مکناسہ کے بطون میں شامل ہیں اور ان کے مواطن وادی ملویہ پر ولان سے سجلماسہ کی بلندی سے اس کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک ہیں اور تازا اور تسول کے نواح کے درمیان بھی ہیں اور ان سب کی سرداری بنی ابایرون میں ہے اور اس کا نام مجدول بن ناقریس بن فرادیس بن دنیف بن مکناس ہے اور صلح کے وقت ان میں سے کچھ قومیں کنارے کی طرف چلی گئیں اور انہیں اندلس میں کثرت اور سرداری حاصل تھی اور ان میں سے شعیا بن عبدالواحد نے ۱۵۱ھ میں عبدالرحمٰن الداخل کے خلاف بغاوت کی اور اپنے آپ کو حسن بن علی کی طرف منسوب کر کے اپنی طرف دعوت دینے لگا اور عبیداللہ بن محمد شیعہ لقب کے ساتھ اور مصالہ بن حبوس نے منازل سے عبیداللہ شیعی سے رابطہ کیا اور اس کے عظیم ترین جرنیلوں اور دوستوں میں تھا۔ اس نے اسے مغرب کا حکمران بنایا اور اس سے اس کے لئے مغرب' فاس اور سجلماسہ کو

فتح کیا اور جب وہ فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے بھائی بر صلتین بن حبوس کو تاہرت اور مغرب کی حکومت میں اپنا قائم مقام بنایا پھر وہ فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے حمید کو قائمقام بنایا پس وہ شیعہ سے منحرف ہو گیا اور عبدالرحمٰن ناصر کی دعوت دینے لگا اور اپنے احراز میں سے بنی حرزہ کے ساتھ اس کی مروانی حکومت پر اتفاق کر لیا پھر اندلس کی طرف چلا گیا اور ناصر اور اس کے بیٹے حکم کے زمانے میں ریاستوں کا والی بنا اور بعض دفعہ تلمسان کا والی بنا پھر فوت ہو گیا اور اپنے بیٹے لرصل بن حمید کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کے بھائی یباطن بن بر صلتین اور اس کے عم زاد علی نے اُموی حکومت کے زیر سایہ اس کے مال سے بہت فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ مظفر بن ابی عامر مغرب کی طرف گیا اور یصل بن حمید کو سجلماسہ کا حاکم بنایا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے پھر وادی کے کنارے کی مکناسی حکومت بنی ابی نزول میں تقسیم ہو گئی اور اس کے تقسیم ہونے سے مکناسہ کے پانی بہنے کی جگہیں بھی تقسیم ہو گئیں اور مکناسہ کی سرداری' سجلماسہ اور اس کے گرد و نواح کے مواطن میں بنی واسول بن مصلان بن ابی نزول میں رہ گئی اور تازاہ تو سول طویہ اور ملیلہ کی جہات میں مکناسہ کی سرداری' بن ابی العافیہ بن ابی نائل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کے لئے رہ گئی اسلام میں ان دونوں فریقوں کو حکومت اور سرداری حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے اس کی وجہ سے یہ بادشاہوں میں شمار ہونے لگے۔

بنی واسول کی حکومت اور سجلماسہ اور اس کے مضافات کے مکناسی بادشاہوں کے حالات

سجلماسہ کے مواطن کے رہنے والے مکناسہ میں سے تھے جو اپنے آغاز اسلام سے ہی صفری خوارج کا دین رکھتے تھے جیسے انہوں نے مغرب کے آئمہ اور روٗسا سے اس وقت سیکھا تھا جب وہ مغرب میں آئے تھے اور اسی کے پابند ہو کر رہ گئے اور مغرب کے اطراف میسرہ کے فتنہ سے بھڑک اٹھے پس جب اس مذہب پر تقریباً چالیس آدمی اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے حفاء کی اطاعت چھوڑ دی اور ان پر عیسیٰ بن یزید اسود کو حاکم بنایا جو عرب موالی اور خوارج کے روٗسا میں سے تھا اور انہوں نے ۱۴۰ھ میں سجلماسہ شہر کی حد بندی کر لی اور باقی ماندہ مکناسہ بھی جو اس طرف رہتے تھے ان کے دین میں شامل ہو گئے پھر وہ اپنے امیر سے ناراض ہو گئے اور اس کے احوال پر بہت نکتہ چینی کرنے لگے اور انہوں نے اپنے امیر کو باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ ۱۵۵ھ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد وہ اپنے بڑے سردار ابوالقاسم سمکو بن واسول بن مصلان بن ابی نزول پر متفق ہو گئے۔ اس کا باپ اہل علم لوگوں کی تلاش کرتا تھا اور مدینہ کی طرف چلا گیا اور تابعین سے ملا اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے علم سیکھا جس کا ذکر عریب بن حمید نے اپنی تاریخ میں کیا ہے اور اس نے مویشی رکھے ہوئے تھے اور اسی نے عیسیٰ بن یزید کے لئے بیعت اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے بعد اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام کے ذمہ دار بن گئے یہاں تک کہ وہ اپنی حکومت کے دس سالوں کے آخر میں ۱۶۷ھ میں فوت ہو گیا اور وہ اباضی صفری تھا اور اس نے منصور اور بنی عباس کے مہدی کے لئے اپنی عملداری میں خطبے دیئے اور جب وہ مر گیا تو انہوں نے ان پر اس کے بیٹے الیاس کو حاکم بنا دیا۔ جسے وزیر کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ۱۹۴ھ میں اس کے خلاف ہو گئے اور اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی الیسع بن ابی القاسم ادرکسہ بن منصور کو حاکم بنایا اور وہ ان پر اور سجلماسہ کے بنی سور پر مسلسل ۳۴ سال حاکم رہا اور وہ صفری تھا اور اس کے عہد میں سجلماسہ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسی نے

سجلماسہ کی تعمیر اور مضبوطی کو مکمل کیا اور کارخانوں اور محلات کے نقشے بنائے اور دوسری صدی کے آخر میں اس میں منتقل ہو گیا اور بلاد صفر کو قبضہ میں کر لیا اور درعہ کی کانوں سے خمس لیا اور عبدالرحمٰن بن رستم حاکم تاہرت کی بیٹی اردی سے اپنے بیٹے مدرار کی شادی کی اور جب وہ ۲۰۸ھ میں فوت ہو گیا۔ تو اس کے بعد اس کا بیٹا مدرار حکمران بنا جس کا لقب المنتصر تھا اور اس کی حکومت لمبی ہو گئی اور اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام میمون تھا اور ان میں سے ایک اردی بنت عبدالرحمٰن بن رستم سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا اور دوسرا بیٹا ایک فاحشہ عورت سے تھا جس نے اپنے باپ کا خاص بیٹا ہونے پر تنازعہ کیا اور تین سال تک ان دونوں کے درمیان جنگ جاری رہی اور ان دونوں کے باپ مدرار کو صاغیہ کی امارت حاصل تھی پس اس نے اس کا مقابلہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اسے پکڑ کر سجلماسہ سے باہر نکال دیا اور ابھی اس نے اپنے باپ کو معزول کر کے اس کی حکومت کو اپنے لئے مختص کیا ہی تھا کہ وہ اپنی قوم اور شہر میں بدکردار ہو گیا تو لوگوں نے اسے معزول کر دیا اور وہ درعہ کی طرف آ گیا اور انہوں نے دوبارہ مدرار کو اس کی حکومت دے دی۔ پھر اس کے دل میں آیا کہ وہ دوبارہ درہ کی امارت اپنے اس بیٹے کو دے دے جس کا نام میمون ہے اور رستمیہ عورت کے بطن سے ہے تو لوگوں نے اسے معزول کر دیا اور فاحشہ عورت کے بیٹے میمون کو حکومت دے دی جو امیر کے نام سے معروف تھا اور اس کے بعد مدرار ۲۵۳ھ میں ۴۵ سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا میمون کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ بھی ۲۶۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حاکم بنا جو اباضی تھا وہ ۲۷۰ھ میں فوت ہو گیا پس اس نے الیسع بن المنتصر کو حاکم بنایا اور اس نے اس کے کام کو سنبھالا اور عبیداللہ شیعی اور اس کا بیٹا اور ابوالقاسم اس کے عہد میں سجلماسہ میں آئے اور المعتضد نے اسے ان دونوں کے بارے میں دھمکی دی اور وہ اس کی اطاعت میں تھا پس اس نے ان دونوں کے متعلق شک کیا اور ان کو قید کر لیا۔ یہاں تک کہ شیعی ابنی اغلب پر غالب آ گیا اور رقادہ پر قبضہ کر لیا۔ پس وہ اس مقابلہ میں گیا تا کہ عبیداللہ اور اس کے بیٹے کو اس کے قید خانے سے نکالے اور الیسع اپنی مکناسہ قوم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابو عبداللہ شیعی نے اسے شکست دی اور سجلماسہ میں داخل ہو گیا اور اُسے قتل کر کے عبیداللہ اور اس کے بیٹے کو قید خانے سے نکال لیا اور ان دونوں کے لئے بیعت لی اور عبیداللہ مہدی نے سجلماسہ پر ابراہیم غالب المراسی کو بنایا۔ جو کتامہ کے جوانوں میں سے تھا اور خود افریقہ واپس چلا گیا پھر سجلماسہ کے امراء اپنے والی ابراہیم کے مخالف ہو گئے اور اُسے اور اس کے تمام کتامی ساتھیوں کو ۲۹۸ھ میں قتل کر دیا اور انہوں نے فتح بن میمون امیر ابن مدرار کی بیعت کر لی اور اس کا لقب داسول اور میمون ہے اور یہ اس فاحشہ عورت کا بیٹا نہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہ اباضی تھا اور اس کی وفات تیسری صدی کے سرے پر ہوئی پس اس کا بھائی احمد حکمران بنا اور اس کی حکومت ٹھیک ٹھاک رہی یہاں تک کہ مصالہ بن جوس نے کتامہ اور مکناسہ کی فوج کے ساتھ مغرب کی طرف جا کر ۳۰۹ھ میں اس پر چڑھائی کی اور مغرب پر قبضہ کر لیا اور اپنے دوست عبیداللہ مہدی کی دعوت پر انہیں پکڑ لیا اور سجلماسہ کو فتح کر لیا اور اس کے حاکم احمد بن میمون بن مدرار کو گرفتار کر لیا اور اپنے عم زاد المعتز بن محمد بن سادر بن مدرار کو وہاں کا حاکم بنایا اور ابھی اس نے حکومت سنبھالی نہ تھی کہ ۳۲۱ھ میں مہدی کی حکومت سے تھوڑا عرصہ قبل وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالمنتصر محمد بن المعتز حاکم بنا پس وہ دس دن حاکم رہا پھر مر گیا

اوراس کے بعداس کا بیٹا المنتصر سمکو دو ماہ تک حاکم رہااوراس کی صغرسنی کی وجہ سے اس کی دادی تدابیر امر کرتی تھی پھراس پراس کے عمزاد محمد بن فتح بن میمون الامیر نے حملہ کیا اوراس پر غالب آ گیا اور بنوعبداللہ نے ابن ابی العاضیہ اور تاہرت کے فتنہ کی وجہ سے اس پر تباہی ڈال دی پھروہ اسے ان دونوں کے بعد ابی یزید کے پاس لے گیا اور محمد بن فتح نے بنی عباس کی دعوت کے باعث اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اہل سنت کے مذاہب کو اپنایا اور خارجیت کو چھوڑ دیا اور شاکر باللہ کا لقب اختیار کیا اوراپنے نام کا سکہ بنایا جس کا نام الدراہم الشاکر یہ رکھا' ابن حزم نے یہ بات اسی طرح ہی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ بڑا عادل تھا یہاں تک کہ جب بنوعبید نے اس کے لئے تیاری کی اور فتنہ بھڑک اٹھا تو جوہرالکاتب المعز لدین اللہ کے ایام میں کتامہ اور صنہاجہ اوران کے دوستوں کی فوج کے ساتھ ۳۴۷ھ میں مغرب پر چڑھائی کے لئے گیا اور سجلماسہ پر غالب آ گیا اوراس پر قبضہ کرلیا تو محمد بن فتح تاسکرات کے قلعے کی طرف بھاگ آیا جو سجلماسہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں اقامت اختیار کر لی پھر لباس بدل کر سجلماسہ آیا تو مصفر یہ اور اندریہ کے ایک آدمی نے اُسے پہچان لیا۔تو جوہر نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے حاکم فاس احمد بن بکر کے ساتھ قیدی بنا کر قیروان لایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور وہ قیروان کی طرف واپس آ گیا پس جب مغرب' شیعہ کے خلاف ہو گیا اور امیہ کی بدعت چلی اور زناتہ نے حکم المنتصر کی اطاعت اختیار کر لی اوراس نے سجلماسہ پر حملہ کر دیا اور شاکر کی اولاد سے اپنا بدلہ لیا اور المنتصر باللہ نے فخر کیا پھر اس پر اس کے بھائی ابو محمد نے ۳۵۲ھ میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور خود اس کی جگہ حاکم بن بیٹھا اور المعتز باللہ کو یہ خبر پہنچی اور وہ ایک مدت تک اس بات پر قائم رہا اوراس وقت مکناسہ کی پوزیشن کمزور ہو گئی اور زناتہ کی پوزیشن مغرب میں مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ حرزون بن فلفول نے جو ملوک مغرادہ میں سے تھا سجلماسہ پر ۳۶۶ھ میں چڑھائی کی اور محمد نے اس کے مقابلہ میں المعتز کو نکالا تو حرزون نے اُسے شکست دی اوراسے قتل کر دیا اوراس کے شہراور ذخیرے پر قابض ہو گیا اور فتح کے خط کے ساتھ اس کے سر کو قرطبہ کی طرف بھیجا اور یہ منصور بن ابی عامر کی حجابت کے ابتدا کی بات ہے پس اس نے اسے اس کی طرف منسوب کیا اور ایک گنبد میں اس کی لحد کو کھودا اور حرزون کو سجلماسہ کی سرداری دی پس اس نے ہشام کی دعوت کو سجلماسہ کے کونے کونے میں قائم کر دیا اور یہ پہلی دعوت ہے جو ان کے لئے مغرب اقصیٰ کے شہروں میں قائم کی گئی اور سب بنی مدرار اور مکناسہ کی حکومت مغرب سے ختم ہو گئی اوران سے مغرادہ اور بنی یغرن نے حکومت حاصل کی جیسا کہ اس کی حکومت میں ان کا ذکر آئے گا۔

مکناسہ میں سے ملوک تسول بنوابوالعافیہ کی حکومت کے حالات' اوران کی اوّلیت اور گردش احوال:

مکناسہ'ملویہ' کرسیف'ملیلہ اور تازا اور تسول کے نواح کے رہنے والے تھے اور یہ سب اپنی سرداری میں بنی ابی باسل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کی طرف رجوع کرتے تھے اورانہی لوگوں نے کرسیف اور رباط تازا کے شہر کو تعمیر کیا تھا اور یہ فتح کے آغاز سے لے کر ہمیشہ اسی حالت میں رہی اور تیسری صدی میں ان کی سرداری مصالہ بن حبوس اور موسیٰ بن ابی العافیہ بن ابی باسل کو حاصل تھی اوراس کے دور میں ان کی قوت اور غلبہ بڑھ گیا اور یہ انہوں نے تازا کی اطراف سے الکای تک کے بربری قبائل پر غلبہ پا لیا اوران کے اور ادارسہ کے درمیان جو اس عہد میں مغرب کے بادشاہ تھے کئی جنگیں ہوئیں اور

یہ ان کے مضافات کے لوگوں کو بکثرت قتل کرتے کیونکہ ان کی حکومت کمزور ہو چکی تھی اور جب عبیداللہ نے مغرب پر قبضہ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ اس کے عظیم مددگاروں اور پیروکاروں میں شامل تھے اور مصالہ بن حبوس اس کے بڑے جرنیلوں میں سے تھا۔ اس نے اسے تاہرت اور مغرب اوسط کا حاکم بنایا تھا اور جب مصالہ نے ۳۰۵ھ میں مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور فاس اور سجلماسہ پر غلبہ پالیا اور مغرب کے کاموں سے فارغ ہو گیا اور یحییٰ بن ادریس اپنی فاس کی امارت کو چھوڑ کر عبیداللہ کی اطاعت میں آ گیا اور اس نے اسے فاس کی امارت پر قائم رکھا اس وقت اس نے اپنے عمزاد موسیٰ بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ کو تازا تسول اور کرسیف کی عملداری کے ساتھ ساتھ مغرب کے بقیہ مضافات اور شہروں کی امارت بھی دے دی اور مصالہ قیروان کی طرف آیا اور موسیٰ بن ابوالعافیہ نے مغرب کی حکومت سنبھال لی اور جب اس نے حاکم فاس یحییٰ بن ادریس کے خلاف مدد دی تو وہ اس کے خلاف ہو گیا۔ پس جب ۳۰۹ھ میں دوبارہ عرق المغرب آیا تو ابن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس کو اتارا اور گرفتار کر لیا اور اس کا سب مال لے لیا اور اسے اپنی عملداری سے باہر نکال دیا تو وہ بصرہ اور ریف میں عمزادوں کے پاس چلا گیا اور مصالہ نے فاس پر ریحان کتامی کو حاکم بنایا اور قیروان کی طرف واپس آ گیا اور فوت ہو گیا اور مغرب میں ابن العافیہ کی حکومت بہت بڑھ گئی پھر ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے فاس پر حملہ کیا اور وہ بڑا دلیر اور شجاع آدمی تھا اور اس نے اپنے نیزہ بازوں کو محفوظ مقامات میں اِدھر اُدھر کر دیا اور فاس میں اس وقت داخل ہو گیا جب وہاں کے لوگ غافل پڑے تھے اور اس نے ریحان کو قتل کر دیا اور لوگوں نے اس کی بیعت پر اتفاق کر لیا۔ پھر وہ ابن العافیہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلا پس فحص اذاماد میں تازا اور فاس کے درمیان حفصی ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے جو اس عہد میں وادی مطاحن کے نام سے معروف ہے اور ان کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی اور منہال بن موسیٰ بن ابی العافیۂ مکناسہ سے جنگوں میں ہلاک ہو گیا اور نتیجہ ان کے حق میں رہا اور حسن کی فوج کا خاتمہ ہو گیا اور وہ شکست کھا کر فاس واپس آ گیا۔ تو اس کے عدوۃ القرویین کے عامل حامد بن حمدان ہمدانی نے اس سے خیانت کی اور اس نے اپنی قوتِ فہم سے اُسے قابو کر لیا اور اس نے ابن ابی العافیہ کو آنے پر آمادہ کیا اور اُسے شہر پر قبضہ دلایا اور اس نے اُندلس پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب بن محمود کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو حاکم بنایا اور حامد کو اس کے ساتھی حسن سے طلب کیا۔ تو حامد گھر والوں کو بلائے بغیر علیحدہ ہی خفیہ طور پر بھاگ گیا اور حسن فصیل سے نیچے اُترا۔ تو گر کر اُس کی پنڈلی ٹوٹ گئی اور اندلس میں تین راتیں روپوش رہ کر مر گیا اور حامد ابوالعافیہ کی سطوت سے ڈر گیا اور مہدیہ چلا گیا اور ابن العافیہ سارے فاس اور مغرب پر قابض ہو گیا اور اس نے ادارسہ کو وہاں سے جلاوطن کر دیا اور بصرہ کے نزدیک انہیں اپنے قلعہ مجر النسر میں جانے پر مجبور کر دیا اور وہاں پر ان کا کئی بار محاصرہ کیا اور پھر فوجیں نکلیں تو اس نے اپنے جرنیل ابوالفتح کو ان میں اپنا قائم مقام بنایا۔ پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ۳۱۹ھ میں اپنے بیٹے مدین کو مغرب اقصیٰ پر خلیفہ بنانے کے بعد تیزی کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور اُسے عدوۃ القرویین میں اتارا اور عدوۃ الاندلس پر طول بن ابی یزید کو عامل مقرر کیا اور محمد بن ثعلبہ نے اُسے معزول کر دیا اور تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس پر صاحب الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان غالب آ گیا۔

جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد سے تھا۔ جو ادریس الاکبر کا بھائی تھا۔ پس موسیٰ بن ابوالعافیہ الحسن تلمسان پر غالب آ گیا۔ ملیلہ کی طرف نکال دیا جو جزائر ملویہ میں سے ہے اور خود فاس کی طرف لوٹ آیا اور جب مغرب میں خلیفہ ناصر کی دعوت پھیلی تو اس نے مقاربت اور وعدہ کے ساتھ اُس سے گفتگو کی تو اُس نے اُسے فوراً قبول کرلیا اور شیعوں کی اطاعت چھوڑ دی اور ناصر کے لئے منبروں پر خطبے دیئے پس عبداللہ مہدی نے اپنے جرنیل' مصالہ کے بھتیجے حمید بن یصلت مکناسی کو اس کی طرف بھیجا جو تاہرت کا جرنیل تھا۔ پس اس نے فوجوں کے ساتھ ۲۱ھ میں اس کے حرم پر چڑھائی کی اور موسیٰ بن ابی العافیہ نے فحص سون میں مڈبھیڑ کی پس وہ کئی روز تک نبرد آزمائی کرتے رہے پھر حمید نے اس سے جنگ کر کے اُسے شکست دی اور ابن ابی العافیہ تسول چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا اور اس کا جرنیل ابوالفتح ادارسہ کے قلعے سے بھاگ گیا اور انہوں نے اس کا پیچھا کر کے اُسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا پھر حمید فاس کی طرف تیزی کے ساتھ آیا تو وہاں سے اعزل بن موسیٰ اپنے بیٹے کے پاس بھاگ گیا اور حامد بن حمدان کو جو اس کے اپنے آدمیوں میں سے تھا فاس کا عامل مقرر کر گیا اور حمید افریقہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب پر قبضہ کرلیا۔ پھر اہل مغرب عبیداللہ کی وفات کے بعد شیعوں کے خلاف ہو گئے اور احمد بن بکر بن عبدالرحمٰن بن سہل جذامی نے حامد بن حمدان پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ابن ابی العافیہ کی طرف بھجوا دیا اور اس سے اسے ناصر کے پاس قرطبہ بھجوا دیا اور وہ مغرب پر غالب آ گیا اور ابوالقاسم شیعی کے جرنیل میسور خصی نے ۲۳ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور ابن ابی العافیہ اس کے مقابلہ سے لوٹ آیا اور قلعہ الکای میں پناہ لے لی اور میسور نے تیزی کے ساتھ فاس کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور اس کے عامل احمد بن بکر کو برطرف کر کے گرفتار کرلیا اور اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور اہل فاس نے اس سے خیانت کرنے میں جلدی کی تو انہوں نے اپنی حفاظت کی اور حسن بن قاسم لواتی کو اپنا لیڈر بنایا اور میسور نے مدت تک ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ صلح کی طرف راغب ہوئے اور انہوں نے اپنے آپ پر اطاعت اور خراج کی شرائط عائد کیں اور میسور نے رضامند ہو کر یہ باتیں قبول کرلیں اور حسن بن قاسم کو فاس کی ولایت پر قائم رکھا اور وہ ابن ابی العافیہ سے جنگ کرنے گیا اور ان دونوں کے درمیان جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ میسور اس پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹے غوری کو گرفتار کرلیا اور اسے مہدیہ کی طرف جلاوطن کر دیا اور اس نے موسیٰ بن ابی العافیہ کو مغرب عملداری سے ملویہ' وطاط اور ان کے ماوراء بلادِ صحرا میں جلاوطن کر دیا اور وہ قیروان کی طرف لوٹ آیا اور جب وہ بارشکول کے پاس سے گزرا۔ تو اس کا حاکم ادریس بن ابراہیم جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد میں سے تھا اور ادریس الاکبر کا بھائی تھا اس کے پاس محبت کا اظہار کرتے ہوئے تحائف لے کر آیا اور اس نے اسے گرفتار کرلیا اور اس کی دولت چھین لی اور اس کی جگہ ان میں سے ابوالعیش بن عیسیٰ کو حاکم بنایا اور ۲۴ھ میں تیزی کے ساتھ قیروان کی طرف چلا گیا اور موسیٰ بن ابی العافیہ نے صحرا سے اپنی مغرب کی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کرلیا اور اندلس پر ابو یوسف بن محارب ازدی کو حاکم بنا دیا اور اس نے عدوۃ الاندلس کو آباد کیا اس جگہ پر قلعے تھے اور موسیٰ بن ابی العافیہ نے قلعہ ماط کو مضبوط کیا اور ناصر سے گفتگو کی تو اس نے اپنے جنگی بیڑے سے اسے مدد بھیجی اور اس نے تلمسان پر چڑھائی کی پس ابوالعیش وہاں سے فرار ہو گیا اور بارشکول میں پناہ لے لی اور وہ ۲۵ھ میں اس پر غالب آ گیا اور ابوالعیش تکور چلا گیا اور

اس قلعہ میں پناہ لے لی۔ جو اس نے اپنے لئے تعمیر کیا ہوا تھا پھر ابن ابی العافیہ نے تکور شہر پر چڑھائی کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس پر غالب آ گیا اور صاحب عبدالبدیع بن صالح کو قتل کر دیا اور ان کے شہر کو تباہ کر دیا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے مدین کو فوج کے ساتھ بھیجا تو اس نے ابوالعباس کا قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے قلعہ میں اس سے صلح کر لی اور مغرب اقصیٰ میں ابن ابی العافیہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس کی عملداری محمد بن خزر شاہِ مغراوہ اور مغرب اوسط کے حکمران کی عملداری کے ساتھ مل گئی اور انہوں نے اپنی عملداری میں دعوتِ اموی کو پھیلایا اور اس نے اپنے بیٹے مدین کو اپنی قوم کا امیر بنا کر بھیجا اور ناصر نے اس کے بیٹے کی عملداری پر بھی حاکم بنا دیا اور اس کی خبر بن محمد کے ساتھ ہتھ جوڑی ہو گئی جیسا کہ ان کے آباء کے درمیان تھی پھر ان دونوں کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی اور دونوں جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور ناصر نے اپنے قاضی مقدر بن سعد کو ان کے حالات کا جائزہ لینے اور ان کے بگاڑ کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجا تو اس کی مرضی کے مطابق یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور ۳۵ھ میں اس کا بھائی بوری' منصور کی فوج سے احمد بن بکر جذامی عاملِ فاس کے ساتھ بھاگ کر اس سے آ ملا اور احمد بن بکر بھیس بدل کر فاس چلا گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی اور اس کے عامل حسن بن قاسم لواتی پر حملہ کر دیا اور وہ اس کے لئے کام سے فارغ ہو گیا اور بوری اپنے بھائی مدین کے پاس چلا گیا اور اپنے بیٹے کی عملداری کو اپنے اور اپنے دوسرے بیٹے معتز کے ساتھ تقسیم کیا پس وہ چولہے کی تین پائے تھے اور الثوری ۴۵ھ میں ناصر کی طرف گیا۔ تو ناصر نے اس کے بیٹے منصور کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا اور اس کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ اپنے بھائی مدین کا فاس میں محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اس کے بیٹے ابوالعیش اور منصور ناصر کے پاس گئے تو اس نے ان کی بہت کی۔ جیسے وہ ان کی باپ کی کرتا تھا۔ پھر مدین فوت ہو گیا تو ناصر نے اس کے بھائی منقذ کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ پھر فاس اور اس کے مضافات پر معراوہ غالب آ گئے اور مغرب میں پوزیشن مضبوط ہو گئی اور انہیں مکناسہ کو اس کی اطراف اور مضافات سے نکال دیا اور وہ اپنے مواطن میں چلے گئے اور اسماعیل بن الثوری اور محمد بن عبداللہ بن مرین اندلس کی طرف گئے اور وہاں فروکش ہو گئے یہاں تک کہ واضح کے ساتھ منصور کے زمانے میں وہاں سے آگے بڑھ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۸۶ھ میں ان کے باغی زیری بن عطیہ نے سر اٹھایا تھا پس واضح' مغرب پر قابض ہو گیا اور ان کو ان کے مضافات میں واپس لے آیا اور مغرب اوسط پر ملکین بن زیری غالب آ گیا اور اس پر مغراوہ کے ملوکہ بن خزر نے غلبہ پالیا پس مکناسہ کی طاقت مسلسل برقرار رہی اور وہ ہمیشہ ہی بنی مزیدی کی اطاعت اور ان کی مدد میں لگے رہے اور اسماعیل بن ثوری حماد کی ان جنگوں میں جو اس نے بادلیس کے ساتھ کیں ۴۰۵ھ میں شلف میں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت موسیٰ کی اولاد میں وراثت کے طور پر چلتی رہی یہاں تک کہ مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا اور یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات پر غالب آ گیا۔ پس قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ نے ان پر چڑھائی کی اور مصنعرہ مغرادی کی وفات کے بعد اہل فاس اور زناتہ کے دادخواہ نے مدد مانگی اور وادی صفر میں مرابطین کی فوجوں سے جنگ کی اور ان کو شکست دی پس یوسف بن تاشفین نے اپنی جگہ سے اس پر چڑھائی کی اور قلعہ فازاز کا محاصرہ کر لیا اور قاسم بن محمد اور مکناسہ اور زناتہ کی فوجوں کو شکست دی اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں وہ زبردستی فاس میں

داخل ہو گیا پھر اس نے مکناسہ کے مضافات پر چڑھائی کی اور قلعے میں داخل ہو کر قاسم کو قتل کر دیا اور مغرب کی ایک تاریخ میں ہے کہ ابراہیم بن موسیٰ کی وفات ۴۰۵ھ میں ہوئی اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ ابو عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا اور وہ ۴۳۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم بنایا اور وہ ۴۶۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے قاسم کو حاکم بنایا اور جب ۶۳ھ میں ملتونہ نے اس پر حملہ کیا۔ تو سول ہلاک ہو گیا اور مغرادہ کی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ مغرب سے مکناسہ کی حکومت جاتی رہی والامر للہ وحدہ اور ان مواطن میں کچھ لوگ جبال تازا میں رہتے اگر چہ حکومتوں نے ان سے سخت برتاؤ کیا ہے اور ان کے صحن میں قوموں کے ڈیرے لگوائے ہیں۔ مگر وہ بڑے خوددار اور بڑے متحمل مزاج ہیں اور انہیں حکومت کی مدد کرنے اور فوجوں کے جمع کرنے کے وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ان میں حمالیہ اور مکناسہ بھی ہیں مگر اس عہد میں یہ لوگ افریقہ اور مغرب اوسط کے نواح میں قبائل کے اندر منتشر ہیں۔ ان یشاء یذھبکم و یات بخلق جدید و ما ذالک علی اللہ بعزیز

اور بنی ورصطیف کے بارے میں یہ آخری گفتگو ہے اب ہم بقیہ زناتہ بربریوں کے حالات کی طرف رجتے ہیں۔

واللہ ولی العون و بہ المستعان ؏

باب: ۱۸

البرانس وہوارہ

بربریوں میں سے البرانس کے حالات ٗ ہم سب سے پہلے ہوارہ اور اس کے قبائل اور اس کے بطون اور ان کی گردش احوال اور افریقہ اور مغرب کے مضافات میں ان کے قبائل کے افتراق کا ذکر کریں گے

عرب اور بربری نسابوں کے اتفاق سے ہوارہ البرانس کے بطون سے ہیں۔ ہاں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یمن کے عربوں میں سے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ عاملہ سے ہیں۔ جو قضاعہ کا ایک بطن ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ مسور بن سکاسک بن وابل بن حمیر کی اولاد سے ہیں اور جب وہ درست بات کی جستجو کریں گے تو اسے اس طرح پائیں گے مسور بن سکاسک بن اشرلیس بن کندہ اور وہ اس کا نسب یوں بھی بیان کرتے ہیں ہوارہ بن ادریغ بن جنون بن المثنیٰ بن مسور اور ان کے نزدیک ہوارہ ٗ ضہاجہ لمطہ ٗ کزولہ اور ہسکورہ سب کے سب بنو ٹیہل کے نام سے معروف ہیں اور مسور ان سب کا جدّ ہے جو البتر کی طرف گیا اور بنی زحیک بن مادغیس الابتر کے ہاں اترا اور وہ چار بھائی تھے۔ لواء ٗ ضرا ٗ اداس اور نفوس اور انہوں نے اپنی بہن بصکی العرجار بنت زحیک کو اس سے بیاہ دیا۔ تو اس کے مثنیٰ وسط ہوا جو ہوارہ کا باپ ہے اور مسور بن عافیل کے بعد ابن زعزاع نے اس سے شادی کی جو ضہاجہ ٗ لمطہ ٗ کزولہ اور ہسکورہ کا بھائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا کہ یہ مثنیٰ کے ماں جائے بھائی ہیں اور سب اسی کے نام سے معروف ہیں۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ مثنیٰ بن مسور کے ہاں جوز پیدا ہوا اور جوز بن مثنیٰ کے ہاں ریغ پیدا ہوا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ادریغ بن برنس اور اسی سے ہوارہ کے قبائل پہچانے جاتے ہیں۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ہوارہ اس وجہ سے ہے کہ جب مسور ٗ ملکوں میں گھوما اور مغرب میں داخل ہوا تو اس نے کہا لـــقـــد تھـوراہ ہم ہلاک ہو گئے بعض بربری نسابوں نے یہی بات بیان کی ہے اور میرے نزدیک واللہ اعلم یہ واقعہ بناوٹی اور گھڑا ہوا

ہے اور بناوٹ کے آثار اس پر غالب ہیں اور یہ بات تقویت دیتی ہے کہ سابق اور اس کے اصحاب جیسے محقق نساب بیان کرتے ہیں کہ اداس بن زحیک کے تمام بطون ہوار میں داخل ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہوار نے زحیک کو ام اداس کے پاس چھوڑا اور اداس اس کی گود میں پروان چڑھا اور پہلے واقعہ کے مطابق زحیک ہوار کا جدّ ہے۔ کیونکہ مثنیٰ اس کا جداعلیٰ ہے اور وہ ابن بصکی ہے جو زحیک کی بیٹی ہے اور وہ زحیک کی پانچویں پشت میں ہے پس وہ اُسے کس طرح اپنی بیوی کے پاس چھوڑ سکتا ہے۔ یہ بعید از عقل بات ہے اور دوسری بات ان کے نسابوں کے نزدیک پہلی بات سے اصح ہے۔

بطون ہوارہ: اور ہوارہ کے بطون بہت زیادہ ہیں اور ان میں اکثریت بنونبہ کی ہے اور ادریغ بہت مشہور ہے اور اس کی شہرت اور کبرسنی کے باعث سب اسی کی طرف منسوب ہو گئے ہیں اور ادریغ کے چار بیٹے ہیں۔ ہوار یہ سب سے بڑا ہے۔ مغر' قلدن اور مندرا اور ان میں سے ہر ایک کے بہت سے بطون ہیں اور سب ہوار کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مغر کے بطون میں سے ماوس' زمور' کیاد اور مسوای ہیں اور ان چاروں بطون کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے اور سابق مطماطی اور اس کے اصحاب نے ورجین اور منداسہ اور کرکودہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور قلدن کے بطون سے قماصہ' ورصلیف' بیانہ اور دبل ہیں۔ ان چاروں کا ذکر ابن حزم اور سابق نے کیا ہے اور بطون بار سے ملیلہ' سطط' رونل' اسیل اور مسراقہ ہیں ان کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے اور ان سب نے ان کو بنولہال بن ملک کہا ہے اور سابق بھی یہی کہتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنفین نہانہ میں سے ہے بطون ہوارہ میں بنو کہلان بھی ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملیلہ بھی ان کے بطون میں سے ہے اور بربری نسابوں کے نسابوں کے نزدیک ان کے بطون میں عریان' ورغہ' زکارہ' مسلاتہ اور مجریس ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنفین بھی انہی میں سے ہے اور اسی عہد میں مجریس ورنیفن کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور سابق اور اس کے اصحاب کے نزدیک بنو کہلان اور ورجین مغر کا ایک بطن ہیں اور بنی کہلان کے بطن سے بنی کسی' ورتاکسط متبورہ اور ہیوار ہیں اور اداس بن زحیک بن بادغیس کے بطون وہ امراء ہیں جو ہوارہ میں داخل اور وہ بہت سے ہیں جن میں ہراعتہ' ترہوتہ' شتاتہ' اندادۃ' ہیزونہ' اوطیعہ اور ضرہ ہیں ان سب کو ابن حزم اور سابق اور اس کے اصحاب نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔

ہوارہ کے مواطن: اور ہوارہ کی اکثریت اور ان کے نسب میں داخل ہونے والے ان کے برانسبی اور صمغری بھائیوں کے مواطن فتح کے آغاز سے طرابلس کے نواح اور اس کے آس پاس برقہ میں تھے۔ جیسا کہ مسعودی اور البکری نے بیان کیا ہے یہ الگ مسافر اور مقیم تھے اور ان میں سے کچھ ریگستان کو طے کر کے جنگل کے علاقے میں چلے گئے اور لمطہ سے بھی آگے گزر گئے جو ملثمین کے قبائل میں سے ہے اور سوڈان کے علاقے کوکو کے پاس افریقہ کے سامنے ہے اور وہ اپنے نسب ہسکارہ سے معروف ہیں اور واقعہ ارتداد اور اس کی جنگوں میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ پھر خارجیت کے قیام میں بھی انہوں نے کارنامے دکھائے۔ خصوصاً اباضی خارجیوں نے اور ان میں سے عبدالواحد بن یزید نے عکاشہ فزاری کے ساتھ حنظلہ کے خلاف بغاوت کی اور ان کے اور حنظلہ کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں پھر اس نے ان دونوں کو ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں ۱۲۴ھ شکست دے کر قتل کر دیا اور ۱۲۶ھ میں یحییٰ بن فوناس نے یزید بن حاتم کے خلاف بغاوت کی اور اس کے پاس اس کی قوم کے بہت سے لوگ اور دیگر لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور طرابلس کے قائد نے عبداللہ بن سمط کندل کو سمندر کے

کنارے ان کے ایک ساحل پر چڑھائی کے لئے بھیجا پس اس نے شکست کھائی اور عام ہوارہ قتل ہوئے اور ان میں عبدالرحمن بن حبیب کے ساتھ اس کے جرنیلوں میں سے مجاہد بن مسلم بھی تھا۔ پھر ان میں سے کچھ شہرت یافتہ جوان طارق کے ساتھ اندلس گئے اور وہیں ٹھہر گئے اور ان کے باقی ماندہ لوگوں میں بنو عامر بن وہب تھے۔ جو ملتونہ کے زمانے میں اس کی اولاد کا امیر تھا اور وہ بنی ذوالنون بھی تھے جوان کے ہاتھوں سے علاقہ چھین کر اس پر قابض ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ طلیطلہ آئے تھے اور بنو زرین اصحاب السلسلہ تھے۔

پھر اس کے بعد ۱۹۶ھ میں ہوارہ نے ابراہیم بن اغلب پر حملہ کر دیا اور طرابلس کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا اور اُسے برباد کر دیا اور اس میں عیاض اور وہب نے بڑا پارٹ ادا کیا اور ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور قتل کیا اور عبدالوہاب بن رستم نے تاہرت میں ان کے دارالامارۃ سے لے کر طرابلس تک ہوارہ کے لئے وسیع میدان بنائے اور اس نے ان کو جلا وطن کر دیا۔ پس وہ عبدالوہاب کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ نفوسہ کے قبائل بھی تھے اور انہوں نے طرابلس میں ابوالعباس بن اغلب کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ ابراہیم قیروان میں فوت ہو گیا اور اس نے اسے وصیّت کی پس اس نے ان کو صحرا دینے کی شرط پر ان سے صلح کر لی اور عبدالوہاب نفوسہ کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے فوجوں کے ساتھ صقلیہ میں جنگ کی اور اس کی فتح کو ان میں سے زواودہ نے دیکھا جو عام حلیف رکھتے تھے۔ پھر انہوں نے ابی یزید النکاری کے ساتھ مل کر جنگوں میں کارنامے دکھائے اور وہ اپنے مواطن جبل ادراس اور مرماجنہ سے اس کے پاس آ گئے اور لوگ اس کی دعوت دینے لگے اور اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے کارنامے دکھائے اور اس جنگ میں سب سے نمایاں بنو کہلان تھے اور جب ابو یزید فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے تو اسماعیل منصور نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور خوب خونریزی کی اور بنی کہلان کے تذکرے ختم ہو گئے پھر حکومتوں نے ان پر اپنے پاؤں پسار دیئے اور وہ ہر جانب سے ٹیکس گزار قبائل میں شامل ہو گئے اور اس عہد میں ان میں سے مصر میں کچھ متفرق قبائل آباد ہیں۔ جنہوں نے اکرہ عبارہ اور سادبہ کو اپنا وطن بنالیا ہے اور دوسرے برقہ اور اسکندریہ کے درمیان آباد ہیں اور الشانیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ الحرۃ کے ساتھ جو سلیم کے بطون لہث سے ہے افریقہ کی ارضِ تلول سے جو تبسہ سے مزحاصہ اور باجہ تک ہے سفر کرتے ہیں اور زبان الباس اور خیموں میں رہنے اور گھوڑوں کی سواری کرنے اور اونٹ جمع کرنے اور جنگیں کرنے اور اپنے ٹیلوں میں گرمی اور سردی کا سفر کرنے کے لحاظ سے بنی سلیم کے چراگاہ تلاش کرنے والے عربوں میں شمار ہوتے ہیں اور وہ بربریوں کی عجمی زبان فراموش کر چکے ہیں اور اس کے بدلے میں عرب کی فصیح زبان کو اپنا چکے ہیں پس کوئی شخص ان کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔

پس ان میں سب سے پہلے جو تبسہ کے قریب رہتا ہے۔ وہ قبیلہ ورنفین ہے اور اس عہد میں ان کی سرداری بغرن بن حناش کی اولاد ہیں رحمان بن فلان کی اولاد کو حاصل ہے اور ان سے قبل ان کی سرداری ساریہ کے پاس تھی جو بطون ورنیفن میں سے ہے اور ان کے مواطن مزماحہ اور تبسہ اور ان کے اردگرد کے میدان ہیں اور مشرقی جانب میں ان کے درمیان ایک اور قبیلہ آباد ہے جو قیصرون کے نام سے معروف ہے اور ان کی سرداری بنی مرمن کے گھرانے میں ہے جو زعازع اور

حرکات کی اولاد کے درمیان ہے اور ان کے مواطن فحص آبہ اور ارنس کے نواح میں ہیں اور ان کے ساتھ مشرق کی جانب ایک اور قبیلہ ہے۔ جونصورہ کے نام سے معروف ہے اور ان کی سرداری الرمامنہ کے گھرانے میں سلیمان بن جامع کی اولاد کو حاصل ہے اور دربہامہ قبیلہ کے مواطن تبسہ سے صامتہ تک اور وہاں سے جبل زنجار سے ساحل تونس کے حلقے اور میدانوں تک ہیں اور ساحل میں ان کے فیروس میں باجہ کے مضافات تک ہواز کا ایک اور قبیلہ رہتا ہے جو بنی سلیم کے نام سے مشہور ہے اور ان کے ساتھ نصری عربوں کا ایک بطن ہے۔ جو ہذیل سے ہے جو مدرکہ بن الیاس سے ہے یہ لوگ اپنے حجازی مواطن سے ہلالی عربوں کے ساتھ ان کے مغرب میں داخل ہونے کے وقت آئے تھے اور انہوں نے افریقہ کے اس جانب کو اپنا وطن بنالیا اور ہوارہ سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے اور اسی طرح ان کے ساتھ ریاح کا ایک اور بطن بھی تھا جو ہلال سے تھا اور وہ عتبہ بن مالک بن ریاح کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور تاوان اور سفر وغیرہ میں انہی کے ساتھ شمار ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کے ساتھ مرداس بنی سلیم کا بھی ایک بطن تھا۔ جو بنی حبیب کے نام سے معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ حبیب بن مالک تھا اور وہ دیگر ہوارہ اور مضافات افریقہ کی طرح اس عہد میں ٹیکس گزار ہیں اور گائے بکریاں رکھتے ہیں اور گھڑ سواری کرتے ہیں اور افریقہ کے بادشاہ نے ان پر ٹیکس کی تنخواہیں عائد کی ہوئی ہیں جو علاقے کے نمبرداروں کے مقررہ قوانین کے تحت خراج کے رجسٹر میں ان کے ذمے لگائی ہوئی ہیں پھر ان پر بھی بادشاہ کی جنگوں میں معین فوج بھیجنی بھی ضروری ہے۔ جو بادشاہ کی چھاؤنی میں فوج کے جانے کے وقت حاضر ہو اور ان کے رؤساء کی رائے قطعی ہوتی ہے اور انہیں حکومتوں اور صحرائی لوگوں کے درمیان ایک مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ ہوارہ کے ساتھ ان کے پہلے مواطن میں جو طرابلس کے نواح میں ہیں۔ سفر کر کے اور مقیم رہ کر رابطہ پیدا کرتے ہیں اور عربوں نے ان کو تقسیم کر دیا ہے اور جب سے وہ حکومت کے سایہ سے باہر آئے ہیں' یہ ان پر غالب آ گئے ہیں اور ٹیکس کے لئے ان کو غلاموں کی طرح قابو کر لیا ہے اور ان سے چراگاہیں تلاش کرنے اور جنگ کرنے بر ہونہ اور رقلہ کی طرح بہت کام لیتے ہیں اور مجر لیس' زرنز میں رہتے ہیں جو طرابلس کی ایک بستی ہے اور ہوارہ میں سے ایک قبیلہ طرابلس کی آخری عملداری میں سرت اور برقہ کے قریب رہتا ہے۔ انہیں مسراتہ کہتے ہیں جنہیں کثرت اور عزت حاصل ہے اور عربوں کے ٹیکس ان پر بہت کم ہیں اور وہ انہیں عزت سے دیتے ہیں اور وہ تجارت کے سلسلہ میں مصر' سکندریہ اور افریقہ کے بلاد الجرید اور سوڈان میں بہت زیادہ آتے جاتے ہیں۔

اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ قابس اور طرابلس کے سامنے پہاڑ میں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ بعض مغرب سے مشرق کی طرف جاتے ہیں اور غربی جانب میں سب سے پہلے دمر یسکنہ کا پہاڑ ہے جس پر لواتہ کی قومیں آباد ہیں اور مغربی جانب سے اس کا پھیلاؤ فاس اور صفاقس تک ہے اور مشرقی جانب نفوسہ کی دوسری قومیں رہتی ہیں جس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے اور مشرق میں اس کے ساتھ جبل نفوسہ مل جاتا ہے۔ جہاں نفوسہ' مغراوہ اور سدراتہ کی بہت بڑی قوم آباد ہے اور وہ کی جانب تین دن کی مسافت پر ہے اور اس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے اور مشرقی جانب سے اس کے ساتھ جبل مسلاتہ مل جاتا ہے اور اسے ہوارہ کے قبائل مسراتہ اور برقہ کے علاقے تک آباد کئے ہوئے ہیں اور یہ جبال طرابلس کا آخری پہاڑ ہے اور یہ پہاڑ ہوارہ' نفوسہ اور لواتہ کے مواطن میں سے ہیں اور ان میں سے بنی خطاب ملوک زدیلہ جو

برقہ کا ایک شہر ہے کا بڑا مقام ہے اور زدیلہ ان کا دارالسلطنت ہے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے معروف ہیں۔ اسے زدیلہ بن خطاب کہا جاتا ہے اور جب یہ شہر برباد ہو گیا تو یہ وہاں سے منتقل ہو کر خزان میں آ گئے جو بلاد صحرا میں سے ہے اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور وہاں پر انہیں بادشاہی اور حکومت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ قراموش الغزی الناصری آ گیا جو صلاح الدین کے بھائی تقی الدین کا غلام تھا۔ جیسا کہ ہم غوری بن مسوفہ کے تذکرہ اور حالات کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے اور اس نے اولاد داد جلہ کو فتح کیا اور اس کے بعد خزان کو فتح کیا اور اس کے عامل محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنفل بن خطاب کو گرفتار کر لیا۔ جو ان کا آخری بادشاہ تھا اور اس نے اس کو ابتلا میں ڈالا اور اس سے اموال کا مطالبہ کیا اور اُسے اس قدر عذاب دیا کہ وہ ہلاک ہو گیا اور ہوارہ کے بنی خطاب کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

مغرب میں ہوارہ کے قبائل: اور مغرب میں ہوارہ کے بہت سے قبائل ہیں جو ان مواطن میں بستے ہیں۔ جو ان کے نام سے مشہور ہیں اور شاویہ کے سفر کرنے والے اپنی چراگاہوں کی تلاش میں اس کے نواح میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور وہ ہر جانب میں خراج کے غلام بن گئے ہیں اور فتوحات کے ایام میں کثرت کے باعث جو انہیں حاصل تھی وہ جاتی رہی ہے اور اب وہ قلت کے باعث وادیوں میں منتشر ہیں اور مغرب اوسط میں ان سب سے مشہور اس پہاڑ کے رہنے والے ہیں۔ جو بطحاء پر جھانکتا ہے اور وہ ہوارہ کے نام سے مشہور ہے اور اس میں مسراتہ اور اس کے دیگر بطون بھی ہیں اور ان کے رؤساء بنی اسحاق سے مشہور ہیں اور یہ پہاڑ ان سے پہلے بنی یلومین کے پاس تھا پس جب وہ ختم ہو گئے تو ہوارہ نے اسے اپنا وطن بنا لیا اور ان کی سرداری بنی عبدالعزیز میں تھی۔ پھر ان کے عمزادوں میں سے ایک آدمی اسحاق کے نام سے نمایاں ہوا اور ملوکِ قلعہ نے اُسے عامل بنا دیا اور سرداری بنی اسحاق کی اولاد میں رہی اور ان کے بڑے سردار محمد بن اسحاق نے اس قلعہ کی حفاظت کی جو ان کی طرف منسوب ہے اور اس کی سرداری ان میں سے ان کے بھائی حیول نے وراثت میں حاصل کی اور پھر یہ اس کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی اور جب مغرب اوسط پر بنی عبدالواد کی حکومت تھی تو انہوں نے سلطان سے رابطہ پیدا کیا اور وہ ان کے قوانین کی پابندی کرنے لگے اور ابوتاشفین نے اپنے ملوک میں سے یعقوب بن یوسف بن حیون کو بنی ورجین پر غالب آنے کے بعد ان پر قائد مقرر کیا اور ان پر ٹیکس لگائے۔ تو اس نے ان کا اچھی طرح انتظام کیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کیا اور ان کے معزز لوگوں کو ذلیل کیا اور بنی مرین کے مغرب اوسط پر غالب آنے کے بعد بنی عبدالواد کے لئے سلطان ابوالحسن نے عبدالرحمٰن بن یعقوب کو ان لوگوں کے قبیلہ پر عامل مقرر کیا۔ پھر اس کے بعد بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن بن یوسف کو عامل مقرر کیا پھر اس کے قبیلے کا حال زبون ہو گیا اور پہاڑ پر رہنے والا بنا کیونکہ بنی عبدالواد کی حکومت نمودار ہو چکی تھی اور یہ اندھیروں میں کھو گئے تھے اور بنی اسحاق کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اس عہد تک ان کی یہی پوزیشن ہے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا۔

البرانس کے بطون میں سے ازداجہ مسطاسہ اور عجیسہ کے حالات کا بیان: ازداجہ جو وزداجہ کے نام سے بھی معروف ہیں یہ البرانس کے بطون میں سے ہیں اور بربریوں کے نساب انہیں زناتہ میں سے شمار کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ازداجہ زناتہ میں سے ہے اور وزداجہ ہوارہ میں سے ہے اور یہ دو الگ الگ بطن ہیں اور انہیں بڑی کثرت حاصل ہے اور

مغرب اوسط میں ان کے مواطن دہران کی جانب ہیں اور انہیں فتن وحروب میں بڑی عزت اور مقام حاصل ہے اور مسطاسہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ان کے بطون کے شمار میں آتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسطاس کے بھائی ہیں جو وزداج کا بھائی تھا۔ واللہ اعلم اور ان کے جوانوں میں سے قابلِ ذکر جوان شجرہ بن عبدالکریم مسطاسی اور ابو دلیم بن خطاب تھے اور ابودلیم ساحل تلمسان سے اندلس گیا اور وہاں پر اس کے بیٹوں کا قرطبہ میں ذکر کیا جاتا ہے اور بطون ازداجہ میں سے بنو مشفق تھے اور یہ مہران کے پڑوسی تھے اور مرس میں دہران میں اموی حکومت کے آدمیوں محمد بن ابی عون اور محمد بن عبدون کے ساتھ اترا۔ پس انہوں نے بنی مسکن کو داخل کیا اور سات سال دہران پر قابض رہے اور اس میں دعوتِ اموی کے لئے مقیم رہے پس جب شیعہ دعوت ظاہر ہوئی اور عبیداللہ مہدی نے تاہرت پر قبضہ کر لیا۔ تو اس نے دواس بن مولاۃ کو جو کتامہ میں سے لقیط کا آدمی تھا۔ اس پر حاکم بنایا اور بربری بھی ان کی دعوت دینے لگے اور انہوں نے بنی مسکن بھی اس میں شامل کر دیا اور انہوں نے ان کی بات مان لی اور محمد بن ابی عون بھاگ گیا اور دواس صولات' السحب اور معراق چلا گیا اور انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکا دی پھر دواس کی بنیاد کی حد بندی کی اور اس نے محمد بن ابی عون کو دوبارہ اس کی حکومت دی ۔ تو وہ پہلے سے بھی بہت اچھی حکومت بن گئی پھر اس نے ابوالقاسم بن عبداللہ کے زمانے میں تاہرت پر یغراسن بن ابی سحمہ کو حاکم بنایا تو بربریوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور ابن ابی العافیہ کے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے وقت مروانی دعوت پر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہیں محمد بن عون حاکم دہران اور ابوالقاسم میسور نے پکڑا تھا۔ پس انہوں نے اُسے مغرب کی طرف بھیج دیا اور وہ دوبارہ اُسے مروانیہ کا اطاعت گزار بنا دیا۔ پھر ابی یزید کا واقعہ ہوا اور دیگر بربریوں نے عبیدیوں کے خلاف بغاوت کر دی اور زناتہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور وہ مروانیوں کی دعوت دینے لگا اور ناصر نے لیلیٰ بن ابی محمد تغزی کو مغرب کی حکومت دی' پس اس نے اُسے محمد بن ابی عون اور قبائل ازداجہ کو اطاعت میں لانے کے لئے فریب کاری سے مخاطب کیا کیونکہ دونوں قبیلوں کے درمیان مجاورت کی وجہ سے عداوت پائی جاتی تھی اور ازداجہ کی طرف چڑھائی کر کے جبل کیدرہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر ان پر غالب آ گیا اور ان کا استقبال کر دیا اور پھر ۳۴۳ھ میں ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ پھر اس نے دہران پر چڑھائی کی اور اس سے مقابلہ کیا اور اُسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس میں آگ بھڑکا دی اور ازداجہ سے جنگ کی اور ان کی سرداری اندلس کے ساتھ جا ملی اور یہ لوگ وہیں رہنے لگے اور ان میں حرزون بن محمد' منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹے مظفر کے کبار اصحاب میں سے تھا اور وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور ازداجہ ذلت و رسوائی کی حالت میں باقی رہ گئے اور ٹیکس دینے والے قبائل میں شامل ہو گئے۔

عجیسہ: یہ البرانس کے بطون میں سے عجیسہ کی اولاد میں سے ہیں جو برنس میں سے ہے اور اس اسم کا مدلول بطن ہے اور بربری بطن کو اپنی زبان میں عدّس کہتے ہیں اور جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اس کی ''دال'' کو جیم محققہ سے بدل دیا اور انہیں بربریوں میں کثرت اور غلبہ حاصل ہے اور یہ اپنے بطون میں ضہاجہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے بقایا اس عہد میں تونس کے نواح اور ان پہاڑوں میں رہتے ہیں جو مسیلہ پر جھانکتے ہیں اور ان میں سے کچھ جبل قلعہ میں رہتے ہیں اور ان کا فتنہ ابی یزید میں بڑا حصہ تھا اور جب منصور نے انہیں شکست دی تو وہ ان کی طرف آیا اور ان کے قلعوں میں سے کتامہ کے ایک قلعے میں

پناہ لے لی یہاں تک کہ اس پر حملہ کر دیا گیا پھر اس کے بعد حماد بن بلکین نے شہر بنانے کے لئے جگہ کی تلاش میں جلدی کی اور ان کے درمیان اس کی حد بندی کی اور وہاں اُترا اور اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کی حد بندی کو وسیع کیا اور وہ آل حماد کا دارالخلافہ تھا اور جب عجیسہ کے مقابلے ہوئے اور ان کی شوکت جاتی رہی۔ تو اس شہر نے مدت تک عجیسہ کی امیدوں کو پورا نہ کیا اور انہوں نے کئی بار قلعہ کا قصد کیا اور ان کے بادشاہوں پر اعیاص کو چڑھالائے۔ پس تلوار نے ان کا کچومر نکال دیا پھر وہ ہلاک ہو گئے اور ان کے بعد قلعہ بھی تباہ ہو گیا اور اس پہاڑ کے وارث عیاص بن گئے جو ہلالی عربوں میں سے تھے اور مغرب کے قبائل میں بہت سے عجیسہ پھیلے ہوئے ہیں۔

البرانس کے بطون میں سے اروبہ کے حالات اور ان کے ارتداد و انقلاب اور انکے متعلق ادریس اکبر کی دُعا:

تبری بربریوں میں جن بطون کو کثرت اور غلبہ حاصل تھا وہ سب کے سب فتح اروبہ کے عہد میں تھے اور ہوارہ اور ضہاجہ برانس میں سے تھے اور نفوسہ اور زناتہ اور مطغرہ اور نفزادہ البتر میں سے تھے۔ اور فتح کے زمانے میں اروبہ کو تقدم حاصل تھا کیونکہ یہ بڑی تعداد والے اور شدید قوت و طاقت والے تھے اور یہ ادرب بن برنس کی اولاد میں سے تھے اور یہ بہت سے بطون ہیں جن میں سے بجایہ نفاسہ نجد زکوجہ مزجانہ رغیوثہ اور دیقوسہ ہیں اور فتح کو موقع پر ان کا امیر ستردیر بن رومی بن بارزت بن بزریات تھا اس نے ان پر ۷۳ سال سرداری کی اور فتح اسلامی کو پایا اور ۷۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد کسیلہ بن لزم اوربی ان کا سردار بنا اور وہ سب برانس کا امیر تھا اور جب ۵۵ھ میں ابن مہاجر تلمسان آیا اس وقت کسیلہ بن لزم مغرب اقصیٰ میں اپنی ادربی فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا پس ابوالمہاجری کو اس پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے اسلام پیش کیا پس اس نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اس نے اسے بچا لیا اور اس کے ساتھ اور اس کے اصحاب کے ساتھ حسن سلوک کیا اور دوسری حکومت میں یزید کے زمانے میں ۶۲ھ میں عقبہ آیا۔ تو ابوالمہاجر کے اصحاب نے اس سے کینہ رکھا اور ابوالمہاجر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بڑھا تو اس نے اس بات کو قبول نہ کیا اور مغرب پر چڑھائی کر دی۔ اور اس کے ہراول میں زہیر بن قیس بلوی تھا پس اس نے اسے ذلیل و عاجز کر دیا اور بربریوں کے بادشاہوں اور ان لوگوں نے جو مزنجہ میں سے الزاب اور تاہرت میں اس میں شامل ہو گئے تھے اس سے جنگ کی پس اس نے ان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا اور غمارہ کے امیر بلیان نے اس کی اطاعت کی اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے تحائف دیئے اور بربریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور ابولیلہ اور مسوس اور ان کے اردگرد کے ملثین نے ان کی مدد کی پس اس نے مال غنیمت حاصل کیا اور قیدی بنائے اور ساحل سمندر تک پہنچ گیا اور کامیاب و کامران واپس آیا اور وہ اپنی جنگوں میں کسیلہ کی توہین اور استخفاف کرتا تھا اور وہ اس کی قید میں تھا اور ایک دن اس نے حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے بکری کی کھال اتارے پس اس نے اسے اپنے غلاموں کو دے دیا اور عقبہ نے چاہا کہ وہ خود یہ کام کرے اور اس نے اُسے ڈانٹا تو کسیلہ غضب ناک ہو کر بکری کی طرف گیا اور جب وہ بکری میں ہاتھ گھسیڑتا تو اپنی داڑی پر مل لیتا تو عرب کہتے اے بربری یہ کیا ہے تو وہ کہتا یہ ایک مزدور ہے اور ان کا ایک شیخ انہیں کہتا کہ بربری تم کو دھمکیاں دیتا ہے۔ جب اس بات کی اطلاع ابوالمہاجر کو ملی تو اس نے عقبہ کو اس بات سے روک دیا اور کہنے لگے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے جابروں سے دوستی تلاش کرتے تھے اور تو ایک ایسے آدمی کا قصد کرتا ہے جو اپنی قوم میں

جابر اور عزت دار ہے اور شرک سے قریب العہد ہے اور فسادی ہے اور اس نے اُسے بتایا کہ وہ اس سے عہد لے اور اُسے اس کے حملہ سے اسے خوفزدہ کیا مگر عقبہ نے اس کے قول کو اہمیت نہ دی پس جب وہ اپنی جنگ سے واپس لوٹا اور طبنہ پہنچا تو اس نے اس اعتماد پر کہ اس نے ملکوں کو زیر کر لیا ہے اور بربریوں کو ذلیل کر دیا ہے فوجوں کو قیروان کی طرف بھیج دیا اور خود تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ وہاں ٹھہر گیا اور تہودہ کی طرف چلا گیا تا کہ وہاں حفاظتی گروہ کو اتارے پس جب فرنجہ نے اُسے دیکھا تو انہوں نے اس کے بارے میں لالچ کیا اور کسیلہ بن لزم سے مراسلت کی اور اُسے بتایا کہ یہ اس کے متعلق ایک موقع ہے تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اپنے عمزادوں اور ان کے پیروکار بربریوں سے مراسلت کی اور وہ عقبہ اور اس اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے لگ یہاں تک کہ انہوں نے اسے تہودہ میں جا لیا پس قوم پیدل چل پڑی اور انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے اور عقبہ اور اس کے اصحابؓ نے جنگ کی مگر ان میں سے کوئی بھی نہ بچا اور وہ تین سو کے قریب کبار صحابہ اور تابعین تھے۔ جو ایک ہی جنگ میں شہید ہو گئے اور ان میں ابوالمہاجر بھی تھا اور اس کے اصحاب اس کی قید میں تھے۔ پس اس روز اس کی خوب آزمائش ہوئی اور اس عہد تک الزاب میں عقبہ اور اس کے ساتھ شہید ہونے والے صحابہ کی قبریں موجود ہیں اور عقبہ کی قبر کو اونچا کیا گیا ہے۔ پھر اس پر چونا گچ کر دیا گیا ہے اور اس پر ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے اور وہ مزارات اور برکت کے مقامات میں شمار ہوتی ہے۔ بلکہ وہ زمین کے قبرستانوں سے اشرف زیارت گاہ ہے کیونکہ اس میں شہید صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی تعداد دفن ہے۔ جن کی مٹی بھر دیئے ہوئے جو کے ثواب کو بھی کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا اور اس وقت صحابہ میں سے محمد بن اوس انصاری اور یزید بن خلف العبسی اور ایک جماعت ان کے ساتھ قید ہو گئی جن کو ابن مصاد رحاکم قفصہ نے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور زہیر بن قیس کے ساتھ مل گئے اور ان کے ساتھ صاحب اولاد اور صاحب مال لوگ بھی شامل ہو گئے پس اس نے اسے امان دی اور قیروان میں داخل کیا اور افریقہ اور وہاں پر رہنے والے باقی ماندہ عربوں کا پانچ سال تک امیر بن گیا اور اس کے ساتھ ہی یزید بن معاویہ کی موت اور ضحاک بن قیس کی مروانیہ کے ساتھ مرج راہط میں جنگ ہوئی اور آل زبیر کی جنگیں بھی ہوئیں جس سے خلافت کی پوزیشن کچھ کمزور ہو گئی اور مغرب میں جنگ بھڑک اٹھی اور زناتہ اور البرانس میں ارتداد پھیل گیا پھر اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے اس بار کو اٹھایا اور مشرق سے فتنہ کے آثار کو دُور کیا اور زہیر قیس سلطان عقبہ کی وفات کے وقت سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ پس اس نے اُسے مدد بھیجی اور اُسے جابرہ کی جنگ اور عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کا منتظم بنایا پس اس نے ۶۷ھ میں ہزاروں عربوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور کسیلہ نے البرانس اور دیگر بربریوں کو جمع کیا اور فوج لے کر قیروان کے نواح میں اس سے جنگ کی اور فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی پھر بربری شکست کھا گئے اور کسیلہ اور اس کے بے شمار آدمی قتل ہو گئے اور عربوں نے ان کا مرماجنہ اور پھر ملویہ تک تعاقب کیا اور بربریوں نے ذلیل ہو کر قلعوں کی پناہ لی اور اراوبہ کو ان کے درمیان شوکت حاصل ہو گئی اور اس کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے دیار میں ٹھہر گئی پھر اس کے بعد ان کا کوئی تذکرہ باقی نہ رہا اور انہوں نے مغرب میں دلیلی شہر پر قبضہ کر لیا جو جبل زرہون کی جانب فاس اور مکناسہ کے درمیان واقع ہے اور وہ اسی حالت میں قائم رہے اور قیروانی فوجوں نے کئی بار مغرب پر اقتدار جمایا یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن الحسن نے منصور کے زمانے میں اس کے خلاف بغاوت کی اور وہ مدینہ میں ۱۴۵ھ

میں قتل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس کے عمزاد حسین بن علی بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ ابن حسن السبط نے ہادی کے زمانے میں خروج کیا اور مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر فخ مقام پر ۱۶۹ھ میں قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے اہل بیت بھی مارے گئے اور ادریس بن عبداللہ مغرب کی طرف بھاگ گیا اور ۱۷۲ھ میں اروبہ کے ہاں اُترا اور اس وقت دلیلی میں ان کا امیر اسحاق بن محمد بن عبدالحمید تھا۔ جس نے اُسے پناہ دی اور بربریوں کو اس کی دعوت پر اکٹھا کیا اور زوغہ' لواتہ' سراتہ' غماۃ' نفرۃ' مکناسہ' غمارۃ اور کافہ کے مغربی بربریوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کی اور مغرب میں اُسے مکمل طور پر حکومت حاصل ہو گئی اور اس کی اولاد اس حکومت کے ختم ہونے تک اس کی وارث ہوتی رہی۔ جیسا کہ ہم نے فاطمی حکومت میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

البرانس کے بطون میں سے کتامہ کے حالات اور قبائل پر ان کی قوت وسطوت اور یہ کہ انہوں نے شیعہ دعوت کے ذریعے اغالبہ کے ہاتھوں کیسے حکومت حاصل کی؟

بربری نسابوں کے نزدیک کتام بن برنس کی اولاد میں سے یہ قبیلہ مغرب میں تمام بربری قبائل سے زیادہ جنگ جو' طاقتور اور حکومت میں زیادہ اثر انداز ہے اور اُسے کتم بھی کہا جاتا ہے اور عرب نسابوں کا بیان ہے کہ یہ حمیر سے ہے یہ بات ابن کلبی اور طبری نے بیان کی ہے اور ان کا پہلا بادشاہ فریقش بن صیفی ہے جو ملوک تبابعہ میں سے تھا اور اسی نے افریقہ کو فتح کیا تھا اور اسی سے اس کا نام افریقہ رکھا گیا ہے اور اس کا بادشاہ گریگور قتل ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے بربریوں کو یہ نام دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حمیر میں سے بربریوں میں ضہاجہ اور کتامہ قائم رہے اور وہ آج تک انہی میں ہیں اور مغرب میں اس کے نواح میں پھیل گئے ہیں مگر ان کی اکثریت پہلے مذہب سے فتنہ ارتداد کے اُٹھنے اور ان فتنوں کے فرو ہو جانے کے بعد قسطنطنیہ کے ارپاف میں بجایہ کی سرحدوں تک اور قبلہ کی جانب سے مغرب میں جبل اوراس تک ڈیرے لگائے ہوئے ہے اور ان مواطن میں قابل ذکر شہر موجود ہیں اور ان میں سب سے بڑا ایکجان' سطیف' باغایہ اور قاس کی طرح ہے اور ونیکست' میلہ' قسطینہ' سیکرہ قل اور جیجل' جبل اوراس سے سمندر کے کنارے تک بجایہ اور بونہ کے درمیان اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں جن سب کو غرسن اور یسودہ بن کتم بن یوسف جو یسودہ میں سے ہے میں السید اور دنہاجہ اور متوسہ اور سین سب بنو یسودہ بن کتم ہیں اور اس عہد میں مغرب میں کتامہ کے محلات' دنہاجہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور غرسن میں سے مصالہ' فلان' ماوطن اور معافہ' غرسن بن کتم کے بیٹے ہیں اور لہیفہ' جیملہ اور مسالتہ' بنادہ بن غرسن کے بیٹے ہیں اور ملوسہ ایان میں سے ہے اور لطایہ' اجانہ' غسمان اور اوراد باست' ہیطاسن بن غرسن کے بیٹے ہیں اور ملوسہ ایان غرسن بن غرسن سے ہے اور ملوسہ سے بنو زیدوی ہیں جو اس عہد میں اس پہاڑ پر رہتے ہیں جو قسطنطیہ پر چھا نکلنے والا ہے اور برابرہ کے بعد کتامہ میں سے بنو یستیتن' ہشتیوہ' مصالہ اور بنی قسطینہ ہیں اور ابن حزم نے زواودہ کو تمام بطون سمیت ان میں سے شمار کیا ہے اور یہ پہلے بیان کے مقابلہ میں درست ہے۔

اور مغرب اقصیٰ کے ان بطون میں سے بہت سے اپنے وطنوں سے باہر نکل گئے ہیں اور آج تک وہیں پر ہیں اور ملت کے ظہور اور مغرب کے حکومتِ اغالبہ کے قبضے میں آجانے تک ہمیشہ سے وہیں ہیں اور جیسا کہ ابن الرقیق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حکومت ان کی اکثریت کی وجہ سے ان کو تکلیف اور اذیت نہیں دیتی تھی۔ مگر جب یہ شیعہ دعوت کے لئے

کھڑے ہوئے تو ان کو کچھ تکلیف پہنچی جس کا ذکر ہم نے بنی عباس کی حکومت کے بعد فاطمی حکومت کے ذکر میں کیا ہے۔اس کی تفصیل آپ کو وہاں پر ملے گی اور جب انہیں مغرب کی حکومت حاصل ہوگئی تو انہوں نے مشرق پر چڑھائی کی اور اسکندریہ' مصر اور شام پر قبضہ کرلیا اور قاہرہ کی حد بندی کی جو مصر کا سب سے بڑا شہر ہے اور المعز جو ان کا چوتھا خلیفہ تھا وہ وہاں پر جا کر فروکش ہو گیا اور اس کے ساتھ کتامہ بھی اپنے قبائل کے ساتھ گئے اور وہاں پر ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور وہ اس کی خوشحالی اور تکبر میں ہی ہلاک ہو گئے اور ان کے پہلے وطنوں میں جو جبل اور اس اور اس کی جوانب میں تھے۔ان کے قبائل کے بقیہ آدمی اپنے اسماء والقاب پر باقی رہ گئے اور دوسرے بغیر لقب کے تھے اور یہ سب کے سب ٹیکس گزار تھے۔سوائے ان کے جو پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوئے تھے۔جیسے بنی زدیدی اور اہل جبال جیمل اور زواودہ اپنے اپنے پہاڑوں کی پناہ لئے ہوئے تھے۔

اور میدانوں میں سب سے مشہور میدان والے سدویکش تھے اور ان کی سرداری اولاد سواد میں تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اس نام سے موسوم قبائل کتامہ میں کس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔مگر مؤرخین کے اتفاق سے یہ انہی میں سے ہیں اور اب ہم کتامہ کی حکومت کے بعد ان کے حالات کا ذکر کرنے والے ہیں۔جو ہمیں پیچھے سے معلوم ہوئے ہیں۔

سدویکش اور ان کے مواطن میں کتامہ کے بقایا لوگوں کے حالات: یہ قبیلہ اس عہد میں اور اس سے قبل سدویکش کے نام سے معروف ہے اور ان کے دیار کتامہ کے مواطن میں قسنطیہ اور بجایہ کے درمیانی میدانوں میں ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں جیسے سیلین' طرسون' طرغیان' مولیت' بنی فتنہ' بنی لمایہ' کایارہ' بنی زغلان' النورہ' بنی مزدان' وار مسکن' سکوال اور بنی عیار اور ان میں لماتہ' مکلاتہ اور ریفہ بھی ہیں اور ان سب پر ایک بطن کو سرداری حاصل ہے جسے اولاد سواد کہتے ہیں جو بڑے صاحب قوت صاحب تعداد اور تیاری والے ہیں اور یہ سب بطون اور ان کے عیال ٹیکس گزار ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے اور خیموں میں رہتے اور اُونٹوں اور گایوں پر سفر کرتے ہیں اور انہیں اس وطن میں حکومتوں کے استقامت حاصل ہے اور یہ اس عہد میں عرب قبائل کا حال ہے اور یہ کتامہ کے نسب سے متنفی ہوتے ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں کیونکہ چار سو سال سے کتامہ پر رافضی مذاہب اختیار کرنے اور حکومتوں سے عداوت رکھنے کی وجہ سے نکیر کی جاتی ہے پس وہ ان کی طرف منسوب ہونے سے بچتے ہیں اور بسا اوقات یہ مضر کے سلیم کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں وہ صرف بطون کتامہ سے ہیں اور صنہاجہ کے مؤرخین نے ان کا اس نسب سے ذکر کیا ہے اور اس کی گواہی اس وطن سے ملتی ہے جسے انہوں نے افریقہ میں وطن بنایا ہے اور ان کے نسابین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اولاد سواق کا وطن ان میں بنی یوخصرہ کے قلعوں میں تھا جو قسنطیہ کے نواح میں ہے اور وہاں سے نکل کر وہ دیگر جہات میں پھیلے ہوئے ہیں اور اولاد سواق ایک بطن ہے اور وہ علاوہ بن سواق کی اولاد ہیں جو یوسف بن حمو بن سواق کی اولاد میں سے ہے اور اولاد علاوہ کو قبائل سدویکش پر سرداری حاصل ہے۔ ہم نے اپنے مشائخ سے اسی طرح سنا ہے اور یہ سرداری موحدین کی حکومت تک قائم تھی اور ان میں علی بن علاوہ سردار تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ بن علی اور اس کے بعد اس کا بھائی یحییٰ بن علی اور اس کے بعد ان دونوں کا بھائی مندیل بن علی اور عرالت بن زین جو طلحہ کا بھتیجا تھا۔سردار بنا اور جب اس صدی کے دسویں سال قسنطیہ میں سلطان ابو یحییٰ کی بیعت ہوئی تو تازیرے نے اس کی اطاعت سے انحراف اختیار کیا اور بجایہ میں ابن خلوف کی اطاعت اختیار کر لی تو اس کے عوض میں اس کا چچا

مندیل آ گے آ گیا۔ پھر اس نے اولا د یوسف کے بدلہ میں ان میں سے سب کو لے لیا پس وہ اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور سلطان بجایہ پر غالب آ گیا اور ابن خلوف قتل ہو گیا اور اولا د یوسف غالب آ گئی اور انہوں نے اولا د علاوہ سے مڈبھیڑ کی اور انہیں وطن سے نکال باہر کیا پس وہ عیاض کی طرف آ گئے جو ہلال کے قبائل میں سے ہے اور ان کے پڑوس میں ان کے اس پہاڑ میں رہنے لگے جسے انہوں نے وطن بنایا ہوا ہے اور وہ مسیلہ پر جھانکتا ہے اور سدد یکشن کی سرداری مسلسل اولا د یوسف میں رہی اور وہ اس عہد میں چار قبائل ہیں بنومحمد' بن یوسف' بنوالمہدی' بنو ابراہیم بن یوسف اور العزیزیوں اور یہ بنومندیل اور ظافر اور جری ہیں اور سیر الملوک اور عباس اور عیسیٰ اور السنۃ' یوسف کی اولا د ہیں اور یہ سگے بھائی ہیں اور ان کی ماں تاعزیزت ہے پس اولا د محمد اور العزیزیوں اس کی طرف منسوب ہیں اور بجایہ کے نواح میں رہتے ہیں اور مہدی اور ابراہیم کی اولا د قسنطینہ کے نواح میں رہتی ہے اور ہمیشہ ہی سرداری اس عہد تک ان چاروں قبائل میں رہی ہے کبھی ان کے بعض میں اکٹھی ہو جاتی ہے اور کبھی متفرق ہو جاتی ہے اور دوسری حکومت مولانا سلطان ابو یحییٰ کی ہے ان کی سرداری عبدالکریم بن مندیل بن عیسیٰ بن العدربن کے پاس ہے پھر ان چاروں قبائل کے سب بطن سرداری کے لحاظ سے متفرق اور آزاد ہو گئے اور اولا د علاوہ اس دوران میں جبل عیاض میں رہی اور جب بنومرین افریقہ پر غالب آئے تو سلطان ابوعنان اولا د یوسف سے ناراض ہو گیا اور ان پر موحدین کی طرف میلان رکھنے کی تہمت لگائی اور سدد یکشن سے سرداری لے کر بھنی کو دے دی جو تازیر بن طلحہ سے تھا۔ جو اولا د علاوہ میں سے ہے مگر اس کا یہ کام مکمل نہ ہوا اور اولا د یوسف نے اسے قبول کر لیا اور اولا د علاوہ جبل عیاض میں اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور ان زمانوں میں ان کا سردار عدوان بن عبدالعزیز بن رزّوق بن علی بن علاوہ تھا وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کے بعد ان کی سرداری کسی ایک کے لئے متفقہ طور نہ ہوئی اور سدد یکشن کے بطون میں سے ایک بطن بعض قبائل پر سرداری کرنے میں اولا د سواق کی مدد کرتا ہے اور وہ بنوسلکین ہیں اور ان کے مواطن ابو یحییٰ کی سلطنت میں ہیں۔ جسے اپنی قوم پر سرداری حاصل ہے اور اس بطن کو اس کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر ابوحفص وفاداری میں مشہور ہوا اور وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ بنومرین نے قابس پر حملہ کر دیا اور اس نے اس سے السری الوقیعہ کے ساتھ جنگ کی پس سلطان ابوالحسن نے مخالفت کی وجہ سے اُسے قلع کر دیا اور وہ اس کے بعد فوت ہو گیا اور اس کی سرداری اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی اور اسے سرداری اور بجایہ کے سلطان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے اور وہ اسی ۸۰ سال کا ہو کر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ وَاللّٰهُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَ مَنْ عَلَيْهَا.

کتامہ کے بقایا لوگوں میں سے بنی ثابت کے حالات جو قسنطینہ پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہتے ہیں

اور بطون کتامہ اور ان کے قبائل میں سے القل پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہنے والے لوگ بھی ہیں۔ جو اس کے اور قسنطینہ کے درمیان' اولا د ثابت بن حسن بن ابی بکر کی سرداری سے معروف ہیں جو بنی تلیلان میں سے تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابوبکر وہ جدّ ہے جس نے موحدین کے زمانے میں اس پہاڑ کے رہنے والوں پر ٹیکس عائد کیا اور اس سے قبل ان پر کوئی ٹیکس نہ تھا پس جب ضہاجہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور موحدین' افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ ابوبکر خلیفہ مراکش کے پاس اس کی حکومت کے آغاز میں بھاگ گیا اور ۱۱ے ھ میں طرابلس کی حکومت ابن عمر کے مفاد میں تھی پس جب سلطان بجایہ پر قابض ہو گیا اور ابن

خلوف قتل ہو گیا۔ تو ابن عمر تونس سے پھر اپنی حجابت پر آ گیا۔

اور حسن بن ثابت فرحیرۃ میں وطن کے ٹیکس کے خاتمہ کے لئے پڑاؤ کئے ہوئے تھا اس نے اپنی جانب سے اُسے پیغام بھیجا اور یہ جبل کے علاقے میں اس کی سرداری کے آخری ایام تھے۔ یہاں تک کہ اس نے افریقہ میں بنو مرین کی حکومت کو پالیا اور اس کے بعد اس نے ابن عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا اور فاس میں سلطان ابو عنان کے پاس گیا اور جب مولانا سلطان ابوالعباس نے افریقہ میں نئے سرے سے اپنی حکومت قائم کی تو ان پر غالب آ گیا اور ان کی سرداری کے نشان کو مٹا دیا انہیں اپنی فوج اور نوکروں میں شامل کر دیا اور جبل میں اپنے عمال کو مقرر کیا اور جبل ان کے ماتحت تھا اور اس کا ٹیکس سوالیوں اور قسنطینہ میں اس کے پڑوس میں رہنے والی فوج کو ادا کیا جاتا تھا اور کتامہ کے باقی ماندہ دیگر قبائل تدلس کی پہاڑیوں میں رہتے ہیں اور وہ ٹیکس گزار قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور ان میں سے بنی سنن کا ایک قبیلہ جبل قبلہ میں جبل پرانا سن میں رہتا ہے اور ایک اور قبیلہ الہط کی طرف نصر بن عبدالکریم کے پڑوس میں رہتا ہے اور دوسرے قبائل مراکش میں رہتے ہیں جو وہاں پر ضہاجہ کے ساتھ اترے تھے اور اس عہد میں کتامہ کا نسب حکومت میں ایک مشہور چیز ہے کیونکہ رافضہ اور کفریہ مذاہب کے اختیار کرنے کی وجہ سے چار سو سال بعد حکومتوں نے ان سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے یہاں تک کہ ان کے ہم نسب سردار کا یہ حال ہو گیا کہ وہ اس سے فرار اختیار کرتے تھے اور اس کی برائی سے فرار اختیار کرتے ہوئے دوسرے قبائل کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ وَالْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ۔

بطون کتامہ میں سے زواوہ کا کچھ تذکرہ: یہ بربریوں کے بطون میں سے سب سے بڑا بطن ہے اور ان کے مواطن، کتامہ کے مواطن سے متصل ہیں اور اکثر لوگ ان کے نسب سے واقف نہیں اور بربریوں کے عام نسابوں کے نزدیک یہ بنی سمکان یحییٰ بن ضریس سے ہیں اور وہ زواغہ کے بھائی ہیں اور ابن حزم اور اس جیسے محقق نساب انہیں بطون کتامہ میں شمار کرتے ہیں اور یہی بات زیادہ درست ہے اور مواطن اس پر سب سے واضح دلیل ہے وگرنہ زواغہ کے مواطن مغرب اقصیٰ طرابلس میں ہیں جو کتامہ کے مواطن میں سے ہے اور ان کو کتامہ کی طرف منسوب کرتے ہیں زواوہ کے نام میں تصحیف ہوئی ہے یعنی واؤ کے بعد ''زا'' لائی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ زواغہ کے بھائی ہیں اس پڑھنے والے نے ''زا'' کو ''واؤ'' کے ساتھ پڑھنے میں غلطی کی ہے اور زواوہ کو زواغہ کے بھائی شمار کیا ہے پھر یہ تصحیف سمکان کے نسب میں مسلسل چلی آئی۔ واللہ اعلم اور ان کا ذکر زواغہ اور ان کے بطون کے شمار کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

البرانس کے بطون میں سے ضہاجہ کے حالات اور انہیں بلادِ مغرب اور اندلس میں جو حکومتیں

اور غلبہ حاصل تھا اس کا تذکرہ: یہ قبیلہ بربری قبائل میں سے بڑی تعداد والا قبیلہ ہے اور اس عہد میں اہل غرب کی اکثریت انہی لوگوں کی ہے اور اس کے بعد بھی کوئی پہاڑی اور میدانی علاقہ ان کے بطون سے خالی نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابتدائی بربریوں کا تیسرا حصہ ہیں اور انہیں ارتداد کرنے اور امراء کے خلاف خرچ کرنے میں ایک شان حاصل ہے جس کا کچھ تذکرہ بربریوں کے ذکر کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے اور اس جگہ بھی ہم اس کا کچھ ذکر کریں گے

اوران کے نسب کا بیان یوں ہے کہ وہ ضہاج کی اولاد میں سے ہیں ۔جس کا نام صناک ہے عربوں نے اس کومعرب کیا تو الف اورنون کے درمیان ''ھا'' زائد کر کے اسے ضہاج بنا دیا اور بربری نسابوں کے نزدیک یہ البرانس کے بطون میں سے ہے جو برنس بن کی اولاد میں سے ہے اور ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ وہ کتامہ سب کے سب حمیر میں سے ہیں جیسا کہ پہلے کتامہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ وہ ضہاج بن بربر بن صوکان بن منصور بن الغند بن افریش بن قیس سے ہیں اور بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ضہاج بن المثنیٰ بن المنصور بن مصباح ابن یحصاب بن مالک عامر بن حمیر الاصغر ہے جو سباء میں سے ہے اور ابن النحوی نے ان کے شاہی مؤرخین سے یہی نقل کیا ہے ۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے واللہ اعلم اور بربریوں کے محقق نساب کہتے ہیں کہ وہ ضہاج بن عامیل بن زعزاع بن قیمتا بن سدور بن مولان بن مصلین بن یبرین بن مکسیلہ بن دقیوس بن حلحال بن شرو بن مصرایم بن حام ہے اوران کے خیال میں جزول اللمط اور ہسکورہ ضہاج کے بھائی ہیں اوران چاروں کی ماں بصکی ہے جس کی وجہ سے یہ مشہور ہیں اور وہ بنت بن زحیک بن مادغیس ہے اوراسے العرجاء بھی کہا جاتا ہے ۔پس قبائل میں سے یہ چاروں مسائل ماں جائے بھائی ہیں اور ضہاجہ کے بہت سے بطون ہیں جیسے بلکانہ انجفہ سرطۃ امتوتۃ مسوقہ کدالہ مندلسہ بنووارث اور بنومیتین ۔

انجفہ: اورانجفہ کے بطون سے بنومزوات بنوتنکیب فشتالہ اورملواقہ ہیں ۔بعض بربری نسابوں نے اپنی کتب میں اسے اسی طرح نقل کیا ہے اور دیگر بربری مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ان کے ستر ۷۰ بطون ہیں اور ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ صحرا میں ان کے شہر چھ ماہ کی مسافت پر ہیں اور ضہاجی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ بلکانہ ہے اور انہی میں پہلا بادشاہ ہوا تھا اوران کے مواطن مغرب اوسط اور افریقہ کے درمیان واقع ہیں اور وہ شہری لوگ ہیں اور مسوقہ امتوتۃ کدالہ اور سرطہ کے مواطن صحرا میں ہیں اور وہ دیہاتی لوگ ہیں اور انجفہ کے بطون الگ ہیں اور وہ اکثر ضہاجہ کے بطون ہیں اور ضہاجہ کی حضرت علی بن ابی طالب سے دوستی ہے جیسے مغراوہ کو حضرت عثمان بن عفان سے دوستی ہے مگر ہمیں اس دوستی کے سبب اور اصلیت کا پتہ نہیں اور اسلامی حکومت میں فاق میں ان کے مشاہیر میں ورمون تھا جس نے اموی حکومت کے خاتمہ پر سفاح کے زمانے میں افریقہ پر حملہ کیا اور عبداللہ بن سکرد برلک اور عباد بن صادق جو حماد بن بلکین کے جرنیلوں میں سے تھا اور سلیمان بن مطعمان بن غیلان جو بادلیس بن ملکین اور بنی حمدون کا امام تھا اور وہ حمدون بن سلیمان بن محمد بن علی بن علم تھا اوران میں میمون بن جمل بھی تھا جو حضرت عثمان بن عفان کے غلام طارق فاتح اندلس کی بہن کا بیٹا تھا اور ضہاجہ میں دو طبقوں میں حکومت تھی پہلا طبقہ ملکانہ کا تھا جو افریقہ اور اندلس کے بادشاہ تھے اور دوسرا طبقہ ملثمین کے مسوقہ اور لمتونہ کا تھا جو مغرب کے بادشاہ تھے جنہیں مرابطین کہتے تھے ۔ان سب کا ذکر آئندہ ہوگا ۔ان شاءاللہ تعالیٰ واللہ اعلم ۔

ضہاجہ کا پہلا طبقہ اوران کی حکومت: اس طبقہ کے لوگ ملکان بن کرت کے بیٹے تھے اوران کے مواطن مسیلہ سے حمرہ تک اور جزائر ملیویہ اور ملیانہ تک تھے جو زغبہ کے بنی یزید حصین اور العطاف کے مواطن میں سے ہیں اوراس عہد میں ثعالبہ کے مواطن ہیں اوران کے ساتھ ضہاجہ کے بہت سے بطون تھے اور وہاں پر متنان انوغہ بنومزغنہ بنوجعد ملکانہ بطویہ بنو

یغرن بنو خلیل کی اولاد تھی اور ملکانہ کی بعض اولاد بجایہ کی جہات اور نواح میں تھی اور ان سب میں سے اکثریت مناد بن منتوش بن ضہاج الاصغر کو حاصل تھی۔ جو صناق بن واسفاق بن جرین بن یزید بن واسلی بن سمیل بن جعفر بن الیاس بن عثمان بن سکادین ملکان بن کرت ابن ضہاج الاکبر ہے اور ابن النحوی نے اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے اور خیال کیا ہے کہ مناد بن منتوش افریقہ اور مغرب اوسط کی دونوں جانب کا بادشاہ تھا اور ابن عباس کی دعوت کا قائم کرنے والا اور اغالبہ کی حکومت کی طرف رجوع کرنے والا تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے زیری بن مناد نے اس کی حکومت کو قائم کیا۔ جو بربریوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا اور اس کے اور زناتی مغرادہ کے درمیان جو مغرب اوسط کی جہت سے اس کے پڑوس میں رہتے تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے طویل جنگوں کا سلسلہ جاری تھا اور جب افریقہ میں شیعہ کی حکومت منظم ہوئی تو یہ ان کے پاس جا کر حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کرنے لگا اور یہ ان کے عظیم ترین مددگاروں میں سے تھا اور ان کے ذریعے اس نے اپنے مغرادی دشمنوں پر تسلط پایا اور یہ ان کے خلاف اس کے مددگار تھے اس وجہ سے ان کے باقی ماندہ ایام حکومت میں مغرادہ اور دیگر زناتہ شیعوں سے منحرف ہو گئے اور اندلس کے مروانی بادشاہوں سے الگ ہو گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انہوں نے مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں اپنی دعوت کو قائم کیا اور جب ابو یزید کا فتنہ اٹھا اور قیروان اور مہدیہ میں عبیدیوں کی حکومت قائم ہوئی اس وقت زیری بن مناد ابو یزید کے اصحاب اور ان کی اور اولاد کو خوارج کے مقابلہ میں لے جا رہا تھا اور شریف عبیدیوں کی مدد کے لئے قیروان میں فوج اکٹھی کئے بیٹھا تھا جیسا کہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا اور اس نے واشین شہر میں جو دامنِ کوہ میں ہے قلعہ بند ہونے کے لئے اس کی حفاظت کی جسے اس عہد میں بنطرا کہتے ہیں جہاں پر حصن کے مواطن ہیں اور منصور کے حکم سے بھی وہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا ہے اور وہ مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اس کے بعد اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہوگئی اور آبادی زیادہ ہوگئی ہے اور دور دور سے تاجر اور علماء وہاں آ گئے ہیں اور جب اسماعیل منصور نے ابو یزید سے قلعہ کتامہ میں مقابلہ کیا تو زیری اپنی قوم اور اپنے ساتھ مل جانے والی بربری فوج کے ساتھ آیا اور اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے بہت قتل یا زخمی کیا اور اسے فتح حاصل ہوگئی اور منصور نے اس سے دوستی کی یہاں تک کہ وہ مغرب سے واپس آ گیا اور اس نے اسے قیمتی تحفے دیئے اور اسے اپنی قوم پر سردار بنایا اور اسے اشیر شہر میں محلات' منازل اور حمام بنانے کی اجازت دی اور اُسے تاہرت اور اس کے مضافات کی حکومت دی پھر اس کے بیٹے بلکین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اس کے عہد میں الجزائر شہر جو ساحلِ سمندر بنی مزغد کی طرف منسوب ہے اور شہر ملیانہ جو شلف کے مشرقی کنارے پر ہے اور شہر ملدونہ بھی اُس کے کنٹرول میں تھے اور وہ ضہاجہ کا وطن ہیں اور اس عہد میں یہ شہر مغرب اوسط کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور زیری ہمیشہ ہی عبیدیوں کی دعوت کا ذمہ دار بنا رہا اور مغرادہ سے مقابلہ کرتا رہا اور ان میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور جب جوہر الکاتب بعد المعز لدین اللہ کے زمانے میں مغرب اقصیٰ پر حملہ کرنے گیا۔ تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ زیری بن مناد کے ساتھ رہے پس وہ اس کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور اس نے اس کو مدد دی اور جب لیلی بن محمد نغزی غالب آ گیا۔ تو زناتہ نے اس پر اس کی طرف مائل ہونے کا اتہام لگایا اور جب جوہر فاس آیا تو وہاں کا حاکم احمد بن بکر جذامی تھا۔ تو اس نے اس کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا اور زیری کو اس کے محاصرہ میں بڑی تکلیف ہوئی اور فاس اس کے ہاتھ پر فتح ہو گیا۔ ایک

رات وہ جاگتا رہا اور اس کی فصیل پر چڑھ گیا اور اسے فتح حاصل ہوگئی اور جب زیری اور مغراوہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری ہوگئی اور ان کے ساتھ حاکم مستنصر سے مل گئے اور انہوں نے مغرب اوسط میں مروانی دعوت کو قائم کیا اور محمد بن خیر بن محمد بن خزر نے اس کے لئے تیاری کی تو معد نے اس پر الزام لگایا کہ وہ اپنی قوم میں زیری کی سرداری کے لئے کام کر رہا ہے اور اس کے اہل وطن اکٹھے ہو گئے اور محمد بن خیر اور زناتہ نے بھی اس کے مقابلہ میں لوگوں کو اکٹھا کیا اور ہراول میں ان کی طرف اپنے بیٹے بلکین کو بھیجا اور اس نے ان کی تیاری مکمل کرنے سے قبل ہی ان کے ساتھ مقابلہ کیا پس ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور زناتہ اور مغراوہ کا میدان خراب ہو گیا اور جب محمد بن خیر کو ہلاکت کا یقین ہو گیا اور اسے پتہ چل گیا کہ اسے فوج نے گھیر لیا ہے۔ تو اس نے اپنی تلوار پر اپنا بوجھ ڈال کر خودکشی کر لی اور زناتہ کی فوج منتشر ہو گئی اور انہیں بقیہ دن مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا پس انہوں نے جنگ کی اور اس کی ہڈیاں زمانوں تک ان کے قتل ہونے کے مقامات پر عبرت کا سامان بنی رہیں اور ان کے خیال کے مطابق ان میں سے دس سے زیادہ امیر ہلاک ہو گئے اور زیری نے ان کے سروں کو قیروان میں المعز کے پاس بھیجا تو اُسے بہت خوشی ہوئی اور اس نے قیروان کے لئے مستنصر کی حکومت کی خواہش کی کیونکہ انہوں نے اس کی حکومت کو کمزور کر دیا تھا اور زیری اور صنہاجہ مغرب کے جنگلوں میں بڑھتے گئے اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی پر بھی اس کا غلبہ ہو گیا اور اس وجہ سے خلافت کے ہاں اس کا مقام بلند ہو گیا اور اس نے معد بن جعفر بن علی کو جب وہ قاہرہ جانے کا عزم کئے ہوئے تھا۔ مسیلہ سے افریقہ کی حکومت دینے کے لئے بلایا۔ تو اسے شکایتوں کی بنا پر گھبراہٹ پیدا ہوئی اور معد نے المعز کو اپنے بعض غلاموں کے ساتھ بھیجا اور جعفر کو اپنے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور وہ مسیلہ سے بھاگ کر مغراوہ کے ساتھ جا ملا تو انہوں نے اس کی حفاظت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنی حکومت کی باگ دوڑ دے دی اور وہ ان میں حکم مستنصر کی دعوت دیتا رہا اور انہوں نے سب سے پہلے اس کی دعوت کو قبول کیا اور زیری نے ان کے مضبوط ہونے سے قبل ان سے گفتگو کی پس وہ انہیں جنگ کے لئے ساتھ لے گیا اور انہوں نے شدید جنگ کی اور زیری اور اس کے گھوڑے کبابہ کو شکست ہوئی اور اس کے اور اس کی حامی فوج کے مر جانے سے یہ شکست بڑی اہمیت اختیار کر گئی پس انہوں نے اس کے سر کو کاٹ کر اپنے امراء کے ایک وفد کے ساتھ حکم مستنصر کے پاس قرطبہ بھیجا یہ امرا اس کے اطاعت گزار اور اس کی بیعت کی تاکید کرنے والے اور اپنی قوم کو اس کی مدد پر اکٹھا کرنے والے تھے اور ان کے وفد کا لیڈر یحییٰ تھا جو جعفر کا بھائی تھا اور زیری نے اپنی حکومت کے چھبیسویں سال ۳۶۰ھ میں فوت ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اشیر میں اس کے بیٹے بلکین کو پہنچی تو وہ زناتہ پر حملہ آور ہوا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی پس زناتہ کو شکست ہوئی اور بلکین نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا بدلہ لے لیا اور اس نے اس کے بعد سلطان محمد سے رابطہ پیدا کر لیا اور اس نے اُسے اس کے باپ کی عملداری اشیر، تیرت اور دیگر مضافات مغرب پر حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ مسیلہ، الزاب اور جعفر کی باقی ماندہ عملداری بھی شامل کر دی پس وہ ناراض ہو گیا اور اس کی حکومت مضبوط اور وسیع ہو گئی اور اہل خصوص نے جو اس کے احزاب ہوارہ اور نفزہ سے تھے۔ بربریوں میں خوب خونریزی کی اور وہ زناتہ کی تلاش میں مغرب میں گھس گیا اور ان کے خون بہانے کے بعد واپس آیا سلطان نے اسے افریقہ کی حکومت پیش کی پس وہ ۳۶۱ھ میں آیا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی اور کتامہ نے اس سے حسد کیا پھر سلطان قاہرہ کی

طرف گیا اور اُسے اپنا جانشین بنایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ افریقہ میں آلِ زیری کی پہلی حکومت تھی واللہ اعلم۔

آل زیری بن مناد کی حکومت کے حالات جو افریقہ میں اس طبقہ کے عبیدی حکمران تھے اور انکی گردش احوال:

اور جب المعز نے مشرق کی طرف کوچ کیا تو اس نے اپنے پیچھے رہنے والے ممالک اور عملداریوں میں غور وفکر کیا اور اس بات پر بھی غور کیا کہ وہ افریقہ اور مغرب کی حکمرانی کس شخص کو دے تا کہ اُسے آسودگی اور مضبوطی حاصل ہو پس اُسے تشیع کی سچائی پر اعتماد ہوا اور حکومت کے سمجھنے میں بھی رسوخِ قدم حاصل ہو پس اس نے بلکین بن زیری بن مناد کو جب اس کی حکومت کی نخوت اور مدد کے لئے زناتہ کے ہاتھوں سے حکومت اور ان کے اموال چھین لئے تھے۔ حکمران مقرر کر دیا۔

بلکین بن زیری کی حکومت: پس اس بلکین بن زیری کے پیچھے آدمی بھیجا اور وہ مغرب میں زناتہ کی جنگوں میں مصروف تھا اور اس نے اسے اصہلیۃ کے سوا افریقہ کی حکومت دے دی۔ اصہلیہ کی حکومت بنو ابوالحسین کلبی کے پاس تھی اور طرابلس کی حکومت عبداللہ بن یخلف کتامی کے پاس تھی اور اس نے بلکین کی بجائے اس کا نام یوسف رکھا اور اس کی کنیت ابوالفتوح رکھی اور اسے سیف الدولہ کا لقب دیا اور اسے خلعتِ فاخرہ انعام میں دیں اور اسے جہازوں پر اپنے مقربین میں سوار کروایا اور فوج اور مال میں اس کے حکم کو نافذ کیا اور اعمال میں اُسے دسترس دی اور اُسے تین وصیتیں کیں کہ وہ بربریوں سے تلوار نہ اٹھائے اور نہ صحرائی لوگوں سے ٹیکس اٹھائے اور اس کے اہل بیت میں سے کسی کو پیٹھ نہ دے اور اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بیماری کو ختم کرنے اور امویوں کے تعلقات کو اس سے قطع کرنے کے لئے مغرب سے جنگ کا آغاز کرے گا اور وہ ۳۶۲ھ میں قاہرہ چلا گیا اور بلکین صفاقس کی نواح سے واپس آ گیا۔ پس قیروان میں نصر اس کے ساتھ اُترا اور اس کی حکومت سے قوت حاصل کی اور اس نے مغرب سے جنگ کا ارادہ کیا پس اس نے ضہاجہ کی فوج کے ساتھ اس سے جنگ کی اور اپنا خط پیچھے چھوڑ گیا اور مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور مغرب اوسط کا حکمران ابن خزر اس کے آگے سجلماسہ کی طرف بھاگ گیا اور اسے اہل تاہرت کی بغاوت اور اس کے عامل کے اخراج کی اطلاع ملی تو وہ تاہرت کی طرف گیا اور اسے تباہ وبرباد کر دیا پس اسے پتہ چلا کہ زناتہ تلمسان میں جمع ہوئے ہیں۔ تو وہ ان کی طرف گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے تلمسان میں آ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہاں کے رہنے والوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور وہ انہیں اُشیر لے گیا اور اُسے معد کا خط ملا جس میں اُسے مغرب میں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا پس وہ واپس آ گیا اور جب ۳۶۷ھ کا سال آیا تو بلکین نے خلیفہ نزار بن المعز سے خواہش کی کہ وہ طرابلس اور سرت بھی اس کی عملداری میں شامل کر دے اور اس کے پاس گیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور ان مقامات کی حکومت اسے دے دی اور عبداللہ بن یخلف کتامی وہاں سے کوچ کر گیا اور اس سے پہلے ہی بلکین کو حکمران بنا دیا۔ پھر بلکین مغرب کی طرف چلا گیا اور زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے پس اس نے فاس، سجلماسہ اور سرزمین الہبط پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بنو امیہ کے کارندوں کو نکال باہر کیا۔ پھر سجلماسہ میں زناتہ کی فوجوں نے جنگ کی اور وہ ان پر پڑا اور اس نے مغراوہ کے امیر بن خزر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس نے ان کے بادشاہوں کو اپنے آگے بنی لیلیٰ بن محمد نغزی اور بنو عطیہ بن عبداللہ بن خزر اور بنی فلفول بن خزر اور یحییٰ بن علی بن حمدون حاکم بصرہ کی طرح بنا دیا اور وہ سب کے سب اپنے باسیوں کے ساتھ جزیرہ خضراء کی طرف گیا اور اس نے اپنے نزدیکی ملوکِ

زناتہ اور ان رؤساء کو جو خلفائے بنوامیہ کے پاس اندلس میں قرطبہ جاتے تھے حکم دیا کہ وہ اطاعت اختیار کریں اور مسلمانوں کی سرحدوں سے رباط کے بقیہ علاقے کو خلفاء کے انتظام میں اور ان میں سے سمندر کے مد سے بہت سی قوموں کی فوجیں اکٹھی ہو گئیں جو ان کے ساتھ مل گئی تھیں اور سمندر ان کو جعفر بن علی بن حمدون حاکم مسیلہ کے محل میں سے گیا اور اسے بلکین کے جنگ کرنے پر مامور کیا اور اُسے سو اُونٹ بوجھ مال سے مدد دی پس ملوکِ زناتہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور اس کے پاس اکٹھے ہو کر گئے اور سبتہ کے باہر رن پڑا اور جزیرہ سے منصور کی فوجوں کی مدد جلد ان کے پاس پہنچی اور قریب تھا کہ وہ اپنے زناتی دوستوں کی مدد کے لئے جبرالٹر کے راستوں سے سمندر میں گھس جائیں اور بلکین تیطاد پر پہنچ گیا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے راستے بند کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سبتہ کے باہر ان کی فوجوں کو دیکھا تو دہل گیا اور اسے ان کے محفوظ رہنے کا یقین ہو گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے سبتہ کو سنسر منہ سے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے پڑاؤ میں مسلسل مدد پہنچ رہی ہے تو اس نے کہا یہ ایک اژدہا ہے جس نے ہماری طرف اپنے منہ کو کھول دیا ہے اور اس نے واپس جاتے وقت اپنے عقب پر حملہ کیا اور اس کا مقام اس کے پیچھے بہت دور تھا اور وہ بصرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسے تباہ کر دیا اور یہ تلک بن اندلس کا دارالسلطنت تھا۔ جہاں پر ایک عظیم عمارت تھی پھر اس کے لئے برغواطی جہاد کا راستہ کھل گیا۔ تو وہ ان کی طرف چلا گیا اور ان سے جہاد کرنے میں مشغول ہو گیا اور ان کے بادشاہ عیسیٰ بن ابی الانصار کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس نے قیدیوں کو قیروان کی طرف بھیجا اور مغرب کے نواح سے بنوامیہ کی دعوت کا خاتمہ کر دیا اور زناتہ صحرا کی طرف بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ ۳۷۳ھ میں اس طویل غارت گری سے واپس آتے ہوئے سجلماسہ اور تلمسان کے درمیان وارکش میں فوت ہو گیا۔

منصور بن بلکین کی حکومت: اور جب بلکین فوت ہو گیا تو اس کے غلام ابوزغبل نے اس کے بیٹے منصور کو اطلاع بھجوائی جو اُشیر کا والی تھا اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا پس اس نے اس کے بعد صنہاجہ کی حکومت سنبھالی اور صراہ میں اترا اور اُسے عزیز نزار بن معد نے افریقہ اور مغرب کی حکومت سپرد کی اور وہ اپنے باپ کے طریقوں کا پابند تھا اور اس نے اپنے بھائی ابوالبہار کو تاہرت اور اس کے بھائی یطوفت کو اُشیر کا حکمران بنایا اور ۳۷۴ھ میں اُسے مغرب اقصیٰ کی طرف فوجوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے زناتہ کے ہاتھ سے واپس لے اور اُسے یہ خبر ملی کہ انہوں نے سجلماسہ اور فاس پر قبضہ کر لیا ہے پس زیری بن عطیہ مغراوی نے جس کا لقب قرطاس تھا اور وہ فاس کا امیر تھا اس سے جنگ کی پس اس نے اسے شکست دی اور اُشیر کی طرف واپس آ گیا اور اس کے بعد منصور نے اُسے مغرب اور زناتہ کی جنگ سے دُور کر دیا اور ابن عطیہ بن خزرون اور بدر بن یعلی نے اس کا استقبال کیا جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے پھر بلکین رقادہ کی طرف گیا اور عبداللہ بن الکاتب کو جو اس کا اور اس کے باپ کا عامل تھا قیروان میں قتل کر دیا۔ کیونکہ اس کے متعلق شکایات تھیں پس وہ ۳۷۹ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ یوسف ابن محمد حاکم بنا اور اس نے متواتر اُسے لکھا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ مطیع ہو گئے اور اس نے اپنے کارندوں کو اس کی طرف بھیجا اور اپنے بھائی حماد کو اُشیر کا حکم بنایا اور زناتہ کے ساتھ جنگ لمبی ہو گئی اور ان میں سے سعید بن خزرون اس کے پاس آ گیا اور ہمیشہ ہی اس کا اطاعت گزار رہا یہاں تک کہ ۳۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا

بیٹا فلفول بن سعید حکمران بنا اور ابوالبہار بن زیری ۹۷ھ میں بغاوت کی تو منصور نے اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے سامنے سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اہل تاہرت سے منصور کی مدد کی اور وہ ابوالبہار کے تعاقب میں گیا یہاں تک کہ اس کی فوج ختم ہوگئی پس اُسے واپسی کا مشورہ دیا گیا۔ تو وہ واپس آ گیا اور ابوالبہار نے ابوعامر حاکم اندلس کو مدد کے متعلق پیغام بھیجا اور اس بارے میں اپنے بیٹے کو گروی رکھا پس اس نے فاس میں دعوت اموی کے نگران زیری بن عطیہ زناتی کو لکھا کہ اس کے ساتھ ایک دفعہ احسان کیا جائے پس زیری نے اس کی مدد کی اور مدت تک وہ متفق الرائے رہے اور بدر بن یلیٰ نے ان دونوں سے جنگ کی پس ان دونوں نے اُسے شکست دی اور فاس اور اس کے اردگرد کے مالک بن گئے پھر ۸۲ھ میں ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ابوالبہار اپنی قوم کی طرف آ گیا اور ۸۲ھ میں منصور کے پاس قیروان میں گیا۔ تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور انعام و اکرام دیا اور اسے تاہرت کی حکمرانی دی۔ پھر ۸۵ھ میں منصور کی وفات ہوگئی۔

بادیس بن منصور کی حکومت: اور جب منصور فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے منصور نے سنبھالی اور اس نے اپنے چچا یطوفت کو تاہرت کی حکمرانی دی اور اپنی فوج کو اپنے دو چچوں یطوفت اور حماد کے ساتھ زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس وہ زناتہ سے شکست کھا کر ان کے آگے بھاگتے ہوئے اُشیر آ گئے اور ۸۹ھ میں وہ خود زیری بن عطیہ کے مقابلہ میں مغرب کی طرف واپسی پر گیا۔ پس بادیس نے اپنے بھائی یطوفت کو تاہرت اور اُشیر کا حکمران بنایا اور اس کے چچوں ملکس، زادی، حلال اور معتز اور عزم نے اس کی مخالفت کی اور انہوں نے یطوفت کی فوج کو لوٹ لیا اور ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور ابوالبہار ان کے کاموں سے بیزاری کرتے ہوئے پہنچا اور سلطان بادیس فلفول بن سعید کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بنی خزرون کے حالات میں بیان کریں گے اور اس نے اپنے حماد کو بنی زیری کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور بنوزیری نے فلفول کے ساتھ ہتھ جوڑی کر لی پھر وہ حماد کی طرف واپس آئے۔ تو اس نے انہیں شکست دی اور ان میں سے ماکس کو الحمۃ الکلاب میں گرفتار کر لیا اور حسن اور بادیس کی اولاد کو قتل کر دیا جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے اور انہیں جبل سنوہ میں لے گیا۔ پس حماد نے ان کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اندلس سے جنگ کرے گا۔ پس وہ ۹۱ھ میں عامر کے پاس چلے گئے اور زیری بن عطیہ مغرادی ماکس کی وفات کے نو دن بعد مر گیا اور بادیس اپنے چچا حماد کے پاس فلفول کی جنگوں میں مدد طلب کرنے کے بعد واپس آیا۔ تو مغرب اس کی واپسی سے مضطرب ہو گیا اور زناتہ نے فساد برپا کیا اور راہ گیروں کو نقصان پہنچایا اور مسیلہ اور اُشیر کا محاصرہ کر لیا پس بادیس نے اپنے چچا حماد کو ان کے مقابلہ میں بھیجا اور خود ۹۵ھ میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور حماد نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور زناتہ میں خوب خونریزی کی اور قلعہ شہر کی حد بندی کی پھر بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تیجس اور قسطنطیہ کی عملداری میں جائے اور نفاعیہ کے حالات معلوم کرے مگر اس نے انکار کیا اور اس کی مخالفت کی اور اس نے اس کی طرف اس کے بھائی بادیس کو بھیجا پس وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بادیس نے ان پر چڑھائی کی پھر اس کی تلاش میں شلف کی طرف گیا اور کچھ فوج بھی اس کی طرف بھیجی اور بنوتوجین اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی فوج میں اکٹھے ہو گئے اور ان کے امیر عطیہ بن داخلین اور بدر بن اغمان بن المعتز نے ان سے حسن سلوک کیا اور حماد نے داخلین کو قبول کر لیا پھر بادیس نہر واصل پر پہنچا اور حماد قلعہ کی طرف واپس آ

گیا اور بادیس نے اس کا تعاقب کیا اور وہاں پر اس کا مقابلہ کیا اور ۴۰۶ھ میں اپنی چھاؤنی میں گیا اچانک فوت ہو گیا۔ حالانکہ وہ مصریہ میں اپنے اصحاب کے درمیان سویا ہوا تھا۔ پس وہ واپس چل پڑے اور انہوں نے بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھالیا۔

المعز بن بادیس کی حکومت: اور جب بادیس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کی گئی اور فوج نے پہنچ کر اس کی بیعت عامہ کی اور حماد' مسیلہ اور اُشیر میں داخل ہو گیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور باعانہ کا محاصرہ کر لیا۔ المعز کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر چڑھائی کی اور باعانہ کو چھوڑ گیا اور اس سے جنگ کی۔ پس حماد نے شکست کھائی اور اس کی فوج نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ المعز نے اس کا بڑا استقبال کیا اور پیادہ پا چل کر اس کو سلام کہا اور اس کی مہمان نوازی کے لئے محلات کو مفروش کیا گیا اور اسے عظیم القدر انعامات دیئے اور افریقہ اور قیروان میں المعز کی حکومت مسلسل قائم رہی اور یہ بربری افریقیوں کی سب سے بڑی اور خوشحال حکومت تھی اور ابن الرقیق نے ولائم' ہدایا اور عطیات وغیرہ کے ایسے حالات لکھے ہیں جو ان کے بیان کئے گئے واقعات کی تصدیق کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ صندل کی ڈبیہ' باعانہ کے گورنر نے سو اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور یہ کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور ان کے بعض بڑے گھرانے عود ہندی کو سونے کی کیلوں کے بدلہ میں لیتے تھے اور یہ کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کا بوجھ مال اور اسی تخت دیئے اور یہ کہ صفاقس کی جانب بعض ساحلی عملداریوں کا عشر پچاس ہزار قفیز ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ اور اس کے اور زناتہ کے درمیان جنگیں برپا ہوتی تھیں اور ان سب میں اسے غلبہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اور المعز رافضہ کے مذہب سے منحرف اور سنی مذہب کا پیرو کار تھا۔ پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے مذہب کا اعلان کیا اور رافضہ پر لعنت ڈالی۔ پھر ایک روز وہ اپنے گھوڑے کبا بہ پر سوار ہو کر گیا۔ کہ جو بھی رافضہ میں سے ملے گا وہ اسے قتل کر دے گا پس اس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام پر مدد مانگی اور عوام نے اس کی آواز کو سنا اور اس وقت انہوں نے شیعوں پر حملہ کر دیا اور انہیں بری طرح قتل کیا اور اس روز رافضہ کے داعی بھی قتل کر دیئے گئے جس کی وجہ سے قاہرہ کے خلفائے شیعہ غضبناک ہو گئے اور ان کے وزیر ابوالقاسم جرجانی نے اس کو انتباہ کرتے ہوئے مخاطب کیا اور وہ اس کے خلفاء پر تعریض کرتے ہوئے اس سے گفتگو کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور ۴۴۰ھ میں مستنصر کے عہد میں جو ان کے خلفاء میں سے تھا ان کے لئے دُعا کرنا ختم ہو گیا اور اس نے اس کے جھنڈوں کو جلا دیا اور اس کا نام کپڑوں کے نقش و نگار اور سکوں سے مٹا دیا اور قائم بن قادر جو خلفائے بغداد میں سے تھا اس کے لئے دعا کی اور اس کے پاس قائم کا پیغام آیا اور اس کے داعی ابوالفضل بن عبدالواحد تمیمی کے ساتھ اس کا دوستانہ خط بھی آیا پس مستنصر نے اسے پھینک دیا۔ یہ مغرب میں عبیدیوں کا خلیفہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جو ہلالیوں میں سے قرامطہ کے ساتھ تھے اور وہ ریاح زغبہ اور اثبج تھے اور یہ کام اس کے وزیر ابو محمد الحسن بن علی الباروزی کی مشلا کت سے ہوا۔ جیسا کہ ہم نے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے حالات میں بیان کیا ہے اور انہوں نے شہروں میں آ کر راستوں اور بستیوں کو خراب کر دیا اور المعز نے ان کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا تو انہوں نے ان کو شکست دی پس وہ ان کے مقابلہ میں

جلدی سے گیا اور جبل حیدارن میں ان سے جنگ کی۔ تو انہوں نے اُسے بھی شکست دی اور اس نے قیروان میں پناہ لی۔ تو انہوں نے اس کا محاصرہ کرلیا اور اسے ایذاء دینے لگے اور شہروں میں ان کا فساد کرنا اور رعایا کو مجبور کرنا طویل ہو گیا۔ یہاں تک کہ افریقہ برباد ہو گیا اور المعز ۴۴۹ھ میں اپنے محافظ مونس بن یحییٰ الصری امیر ریاح کے ساتھ قیروان سے نکلا اور اس کی حفاظت میں اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد مہدیہ چلا گیا اور وہیں فروکش ہو گیا اور اس کا بیٹا تمیم بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ پس اس کے ہاں مہمان اترا اور عربوں نے قیروان میں داخل ہو کر اُسے لوٹ لیا اور المعز نے مہدیہ میں قیام کیا اور ہلاکت شہروں میں پھیل گئی اور حمد بن منیل برغواطی صفاقس شہر پر غالب آ گیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ کرلیا اور سوسہ نے مخالفت کی اور وہاں باشندے اپنے بارے میں مشورہ کرنے لگے اور تونس آخرکار ناصر بن علناس بن حماد' حاکم قلعہ کی حکومت میں شامل ہو گیا اور اس نے ان پر عبدالحق بن خراسان کو والی مقرر کردیا پس وہ اپنے آپ کو ولایت سے خاص کرنے لگا اور وہ اس کے اور اس کے بیٹوں کی ملکیت میں رہی اور موسیٰ بن یحییٰ قابس پر غالب آ گیا اور اس کا عامل المعز بن محمد ضھاجی اس کی ولایت کی طرف آ گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بھی آ گیا جیسا کہ اس کا ذکر آئندہ آئے گا اور تیسرے یہ کہ آل یدریس بادشاہ بنی اور بغاوت میں تقسیم ہو گئی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں' المعز کی وفات کے بعد جو ۴۵۴ھ میں ہوئی بیان کریں گے۔

تمیم بن المعز کی حکومت: اور جب المعز فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے تمیم نے سنبھالی اور عرب' افریقہ میں اس پر غالب آ گئے اور اس کے پاس صرف فصیل کے اندر کا علاقہ تھا مگر وہ ان کے درمیان مخالفت پیدا کروا دیتا اور ایک کو دوسرے پر مسلط کروا دیتا تھا اور حمو بن ملیل برغواطی حاکم صفاقس نے اس پر چڑھائی کی تو تمیم اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور عرب منتقم ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور حمو اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی یہ ۵۰ھ کا واقعہ ہے وہ وہاں سے سوسہ چلا گیا اور اُسے فتح کرلیا پھر اس نے اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا تو انہوں نے ابن خراسان کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ وہ تمیم کی اطاعت میں آ گیا پھر اس نے اپنی فوجوں کو قیروان کی طرف بھیجا وہاں پر المعز کی طرف سے قائد بن میمون ضھاجی حاکم مقرر تھا پس اس نے تین دن قیام کیا پھر ہوادہ نے اس پر غلبہ حاصل کرلیا اور مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ پس تمیم نے اس کی طرف فوجوں کو بھیجا اور وہ ناصر کے ساتھ جا ملا اور قیروان نے اطاعت اختیار کرلی پھر وہ چھ دن کے بعد حمو بن ملیل برغواطی کی طرف صفاقس واپس آیا اور اس کے لئے مہنی بن علی امیر زغبہ سے قیروان خرید لیا اور اس پر اور اس کے قلعے پر اُسے ۷۰ھ میں حاکم بنا دیا اور اس دوران میں تمیم اور ناصر حاکم قلعہ کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ جنہیں عربوں نے بڑھایا تھا جو ناصر کو اس قلعے میں بلاتے تھے اور بلاد افریقہ میں اس کی فوجوں کو پامال کرتے تھے اور بعض اوقات وہ افریقہ کے کسی شہر پر قبضہ بھی کرلیتا تھا۔ پھر وہ اس کے بعد اس کے گھر چلے جاتے یہاں تک کہ ۷۰ھ میں دونوں نے صلح کرلی اور تمیم نے اسے اپنی بیٹی دے کر اس سے رشتہ داری کی اور ۷۲ھ میں تمیم نے قابس پر حملہ کیا۔ جہاں پر ماضی بن ضھاجی اپنے بھائی ابراہیم کے بعد والی تھا پس اس نے اس کا محاصرہ کرلیا اور پھر اسے چھوڑ دیا اور عربوں نے ۷۶ھ میں مہدیہ میں اس کے ساتھ مقابلہ کیا پھر اُسے چھوڑ دیا اور اس نے انہیں شکست دی اور وہ قیروان جا کر اس میں داخل ہو گئے تو اس نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور اس کے زمانے میں اس کا مالک نصری تھا۔ جسے اس نے ۸۰ھ میں مہدیہ پر فوج کشی کے لئے بھیجا اور وہ وہاں پر تین سو کشتیوں اور تیس ہزار

جانبازوں کے ساتھ اُترے اور اس پر اور زدیلہ پر غالب آ گئے پس تمیم نے مہدیہ اور زدیلہ کے لٹ جانے کے بعد انہیں ایک لاکھ دینار دے کر مہدیہ کو ان کے قبضہ سے چھڑا لیا اور اس کی طرف واپس آ گیا پھر ۴۸۹ھ میں قابس پر غالب آ گیا اور اسے اپنے بھائی عمر بن المعز سے چھین لیا جس کی اہل قابس نے قاص بن ابراہیم کی موت کے بعد بیعت کر لی تھی پھر اس کے بعد اس نے ۴۹۳ھ میں صفاقس پر قبضہ کر لیا اور حمو بن ملیل وہاں سے نکل کر قابس آ گیا اور اسے لکی بن کامل الدہمانی نے پناہ دی یہاں تک کہ وہ وہیں پر مر گیا اور ریاح نے زغبہ اور افریقہ پر ۴۹۶ھ کے قریب غلبہ پا لیا اور اُسے وہاں سے نکال دیا اور پانچویں مہدی میں بطون ریاح میں سے اخضر نے باجہ شہر پر غلبہ پا لیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد تمیم ۵۰۱ھ میں فوت ہو گیا۔

یحییٰ بن تمیم کی حکومت: اور جب تمیم بن المعز فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یحییٰ والی بنا اور اس کی حکومت کا آغاز امکلیبہ کی فتح سے ہوا اور اس پر ابن محفوظ باغی نے غلبہ حاصل کر لیا اور اہل صفاقس بھی اس کے بیٹے ابوالفتوح کے باغی ہو گئے اور اس نے ان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے ملیک لطیف حیلہ اور دوبارہ عبیدیوں کی اطاعت اختیار کر لی اور اُسے پیغامات اور ہدایا پہنچنے لگے اور اس نے نصاریٰ اور بحری بیڑوں سے جنگ کرنے میں اپنے عزائم کو صرف کر دیا اور ان کے حصول میں حد درجہ کوشش کی اور فوجوں کو دارالحرب کی طرف لوٹا دیا یہاں تک کہ نصرانیوں نے اُسے سمندر کے پیچھے یعنی بلاد افریقہ' جنوہ اور سردانیہ سے جری کا لقب دیا اور اس بارے میں اس کے کارنامے بہت روشن ہیں اور وہ ۵۰۹ھ میں اچانک اپنے محل میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اور جب یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا علی حکمران بنا اور ابوبکر ابی جابر فوج اور اپنے ہم پایہ عرب امراء کے ساتھ آیا اور ضہاجی عسکری امراء میں سے محاض بن لقط الاجم سب سے بڑا تھا پس وہ سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور وہ تونس کے محاصرہ کے لئے گیا یہاں تک کہ احمد بن خرایان نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے جبل اور سلات کو فتح کیا اور وہ اپنی قوم کے گزشتہ امراء کے مقابلہ میں طاقتور تھا پس اس نے میمون بن زیاد صخری معادی کے ساتھ امرائے عرب کی ایک فوج اس کی طرف بھیجی تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اور وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور دستور کے مطابق مصر کے خلیفہ کا ایلچی پیغامات اور ہدایا کے ساتھ پہنچ گیا اور پھر ۵۱۱ھ میں وہ فاس میں رافع بن مکن کے محاصرہ کے لئے گیا اور اس کے لئے قبائل بادرع نے جو بنی علی میں سے ہیں اور ریاح کا ایک بطن میں اپنے نام لکھائے جیسا کہ ہم اسے رافع کے حالات میں بیان کریں گے پھر رجار حاکم صقلیہ کے درمیان محلات رجار میں جنگ چھڑ گئی اور رافع بن کامل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا جو علی بن یحییٰ نے بحری بیڑے سے کام لیا اور جنگ کی تیاری کرنے لگا اور ۵۱۵ھ میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

حسن بن علی کی حکومت: اور جب علی بن یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا نوخیز بچہ حسن بن علی حکمران بنا اور اس کے غلام صندل نے اس کی حکومت کی ذمہ داری سنبھالی پھر صندل فوت ہو گیا۔ تو اس کے غلام موفق نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی اور اس کے باپ نے رجار کے ساتھ خوف کے وقت مراسلت کی تھی جس میں اسے مرابطین ملوک

مغرب سے ڈرایا گیا تھا کیونکہ ان کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی اتفاق سے احمد بن میمون جومرابطین کے بحری بیڑے کا سالار تھا۔ اس نے صقلیہ سے جنگ کی اور اس میں سے ایک بستی کو فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو ۵۱۶ھ میں قیدی بنایا اور قتل کیا پس رجار کو شبہ نہ ہوا کہ یہ سب کیا دھرا حسن کا ہے۔ پس اس کے بحری بیڑے مہدیہ کی طرف آ گئے اور ان کے سالار عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز اور جرجی بن محاییل انطا کی تھے اور یہ جرجی نصرانی تھا جو مشرق سے ہجرت کر کے آیا تھا اور اس نے زبان سیکھی اور حساب میں ماہر ہوا اور شام میں انطا کیہ میں شائستگی حاصل کی پس تمیم نے اسے منتخب کر لیا اور وہ اس پر چھا گیا اور یحییٰ اس سے مشورہ کیا کرتا تھا پس جب تمیم فوت ہو گیا۔ تو جرجی نے رجار کے ساتھ ملنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا اور اس کے ساتھ جا ملا اور اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہوا اور اس نے اسے اپنے بحری بیڑے کا سالار مقرر کر دیا۔ پس جب وہ مہدیہ کے حصار سے عاجز ہو گیا۔ تو اس نے اسے محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا تو وہ تین سو کشتیوں میں گیا اور وہاں پر نصرانیوں کی بہت تعداد موجود تھی جن میں ایک ہزار سوار تھے اور حسن نے بھی ان کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کر لی تھی پس اس نے جزیرہ قوصرہ کو فتح کر لیا اور مہدیہ کی طرف چلے اور ساحل پر اترے اور خیمے لگائے اور قصر دہانین اور جزیرہ املس پر قبضہ کر لیا اور ان میں بار بار جنگ ہوئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا اور ان میں مسلسل خونریزی کرنے کے بعد صقلیہ واپس آ گئے اور محمد بن میمون جومرابطین کا سالار تھا۔ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچا اور اس نے صقلیہ کے نواح میں فساد مچا دیا اور رجار نے جنگ کو دوبارہ مہدیہ کی طرف لے جانے کا قصد کیا پھر حاکم بجایہ یحییٰ ابن عزیز کا بحری بیڑا مہدیہ کے محاصرہ کے لئے پہنچ گیا اور اس کی فوجیں خشکی میں اپنے سالار مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کے ساتھ پہنچ گئیں پس حسن نے حاکم صقلیہ سے صلح کر لی اور یدونہ پہنچ گیا اور اس سے اس کے بحری بیڑے کی مدد طلب کی اور حسن نے رجار کے بحری بیڑے کی بھی مدد مانگی تو اس نے اُسے مدد دی اور مطرف اپنے علاقے کی طرف چلا گیا اور حسن مہدیہ پر قبضہ کئے ٹھہرا رہا اور رجار نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور پھر اس کے ساتھ جنگ کرنے لگا اور وہ مسلسل اس کی طرف غازیوں کو بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے کا سالار جرجی بن فناسل ۵۴۳ھ میں مہدیہ پر غالب آ گیا اور اپنے بحری بیڑے کی تین سو کشتیوں میں وہاں پہنچا اور اس نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی۔ کیونکہ وہ اس کی مدد کو آئے تھے اور حسن کی فوج دادخواہی کے لئے محرز بن زیاد فادعی کے پاس گئی جو علی بن خراسان حاکم تونس کا ساتھی تھا۔ مگر اسے کوئی دادخواہ نہ ملا پس اسے مہدیہ سے نکال دیا گیا اور وہ وہاں سے چلتا بنا اور لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور دشمن نے شہر میں آ کر بغیر کسی رکاوٹ کے قبضہ کر لیا اور جرجی نے محل کو اسی حالت میں پایا۔ جیسا کہ وہ تھا اور حسن نے اس سے ہلکی چیزوں کے سوا کوئی چیز نہ اٹھائی تھی اور شاہی ذخائر کو چھوڑ گیا تھا۔ پس اُس نے لوگوں کو امان دی اور انہیں اپنی حکومت کے ماتحت رکھا اور بھگوڑوں کو ان کی جگہوں پر واپس کیا اور بحری بیڑے کو صفاقس کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسی طرح اس نے سوسہ اور طرابلس پر بھی قبضہ کر لیا اور حاکم صقلیہ رجار نے تمام ساحلی علاقوں پر قبضہ اور وہاں کے باشندوں پر جزیہ لگایا اور ان پر حکمران مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ عبدالمؤمن شیخ الموحدین ان کے ایام مہدی کے خلیفہ نے ان کو کفر کے قبضہ سے چھڑایا اور مہدیہ پر نصاریٰ کے قبضہ کے بعد حسن بن یحییٰ ریاحی عربوں اور ان کے سردار محرز بن زیاد دفاعی حاکم قلعہ سے جا ملا لیکن وہاں اس نے کوئی مددگار نہ پایا اور اس

نے حافظ عبدالمجید کے پاس مصر آنا چاہا تو جرجی نے اسے تیار کیا تو اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور بونہ چلا آیا اور وہاں پر حارث بن منصور اور اس کا بھائی عزیز رہتے تھے۔ پھر وہ قسنطیه چلا گیا۔ وہاں پر سبع بن العزیز رہتا تھا جو حاکمِ بجایہ یحییٰ کا بھائی تھا۔ پس اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ کوئی اُسے الجزائر پہنچادے اور وہ ابن العزیز کا مہمان بنا تو اس نے اس کی بہت اچھی مہمان نوازی کی اور اس کے پڑوس میں رہا یہاں تک کہ موحدین نے مغرب اور اندلس پر قبضہ کرنے کے بعد ۵۴۷ھ میں الجزائر کو فتح کیا تو وہ عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور وہ اسے نہایت عزت کے ساتھ ملا اور اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور اسے اپنی پہلی جنگ میں افریقہ اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر ۵۵۷ھ میں دوسری جنگ میں بھی لے گیا۔ پس اس نے مہدیہ سے جنگ کی اور کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اسے ۵۵۵ھ میں فتح کرلیا اور حسن کو وہاں پر آباد کیا اور اسے وحلیش کی جاگیر دی اور وہ وہاں پر آٹھ سال مقیم رہا پھر یوسف بن عبدالمؤمن نے اسے بلالیا تو وہ اپنے اہل کے ساتھ مراکش چلا گیا اور بابا ررلو کے رستہ میں تامسنا میں ۵۶۳ھ میں فوت ہو گیا۔ واللہ وارث الارض و من علیها و هو خیر الوارثین و رب الخلائق اجمعین

باب: ۱۹

بنوخراسان

یعنی ضہاجہ کے حالات

ضہاجہ بنوخراسان جنہوں نے عربوں کے ذریعے ان کے اضطراب کے وقت تونس میں آلِ بادیس پر حملہ کیا نیز ان کی حکومت کے آغاز اور احوالِ گردش اور انجام

یاد رہے کہ جب عربوں کو قیروان پر غلبہ حاصل ہو گیا اور المعز نے اسلام قبول کر لیا اور مہدیہ کی طرف گیا تو افریقہ میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور عربوں نے علاقوں اور عملداریوں کو تقسیم کر لیا اور بہت سے علاقوں مثلاً اہل سوسہ' صفاقس اور قابس نے ملوک آلِ بادیس کی ماتحتی سے انکار کر دیا اور اہل افریقہ کے عوام' ملوک قلعہ بنی حماد کی طرف چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اور تونس المعز کی حکومت سے منقطع ہو گیا اور اس کے سردار ناصر بن علناس کے پاس گئے تو اس نے ان پر عبدالحق بن عبدالعزیز بن خراسان کو حاکم بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل تونس میں سے تھا مگر زیادہ واضح بات یہ ہے کہ وہ قبائل ضہاجہ میں سے تھا۔ پس اس نے ان کی حکومت کو سنبھالا اور انہیں ان کی حکومت میں شامل کیا اور ان کے پاس گیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور مضافات کے عربوں سے ان کی ضرر رسانی کو روکنے کے لئے مقررہ ٹیکس پر صلح کی اور تمیم مہدیہ سے ۵۸ھ میں اپنی فوج کے ساتھ مغرب گیا اور اس کے ساتھ یحییٰ بن علی امیر زغبہ بھی تھا پس اس نے چار ماہ تک تونس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ ابن خراسان نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت بھی اختیار کر لی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اور اس کے بیٹے احمد بن عبدالعزیز نے اپنے چچا اسماعیل بن عبدالحق سے بڑھ کر اپنے منصب اور ابوبکر سے قرابت کے لحاظ سے اس کی حکومت کو سنبھالا پس وہ اپنی جان کے خوف کے مارے وہاں ٹھہرا رہا اور احمد سرداروں کی سیرت سے خروج کر کے تحلق کی طرف گیا اور اس نے انہیں خوب دبایا اور وہ بنی خراسان کے مشاہیر رؤساء میں سے تھا پس اس نے چھٹی صدی کے آغاز

میں تونس کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور اس کا کنٹرول کیا اور اس کی فصلیں بنائیں اور رستوں کی اصلاح کے لئے عربوں کو کام پر لگایا پس اس کی حالت درست ہوگئی اور اس نے بنی خراساب کے محل بنائے اور وہ علماء کا ہم نشین اور ان کا محبوب تھا اور علی بن یحییٰ بن عزیز بن تمیم نے ۵۱۰ھ میں اس سے مقابلہ کیا اور اس پر تنگی کر دی اور اپنی غرض کی تکمیل کے لئے اس کو ہٹایا پس وہ اس سے ہٹ گیا پھر حاکم بجایہ عزیز بن منصور کی فوجوں نے اس سے مقابلہ کیا تو وہ ۵۱۴ھ میں اس کی اطاعت میں واپس آ گیا اور وہ مسلسل تونس کا والی رہا۔ یہاں تک ۵۲۲ھ میں مطرف بن علی بن حمدون جو یحییٰ بن عزیز کا سالار تھا بجایہ سے فوجوں کے ساتھ افریقہ گیا اور اس کے عام شہروں پر قبضہ کر لیا اور تونس پر غالب آ کر وہاں کے والی احمد بن عبدالعزیز کو نکال دیا اور اسے اہل وعیال سمیت بجایہ لے آیا اور عزت افزائی کے طور پر ابن منصور کو جو یحییٰ ابن عزیز کا چچا تھا تونس کا حاکم بنایا اور وہ مرنے تک وہاں کا والی رہا اور اس کے بعد اس کا بھائی ابوالفتوح مرنے تک وہاں کا حکمران رہا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا تو اس کے بعد اس کا کردار خراب ہو گیا اور اسے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کا چچا معد بن منصور حکمران بنا یہاں تک کہ ۵۴۳ھ میں مہدیہ اور اس کے سواحل پر جو سوسہ اور صفاقس اور طرابلس کے درمیان میں نصاریٰ کا غلبہ ہو گیا اور وہ صقلیہ کے حکمران کے ماتحت ہو گئے اور حسن بن علی کو نکال دیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے پس اہل تونس تیاری اور احتیاط میں لگ گئے اور اس بارے میں انہوں نے اپنے والی پر اعتماد کیا اور ان کے باغی منتشر ہو گئے اور بعض دفعہ انہوں نے اس پر حملہ بھی کیا اور عبیدہ کو اس کے دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا اور اس کے خواص کے متعلق اس زیادتی کی پس اس کا بھائی یحییٰ بجایہ سے گیا اور بحری بیڑے میں سوار ہو گیا اور عزیز بن دامال کو جو صنہاجہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا۔ اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور وہ ان کے درمیان قیام پذیر رہا اور وہ اس پر حملے کر رہے اور معلقہ میں ان کے پڑوس میں محرز بن زیاد امیر بن علی تھا جو بطون ریاح میں تھا اور اس نے معلقہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے اور اہل تونس کے درمیان جنگ برابر رہتی تھی اور دونوں کے درمیان رن پڑتا تھا اور محرز اہل تونس کے خلاف، حاکم مہدیہ کی فوجوں سے مدد لیتا تھا یہاں تک کہ مہدیہ پر فتح حاصل ہو گئی اور ان کے درمیان بلد میں جنگ چھڑ گئی اور اہل باب سویقہ اور اہل باب جزیرہ کے درمیان رن پڑا اور یہ اپنے اُمور میں قاضی عبدالمنعم بن امام ابوالحسن کی طرف رجوع کرتے تھے اور جب عبدالمؤمن بجایہ اور قسطینہ پر غالب آیا۔ تو وہ عرب تھے پس وہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ تو عربوں نے جو کچھ افریقیوں سے سلوک روا رکھا تھا اس کی شکایات افریقی رعایا کی طرف سے اس کے پاس پہنچیں تو اس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے عبداللہ کو بجایہ سے افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے ۵۵۲ھ میں تونس سے جنگ کی اور وہ محفوظ ہو گئے اور محرز بن زیاد اور اس کی عرب قوم ان کے ساتھ داخل ہو گئے اور ان کی فوج اکٹھی ہو گئی اور وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں تونس سے بھگا دیا اور اس دوران میں ان کا امیر عبداللہ بن خراسان ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ علی بن احمد بن عبدالعزیز پانچ ماہ تک امیر بنا اور عبدالمؤمن نے تونس پر چڑھائی کی اور وہ اس کا امیر تھا۔ پس وہ اس کی اطاعت میں آ گئے جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں بیان کریں گے اور علی بن احمد بن خراسان اپنے اہل وعیال کے ساتھ مراکش چلا گیا اور ۵۵۴ھ میں راستے ہی میں فوت ہو گیا اور محرز بن زیاد معلقہ سے الگ ہو گیا اور اس کی قوم اس کے پاس اکٹھی ہو گئی اور عربوں نے موحدین کی مدافعت کی اور وہ قیروان میں اکٹھے ہو گئے اور

عبدالمؤمن کو اپنی جنگ سے مغرب کی طرف واپسی پر اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہیں قیروان میں آ لیا پس وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کیا اور قیدی بنایا اور ان کے امیر محرز بن زیاد کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے قتل کر کے قیروان میں اس کے اعضاء کو صلیب دیا گیا۔ واللّٰہ یحکم ما یشاء لا معقب لحکمہ و ھو علی کل شیء قدیر ؎

ملوکِ قفصہ بنی الرند کے حالات جنہوں نے قیروان میں آلِ بادیس کی حکومت کی مضبوطی اور عربوں کی جنگ میں ان کے اضطراب کے وقت بغاوت کی' نیز ان کی حکومت کے آغاز اور احوال کا انجام

اور جب عربوں نے افریقہ پر غلبہ پالیا اور ضہاجی حکومت کا نظام کمزور پڑ گیا اور المعز قیروان سے مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ تو قفصہ میں ضہاجہ کا ایک عامل عبداللہ بن محمد بن الرند تھا اور اس کا اصل حرمہ تھا جو بنی صدغیان سے تھا اور ابن نخیل بنی مرین میں سے جو مغراوہ میں سے ہیں اور ان کا مسکن جویشیں نفراوہ میں تھا پس اس نے قفصہ کا کنٹرول کیا اور اس سے فساد کے ضرر کو دُور کیا اور عربوں سے خراج پر صلح کی پس راستے درست ہو گئے اور حالات ٹھیک ہو گئے پھر اس نے اپنی خاص حکومت قائم کر لی اور ۴۴۵ھ میں حکم کی بجا آوری کو اپنے گلے سے اتار دیا اور مسلسل اسی حالت پر قائم رہا اور توز' قفصہ' سوس' الحامہ' نفزادہ اور قسطینہ کے بقیہ مضافات نے اس کی بیعت کر لی پس اس کی حکومت اور سلطنت مضبوط ہو گئی اور شعراء اور قصیدہ گو اس کے پاس آنے لگے اور وہ اہل دین کی تعظیم کرنے والا تھا یہاں تک کہ ۴۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا المعتز حاکم بنا جس کی کنیت ابو عمر تھی اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پس اس نے امور کا کنٹرول کیا اور اموال کو اکٹھا کیا اور لوگوں سے نیک سلوک کیا اور نمودہ' جبل ہوارہ اور دیگر بلاد قعطیلہ اور اس کے مضافات پر غالب آ گیا اور نابینا ہونے سے اس کی سیرت اچھی رہی اور اس کی زندگی ہی میں اس کا بیٹا تمیم فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ بن تمیم کے لئے وصیت کی اور اس نے حکومت سنبھالی اور وہ مسلسل اچھے حالات رہے یہاں تک کہ ۵۴۲ھ میں عبدالمؤمن نے ان سے جنگ کی اور ان کو حکومت کرنے سے روک دیا اور انہیں بجایہ لے گیا۔ پس وہاں پر المعتز نے ۵۵۷ھ میں ۱۱۴ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور عبدالمؤمن نے قفصہ پر نعمان بن عبدالحق المنتانی کو حاکم بنایا۔ پھر اس نے سلان بمیمون اجانا الکنسیٹی کے ذریعہ اُسے معزول کر دیا پھر اُسے عمران بن موسیٰ ضہاجی کے ذریعے معزول کر دیا۔ پس انہوں نے علی بن عبدالعزیز بن المعتز کو تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجے اور وہ ایک درزی کا کام کرتا تھا۔ وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے موحدین کے عامل عمران بن موسیٰ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے علی بن عبدالعزیز کو امیر بنایا پس اس نے اپنی حکومت کا انتظام کیا اور رعیت کی نگرانی کی اور یوسف بن عبدالمؤمن نے ۵۶۳ھ میں اُسے اس کے بھائی سید ابو زکریا سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے تنگ کر دیا اور اُسے پکڑ لیا اور اُسے اس کے اہل و عیال سمیت مراکش بھیج دیا اور اسے سلا شہر میں اشغال کا افسر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور بنی الرند کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ۔

ہلال بن جامع کے حالات جو ضہاجہ کے عہد میں قابس کے امراء تھے اور افریقہ میں عربوں کی جنگ کے وقت تمیم کو جو وہاں پر حکومت وسلطنت حاصل تھی اس کا بیان

اور جب عرب افریقہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے المعز کو الصواحی پر غالب کر دیا اور قیروان میں اس کا مقابلہ کیا اور فاس میں المعز بن محمد اور لموبہ ضہاجی والی تھے اور اس کا بھائی' ابراہیم اور ماضی قیروان میں المعز کی فوجوں کے سالار تھے۔ پس اس نے ان دونوں کو معزول کر دیا اور وہ ناراض ہو کر مونس بن یحییٰ کے ساتھ جا ملے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں پر کنٹرول کیا۔ پھر ان میں سے ابراہیم کے مرنے تک اس کے ساتھ رہا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ماضی حکمران بنا جو بہت بدکردار تھا۔ پس اہل قابس نے اسے قتل کر دیا اور یہ واقعہ تمیم بن المعز کے عہد میں ہوا اور انہوں نے سلطان کے بھائی عمر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ عربوں کی اطاعت قبول کر لے۔ پس امیر منافشہ بکر بن کامل بن جامع نے جو دھمان میں سے تھا اور جو بنی علی میں سے ریاح کا ایک بطن ہے۔ اس کی حکمرانی سنبھال لی اور مثنیٰ بن تمیم اپنے باپ سے الگ ہو کر اس کے ساتھ جا ملا تو اس نے اسے جواب دیا اور اس کے ساتھ مہدیہ جا کر جنگ کی یہاں تک کہ وہ اسے سر نہ کر سکا اور وہ اس کی مختلف قسم کی بری باتوں سے آگاہ ہو گیا اور مہدیہ کو چھوڑ گیا اور قابس کی قبولیت اور اپنی قوم میں دھمان کی امارت میں اسی حال میں رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو رافع نے سنبھالا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت کے کارناموں میں سے بحر عروسین کی حد بندی کرنا بھی ہے اور اس کا نام اس عہد تک اس کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے اور جب علی بن یحییٰ نصاریٰ کے بحری بیڑے کا سالار بنا اور پھر ذوی قبائل عرب اور بحری بیڑوں کا سالار بنا اور ۵۱۱ھ میں اس نے قابس پر چڑھائی کی اور ابن ابی العلت نے کہا کہ قبائل عرب میں سے پانچ میں سے تین حکومتیں کرنے والے سعید' محمد اور لہ ہیں اور پانچ میں سے چوتھے اکابر بنی مقدم ہیں۔ پس اس نے قفص قیروان میں انہیں امان دی اور رافع قیروان کی طرف بھاگ گیا اور اس کے اہل نے اس کا انکار کیا۔ پھر دھمان کے شیوخ نے اس کی بات نہ مانی اور انہوں نے علاقوں کو تقسیم کر لیا اور قیروان کو رافع کے لئے معین کیا اور اسے قوت دی اور علی بن یحییٰ نے اپنی فوجوں اور عرب مدونہ کو قیروان میں رافع کے مقابلہ میں بھیجا اور وہ ان سے جنگ کرنے کو نکلا اور رافع کے پیروکاروں کے ساتھ جنگ کو جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا اور پھر میمون بن زیاد صخری نے رافع بن مکن کو سلطان سے صلح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ ان کے درمیان اصلاح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ پس اس نے صلح کر لی اور ان کے درمیان جنگ ختم ہو گئی اور رشید بن کامل نے قابس کو سنبھال لیا۔ ابن نخیل کہتا ہے کہ اسی نے قصر عروسین کا نقشہ بنایا اور رشیدی سکہ چلایا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن رشید حاکم بنا اور اس پر اس کے غلام یوسف کا بہت اثر تھا پھر محمد اپنے بعض سرداروں کے ساتھ باہر گیا اور اپنے بیٹے کو یوسف کے پاس چھوڑ گیا۔ پس یوسف نے اسے باہر نکال دیا تو وہ رجار کی اطاعت میں چلا گیا اور اہل قابس نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اُسے ان سے دور کر دیا پس وہ اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن رشید اُسے ملا تو اس نے اُسے سب حالات بتائے تو رجار نے اس وجہ سے ان کا کئی ایام تک محاصرہ کئے رکھا اور بنی جامع میں سے آخری بادشاہ اس کا بھائی مدافع بن رشید بن کامل تھا

اور جب عبدالمؤمن، مہدیہ، صفاقس اور طرابلس پر غالب آیا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج کے ساتھ قابس کی طرف بھیجا تو مدافع بن رشید قابس سے بھاگ گیا اور اُسے موحدین کے سپرد کر گیا اور طرابلس کے عربوں سے جا ملا تو انہوں نے اُسے دو سال پناہ دی پھر یہ قابس میں عبدالمؤمن کے ساتھ آ ملا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور بنی جامع سے موانست کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

طرابلس میں رافع بن مکن مطروح کے حملہ اور صفاقس میں نصاریٰ پر العرامی کے حملہ کے حالات اور ان اخراج اور بنی بادیس کے آخر میں اپنے ملک کی حکومت کو اپنے لئے مختص کر لینے کا بیان

اور طرابلس پر صقلیہ کا حاکم رجار (خدا کی لعنت اس پر) اپنے سالار جرجی بن مخائیل انطاکی کے ذریعے ۵۴۰ھ میں غالب آ گیا اور اس نے مسلمانوں کو وہاں باقی رہنے دیا اور ان پر حاکم مقرر کیا اور وہ نصاریٰ کی حکومت میں کچھ عرصہ رہے پھر ابو یحییٰ بن مطروح جو شہر کے رؤساء میں سے تھا شہر کے سرداروں اور رؤساء کے ساتھ گیا اور ان کو نصاریٰ پر حملہ کرنے میں شامل کر دیا پس وہ بھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر حملہ کر دیا اور انہیں آگ سے جلا دیا اور جب عبدالمؤمن مہدیہ پہنچا اور اسے ۵۵۵ھ میں فتح کیا تو ابو یحییٰ بن مطروح اور اہل طرابلس کے سرگردہ لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور اس نے ابن مطروح مذکور کو امیر بنایا اور انہیں ان کے شہر کو واپس کر دیا پس یہ بڑھاپے تک ان کا امیر رہا اور یوسف بن عبدالمؤمن کے بعد عاجز ہو گیا اور حج کرنے کا تقاضا کیا تو سید ابو زیری بن ابی حفص محمد بن عبدالمؤمن عامل تونس نے اُسے حج کو بھجوا دیا پس اس نے ۵۸۶ھ میں سمندر میں سفر کیا اور سکندریہ میں ٹھہر گیا اور صفاقس کے والی بنی بادیس کے ایام میں ضہاجہ میں سے تھے۔ یہاں تک کہ المعز بن بادیس نے اس پر اپنے پروردہ، منصور برغواطی کو حاکم بنایا اور وہ بڑا دلیر شہسوار تھا پس اُسے افریقہ پر عربوں کے غلبہ کے ایام میں بغاوت کرنے اور المعز کے مہدیہ کی طرف خروج کی سوجھی تو اس کے عم زاد حمو بن ملیل برغواطی نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے دھوکے سے حمام میں قتل کر دیا تو اس کے عرب حلیف غضبناک ہو گئے اور انہوں نے حمو کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان کے لئے اتنا مال خرچ کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گئے اور حمو بن ملیل صفاقس کا مخصوص حکمران بن گیا اور جب المعز فوت ہو گیا۔ تو اُسے مہدیہ پر غلبہ حاصل کرنے کی سوجھی تو اس نے اپنی عرب فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور تمیم نے اس کا مقابلہ کیا تو حمو اور اس کے اصحاب ۴۵۵ھ میں شکست کھا گئے پھر اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو صفاقس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے چلا گیا اور تمیم بن المعز نے ۴۹۳ھ میں اس پر چڑھائی کی اور اس پر غالب آ گیا اور حمو مکن بن کامل امیر قابس کے پاس گیا تو اس نے اُسے پناہ دی اور صفاقس تمیم کی ملکیت میں آ گیا اور اس کا بیٹا اس کا والی بنا اور جب نصاریٰ مہدیہ پر غالب آئے اور رجار کے سالار

جرجی بن میخاییل نے ۴۳ھ میں اس پر قبضہ کیا تو اس کے بعد انہوں نے صفاقس پر غلبہ پایا تو وہاں کے رہنے والوں کو جلا وطن کر دیا اور عمر بن ابی الحسن القربانی کو اس کے مقام کی وجہ سے ان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے باپ ابوالحسن کو قیدی بنا کر صقلیہ لے آئے اور افریقہ کے سواحل میں سے جس جس جگہ پر رجار نے قبضہ کیا وہاں پر اس کا یہی طریق تھا۔ کہ وہ ان کو زندہ رکھتا تھا اور ان میں سے کئی کو ان پر عامل مقرر کر دیتا تھا اور ان میں عدل وانصاف کرتا تھا۔ پس عمر بن ابوالحسن اپنے اہل شہر کا ان کا عامل بنا رہا اور اس کا باپ ان کے پاس تھا پھر صفاقس میں رہنے والے نصاریٰ نے مسلمانوں پر دست درازی شروع کر دی اور انہیں تکلیف پہنچائی اور ابوالحسن کو صقلیہ میں اپنی جگہ پر یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس فرصت سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرے۔ پس عمر نے ان کے ساتھ ۵۱ھ میں ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کے باپ ابوالحسن کو قتل کر دیا اور اس وجہ سے باقی ماندہ سواحل نے بھی ان کے خلاف بغاوت کر دی اور جب عبدالمؤمن نے رجار کے ہاتھوں سے مہدیہ کو حاصل کیا تو عمر اس کے پاس پہنچا اور اسے اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اس نے اسے صفاقس کا امیر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اس کا والی رہا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن والی بنا یہاں تک کہ یحییٰ بن غانیہ غالب آ گیا تو اس نے اسے حج کرنے کی رغبت دلائی پس اُس نے اسے بھجوا دیا اور وہ واپس نہ آیا۔

افریقہ میں عربوں کی جنگ کے اضطراب کے وقت ضہاجہ پر حملہ کے حالات اور موحدین کا اُن کے اثرات کو ختم کرنا

کے اثرات کو ختم کرنا: جب ابورجار لخمی نے عربوں کی جنگ کو بھڑکایا اور المعز کو قیروان سے مہدیہ کی طرف لے گیا اور ان پر غالب آ گیا تو اس کے ساتھ بدکاروں کی ایک جماعت آ ملی اور وہ جبل شعیب میں قلعہ قرسینہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور بنزرت کی جہت میں دو فریق رہتے تھے۔ جن میں سے ایک لخمی تھا اور وہ الورد کی قوم تھی اور وہ پراگندہ طور پر باقی رہے اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تو انہوں نے الورد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے معاملے کو سنبھالے پس وہ ان کے شہر میں پہنچا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اسے قلعہ بنزرت میں داخل کر دیا اور اسے اپنا امیر بنا لیا تو اس نے عربوں سے ان کی نگہداشت کی اور انہیں ان کے نواح سے دور کر دیا اور بنو مقدم اثبج میں سے تھے اور دھمان ریاح کے ایک بطن سے تھا اور یہ لوگ ان کے مضافات پر غالب تھے۔ پس اس نے ان سے خراج پر صلح کی اور ان کے ضرر کو ان سے دور کیا اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے اپنا نام امیر رکھا اور کارخانوں اور عمارات کو مضبوط کیا اور سدون کی آبادی زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے طراد نے سنبھالا اور وہ بڑا بہادر تھا اور عرب اس سے خوف کھاتے تھے۔ وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن طراد حاکم بنا اور اس کے بھائی مقرن نے ایک ماہ حکمرانی کرنے کے بعد اسے مساہرہ میں قتل کر دیا اور بنزرت کی حکومت سنبھال لی اور اپنا نام امیر رکھا اور عربوں سے اپنے دارالخلافہ کو بچایا اور جوانوں سے حسن سلوک کیا اور اس کی حکومت بہت بڑی ہو گئی اور شعراء نے اس کا قصد کیا اور اس کی مدح کی تو اس نے انہیں انعامات دیئے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز نے دس سال حکومت کی اور اپنے باپ دادا کے طریقوں پر چلا پھر اس کے بعد اس کا بھائی موسیٰ ان کے طریقوں کے مطابق چار سال چلا پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی عیسیٰ حکمران بنا اور ان کے نقش قدم پر چلا اور جب اس نے عبداللہ بن عبدالمؤمن سے تونس میں مقابلہ کیا۔ تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور راستے میں اس کے پاس

سے گزرا تو اس نے اس کی مہمان نوازی میں بڑی جدوجہد کی اور اس کی اطاعت میں لگ گیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے شہر کا نگران بنا دے تو اس نے اس کی خواہش کو پورا کر دیا اور ان پر ابوالحسن الہرغی کو حاکم بنا دیا اور جب عبدالمؤمن ۵۴۷ھ میں افریقہ آیا تو اس نے اس کی رعایت کی اور اُسے جاگیر دی اور وہ اس کے ماتحت لوگوں میں شامل ہو گیا اور زورغہ کے قلعہ میں بدوکس بن علی ضہاجی منصور کے دوستوں میں سے تھا جو بجایہ اور قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے اسے مضبوط کیا تھا اور اس کے معاملہ کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ عزیز ان جنگوں کے دوران میں جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئیں اس پر بدل گیا۔ جن میں اس نے اپنی طرف جرأت کو اور سلطان کی طرف عجز کو منسوب کیا تو اُسے اپنے متعلق اس سے خوف پیدا ہو گیا اور بجایہ چلا گیا۔ تو اس کے شیخ محمود بن نزال الرلفی نے اس کی عزت افزائی کی اور اُسے پناہ دی اور محمود کے پاس اہل ورغہ نے جو اس کی عملداری میں تھے اس کی شکایت کی اور یہ قبائل بربر میں سے زاشمیہ کے دو مختلف قبیلے تھے اور وہ دونوں اولادِلاحق اور اولادمدنی تھے۔ پس اس نے عدسکن بن ابی علی کو تحقیق احوال کے لئے بھیجا اور وہ قلعہ میں ان کے پاس رہا۔ پھر اس نے بعض بدکاروں کو طلب کیا جو قلعہ کے نواح میں رہتے تھے اور اس نے انہیں بھی قلعہ میں ان کے ساتھ اتارا اور انہیں چن لیا اور اولادِمدنی کی مدد کی اور ان کو اولادلاحق پر غالب کیا اور انہیں قلعہ سے نکال دیا اور خود وہاں پر ترجیح دینے لگا اور ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ سو شہسوار جمع ہو گئے اور اس نے ان کے نواح میں خونریزی کی اور بنزرت میں بنی الورد سے اور بن علال سے طبریہ میں جنگ کی اور محمد بن سباع امیر بنی سعید کو قتل کر دیا اور قلعہ لوگوں سے بھر دیا تو اس نے اس کے لئے شہر پناہ بنائی اور عزیز نے بجائی سے اپنی فوج کو اس کی طرف بھجوایا پس اس نے فوج کے سالار سے مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کا نام غیلاس تھا اور ایک مدت کے بعد یہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے منیع نے سنبھالا اور بنوسباع اور سعید نے اپنے بھائی محمد کا بدلہ لینے کے لئے اس کا مقابلہ کیا اور محاصرہ کو لمبا کیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے تو انہوں نے قلعہ میں اس پر حملہ کر دیا وہ اور اس کے اہل وعیال لڑائی میں قتل وقید ہو گئے۔

اور اسی طرح طبریہ میں مدافع بن علال قیسی ان کا ایک سردار تھا پس جب عربوں کے دخول کے وقت افریقہ میں اضطراب پیدا ہوا تو وہ طبریہ میں محفوظ ہو گیا اور اس کے قلعے کو مضبوط کیا اور اپنے بیٹوں اور عمزادوں اور اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پر مخصوص حاکم بن بیٹھا۔ یہاں تک کہ بحرین میں وادی حروہ میں الریاحین کے مقابل ابن بیزون لخمی نے اس پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان طویل عرصہ جنگ رہی اور قہرون بن مخنوس نے منزل وجمون میں ایک قلعہ بنایا اور اُسے مضبوط کیا اور مختلف قبائل سے فوج اکٹھی کی یہ اس وقت کی بات ہے جب اہل تونس نے اُسے نکال دیا اور عوام نے اسے اپنا حاکم بنا لیا پھر انہوں نے اس کی بدکرداری کی وجہ سے اُسے اپنی ولایت سے ہٹا دیا۔ پس وہ ملک سے نکل گیا اور دجمون میں اترا اور خود قلعہ کو محراب دار بنایا اور بار بار تونس پر غارت گری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا۔ تو انہوں نے محرز بن زیاد سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے تو اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی اطلاع طبریہ کے حاکم ابن علال کو پہنچی تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے داماد سے ملایا اور اُسے قلعہ غنوش میں لے آیا اور انہیں نے فساد برپا کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد ان دونوں کے بیٹوں نے ان کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمؤمن ۵۴۷ھ میں افریقہ پہنچا اور اس نے افریقہ کی جانب

سے فساد کا خاتمہ کر دیا۔

اور اسی طرح منزل رقطون میں جو زغوان کے صوبہ میں ہے حماد بن حنیفہ لخمی کا حال ابن علال ابن غنوش اور ابن بیزون کی طرح تھا اور اس کے بیٹوں نے بھی اسی طرح اس کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمؤمن نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا اور عماد بن نصر اللہ کلاعی قلعہ شغضباریہ میں تھا اور اس کے پاس مختلف قبائل کی ایک فوج آ گئی پس یہ واقعہ اس وقت ہوا جب عوام نے اُسے اپنا والی بنایا اور اہل تونس نے اُسے نکال دیا اور اس کی بدکرداری کی وجہ سے انہوں نے اُسے ولایت سے ہٹا دیا اور وہ ملک سے نکل گیا اور دجمون میں اترا اور الحنایا کے ساتھ اپنے لئے ایک قلعہ بنایا اور تونس پر بار بار غارت گری کی اور اس جہات پر فساد برپا کیا پس انہوں نے محرز سے کہا کہ وہ اس کے خلاف اُن کی مدد کرے تو اس نے ان کی مدد کی اور حاکم ابن علال کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے رشتہ کر لیا اور اسے اپنے ملک کے قلعہ غنوش میں لے آیا اور فساد کرنے میں دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد دونوں کے بیٹے ان کے جانشین بنے یہاں تک کہ ۵۴ھ میں عبدالمؤمن افریقہ پہنچا اور اس نے فساد کا خاتمہ کیا۔

اور شیخ الاریس ابن قلبہ نے جو عرب تھا اس سے مدد مانگی پس اس نے ان پر چڑھائی کی اور انہیں اریس سے نکال دیا اور ان پر مالی ٹیکس عائد کیا جو وہ اُسے اس کے مرنے تک ادا کرتے رہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بنا اور وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا یہاں تک کہ وہ ۵۵۴ھ میں عبدالمؤمن کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ واللہ مالک الملک لا رب غیرہ سبحانہ۔

قلعہ میں آلِ حماد کی حکومت کے حالات جو صنہاجی بادشاہوں میں سے عبیدیوں کی خلافت کے داعی تھے اور موحدین کی حکومت کے خاتمہ کے وقت' افریقہ اور مغربِ اوسط میں انہیں جو حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا بیان

یہ حکومت آل زیری کی حکومت کی ایک شاخ ہے اور منصور بلکین نے اپنے بھائی حماد کو اُشیر اور مسیلہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہ اپنے بھائی یطوفت اور چچا ابوالبہار کے ساتھ اس کی حکومت کو باری باری لیتا تھا۔ پھر اس نے ۸۷ھ میں بادیس کے زمانے میں اپنے بھائی منصور سے الگ حکومت قائم کر لی اور اسے ۹۵ھ میں مغرب اوسط میں زناتہ کے ساتھ جو مغراوہ اور بنی یفرن میں سے تھے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا اور اس کے ساتھ یہ شرط کی کہ وہ اُسے اُشیر' مغرب اوسط اور ہر وہ شہر جسے وہ فتح کرے گا۔ اس کی ولایت میں دے گا اور یہ کہ وہ اس سے مقدم نہیں ہو گا۔ پس اس جنگ میں اس کی تکلیف بڑھ گئی اور اس نے زناتہ میں خوب خونریزی کی اور اسے ان پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے ۹۸ھ میں جبلِ کتامہ میں قلعہ شہر کا نقشہ بنایا اور وہ جبل عجیسہ ہے اور اس عہد میں وہاں پر ہلالی عربوں میں عیاض کے قبائل رہتے ہیں اور وہ اہل مسیلہ اور اہل حمزہ کو بھی یہاں

لے آیا اور ان دونوں شہروں کو تباہ کر دیا اور مغرب سے جراوہ کو بھی لا کر یہاں آباد کیا اور اس کی تعمیر مکمل ہو گئی اور چوتھی صدی کے سر پر اسے شہر بنا دیا اور اس کی بنیادوں اور فصیلوں کو مضبوط کیا اور اس میں بکثرت مساجد اور سرائیں بنوائیں پس وہ آبادی اور تمدن میں خوب بڑھ گیا اور طالبانِ علوم اور ماہرینِ فنون نے حرفہ اور صنعت کے بازاروں کو چلانے کے لئے' سرحدوں' قاصیہ اور دُور دُور کے شہروں سے اس کی طرف کوچ کیا اور بادیس کے زمانے میں ہمیشہ ہی حماد' الزاب اور مغرب اوسط کا امیر اور زناتہ کی جنگوں کا منتظم رہا اور اُشیر اور قلعہ میں اس کی آمد ملوکِ زناتہ اور ان کی صحرائی قوم کو' جو تلمسان اور تاہرت کے مضافات میں رہتی تھی ناراض کرنے کے لئے تھی اور بنوزیری نے بادیس کے خلاف اپنے خروج کے وقت ۳۹۰ھ میں اس سے جنگ کی اور وہ راوی' ماسکن اور ان دونوں کے بھائی تھے۔ پس ماسکن اور اس کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور اس نے راوی اور اس کے بھائیوں کو جبل سنوہ کی طرف لے جانے پر مجبور کر دیا اور وہ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے پھر بادیس کے خواص اور عجمیوں اور قرابتداروں نے حماد کے اس مقام اور مرتبہ پر حسد کیا جو اُسے بادیس کے ہاں حاصل تھا یہاں تک کہ دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تجست اور قسیطنہ کی عملداری اپنے بیٹے المعز کے سپرد کر دے پس حماد نے انکار کیا اور بادیس کی دعوت کی مخالفت کی اور رافضہ کو قتل کیا اور سنت کا اظہار کیا اور شیخین سے رضامندی ظاہر کی اور عبیدیوں کی اطاعت کو کلیتہً چھوڑ دیا اور آلِ عباس کی دعوت دینے لگا یہ واقعہ ۴۰۵ھ کا ہے اور اس نے باجہ پر چڑھائی کی اور بزور شمشیر اس میں داخل ہو گیا اور اہل تونس کے ساتھ مشارقہ اور رلقضہ کے خلاف سازش کی پس انہوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ پس بادیس نے اس سے اعلان جنگ کر دیا اور اس نے قیروان سے اپنی فوجوں کو منظم کیا اور حماد کے اکثر اصحاب جیسے بنی ابی دالیل اور زناتہ میں سے اصحاب معرہ اور بنی حسن جو ضہاجہ کے بڑے آدمی ہیں اور زناتہ سے بنی یطوفت اور بنی عمر اس سے الگ ہو گئے اور حماد بھاگ گیا اور بادیس نے اُشیر پر قبضہ کر لیا اور حماد' شلف میں بنی وائیل سے جا ملا اور بادیس اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ اس نے مواطین اتر کر السرسو کا محاصرہ کر لیا جو زناتہ کے بلاد میں سے ہے اور عطیہ بن دتعلتن اپنی قوم کے ساتھ جو بنی توجین میں سے ہے۔ اس کے پاس آیا کیونکہ حماد نے اس کے باپ کو قتل کیا ہوا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا عمزاد بدر بن لقمان بھی آیا جو المعتز میں سے تھا پس بادیس نے ان دونوں سے رابطہ کیا اور حماد کے خلاف ان دونوں سے مدد طلب کی پھر بادیس وادی شلف میں اس کی طرف گیا اور اس سے جنگ کی اور اس کے پڑاؤ کے عام آدمی اس کے پاس آ گئے۔ پس اس نے شکست کھائی اور جلدی سے قلعہ کی طرف چل دیا اور بادیس اس کے پیچھے تھا یہاں تک کہ اس نے اتر کر مسیلہ کا محاصرہ کر لیا اور حماد قلعہ میں داخل ہو گیا اور بادیس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہ اچانک دیکھتے دیکھتے اپنے اصحاب کے درمیان سونے کی حالت میں اس محاصرے میں اپنے پڑاؤ میں ۴۰۶ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور ضہاجہ نے اس کے آٹھ سالہ بچے المعز کی بیعت کر لی اور انہوں نے اُشیر سے جنگ کی اور کرامت بن منصور کو انہیں روکنے کے لئے بھیجا مگر وہ انہیں روک نہ سکے اور حماد نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ بادیس کو اُس کی لکڑیوں پر اٹھا کر قیروان میں اس کے مدفن میں لے آئے اور المعز کی مکمل بیعت کر لی اور اس نے قفصہ کی جانب حماد پر چڑھائی کی اور حماد ڈر گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے قائد کو اس کے اور المعز کے درمیان صلح کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ ۴۰۸ھ میں جلیل القدر تحائف کے ساتھ قیروان گیا اور اس

نے المعز سے صلح کا جو مطالبہ کیا اس نے اسے پورا کر دیا اور وہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور ۴۱۹ھ میں حماد فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے قائد نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور وہ بڑا گرم مزاج تھا۔ پس اس کے بھائی یوسف نے اسے مغرب پر اور ریعلان کو حمزہ پر حاکم منتخب کیا۔ حمزہ ایک شہر ہے جس کا حمزہ بن ادریس نے احاطہ کیا تھا اور ۴۳۰ھ میں حمامہ بن زیری بن عطیہ شاہ فاس سے جو مغراد میں سے تھا۔ اس پر چڑھائی کی تو قائد بھی اس کے مقابلہ میں نکلا اور زناتہ میں اموال تقسیم کئے اور حمامہ نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور فاس واپس آ گیا اور ۴۳۴ھ میں المعز نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور طویل مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر قائد نے اس سے صلح کر لی اور اُشیر کی طرف واپس آ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اسے چھوڑ کر واپس آ گیا اور جب قائد سے المعز ناراض ہوا تو وہ عبیدیوں کی اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے اُسے شرف الدولہ کا لقب دیا اور وہ ۴۴۶ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محسن حکمران بنا اور وہ بڑا سرکش تھا اور اس کے چچا یوسف نے اس کے خلاف خروج کیا اور مغرب چلا گیا اور حماد کی باقی ماندہ اولاد کو قتل کر دیا اور محسن نے اس کی تلاش میں بلکین کو بھیجا جو محمد بن حماد کا عمزاد تھا اور عربوں میں سے خلیفہ بن بکیر اور عطیۃ الشریف کو اس کے ساتھ کر دیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ راستے میں بلکین کو قتل کر دیں پس انہوں نے یہ بات بلکین کو بتا دی اور سب نے محسن کے قتل کا معاہدہ کر لیا اور وہ ان سے چوکنا ہو گیا اور قلعہ کی طرف بھاگ گیا اور انہوں نے اُسے پکڑ لیا تو بلکین نے اسے اس کی ولایت کے نویں مہینے میں قتل کر دیا اور ۴۴۷ھ میں اُس نے حکومت سنبھال لی اور وہ بڑا شجاع، سردار، دانا اور خونریز تھا اور محسن کا وزیر جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری لی تھی قتل ہو گیا اور اس دور حکومت میں جعفر بن ابی رماز مقدم بسکرہ میں قتل ہو گیا کیونکہ اسے اس کی عہد شکنی کا پتہ چل گیا تھا پس اس کے بعد اس نے اہل بسکرہ سے معاہدہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے پھر اس کا بھائی مقاتل بن محمد فوت ہو گیا اور اس پر اس کی بیوی نا میرت بنت علناس بن حماد نے اتہام لگایا۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس بات نے اس کے بھائی ناصر کو غضبناک کر دیا اور اس نے شب خون مارنے کی ٹھان لی اور بلکین بکثرت مغرب کی طرف جنگوں کے لئے جایا کرتا تھا اور خبر ملی کہ یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے المصامدہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے پس وہ ۴۵۴ھ میں ان پر حملہ کرنے گیا۔ تو مرابطین صحرا کی طرف بھاگ گئے اور بلکین دیارِ مغرب میں گھس گیا اور فاس میں اترا اور وہاں کے اکابر اور اشراف کو اطاعت کی شرط پر اٹھا لایا اور واپسی پر قلعہ کی طرف لوٹ آیا تو اس کے عم زاد ناصر نے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کی ضہاجی قوم نے بھی اس کی مدد کی کیونکہ انہیں دور دور جا کر جنگیں کرنے اور دشمن کے علاقے میں جانے کی وجہ سے مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی۔ پس اس نے اُسے ۴۵۴ھ میں تسالہ میں قتل کر دیا اور اس کے بعد خود حکومت سنبھال لی اور ابوبکر بن ابی الفتوح کو وزیر بنایا اور مغرب کی امارت اپنے بھائی کو دی اور اسے ملیسا میں اتارا اور حمزہ کی امارت اپنے بھائی رومان کو دی اور مقارس کی امارت اپنے بھائی خزر کو دی اور المعز نے اس کی فصیل کو گرا دیا تھا پس ناصر نے اس کو درست کروا دیا اور قسنطینہ کی امارت اپنے بھائی ملیاز کو اور الجزائر اور سوس الاحاج کی امارت اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اُشیر کی امارت اپنے بیٹے یوسف کو دی اور حمو بن ملیل برغواطی نے صفاقس سے اُسے اپنی اطاعت کے متعلق لکھا اور اس کی طرف تحائف بھیجے اور اہل قسنطینہ بھی یحییٰ بن واطاس کی سرکردگی میں اس کے پاس

آئے اور اپنی اطاعت کا اعلان کیا اور اس نے انہیں بہت انعام واکرام دیا اور ان کو ان کی جگہوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی امارت یوسف بن خلوف ضہاجی کو دی اور اسی طرح اہل تونس اور اہل قیروان بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جب سے بلکین قتل ہو گیا تھا اہل سبکر نے جعفر بن ابی زماز کی سرکردگی میں آل حماد کی اطاعت کو چھوڑ دیا تھا اور انہوں نے اپنے شہر کی حکومت اپنے لئے مخصوص کر لی تھی اور بنو جعفر ان کے سردار تھے پس ناصر نے ان کی طرف خلف بن حیدرہ کو بھیجا جو اس کا وزیر تھا اور اس سے پہلے بلکین کا وزیر تھا پس اس نے ان سے مقابلہ کیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا اور بنی جعفر کو روٴسا کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ کی طرف لے آیا اور ناصر نے انہیں قتل کیا اور صلیب دیا۔ پھر ضہاجہ کے لوگوں کی شکایات پر خلف بن حیدر کو بھی قتل کر دیا اور جب اسے بلکین کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی معمر کو امارت دینی چاہی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے اُسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن جعفر ابن اخلع کو امیر بنایا پھر ناصر مغرب کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو علی بن رکان نے ان کے بادشاہ تافربوست دار پر حملہ کر دیا اور یہ بلکین کے قتل کے موقع پر اپنے عجیسہ بھائیوں کی طرف بھاگ گیا تھا اور انہوں نے رات کو وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا پس ناصر مسیلہ سے واپس آیا اور ان کو جلد سزا دی اور وہ شرمندہ ہوئے اور ان پر بزور غالب آ گیا اور علی بن رکان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا' پھر ہلالی عربوں کے درمیان جنگیں برپا ہوئیں اور اثبج کے آدمی ریاح کے خلاف اس کے پاس دادخواہی کرتے ہوئے گئے تو وہ اپنی ضہاجی اور زناتی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کو گیا یہاں تک اربس اترا اور اس کے باعث ایک دوسرے سے لڑ پڑے زناتہ نے ابن المعز بن زیری بن علیہ کی دسیسہ کاری اور تمیم ابن المعز کی انگیخت پر اسے اور اس کی قوم کو شکست دی پس ناصر نے شکست کھائی اور انہوں نے اس کے ہتھیار لوٹ لئے اور اس کا بھائی قاسم اور اس کا کاتب قتل ہو گئے اور وہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ قسنطینہ کی طرف بھاگ آیا۔ شکست خوردہ قوم کے ساتھ قلعہ چلا گیا اور اس کی فوج ابھی کاس بھی نہ پہنچی تھی اور اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو اصلاح احوال کے لئے بھیجا۔ پس ان کے اور اس کے درمیان صلح ہو گئی اور ناصر نے اس کی تکمیل کر دی پھر اس کے پاس تمیم کا ایلچی پہنچا اور اس کے پاس وزیر ابن ابی الفتوح کی شکایت کی کہ وہ تمیم کی طرف مائل ہے۔ پس اس نے اُسے اوندھا کر کے قتل کر دیا اور مستنصر بن خزرون زناتی' مغاربہ اور ترکوں کی جنگ کے ایام میں مصر گیا اور طرابلس پہنچا تو اس نے وہاں دیکھا کہ بنی عدی کو اثبج اور زغبہ نے افریقہ سے نکال دیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے پس اس نے انہیں بلاد مغرب میں رغبت دلائی اور ان کو ساتھ لے گیا۔ یہاں تک کہ مسیلہ اترا اور یہ لوگ اشیر میں داخل ہو گئے اور ناصر اس سے مقابلہ میں نکلا تو وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ پھر واپس آ گیا اور خرابی اور فساد کرنے کی جانب واپس آ گیا پس ناصر نے اس سے صلح کے متعلق مراسلت کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی اور اسے الزاب اور ریفہ کے نواح میں جاگیر دی اور عروس بن ہندی رئیس بسکرہ کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا اور اس کی حکومت کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اس سے فریب کرے پس مستنصر بسکرہ گیا اور عروس بن ہندی اور احمد اس کی مہمان نوازی کو اس کے پاس آئے اور اس نے مستنصر کی محویت اور کھانے کی حاجت پوری کرنے کے وقت اپنے نوکروں کو اشارہ کیا۔ تو انہوں نے اسے نیزہ مارنے میں جلدی کی اور اس کے پیروکار بھاگ گئے اور انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے ناصر کے پاس بھیج دیا۔ جسے اس نے بجایہ میں نصیب

کردیا اور اس کے اعضاء کو قلعہ میں صلیب دیا اور دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا اور زناتہ کے بہت سے رؤسا قتل ہو گئے پس مغراوہ میں سے ابوالفتوح بن حنوش امیر بنی یستجلس جس کے بلادِ مہدیہ اور مریہ میں ضہاجہ کے بطون سے قبیلے آباد تھے اور شہر کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا گیا تھا اسی طرح ان میں سے معتصر بن حماد بھی قتل ہو گیا۔ جو شلف کی طرف رہتا تھا پس اس نے عامل ملیانہ پر چڑھائی کی اور مغراوہ میں سے بنی ورسیفان کے شیوخ بھی قتل ہو گئے پس سلطان نے ان سے خط وکتابت کی کیونکہ وہ عربوں کے معاملہ میں مصروفیت کی وجہ سے ان سے غافل تھا پس انہوں نے معتصر پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ناصر کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے منتصر کے سر کے ساتھ نصب کر دیا اور اہل الزاب نے اُسے اطلاع بھیجی کہ عمر اور مغراوہ نے اپنے ملک کے برخلاف انج کی مدد کی ہے تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے منتصر بن خریرون کے شہر وعلان میں اتر کر اسے تباہ کر دیا اور اپنی فوج اور دستوں کو دارا کلا شہر کی طرف بھیجا اور غنائم اور قیدی لے کر واپس لوٹا اور اسے اطلاع ملی کہ زناتہ میں سے بنی توجین نے عربوں میں سے بنی عدی کی فساد کرنے اور ڈاکے ڈالنے میں مدد کی ہے اس وقت ان کا امیر مناد بن عبداللہ تھا پس اس نے اپنے بیٹے منصور کو ان کی طرف فوج دے کر بھیجا اور اس نے بنی توجین کے امیر اور اس کے بھائی زیری اور ان کے چچا اغلب اور حمامہ کو گرفتار کر لیا اور اس نے انہیں بلا کر ڈانٹا اور انہیں قابو کر لیا اور وہ ان پر اولاد قاسم سے جو بنی عبدالواد کے رؤساء میں پناہ لینے کے معاملہ میں غالب آ گیا اور ان سب کو مخالفت کی وجہ سے قتل کر دیا اور ۶۰ھ میں اس نے جبل بجایہ کو فتح کیا اور وہاں پر بربریوں کے کچھ قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم تھے۔ مگر ان کی زبان میں کاف' کو کاف نہیں بولتے بلکہ یہ جیم اور کاف کے درمیان درمیان ہوتا ہے اور اس عہد میں ضہاجہ کے کچھ قبیلے متفرق ہو کر آتے تھے پس جب اس نے اس جبل کو فتح کیا تو اس میں ایک شہر کا نقشہ بنایا اور اس کا نام ناصریہ رکھا اور لوگ اسے بجایہ کہتے ہیں اور وہاں پر اس نے قصر اللولوۃ بنایا جو دنیا کے عجیب وغریب محلات میں سے تھا اور وہ وہاں پر لوگوں کو لایا اور وہاں کے باشندوں کا ٹیکس ساقط کر دیا اور ۶۱ھ میں خود وہاں منتقل ہو گیا اور ناصر کے ایام میں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسے بنی بادیس کی حکومت پر برتری حاصل ہو گئی اور مہدیہ میں ان کے بھائی تھے اور جب زمانے نے انہیں ہلالی عربوں کے فتنہ سے دوچار کیا تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر بکثرت حملے ہونے لگے اور ارباب حکومت میں سے لوگ ان سے جھگڑا کرنے لگے تو ناصر کے ایام میں آل حماد کو عزت مل گئی اور ان کی حکومت کی شان بڑھ گئی پس اس نے خوبصورت اور عجیب وغریب عمارات بنوائیں اور بڑے بڑے شہروں کو مضبوط کیا اور مغرب کی طرف جنگ کے لئے گیا اور ان کے علاقے میں دور تک چلا گیا پھر ۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے منصور بن ناصر نے اس کی حکومت سنبھالی اور ۸۳ھ میں بجایہ آیا اور وہاں پر فوج کے ساتھ ٹھہر گیا خصوصاً غرب کی دشوار منازل میں اور وہ اس کے نواح میں فساد کرنے اور اس کے پاس سے لوگوں کے اچکنے کی وجہ سے انہیں قلعہ میں تکلیف نہیں دیتے تھے کیونکہ ان کے اونٹوں کے لئے بجایہ جانے کے لئے راستوں کی سہولت تھی پس اس نے بجایہ کو ایک قلعہ اور اپنی حکومت کا دارالخلافہ بنا دیا اور اس کے محلات کی تجدید کی اور اس کی جامع مسجد کو مضبوط کیا اور یہ منصور عورتوں کا بہت شوقین تھا اسی نے بنی حماد کی حکومت کو مہذب بنایا اور عمارات کے نقشے بنانے کے پیچھے پڑ گیا اور کارخانے اور محلات بنائے اور باغات میں پانی جاری کئے اور اس نے قلعہ میں

شاہی محل' مینار' قید خانہ اور شام کا محل بنایا اور بجایہ میں قصر اللؤلؤۃ اور قصر میمون بنایا اور اس کا بیلباز' ناصر کے زمانے سے قسطینہ کا والی تھا اور اس نے منصور کی حکومت کے آغاز سے ولایت کو اپنے لئے مخصوص کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کی طرف ابو یکنی بن محصن بن عابد کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اسے قسطینہ اور بونہ کی امارات دی پس اس نے بیلباز کو گرفتار کر کے قلعہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ قسطینہ کا ۴۷۸ھ میں والی بنا اور اس نے اپنے بھائی ابن موتہ کو تمیم بن المعز کی طرف مہدیہ بھیجا اور اسے بونہ کی ولایت کی دعوت دی پس اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالفتوح بن تمیم کو بھیجا اور وہ ریغلان کے ساتھ بونہ میں اترا اور انہوں نے مغرب اقصیٰ میں مرابطین سے خط و کتابت کی اور عربوں کو اپنی حکومت پر اکٹھا کر لیا اور منصور کو آزاد کر دیا۔ پس اس نے اسے قلعہ میں قید کر دیا پھر قسطینہ میں اس کی فوجوں نے جنگ کی اور ابن ابی یکنی کے حالات کمزور ہو گئے تو وہ جبل ادراس کے قلعہ کی طرف گیا اور وہاں پر قلعہ بند ہو گیا اور صلصیل بن احمر قسطینہ میں اثبج کے جوانوں کے ساتھ اترا اور صلصیل منصور کو قسطینہ میں اپنے ماتحت پر مال خرچ کرنے کے لئے لایا پس اس نے مال خرچ کیا اور منصور تخت پر قابض ہو گیا اور ابو یکنی اور اس میں اپنے قلعے میں قیام پذیر رہا اور بار بار قسطینہ پر غارت گری کرتا رہا پس فوجوں نے اس کی طرف جا کر اس کے قلعے میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور زناتہ میں سے بنو ر مانو ایک مضبوط قوم تھی اور زناتہ کی سرداری بھی انہی کے پاس تھی اور اس کے زمانے میں ان کا سردار ماخوخ تھا اور ان کے اور آل حماد کے درمیان رشتہ داری تھی اور ان کی ایک بیٹی ناصر کی بیوی تھی اور دوسری منصور کے پاس تھی اور جب اس کے اور ان دونوں کی قوم کے درمیان نئے سرے سے فتنہ اٹھا تو منصور نے بنفس نفیس ضہاجہ کی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ماخوخ نے بھی اس کے مقابلہ میں فوج جمع کی اور زناتہ کے ساتھ اس سے جنگ کی پس منصور شکست کھا کر بجایہ کی طرف گیا اور ماخوخ کی بہن جو اس کی بیوی تھی قتل ہو گئی' پس ماخوخ اور اس کے درمیان نفرت مستحکم ہو گئی اور وہ لمتونہ میں سے تلمسان کے امراء کی ولایت کی طرف گیا اور انہیں بلاد ضہاجہ کے خلاف برانگیختہ کیا پس اس کی وجہ سے منصور کو تلمسان جانا پڑا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب مغرب پر یوسف بن تاشفین نے قبضہ کیا اور اس کی حکومت وہاں مضبوط ہو گئی تو وہ تلمسان کی حکومت کی طرف گیا اور لیلی کی اولاد ۴۷۲ھ میں اس پر غالب آ گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔ پس منصور نے اس پر چڑھائی کی اور اس کی سرحدوں اور ماخوخ کے قلعوں کو تباہ کر دیا اور اس کا قافیہ تنگ کر دیا۔ تو اس نے اس کی طرف یوسف بن تاشفین کو بھیجا اور اس سے صلح کی اور بلاد ضہاجہ سے مرابطین کو اپنے ملک میں پناہ دینے لگا پس اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو بھیجا تو مرابطین اس کے متعلق سن کر اس کے ملک کو چھوڑنے لگے اور مراکش چلے گئے اور وہ مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے الجعبات کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا پھر اس نے قراب کو بھی اسی طرح فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو معاف کر دیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا پھر اس کے اور ماخوخ کے درمیان جنگ ہوئی اور اس کا بھائی قتل ہو گیا اور ابن ماخوخ تلمسان چلا گیا اور ابن سمعر نے اس کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کی اور انہوں نے الجزائر میں آ کر دو روز ان سے جنگ کی اور حاکم تلمسان محمد بن سمعر کو حاکم بنایا۔ پس وہ تیزی کے ساتھ اُشیر گیا اور اسے فتح کر لیا پس منصور اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ تمام ضہاجہ اور عربوں میں سے اثبج' زغبہ اور ربیعہ کے قبائل بھی تھے اور زناتہ میں سے عقل نے بہت سی قوموں کا ارادہ کیا اور وہ ۴۷۴ھ میں بیس ہزار فوج

کے ساتھ تلمسان سے جنگ کرنے گیا اور اسطقسہ سے جنگ کی اور اپنے آگے فوج بھیجی اور خود ان کے پیچھے آیا اور تاشفین' تلمسان کو چھوڑ کر لتالہ کی طرف چلا گیا اور منصور کی فوجوں نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور وہ جبل صخرہ کی طرف آ گیا اور منصور کی فوجوں نے تلمسان میں فساد پیدا کر دیا پس وہ اس کی طرف چلی گئیں اور اس نے ان کے پہنچنے کی تعظیم کی اور اسی دن کی صبح ان سے چلا گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا اور اس کے بعد زناتہ میں خونریزی کی اور انہیں الزاب اور مغرب اوسط کے نواح میں بھگا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کے نواح میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے قبائل پر غلبہ پالیا پس وہ ان کے مضبوط پہاڑوں مثلاً بنی عمران اور بنی تازروت اور منصوریہ اور ضہر تیج اور ناظور اور حجر المعرق میں چلے گئے اور اس کے اسلاف بہت لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیتے تھے اور وہ ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو جاتے تھے پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور جب مرابطین نے اندلس پر قبضہ کیا تو معز الدولہ بن صمارح' مریہ سے ان سے آگے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور منصور کا مہمان بنا اور اس نے اسے داس میں جاگیر دی اور اسے وہاں آباد کیا اور وہ ۹۸ھ میں فوت ہو گیا۔

پھر اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس کا حاکم بنا جو بڑا جنگجو تھا اور بڑا مدبر تھا۔ پس اس نے اپنے باپ کے وزیر عبدالکریم بن سلمان کو اپنی ولایت کے آغاز ہی میں برطرف کر دیا اور قلعہ سے نکل کر بجایہ چلا گیا اور بجایہ کے عامل سہام کو بھی برطرف کر دیا اور ایک سال مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عزیز حاکم بنا جس نے اسے جزائر سے معزول کر دیا تھا اور حتمل کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پس قائد علی بن حمدون اس سے الگ ہو گیا اور اس نے انعام واکرام دیئے اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اس نے زناتہ سے صلح کر لی اور ماخوخ سے رشتہ داری کر کے اس سے اپنی بیٹی بیاہ دی اور اس کی حکومت لمبا عرصہ رہی اور اس زمانہ امن و آشتی کا زمانہ تھا اور علماء اس کی مجلس میں مناظرے کرتے تھے اور اس کے بحری بیڑوں نے جربہ سے جنگ کی اور وہاں کے لوگوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے تونس سے جنگ کی اور اس کے حاکم احمد بن عبدالعزیز نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کے زمانے میں عربوں نے قلعہ پر حملہ کیا اور وہ غارت گر تھے۔ پس انہیں قلعہ کے باہر جو کچھ ملا اسے لے گئے اور ان کا فساد بہت بڑھ گیا اور الجامیہ نے ان سے جنگ کی تو یہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں ملک سے نکال دیا۔ پھر عرب چلے گئے تو عزیز کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور اپنے قائد علی بن حمدون کو ایک منظم فوج کے ساتھ بھیجا۔ پس وہ قلعہ میں آیا اور حالات کو پرسکون بنایا اور عربوں کو امان دی اور انہیں راضی کیا اور ان کی ناراضگی کو دور کیا اور عزیز کے عہد میں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ بجایہ واپس آ گیا اور اسی طرح موحدین کا مہدی مشرق سے واپس آتے ہوئے ۱۲ھ میں بجایہ پہنچا اور اس نے وہاں سے بری باتوں کا قلع قمع کیا اور عزیز کے پاس اس کی شکایت کی گئی اور اس نے اس کے متعلق سازش کی تو وہ ضہاجہ کے بنی وریاکل کی طرف چلا گیا۔

جو وادی بجایہ میں رہتے تھے۔ پس انہوں نے اسے پناہ دی اور وہ ان کے ہاں طول ہو کر مہمان بنا اور وہاں رہ کر علم پڑھانے لگا اور عزیز نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اُسے روک لیا اور اس کی حفاظت میں جنگ کی یہاں تک کہ وہ ان سے مغرب کی طرف چلا گیا اور عزیز ۵۱۴ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور کمزور کی حالت میں اس کا زمانہ لمبا ہو گیا اور وہ عورتوں کا مغلوب تھا اور حکومت کے جاتے رہنے کے وقت بھی قبائل ضہاجہ میں شکار کھیلنے کا شوقین تھا اور اس نے نیا

سکہ جاری کیا اور اس کی قوم میں کسی آدمی نے عبیدی خلفاء کے ادب کی وجہ سے اسے جاری نہیں کیا اور اس نے ابن حماد کو بھیجا اور اس کا سکہ دینار میں تھا جس کی تین سطریں تھیں اور ہر پہلو میں ایک دائرہ تھا اور ایک پہلو کا دائرہ یہ آیت تھی ﴿ واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون ﴾ اور سطور یہ تھیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعتصم بحبل اللہ۔ یحییٰ ابن العزیز باللہ الامیر المنصور اور دوسرے پہلو کا دائرہ یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دینار ناصریہ میں ۵۴۳ھ میں بنایا گیا اور اس کی سطور میں امام ابوعبداللہ المقتفی لامر اللہ امیر المومنین العباسی بھی لکھا ہوا تھا اور وہ ۵۴۳ھ میں اس کی تلاش کے لئے قلعہ میں پہنچا اور جو کچھ وہاں تھا اسے اٹھا کر لے گیا اور بنوزر ابن مروان نے اس کے خلاف بغاوت کی تو اس نے اس کی طرف مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کو فوجوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور ابن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے اس کے پہنچا دیا۔ تو اس نے اسے الجزائر میں قید کر دیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا تھا اور مطرف نے اپنے بیٹے کو تونس بھیجا تو اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے سامنے مہدیہ میں جنگ کی تو وہ اس سے سر نہ ہو سکا اور یہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ پر نصاریٰ نے غلبہ پا لیا اور حسن نے مہدیہ کے حاکم کا قصد کیا تو اس نے اُسے الجزائر پہنچا دیا اور وہاں پر اس کے بھائی قائد کے ساتھ اسے اتار دیا یہاں تک کہ موحدین نے بجایہ پر حملہ کیا اور قائد الجزائر کو چھوڑ کر بھاگ گیا تو انہوں نے حسن کو اپنا امیر بنایا اور اس نے عبدالمومن کو والی مقرر کیا تو اس نے انہیں امان دی' اور یحییٰ بن عزیز نے اپنے بھائی سبع کو' موحدین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے شکست کھائی اور موحدین نے بجایہ پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ چلا گیا جہاں سے وہ بغداد جانا چاہتا تھا۔ پھر وہ بونہ لوٹ آیا اور اپنے بھائی حارث کا مہمان بنا تو اس نے اس پر اس کے برے سلوک اور اسے مُلک سے نکالنے کا عیب لگایا تو وہ قسطینہ چلا گیا اور اپنے بھائی حسن کے ہاں مہمان اترا پس اس نے اس کے لئے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس اثناء میں موحدین قلعہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اثبج میں سے حوش بن عزیز اور ابن الدحامس اس کے ساتھ تھے اور قلعہ کو برباد کر دیا گیا۔ پھر یحییٰ نے ۷۴۷ھ میں عبدالمومن کی بیعت کر لی اور قسطینہ کو چھوڑ دیا اور اس نے اپنی جان کی امان کی شرط لگائی جو اس نے پوری کر دی اور اسے مراکش لا کر وہاں آباد کر دیا پھر وہ ۵۵۸ھ میں سلا منتقل ہو گیا اور قصر بنی عشیرہ میں سکونت اختیار کر لی اور اسی سال فوت ہو گیا اور بونہ کا حاکم حارث' صقلیہ کی طرف بھاگ گیا اور اس کے حاکم سے مدد طلب کی تو اس نے اس کی حکومت کے متعلق اس کی مدد کی اور یہ بونہ واپس آ کر اسیر قابض ہو گیا پھر اس پر موحدین نے غلبہ پا لیا اور باندھ کر قتل کر دیا اور بنی حماد کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ماکسن کے قبائل میں سے وادی بجایہ میں سوائے اوزاغ کے اور کوئی قبیلہ باقی نہ رہا اور یہ انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس عہد میں وہ فوج میں شمار ہوتے ہیں اور انہیں بلاد کے نواح میں سلطنت کے جملہ آدمیوں میں ان کے جرنیلوں کے ساتھ جاگیریں حاصل ہیں۔

وَاللّٰهُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَ مَنْ عَلَيْهَا

باب: ۲۰

بنی حیوس بن ماکسن

ان کا تعلق غرناطہ اندلس سے ہے جب ۸۵ھ میں بادیس بن منصور بن بلکین بن زیری بن مناد بن باد نے افریقہ میں حکومت قائم کی تو حماد کو اشیر میں اور یطوفت کو تاہرت میں اتارا' حاکم فارس زیری بن عطیہ خلیفہ ہشام کی دعوت پر قرطبہ سے ضہاجہ کی عملداری تک زناتہ کی فوج کے ساتھ گیا۔ تاہرت میں اترا اور بادیس نے اپنی فوجیں محمد بن ابی العون کی جستجو کے لئے بھجیں۔ پس تاہرت میں ان کا مقابلہ ہو گیا اور ضہاجہ کو شکست ہوئی پس بادیس بنفس نفیس ان سے جنگ کرنے گیا اور فلفول بن سعید بن خزرون حاکم طنبہ اس کا مخالف ہو گیا۔ پھر زیری بن عطیہ اس کے آگے بھاگ گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور بادیس بھی واپس آ گیا اور اپنے چچوں اولاد زیری کو اشیر میں حماد اور اس کے بھائی یطوفت کے ساتھ چھوڑ دیا اور وہ زاوی' حلال' عرم اور معنین تھے اور انہوں نے ۸۷ھ میں بادیس کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے پر اتفاق کر لیا۔ پس انہوں نے حماد کو رمہ میں چھوڑ دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا اور یہ اطلاع ابوالبہار بن زیری کو ملی' یہ لوگ بادیس کے ساتھ تھے پس اُسے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا تو ان کے ساتھ مل گیا اور وہ مخالفت میں اکٹھے ہو گئے اور بادیس' فلفول بن یانس کی جنگ میں مشغول تھا پس ان کے فساد اور خرابی کا میدان وسیع ہو گیا اور ان کے ہاتھ فلفول تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا پھر ابوالبہار ان سے بادیس کی طرف واپس آیا۔ تو اس نے اسے قبول کیا اور اس کے لئے صلح کی۔ پھر وہ ۹۱ھ میں حماد کی طرف واپس چلے گئے اور اس نے ان سے جنگ کر کے ان کو شکست دی اور ماکسن اور اس کا بیٹا قتل ہو گئے اور زاوی ساحل ملیانہ میں جبل شنوق میں چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں اپنے بیٹوں' بھتیجوں اور خواص کے پاس چلا گیا اور منصور بن ابی عامر کے ہاں مہمان اترا جو صاحب حکومت و خلافت تھا تو اس نے ان کی بہت اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت افزائی کی اور ان کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور خلافت پر تسلط قائم کرنے کے لئے انہیں حکومت کے خواص اور دوستوں میں شامل کر لیا اور انہیں زناتہ کے طبقات اور دوسرے بربریوں میں شامل کر دیا۔ جنہوں نے اپنی جمعیت کے ساتھ جو سلطانی اور اموی فوجوں اور قبائل عرب سے تھی۔ فتح حاصل کی تھی پس اندلس میں ضہاجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بوسیدہ ہو گئی اور اس کے بعد انہوں نے منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹوں مظفر اور ناصر کی حکومت کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور جب ان کی امارت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور اندلس میں بربریوں اور وہاں کے

باشندوں کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا تو زاوی نے ان جنگوں میں خوشامد سے کام لیا اور قرطبہ میں اس نے اس کی ضہاجی قوم اور سب زناتہ اور بربریوں نے جنگ کی اور اپنے خلیفہ المستعین سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن ناصر کے پاؤں جمائے جس کی انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پھر وہ قرطبہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس کے عام باشندوں کی بیخ کنی کی اور اس کے خاص پردہ داروں صاحبِ عزت لوگوں پر الزامات لگائے پس لوگوں نے اس بارے میں واقعات بیان کئے اور قرطبہ کو لوٹنے کے بعد زاوی اپنے باپ زیری بن مناد کے سر کے پاس پہنچ گیا۔ جسے قصر قرطبہ کی دیواروں کا خالق تصور کیا جاتا ہے پس وہ اسے وہاں سے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آیا۔ تا کہ اُسے اُس کی قبر میں دفن کرے پھر ملویہ میں سے بنی حمود کو بڑی شوکت حاصل ہوئی اور بربریوں کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور اندلس میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور اس کی جوانب فتنہ سے لبریز ہو گئیں اور بربری رؤساء اور اربابِ حکومت نے نواح وامصار میں جا کر ان پر قبضہ کر لیا اور ضہاجہ' السرۃ کی جانب سمٹ گئے اور اس کے مضافات پر ان کا قبضہ تھا اور زادی ان دنوں بربریوں کا دست و بازو بنا ہوا تھا پس اس نے غرناطہ میں اُتر کر اُسے اپنا دارالسلطنت اور اپنی قوم کی پناہ گاہ بنا لیا پھر اس کے دل میں ایام جنگ میں' اندلس میں بربریوں کے برے انتقام کی بات آئی اور اپنے فعل کے انجام سے ڈر گیا اور حکومت نے بھی اس کی بات کو نہ مانا۔ تو اس نے کوچ کا ارادہ کر لیا اور ۴۱۰ھ میں بیس سال کی غیر حاضری کے بعد قیروان میں اپنی قوم کے بادشاہ کی پناہ لی اور اس نے المعز بن بادیس کو جو اس کے بھائی بلکین کا پوتا تھا۔ افریقہ سے بھی بڑی وسیع مالدار اور زیادہ تعداد والی حکومت دی پس المعز نے بھی اس سے خوب حسن سلوک کیا اور اسے حکومت کا سب سے بڑا رتبہ دیا اور اسے چچوں اور قرابت داروں سے بھی مقدم کیا نیز اسے اپنے محل میں اتارا اور بیویوں کو اس کی ملاقات کے لئے باہر نکالا کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی ایک ہزار بیوی کو ملا جن میں سے کوئی بھی اس کے لئے حلال نہ تھی اور ابراہیم کو اس کی قبر میں دفن کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنی عملداری میں اپنا جانشین بنایا اور اہل غرناطہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور انہوں نے حیوس کی جانب سے اس کے عمزاد ماکسن بن زیری کو اس کی عملداری کے ایک قلعے میں اس کی جگہ بھیجا پس وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور غرناطہ میں اترا۔ تو وہ اس کے مخالف ہو گئے اور اس کی بیعت کر لی اور یہ وہاں پر بادشاہ ہو گیا۔ جو اندلس میں جماعتوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس بن حیوس حکمران بنا جس کا لقب مظفر تھا۔ اور وہ ہمیشہ ہی آل حمود امرائے مالقہ کے قرطبہ سے تخلف کے بعد ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا اور حاکم مریہ عامری نے ۴۲۹ھ میں اس پر چڑھائی کی تو بادیس نے غرناطہ کے باہر اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کا دورِ حکومت لمبا ہو گیا اور سب جماعتوں کے بادشاہوں نے اس کی مدد کو اپنے ہاتھ بڑھائے اور جن لوگوں نے اس سے مدد طلب کی ان میں محمد بن عبداللہ البرزالی بھی تھا جس نے اس سے اس وقت مدد طلب کی جب اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے باپ کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پس بادیس نے خود بھی اور اس کی قوم نے بھی اس کی مدد کی اور ۴۳۱ھ میں اس کے دادخواہ کی طرف ابن بقیہ کے ساتھ ادریس بن حمود کا جرنیل' جو مالقہ کا حکمران تھا گیا اور یہ لوگ راستے ہی سے واپس آ گئے اور اسماعیل بن قاضی بن عباد نے جو اپنے دادخواہ کے ساتھ اُن کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا پس اس نے ان کا

تعاقب کیا اور بادیس کو اس کی قوم میں آ ملا پس وہ آپس میں لڑ پڑے اور اسماعیل کی فوج بھاگ گئی اور اُسے بے یار و مددگار چھوڑ گئی تو ضہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن حمود کے پاس لایا گیا اور قادر بن ذوالنون حاکم طلیلہ بھی ابن عباد اور اس کے مددگاروں کی زیادتیوں کو دور کرنا چاہتا تھا اور بادیس وہ شخص ہے جس نے غرناطہ کو شہر بنایا اور اس کی حد بندی کی اور اس کے محلات اور قلعوں اور عمارات اور کارخانوں کو بلند اور مضبوط کیا جن کے آثار اس عہد تک باقی ہیں اور ۴۹ھ میں بنو حمود کے خاتمہ کے بعد مالقہ پر غالب آ گیا اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور ۶۷ھ میں فوت ہو گیا اور مغرب میں مرابطین کی حکومت نمایاں ہو گئی اور یوسف بن تاشفین کی سلطنت مضبوط ہو گئی پس اس کے بعد اس کا پوتا عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمران بنا اور مظفر غالب آ گیا اور اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی امارت دے دی اور مالقہ کی امارت یوسف بن تاشفین کے اندلس جانے تک ٹھیک رہی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں اس کا تذکرہ کریں گے اور وہ غرناطہ میں ۸۳ھ میں اترا اور اس عبداللہ بن بلکین کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر کا صفایا کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی تمیم کو بھی مالقہ سے لا کر ملا دیا اور ان دونوں کے ساتھ اندلس گیا اور اس نے عبداللہ اور تمیم کو سوس اقصیٰ میں اتارا اور انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ یہ اس کی حکمرانی میں ہی فوت ہو گئے اور بنو ماکسن جو اس عہد میں طنجہ کے گھرانوں میں سے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ پس بلکانہ کی حکومت ضہاجہ افریقہ اور اندلس سب میں ہی کمزور ہو گئی۔

باب: ۲۱

ملثمین

یہ ضہاجہ کا دوسرا طبقہ ہے انہیں مغرب میں حکومت حاصل تھی۔ یہ لوگ جنوب میں صحرائی ریگستانوں کے پیچھے بہت دُور جنگلات میں رہتے ہیں اور فتح سے قبل کے زمانوں سے یہاں رہ رہے ہیں۔ جن کے آغاز کے متعلق کچھ معلوم نہیں پس وہ سبزہ زاروں سے صحرا میں چلے گئے اور وہاں اپنی مراد کو پالیا اور ٹیلوں کی سخت زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے بدلے میں انہوں نے جانوروں کا دودھ اور گوشت حاصل کرلیا۔ کیونکہ وہ آبادی سے دُور رہنا چاہتے تھے اور علیحدگی سے مانوس تھے اور کسی کے غلبہ سے وحشت محسوس کرتے تھے۔ پس وہ حبشہ کے سبزہ زار کے پڑوس میں اترے اور بلادِ سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان روک بن گئے اور انہوں نے لثام (ڈھاٹھہ) کو قوموں کے درمیان اپنا امتیازی شعار بنایا اور ان علاقوں میں چلے گئے اور بکثرت ہو گئے اور کذالہ سے ان کے متعدد قبائل بن گئے پس لمتونہ مسوقہ' وتریکہ' ناوکا' زغادہ اور پھر ضہاجہ کے بھائی لمطہ' یہ سب قبائل مغرب میں بحرمحیط کے درمیان سے طرابلس اور برقہ کی طرف غدامس تک آباد ہیں۔

اور لمتونہ کے بھی بہت بطون ہیں۔ جیسے بنوورتنطق' بنوزمال' بنوصولان اور بنوناسجہ اور صحرا میں ان کا وطن کا کرم کے نام سے مشہور ہے اور یہ سب مغرب کے بربریوں کی طرح مجوسی دین کے حامل ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہی ان میدانوں میں رہ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ فتح اندلس کے بعد یہ اسلام لائے ہیں اور لمتونہ کو ان میں سرداری حاصل تھی اور انہیں عبدالرحمٰن بن معاویہ الداخل کے زمانے سے بڑی سلطنت حاصل ہوئی جسے وراثت میں ان کے بادشاہوں نے حاصل کیا۔ جن میں تلاکاکین' ورتکا اور اکن بن ورتنطق جو ابوبکر بن عمر کا دادا اور ان کی حکومت کے آغاز میں ملتونہ کا امیر تھا شامل ہیں اور ان کی عمریں اسی سال تک طویل ہوئی ہیں اور انہوں نے ان صحرائی علاقوں پر قبضہ کیا اور وہاں پر رہنے والی سوڈانی اقوام سے جہاد کیا اور انہیں لانے پر آمادہ کیا۔ پس ان میں سے بہت سے لوگوں نے دین کو اختیار کرلیا اور دوسروں نے جزیہ دے کر ان سے بچاؤ اختیار کیا۔ پس انہوں نے ان سے جزیہ کو قبول کرلیا اور تلاکاکین کے بعد ان پر تبولوثان بادشاہ بنا۔

ابن ابی زرع کا بیان ہے کہ ''لمتونہ میں سب سے پہلے تبولوثان نے صحرا پر قبضہ کیا اور صحرائی علاقوں کی واقفیت حاصل کی اور سوڈانیوں سے ٹیکسوں کا تقاضا کیا اور وہ ایک لاکھ شرفاء میں سواری کیا کرتا تھا اور اس کی وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے تمیم نے ۳۰۶ھ تک ان کی حکومت سنبھالی اور ضہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور ان کی حکومت

پراگندہ ہوگئی۔

اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور تیز اور ابن دانش بن بیزا ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ ابن ہزار نے عبدالرحمٰن ناصر اور اس کے بیٹے حکم المنتصر کے زمانے میں چوتھی صدی میں تمام صحرا پر قبضہ کرلیا اور عبیداللہ اور اس کے بیٹے ابوالقاسم جو خلفائے شیعہ میں سے تھے کے زمانے میں وہ ایک لاکھ شرفاء میں سوار ہوتا تھا اور اس کی عملداری دو ماہ کی مناسبت تک تھی اور بیس سوڈانی بادشاہوں نے اس کی اطاعت کی جو اُسے جزیہ دیتے تھے اور اس کے بعد اس کے بیٹے بادشاہ بنے پھر اس کے بعد ان کی حکومت پراگندہ ہوگئی اور ان کی سلطنت اور ریاست گروہ در گروہ بن گئی۔ ابن زرع بیان کرتا ہے کہ تمیم بن یلیتان کے ایک سو بیس سال بعد ان کی حکومت پراگندہ ہوگئی یہاں تک کہ عبیداللہ بن تیفاوت جو ناشرت لمتونی کے نام سے مشہور ہے ان میں کھڑا ہوا تو انہوں نے اس پر اتفاق کرلیا اور اس سے محبت کی اور وہ بڑا دیندار اور صالح آدمی تھا اور اس نے حج بھی کیا اور وہ ایک جنگ میں اپنی سرداری کے تیسرے سال فوت ہوگیا اور ان کی حکومت اس کے داماد بن یحییٰ بن ابراہیم کندالی اور اس کے بعد یحییٰ بن تلا کاکین نے سنبھالی سب سے پہلے اس طبقہ کی مغرب اور اندلس میں بڑی حکومت تھی اور اس کے بعد افریقہ میں ہم ترتیب کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

لمتونہ میں سے مرابطین کی حکومت کے حالات اور دونوں کناروں میں جو سلطنت انہیں حاصل تھی اس کا تذکرہ اور اس کے آغاز وانجام کا بیان:

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ملثمین اپنے صحراؤں میں رہتے تھے اور مجوسی دین کے پیروکار تھے یہاں تک کہ تیسری صدی میں ان میں اسلام کا ظہور ہوا اور انہوں نے اپنے پڑوسی سوڈانیوں سے دین کے معاملے میں جہاد کیا اور انہیں اپنا مطیع بنالیا اور حکومت ان کے لئے مجتمع ہوگئی پھر یہ لوگ پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے ہر بطن کی سرداری ایک مخصوص گھرانے میں تھی اور لمتونہ کی سرداری بنی ورتانطق بن منصور بن مصالحہ بن منصور بن مزالت بن امیت بن رتمال بن ثلمیت میں تھی جو لمتونی تھا اور جب سرداری یحییٰ بن ابراہیم کندالی کو ملی تو اس کی بنی ورتانطق میں رشتہ داری تھی اور انہوں نے اپنی حکومت کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور یحییٰ بن ابراہیم اپنی چھٹی گزارنے کے لئے اپنی قوم کے رؤسا میں ۴۴۴ھ میں باہر گیا اور واپسی پر یہ لوگ قیروان میں مالکی مذہب کے شیخ ابوعمران فاسی سے ملے اور اس کے عہد میں جو فائدہ انہوں نے اس سے حاصل کیا اور جو انہیں زبانی فتوے دیئے اور جو کچھ امیر یحییٰ کی سرداری کے بارے میں کہا انہوں نے اسے غنیمت جانا اور ان کے ساتھ اس کا ایک شاگرد رہتا تھا جس سے وہ اپنے قضایا اور مصائب میں رجوع کرتے تھے۔ پس اس نے ان کی رغبت کو دیکھتے ہوئے اپنے شاگرد کو ایصالِ خیر کی اُمید پر ان کے ساتھ کر دیا پس انہوں نے اپنے علاقے کے قحط کو سخت چیز خیال کیا اور ابوعمران فقیہ نے ان کے لئے فقیہ محمد وکاک ابن رلوا للمطی کو سجلماسہ میں لکھا اور اسے وصیت کی کہ وہ ان کے لئے ایسا آدمی تلاش کرے جس کے دین رقفہ پر انہیں اعتماد ہو اور وہ اپنی معاش کے بارے میں اپنے آپ کو اس علاقے کی بھوک کے مطابق ڈھال لے تو اس نے ان کے ساتھ عبداللہ بن یاسین بن لک الجزولی کو بھیجا اور وہ انہیں قرآن کی تعلیم دینے لگا اور ان کے لئے دین کو قائم کرنے لگا پھر یحییٰ بن ابراہیم فوت ہوگیا اور ان کی حکومت پراگندہ ہوگئی اور انہوں نے عبداللہ بن یاسین کو نکال دیا اور اس کے علم کو مشکل خیال کیا اور اس سے

تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ ان میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ پس اس نے بھی ان سے اعراض اختیار کیا اور لمتونہ کے رؤسا میں سے یحییٰ بن عمر بن تلا کاکین نے اس کے ساتھ زہد و عبادت کو اختیار کر لیا اور ابوبکر نے اُسے پکڑ لیا۔ تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے جسے دریائے نیل گھیرے ہوئے ہے جو گرمیوں میں پایاب اور سردیوں میں گہرا ہوتا ہے اور واپسی پر الگ الگ کئی جزیرے بن جاتا ہے پس وہ بہت درختوں والی دلدلی جگہ میں الگ عبادت کرنے کے لئے داخل ہو گئے اور جب ان کے ساتھ پورا ایک ہزار آدمی ہو گیا تو ان کے شیخ عبداللہ بن یاسین نے انہیں کہا کہ ایک ہزار آدمی قلت کے باعث غالب نہیں آ سکتا اور ہمیں یہاں قیام کر کے دعا کرنی چاہئے اور سب لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے۔ پس انہوں نے ہمیں نکالا اور وہ نکل گئے اور قبائل لمتونہ کثالہ اور مہومہ میں سے جس نے بھی ان کی بات نہ مانی انہوں نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ ان نے حق کی طرف رجوع کیا اور سیدھے راستے پر قائم ہو گئے اور اس نے انہیں مسلمانوں کے اموال سے صدقات لینے کی اجازت دی اور اس نے ان کا نام مرابطین رکھا اور اس کی امارت عربوں میں امیر یحییٰ بن عمر کو دی پس وہ صحرائی ریگستانوں کو طے کر کے بلاد درعہ اور سجلماسہ میں آ گئے پس انہوں نے اپنے صدقات انہیں دیئے اور وہ واپس لوٹ گئے پھر وکاک اللمطی نے انہیں اس ظلم و جور کے متعلق لکھا۔ جو مسلمانوں کو بنی وانو دین سے پہنچا تھا۔ جو سجلماسہ کے مغرادی امراء میں سے تھے اور اس نے انہیں ان کے حالات کو تبدیل کرنے کی ترغیب دی پس وہ ۴۴۵ھ میں بہت بڑی تعداد میں اونٹوں پر سوار ہو کر صحرا سے نکلے اور درعہ کی طرف گئے وہاں پر ایک چراگاہ تھی اور ان کو اس چراگاہ اور اپنے ملک سے ہٹانے کے لئے مقابلہ میں آئے پس دونوں کے درمیان جنگ ہوئی اور ابن وانو دین کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا اور اس نے اس کی فوج کا اس کے اموال سمیت پیچھا کیا اور اس نے ان کو اور ان کے چوپاؤں اور چراگاہ کے اونٹوں کو قابو کر لیا جو درعہ میں تھے اور پھر وہ سجلماسہ میں گئے اور وہاں پر رہنے والے سب مغرادہ کو قتل کر دیا اور ان کے اموال کی اصلاح کی اور برائیوں کو دور کیا اور ٹیکسوں کو معاف کر دیا اور صدقات دیئے اور انہی میں سے ایک آدمی کو ان کا عامل مقرر کیا اور اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے پس یحییٰ ابن عمر ۴۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ابوبکر آ گیا اور اس نے مرابطین کو مغرب کے فتح کرنے کی طرف متوجہ کیا پس اس نے ۴۸ھ میں بلاد سوس کے ساتھ جنگ کی اور ۴۸ھ میں ماسہ اور تارودانت کو فتح کر لیا اور ان کا امیر لقوطہ بن یوسف بن علی مغرادی تادلا کی طرف بھاگ گیا اور بنو یفرن کی پناہ لی اور لقوط بن یوسف مغرادی حاکم غمات ان کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفرادیہ نے شادی کر لی یہ عورت حسن و جمال اور سرداری میں شہرۂ آفاق تھی اور یہ لقوط سے قبل یوسف بن علی بن عبدالرحمٰن بن وطاس کے پاس تھی جو دریکہ کا شیخ تھا اور یہ بلاد مصامدہ میں مغارن کی حکومت میں ہیلانہ کی بیوی تھی اور بنو یفرن دریکہ پر غالب آ گئے اور غمات پر قبضہ کر لیا پس لقوط نے اس زینب سے شادی کر لی پھر اس کے بعد ابوبکر بن عمر نے اس سے شادی کر لی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس نے ۵۰ھ میں مرابطین کو برغواطہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بلایا اور اس کے بعد سلیمان بن حرو امرابطین کا امام بنا تا کہ وہ اپنے دینی قضایا میں اس کی طرف رجوع کریں اور ابوبکر بن عمر اپنی قوم کی امارت کے دوران مسلسل ان کے ساتھ جہاد کرتا رہا پھر اس نے ان کی جڑیں اکھیڑ دیں اور مغرب سے ان کی دعوت کا اثر مٹ گیا اور ان کے جہاد میں سلیمان بن عبداللہ ۵۱ھ میں عبداللہ بن یاسین

کے ایک سال بعد ہوگیا پھر ابوبکر نے لواتہ شہر سے جنگ کی اور اُسے بزور قوت فتح کر لیا اور ۴۵۲ھ میں وہاں کے تمام زناتہ کو قتل کر دیا اور ابھی اس نے مغرب کی فتح کی تکمیل نہیں کی تھی کہ اسے بلاد صحرا میں لمتونہ اور مسوفہ کے اختلاف کی اطلاع ملی جہاں ان کے شرفاء اور رشتہ دار اور بڑی تعداد رہتی تھی۔ پس وہ ان کے اختلاف اور تعلقات کے انقطاع سے ڈر گیا اور سفر کا حکم دے دیا اور ۴۵۳ھ میں بلکین بن محمد بن حماد حاکم قلعہ نے مغرب پر چڑھائی کی تو ابوبکر صحرا کی طرف چلا گیا اور اس نے مغرب پر اپنے عمزاد یوسف بن تاشفین کو عامل مقرر کیا اور اس کے لئے اپنی بیوی زینب بنت اسحاق سے دستبردار ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور اس نے ان کے درمیان فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا اور سوڈانیوں سے جہاد کرنے کا دروازہ کھول دیا اور وہ ان کے ملک کی نوے منازل پر غالب آ گیا اور یوسف بن تاشفین نے مغرب کی اطراف میں قیام کیا اور حاکم قلعہ بلکین فاس آیا اور اطاعت پر اس کو یرغمال بنایا اور واپس لوٹ آیا۔ پس اس وقت یوسف بن تاشفین اپنے مرابطین کی فوج کے ساتھ چلا اور اس نے مغرب کے علاقوں کو مطیع بنا لیا پھر ابوبکر مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ یوسف بن تاشفین نے اس سے پہل کر لی ہے اور زینب نے اُسے بتایا کہ وہ اپنے اموال میں اختصاص چاہتا ہے اور وہ اسے صحرا کا مال و متاع دے دے پس امیر ابوبکر نے یہ بات سمجھ لی اور لڑائی سے دست کش ہو گیا اور امارت اس کے سپرد کر دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا اور ۴۸۰ھ میں واپس آتے ہی فوت ہو گیا اور یوسف نے ۴۵۴ھ میں مراکش شہر کی حد بندی کی اور وہاں پر خیموں میں اترا اور مسجد کے ارد گرد فصیل بنائی اور اموال اور اسلحہ کے ذخائر کے لئے ایک کنواں بنایا اور اس کے بعد ۵۲۶ھ میں اس کے بیٹے علی نے اس کی فصیلوں کی مضبوطی کو مکمل کیا اور یوسف نے مراکش کو اپنی فوج کے اترنے اور مصامدی قبائل سے ان کے مواطن جبل درن میں لڑنے کے لئے تیار کیا اور قبائل مغرب میں ان سے زیادہ سخت اور زیادہ تعداد والا اور کوئی قبیلہ نہ تھا پھر اس نے مغرب میں مغراوہ' بنی یفرن اور قبائل زناتہ سے مطالبہ کرنے کی طرف اپنے عزم کو پھیرا اور گھوڑوں کو ان کے ہاتھوں سے کھینچ لیا اور رعایا پر جو انہوں نے ظلم کئے تھے انہیں دُور کیا اور وہ ان سے بہت نالاں تھے (مؤرخین نے فاس شہر اور اس کی حکومت کے حالات میں ایسے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔) پس سب سے پہلے اس نے قلعہ فازاز میں جنگ کی جہاں پر بنی یکفش کا مہدی بن تو الی تھا' صاحب نظم الجواہر کا بیان ہے کہ یہ زناتہ کا ایک بطن ہیں اور ابو تولی اس قلعہ کا حاکم تھا۔ پس یوسف بن تاشفین نے اس سے جنگ کی پھر مہدی بن یوسف کرنالی حاکم مکناسہ نے اس سے فوج مانگی کیونکہ وہ حاکم فاس معنصر مغراوی کا دشمن تھا۔ پس اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی اور معنصر مغراوی بھی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا پس اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور یوسف فاس کی طرف چلا گیا اور اس نے ان تمام قلعوں کو فتح کیا جو اس کا احاطہ کئے ہوئے تھے اور چند دن وہاں قیام کیا اور اس کے عامل بکار بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کر کے اُسے قتل کر دیا پھر وہ تیزی کے ساتھ مغراوہ کی طرف گیا اور اُسے فتح کیا اور وانودین مغراوی کی اولاد میں سے جو بھی وہاں تھا اسے قتل کر دیا اور فاس واپس آ گیا اور ۴۵۵ھ میں اسے صلح کے ذریعے فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے جنگ کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے جنگ کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا اور طنجہ کے قریب جا پہنچا۔ وہاں پر سکوت برغواطی حاجب حاکم سبتہ اور حمودیہ کے موالی میں سے بقیہ امراء اور ان کی دعوت دینے

والے موجود تھے۔ پھر وہ قلعہ فازاز سے جنگ کرنے کے لئے واپس آیا اور معتصر نے اس کے فاس جانے کی مخالفت کی پس وہ اس پر قابض ہو گیا اور اس کے عامل کو قتل کر دیا اور یوسف بن تاشفین نے حاکم مکناسہ مہدی بن یوسف سے استدعا کی کہ وہ اسے فاس پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے پس معتصر نے اسے اس کے راستے میں تلاشی دینے کو کہا اور اس سے جنگ کی پس اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے دوست اور حصہ دار حاجب سکوت برغواطی کے پاس بھیج دیا اور اہل مکناسہ نے امیر یوسف بن تاشفین سے مدد مانگی تو اس نے فاس کے محاصرہ کے لئے لمتونہ کی فوجیں بھیجیں پس انہوں نے فاس کا ناطقہ بند کر دیا اور ضرورت کی چیزیں بند کر دیں اور جنگ کرنے پر اصرار کیا پس انہیں تکلیف ہوئی اور معتصر اپنے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے ایک میدان میں آیا مگر گردش روزگار اس کے خلاف تھی پس وہ ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد زناتہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے جو موسیٰ بن ابی العافیہ کی اولاد سے تھا یہ تازا تہ اور تسول کے بادشاہ تھے پس انہوں نے مرابطین کی فوجوں پر چڑھائی کی اور وادی سیمر میں رن پڑا اور زناتہ کو غلبہ حاصل ہوا اور بہت سے مرابطین قتل ہو گئے اور یوسف بن تاشفین کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بلاد فازاز میں مہدی کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ پس وہ ۵۶ھ میں کوچ کر گیا اور مرابطین کی فوج بھی اس کے پاس آ گئی اور وہ بلاد مغرب میں چلنے پھرنے لگا پس اس نے بنی مراسن پھر قبولا اور پھر بلا دورغہ کو ۵۸ھ میں فتح کیا پھر ۶۰ھ میں غمارہ کو فتح کیا اور ۶۲ھ میں فاس کے ساتھ جنگ کی اور مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسے بزور فتح کر لیا اور اس کے جنگلات میں تین ہزار مغراوہ بنی یفرن' مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ ان کے لئے فرداً فرداً قبریں بنانا مشکل ہو گیا۔ پس ان کے لئے گڑھے کھودے گئے اور انہیں باجماعت قبر میں ڈال دیا گیا اور جو ان میں سے قتل ہونے سے بچ گئے۔ وہ بھاگ کر بلادِ تلمسان میں چلے گئے اور اس نے ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا۔ جو قرویین اور اندلسیین کے درمیان حد فاصل تھیں اور اس نے ان کو ایک شہر بنا دیا اور اس کے گرد فصیل بنا دی اور وہاں کے لوگوں کو بکثرت مسجدیں بنانے پر آمادہ کیا اور ان کی تعمیر کے نقشے بنائے اور ۶۳ھ میں وادی ملویہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے شہروں اور وطاط کے قلعوں کو اس کے نواح سے فتح کیا پھر ۶۵ھ میں دمنہ شہر کی طرف گیا اور اُسے بزور فتح کر لیا پھر غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ پھر ۶۷ھ میں وہ جبال غیاشہ اور بنی مکود کی طرف گیا جو تازا کی سرحدوں کے وسط میں ہیں اور انہیں فتح کیا اور ان پر قبضہ کر لیا پھر مغرب کی عملداریاں اس کے بیٹوں اور اس کی قوم کے امراء میں تقسیم ہو گئیں پھر معتمد بن عباد نے اُسے جہاد کی دعوت دی تو اس نے حاجب سکوت برغواطی اور اس کی قوم کے مقام کی وجہ سے اس سے معذرت کی کیونکہ وہ سبتہ کی حمودی حکومت کے دوست تھے پھر ابن عباد نے دوبارہ اس کی طرف ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی طرف اپنے جرنیل صالح بن عمران کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا تو سکوت حاجب نے طنجہ کے باہر اپنی قوم اور اپنے بیٹے ضیاء الدولہ کے ساتھ اس سے جنگ کی اور شکست کھائی اور حاجب سکوت قتل ہو گیا اور اس نے اس کے بیٹے ضیاء الدولہ کو پکڑ لیا اور صالح بن عمران نے یوسف بن تاشفین کو فتح کے متعلق لکھا پھر امیر یوسف بن تاشفین نے ۷۲ھ میں اپنے جرنیل مزدلی بن تلکان بن محمد بن ورکورت عشری کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں تلمسان کے ملوک مغراوہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں وہاں امیر عباس بن بختی رہتا تھا جو یعلیٰ بن محمد بن خیر بن محمد بن خزر کی اولاد میں

سے تھا۔ پس انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور بلادِ زناتہ میں چلے گئے اور لیلیٰ بن امیر عباسی پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنی جنگ سے واپس لوٹ آئے پھر یوسف بن تاشفین اس کے تین سال الریف کی طرف گیا اور کرشف' ملیلہ اور الریف کے باقی ماندہ شہروں برقاس کو فتح کیا پھر اس نے تلمسان شہر کو فتح کیا اور وہاں پر رہنے والے مغرادہ کو قتل کر دیا اور امیر تلمسان عباسی بختی کو بھی قتل کر دیا اور محمد تینغمر المستونی کو وہاں پر مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اتارا اور وہ مملکت کی سرحدین گیا اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ اترا اور وہاں اپنے اترنے کی جگہ پر تا کرارت شہر کی حد بندی کی' بربری زبان میں یہ جملے کا نام ہے پھر اس نے تنس' دہران اور جبل دانشریس کو الجزائر تک فتح کیا اور مراکش سے واپسی پر ۴۷۵ھ میں مغرب واپس آ گیا اور محمد بن یتغمر اپنی وفات تک تلمسان کا والی رہا اور اس کے بعد اس کا بھائی تاشفین حکمران بنا پھر طاغیہ نے سمندر کے پیچھے سے بلاد مسلمین کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور وہاں کی طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا۔ پس اس نے طلیلہ کا محاصرہ کر لیا جہاں پر قادر بن یحییٰ بن واللون قیام پذیر تھا اور وہ اس قدر تنگ ہوئے کہ اس نے ۴۷۸ھ میں اس سے بچنے کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اسے بلنیسہ کا مالک بنا دے پس اس نے اس کے ساتھ نصرانیوں کی ایک فوج بھیجی اور اس نے بلنیسہ میں داخل ہو کر اس کے حاکم ابوبکر بن عزیز کے مرنے کے وقت طلیطلہ کے محاصرہ کے موقع پر اس پر قبضہ کر لیا اور طاغیہ بلاد اندلس میں چلا گیا۔ یہاں تک کہ حریف کے فرضۃ المجاز میں ٹھہرا اور اس کی حکومت نے اہل اندلس کو درماندہ کر دیا اور اس نے ان سے جزیہ کا تقاضا کیا تو انہوں نے اُسے جزیہ ادا کیا۔ پھر اس نے سرقسطہ سے جنگ کی اور وہاں پر ابن ہود کو تنگی میں ڈالا اور اس کا قیام وہاں لمبا ہو گیا اور اس پر قبضہ کرنے کے متعلق اس کی امید بڑھ گئی پس محمد بن عباد نے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کو مخاطب کیا کہ وہ اندلس میں اسلام کی مدد کرنے اور طاغیہ سے جہاد کرنے کا اپنا وعدہ پورا کرے اور اہل اندلس کے سب علماء اور خواص نے بھی اس سے خط و کتابت کی تو وہ جہاد کے لئے تیار ہو گیا اور اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے المعز کو سبتہ فرعتہ المجاز کی طرف بھیجا۔ پس اس نے وہاں جنگ کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں نے اسے گھیر لیا اور وہ ربیع الآخر ۴۷۶ھ میں بزور قوت اس میں داخل ہو گئے اور اس نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے مغرب کی طرف لے آیا اور اُسے باندھ کر قتل کر دیا اور اپنے باپ کو فتح کا خط لکھا پھر ابن عباد نے اپنی جماعت اور مرابطین کے سمندر کو پار کیا اور جہاد کے لئے نکلتے ہوئے فاس میں اس سے جنگ کی اور اس کے بیٹے الراضی نے اس کے لئے جزیرہ خضراء کو چھوڑ دیا تا کہ وہ اس کے جہاد کی چھاؤنی بن سکے پس اس نے مرابطین کی فوجوں اور قبائل مغرب کے ساتھ سمندر کو پار کیا اور ۴۷۹ھ میں جزیرہ میں جا اترا اور معتمد بن عباد اور ابن افطس حاکم بطلیوس نے اس سے جنگ کی اور جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونس نے اس سے جنگ کرنے کے لئے نصرانی اقوام کو اکٹھا کیا اور بطلیوس کے نواح میں زلاقہ مقام پر مرابطین سے جنگ کی اور مسلمانوں کو ۴۸۱ھ میں اس پر مشہور فتح حاصل ہوئی پھر وہ مراکش لوٹ آیا اور اشبیلیہ میں محمد و مجون بن سیمونن بن محمد بن ورکورت کی نگرانی کے لئے ایک فوج پیچھے چھوڑ آیا جس کا باپ الحاج کے نام سے معروف تھا اور محمد اس کے خواص اور مشرق اندلس میں طاغیہ کو زچ کرنے والے عظیم جرنیلوں میں سے تھا اور اس بارے میں امراء طوائف کچھ کام نہ آئے پس ابن الحاج نے جو یوسف بن تاشفین کا جرنیل تھا۔ مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی پس انہوں نے سب نصاریٰ کو نہایت بری شکست دی اور مرسیہ کے

حاکم ابن رشیق کو الگ کر دیا اور دانیہ تک پہنچا اور علی بن مجاہد اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور ناصر بن علناس کے ہاں اترا پس اس نے اس کی عزت افزائی کی اور بلنسیہ کا قاضی ابن حجاف' محمد بن الحاج کو قادر بن ذوالنون کے خلاف برانگیختہ کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ فوج بھیجی اور بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن ذوالنون ۸۵ھ میں قتل ہو گیا اور طاغیہ تک خبر پہنچی تو اس نے بلنسیہ سے جنگ کی اور مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ ۸۵ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر مرابطین کی فوجوں نے اُسے چھڑا لیا اور یوسف بن تاشفین نے امیر مزدلی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور یوسف بن تاشفین ۸۶ھ میں دوبارہ بلنسیہ گیا تو وہاں کے امرائے طوائف نے محسوس کیا کہ وہ ان پر عیب لگاتا ہے تو انہوں نے اس کی ملاقات کو گراں محسوس کیا کیونکہ ان پر تاوان اور ٹیکس لگائے گئے تھے۔ پس وہ ان کے متعلق غمگین ہوا اور ٹیکسوں کو اٹھا کر انصاف کرنے کا عہد کیا پس جب وہ چلا گیا تو ابن عباد کے سوا سب اس سے الگ ہو گئے کیونکہ اس نے اس کی ملاقات میں جلدی کی تھی اور اُسے بہت لوگوں کے متعلق اکسایا تھا پس اس نے ابن رشیق کو گرفتار کر لیا پس ابن عباد نے اس عداوت پر قدرت حاصل کر لی جو ان دونوں کے درمیان پائی جاتی تھی اور اس نے مریہ کی طرف فوج بھیجی تو ابن حماح وہاں سے بھاگ گیا اور بجایہ میں ناصر بن منصور کے ہاں اترا اور طوائف کے بادشاہوں نے اس کی فوج کو مدد دینے پر اتفاق کیا تو اس کی نظر بگڑ گئی اور مغرب اور اندلس کے فقہا اور اہل شوریٰ نے اسے ان کو معزول کرنے اور ان سے حکومت چھین لینے کا فتویٰ دیا اور اہل مشرق میں سے اس کی طرف یہ فتوے لے کر جانے والے غزالی اور طرطوشی جیسے علماء تھے پس وہ غرناطہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عبیداللہ بن بلکین بن بادیس اور اس کے بھائی تمیم کو مالقہ سے معزول کر دیا کیونکہ وہ دونوں یوسف بن تاشفین کی عداوت میں طاغیہ کے ساتھ شامل تھے اور ان دونوں کو مغرب کی طرف بھیج دیا پس اس موقع پر ابن عباد اس سے خوف زدہ ہو گیا اور اس کی ملاقات سے منقبض ہوا اور ان دونوں کے درمیان شکایات پھیل گئیں اور یوسف بن تاشفین سبتہ کی طرف گیا اور وہاں پر ٹھہر گیا اور امیر سیر بن ابی بکر بن محمد ورکوت کو اندلس کی امارت دے کر بھیج دیا پس وہ وہاں سے چلا گیا اور ابن عباد اس کے استقبال کو نہ آیا تو اس بات نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے اس سے امیر یوسف کی اطاعت اور امارت چھوڑنے کا مطالبہ کیا تو ان کے درمیان فساد پیدا ہو گیا اور وہ اس کی تمام عملداری پر غالب آ گیا اور اولاد مامون کو قرطبہ سے اور یزید الراضی کو رندہ اور قرمونہ سے برطرف کر دیا اور ان سب علاقوں پر قابض ہو گیا اور انہیں قتل کر دیا اور اس نے اشبیلیہ جا کر معتمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا اس نے طاغیہ سے مدد طلب کی اور اُس نے اس محاصرہ سے اسے چھڑانے کا ارادہ کیا مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا اور لمتونہ کے دفاع نے اس کی قوت کو کمزور کر دیا تھا اور مرابطین ۸۴ھ میں اشبیلیہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس نے معتمد کو گرفتار کر لیا اور اُسے قیدی بنا کر مراکش لے آیا اور وہ ۹۰ھ میں اغمات میں اپنے مرنے تک یوسف بن تاشفین کی قید میں رہا پھر وہ بطلیوس کی طرف چلا گیا۔ تو اس کے حاکم عمر بن افطس کو گرفتار کر لیا اور ۸۹ھ میں عیدالاضحیٰ کے روز اُسے اور اس کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اُسے صحیح طور پر معلوم ہو چکا تھا کہ یہ طاغیہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ کہ وہ اُسے بطلیوس کا بادشاہ بنا دیں گے پھر ۹۰ھ میں یوسف بن تاشفین تیسری بار گیا اور طاغیہ نے اس پر چڑھائی کی پس اس نے محمد بن الحاج کی نگرانی کے لئے مرابطین کی فوجیں بھیجیں اور نصاریٰ اس کے سامنے شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا پھر امیر یحییٰ

بن ابی بکر بن یوسف بن تاشفین ۴۹۳ھ میں گیا تو محمد بن الحاج سیر بن ابی بکر اس کے ساتھ مل گیا اور طوائف کے ملوک کے ہاتھوں سے اندلس کے تمام علاقے کو حاصل کرلیا اور المستعین بن ہود کے ہاتھ میں نصاریٰ کا ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے سرقطہ کے سوا اور کوئی علاقہ باقی نہ رہا اور حاکم بلنیسہ امیر مزدلی نے برشلونہ شہر سے جنگ کی اور اس میں خوب خونریزی کی اور وہاں تک پہنچا جہاں پر اس سے قبل کوئی نہ پہنچا تھا۔ پھر واپس آ گیا اور یوسف بن تاشفین کی حکومت میں بلادِ اندلس کا انتظام ہو گیا اور طوائف کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا کہ گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھی اور یوسف بن تاشفین اندلس کے دونوں کناروں پر قابض ہو گیا اور مرابطین کو پے در پے بار بار شکستیں ہونے لگیں اور اس نے امیر المسلمین کا نام پایا اور مستنصر عباسی خلیفہ بغداد کو مخاطب کیا اور اس کی طرف عبداللہ بن محمد العرب المعامی الاشبیلی اور اس کے بیٹے قاضی ابوبکر کو بھیجا تو انہوں نے نہایت نرمی سے اچھے رنگ میں بات کو اس تک پہنچا دیا اور خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مغرب اور اندلس کی امارت دے دے تو اس نے اُسے امارت دے دی اور یہ بات خلیفہ کے ایک خط میں ہے جسے لوگ ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں اور امام غزالی اور قاضی ابو بکر طرطوشی نے اُسے عدل و انصاف کرنے اور بھلائی سے تمسک کرنے کی ترغیب دی اور ملوکِ طوائف کے حکم الٰہی کے مطابق فتوے دیئے پھر یوسف بن تاشفین ۴۹۹ھ میں چوتھی بار اندلس آیا اور اس سے قبل بنی حماد کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ منصور بن ناصر نے ۴۹۷ھ میں تلمسان پر اس فتنہ کی وجہ سے چڑھائی کی جو اس کے اور تاشفین بن یتغمر کے درمیان پیدا ہوا تھا اور اس نے ان کے اکثر بلاد کو فتح کرلیا تھا۔ پس یوسف بن تاشفین نے اس سے صلح کی ۴۹۷ھ میں تاشفین کو تلمسان سے ہٹا کر اسے راضی کیا اور ان دونوں کی طرف بلنیسہ سے مزدلی کو بھیجا اور اس کے بدلہ میں ابو محمد بن فاطمہ کو بلنیسہ کی امارت دی اور بلادِ نصرانیہ میں اس نے بہت جنگیں کیں اور پانچویں صدی کے سر پر یوسف فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے علی بن یوسف نے سنبھالا جو بہترین بادشاہ تھا اور اس کا دور امن و امان کا دور تھا اور اس کی حکومت کفر پر غالب تھی اور وہ اندلس گیا اور اس نے دشمن کے علاقوں میں خوب خونریزی کی اور انہیں قتل کیا اور قیدی بنایا اور اندلس پر امیر تمیم کو حاکم بنایا اور طاغیہ نے امیر تمیم کے لئے اکٹھ کیا تو تمیم نے اُسے شکست دی پھر علی بن یوسف ۵۰۳ھ میں اندلس گیا اور طلیطلہ سے جنگ کی اور بلادِ نصاریٰ میں خونریزی کی اور واپس آ گیا اور اس کے بعد ابن ردمیر نے سرقسطہ کا ارادہ کیا اور ابن ہود اس کے مقابلہ میں نکلا پس مسلمانوں نے شکست کھائی اور ابن ہود شہید ہو گیا اور ابن ردمیر نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔ پھر ۵۰۹ھ میں برقہ کا واقعہ پیش آیا اور اہل جنوہ نے اس پر غلبہ پالیا اور اسے خالی کروا دیا۔ پھر اس کی دوبارہ آبادی مرابطین کے جرنیل مرتاتا قرطست کے ہاتھوں ہوئی جیسا کہ طوائف کے ذکر میں اس کے متعلق بیان ہو چکا ہے پھر علی بن یوسف کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کی شان بڑھ گئی اور اس نے اپنے بیٹے تاشفین کو ۵۲۶ھ میں غرب اندلس کی امارت دے دی اور اسے قرطبہ اور اشبیلیہ میں اتارا اور اس کے ساتھ زبیر بن عمر کو بھیجا اور اس کی قوم کو جمع کیا اور ابو بکر بن ابراہیم مسوفی کو شرق اندلس کی امارت دی اور اسے بلنیسہ میں اتارا اور وہ ابن خفاجہ کا ممدوح اور ابو بکر بن ماجہ کا جو حکیم بن الضائع کا نام سے مشہور ہے مخدوم تھا اور اس نے ابن غانیہ مسوفی کو شرقی جزائر دانیہ اور میورقہ کی امارت دی اور اس کا دور ٹھیک ٹھاک رہا اور اس کی حکومت کے چودھویں سال امام مہدی کا ظہور ہوا جو موحدین کی دعوت کا منتظم تھا اور صاحب علم و

فتویٰ اور تدریس تھا نیز نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا تھا۔ اس وجہ سے اُسے فاسقوں اور ظالموں کی طرف سے بجایہ' تلمسان اور کناسہ میں تکالیف پہنچیں اور امیر علی بن یوسف نے مناظرہ کے لئے بلایا تو وہ اس کی مجلس میں اپنے مدمقابل فقہا پر غالب آ گیا اور اپنی قوم ہرغہ کے پاس چلا گیا جو مصامدہ میں سے تھی اور علی بن یوسف نے اس کے نظریہ کو سمجھ لیا اور اس کی تلاش کی اور ہرغہ سے اس کے حاضر کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا پس اس نے ان کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس پر ٹوٹ پڑی اور ھنستانہ اور تنمیل نے اس کو پناہ دینے اور اس سے وعدہ وفائی کی قسم کھائی جیسا کہ ان کی حکومت کے بعد اس کا ذکر ہوگا اور مہدی ۲۴ھ میں فوت ہو گیا اور عبدالمؤمن بن علی الکومی نے جو مہدی کے اصحاب میں سے بڑا تھا اور اس نے اس کے متعلق وصیت بھی کی تھی اس کے کام کو سنبھالا اور مصامدہ کا اتفاق ہو گیا اور انہوں نے کئی مراکش سے جنگ کی اور اندلس میں لمتونہ کی ہوا اُکھڑ گئی اور موحدین کی حکومت غالب آ گئی اور مغرب کے بربریوں میں ان کی بات پھیل گئی اور علی بن یوسف ۳۷ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اندلس کے دونوں کناروں نے اس کی بیعت و اطاعت کی جیسے کہ انہوں نے موحدین کی حکومت کی مضبوطی کے وقت کیا تھا اور اس کی شوکت بڑھ گئی اور وہ اس کی تلاش میں اصراف کرنے لگے اور عبدالمؤمن نے جبال مغرب میں عظیم جنگ لڑی اور تاشفین اپنی فوجوں کے ساتھ میدانوں میں گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان میں اترا اور عبدالمؤمن اور موحدین نے کہف الضحاک میں اس کا مقابلہ کیا جو جبل تیطری کی دو چٹانوں کے درمیان ہے اور وہاں اسے یحییٰ بن عبدالعزیز حاکم بجایہ نے اپنے جرنیل طاہر بن کباب کے ساتھ ضہاجہ کی مدد بھیجی اور انہوں نے بڑے شوق کے ساتھ موحدین کی مدافعت کی اور ان پر غالب آ گئے اور طاہر ہلاک ہو گیا اور ضہاجیوں نے جنگ کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت کی اور ان پر غالب آ گئے اور طاہر ہلاک ہو گیا اور ضہاجیوں نے جنگ کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت سے جو بحری بیڑے کا سالار تھا دہران کی طرف بھاگ گیا اور موحدین نے اس کا تعاقب کیا اور ملک کی ناکہ بندی کر دی کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۴ھ میں فوت ہو گیا اور مغرب اوسط پر موحدین غالب آ گئے اور انہوں نے لمتونہ سے جنگ کی پھر مراکش میں اس کے بیٹے ابراہیم کی بیعت ہوئی تو لوگوں نے اسے کمزور اور عاجز پایا تو وہ دستبردار ہو گیا اور اس کے چچا اسحاق بن علی بن یوسف بن تاشفین کی بیعت کی گئی۔ اس طرح موحدین مغرب پہنچے اور تمام بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا پس وہ اپنے خواص کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو موحدین نے انہیں قتل کر دیا اور عبدالمؤمن اور موحدین ۵۱ھ میں اندلس گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور امرائے لمتونہ اور ان کے دیگر لوگوں سے جنگ کی اور وہ ہر طرف بھاگ گئے اور جزائر شرقیہ' میورقہ' منورقہ اور یابسہ میں شکست ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کے بعد انہوں نے افریقہ کی جانب نئے سرے سے حکومت بنائی۔ واللہ غالب علی امرہ

باب: ۲۲

مرابطین ابنِ غانیہ کی حکومت

قابس اور طرابلس میں

مرابطین کے باقی ماندہ لوگوں میں ابن غانیہ کی حکومت کے حالات اور قابس اور طرابلس کی طرف جو اسے ملک وسلطنت حاصل تھی اس کا بیان اور موحدین پر اس کی چڑھائی اور قراقش الغزی کا اس کی مدد کرنا اور اس کا آغاز وانجام

اور مرابطین کی حکومت کا آغاز کذالہ سے ہوا۔ جو ہلثمین کے قبائل میں سے ہے یہاں تک کہ یحییٰ بن ابراہیم فوت ہوگیا تو ان کا اپنے امام عبداللہ بن یاسین پر اختلاف ہوگیا اور وہ ان کو چھوڑ کر لمتونہ کی طرف آ گیا اور اسے نے اپنی دعوت کو چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے زہد وعبادت کو اختیار کرلیا۔ یہاں تک کہ اس نے یحییٰ بن عمر اور ابوبکر بن عمر کے داعی کو جو بنی ورتا نطو لمتونہ کے سردار گھرانے میں سے تھا جواب دے دیا اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی اور اس کے ساتھ دیگر ہلثمین کے قبائل نے بھی کوشش کی اور مسوقہ میں سے بہت سے آدمی، مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے اور انہیں اس وجہ سے اس حکومت میں ریاست اور غلبے سے حاصل تھا اور یحییٰ مسوقی ان کے جوانوں اور بہادروں میں شامل تھا اور اپنی قوم میں اپنے مرتبہ کی وجہ سے یوسف بن تاشفین کے ہاں بھی اُسے تقدم حاصل تھا اتفاق سے اس نے ایک لڑائی میں لمتونہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پس دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا اور یوسف بن تاشفین نے مقتول کا فدیہ اور دیت دی اور علی کو کئی سال غائب رہنے کے بعد اس کی فرارگاہ سے واپس بلا لیا اور اس کا نکاح اپنے گھرانے کی ایک عورت غانیہ سے کر دیا کیونکہ غانیہ سے باپ نے اسے یہی وصیت کی تھی پس غانیہ نے یوسف بن تاشفین کی کفالت میں اس سے محمد اور یحییٰ کو جنم دیا اور علی بن یوسف نے ان اُمور میں اِن دونوں کے حق کا پاس کیا اور یحییٰ کو غربی اندلس کی امارت دی اور اسے قرطبہ میں اُتارا اور محمد کو ۵۲۰ھ میں جزائر شرقیہ میورقہ، منورقہ اور یابسہ

کی امارت دی اور اس کے بعد مرابطین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اندلسی وفد عبدالمؤمن کے پاس گیا اور اس نے ان کے ساتھ ابواسحاق براق بن محمد مصمودی کو بھیجا جو موحدین کے جوانوں میں تھا اور اُسے لمتونہ کی جنگ کا امیر بنایا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ پس اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن علی بن غانیہ کی اطاعت کا تقاضا کیا اور اُسے قرطبہ چھوڑ کر جمال اور قلیعہ جانے کو کہا۔ پس وہ قرطبہ سے غرناطہ چلا گیا اور وہاں کے لوگوں کو لمتونہ کی اطاعت ترک کرنے اور موحدین کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگا اور ۵۴۳ھ میں وہیں فوت ہو گیا اور مقبرہ بادیس میں دفن ہوا اور محمد بن علی اپنی وفات تک والی بنا رہا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی پھر وہ فوت ہوا تو اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن علی نے حکومت کو سنبھالا اور بعض کہتے ہیں کہ اسحاق بیٹے محمد کے بعد والی بنا اور اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس غیرت کی وجہ سے قتل کر دیا کہ اس کے باپ کے ہاں اُسے قدر و منزلت حاصل ہے پس اس نے دونوں کو بہ یک وقت قتل کر دیا اور خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ ۵۸۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے چھوڑے جو یہ تھے۔ محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، غانی، سیر، منصور اور جبارہ۔ پس اس کے بعد محمد نے حکومت سنبھالی اور جب یوسف بن عبدالمؤمن بن علی ابن الرتیر کی طرف ان کی اطاعت کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے گیا۔ تو اس کی پذیرائی اس کے بھائیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا اور اسکے بھائی علی بن محمد بن علی نے حکومت سنبھال لی اور ابن الربرتیر کو اس کے بھیجنے والے کی طرف واپس کرنے میں دیر کرنے لگے اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ خلیفہ یوسف قسری بارکش کے جہاد میں شہید ہو گیا ہے تو وہ اس کے اور بحری بیڑے کے درمیان حائل ہو گئے اور اس کے بیٹے یعقوب نے حکومت سنبھالی اور انہوں نے الربرتیر کو قید کر لیا اور وہ ان کے بحری بیڑے میں ۳۲ ٹکڑیوں میں بٹ کر سمندر میں سوار ہو گئے اور اس کے ساتھ اس کے بھائی یحییٰ عبداللہ اور غانی بھی سوار ہو گئے اور اس نے میورقہ پر اپنے چچا ابن الربرتیر کو حاکم مقرر کیا اور بجایہ کی طرف چل پڑے اور رات کو اہل بجایہ کی غفلت میں ان کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجایہ کا حاکم ابوالربیع بن عبداللہ بن عبدالمؤمن تھا اور باہیلول اس کے باہر کے راستے میں تھا۔ پس اہل شہر نے اسے نہ روکا اور انہوں نے صفر ۵۸۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور سید ابوموسیٰ بن عبدالمؤمن کو وہیں قید کر دیا۔ جو افریقہ سے واپسی پر مغرب جانے کا قصد کئے ہوئے تھا اور انہوں کے دارالامراء اور موحدین کے پاس جو کچھ تھا اکٹھا کر لیا اور اس نے مراکش کے قاصد کو قلعہ کا منتظم بنایا جو بجایہ کی خبریں حاصل کرتا تھا پس وہ واپس آ گیا اور سید ابوالربیع کی مدد کی اور علی بن غانیہ نے ان دونوں پر چڑھائی کر کے ان کو شکست دی اور ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور ان کو قیدی بنا لیا اور انہیں تلمسان لے گیا پس یہ دونوں وہاں سید ابوالحسن بن ابی حفص بن عبدالمؤمن کے ہاں اُترے اور وہ تلمسان کے مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کی مرمت کروانے میں مصروف ہو گیا اور یہ دونوں حاکم تلمسان کی طرف سے سید یردمان اسکرہ کے ہاں ٹھہرے اور علی بن محمد بن غانیہ نے اموال میں خیانت کی اور انہیں ذوبان العرب اور ان کے ساتھ مل جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور جزیرہ کی طرف کوچ کر گیا اور اُسے فتح کر لیا اور وہاں پر یحییٰ ابن ابوطلحہ کو حاکم بنایا پھر اس نے مازونہ کو فتح کیا اور ملیانہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر لیا اور اس پر بدر بن عائشہ کو حکمران بنایا پھر قلعہ کی طرف گیا اور تین دن اس کا محاصرہ کیا اور اس میں بزور قوت داخل ہو گیا اور مغرب میں اس کا ایک مشہور خطہ تھا پھر اس نے قسطنطیطہ کا قصد

کیا۔ مگر اسے سرنہ کرسکا اور عربوں کے وفود اس کے پاس جمع ہونے لگے تو اس نے ان سے مدد مانگی اور وہ اپنے حلیفوں کے ساتھ آ گئے اور جب منصور کو یہ اطلاع ملی تو وہ جنگ سے واپسی پر برستیہ میں تھا اس نے سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمؤمن کی تلاش کے لئے خشکی میں فوجیں بھیجیں اور مغرب اوسط کی امارت دی اور بحری بیڑوں کو سمندر کی طرف بھیجا اور ان کا سالار احمد صقلی تھا اور اس نے ابومحمد بن ابراہیم بن جامع کو اس کی امارت دی اور ہر جہت سے فوجوں نے مارچ کیا اور اہل جزائر نے یحییٰ بن ابوطلحہ اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے سید ابویزید کو قابو کر لیا پس اس نے ان کو شلف میں قتل کیا اور اپنے چچا طلحہ کی مدد کرنے کی وجہ سے معاف کر دیا اور بدر بن عائشہ نے ملیانہ سے لوگوں کو قیدی بنایا اور فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے دشمن کے آگے آ ملی اور اُسے جنگ کے بعد بربریوں کے ساتھ اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اسے آگے لے جانا چاہتے تھے اور سید ابویزید کے پاس لے آئے۔ تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور بحری بیڑہ بجایہ کی طرف بڑھ گیا اور اس نے یحییٰ بن غانیہ پر حملہ کر دیا اور وہ اپنے بھائی علی کی طرف بھاگ گیا۔ کیونکہ اس کا قسطنیطہ کے محاصرہ کے بعد ایک مقام بن گیا تھا اور اس نے قسطنیطہ کا ناطقہ بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور سید ابوزید اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کے بیرونی راستوں پر اُترا اور سید ابوموسیٰ کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا پس وہ قسنطیطہ کو اس پر قبضہ کرنے کے بعد چھوڑ گیا اور صحرا میں بہت دوڑا اور موحدین اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ وہ مغرہ اور نفاریس پہنچ گئے پھر وہ بجایہ چلے گئے اور وہاں اس نے سید ابوزید سے مدد مانگی اور علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بورق اور قصطیلہ سے جنگ کی مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا اور طرابلس کی طرف چلا گیا جہاں پر قراقش العزی المطغری موجود تھا اور اس کے جو حالات ابومحمد التیجالی نے اپنے سفرنامے میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ صلاح الدین حاکم مصر نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو مغرب میں بھیجا کہ اس کے لئے جتنے شہروں کو فتح کرنا ممکن ہوسکتا ہے انہیں فتح کرے تاکہ وہ نورالدین محمود زنگی حاکم شام کے مطالبہ سے بچنے کے لئے ان میں پناہ لے سکے اور نورالدین کے وزراء میں اس کا چچا صلاح الدین بھی تھا اور انہیں فتح کرنے میں جلدی کی پس وہ اس کے جنگجو دستوں سے ڈر گئے پھر تقی الدین راستے ہی سے قراقش ارمنی کے بعد اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ایک کام کی وجہ سے واپس آ گیا اور ابراہیم بن فراتسکین دار المعظم کے ہتھیاروں کو اپنے آقا ملک معظم بن ایوب برادر صلاح الدین کے لئے چھوڑ کر بھاگ گیا اور قراقش، شستریہ چلا گیا اور اُس نے اسے ۸۶ھ میں فتح کر لیا اور اس میں صلاح الدین اور اپنے استاذ تقی الدین کا خطبہ دیا اور ان دونوں کو زویلہ کی فتح کے متعلق لکھا اور زی خطاب ہواری اس پر غالب آ گیا اور اس نے فزار پر قبضہ کر لیا اور یہ اس کے چچا محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنعل بن خطاب کی بادشاہی تھی اور وہ ان کا آخری بادشاہ تھا اس کا دارالخلافہ زویلہ تھا جو زویلہ ابن خطاب کے نام سے مشہور تھا پس اُس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور وہ مسلسل شہروں کو فتح کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور ذباب بن سُلیم کے عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے ان کے ساتھ جبل نفوسہ پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور عربوں کے اموال کو چھڑا لیا اور ریاح میں سے زواودہ کے شیخ مسعود بن زمام نے مغرب سے فرار کے وقت اس سے رابطہ پیدا کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور اس نے ان کے عطیے مقرر کئے اور خود طرابلس اور اس کے ماوراء کا بادشاہ بن گیا اور قراقش ارمن میں سے تھا

اور اسے معظمی اور ناصری بھی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ ناصر صلاح الدین کے لئے خطبے دیتا تھا اور وہ اپنی دو پہروں میں امیر المؤمنین کا ولی لکھتا تھا اور دو پہر کی علامت اپنے خط سے لکھتا تھا اور خط کے آخر میں وثقت باللہ وحدہ لکھا کرتا تھا اور ابراہیم بن قراقش اس کا ساتھی تھا اور وہ عربوں کے ساتھ قفصہ گیا اور اس نے اس کی تمام منازل پر قبضہ کرلیا اور ذی المرید اور قفصہ کو اذیت دی تو انہوں نے بنی عبدالمؤمن سے انحراف کی وجہ سے اس شہر پر قبضہ کرنے کا موقع دے دیا اور اس نے اس میں داخل ہو کر عباسی اور صلاح کے لئے خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح قفصہ کے وقت قتل کر دیا جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع: اور جب ابن غانیہ طرابلس پہنچا اور قراقش سے ملا تو دونوں نے موحدین کے خلاف مدد کرنے پر اتفاق کیا اور ابن غانیہ عربوں میں سے تمام بنی سُلیم اور ان کے پڑوس میں رہنے والے غلاۃ مسوقہ کی طرف مائل ہو گیا اور انہوں نے اسے اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور قبائل ہلال میں سے جشم ٗ ریاح اور اثبج وغیرہ جو موحدین کی اطاعت سے منحرف تھے۔ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور زغبہ نے ان کی مخالفت کر کے موحدین کا ساتھ دیا اور وہ بقیہ ایام ان کی اطاعت میں اکٹھے ہو گئے اور ابن غانیہ کو لمتونہ اور مسوفہ میں سے اس کی قوم کی ایک جماعت آملی اور اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس علاقے میں نئے سرے سے اس کی قوم کا غلبہ ہو گیا اور اس نے از سر نو ملک کے قوانین بنائے اور آلات تیار کئے اور الجرید کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور ان میں دعوتِ عباسیہ کو قائم کیا پھر اس نے اپنے بیٹے اور کاتب عبدالمؤمن کو فرسان الاندلس سے خلیفہ ناصر بن المستضئی کے پاس بغداد بھیجا تا کہ اس کی قوم نے جو مرابطین میں سے تھی پہلے جو بیعت و اطاعت کی تھی اس کی تجدید کرے اور اس سے مدد و اعانت بھی طلب کی تو اس نے پہلے کی طرح اسے قوم کی امارت دے دی اور خلیفہ کے دفتر سے مصر اور شام کی طرف چھٹی لکھی کہ وہاں پر خلیفہ کا نائب صلاح الدین یوسف بن ایوب ہوگا پس وہ مصر آیا تو صلاح نے اُسے قراقش کی طرف چھٹی لکھ دی اور دعوت عباسیہ کے قیام پر دونوں متفق ہو گئے اور ابن غانیہ نے واشر کے محاصرہ میں اس کی مدد کی اور قراقش نے اُسے سعید بن ابوالحسن کے ہاتھ سے لے کر فتح کرلیا اور اس پر اپنے غلام کو حاکم بنایا اور اس میں اپنے ذخائر رکھے پھر وہ وہاں سے قفصہ پہنچا انہوں نے ابن غانیہ کی اطاعت چھوڑ دی تو قراقش نے اس کی مدد کی اور اسے زبردستی فتح کرلیا پھر وہ توزر کی طرف گیا تو قراقش اس کی مدد میں تھا۔ اس نے اسے بھی اسی طرح فتح کرلیا اور جب منصور کو افریقہ میں ابن غانیہ اور بلاد جرید میں قراقش کی کارروائیوں کی اطلاع ملی تو وہ ۵۸۸ھ میں مراکش سے اس بیماری کے قلع قمع کے لئے اور جن مقامات پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا انہیں بچانے کے لئے اٹھا اور تونس پہنچا اور اسے ان کے غلبہ سے راحت دی اور اپنے ہراول میں سید ابو یوسف یعقوب بن ابوحفص عمر بن عبدالمؤمن کو بھیجا اور اس کے ساتھ عمر بن ابی زید بھی تھا جو موحدین کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ پس ابن غانیہ نے اپنی فوج کے ساتھ ان سے جنگ کی اور موحدین شکست کھا گئے اور ابن ابی زید کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور علی بن الربرتیر دوسرے لوگوں کے ساتھ قید ہو گیا اور دشمن کی املاک ان کے کپڑوں اور سامان سے بھر گئیں اور لوگ جلدی سے تونس پہنچے اور منصور ان کی طرف گیا اور شعبان میں الحامہ کے باہر ان پر حملہ آور ہو گیا اور ابن غانیہ اور قراقش حومۃ الوقر میں بھاگ گئے اور وہ جلدی سے اہل قابس کے پاس گیا اور قابس ابن

غانیہ کو چھوڑ کر خالصۃً قراقش کا تھا۔ پس انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے سب اصحاب کے بھی فرمانبرداری اختیار کی پس وہ مراکش آئے اور منصور نے توزر کا قصد کیا تو اس میں ابن غانیہ کے جو اصحاب موجود تھے انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور وہاں کے باشندوں نے بھی اطاعت کرنے میں جلدی کی پھر اس نے قفصہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور وہاں پر جو فوج تھی قتل ہو گئی اور ابراہیم بن فراتکین بھی قتل ہو گیا اور اس نے دوسرے مددگاروں پر احسان کر کے انہیں رہا کر دیا اور اہل شہر کو امان دی اور ان کی املاک کو مساقاۃ کے حکم میں ان کے پاس رہنے دیا۔ پھر اس نے عربوں سے جنگ کی اور ان کو لوٹا اور اکٹھا کر لیا یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت پر مستقیم ہو گئے اور ذوالمراس جوان میں بڑا فتنہ پرور اور مخالف تھا۔ جشم' ریاح اور عاصم سے قبل مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ۸۴ھ میں منصور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ اور قراقش بھی بلاد الجرید پر چڑھائی کرنے کی حالت کی طرف واپس آ گئے یہاں تک کہ علی ۸۴ھ میں نفزادہ کے ساتھ ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔ اسے ایک نامعلوم آدمی کا تیر آ لگا جس نے اسے ہلاک کر دیا اور اُسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کی قبر کو مٹا دیا گیا اور اس کے اعضاء کو میورقہ لا کر دفن کر دیا اور اس کے بھائی یحییٰ بن اسحاق بن محمد بن غانیہ نے حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی علی کے طریق کے مطابق قراقش کی مدد اور دوستی کے لئے گیا اور پھر ۸۶ھ میں قراقش نے موحدین کی اطاعت اختیار کر لی تو یہ ان کی طرف تونس میں ہجرت کر گیا اور سید ابو زید بن ابی حفص بن عبدالمؤمن نے اسے قبول کر لیا اور یہ اس کے ساتھ کئی روز تک مقیم رہا پھر بھاگ کر قابس آ گیا اور فریب کاری سے اس میں داخل ہو کر ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ذباب اور کعوب کے اشیاخ پر جو بنی سُلیم سے تھے حملہ کر کے ان میں سے ستر آدمیوں کو قصر العروسین میں قتل کر دیا۔ جن میں محمود بن طرق ابوالحامید اور حمید بن جاریہ ابوالجواری بھی شامل تھے اور پھر اس نے طرابلس پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ اور بلاد الجرید کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے اور یحییٰ بن غانیہ کے درمیان فساد پیدا ہو گیا اور یحییٰ اس کی طرف گیا تو قراقش نے جلدی کی اور جبال چلا گیا اور ان میں گھس گیا پھر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور ودان میں اترا اور ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ ابن غانیہ سے اس کے بعد کچھ مدت تک اس کا محاصرہ کیا اور ذباب کے بدلہ لینے والوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بیٹے کو موحدین کے عوض میں قتل کر دیا اور یہ مستنصر کی حکومت تک حضرۃ میں رہا۔ پھر ودان کی طرف بھاگ گیا اور فتنہ برپا کرنے لگا۔ تو کام کے بادشاہ نے ۶۵۶ھ میں اسے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجا اب ہم پھر ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ابن غانیہ الجرید پر غالب آ گیا اور یاقوت دستبردار ہو گیا۔ پس قراقش نے اس کو نکال باہر کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا۔ التیجانی نے اپنے سفرنامے میں اسی طرح بیان کیا ہے اور یاقوت طرابلس چلا گیا اور وہاں پر ابن غانیہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ طویل ہو گیا اور یاقوت نے مدافعت میں بہت زور لگایا اور یحییٰ نے میورقہ کے بحری بیڑے کو بھیجا تو اُسے اس کے بھائی عبداللہ نے بحری بیڑے کے دو دوستوں سے مدد دی پس وہ طرابلس پر غالب آ گیا اور اس نے یاقوت کو میورقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ موحدین نے اسے پکڑ لیا۔

میورقہ کے حالات: اور میورقہ کے حالات یہ ہیں کہ جب علی بن غانیہ' بجایہ کی فتح کے لئے گیا۔ تو اس نے اپنے بھائی محمد اور علی بن الربرتیر کو اپنے اپنے قید خانوں میں چھوڑ دیا پس جب اولاد غانیہ اور بہت سے الحامیہ سے فضا صاف ہوئی تو اہل جزیرہ کے قلعے سے ایک گروہ الربرتیر کے پاس گیا اور وہ محمد کی دعوت میں پُر جوش ہو گئے اور القصبیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے باشندوں نے ان سے محمد بن اسحاق کے رہا کرنے پر مصالحت کی پس وہ اپنے قید خانے سے رہا ہوا۔ تو حکومت اس کی ہو گئی اور وہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا اور علی بن الربرتیر کے ساتھ یعقوب' منصور کے پاس گیا اور عبداللہ بن اسحاق ان کی مخالفت کر کے میورقہ کی طرف چلا گیا وہ افریقہ سے سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ گیا اور انہوں نے اسے بحری بیڑے سے مدد دی اور وہ اس وقت میورقہ پہنچا جب اس کا بھائی منصور کے پاس پہنچا پس اس نے میورقہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ اس کا والی رہا اور اس نے اپنے بھائی علی کو طرابلس میں مدد بھیجی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور انہوں نے اس کی طرف یاقوت کو بھیجا پس اس نے اسے بزور قوت قید کر دیا یہاں تک کہ ۹۹ھ میں موحدین اس پر غالب آ گئے اور یہ قتل ہو گیا اور یاقوت مراکش چلا گیا اور وہیں فوت ہوا اور جب ابن غانیہ طرابلس سے فارغ ہوا تو تاشفین نے اپنے عمزاد غانی کو اس کا حاکم بنایا اور اس نے قابس کا قصد کیا تو وہاں پر موحدین کے عامل ابن عمر تافراکین کو پایا۔ جسے حاکم تونس شیخ ابوسعید بن ابی حفص نے ان کے پاس بھیجا تھا پس وہاں کے باشندوں نے اس سے استدعا کی کیونکہ قراقس کا نائب ان کے پاس سے بھاگ گیا تھا کہ ابن غانیہ کو طرابلس میں گرفتار کیا جائے پس اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا ناطقہ بند کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ ابن یافراس کا راستہ چھوڑ دے تو اس نے اس بات پر ان سے صلح کر لی اور انہوں نے اُسے شہر پر قبضہ کروا دیا۔ پس اس نے ۹۱ھ میں قابس پر قبضہ کر لیا اور انہیں ساٹھ ہزار دینار تاوان ڈالا اور اس نے ۹۷ھ میں مہدیہ کا قصد کیا اور اس پر غالب آ گیا اور وہاں پر باغی محمد بن عبدالکریم الکرابی کو قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبدالکریم کے حالات: یہ مہدیہ میں پروان چڑھا اور وہاں کی مرتد فوج میں شامل ہو گیا۔ یہ کوفی الاصل تھا اور بہت دلیر تھا پس اس نے اپنے لئے پیادوں اور سواروں کو جمع کیا اور اطراف کے مفسد اعراب پر غارت گری کرنے لگا پس اس نے ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی اور اس کے بعد یہ اس کام سے اکتا گیا اور لوگ اسے دعائیں دینے لگے اور ابوسعید بن ابی حفص منصور منصور کی حکومت کے آغاز میں افریقہ آیا اور اس نے مہدیہ پر اس کے بھائی یونس کو حاکم بنایا اور محمد بن عبدالکریم نے غنائم میں سے دو حصے طلب کئے تو اس نے انکار کیا۔ تو اس نے اسے اذیت دی اور قید کی سزا دی پس انہوں نے خفیہ طور پر عبدالکریم کے خلاف بغاوت کی سکیم بنائی اور اس میں اس کے خواص بھی شامل تھے اور اس نے خالص سونے کے پانچ سو دینار فدیہ دے کر اسے چھڑایا اور مہدیہ عبدالکریم کے بیٹے کو حاکم بنا دیا اور اس نے اپنی دعوت دینی شروع کر دی اور یہ دعوت متوکل علی اللہ تک پہنچی پھر سید ابوزید بن ابی حفص عمر بن عبدالمؤمن والی بن کر افریقہ پہنچا اور اس نے ابن عبدالکریم سے ۹۶ھ میں تونس میں جنگ کی اور حلق الوادی میں اس کی فوج مضطرب ہو گئی اور اس کے مقابلے میں موحدین کی فوجیں آ گئیں پس انہوں نے ان کو شکست دی اور اس نے ان کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا پھر انہوں نے اس محاصرہ کو چھوڑنے کی استدعا کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہاں سے آ کر فاس میں یحییٰ بن غانیہ کا محاصرہ کر لیا اور اس سے مدت تک مقابلہ کیا پھر قفصہ کی

طرف چلا گیا اور ابن غانیہ اس کے تعاقب میں نکلا تو ابن عبدالکریم اس کے آگے شکست کھا گیا اور مہدیہ چلا گیا اور ابن غانیہ نے ۹۷ھ میں ریاست میں اس کا محاصرہ کر لیا اور سید ابوزید نے اُسے فوج کے دو دستوں سے مدد دی یہاں تک کہ اس نے ابن عبدالکریم سے دریافت کیا کہ وہ اس کی حکومت کو تسلیم کرے اور وہ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابن غانیہ نے اُسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا اور ابن غانیہ مہدیہ پر قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ طرابلس قابس' صفاقس اور الجرید بھی اس کے قبضہ میں آ گئے پھر یہ افریقہ کی غربی جانب حملہ کرنے گیا اور باجہ سے مقابلہ کیا اور اس پر منجنیق نصب کر کے اور اُسے بزور قوت فتح کر کے برباد کر دیا اور اس کے عامل عمر بن غالب کو قتل کر دیا اور وہاں کے بھگوڑے اربع اور شقنباریہ چلے گئے اور باجہ کو چھتوں سے خالی چھوڑ گئے اور ایک مدت کے بعد یہاں کے باشندے سید ابوزید کی امان پر واپس آئے۔ پس ابن غانیہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس سے جنگ کی اور سید ابوالحسن نے بھی جو سید ابوزید کا بھائی ہے اس پر چڑھائی کی اور قسطنطینہ میں اس سے جنگ کی اور موحدین کو شکست ہو گئی اور وہ ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گیا۔ پھر اس نے بسکرہ پر حملہ کیا اور اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور اس کے نگران ابوالحسن بن ابولیلی کو گرفتار کر لیا اور اس کے بعد اس نے ملنبسیہ اور قیروان پر قبضہ کر لیا اور اہل بونہ نے اس کی بیعت کر لی اور وہ مہدیہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے تونس کے محاصرے کا ارادہ کر لیا اور ۹۹ میں اس کی طرف محاصرہ کے لئے گیا اور مہدیہ پر علی بن غانی کو عامل مقرر کیا۔ جو کافی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن غانیہ کے نام سے معروف ہے اور تونس کے باہر جبل احمر کے پاس اترا اور اس کا بھائی حلق الوادی میں اترا۔ پھر انہوں نے اپنی فوج سے اُسے تنگی میں ڈال دیا اور اس کی خندق کو پاٹ دیا اور آلات و منجانیق کو نصب کر دیا اور چھٹی صدی کے آخر میں چار ماہ کے حصار کے بعد اس میں داخل ہو گئے اور سید ابوزید اور اس کے ساتھی موحدین کو پکڑ لیا اور اس نے اہل تونس سے ایک لاکھ دینار تاوان لیا اور اس تاوان کی وصولی کے لئے اس نے ان میں سے اپنے کاتب ابن عصفور اور ابوبکر بن عبدالعزیز بن اسکالک کو ذمہ دار بنایا۔ پس انہوں نے تقاضا کر کے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے موت کی پناہ لی اور انہوں نے قتلِ عام بھی کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسماعیل بن عبدالرفیع تونس کا ایک بخیل تھا اس نے اپنے آپ کو کنویں میں گرا کر خودکشی کی اور ہلاک ہو گیا۔ پس اس نے ان سے دوبارہ تقاضا کیا۔ کہ اگر تاوان نہ ادا کیا گیا۔ تو انہیں جلاوطن کر دیا جائے گا اور وہ نفوسہ کی طرف چلا گیا اور سید ابوزید اس کی چھاؤنی میں قید تھا تو اس نے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور انہیں دو دو کروڑ دینار تاوان ڈالا اور اس نے رعیت کو بہت تنگ کیا اور اس کی سرکشی بہت بڑھ گئی اور اہل افریقہ کو اس سے اور اس سے قبل ابن عبدالکریم سے جو تکالیف دینی تھیں اور اس نے اس سلسلہ میں ناصر کے ساتھ مراکش میں رابطہ کیا۔ پس اس وجہ سے یہ غضبناک ہو گیا اور ۶۰۰ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا اور یحییٰ بن غانیہ کو بھی اطلاع ملی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ تونس سے قیروان اور پھر قفصہ چلا گیا اور عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اسے مدد اور دفاع کے لئے رہن دیئے اور اس نے مغرادہ کے سب قلعوں سے مقابلہ کیا اور ان کو جھکا دیا اور مطماطہ کی طرف منتقل ہو گیا اور ناصرہ' تونس' قفصہ اور پھر قابس آیا اور ابن غانیہ جبل دمر میں اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا پس وہ اس کو چھوڑ کر مہدیہ میں آ گیا اور پڑاؤ ڈال دیا

اور محاصرہ کے لئے آلہ نصب کیا اور شیخ ابومحمد عبدالواحد بن ابی حفص کو ۶۰۲ ھ میں چار ہزار موحدین کے ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے قابس کے نواح میں جبل تاجورا میں اس سے جنگ کی اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی جبارہ بن اسحاق کو قتل کر دیا اور سید ابوزید کو اس کی قید سے رہا کیا پھر مہدیہ کو فتح کیا اور علی بن غانی اس کی دعوت میں مہدیہ گیا۔ پس اس نے اُسے قبول کر لیا اور اس کو بلند رتبہ دیا اور اسے دستور کے مطابق اپنے غلام واصل کے ہاتھ تحائف دیئے اور وہاں پر دو جواہرات سے بنے ہوئے کپڑے تھے وہ بھی اسے دیئے اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا اور ناصر نے مہدیہ پر محمد بن یغمور کو حاکم بنایا جو مجاہدین میں سے تھا اور خود تونس واپس آ گیا پھر اس نے غور کیا کہ وہ کس کو افریقہ کی حکومت دے تاکہ وہ اس کے شگافوں کو بند کرے اور اس کا دفاع کرے اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کی مدافعت کرے تو اس نے شیخ ابی زید بن ابی حفص کو منتخب کیا اور ۶۰۳ ھ میں اُسے افریقہ کی امارت دے دی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور ناصر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ نے تونس میں موحدین کے ساتھ جنگ کی ٹھان لی اور ذوبان العرب میں سے زواودہ وغیرہ کو جمع کر لیا اور ان دنوں زواودہ نے محمد بن مسعود بن سلطف کو بنی عوف بن سُلیم کی خبروں کے ساتھ موحدین کی طرف بھیجا اور بلیسہ کے نواح میں شبور مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی اور ابن غانیہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے عربوں اور ملثمین کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف مارچ کیا اور سجلماسہ جا پہنچا اور اس کے پیروکاروں کے ہاتھ لوٹ کے مال سے بھر گئے اور انہوں نے فساد اور خرابی سے زمین کو بھاڑا اور وہ مغرب اوسط تک پہنچ گیا اور زناتہ کے مفسدوں نے اس سے سازباز کی اور اُسے بتایا گیا کہ تلمسان کا حاکم سید ابوعمران موسیٰ بن یوسف بن عبدالمؤمن ہے پس تاہرت میں ان کی جنگ ہوئی تو ابن غانیہ نے اُسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے پیشرو کو قید کر دیا اور افریقہ کی طرف واپس آ گیا اور حاکم افریقہ شیخ ابومحمد نے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کا راستہ روکا اور ان کے ہاتھوں سے غنائم چھین لیں اور ابن غانیہ جبال طرابلس کی طرف گیا اور اس کا بھائی سیر بن اسحاق مراکش کی طرف ہجرت کر گیا۔ پس ناصر نے اُسے قبول کر لیا اور اس کی عزت کی پھر عرب قبائل میں سے ریاح' عوف' ہیث اور ان کے ساتھی بربری قبائل ابن غانیہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے افریقہ میں داخل ہونے کا عزم کر لیا پس شیخ ابومحمد ۶ ھ میں ان پر حملہ کرنے گیا اور ان کے ساتھ جبل نفوسہ میں جنگ کی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور اس نے ان کے اونٹوں' گھوڑوں اور اسلحہ کو غنیمت میں حاصل کر لیا اور محمد بن غانی اور جوارین اور یفرن قتل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا عمرادبھی قتل ہو گیا۔ جو ابن ابی شیخ بن عساکر بن سلطان کے کاتبوں میں سے تھا اور اس روز ہلالی عربوں میں سے امیر قرۃ سماد بن نخیل بھی قتل ہو گیا۔

ابن نخیل کی حکایت: ابن نخیل بیان کرتا ہے کہ اس روز موحدین نے ملثمین سے جو غنائم حاصل کیں وہ اٹھارہ ہزار اونٹ تھے۔ اس واقعہ نے اس کی شدت وقوت کو کمزور کر دیا اور قبائل نفوسہ ابن عصفور کو ذلیل کرنے کے لئے جوش میں آ گئے پس اس نے ان کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور ابن غانیہ اسے تاوان لینے کے لئے ان کے پاس بھیجا کرتا تھا اور ابومحمد افریقہ کے نواح میں گیا اور اس نے ان کے کپڑوں کو واپس کیا اور ان کے شیوخ کو وہاں کے باشندوں سے پوشیدہ کیا اور ان کے فساد کو ختم

کرنے کے لئے انہیں تونس میں آباد کیا اور افریقہ کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ ابو محمد ۱۸ ھ میں فوت ہو گیا اور ابو محمد نے سید ابوالعلاء ادریس بن یونس بن عبدالمؤمن کو حاکم بنایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ ابو محمد کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی حاکم بن گیا تھا۔ پس اس کی وفات کے بعد سور بن عبابہ اور لخم متفرق ہو گئے اور اس کی رعیت نے اس پر عیب لگایا اور سید ابوالعلا اس پر حملہ کرنے گیا اور قابس میں اترا اور قصر العروسیین میں ٹھہرا اور اس نے اپنے بیٹے سید ابو زید کو موحدین کی فوج کے ساتھ درج اور غدامس کی طرف بھیجا اور ایک دوسری فوج کو ابن غانیہ کے محاصرہ کے لئے ودان بھیجا پس اس نے عربوں کو لرزہ براندام کر دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور سید ابوالعلاء نے ان کا قصد کیا اور ابن غانیہ الزاب کی طرف بھاگ گیا اور سید ابو زید نے اس کا تعاقب کیا اور بسکرہ سے جنگ کی اور ابن غانیہ بچ گیا اور ابن غانیہ نے مختلف قسم کے عربوں اور بربریوں کو جمع کیا اور سید ابو زید نے موحدین اور قبائل ہوارہ میں اس کا تعاقب کیا اور ۲۱ ھ میں تونس کے باہر ان کی جنگ ہوئی اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور بہت سے ملثمین مارے گئے اور موحدین کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے اور اس جنگ کے بعد ابو زید کو تونس میں اس کے باپ کی وفات کی خبر ملی پس وہ واپس آ گیا اور بنو ابو حفص کو افریقہ میں ان کے باپ شیخ ابی محمد بن اثال کے مکان میں لوٹا دیا گیا اور ان میں سے امیر ابو زکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھال لی اور اپنے بھائی ابو محمد عبد سے بھی حکومت لے لی اور یہ امیر ابو زکریا وہ ہے جو حفصی خلفاء کا جد ہے اور ابھی افریقہ میں ان کی حکومت پُر سکون نہیں ہوئی مگر انہوں نے ابن غانیہ کا بہت اچھا دفاع کیا اور اُسے افریقہ کے اطراف میں بھگا دیا اور آہستہ آہستہ اس نے اپنا ہاتھ اہل افریقہ کو تکالیف دینے سے اٹھا لیا اور وہ ہمیشہ ہی عربوں کے ساتھ جنگلوں میں بھاگا بھاگا پھرتا رہا اور مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور عقبہ کبریٰ میں جا پہنچا جو دیار مصر کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور علی بن مذکور حاکم سریقہ اس پر غالب آ گیا۔ جو برقہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور ماہو لجہ اور ملیانہ کے مغراوہ پر ٹوٹ پڑا اور ان کا امیر منذیل بن عبدالرحمٰن قتل ہو گیا اور اس کے اعضاء کو الجزائر کی فصیل پر صلیب دیا گیا اور وہ فوج سے خدمت لیتا تھا اور جب وہ خدمت سے اکتا جاتی تو اسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ ۵۰ سال امارات کر کے ۳۱ یا ۳۲ ھ میں فوت ہو گیا اور دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وادی الرجوان میں ادریس نے اسے قتل کیا تھا اور اُسے ملیانہ کی طرف وادی شلف میں لے گیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے صحرائے بادلیں اور مدید میں لے جایا گیا تھا جو بلاد الزاب میں ہے اور اس کے مرنے سے ملثمین کی حکومت لمتونہ، مسوفہ اور تمام بلاد افریقہ اور مغرب اور اندلس سے ختم ہو گئی اور اس کی حکومت کے خاتمہ سے صنہاجہ کی حکومت بھی جاتی رہی اور اس نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑیں جنہیں اس نے امیر ابو زکریا کے پاس اس کے عہد کی وجہ سے بھجوا دیا۔ امیر ابو زکریا نے ان سے نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کی حفاظت کے لئے ایک محل بنایا جو اس عہد میں بھی قصر بنات کے نام سے مشہور ہے اور وہ اس کی نگرانی میں اپنے باپ کی وصایا کے مطابق آسودہ حال ہو کر رہیں کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک عمزاد نے ان میں سے ایک کو پیغام نکاح دیا تو امیر زکریا نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے کہا کہ یہ تیرا عمزاد ہے اور تیرا زیادہ حق دار ہے۔ اس نے جواب دیا اگر کوئی ہمارا عمزاد ہوتا تو اجنبی لوگ ہماری کفالت نہ کرتے اور وہ سب کی سب بغیر شادی کے ہی رہیں حالانکہ انہوں نے عمر سے کافی حصہ پایا تھا۔

میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ان میں سے ایک لڑکی کو ۷۰۷ء میں دیکھا تھا جو نوے سال سے اوپر کی تھی وہ بیان کرتے تھے کہ میں اُسے ملا تھا۔ وہ بڑی شریف النفس، خوش اخلاق اور آسودہ حال تھی۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

اور یہ ملثمین اور ان کے قبائل اس عہد میں اپنے میدانوں میں ہیں۔ جو سوڈان کے پڑوس میں ہیں اور ان کے اس ریگستان کے درمیان رکاوٹ ہیں جو بلاد بربر میں سے مقدس اور افریقہ کی سرحد ہے اور اس عہد میں وہ مغرب میں بحر محیط کے ساحل سے مشرق میں ساحل نیل تک متصل ہیں اور ان میں سے جو بھی عدد تین کا بادشاہ بن کر کھڑا ہوا ہلاک ہو گیا اور وہ مسوفہ اور لمتونہ کے قافلے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے جنہیں حکومت کھا گئی اور آفاق و افطار نگل گئے اور غلامی نے انہیں فنا کر دیا اور موحدین کے امراء نے ان سے جنگیں کیں اور ان میں جو صحرا میں باقی رہا وہ اختلاف و انشقاق کی وجہ سے اپنے پہلے حال پر رہا اور وہ اب ملوک سوڈان کے مطیع ہیں اور انہیں خراج دیتے ہیں اور ان کی فوجوں میں جاتے ہیں اور اس کی بنیادیں بلادِ سوڈان سے مشرق تک، عرب کے سلع کے مناظر سے بلاد مغربین اور افریقہ تک ملی ہوئی ہیں پس ان میں سے کدالہ، سوس اقصیٰ کے مغرب میں ذوی حسان بن معقل کے سامنے ہے اور لمتونہ اور تریکہ ذوی منصور اور ذوی عبداللہ بن معقل بھی اسی طرح مغرب اقصیٰ کے عرب ہیں اور مسوفہ زغبہ کے سامنے ہے جو مغرب اوسط کے عرب ہیں اور لمطہ، ریاح کے مقابلہ میں ہیں جو الزاب، بجایہ اور قسنطینہ کے عرب ہیں اور تادکا سُلیمہ کے مقابلہ میں ہیں۔ جو افریقہ کے عرب ہیں اور ان کے اکثر مویشی اونٹ ہیں جو ان کی معاش اور بوجھ اٹھانے اور سواری کے کام آتے ہیں اور گھوڑے ان کے پاس کم ہوتے ہیں یا بالکل ہی نہیں ہوتے اور وہ سبک رفتار اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور ان کا نام نجیب رکھتے ہیں اور انہیں پر سوار ہو کر جنگ کرتے ہیں اور ان کی چال تیز ہوتی ہے جو دوڑ کے قریب ہوتی ہے اور بعض اوقات عربوں میں سے اہل قیض ان سے جنگ کرتے ہیں۔ خصوصاً بنو سعید جو ریاح کے جنگل میں رہتے ہیں۔ پس زیادہ یہی عرب ان کے علاقوں میں جنگ کرتے ہیں اور جو ان کے ساتھ جو اس کو لوٹ لیتے ہیں اور انہیں مغایر کی وادیوں میں تیر مارتے ہیں اور جب سیاح ان کے قبیلوں میں آتے ہیں اور یہ ان کے تعاقب میں سوار ہو جاتے ہیں تو ان کے شہروں سے جدا ہونے سے قبل ہی انہیں پانیوں پر روک لیتے ہیں اور وہ ان سے بچ نہیں سکتے اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی ہے پس عرب ان کے حملوں سے کوشش کے بعد ہی بچ سکتے ہیں اور ان میں سے بعض ہلاک ہو جاتے ہیں اور جب ہمارے سامنے ملوک سوڈان کی بات ہو گئی تو ہم ان کے اس عہد کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے جو ملوک مغرب کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ وتعز من تشاء.

باب: ۲۳

ملوک سوڈان

ملثمین سے پرے مغرب کے پڑوس میں رہنے والے ملوک سوڈان کے حالات وواقعات اور اُن کی حکومت کے متعلق ہم تک پہنچنے والے واقعات کا مختصر بیان درج کیا جاتا ہے

یہ سوڈانی قومیں دوسرے براعظم کی رہنے والی ہیں۔ جو پہلے براعظم کے پیچھے آخر تک رہتی ہیں بلکہ معمورہ کے آخر تک مغرب اور مشرق کے درمیان متصل ہیں اور مغرب اور افریقہ میں بلادِ بربر کے پڑوس میں اور وسط میں بلادِ یمن وحجاز اور بصرہ اور اس کے پیچھے مشرق میں بلادِ ہند میں رہتی ہیں اور ان کی کئی اقسام اور کئی قبیلے ہیں اور زنگ' حبشہ اور نوبہ ہیں اور ان میں سے اہل مغرب کا ذکر ہم ان کا نسب بیان کرنے کے بعد کرنے والے ہیں۔

پس بنو حام بن نوح جو حبش میں رہتے ہیں۔ حبش بن کوش بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور نوبہ بن کوش بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے اور ابن عبدالبر کہتا ہے کہ وہ نوب بن قوط بن مصر بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور زنگ زنجی بن کوش کی اولاد میں سے ہیں اور باقی ماندہ سوڈانی' قوط بن حام ہے اور ابن سعید نے ان کے سترہ قبائل وامم کو شمار کیا ہے اور ان میں سے زنگی مشرق میں بحر ہند کے کنارے پر رہتے ہیں جن کا شہر فنقیہ ہے اور وہ مجوسی ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا غلام معتمد کی خلافت میں زنگی لے پالک کے ساتھ اپنے سادات پر غالب آ گیا تھا اور سعید کہتا ہے کہ ان کے پاس بربری رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر امراء القیس نے اپنے اشعار میں کیا ہے اور اس عہد میں اسلام پھیلا ہوا ہے اور ان کے مغرب اور ارد گرد دمادم میں جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہتے ہیں اور وہ بلاد حبشہ کی طرف نکل گئے ہیں اور وہ سوڈانی قوموں میں سے سب سے بڑی قوم ہیں اور سمندر کے مغربی کنارے پر یمن کے پڑوس میں رہتے ہیں اور

ان میں سے یمن کا بادشاہ ذی تو اس ہے اور اس کا دارالسلطنت کفرہ تھا اور وہ عیسائی تھے اور ان میں سے ایک نے ہجرت کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت مدینہ سے قبل صحابہ اس کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور اس نے ان کو پناہ دی تھی اور ان کی حفاظت کی تھی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات کی خبر ملی تو آپ ؐ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اس کا نام نجاشی تھا اور ان کی زبان میں اثکاش تھا عربوں نے اس کو جیم سے معرب کر کے اس کے ساتھ یائے نسبتی کو لگا دیا یہ نام ان میں سے ہر بادشاہ کی علامت نہیں جیسا کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے جنہیں اس بات کا علم نہیں اور اگر یہ ایسا ہوتا تو وہ آج تک اس کے نام کو مشہور کرتے کیونکہ ان کی بادشاہت ان میں سے منتقل نہیں ہوئی اور اس عہد میں ان کے بادشاہ کا نام خطی ہے۔

اور اس کے مغرب میں ایک شہر ہے جہاں ان کا بڑا بادشاہ رہتا ہے اور اسکی بہت بڑی حکومت ہے اور اس کے شمال میں ایک اور بادشاہ ہے جس کا نام حق الدین محمد بن علی بن واصمع ہے اور اس کا دادا واصمع وامران کے بادشاہ کا مطیع تھا جس سے خطی کو غیرت آئی تو اس نے اس سے جنگ کی اور اس کے ملک پر قابض ہو گیا پھر مسلسل جنگ جاری رہی اور خطی کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنو واضمع نے اپنا ملک خطی اور اس کے بیٹوں سے واپس لے لیا اور وفات پر قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ حق الدین فوت ہوا۔ تو اس کے بعد اس کا بھائی سعد الدین بادشاہ بنا اور یہ لوگ مسلمان تھے۔ کبھی یہ خطی کی اطاعت کرتے اور کبھی نہ کرتے ابن سعید بیان کرتا ہے کہ ان کے ساتھ بجادہ رہتے تھے۔ جو نصاریٰ اور مسلمان تھے اور بحرسوس کے جزیرہ بسواکن میں رہتے تھے اور ان کے ساتھ نوبہ رہتے تھے۔ جو زنگیوں اور حبشیوں کے بھائی تھے اور نیل کے مغرب میں ان کا جزیرہ ونقلہ تھا اور ان کی اکثریت دیارِ مصریہ کی پڑوسی تھی اور ان میں سے رقیق بھی تھا اور ان کے ساتھ زغادہ رہتے تھے جو مسلمان تھے اور ان کے کچھ قبائل تاجر پیشہ تھے اور ان کے ساتھ کانم تھے جن کی بہت مملوق تھی اور اسلام ان پر غالب تھا اور ان کا شہر جیمی تھا اور انہیں بلادِ صحرا میں فزان تک غلبہ حاصل تھا اور حفصی حکومت کے ساتھ ان کی ابتداء ہی سے صلح تھی اور ان کے مغرب میں ان کے ساتھ کوکو تھے اور ان کے بعد نفالہ' تکرور' لمی' تمیم' جای' کوری اور افلزار تھے اور وہ بحر محیط سے مغرب میں غانیہ تک متصل ہیں (ابن سعید کا کلام یہاں ختم ہو جاتا ہے)

اور جب مغربی افریقہ فتح ہوا تو تاجر بلادِ مغرب میں داخل ہو گئے تو انہوں نے ان میں ملوکِ غانیہ سے کسی کو بڑا نہ پایا اور وہ غربی جانب سے بحر محیط کے پڑوسی تھے اور سب سے بڑی قوم تھے اور ان کی بہت بڑی بادشاہی تھی اور ان کا دارالسلطنت غانیہ تھا اور دونوں شہر نیل کے دونوں کناروں پر دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہیں اور ان میں بہت لوگ آتے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب رجارہ کے مؤلف اور المسالک والممالک کے مؤلف نے بھی کیا ہے اور مشرق کی جانب سے ان کے پڑوس میں ایک اور قوم رہتی ہے ناقلین کے خیال کے مطابق وہ صُوصُو یا سُوسُو کے نام سے معروف ہے پھر اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو کوکو کے نام سے معروف ہے اور اسے ثاغو بھی کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو تکرور کے نام سے معروف ہے۔

اور مجھے شیخ عثمان نے جو غانیہ کا فقیہ اور علم و دین میں بڑی شہرت کا مالک ہے بتایا ہے کہ وہ ۹۹ھ میں اپنے اہل و

عیال کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے مصر آیا اور میں اسے وہاں ملا تو اُس نے کہا کہ وہ تکرور زغائی اور مالی انکا دیہ نام رکھتے ہیں۔ انتہیٰ کامہٗ پھر اہل غانیہ کی حکومت کمزور ہوگئی اور ملثمین کی پوزیشن مضبوط ہوگئی جو نہال کی جانب سے جو بربریوں کے قریب ہے ان کے پڑوسی ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور انہوں نے سوڈان پر حملہ کر دیا اور ان کی رکھ اور ان کے شہروں کو لوٹ لیا اور ان سے جزیہ اور ٹیکس کا مطالبہ کیا اور انہوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس دین کو قبول کر لیا۔ پھر اصحاب غانیہ کی حکومت کمزور ہوگئی اور اہل صُوصُو ان پر غالب آ گئے جو سوڈانی قوموں میں سے ان کے پڑوسی تھے اور انہوں نے ان کو غلام بنا لیا۔

پھر اہل مالی نے اپنے نواح میں سوڈانی قوموں پر حملہ کر دیا اور پڑوسی قوموں پر زیادتی کی اور صُوصُو پر غالب آ گئے اور ان کے پاس جو قدیم ملک تھا ان سے چھین لیا اور اہل غانیہ کا ملک بھی ارن تک لے لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور ان میں سے پہلے مسلمان ہونے والے بادشاہ کا نام برمندان تھا اس بادشاہ نے حج کیا اور اس کے بعد آنے والے بادشاہوں نے حج کرنے میں اس کے طریقوں کی پیروی کی اور ان کا سب سے بڑا بادشاہ جس نے صُوصُو پر غلبہ پایا اور ان کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے ہاتھوں سے حکومت کو چھینا اس کا نام ماری جاطہ تھا اور ماری ان کے ہاں اس امیر کو کہتے ہیں جو سلطان کی نسل سے ہو اور جاطہ شیر کو کہتے ہیں اور پوتے کا نام ان کے ہاں تکو ہے مگر اس بادشاہ کا نسب ہم تک نہیں پہنچا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بادشاہ نے ان پر ۲۵ سال بادشاہی کی اور جب یہ فوت ہوا۔ تو ان کے موالی میں سے ایک غلام نے حکومت پر غلبہ حاصل کر کے حکمران بن گیا اس کا نام ساکورہ تھا اور شیخ عثمان بیان کرتا ہے کہ اہل غانیہ نے اس کو اپنی زبان میں سیکرہ لکھا ہے اور اس نے ناصر کے ایام میں حج کیا اور واپسی پر تاجورا میں قتل ہوگیا اور اس کی حکومت بہت وسیع تھی اور انہوں نے پڑوسی قوموں پر غلبہ پا لیا اور بلادِ کوکو کو فتح کیا اور انہیں اہل مالی کی حکومت میں شامل کر لیا اور ان کی سلطنت بحر محیط سے مغرب میں غانہ تک اور مشرق میں تکرور تک تھی اور ان کی بادشاہت مضبوط ہوگئی اور سوڈانی قومیں ان سے ڈرنے لگیں اور افریقہ اور بلادِ مغرب سے تاجر ان کے شہروں کی طرف آنے لگے اور الحاج یونس اور یمال تکروری کہتے ہیں کہ جس شخص نے کوکو کو فتح کیا اس کا نام سقمنجہ تھا جو منسا موسیٰ کے جرنیلوں میں تھا اور اس کے بعد ساکورہ اور ہدا نوابن السلطان ماری جاطہ حاکم بنا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن قو حکمران بنا۔ پھر ان کی حکومت سلطان ماری جاطہ کے بیٹوں سے اس کے بھائی ابوبکر کے بیٹوں میں منتقل ہوگئی اور منسا موسیٰ بن ابوبکر ان کا حکمران بنا اور یہ بڑا صالح اور عظیم بادشاہ تھا اور اس کے عدل و انصاف کی باتیں بیان کی جاتی ہیں اس نے ۷۲۴ھ میں حج کیا اور حج کے اجتماع میں اُسے اندلس کا شاعر ابواسحاق ابراہیم ساحلی ملا۔ جو الطّونجن کے نام سے معروف ہے اور وہ اس کے ساتھ اس کے ملک میں آیا اور اسے بڑا تحفظ اور اختصاص حاصل تھا۔ جو اس کے بعد آج تک اُسے حاصل ہے اور انہوں نے مغرب میں اپنے ملک کی سرحدوں میں سے اثر کو اپنا وطن بنایا اور واپسی پر اسے ہمارا حاکم معمر ابوعبداللہ بن خدیجہ کومی بھی ملا جو عبدالمؤمن کی اولاد میں سے ہے۔ جو الزاب میں فاطمی منتظر کا داعی تھا اور ان پر عربوں کے جتھوں کو چڑھا لایا۔ پس وارکلا نے اس سے چال چلی اور اسے گرفتار کر لیا اور پھر کچھ عرصے بعد اسے رہا کر دیا اور وہ سلطان منسا موسیٰ کے پاس ان کے خلاف کمک مانگتا ہوا چلا گیا اور اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ حج کو جا رہا ہے پس وہ اس

کے انتظار میں غدامس شہر میں اپنے دشمن پر فتح حاصل کرنے اور اپنی حکومت کے لئے مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا کیونکہ منسا موسیٰ کی حکومت اس صحرا میں بہت مضبوط تھی وارکلا شہر اور اس کی حکومت کی مددگار تھی۔ پس اس کی وہاں بہت پذیرائی ہوئی اور اس نے اس سے مدد کرنے اور اس کا بدلہ لینے کا وعدہ کیا اور دوسرے شہر تک اسے اپنے ساتھ رکھا۔

کانواکبہ بیان کرتا ہے کہ میں اور ابواسحاق اس کے وزراء اور اس کی قوم کے سرداروں کو چھوڑ کر اچھی اچھی باتوں سے شادکام ہو رہے تھے۔ ہر منزل میں شاندار کھانے اور مٹھائیاں ہدیہ کے طور پر دے رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ ہزار خادمِ خاص دیباج اور یمانی ریشم کی قبائیں پہنے اس کے برچھے کو اٹھائے ہوئے تھے الحاج یونس جو اس قوم کا مصر میں ترجمان تھا بیان کرتا ہے کہ یہ بادشاہ منسا موسیٰ اپنے ملک سے سونے کے تین اونٹ لے کر آیا اور ہر اونٹ تین قنطار کا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ وہ خادموں اور جوانوں پر اپنے اوطان میں سواری کرتے تھے اور دور دراز کے سفر جیسے حج وغیرہ سواریوں پر کرتے تھے۔

ابوخدیجہ بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ اس کے ملک کے دارالخلافہ میں واپس آئے تو اس نے اپنے بادشاہ کی نشست کے لئے ان کے علاقے میں ایک مضبوط بنیاد والا اور عجیب وغریب گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ پس ابواسحاق طوئجن نے اسے ایک مربع شکل گنبد بنا کر تحفہ میں دیا۔ جس میں اس نے اپنی تمام مہارت کو صرف کر دیا اور وہ بڑا کاریگر تھا اور اس نے اس پر کلس لگائے اور اس پر خوب رنگ ڈالے پس یہ ایک مضبوط عمارت بن گئی اور بادشاہ کو بھی ایک نادر تعمیر معلوم ہوئی تو اس نے اسے قیمتی تحائف کے علاوہ جو اسے ملتے رہتے تھے۔ بارہ ہزار مثقال سونا معاوضہ میں دیا اور اس سلطان منسا موسیٰ اور مغرب کے بادشاہ کے درمیان بنی مرین کے بادشاہ ابوالحسن کے زمانے سے تعلقات اور مصالحت تھی اور دونوں حکومتوں کے بڑے بڑے آدمی اس مصالحت کے دوران آتے جاتے رہتے تھے اور حاکمِ مغرب نے اپنے وطن کی اس متاع کو اچھا سمجھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کیں جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا تذکرہ کریں گے اور یہ تعلقات ان کے بعد ان کی اولاد کے درمیان بھی رہے اور منسا موسیٰ کی حکومت ۲۵ سال رہی اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد مالی کی حکومت اس کے بیٹے منسا مغا نے سنبھالی اور مغا ان کے نزدیک محمد ہوتا ہے اور یہ چار سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کی حکومت کو منسا سلیمان بن ابوبکر نے سنبھال جو موسیٰ کا بھائی تھا اور اس کا دورِ حکومت ۲۴ سال تک رہا۔ پھر وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا منسا بن سلیمان حکمران بنا اور وہ اپنی حکومت کے نویں سال فوت ہو گیا اور اس نے ۱۴ سال حکومت کی اور یہ ان کا سب سے برا حاکم تھا۔ جس نے انہیں تکالیف اور عذاب دیئے اور حرم میں خرابی پیدا کی اور مغرب کے بادشاہ نے اپنے عہد میں سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن کو ۶۲ھ میں ایک قابلِ ذکر تحفہ دیا جس میں ارضِ مغرب کا ایک عظیم الجثہ جانور تھا جسے زرافہ کہتے ہیں اور لوگ مدتوں تک اس کے مختلف قسم کے زیورات اور اس کے جثہ کے متعلق باتیں کرتے رہے۔

اور قاضی ثقہ ابوعبداللہ محمد بن وانسوال سجلماسی نے جو اُن کے ملک میں 'کوکو' میں آباد ہو گیا تھا اور انہوں نے اُسے ۶ ۷۷ھ میں قاضی بنا دیا تھا۔ مجھے ان کے بادشاہوں کے متعلق بہت کچھ بتایا' جسے میں نے لکھا ہے اور اس نے مجھ سے سلطان جاطہ کا بھی ذکر کیا ہے کہ اس نے ان کی حکومت کو خراب کر دیا اور ان کے ذخائر کو تلف کر دیا اور قریب تھا کہ ان کی بادشاہی کی

شان ختم ہو جاتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسراف وتبذیر کا حال یہ تھا کہ اس نے سونے کا وہ پتھر بھی بیچ دیا جوان کے باپ کے ذخیرے میں تھا اور جب اس پتھر کو کان سے بغیر صاف کئے لایا گیا تھا تو اس کا وزن بیس قنطار تھا پس اس فضول خرچ بادشاہ نے جس کا نام جاطہ تھا اسے ان تاجروں کے سامنے پیش کیا جو مصر سے اس کے ملک میں آتے تھے۔ تو انہوں نے اسے نہایت کم قیمت میں اس سے خرید لیا اور اس نے اپنے بادشاہوں کے ذخائر کو فسق وفجور میں بے دریغ طور پر خرچ کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اسے نیند کی بیماری لاحق ہوگئی اور یہ بیماری اس علاقے کے لوگوں کو اور رؤساء کو خصوصاً بہت لاحق ہوتی ہے اسے عام طور پر نیند کی بے ہوشی رہتی اور وہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا اور اپنے اوقات میں سے بہت کم جاگتا اور یہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا اور اپنے اوقات میں بہت کم جاگتا اور یہ بیماری بیمار کو نقصان دیتی ہے اور وہ مسلسل بیمار رہنے سے فوت ہو گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بیماری اس کی اخلاط میں دو سال تک رہی اور ۷۷۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے کو حکمران بنایا تو اس نے عدل وانصاف سے کام لیا اور رعایا کے حالات کا جائزہ لیا اور کلیتہً اپنے باپ کے طریق سے الگ ہو گیا اور اس وقت وہ ہدایت کی امید گاہ ہے اور اس کی حکومت پر اس کا وزیر ماری جاطہ غالب ہے اور ان کے ہاں ماری کے معنی وزیر کے ہیں اور جاطہ کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس وقت اس نے سلطان کو تصرفات سے روک دیا ہے اور فوج کی تیاری پر غور وفکر کیا ہے اور ان کے ملک کے مشرقی علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور 'کوکو' کی سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے اور تکرت اور اس کے ماوراء ملثمین کے علاقوں میں اس نے لڑنے کے لئے فوج بھیجی ہے۔ جس نے وہاں حکومت کے آغاز ہی میں جنگ کی ہے اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے پھر فوج وہاں سے چلی گئی اور اب انہوں نے تکرت اور ہدنہ کا محاصرہ کر لیا ہے جو وارکلا شہر سے غربی جانب ستر دن کے فاصلہ پر ہے اور اس میں ملثمین کا ایک آدمی سلطان کے نام سے معروف ہے اور وہ سوڈانیوں کے الحاج کے طریق پر چل رہے ہیں اور اس کے اور امیر الزاب اور وارکلا کے درمیان مصالحت ومراسلت ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مالی کی حکومت کا دارالخلافہ ایک وسیع اور زرعی اور آباد علاقہ ہے۔ جس کی منڈیاں آباد ہیں اور اس وقت وہ مغرب' افریقہ اور مصر کی سمندری سواریوں کا اسٹیشن ہے اور ہر علاقے سے وہاں پر سامان لایا جاتا ہے اور منساموسیٰ کی وفات ۷۸۹ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا بھائی منسامغا حکمران بنا۔ پھر وہ ایک بعد قتل ہو گیا اور اس کے بعد صند کی حکمران بنا اور صند کی وزیر نے ام موسیٰ سے شادی کر لی اور چند ماہ بعد ماری جاطہ کے گھر سے اس پر حملہ ہوا۔ پھر وہ ان کے پیچھے کافروں کے ملک سے نکل گیا اور ان کے پاس محمود نامی ایک شخص آیا جو منسا قو بن منسا ولی بن ماری جاطہ اکبر کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ پس اس نے ۷۹۲ھ میں حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کا لقب منسامغا تھا۔

بنی بصلکی کے لمطہ' کزولہ اور ہسکورہ کے حالات جو ہوارہ اور ضہاجہ کے بھائی ہیں: ان میں قبائل کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ ضہاجہ کے بھائی ہیں اور ان تینوں کی ماں بصلکی العرجاء بنت زحیک بن مادغیس ہے اور ضہاجہ' عامیل بن زعزاع کی اولاد سے ہیں اور ہوارہ' ادریغ کی اولاد سے ہیں اور اس کا بیٹا ابن برنس ہے اور دوسروں کے

متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوئی ابن حزم کہتا ہے کہ ضہاجہ اور لمطہ کے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور یہ تینوں قومیں سوس اور اس کے قریب کے بلادِ صحرا اور جبالِ درن میں رہتی ہیں۔ جو اس کے میدانوں اور پہاڑوں کے پیچھے ہیں۔

لمطہ: ان کی اکثریت ضہاجہ کے دو تہائی کی پڑوسی ہے اور ان کے بہت سے قبائل ہیں اور ان میں اکثر سفر کرنے والے دیہاتی ہیں اور ان میں سے کچھ سوس میں مسلناز کن اور نحسن میں رہتے ہیں جو معقل کے ذوی حسان کے شمار میں آجاتے ہیں اور بقیہ لمطہ صحرا میں ملثمین کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کا بڑا قبیلہ تلمسان اور افریقہ کے درمیان رہتا ہے اور ان میں سے وکاک بن زیرک فقیہ بھی ہے جو ابو عمران فاسی کا ساتھی ہے اور وہ سجلماسہ میں اترا تھا اور اس کے شاگردوں میں سے عبداللہ بن یاسین بھی ہے جو لمتونیہ کا حکمران تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

کزولہ: کزولہ کے بہت سے بطون ہیں اور ان کا بڑا حصہ سوس میں رہتا ہے اور یہ لمطہ کے پڑوسی ہیں اور ان سے لڑتے بھی ہیں اور اب ان میں سے ارضِ سوس میں سفر کرنے والے رہتے ہیں اور سوس میں آنے والے سے قبل معقل کے ساتھ ان کی جنگیں ہوتی تھیں۔ پس جب یہ سوس میں داخل ہو گئے تو ان پر غالب آ گئے اور وہ اب ان کے خادم حلیف اور رعایا ہیں۔

ہسکورہ: اس عہد میں یہ مصامدہ میں شمار ہوتے ہیں اور موحدین کی دعوت کی طرف منسوب ہیں اور یہ بہت سی قومیں اور وسیع بطن ہیں اور ان کے مواطن ان کے پہاڑوں میں مشرقی جانب سے دان سے تادلہ تک اور قبلہ سے درعہ تک متصل ہیں اور فتح مراکش سے قبل ان میں کچھ لوگ مہدی کی دعوت میں شامل تھے۔ مگر مکمل طور پر یہ دعوت میں بعد میں شامل ہوئے اسی لئے بہت سے لوگ ان کو موحدین میں شمار نہیں کرتے اور اگر شمار کریں تو آغاز کار میں امام کی مخالفت کرنے اور اس کے اور اس کے پیروکاروں اور مددگاروں کے ساتھ جنگیں کرنے کی وجہ سے انہیں سابقین میں شمار نہیں کرتے اور یہ ان کی مخالفت و عداوت کی دعوت دیتے ہیں اور اعلانیہ ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان کے خطباء جمعہ کی نمازوں میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہنتانہ تینملل ہرنہ اور ہرزجہ پر لعنت کرے پس فتح مراکش کے بعد یہ دعوت پر قائم ہوئے اور ہسکورہ کے متعدد بطون ہیں جن میں مصطادہ عجرامہ زمرادہ انتیف بنو نفال اور بندر سکونت اور دیگر بطون ہیں جن کے نام مجھے مستحضر نہیں اور موحدین کی حکومت کے آخر میں ان کی سرداری عمر بن قاریط المغنب کو حاصل تھی جس کا ذکر مامون اور رشید کے حالات میں ہے یہ بنی عبدالمؤمن میں سے مراکش میں موحدین کے خلاف تھا۔ پھر اس کے بعد مسعود بن کلداہن تھا جو دبوس کے نام کا منتظم اور اس کا مددگار تھا اور میں اسے بنی مسعود کا جد خیال کرتا ہوں جن کے رؤسا اس عہد میں فطوا کہ میں سے ہیں۔ جو اس گھرانے میں سرداری کے اتصال کی وجہ سے بنی خطاب کے نام سے معروف ہیں اور جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو انہوں نے مدت تک بنی مرین کی نافرمانی کی اور استقامت اور جنگ میں ان کا سلوک بھی ان سے مختلف ہو گیا اور وہ جشم کے عربوں کی اطاعت سے دستکش ہونے والوں اور باغیوں کی پناہ گاہ تھے۔ پھر وہ درست ہو گئے اور ٹیکسوں کی ادائیگی کرنے لگے اور بلانے پر شاہی فوجوں میں جانے لگے۔ جیسے کہ دوسرے مصامدہ کا حال تھا۔

انتیسف: ان کی سرداری اولادِ ہنوا میں تھی اور ان میں سے یوسف بن کنون نے اپنے لئے تاقیوت کا قلعہ بنایا اور اس میں

محفوظ ہو گیا اور ہمیشہ ہی اس کے بعد اس کے بیٹے علی اور مخلوف اسے مضبوط کرتے رہے اور یوسف کی فوتیدگی کے بعد اس کی سرداری اس کے بیٹے مخلوف نے سنبھالی اور ۷۰۲ھ میں اعلانیہ اطاعت سے نکل گیا۔ پھر دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اسی نے ۷۰۷ھ میں تابت کے دورِ حکومت میں مراکش پر ظلم کرنے والے یوسف بن عباد کو گرفتار کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے پس مخلوف نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اختیار دیا اور اس کا تقرب اطاعت کرنے سے ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ہلال بن مخلوف سردار بنا اور اس عہد تک سرداری ان میں متصل چلی آتی ہے۔

بنو نفال: ان کی سرداری اولادِ زمیت کو حاصل تھی اور سلطان ابو سعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے عہد میں ان کا بڑا سردار علی بن محمد تھا اور اس کی اختلاف اور امتناع میں بڑی شہرت تھی اور سلطان ابوالحسن نے اپنی حکومت کے آغاز میں اس کے محاصرہ کے بعد اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا اور اُسے اپنے ماتحت امراء میں شامل کر دیا۔ یہاں تک کہ تونس میں قیروان میں طاعون جارف کے واقعہ کے بعد فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنی قوم کی سرداری سنبھالی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو گیا اور اس عہد میں ان کی سرداری ان کے اہل بیت اور ان کے چچوں کے گھر میں ہے۔

فطواکہ: یہ ان میں بڑے وسیع بطن اور بڑی سرداری والے اور بادشاہ کے خصوصی مقرب اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں اور بنو خطاب موحدین کی حکومت کو چھوڑ کر بنی عبدالحق کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور انہیں اپنی مہار دے دی ہے اور انہوں نے اپنے پر سرداری کرنے کے لئے اپنے شیوخ کو مختص کیا ہے اور سلطان یوسف بن یعقوب کے عہد میں ان کا سردار محمد بن مسعود اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر تھا اور عمر اپنے محل میں ۷۰۴ھ کو فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا چچا موسیٰ بن مسعود نے حکومت سنبھالی اور جب بنی مرین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور مصادمہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے عہد کے بعد بنو مرین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ مصادمہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے عہد کے بعد بنو مرین اپنے رؤساء کو ان کا ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے مقرر کرنے لگے کیونکہ وہ ان کے خاندان میں سے تھے اور ان میں ہنتانہ میں اولادِ یونس سے بڑا سردار کوئی نہ تھا اور بنی خطاب ہسکورہ میں تھے۔ پس انہوں نے آپس میں مراکش کی عملداریوں کو محمد بن عمر اور اس کے بعد موسیٰ بن علی اور اس کے بھائی محمد کو دے دیا جو ہنتانہ کے شیوخ تھے اور وہ ہمیشہ وہاں کا والی رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی مصیبت سے تھوڑا عرصہ قبل قیروان میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا سلطان ابوالحسن کی طرف جاتے ہوئے تلمسان چلا گیا۔ پس جب ابو عنان نے اپنی طرف دعوت دی تو یہ اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور اپنے باپ کی طرح اطاعت کرنے لگا اور ابو عنان نے اس کے چچا عبدالحق کی وجہ سے اس کی رعایت کی اور اسے مراکش کی عملداریوں کا کام سونپ دیا مگر یہ اس کے جھگڑوں میں کچھ کام نہ آیا۔ یہاں تک کہ مراکش میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ جا ملا اور یہ اس کے بڑے داعیوں میں سے تھا اور اس نے اس کی مدد میں بڑی بہادری دکھائی۔ پس جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا۔ تو ابو عنان نے اسے قید کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور پھر ۷۵۳ھ میں تلمسان پر حملہ کے دوران اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اس کے بھائی منصور بن محمد نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ امیر عبدالرحمٰن بن ابی افلس نے ۷۷۶ھ میں مراکش پر قبضہ کر لیا۔ پس اس نے اسے مقدم کیا اور اسے گرفتار کر کے اس کے عمزاد کے گھر میں ایک سال تک قید کر دیا اور ابن مسعود بن الخطاب بھی اس کے حامیوں میں سے تھا اور وہ اس کا باپ محمد بن عمر

کی اولاد میں سے اپنی جان کے خوف سے بنی مرین کی طرف آ گئے تھے تا کہ انہیں حکومت کی تربیت دیں پس جب اُس نے اس کے گھر میں قیدی ہوتے ہی اس پر قدرت پائی اور اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بیٹوں کو بھی قتل کر دیا اور سلطان نے ناراض ہو کر اسے تھوڑا عرصہ قید کر دیا پھر رہا کر دیا اور وہ اس عہد میں ہسکورہ کا آزاد حکمران ہے۔ واللّٰہ قادر علی من یشاء

ضہاجہ کا تیسرا طبقہ: اس طبقہ میں کوئی بادشاہ نہیں ہے اور یہ اس عہد میں مغرب کے قبائل سب سے زیادہ ہیں اور ان میں سے کچھ جبالِ درن کی شرقی جانب' تازی اور تادلہ کے درمیان اور معدن بنی فازان میں اس گھاٹی پر رہتے ہیں۔ جو آ کر سلومن تک پہنچاتی ہے جو بلادِ نخل میں سے ہے اور اس گھاٹی کا گزر مغرب میں بلادِ مصامدہ اور ان کے علاقے میں جبال درن کے پاس سے ہوتا ہے پھر اعتم اور السن میں ان پہاڑوں کی چوٹیاں پائی جاتی ہیں اور اس گھاٹی سے ان کے مواطن قبلہ کی طرف مڑ جاتے ہیں اور آ کر سلومن پر منتہی ہوتے ہیں۔ پھر اس کا موڑ آ کر سلومن سے درعہ کی طرف سوس اقصیٰ کے نواحُ اور اس کے شہروں تارودانت اور ایفری ان قوتان تک جاتا ہے اور یہ سب ضہاکہ کے نام سے معروف ہیں۔ جو ضہاجہ سے بدلا ہوا ہے اور ضہاجہ کو غربی قبائل کے درمیان اہل جبال پر قوت وطاقت حاصل ہے۔ جو تادلہ پر جھانکتے ہیں اور اس عہد میں ان کی سرداری عمران ضہا کی کی اولاد میں ہے اور انہیں حکومت کا اعزاز اور المعری کی اطاعت سے بچاؤ حاصل ہے اور ان کے ساتھ خباتہ کے قبائل متصل ہیں جن میں سے کچھ سفر کرنے والے ہیں۔ جو الخط میں رہتے ہیں اور ان کے بلاد کے نواح تیغانیمین میں جو قبیلہ مکناسہ میں سے ہے' وادی ام ربیع تک جو تامسنا سے شمالی جانب' جبل درن کے دونوں طرف ہے۔ بارش کے مقامات تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ان کی سرداری ہیدی کی اولاد میں ہیں جو ان کے مشاہیر میں سے ہے۔ عدوۂ ام ربیع سے مراکش تک ان کے ساتھ دکالہ کے قبائل متصل ہیں اور مغرب کی جہت میں بحرِ محیط کے ساحل پر آزمور کی طرف ایک قبیلہ ان سے اتصال رکھتا ہے اور دوسرا قبیلہ جو بہت بڑی تعداد میں ہے وہ وطن' مذہب' ٹیکس اور پیشہ کے لحاظ سے مصامدہ کے ذیل میں اتا ہے اور اس عہد میں ان کی سرداری عزیز بن یبروک کی حکومت میں ہے جو زناتہ کی حکومت کے آغاز سے ان کا رئیس ہے اس کا ذکر آئندہ آئے گا اور بطویہ' بخاصہ اور بنی وارتین جبال تازا سے جبل لدای تک رہتے ہیں جو جبال مغرب میں سے ہے اور بنی بلک کے نام سے معروف ہے یہ ان کا ایک قبیلہ ہے جو وعدہ کے مطابق ٹیکس دیتا ہے اور بطویہ کے تین بطون ہیں ایک بطویہ' جو تازا پر رہتا ہے اور بنی وریاغل' ولد المزمہ اور اولادِ علی تافرسیت میں رہتی ہے اور اولادِ علی کا بنی عبدالحق کے ساتھ معاہدہ ہے جو بنی مرین کے ملوک ہیں اور ام یعقوب بن عبدالحق ان میں سے تھی۔ پس اس نے ان کو وزیر بنایا اور ان میں سے طلحہ بن علی اور اس کا بھائی عمر بن علی بھی تھا۔ اس کا ذکر ان کی حکومت میں آئے گا اور وہ بحرِ روم کے ساحل سے جبال درن اور جبالِ ریف کے درمیان مغرب کے میدان سے متصل ہے جہاں حماد کے مساکن ہیں ان کا ذکر ضہاجہ کے دیگر قبائل میں آئے گا۔ جو پہاڑوں' وادیوں اور میدانوں میں فشتالہ' سطہ' بنو وریاکل' بنو حمید' بنو مزہ جلدہ' بنو عمران' بنو ورکول' ورتزر' ملوانہ اور نہی وامر کی طرح پتھروں اور مٹی کے گھروں میں رہتے ہیں اور ان سب کے مواطن' ورغہ اور امرکو میں ہیں اور یہ کاشتکاری اور کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے ضہاجہ البز کے نام سے معروف ہیں اور یہ ٹیکس گزار قبائل کی ذیل میں

ہیں اور اس عہد میں ان کی اکثر زبان عربی ہے اور یہ جبال غمارہ کے پڑوسی ہیں اور جبال غمارہ کی ایک طرف ان کے ساتھ جبل سریف متصل ہو جاتا ہے جو ضہاجہ میں سے بنی زروال کا موطن ہے اور بنی مغالہ معاش کے لئے کوئی پیشہ نہیں کرتے اور ضہاجہ العز کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اس کی پہاڑوں کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے اور آزمور کے ضہاجہ کو جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ ضہاجۃ الذل کہتے ہیں کیونکہ وہ ذلیل اور تاوان دینے والے ہیں اور بعض بربریوں کا خیال ہے کہ وہ بنی وریدبھی ضہاجہ میں سے ہیں اور بنویزفاسن اور باطویہ واصل بن یاسن اجناسن کے ماموں ہیں اور مغرب کی زبان میں اس کے معنی زمین پر بیٹھنے والے کے ہیں۔

قبائل بربر میں سے مصامدہ کے حالات اور مغرب میں جو انہیں حکومت و سلطنت حاصل تھی' اُس کا بیان اور اُس کا آغاز اور گردشِ احوال

مصامدہ' مصمود بن یونس بربر کی اولاد میں سے ہیں اور وہ بربری قبائل میں سے زیادہ تعداد والے ہیں اور ان کے بطون میں سے برغواطہ' غمارہ اور اہل جبل درن ہیں اور طویل صدیوں سے ان کے مواطن مغرب اقصیٰ میں ہیں اور اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل اور اس کے آغاز میں ان میں برغواطہ کو سب سے تقدم حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد جبال درن کے مصامدہ کو اس عہد تک تقدم حاصل ہو گیا اور برغواطہ کو اپنے زمانے میں حکومت حاصل تھی اور ان میں سے اہل درن کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی اور کچھ دوسری حکومتیں بھی تھیں جیسا کہ ہم ذکر کریں گے پس ہم ان قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور جس طرح ہمیں معلوم ہوا ہے ان کی حکومتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

مصامدہ میں سے برغواطہ اور ان کی حکومت کے حالات اور ان کی حکومت کا آغاز اور گردشِ احوال:

یہ ان میں سے پہلی قوم ہے۔ جسے آغاز اسلام میں تقدم اور کثرت حاصل تھی اور یہ بڑے اور پراگندہ گروہ تھے اور ان کے مواطن خصوصاً مصامدہ کے درمیان تامسنا کے میدانوں اور بحر محیط کے سبزہ زار میں سے سلا سے ازمور' انفی اور اسفی تک تھے اور ہجرت کی دوسری صدی کے آغاز میں ان کا بڑا سردار طریف ابو صبیح تھا اور یہ میسرۃ الحقیر کے جرنیلوں میں سے طریف المصفری بھی تھا جو دعوتِ صفری کا منتظم تھا اور اس کے ساتھ معزوز بن طالوت بھی تھا پھر میسرہ اور صفریہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور طریف تامسنا میں ان کی حکومت کا منتظم باقی رہ گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے قوانین بنائے پھر وہ فوت ہو گیا تو اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے صالح کو حکمران بنایا اور وہ اپنے باپ کے ساتھ میسرہ کی جنگوں میں شامل ہوا تھا اور وہ اہل علم اور اصحابِ خیر میں سے تھا پھر وہ آیاتِ الٰہیہ سے ایک طرف ہو گیا اور دعویٰ نبوت کر دیا اور اس نے ان کے لئے ایک دین بنایا۔ جس پر وہ اس کے بعد چلتے رہے اور وہ دین مؤرخین کی کتب میں مشہور و معروف ہے اور اس

نے دعویٰ کیا کہ اس پر قرآن نازل ہوا ہے اور وہ اس میں سے ان کو سورتیں پڑھ کر سناتا تھا اور ان سورتوں میں سورۃ الدیک' سورۃ الحمر' سورۃ الفیل' سورۃ آدم' سورۃ نوح اور بہت سے انبیاء کی سورتیں تھیں اور سورۃ ہاروت و ماروت اور ابلیس اور سورہ غرائب الدنیا بھی تھی اور ان کے خیال میں اس سورہ میں عظیم علم تھا۔ جس میں حلال و حرام اور شرع و قصر کو بیان کیا گیا تھا اور وہ اسے اپنی نمازوں میں پڑھتے تھے اور وہ اس کا نام صالح المومنین رکھتے تھے۔ جیسا کہ بکری نے زمور بن صالح بن ہاشم بن وراد سے بیان کیا ہے جو اپنے بادشاہ ابوعیسیٰ بن ابی الانصاری کی طرف سے ۳۵۲ھ میں حاکم مستنصر خلیفہ قرطبہ کے پاس آیا تھا اور اس کے تمام حالات کو داؤد بن عمر بسطاسی واضح کرتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ صالح کا ظہور' ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہجرت کی دوسری صدی کے ستائیسویں سال میں ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ظہور ہجرت کے شروع میں ہوا تھا جب اُسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطلاع پہنچی تو اس نے آپ کی نقل اتارتے ہوئے اور آپ سے عناد رکھتے ہوئے یہ ادعاء کیا مگر پہلی بات زیادہ درست ہے پھر اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ مہدیٔ آخرالزمان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھی ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اس کا نام عربوں میں صالح اور السریان میں مالک اور اعجمی میں عالم اور عبرانی میں رو بیا اور بربری میں ور با ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور ۴۷ سال کی عمر میں ان کی حکومت سنبھالنے کے بعد وہ مشرق کی طرف نکل گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں سے ساتویں کی حکومت میں واپس آ جائے گا اور اس نے اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیّت کی اور اُسے تاکید کی کہ وہ حاکم اندلس سے دوستی کرے۔ جو بنی امیہ میں سے ہے اور جب ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے تو وہ اس کے دین کا اظہار کرے اور اس کے بعد اس کے بیٹے الیاس نے اس کام کو سنبھالا اور وہ ہمیشہ ہی پوشیدگی سے اظہار اسلام کرتا رہا۔ کیونکہ اس کے باپ نے اسے اپنے کلمۂ کفر سے یہی وصیت کی تھی اور وہ پاکباز' پاکدامن اور زاہد تھا اور وہ اپنی حکومت کے پچاسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کے کام کو اس کے بیٹے یونس نے سنبھالا پس اس نے ان کے دین کو واضح کیا اور ان کے کفر کی طرف دعوت دی اور جو اس کے دین میں داخل نہ ہوتا وہ اسے قتل کر دیتا یہاں تک کہ اس نے تامسنا اور اس کے گرد کے شہروں کو جلا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ۳۸۰ شہروں کو جلا دیا اور وہاں کے باشندوں سے مخالفت کرنے کی وجہ سے تلوار سے جنگ کی اور ان میں سے تاملوکاف مقام پر لوگوں کو قتل کیا اور یہ ایک بلند پتھر ہے جو راستے کے درمیان اگا ہوا ہے پس اس نے سات ہزار سات سو ستر آدمیوں کو قتل کیا۔

اور وسون کہتا ہے یونس مشرق کی طرف گیا اور اس نے حج کیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد اس کے اہل بیت میں سے کسی نے حج نہیں کیا تھا اور اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور حکومت اس کے بیٹوں سے منتقل ہو گئی اور ان کی حکومت ابوغفیر محمد بن معاذ بن الیسع بن صالح بن طریف نے سنبھالی اور اس نے برغواطہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنے آباء کے دین پر چلا اور اس کی شوکت و عظمت بڑھ گئی اور اس نے بربریوں کے ساتھ قابل ذکر اور مشہور جنگیں کیں جن کی طرف سعید بن ہشام مصمودی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

''اے محبوبہ جدائی سے قبل ہمیں پختہ اور یقینی اطلاع دے کہ یہ امت ہلاک اور گمراہ ہو چکی ہے اور سو گئی ہے اور اسے پینے کو

شیریں پانی نہ ملے یہ کہتے ہیں کہ ابوغفیر نبی ہے اللہ تعالیٰ کاذبوں کی ماں کو ذلیل کرے کیا تو نے کسی بخیل کے گھر کے متعلق دیکھا اور سنا نہیں کہ ہم ان کے گھوڑوں کے پیچھے لگے اور وہ عورتیں رو رہی تھیں اور کئی عورتوں نے جنین گرا دیئے تھے اور اہل تامسنا کو اس وقت پتہ چلے گا جب قیامت کے روز قلع ہو کر آئیں گے۔ وہاں یونس اور اس کے باپ کے بیٹے بربریوں کو حیران ہو کر کھینچتے ہوں گے پس یہ دن تمہارا دن نہیں بلکہ یہ راتیں ہیں جو تم کو میسر ہیں''۔

اور ابوغفیر نے ۴۴ بیویاں کیں اور اس کے اس جیسے ایک یا زیادہ بیٹے ہوئے اور تیسری صدی کے آخر میں اپنی حکومت کے انتیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ حکمران بنا اور وہ اس کے نقش قدم پر چلا اور وہ بہت دعوت دینے والا تھا اور اس کے زمانے کے بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اور اس سے تعلقات پیدا کر کے اس سے مصالحت کرتے تھے اور اُسے دور ہٹاتے تھے اور وہ کمبل اور شلوار اور سلا ہوا کپڑا پہنتا تھا اور مسافروں کے سوا اس کے علاقے میں کوئی پگڑی نہ باندھتا تھا اور وہ پڑوسی کا محافظ اور عہد کو پورا کرنے والا تھا اور وہ چوتھی صدی کے اکتالیسویں سال میں اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور سلاخت میں دفن ہوا اور وہیں اس کی قبر ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابومسور عیسیٰ ۲۲ سال کی عمر میں حکمران بنا اور اپنے آباء کی سیرت پر چلا اور نبوت و کہانت کا دعویٰ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور قبائل مغرب اس کے مطیع ہو گئے۔

رمون بیان کرتا ہے کہ اس کی فوج تقریباً تین ہزار برغواطہ پر مشتمل تھی اور دس ہزار فوج ان کے علاوہ جراوہ' زداغہ' برانس' مجاصہ' مضغرہ' مرد مطماطہ' بنوواز تکیت' بنو یفری' آحدہ' رکامہ' ایزلن' رصافہ' اور زمفرادہ پر مشتمل تھی اور ان کے بادشاہوں نے جب سے بھی وہ تھے کبھی خدا کو سجدہ نہیں کیا۔

اور ملوک عدوتین نے برغواطہ سے جنگ و جہاد کرنے میں اس کے بعد ادارسہ' امویہ اور شیعہ نے بڑے کارنامے سر انجام دیئے ہیں اور جب جعفر بن علی اندلس سے مغرب کی طرف گیا اور منصور بن ابی عامر نے ۳۶۷ھ میں اُسے اپنا کام سپرد کیا تو وہ بصرہ میں اترا پھر اس کے اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ہند کے سردار اس پر ٹوٹ پڑے اور اس نے حکم دیا کہ وہ اس کام کو بجا لائے جو اسے جعفر نے کہا ہے اور معتمدہ نے اپنے صالح عمل سے اس کی توجہ برغواطہ کے جہاد کی طرف پھیر دی اور اس نے اہل مغرب اور اندلسی فوجوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کی۔ پس انہوں نے اپنے ملک کے میدان میں اس سے جنگ کی اور اسے شکست ہوئی اور خود اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ بچ نکلا اور بصرہ میں اپنے بھائی کے ساتھ جا ملا پھر اس کے بعد منصور کے بلانے پر اس کے پاس چلا گیا اور اپنے بھائی یحییٰ کو مغرب کی عملداری میں چھوڑ گیا پھر صنہاجہ نے ان کے ساتھ اس وقت جنگ کی جب اس کے بعد بلکین بن زیری نے ۶۸ھ میں مغرب سے جنگ کی اور زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے اور سبتہ کے ایک باغ میں کود گئے اور اس کی لکڑیوں میں محفوظ ہو گئے پس وہ ان سے برغواطہ کے جہاد کی طرف لوٹ آیا اور ان پر چڑھائی کر دی۔ تو ابومنصور عیسیٰ بن ابی الانصار اپنی قوم کے ساتھ اُسے ملا اور انہیں شکست ہوئی اور منصور قتل ہو گیا اور بلکین نے ان میں قتل عام کر کے خوب خونریزی کی اور ان کے قیدیوں کو قیروان بھیج دیا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ منصور کے بعد ان کی حکومت کس نے سنبھالی پھر ان کے ساتھ منصور بن ابی عامر کی فوج نے اس وقت جنگ کی

جب عبدالملک بن منصور نے اپنے غلام واضح کو ان برغواطہ کی پہلی فوجوں اور امرائے نواح اور سرداروں کی امارت دی پس ان میں قتل کرنے اور قیدی بنانے کا بڑا اثر ہوا۔ پھر ان کے ساتھ بنو یفرن نے اس وقت جنگ کی جب ابوالیلیٰ محمد یفرنی نے اس کے بعد سلا کی جانب جو بلاد مغرب میں ہے مستقل حکومت قائم کر لی اور انہوں نے جنگوں کے بعد ان کو زیری بن عطیہ مغرادی سے الگ کر لیا اور پانچویں صدی کے آغاز میں لیلیٰ کی اولاد تمیم بن زیری بن لیلیٰ کی طرف منسوب ہوتی تھی اور وہ سلا شہر میں ٹھہرا ہوا تھا اور برغواطہ کا پڑوسی تھا اور ان کے جہاد میں اس کا بڑا اثر تھا۔ یہ ۴۲۰ھ کی بات ہے۔ پس یہ تامسنا میں ان پر غالب آ گیا اور قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بعد اس کا حاکم بن گیا۔ پھر اس کے بعد یہ لوگ اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے یہاں تک کہ لمتونہ کی حکومت بگڑ گئی اور اپنے صحرائی مواطن سے بلادِ مغرب کی طرف چلے گئے اور انہوں نے سوس اقصیٰ کے بہت سے قلعوں اور جبال مصامدہ کو فتح کر لیا پھر انہوں نے تامسنا اور اس کے اردگرد ریف غربی میں برغواطہ کے ساتھ جہاد کیا پس ابوبکر بن عمر نے جو مرابطین کی قوم میں لمیونہ کا امیر تھا۔ ان پر چڑھائی کی اور اس کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں صاحب الدعوۃ عبداللہ بن یاسین کردی ۴۵۰ھ میں شہید ہو گیا اور ابوبکر اور اس کی قوم اس کے بعد بھی مسلسل جہاد کرتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے ان کی جڑ اکھیڑ دی اور زمین سے ان کے آثار مٹا دیئے اور ان کی حکومت کے خاتمہ کے وقت ان کا حکمران ابوحفص عبداللہ تھا جو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار عبداللہ بن ابی غفیر محمد بن معاویہ بن الیسع بن صالح بن طریف کی اولاد میں سے تھا اور وہ ان کی جنگوں میں ہلاک ہو گیا اور انہی پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کی جڑ کٹ گئی اور بعض لوگوں نے برغواطہ کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے کہ بعض ان کو زناتہ کے قبائل میں شمار کرتے ہیں دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا اور اس نے برباط میں پرورش پائی اور مشرق کی طرف چلا گیا اور عبداللہ مغربی سے پڑھا اور سحر میں مشغول ہو گیا اور کئی فنون کو جمع کیا اور مغرب میں آیا اور تامسنا میں اترا۔ تو وہاں پر اس نے بربریوں کے جاہل قبیلوں کو پایا پس اس نے ان کے سامنے زُہد کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے انہیں مسحور کر دیا اور انہیں جھوٹ موٹ باتیں بتائیں تو انہوں نے اس کی اتباع کی پس اس نے دعویٔ نبوت کر دیا اور برباط میں پرورش پانے کی وجہ سے اُسے برباطی بھی کہتے ہیں برباط حصن شریش کی ایک وادی ہے جو بلاد اندلس میں ہے اور عربوں نے اس نام کو معرب کر کے برغواطہ بنا لیا۔ یہ سب باتیں کتاب الجواہر کے مصنف نے بیان کی ہیں اور البر کے بساتین کا بھی کچھ ذکر کیا ہے مگر یہ ایک واضح غلطی ہے اور یہ لوگ زناتہ میں سے نہیں اور اس کی گواہی ان کے موطن اور ان کے اپنے مصامدی بھائیوں کے پڑوس میں رہنے سے ملتی ہے۔

اور صالح بن طریف ان میں مشہور آدمی ہے اور وہ ان کے غیروں میں سے نہیں ہے اور قبائل اور نواح پر غلبہ اس کی جڑ کاٹ دینے سے مکمل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نسب اپنے آپ کو غیر قوم کی طرف منسوب کرنے والا ہے۔ اس آدمی کا نسب برغواطہ ہے اور مصامدہ کے قبائل میں ان کا قبیلہ ایک معروف قبیلہ ہے جیسا کہ ہم سے بیان کیا ہے۔

مصامدہ کے بطون میں سے غمارہ کے حالات اور ان کی حکومتوں اور گردشِ احوال کا بیان: مصامدہ کے بطون میں سے یہ قبیلہ غمار بن مصمود کی اولاد میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ غمار بن اصیاد کی اولاد میں سے ہے جو

مصیمولان میں سے ہے اور بعض عوام کا کہنا ہے کہ یہ عرب ہیں اور ان پہاڑوں کی طرف بھاگ کر آئے ہیں اور انہوں نے اپنا نام غمارہ رکھ لیا ہے اور یہ ایک عام مذہب ہے اور ان کے قبائل حد وشمار سے زیادہ ہیں اور ان کے مشہور بطون بنو حمیرہ' مثیوہ' بنو مال' اعضادہ' بنو وزروال اور مجکسہ ہیں اور وہ بغیر کسی جماعت کے اپنے آخری ٹھکانوں میں جو بحر ور کے ساحل پر عساسہ کے قریب مغرب میں ریف کے میدانوں میں ہیں آتے جاتے ہیں۔ پس وہ تکرر بادس' بنکیلس تطادیر' سبتہ اور قصر سے طنجہ تک پانچ روز یا اس سے زیادہ کا سفر ہے اور انہوں نے ان مقامات میں بلند پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جو دیوار کی طرح چوڑائی میں ایک دوسرے سے پانچ مراحل تک ملے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ قصر کتامہ کے میدانوں اور وادی درغہ سے آگے گزر جاتے ہیں جو مغرب کے میدانوں میں سے ہے جہاں سے مددگار واپس آ جاتے ہیں اور ان کے کنارے میں پرندے اور اُلو اترتے ہیں اور ان کی چوٹیوں اور کشادہ راستوں میں سے مسافروں کے راستے جانوروں کی چراگاہیں' کھیتیاں اور باغات کے درخت نکلتے ہیں اور تجھے معلوم ہوگا کہ وہ مصامدہ میں سے ہیں اور ان کے بعض قبائل مصمودہ کے نام سے معروف ہیں اور سبتہ اور طنجہ کے درمیان سکونت پزیر ہیں اور انہی کی طرف وہ قصر اعجاز منسوب ہوتا ہے جس سے بحری خلیج گزر کر طریف کے علاقے کی طرف جاتی ہے اور اسی طرح ان کے مواطن کا برغواطہ کے مواطن سے جو مصامدہ کے قبائل میں سے ہے۔ بحر غربی کے سبزہ زاروں سے اتصال بھی اس کی مدد کرتا ہے اور وہ بحر محیط ہے کیونکہ وہاں پر ان میں سے بنو حسان اس ساحل پر آباد ہیں جو آزغرادہ اور اصیلا کے قریب ہے۔ ہاں وہاں پر انفی ان کو برغواطہ اور دوکالہ کے مواطن سے قبائل درن اور اس کے ماوراء بلاد قبلہ تک ملا دیتا ہے۔ پس مصامدہ تھوڑے سے قبائل کو چھوڑ کر پہاڑوں میں رہتے ہیں اور دوسرے لوگ میدانوں میں رہتے ہیں اور فتح کے وقت سے ہی غمارہ ہمیشہ سے ان مواطن میں رہ رہے ہیں اور اس سے پہلے کا حال معلوم نہیں ہو سکا اور فتح کے زمانے سے مسلمانوں کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اور ان میں سے سب سے بڑی جنگ موسیٰ بن نصیر کی تھی جس نے ان کو اسلام پر آمادہ کیا اور ان کے بیٹوں کو قیدی بنایا اور ان کی ایک فوج کو طلوف کے ساتھ طنجہ میں اتارا اور اس عہد میں ان کا امیر بلیان تھا جس کے پاس موسیٰ بن نصیر گیا تھا اور اس نے جنگ اندلس میں اس کی مدد کی تھی اور اس کا پڑاؤ سبتہ میں تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور یہ تاتکور پر قبضہ کرنے سے پہلے کی بات ہے اور اسلام کے بعد غمارہ نے دوسروں کے لئے حکومتیں قائم کیں اور ان میں جھوٹے مدعیان نبوت بھی ہوئے اور خوارج بھی ہمیشہ محفوظ ہونے کے لئے ان کے پہاڑوں کا قصد کرتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

باب: ۲۴

سبتہ کے حکمران

سبتہ قبل از اسلام کے قدیم شہروں میں سے ہے۔ جب موسیٰ بن نُصیر نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا' موسیٰ نے اس کے بیٹوں کو یرغمال بنا لیا اور طارق بن زیاد کو جزیہ کے لئے طنجہ میں اتارا اور اس کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے لئے فوج کو بھیجا پھر طارق کو اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر فوج بھیجی اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فتح اس کے ہمسروں کو ہوئی اور جب بلیان فوت ہو گیا تو عرب صلح کے ذریعہ سبتہ شہر پر قابض ہو گئے اور اُسے آباد کیا۔ پھر میسرۃ الحقیر کی خارجی دعوت کا فتنہ اٹھا اور اس نے غمارہ کے بہت سے بربریوں اور دوسرے لوگوں کو قابو کر لیا۔ پس اس نے طنجہ کی امارت سے سبتہ پر حملہ کیا اور عربوں کو وہاں سے نکال دیا اور قید کر لیا اور اُسے برباد کر دیا اور وہ خالی ہو گیا پھر ان کے جوانوں اور قبائل کے سرداروں میں سے ماجکس وہاں اترا۔ اسی وجہ سے ان کو مجکسہ کہتے ہیں۔ پس اس نے اسے تعمیر کیا اور لوگ اس کی طرف واپس آ گئے اور وہ مسلمان ہو گیا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے عصام نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور ایک مدت تک حکمران رہا اور اس کا بھائی الراضی حکمران بنا کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ وہ بنی ادریس کی بہت اطاعت کرتے تھے اور جب ناصر کو سربلندی حاصل ہوئی تو اس نے مغرب کی حکومت میں دلچسپی لی اور بلاد ہبط وغمارہ کے مالکوں بنی ادریس سے اس وقت چھین لیا۔ جب کتامہ اور زناتہ نے انہیں ان کے ملک فاس سے نکال دیا تھا اور وہ ناصر کی دعوت کا منتظم بن گیا اور ان کے بیٹے اپنی اپنی عملداریوں میں ناصر کے لئے سبتہ سے الگ ہو گئے اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اسے بنو عاصم سے حاصل کرے تو اُس نے اپنی فوجوں اور بحری بیروں کو اپنے جرنیل نجاح بن غفیر کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا اور اس نے اُسے ۳۱۹ھ میں فتح کر لیا اور الرضی بن عصام نے اُسے اس کے لئے چھوڑ دیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور بنی عصام کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور سبتہ ناصر کے قبضہ میں آ گیا اور کچھ عرصہ کے بعد بنو حماد نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں نے ایک اور حکومت بنا دی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور جب فتح کے زمانے میں مسلمانوں نے بلاد مغرب اور اس کی عملداریوں پر قبضہ کیا تو انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کر لیا اور خلفاء انہیں بربریوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے فوجی مدد دی اور ان میں سب عرب قبائل کے لوگ تھے اور صالح بن منصور حمیدی' پہلی فوج میں یمنی عربوں میں سے تھا اور عبد صالح کے نام سے معروف تھا۔ پس اس نے نکور کو اپنے لئے چن لیا اور ولید بن عبد الملک نے

۹۱ھ میں اُسے وہاں جاگیر دی۔ یہ قول صاحب مقیاس کا ہے اور نکور کا علاقہ‘ مشرق سے زداغہ اور جرادہ بن ابی الحفیظ تک منتہی ہوتا ہے جو پانچ روز کی مسافت پر ہے اور مطماطہ اور اہل کدالہ اس کے پڑوس میں رہتے ہیں اور نبسہ اور غساسہ جو جبل مزک اور قلدع کے رہنے والے ہیں اُس کے وہ پڑوسی ہیں۔ جو بنی ورتندی اور میداور زناتہ کے بھی پڑوسی ہیں اور مغرب سے مردان تک منتہی ہوتا ہے۔ جو غمارہ بنی حمید سے مسطاسہ اور ضہاجہ تک چلا جاتا ہے اور ان کے پیچھے اور بہ حزب فرعون اور بنی دلمید اور زناتہ اور بنی یونیاں اور بنی داسن ہیں۔ جو قاسم کی پارٹی ہیں اور بحر جومی پانچ میل کے فاصلہ پر ہے اور جب صالح کو وہاں جاگیر ملی تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور اس کی نسل وہاں بکثرت ہوگئی اور غمارہ اور ضہاجہ کے قبائل اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اس کی حکومت کو قائم کیا اور اس نے تکسامان پر قبضہ کر لیا اور اسلام ان میں پھیل گیا۔ پھر انہیں قوانین اور فرائض گراں معلوم ہونے لگے اور وہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے صالح کو نکال دیا اور نفزہ کے ایک آدمی کو جو الرندی کے نام سے معروف تھا اپنا حکمران بنا لیا پھر انہوں نے توبہ کی اور اسلام میں واپس آ گئے اور صالح کی طرف رجوع کیا۔ پس وہ ان میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ ۱۳۲ھ میں تلمسان میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے معتصم بن صالح نے سنبھالی جو بڑا شریف النفس اور عبادت گزار تھا اور وہ انہیں خود نماز پڑھتا تھا اور خطبہ دیتا تھا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ادریس حکمران بنا۔ تو اس نے وادی کے کنارے میں شہر نکور کی حد بندی کی اور ابھی اس نے اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ ۱۴۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید حکمران بنا اور اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور وہ شہر تکسامان میں آیا کرتا تھا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں نکور کی حد بندی کی اور وہاں اترا اور اسے اس عہد میں المدہ کہتے ہیں۔ جو دریاؤں کے درمیان ہے ان میں سے ایک نکور ہے جس کا منبع کزنازیہ ہے اور اس کا منبع وادیٔ درغہ کے مخرج سے ایک ہی ہے اور دوسرا غیس ہے جس کا منبع بنی وریاغیل کے علاقے میں ہے اور دونوں دریا آکال میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر الگ ہو کر سمندر میں آ پڑتے ہیں کہا جاتا ہے کہ نکور‘ عروۂ اندلس کے بزلیانہ میں سے ہے اور نکور کے مجوسیوں نے اپنے بحری بیڑوں میں ۱۴۴ھ میں جنگ کی اور اس پر غالب آ گئے اور اسے دوسری بار لوٹا پھر وہ سعید البرانس کے پاس اکٹھے ہوئے اور انہیں وہاں سے نکال دیا اور اس کے بعد غمارہ نے سعید کے خلاف بغاوت کر دی اور اُسے معزول کر دیا اور اپنے میں سے مسکن کو حکمران بنایا اور اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر غالب کیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا اور ان کا سردار قتل ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ ۱۸۸ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے صالح بن سعید نے سنبھالی۔ تو اس نے سلف کے مذہب کو اختیار کیا اور اس پر استقامت اختیار کی اور اس کی اقتدار کی اس کی بربریوں کے ساتھ جنگیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ ۲۵۰ھ میں اپنی حکومت کے بتیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید بن صالح کھڑا ہوا اور وہ اس کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا پس اس کا بھائی عبداللہ اور اس کا چچا الرضی اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بہت سے جنگوں کے بعد ان دونوں پر غالب آ گیا۔ پس اس نے اپنے بھائی کو مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہ اس کی حکومت میں ہی مر گیا اور اس نے اپنے چچا الرضی پر باہمی رشتہ داری کی وجہ سے رحم کیا اور دیگر چچوں اور قرابتداروں کو جن پر اس نے غلبہ پایا قتل کر دیا اور ان میں سے

سعادۃ اللہ بن ہارون نے دونوں کے لئے لوگوں کو بلایا اور بنی بیصلتن کے ساتھ جاملا جو جبل ابوالحسن کے رہنے والے ہیں اور انہیں اس کی کمزوری سے آگاہ کیا اور انہوں نے اس کی فوج پر شب خون مارا اور اس پر غالب آ گئے اور ہتھیار لے لئے اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور سعادۃ اللہ تلمسان بھاگ گیا اور اس نے اس کے بھائی میمون کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ پھر سعادۃ اللہ صلیح کی خواہش لے کر چلا تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ پھر سعید نے اپنی قوم اور اپنی رعایا کے ساتھ جو غمارہ میں سے تھی۔ بلاد بطویہ سے جنگ کی اور تیمصو اور قلوع جو اس کا خاندان تھا اور بنی ویدی سے بھی جنگ کی اور اپنے بھائی احمد بن ادریس بن محمد بن سلیمان سے رشتہ داری کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا اور ان کے نواح میں سعید کے لئے حکومت ہموار ہو گئی۔ یہاں تک کہ عبداللہ مہدی نے اُسے اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور خط کے نیچے لکھا:

''اگر تم سیدھے رہے تو میں تمہاری بہتری کے لئے سیدھا رہوں گا اور اگر تم نے مجھ سے انحراف کیا تو میں تمہارے قتل کو عدل خیال کروں گا اور میں تمہاری تلواروں پر غالب آنے کے لئے اپنی تلوار کو بلند کروں گا اور میں اُسے عفو کے لئے داخل کروں گا اور اسے قتل سے بھر دوں گا''۔

پس اس کے شاعر احمس طلبطلی نے اسے امیر سعید کے بھائی یوسف بن صالح کے حکم سے لکھا:

''بیت اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور تو اچھی طرح عدل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تجھے فیصلہ کن قول سکھایا ہے اور تو ایک جاہل اور منافق ہے جو جاہلوں کے لئے ایک مثال ہے اور ہماری ہمتیں دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تیری ہمت کو پست بنایا ہے۔''

پس عبداللہ نے مصالہ بن حیوس حاکم تاہرت کو لکھا اور اُسے اس کی طرف جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے ۳۰۴ھ میں اپنی حکومت کے چوبیسویں سال میں اس سے جنگ کی پس سعید اور اس کی قوم کئی روز تک ان پر غالب رہی پھر مصالہ نے ان پر غلبہ پالیا اور انہیں قتل کر دیا اور ان کے سروں کو رتادہ کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر گھمایا پھرایا گیا اور ان کے باقی ماندہ لوگ سمندر پر سوار ہو کر مالقہ چلے گئے پس ناصر نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور انہیں عطیات دیئے اور ان کی بہت تکریم کی اور مصالہ نے نکور میں چھ ماہ قیام کیا اور پھر تاہرت کی طرف واپس آ گیا اور دلول کتامی کو اس کا حکمران بنایا۔ پس فوج اس کے اردگرد سے متفرق ہو گئی اور مالقہ میں بنی سعید اور اس کی قوم کو یہ اطلاع ملی اور وہ ادریس معتصم اور صالح تھے۔ پس وہ کشتیوں میں سوار ہو کر نکور کی طرف آئے اور ان میں سے صالح سب سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور بربریوں نے مرسی تکساماں میں اکٹھے ہو کر ۳۰۵ھ میں اس کی بیعت کر لی اور صغر سنی کی وجہ سے اسے قیم کا لقب دیا اور انہوں نے دلول پر چڑھائی کر کے اُس پر اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل کر لی اور انہیں قتل کر دیا اور صالح نے' ناصر کو فتح کی چھٹی لکھی اور اس کے مضافات میں اس کی دعوت کو قائم کیا اور ناصر نے اس کی طرف ہدایا' تحائف اور ہتھیار بھیجے اور اس کے بھائیوں اور اس کی باقی ماندہ قوم نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر گامزن رہا یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں فوت ہو گیا۔ پس اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور شہر کو لوٹ لیا اور ۳۱۷ھ میں اُسے برباد کر دیا پھر اس کی طرف واپس آیا اور ان کی حکومت کو' ابو نور اسماعیل بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور نے سنبھالا اور صالح بن منصور نے جو شہر بنایا تھا۔ اسے دوبارہ آباد کیا اور وہاں پر تین دن ٹھہرا

رہا۔ پھر میسور ابی القاسم بن عبداللہ نے اپنے غلام صندل کو جب اس نے فاس میں پڑاؤ کیا۔ جنگ کے لئے روانہ کیا۔ پس اس نے صندل کے ساتھ فوج بھیجی تو اس نے جرادہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر نکور واپس آ گیا اور اسماعیل بن عبدالملک نے قلعہ آ بری میں اس سے پناہ حاصل کی اور صندل نے اس کے پاس اپنے طریق سے ایلچی بھیجے اور اس نے انہیں قتل کر دیا پس وہ تیزی سے اس کی طرف گیا اور آٹھ دن اس سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا اور اسے قتل کر دیا اور قلعہ کو لوٹ لیا اور قیدی بنائے اور کتامہ کے ایک آدمی مرماز وکواس پر اپنا جانشین بنایا اور صندل' فاس پہنچ گیا۔ پس اہل نکور نے اُسے اٹھایا اور موسیٰ بن معتصم بن صالح بن منصور کی بیعت کر لی اور وہ یصلتن میں ابوالحسن کے پاس تھا اور وہ ابن رومی کے نام سے معروف تھا اور صاحب مقباس کہتا ہے کہ وہ موسیٰ بن رومی بن عبدالسمیع بن رومی بن ادریس بن صالح بن ادریس بن صالح بن منصور ہے اور اس نے مرباز واور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان کے سروں کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ پھر اعیاص میں سے اُس پر عبدالسمیع بن جرثم بن ادریس بن صالح بن منصور نے حملہ کر دیا اور اُسے معزول کر کے ۳۲۹ھ میں نکور سے باہر نکال دیا اور موسیٰ اپنے اہل وعیال کے ساتھ اندلس گیا اور اس کا بھائی ہارون بن رومی اور اس کے بہت سے چچا اور اس کے اہل بیت بھی ساتھ تھے۔ پس اُن میں سے کچھ تو اس کے ساتھ مریہ میں اترے اور کچھ مالقہ میں اترے پھر اہل نکور نے عبدالسمیع کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے قتل کر دیا اور انہوں نے مالقہ میں سے جریج بن احمد بن زیادۃ اللہ بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور کو بلایا اور وہ جلدی سے ان کے پاس آ گیا اور انہوں نے ۳۳۶ھ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام درست ہو گئے اور وہ اپنے سلف کے مذہب کا مقتدی اور حضرت امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق عمل کرنے والا تھا۔ یہاں تک کہ ۳۶۰ھ کے آخر میں اپنی حکومت کے پچیسویں سال میں فوت ہو گیا اور یہ حکومت اس کے بیٹوں میں مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ ان پر ازداجہ غالب آ گئے جنہوں نے دہران پر غلبہ حاصل کیا تھا اور ان کے امیر لیلیٰ بن ابی الفتوح ازداجی نے ۴۰۶ھ میں حملہ کیا اور ۴۱۰ھ میں قتل ہو گیا پس اس نے نکور میں ان پر غلبہ پالیا اور اسے برباد کر دیا اور تین سو چودہ سال بعد' صالح کی ولایت کی موجودگی میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لیلیٰ بن ابی الفتوح کے بیٹوں اور ازداجہ میں ۴۶۰ھ تک حکومت باقی رہی۔

والله مالک الامور لا اله هو

غمارہ کے حامیم متنبی کے حالات: غمارہ کے لوگ جاہلیت میں صاحب اصل ہیں بلکہ صحرا میں رہنے کی وجہ سے انہیں شرائع سے بعد اور جہالت اور بھلائی کے مقام سے دوری حاصل ہے اور ان میں مجکسہ میں سے حامیم بن من اللہ بن جریر بن عمر بن زحفو ابن آزدال بن مجکسہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی کنیت ابو محمد تھی اور اس کا باپ ابو خلف تھا اس نے ۳۱۳ھ میں جبل حامیم میں جو اس کی وجہ سے مشہور ہے تطوان کے قریب دعویٰ نبوت کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی نبوت کا اقرار کر لیا اور اس نے اُن کے لئے قوانین اور عبادات کے طریق اور احکام تیار کئے اور ان کے لئے ایک قرآن بھی بنایا جسے وہ اپنی زبان سے انہیں پڑھ کر سناتا تھا اور اس کے کلام میں سے یہ عبارت بھی ہے یا من یخلی البصر ینظر فی الدنیا خلنی من الدنیا یا من اخرج موسی بن البحر امتن بحامیم وبابیه ابی خلف من الله دامن راسی و

عقلی و ما یکنه صدری و ما احاط به دمی و لحمی۔

اور حامیم کی چچی جو ابو خلف من اللہ کی بہن تھی وہ ایمان لے آئی اس کے علاوہ وہ کاہنہ اور ساحرہ بھی تھی اور حامیم کا لقب مفتری تھا اور اس کی بہن دبو ساحرہ اور کاہنہ تھی اور وہ اس سے جنگوں اور قحطوں میں مدد طلب کرتے تھے اور وہ مصمودہ کی جنگوں میں احواز طنجہ میں ۳۱۵ھ میں قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عیسیٰ کو غمارہ میں بڑا مقام حاصل ہوا اور وہ اس کا قبیلہ بنو زحفو جو وادی لاؤ اور وادی واشر میں تطوان کے پاس رہتے تھے ناصر کے پاس گئے۔

اور اسی طرح ان میں سے اس کے بعد عاصم بن جمیل الیز دعوی نے دعوئ نبوت کیا اور اس کے واقعات مشہور ہیں اور اس عہد میں ہمیشہ سحر سے کام لیتے رہے اور مجھے اہل مغرب کے مشائخ نے بتایا ہے کہ ان میں اکثر جوان عورتیں جادو کا پیشہ اختیار کرتی تھیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انہیں روحانیت لانے کا علم حاصل تھا اور وہ جس ستارے سے چاہتے علم حاصل کرتے اور جب اس پر قابض ہو جاتے اور اس کی روحانیت سے اُسے گھیر لیتے تو کائنات میں جو چاہتے تصرف کرتے۔ واللہ اعلم

ادارسہ (غمارہ) کی حکومت کے حالات اور ان کی گردشِ احوال: اور عمر بن ادریس نے اپنی دادی کثیرہ ام ادریس کے مشورے سے مغرب کے مضافات کو محمد بن ادریس اور اس کے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور اس نے ان میں سے تکیاس، ترغہ، بلاد ضہاجہ اور غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور قاسم نے طنجہ، سبتہ اور بصرہ اور اس کے قرب و جوار کے بلاد غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ پھر جب عمر کے ساتھ اس کے بھائی محمد کا بگاڑ ہو گیا۔ تو عمر نے ان شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اور انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پھر اس کے بعد بنو محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے الدانیہ کے قلعہ حجر النسر اور سبتہ کو اپنے لئے بطور پناہ گاہ اور کارروائیوں کے لئے بطور سرحد کے مخصوص کر لیا اور فاس اور مضافاتِ مغرب کی امارت محمد بن ادریس کی اولاد میں باقی رہ گئی پھر ان میں سے عمر بن ادریس کی اولاد کو فتح نصیب فرمائی اور ان کا آخری امیر یحییٰ بن ادریس بن عمر تھا۔ جس نے مصالہ بن حبوس کے ہاتھ پر عبید اللہ شیعی کی بیعت کی تھی اور اس نے اُسے فاس کا امیر بنا دیا پھر اسے ۳۰۹ھ میں ہٹا دیا اور ۳۱۳ھ میں بنی قاسم میں سے حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے جس نے پچھنے لگوانے کے مقامات پر نیزہ مارنے کی وجہ سے حجام کا لقب اختیار کیا تھا اس کے خلاف بغاوت کی اور وہ بڑا دلیر اور شجاع تھا اور اہل فاس نے ریحان پر حملہ کر دیا اور حسن کو قابو کر لیا اور موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی اور اسے قتل کر دیا اور وہ خود بھی فوت ہو گیا اور ابن ابی العافیہ نے فاس اور مضافاتِ مغرب پر قبضہ کر لیا اور ادارسہ کو جلاوطن کر دیا اور انہیں ان کے قلعہ حجر النسر میں کاٹ کر رکھ دیا اور جبال غمارہ اور بلادِ ریف کی طرف مائل ہو گیا اور غمارہ کو اپنی دعوت کے ساتھ تمسک میں بڑا مقام حاصل تھا اور انہوں نے اس طرف ایک نئی حکومت قائم کی جسے انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا اور ان میں سے سب سے بڑی حکومت بنی محمد اور بنی عمر کو تیکسان نکور اور بلاد ریف میں حاصل تھی۔ پھر عبد الرحمٰن ناصر اندلس کی حکومت پر قبضہ کرنے اور شیعوں کو ہٹانے کے لئے آگے بڑھا

تو ۳۰۹ھ میں بنو محمد اس کے لئے سبتہ سے دستبردار ہو گئے اور اس اسے مکناسہ کے رئیس رضی بن عصام کے ہاتھ سے حاصل کر لیا اور وہ اس میں ادارسہ کی دعوت دیا کرتا تھا۔ پس انہوں نے اُسے وہاں سے نکال دیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور جب ابوالقاسم میسور' مغرب کی طرف ابن ابی العافیہ سے جنگ کرنے کے لئے فاس گیا تو اس نے ان کی اطاعت چھوڑ دی اور مروانیہ کی دعوت دینے لگا اور بنو محمد السبیل' میسور کی مدد سے اس سے انتقام لینے کے لئے گئے اور اس معاملے میں بنو عمر نے جونکور کے حاکم ہیں ان کی مدد کی اور جب ابن ابی العافیہ نے اپنی مصیبت کو کم خیال کیا اور ۳۲۵ھ میں مغرب سے میسور کی واپسی کے ساتھ صحرا سے واپس لوٹ آیا تو اس نے بنی محمد اور بنی عمر کے ساتھ جنگ کی اور اس کے بعد فوت ہو گیا اور ناصر نے اپنے وزیر قاسم بن محمد بن طملس کو ۳۳۳ھ میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور مغرادہ کے ملوک محمد بن حزر اور اس کے بیٹے کو لکھا کہ وہ اس کی فوج کی امداد کریں جو ابن ابی العیش کی سرکردگی میں آ رہی ہے پس ابوالعیش بن ادریس بن عمر نے جو ابن شالہ کے نام سے معروف ہے اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور اپنے ایلچیوں کو ناصر کی طرف بھیجا تو اس نے اسے امان دے دی اور اس نے اپنے بیٹے محمد بن ابی العیش کو اطاعت کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی آمد پر جلسہ کیا اور اس سے پختہ عہد لیا اور بنی محمد کا باقی ماندہ ادارسہ نے بھی ان کے طریق کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ مطالبات کرنے لگے تو اس نے سب بنی محمد کے ساتھ اسی طرح پختہ عہد کیا اور ان میں سے محمد بن عیسیٰ بن احمد بن محمد اور حسن بن قاسم بن ابراہیم بن محمد وفد بن کر گئے اور جب سے حسن بن محمد جو حجام کے لقب سے ملقب تھا ابن ابی العافیہ کے خلاف بغاوت کی تھی اس وقت بنو ادریس اپنی سرداری کے معاملہ میں بنی محمد کی طرف رجوع کرتے تھے پس انہوں نے موسیٰ بن ابی العافیہ کے فرار کے بعد قاسم بن محمد کو اپنا امیر بنایا۔ جس کا لقب کنون تھا اور اس نے فاس کے سوا دیگر بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا اور شیعہ کی دعوت کو قائم کرنے لگا یہاں تک کہ ۳۳۷ھ میں قلعہ حجر النسر میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کی حکومت ابوالعیش احمد بن قاسم کنون نے سنبھالی جو جنگوں اور تاریخ کا عالم اور ایک شجاع آدمی تھا اور احمد الفاضل کے نام سے معروف تھا اور مروانیہ کی طرف میلان رکھتا تھا پس اس نے ناصر کے لئے دعا کی اور اپنی عملداری میں اس کے لئے منابر پر خطبات دیئے اور شیعہ کی اطاعت چھوڑ دی اور سب اہل مغرب نے سجلماسہ تک اس کی بیعت کی اور جب اہل فاس نے اس کی بیعت کی تو اس نے محمد بن حسن کو ان پر عامل مقرر کیا اور محمد بن ابی العیش بن ادریس بن عمر بن شالہ اپنے باپ کی جانب سے ۳۳۸ھ میں ناصر کے وفد بن کر گیا۔ پس اسے الحضرۃ میں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو ناصر نے اسے اس کی عملداری کا امیر مقرر کر کے بھجوا دیا اور محمد کی غیر موجودگی میں عیسیٰ نے جو ابوالعیش احمد بن قاسم کنون کا عم زاد تھا۔ تیکسان میں اس کی عملداری پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو گیا اور ابن شالہ کے مال کو قبضہ میں کر لیا اور جب محمد الحضرۃ سے واپس آیا تو غمارہ کے بربریوں نے عیسیٰ مذکور ابن کنون پر چڑھائی کی اور اس سے برا سلوک کیا اور اسے زخمی کر کے اس کا خون بہایا اور بلاد غمارہ میں اس کے اصحاب کو قتل کیا اور ناصر نے اپنے جرنیلوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور یہ پہلا شخص تھا۔ جس نے ۳۳۸ھ میں احمد بن لیلیٰ کو جو جرنیلوں کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ فوج کے ساتھ بنی محمد کی طرف بھیجا اور انہیں تطوان کے گرانے لگے اور وہ ان کے پاس سے واپس آ گیا تو وہ باغی ہو گئے پس اس نے ان کی حمید بن یصل مکناسی کو ۳۳۹ھ میں فوج دے کر بھیجا اور

وہ بھی وادیٔ لاو میں اس کے مقابلہ میں آ گئے پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور ناصر نے ابوالعیش امیر بنی محمد کے ہاتھ سے طنجہ کو چھین کر اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ اصیلا میں ناصر کی بیعت پر قائم رہا۔ پھر ناصر کی فوجیں مغرب کے میدانوں پر چڑھ دوڑیں تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ مغراوہ کے امرائے زناتہ بنی یغرن اور مکناسہ میں اپنی دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس بنی محمد کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان کے امیر ابوالعیش نے اس سے جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اجازت دے دی اور اس کے لئے جزیرہ سے سرحد تک ایک روز کی مسافت تک محلات بنانے کا حکم دیا اور یہ تیس روز کی مسافت ہے پس ابوالعیش گیا اور اس نے اپنی عملداری پر اپنے بھائی حسن بن کنون کو اپنا نائب بنایا اور ناصر نے اُسے غلہ دیا اور ہر روز اس کے لئے ایک ہزار دینار کا اجراء کیا اور وہ ۳۴۳ھ میں جہاد کے میدانوں میں شہید ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا جرنیل جو ہر بھی گرفتار ہو گیا اور جب وہ مغرب سے واپس آیا تو حسن نے دوبارہ ناصر کی اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ ۳۵۰ھ میں فوت ہو گیا۔ پس اس نے مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور اس میں اپنی دعوت کو مضبوط کرنے کا عزم تیز کر دیا اور اس کے لئے اس نے اپنے دوستوں کے عزائم کو بھی جو ملوک زناتہ میں سے تھے' تیز کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان کے بعد زیری اور بلکین کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی۔ پھر ۳۶۲ھ میں بلکین بن زیری نے اس کے ساتھ مل کر' مغرب میں پہلی جنگ کی اور زناتہ میں سخت خونریزی کی اور دیار مغرب میں دور تک گھس گیا اور حسن بن کنون شیعوں کی دعوت دینے لگا اور اس نے مروانیہ کی اطاعت چھوڑ دی پس جب بلکین واپس آیا۔ تو اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلمس کے ساتھ اندلس کی طرف گیا اور اپنی بہت سے فوج اور دوستوں کو پیچھے چھوڑ گیا اور ان کا ایک فوجی دستہ سبتہ میں داخل ہو گیا اور انہوں نے حکم سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے غلام غالب کو جو بہادری میں دُور دور تک شہرت رکھتا تھا بھیجا اور اسے اعانت کے لئے اموال اور فوجیں بھی دیں اور اسے حکم دیا کہ وہ ادارسہ کو ان کے مقام سے اتار دے اور جاؤ۔ جسے زندہ منصور ہونے یا مردہ معذور ہونے کے سوا واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی'' اور حسن بن کنون کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ شہر کو چھوڑ گیا اور سبتہ کے قریب اپنے قلعہ حجر النسر میں اپنے ذخائر و اموال اور قابل حفاظت چیزوں کو اٹھا کر لے گیا اور غالب نے بعض مصمودیوں کے ساتھ اس سے جنگ کی اور کئی روز تک ان کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی۔ پھر غالب نے غمارہ کے بربری سرداروں اور اس کی ساتھی فوجوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ تو وہ بھاگ گئے اور اسے اور جبل نسر کے قلعہ کو چھوڑ گئے اور غالب نے اس سے جنگ کی اور حکم نے اسے حکومت کے عربوں اور سرحدوں کے جوانوں سے مدد دی اور انہیں اپنے وزیر یحییٰ بن محمد بن ابراہیم التجیبی کے ساتھ ۳۶۳ھ میں اس کے اہل بیت اور خادموں کے ساتھ بھیجا پس وہ غالب کے ساتھ قلعہ میں اکٹھے ہو گئے اور حسن کے خلاف محاصرہ سخت ہو گیا اور اس نے غالب سے امان طلب کی تو اس نے اسے امان دے دی اور قلعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا پھر اس نے بلاد ریف کے باقی ماندہ ادارسہ پر احسان کیا اور انہیں بھگا کر تتر بتر کر دیا اور تمام ادارسہ کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لیا اور فاس جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور محمد بن علی بن قشوش کو عدوۃ القرویین میں اور عبدالکریم بن ثعلبہ جذامی کو عدوۃ اندلس میں عامل مقرر کیا اور غالب' حسن بن کنون اور دیگر ملوک ادارسہ کے ساتھ قرطبہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب کے حالات کو درست کیا اور

شیعہ کی بیخ کنی کی' یہ ۳۶۱ھ کا واقعہ ہے اور حکم نے ان کا استقبال کیا اور قرطبہ میں ان کی آمد کا دن حکومت کا سب سے پُر رونق دن تھا اور اس نے حسن بن کنون کو معاف کر دیا اور اس سے وعدہ وفائی کی اور اسے اور اس کے جوانوں کو عطیات انعامات اور خلعتیں دیں اور ان کے وظائف لگائے اور ان کے راشن مقرر کئے اور مغاربہ کے سات سو بہادروں کے نام رجسٹر میں لکھے اور اس نے تین سال بعد حسن سے عنبر کے ایک عظیم ٹکڑے کے متعلق سوال کر کے اس پر اتہام لگایا۔ وہ ٹکڑا اس کے دورِ حکومت میں سواحلِ مغرب سے اس کے پاس آیا تھا اور اس نے اس کا ایک گاؤ تکیہ بنایا جس سے ٹیک لگا کر وہ آرام حاصل کرتا تھا۔ پس اس نے اسے کہا کہ وہ اسے اٹھا کر اس کے پاس لے آئے تا کہ وہ اس کی رضا کے مطابق فیصلہ کرے مگر اس نے اپنے عمزادوں کی اس شکایت کو تسلیم نہ کیا جو خلیفہ کے پاس حسن کی بداخلاقی اور لیچڑپن کے متعلق کرتے تھے۔ پس اس نے اسے ہٹا دیا اور اس کے پاس عنبر کے ٹکڑے کے سوا جو کچھ تھا لے لیا اور مغرب حکم کے سامنے درست ہو گیا اور اس کے امراء نے بلکین کی مدافعت میں اس کی مدد کی اور وزیر منصوری نے' جعفر بن علی کو مغرب پر امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو واپس بلایا اور حسن بن کنون نے تمام ادارسہ کو ان کے اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور ان پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ واپس نہ آئیں پس انہوں نے ۳۶۵ھ میں مریہ سے سمندر کو پار کیا اور قاہرہ میں عزیز کے پڑوس میں اترے جو پورے ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی اور ان سے نصرت کا وعدہ کیا پھر اس نے حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا اور آل زیری بن مناد کی طرف قیروان میں اس کی مدد کے لئے لکھا پس اس نے مغرب میں جا کر اپنی طرف دعوت دی اور منصور بن ابی عامر نے اس کی مدافعت کے لئے فوج بھیجی پس یہ اس پر غالب آ گئے اور اسے گرفتار کر لیا اور اسے اندلس کی طرف بھیج دیا اور راستے ہی میں قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور تمام مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلاد غمارہ سبتہ اور طنجہ میں بنی حمود کو دوبارہ حکومت مل گئی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ

باب: ۲۵

حمود اور ان کے موالی

سبتہ اور طنجہ کی حکومت کے حالات اور ان کی گردش

احوال اور ان کے بعد غمارہ کے حالات کا مختصر بیان

جب حکم نے ادارسہ کو عدوہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور مغرب کے دیگر بلاد سے بھی ان کے آثار مٹا دیئے اور غمارہ مروانیہ کی اطاعت پر قائم ہو گئے اور انہوں نے اندلسیوں کی فوج کو مطیع بنالیا اور حسن بن کنون ان کی حکومت کی طلب میں واپس آ گیا اور منصور بن ابی عامر کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ادارسہ قبائل میں بکھر گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس نسب کے اشارہ سے بھی علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی نوع بادیہ نشینی میں بدل گئی اور وہ عمر بن ادریس کے جملہ بربریوں میں سے دو آدمیوں میں سے جو اندلس چلا گیا اور وہ دو آدمی علی اور قاسم نے جو حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ادریس کے بیٹے تھے۔ جن کا دلیری اور شجاعت میں بڑا شہرہ تھا اور جب عامری حکومت کے خاتمہ کے بعد اندلس میں بربریوں کا فتنہ اٹھا اور بربریوں نے سلیمان بن حکم کو امیر مقرر کر کے المستعین کا لقب دیا۔ تو اس نے حمودہ ان دونوں بیٹوں کو مخصوص کر لیا اور انہوں نے بھی اس کی حکومت کی طرف بہت اچھی طرح توجہ دی۔ یہاں تک کہ جب وہ قرطبہ میں اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے مغاربہ کو حکومتیں دیں۔ تو اس نے اس علی بن حمود کو بھی طنجہ کی حکومت اور اس کے باپ کی دیگر عملداریوں کا حاکم مقرر کیا اور یہ وہاں فروکش ہو گیا اور ان کے ساتھ اپنے عہد کو دہرایا پھر اس نے بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اندلس کی طرف چلا گیا اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس نے قرطبہ کی حکومت سنبھال لی اور طنجہ کی امارت اپنے بیٹے یحییٰ کو دی پھر یحییٰ اپنے باپ کی فوتیدگی کے بعد اپنے چچا قاسم سے جھگڑا کرتے ہوئے اندلس چلا گیا۔ اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس نے طنجہ اور اس کے دیگر مضافات بلکہ عدوہ پر جو غمارہ کے مواطن میں سے ہے خود مختار حکومت قائم کر لی۔ پھر وہ اپنے بھائی یحییٰ کی وفات کے بعد مالقہ چلا گیا۔ پس اس نے ان کی حکومت کے آدمیوں کو طلب کیا اور اپنے بھتیجے حسن بن یحییٰ کو سبتہ اور طنجہ میں حاکم مقرر کیا اور نجا خادم کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کی نگرانی میں رہے اور جب ادریس فوت ہو گیا اور ابن بقیہ نے مالقہ پر اپنی مخصوص حکومت قائم کرنے کا

ارادہ کرلیا۔ تو اس نے حسن بن یحییٰ کے لئے نجا خادم کو طنجہ سے بھیجا۔ پس اس نے مالقہ پر قبضہ کرلیا اور اس کی خدمت میں اپنی حکومت منظم کرلی اور سبتہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے حسن کو غمارہ کے مواطن میں امارت دے دی اور جب حسن فوت ہو گیا تو نجا اندلس کی طرف مخصوص حکومت قائم کرنے کے ارادے سے گیا اور اس نے صقالبی موالی میں سے قابل اعتماد آدمی کو اپنا جانشین بنایا اور وہ ایک کے بعد دوسرے کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ بنی حمود ان موالی میں سے حاجب حکومت برغواطی نے خود مختار قائم کرلی اور یہ شیخ حدادہ غلاموں میں سے تھا جسے ابن نے اپنی جہالت کے ایام میں برغواطہ کے قیدیوں میں سے خریدا تھا اور پھر یہ علی بن حمود کے پاس آ گیا۔ پس اس نے اپنی طبعی شرافت کو اختیار کیا۔ یہاں تک کہ ان کی علیحدہ حکومت قائم کرلی اور طنجہ میں ان کی کرسی اقتدار پر بیٹھ گیا اور قبائل غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور مرابطین کی حکومت تک اس کی حکمرانی قائم رہی اور ۷۱ ۳ھ میں ابن تاشفین غالب آ گیا اور اس نے حاجب سکوت کو فاس میں مغرادہ کے خلاف مدد دینے کو کہا اور مغرب کے آخری میدان سے بلاد دمنہ کی طرف چلا گیا۔ جو بلاد غمارہ کے قریب ہے اور یوسف بن تاشفین نے ۷۱ ۳ھ میں ان سے جنگ کی اور حاجب سکوت کو ان کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ پس اس نے اس کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا ارادہ کرلیا۔ پھر اس کے بیٹے الفائل الرئی نے اسے اس بات سے روک دیا۔ پس جب یوسف بن تاشفین اہل دمنہ سے فارغ ہوا تو ان پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے غمازہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کرلیا اور مغرب نے اس سے جنگ کے سامنے اطاعت اختیار کرلی۔ تو اس نے اپنی توجہ سکوت کی طرف کرلی اور صالح بن عمران کی قیادت میں جو لمتونہ کے جوانوں میں سے تھا۔ فوج کو اس کے مقابلہ میں بھیجا۔ پس رعایا نے ان کے آنے سے خوشی منائی اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور حاجب سکوت کو بھی اطلاع مل گئی۔ تو اس نے قسم کھائی کہ اس کی رعیت کا کوئی آدمی ان کے ڈھولوں کی آواز نہ سنے اور وہ طنجہ شہر میں چلا گیا۔ جو اس کی عملداری کی سرحد پر واقع ہے اور اس کی جانب اس کا بیٹا ضیاء الدولہ المعز وہاں پر حکمران تھا وہ ان کے مقابلہ کے لئے باہر نکلا اور طنجہ کے باہر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور سکوت کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور مرابطین کی چکی آواز دینے لگی اور اس کی جان ان کی تلواروں کی دھاروں پر نکل گئی اور وہ طنجہ میں داخل ہو گئے اور اس پر قبضہ کرلیا اور ضیاء الدولہ سبتہ چلا گیا اور جب طاغیہ نے بلاد اندلس پر حملہ کیا اور ابن عاد نے اپنے فریادرس کو امیر المؤمنین یوسف بن تاشفین کی طرف بھیجا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ جہاد کرنے اور مسلمانوں کے دفاع کے وعدے کو پورا کریں اور تمام اہل اندلس نے اسے جہاد پر آمادگی کے خطوط لکھے اور اس نے ۷۶ ۳ھ میں اپنے بیٹے المعز کو مرابطین کی تفرح میں سبتہ فرضہ المجاز کی طرف بھیجا پس اس نے ان سے خشکی میں جنگ کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں نے اُسے سمندر کی جانب سے گھیر لیا اور سبتہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور ضیاء الدولہ کو گرفتار کرلیا اور اسے المعزہ کے پاس پہنچایا گیا۔ پس اس نے ان کے فاس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور اسے مقررہ وقت پر قتل کردیا اور اس کے ذخائر پر اطلاع پالی اور ان ذخائر میں یحییٰ بن علی بن حمود کی انگوٹھی بھی تھی اور اس نے اپنے باپ کو فتح کی چٹھی لکھی اور بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنی غمارہ سے ان کے آثار اور سلطنت مٹ گئی اور وہ باقی ماندہ ایام میں لمتونہ کی اطاعت گزاری کرنے لگے۔

اور جب مغرب میں مہدی کا ظہور ہوا اور اس کی وفات کے بعد موحدین کی پوزیشن مضبوط ہو گئی۔ تو اس کا خلیفہ

عبدالمؤمن اپنی بڑی بڑی جنگوں میں ان کے ملک میں جانے لگا۔ پس اس نے ۳۳۷ھ اور اس کے بعد مغرب کو فتح کر لیا۔ کیونکہ اس سے قبل مراکش پر اس کا قبضہ ہو چکا تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور انہوں نے اس کا پیچھا کیا اور سبتہ سے جنگ کی۔ مگر اسے فتح نہ کر سکے اور فتح میں رکاوٹ بننے کی وجہ سے ان کے قائد عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اس عہد میں اپنے دین، بوت، علم اور منصب کی وجہ سے ان کا بہت مشہور لیڈر تھا۔ پھر مراکش کی فتح کے بعد سبہ بھی ۱۴۱ھ میں فتح ہو گیا اور جب بنی عبدالمؤمن کی حکومت کمزور ہو گئی اور اس کی ہوا اکھڑ گئی اور قاصیہ میں بہت بغاوت ہو گئی۔ تو ان میں ابن محمد کتالی نے ۳۲۵ھ میں انقلاب پیدا کر دیا اور اس کا باپ لوگوں کو چھوڑ کر قصر کتامہ میں الگ تھلگ رہنے لگا۔ وہ کیمیا گر تھا اور اس سے اس کے بیٹے محمد نے کیمیا گری کو مہ کیا تھا اور اس کا لقب ابوالطّور حسن تھا۔ پس وہ مسبہ کی طرف چلا گیا اور بنی سعید کی ماں میان امراء اور کیمیا گری کا دعویٰ کر دیا۔ تو مختلف قسم کے لوگوں نے اس کی اتباع کی پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور قوانین بنائے اور کئی قسم کے شعبدے دکھائے اور اس کے پیروکاروں کی بہت کثرت ہو گئی۔ پھر انہیں ان کی خباثت کا علم ہو گیا۔ تو انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور سبتہ کی فوجوں نے اس پر چڑھائی کی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور ایک بربری نے اُسے دھوکے سے قتل کر دیا پھر مغرب کے شہروں پر اور میدانوں پر بنو مرین کا غلبہ ہو گیا اور ۳۶۸ھ میں وہ مراکش کے تختِ حکومت پر قابض ہو گئے اور قبائل عمارہ نے ان کی اطاعت سے انکار کیا اور بھتیجے سے اختلاف کی وجہ سے اطاعت کرنے سے علیحدہ رہے اور ان کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے سبتہ نے بھی بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار نہ کی اور ان کی بات شوریٰ تک پہنچی جسے فقیہ ابوالقاسم العزفی نے جو ان کے مشائخ میں سے تھا۔ ترجیح دی جیسا کہ ہم عنقریب تمام حالات کو بیان کریں گے۔ پھر قبائل غمارہ اور ان کے رؤساء کے درمیان جنگیں ہوئیں اور بنی مرین میں سے ایک گروہ مغرب میں طاغیہ السلطان کے پاس چلا گیا۔ یہ لوگ اپنی رضامندی سے آئے تھے اور دوسروں کو ان کے سرداروں نے طوعاً و کرہاً اطاعت میں شامل کیا۔ پس بنو مرین نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان پر عادل مقرر کیا اور ان کے پیچھے پیچھے سبتہ چلے گئے اور ۳۲۷ھ میں العزفیین کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس کا تذکرہ ہم ان کی حکومت میں بیان کریں گے اور اس وقت انہیں بڑی کثرت اور عزت حاصل ہے اور ان کے حالات نہایت اچھے ہیں اور وہ حکومت کے خودمختار ہونے کے وقت سے اس کے اطاعت گزار اور ٹیکس گزار نہیں اور جب وہ بزدلی دکھاتے ہیں اور حکومت کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ الحضرۃ سے ان کی طرف فوج بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو جاتے ہیں اور انہیں پہاڑوں کی دشواری کی وجہ سے غلبہ اور تحفظ حاصل ہے اور حکومت کا اعیاص میں سے جو شخص ان کے پاس جاتا ہے۔ وہ اسے پناہ دیتے ہیں اور اس پہاڑ کا حکمران یوسف بن عمر اور اس کے بیٹے ہیں۔ جنہیں اس میں عزت و ثروت حاصل ہے اور انہوں نے وہاں پر کارخانے اور پودے لگائے ہوئے ہیں اور سلطان نے سبتہ کے رجسٹر میں ان کے لئے عطیات مقرر کئے ہیں اور انہیں طنجہ کے میدان میں دوستی پیدا کرنے کیلئے جاگیریں دی ہیں۔

باب: ۲۶

قبائلِ مصامدہ

بطون مصامدہ میں سے مغربِ اقصیٰ کے اہل عیال درن کے حالات اوران کے غلبہ اورآغاز وانجام کا بیان

قاصیۃ المغرب میں یہ پہاڑ دنیا کے عظیم ترین پہاڑوں میں سے ہیں۔ کیونکہ ان کی جڑیں پاتال میں اور شاخیں آسمان میں ہیں اوران کے اجسام فضا میں پھیلے ہوئے ہیں اوران کی قطاریں مغرب کے سبزہ زار پر تکونی دیوار کی طرح ہیں۔ جواسفی کے قریب سے بحر محیط کے ساحل سے شروع ہوتے ہیں اور مشرق میں بے حدوحساب چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی انتہا برنیق کے سامنے ہوتی ہے۔ جو برقہ کے علاقے میں ہے اور یہ جگہ مراکش کے قریب ہے اور یہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے صحرا کی طرح اقل تک چلے جاتے ہیں اوراس میں سوار' سامنا اور سواحل مراکش سے ایک جانب ہوکر بلادسوس ملک چلا جاتا ہے اور درعہ' قبلہ سے آٹھ روز یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہے جس میں دریا بہتے ہیں اور زمین عام سرخ اور درختوں والی ہے اوراس کے درمیان درختوں کے سائے اوراس میں بہت کھیتیاں اور دودھ ہے۔

اور حیوانات اور شکار کی چراگاہیں بہت وسیع ہیں اور درختوں کے اُگنے کی جگہیں بہت اچھی ہیں اور ٹیکس بہت زیادہ جمع ہوتا ہے اور اسے مصامدہ کی ان قوموں نے آباد کیا ہے۔ جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کرسکتا اور انہوں نے وہاں پر قلعے' محلات اور عمارات بنائی ہیں اور دنیا کے دیگر علاقوں سے بے نیاز ہیں۔ پس آفاق کے تاجر اور نواح وامصار کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور وہ آغاز اسلام سے لے کر اس سے پہلے کے ان پہاڑوں میں آنے والے ہیں اور انہوں نے ان میں سے کئی صوبوں کو وطن بنالیا ہے۔ جن میں متعدد شعوب وقبائل کی وجہ سے متعدد ممالک اور عملداریاں پائی جاتی ہیں اوران کی الگ الگ اقوام کی وجہ سے ان کے نام بھی الگ الگ ہیں اوران کے دیار کی انتہا بنی فازان کی مشہور عمارت پر ہوتی ہے جہاں سے صیاد کے مواطن کا آغاز ہوتا ہے اوران مواطن میں مصامدہ کے بہت سے قبائل آباد ہیں۔ جن میں مصرعۂ ہستانیہ' تنمیل کیدا ویہ کنفیسہ' درپکر' معزوغیرہ' دکالہ' صاعہ' امادین' وازکیت' بنوماکر' اپلنہ جسے ہپلانہ بھی کہا جاتا ہے۔ شامل ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اپلان بن برنے معاہدہ سے رشتہ داری کی اور وہ ان کے حلیف تھے اور بطون

امادین میں سے مصفادہ' اور ماغوس ہیں اور مصفادہ میں سے دعاغہ اور بوطامان ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غمارہ' رہون اور امل' اتادین میں سے ہیں۔ واللہ اعلم' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صاحہ کے بطون میں سے ذکرا اور لقیس الظوان ہیں جو ارض سو میں ذوی حسان کے حلیف ہیں۔ جو معقلی عربوں میں سے ارض سوس پر غالب ہیں اور بطون کنفیسہ میں سے سکبادہ قبیلہ بھی ہے۔ جو ان پہاڑوں کے مضبوط ترین قلعے میں آباد ہیں اور ان کا پہاڑ قبلہ کی جانب سے سوس کے میدانوں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط پر جھانکتا ہے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جاتا ہے انہیں اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے اپنے قبیلے پر اعزاز حاصل ہے اور آغاز اسلام میں ان مصامدہ کو ان پہاڑوں میں بڑی قوت و طاقت حاصل تھی اور یہ لوگ دین کے اطاعت گزار اور اپنے برغواطی بھائیوں کے خزانہ مذہب کے مخالف تھے اور ان کا مشاہیر میں سے کثیر ابن وسلاس بن شملال بن امادہ ہے جو یحییٰ بن یحییٰ ہے جو مؤطا کا امام مالک سے راوی ہے۔ یہ اندلس میں داخل ہوا اور طارق کے ساتھ فتح میں شامل ہوا اور ان کے دوسرے مشاہیر اندلس میں ٹھہر گئے اور ان کی اولاد کا ذکر حکومت اموی کے ذکر میں آتا ہے' اور اسلام سے قبل ان میں ملوک اور افراد ہوئے تھے اور ان کی ملتونہ ملوک مغرب کے ساتھ جنگیں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ مہدی پر ان کا اتفاق ہو گیا اور اس کی دعوت کو قائم کرنے لگے جو انہیں عظیم حکومت حاصل تھی اور انہیں عدد تین کے ملتونہ سے اور افریقہ میں ضہاجہ سے ملی جیسا کہ یہ بات مشہور ہے اور اب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب : ۲۷

جبال درن میں مہدی کے ابتدائی حالات

موحدین کا بنی عبدالمؤمن کے ذریعے افریقہ میں حکومت قائم کرنا

اور ہمیشہ ہی جبال درن میں مصامدہ کو عظیم پوزیشن اور ان کی جماعت کو کثرت اور ان کی جنگ کو قوت حاصل ہے اور عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نُصیر کے ساتھ جنگوں میں بھی انہیں بڑا مقام حاصل رہا یہاں تک کہ وہ اسلام پر قائم ہو گئے۔ جیسا کہ یہ بات مشہور و معروف ہے۔ یہاں تک کہ ملتونہ کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوئی اور اس حکومت میں ان کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اہل سلطنت اور حکومت میں انہیں بڑا مقام حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے مراکش شہر کی حد بندی کی تو انہوں نے ان کو اپنے درن کے مواطن کے پڑوس میں اتارا تا کہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز رہیں۔ آسانی سے اطاعت نہ کرنے والوں کو مطیع بنا کر رکھیں اور اس حکومت کے آغاز اور علی بن یوسف کے عہد میں ان کے مشہور امام محمد بن تومرت کا ظہور ہوا جو موحدین کی حکومت کا حکمران اور مہدی کے نام سے مشہور تھا۔ جو اصل میں معرغہ میں سے تھا۔ جو مصامدہ کے بطون میں سے ہے۔ جنہیں ہم نے شمار کیا ہے۔ اس کے باپ نے اس کا نام عبداللہ اور تومرت رکھا اور صغرسنی میں اسے امغارہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن وجلیہ ابن بامصال بن حمزہ بن عیسیٰ تھا جیسا کہ ابن رشتف سے بیان کیا ہے اور وہ ابن القطان نے اس کی تصدیق کی ہے اور مغرب کے بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ محمد بن تومرت بن نیطاوس بن ساولا بن سفسون بن انکلدلیس بن خالد ہے اور بہت سے مورخین کا خیال ہے کہ اس کا نسب اہل بیت سے متعلق ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ہود بن خالد بن تمام بن عدنان بن سفیان بن عفوان بن جابر بن عطا بن رباح بن محمد ہے۔ جو سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہے۔ جو ادریس اکبر کا بھائی ہے اور اس کے بہت سے گھر والوں نے اس کے نسب کو مصامدہ اور اہل سوس میں بیان کیا ہے اور اس سلیمان کے متعلق ابن نخیل نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور وہ مغرب میں اپنے بھتیجے ادریس کے پاس چلا گیا اور تلمسان میں اترا اور اس کی اولاد مغرب میں پھیل گئی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سوس کا ہر طالبی اس کی اولاد میں سے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ادریس کے ان قرابتداروں میں سے ہے۔ جو اُسے مغرب میں آملے تھے اور رباح جو اس نسب کا ستون ہے۔ وہ ابن یسار بن عباس بن محمد بن حسن ہے۔ دونوں صورتوں میں طالبی کی نسبت صرغہ میں واقع ہوتی ہے۔ جو مصامدہ کے قبائل میں سے ہے اور اس کی جڑیں ان میں پیوست ہیں

اور یہ ان کے دھڑے کے ساتھ شامل ہے۔ پس ان کا قبیلہ خلط ملط ہو گیا اور انہی سے منسوب ہو گیا اور انہی میں شمار ہونے لگا اور اس کے اہل بیت بڑے زاہد و عابد اور درویش تھے اور یہ محمد پڑھتا اور علم سے محبت رکھتا ہوا جوان ہوا اور اسے اسافو کہتے تھے جس کے معنی روشنی کے ہیں۔ کیونکہ وہ مساجد میں رہنے کی وجہ سے بکثرت قندیلیں جلایا کرتا تھا اور اس نے پانچویں صدی کے سرے پر علم کی جستجو میں مشرق کا سفر کیا اور اندلس سے گزرا اور قرطبہ میں داخل ہوا۔ جو اس وقت علم کا گھر تھا۔ پھر وہ اسکندریہ چلا گیا اور حج کیا اور عراق میں داخل ہوا اور جملہ علماء اور بڑے بڑے دانشوروں سے ملاقات کی اور انہیں بہت علم عطا کیا اور وہ خود بیان کیا کرتا تھا کہ اس کی قوم کو اس کے ہاتھ پر حکومت ملے گی۔ کیونکہ کاہن قیافہ شناس مغرب میں ایک حکومت کے ظہور کا وقت مقرر کر رہے تھے اور ان کے خیال میں اس نے ابو حامد غزالی سے بھی ملاقات کی اور ان سے اپنے دل کی باتوں کے متعلق گفتگو کی۔ تو انہوں نے اس کو اسلام کی حکومت کے اختلال کے خلاف اکسایا اور امت کو جمع کرنے والے اور ملت کو قائم کرنے والے سلطان کے ارکان کو پراگندہ کرنے پر برانگیختہ کیا۔ ازاں بعد انہیں اس کے ان قبائل پر بدگمانی ہو گئی۔ جن کی وجہ سے اسے اعتزاز و تحفظ حاصل تھا اور اس نے ان قبائل میں اپنی خواہش کے پانے اور دعوت کے غالب آنے میں امر الٰہی کی تکمیل کرتے ہوئے پرورش پائی اور یہ امام اس خواہش کو لئے ہوئے مغرب کی طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور دین کا جلتا ہوا شعلہ بن کر واپس لوٹا اور مشرق میں اہل سنت کے اشعری علماء سے بھی ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا اور عقائد سلفیہ میں کامیابی حاصل کرنے اور ان عقلی دلائل سے جو اہل بدعت کے سینے میں گھس جاتے ہیں عقائد کے دفاع میں ان کے طریقے کو مستحسن خیال کیا اور متشابہ آیات اور احادیث کی تاویل میں ان کی رائے کو اختیار کیا۔ حالانکہ اہل مغرب تاویل میں ان کی اتباع کرنے سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے اور سلف کی اقتداء میں تاویل کے ترک کرنے اور متشابہات کے اقرار کرنے میں ان کی رائے کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ پس اس نے اہل مغرب کو اس بارے میں سمجھایا اور انہیں تاویل کے قول اور شام عقائد میں اشعری مذاہب کو اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور ان کی امامت اور ان کی تقلید کے وجوب کا اعلان کیا اور ان کی رائے کے مطابق عقائد میں المرشدة فی التوحید جیسی کتاب تالیف کی اور وہ امامیہ شیعہ کی طرح امام کی عصمت کا بھی قائل تھا اور اس نے اس بارے میں اپنی کتاب الامامیہ تالیف کی جس کا آغاز اس نے اپنے قول اعز مایطلب سے کیا اور یہ ابتدائیہ ہی اس کتاب کا لقب بن گیا اور وہ بلاد مغرب کے پہلے شہر طرابلس میں اپنے اس مذہب کا اہتمام کرتے ہوئے اترا اور علماء مغرب نے اس سے جو انحراف اختیار کیا تھا۔ اس پر نکیر کی اور مقدور بھر امر و نہی کرنے اور تدریس علم و امر میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اُسے اس کے باعث تکالیف پہنچیں جنہیں اس نے اپنے اعمال صالحہ میں سے خیال کیا اور جب وہ بجایہ میں داخل ہوا تو ان دنوں وہاں پر عزیز بن منصور بن ناصر بن علناس بن حماد صنہاجہ کے امراء میں سے تھا اور وہ عیب دار لوگوں میں سے تھا۔ پس اس نے اسے اور اس کے اتباع کو سختی سے منع کیا اور ایک روز انہیں بڑے کاموں کو راستوں میں روکنے کے درپے ہو گیا۔ جس کے باعث گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز پیدا ہوئی۔ جسے سلطان اور خواص نے ناپسند کیا اور انہوں نے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ تو وہ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکلا اور ملالہ چلا گیا۔ جہاں ان دنوں قبائل ضہاجہ میں سے بنو ورپاغل تھے۔ جنہیں اعتزاز اور قوت و شوکت حاصل تھی۔ پس انہوں نے اسے پناہ دی اور بجایہ کے سلطان نے ان سے مطالبہ کیا کہ

وہ اُسے اس کے سپرد کر دیں مگر انہوں نے انکار کیا اور اس کے ساتھ درشتی سے پیش آئے اور یہ ان کے درمیان ٹھہر کر مدت تک انہیں علم پڑھاتا رہا اور جب یہ فارغ ہوتا تو راستے کے وسط میں دیار ملالہ کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ جاتا اور وہ چٹان اس عہد میں بہت مشہور تھی اور وہیں پر اس کا سب سے بڑا ساتھی عبدالمؤمن بن علی اپنے چچا کے ساتھ حج کرتا ہوا اسے ملا اور اس کے علم سے حیران رہ گیا اور اپنے عزم سے باز آ گیا اور اس کا خاص ہو گیا اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور مہدی' مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور یہ بھی اس کے جملہ ساتھیوں میں شامل تھا اور وہ دانشریس چلا گیا اور اس کے جملہ اصحاب میں سے بشیر نے اس کی مصاحبت اختیار کی۔ پھر وہ تلمسان گیا اور لوگوں نے اس کے حالات سنے پس قاضی نے اسے بلایا اور اسے اس کے مذہب کے بارے میں ڈانٹا اور علاقہ والوں کی مخالفت کی وجہ سے اسے توبیخ کی اور اس نے خیال کیا کہ اس کا اس بات سے دست کش ہو جانا ہی عدل و انصاف کی بات ہے مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے طریق پر قائم رہتے ہوئے فاس اور پھر مکناسہ کی طرف چلا گیا اور وہاں پر لوگوں کو بعض برائیوں سے منع کیا۔ پس شریر لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے زدوکوب کر کے درد مند کیا اور وہ مراکش چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا اور علی بن یوسف کو نماز جمعہ میں جامع مسجد میں ملا اور اسے نصیحت کی اور اسے سخت سست کہا اور ایک دن وہ علی بن یوسف کی بہن کو ملا۔ جو اپنی قوم ملثمین کے طریق کے مطابق ننگے سر عورتوں کے لباس میں تھی تو اس نے اُسے ڈانٹا اور وہ اس کی ڈانٹ کے صدمے سے روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئی تو اس نے فقہا کے ساتھ اس کی شہرت کے متعلق گفتگو کی اور وہ اس کے متعلق غصے اور حسد سے بھرے ہوئے تھے کیونکہ وہ متشابہ کی تاویل میں اشعری مذہب کو اختیار کئے ہوئے تھے اور سلف کے مذہب پر ان کے جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر نکیر کرتا تھا اور اس کے خیال میں جمہور نے اسے تجسیم کی تلقین کی اور وہ اشعریہ کے ایک قول کے مطابق ان کی تکفیر کرتا تھا۔ پس وہ اس رائے کی طرف مائل ہو گیا۔ پس انہوں نے امیر کو اس کے خلاف بھڑکایا۔ تو اس نے اسے ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلایا اور یہ ان پر غالب آ گیا اور اپنی جگہ سے باہر چلا گیا اور ان کو لڑتا چھوڑ گیا پس وہ اس دن اغمات چلا گیا اور اپنی عادت کے مطابق بُری باتوں سے روکنے لگا اور وہاں کے لوگوں نے علی بن یوسف نے اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کے حالات سے براشگون لیا۔ پس وہ اس کے شاگرد جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہاں سے نکل گئے اور اس نے اپنے اصحاب میں سے اسماعیل بن ایکیک کو بلایا اور وہ اس کی قوم کے بہادروں میں سے ہے اور سب سے پہلے وہ مسیفوہ اور پھر ہستانہ گیا اور ان کے اشیاخ میں سے عمر بن یحییٰ بن محمد دانو دین بن علی سے ملا جو ابو حفص کہلاتا تھا اور ابن فعستانہ اس کے گھر کو بنی خاصکات ٹیں جانتا تھا اور ان کو نصاب کہتے ہیں۔ کہ فصکات' دانو دین کا جد ہے اور ہفستانہ کو ان کی زبان میں ہفسنی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عمر ہفسنی کے نام سے معروف تھا اور ان کے نسب کی تحقیق کا بیان ان کی حکومت کے بیان میں آئے گا پھر مہدی انہیں چھوڑ کر ایکیلین کی طرف کوچ کر گیا۔ جو بلاد مصرغہ میں سے ہے اور وہ اپنی قوم کے ہاں مہمان اترا۔ ۵۱۵ھ کا واقعہ ہے اور اس نے عبادت کے لئے رابطہ پیدا کیا اور طلبہ اور قبائل اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور وہ انہیں بربری زبان میں المرشدة فی التوحید کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے راستے میں اس کی بڑی شہرت ہو گئی اور فقیہ العلمیہ نے امیر علی بن یوسف کی مجلس کے ذریعے اُسے پکڑنے کا ارادہ کیا اور وہ مالک بن وہیب تھا۔ جس نے اسے اکسایا تھا اور وہ قیافہ

شناس تھا جو ستاروں سے اندازہ لگاتا تھا اور کاہن یہ باتیں بیان کرتے تھے کہ مغرب کی ایک قوم سے ایک بادشاہ ہونے والا ہے۔ جس میں دو علوی ستاروں اور ایک سیارے کے قران سے مچھلی کی شکل تبدیل ہو جائے گی اور یہ ان کے احکام کا تقاضا ہو گا اور امیر اس بات کی توقع رکھتا تھا۔ پس اس نے کہا کہ اس آدمی سے حکومت کو بچاؤ کیونکہ وہ سوتی کے ردی مسجع کلام میں صاحب قرآن اور مربع درہم والا ہے۔ جسے لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں اس کی اصل عبارت یہ ہے:

''اور اس نے اپنے پاؤں میں بیڑی ڈالی ہے تا کہ تجھے ڈھول سنائی نہ دے''۔

اور میں اُسے مربع درہم والا خیال کرتا ہوں۔ پس علی بن یوسف نے اسے طلب کیا اور نہ پایا اور اس نے سواروں کو اس کی تلاش میں بھیجا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا اور شوس کے عامل ابو محمد ملتونی نے اس کے جلد قتل کرنے کے لئے بعض آدمی بھیج کر مداخلت کی اور ان کے بھائیوں نے انہیں چوکنا کر دیا۔ پس وہ اپنے مددگاروں کے قلعے میں چلے گئے اور جس نے ان کے معاملے میں مداخلت کی اسے قتل کر دیا اور انہوں نے مصامدہ کو اس کے ہاتھ پر بیعت توحید اور اس کے تحفظ کیلئے ۵۱۵ھ میں مجسمین سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ پس عشرہ وغیرہ میں سے ان کے جوان اس کے پاس آئے اور ان میں حفستانہ کے ابو حفص عمر بن یحیٰی اور ابو یحیٰی بن بکیت اور یونس بن دانودین اور ابن یغمور بھی تھے اور تینملل سے ابو حفص عمر بن علی حسنا کی اور محمد بن سلیمان اور عمرو بن تافراتکین اور عبداللہ بن طویات تھے اور ہرغہ کا اہب قبیلہ سب کا سب ہی اس کے حکم تلے آ گیا۔ پھر ان کے ساتھ کیدموبہ اور کبقیسہ بھی شامل ہو گئے اور جب اس کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے اسے مہدی کا لقب دیا اور اس کے قبل اس کا لقب امام تھا اور وہ اپنے اصحاب کو طلبہ اور اہل دعوت کو موحدین کہتا تھا اور جب اس کے پچاس اصحاب تو اس نے ان کا نام ایت الخمسین رکھا اور سوس کے عامل ابوبکر بن محمد ملتونی نے ہرغہ میں ان کے مکان پر چڑھائی کی۔ تو انہوں نے اپنے خفستانہ بھائیوں سے کمک مانگی پس وہ اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور ملتونی فوج پر ٹوٹ پڑے اور انہیں فتح کی آواز آئی اور امام نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ پس انہوں نے اس کے متعلق غور و فکر کیا اور سب کے سب اس کی دعوت میں شامل ہو گئے اور ملتونی فوجیں یکے بعد دیگر کئی بار ان کے مقابلہ میں آئیں۔ مگر انہوں نے انہیں منتشر کر دیا اور وہ اپنی بیعت کے تین سالوں میں جبل تمیلل میں منتقل ہو گیا اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور اس نے ان کے درمیان اور وادی نفیس کے قریب اپنا گھر اور مسجد بھی بنائی اور مصامدہ میں سے جس شخص نے اس کی بیعت کرنے میں تخلف کیا اس نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے۔ پس اس نے اولاد حضر رجہ کے ساتھ جنگ کی اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا اور انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے ہسکورہ کے ساتھ جنگ کی اور ان کے ساتھ ابودونہ ملتونی بھی تھا۔ پس یہ ان پر غالب آ گیا اور واپس لوٹ آیا اور بنو واسکیت نے اس کا پیچھا کیا تو موحدین نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا۔ پھر اس نے بلد غجرامہ سے جنگ کی اور اس نے اسے فتح کر لیا تھا اور اس نے اپنے احباب میں سے شیخ ابو محمد عطیہ کو چھوڑا تھا۔ پس اس نے اس سے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا بس اس نے ان سے جنگ کی اور ان کو لوٹا اور تینملل کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ بشیر کا معاملہ پیش آیا اور اس نے موحد کو منافق سے جدا کیا اور وہ ملتونہ کو حشم کہتے تھے۔ پس اس نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور معاہدہ میں سے تمام اہل دعوت کو جمع کیا اور ان پر چڑھائی کر دی

اورانہوں نے کبکب میں اس سے جنگ کی اور موحدین نے اُسے شکست دی اور اغمات تک ان کا تعاقب کیا پس وہاں پر بکر بن علی بن یوسف اور ابراہیم بن تاعماشت کے ساتھ ملتونہ کی فوجوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور موحدین نے انہیں شکست دی اور ابراہیم واپس آ گیا اور انہوں نے مراکش تک ان کا تعاقب کیا اور چار سو سواروں کے سوا' چالیس ہزار کے قریب پیادہ فوج نے بحیرہ میں پڑاؤ کیا اور علی بن یوسف نے فوج کو اکٹھا کیا اور ان کے پڑاؤ سے چالیس روز بعد وہ باب اہلان سے ان سے لڑنے کے لئے نکلا اور انہیں شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور بشیر نے اپنے اصحاب میں سے کچھ کو کھودیا اور رہیلانہ میں خوب قتلام ہوا اور اس روز عبدالمومن کی خوب آزمائش ہوئی اور اس کے چار ماہ بعد مہدی فوت ہو گیا اور وہ عدیل سے عدول کرنے اور تجسم کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے ملتونہ پر تعریض کرتے ہوئے اپنے اصحاب کو موحدین کہتا تھا اور وہ بڑا پاکباز تھا اور عورتوں کے پاس نہ آتا تھا اور پیوندگی لباس پہنتا تھا اور اسے زہد و عبادت میں ایک مقام حاصل تھا اور اس نے امام شیعہ سے اتفاق کر کے امام کو معصوم قرار دینے کے سوا اور کوئی بدعت اختیار نہ کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: ۲۸

عبدالمؤمن کی حکومت

مہدی کے خلیفہ عبدالمؤمن کی حکومت کے حالات اور اس کے بیٹوں میں سے چاروں خلفاء کے احوال اور ان کے انجام کا بیان

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ۲۲ھ میں مہدی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے سب سے بڑے صحابی عبدالمؤمن بن علی کومی کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے۔ ہم قبل ازیں اس کے اور اس کے نسب کے متعلق اس کی قوم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ پس اس نے تینملل میں اس کے گھر کے پاس اس کی مسجد میں اسے دفن کر دیا اور اس کے اصحاب پھوٹ پڑنے سے ڈر گئے اور انہیں توقع تھی کہ مصامدہ عبدالمؤمن بن علی کی حکومت سے ناراض ہوں گے۔ کیونکہ وہ ان کے قبیلے میں نہیں ہے۔ پس انہوں نے حکومت کے معاملہ کو مؤخر کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں دعوت کی شادمانی رچ بس جائے اور انہوں نے اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور تین سال تک اس کی بیماری کے متعلق خلاف واقعہ جھوٹ بولتے رہے اور نماز میں سنت کو قائم کرتے رہے اور تنخواہ دار گوہ اس کے اصحاب کو اس کے گھر لاتا رہا گویا اس نے انہیں اپنی عبادت کے لئے مختص کیا ہے پس وہ اس کی قبر کے اردگرد بیٹھ جاتے اور اپنے حالات کے متعلق گفتگو کرتے اور پھر وہ اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے باہر نکلتے اور عبدالمؤمن انہیں تلقین کرتا حتیٰ کہ جب ان کی حکومت مستحکم ہو گئی اور سب کے دلوں میں دعوت جاگزیں ہو گئی۔ تو انہوں نے اپنے حالات سے پردہ اٹھایا اور عشرہ میں سے جو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے عبدالمؤمن کو مقدم کرنے میں مدد دی اور اس میں سب سے زیادہ کردار شیخ ابو حفص نے ادا کیا اور ہنتانہ اور باقی ماندہ مصامدہ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لوگوں کو مہدی کی موت کے متعلق اطلاع دے دی اور اس نے اپنے ساتھی کے متعلق بھی بتا دیا اور یحییٰ بن یمور نے روایت کی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ افضل ساتھی کے متعلق برکت دے پس سب لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے ۲۴ھ میں تمیلل شہر میں اس کی بیعت پر اتفاق کر کے اطاعت اختیار کر لی۔ پس اس نے موحدین کی حکومت سنبھال لی اور دور دور تک جنگیں کیں اور اس نے تادلہ پر حملہ کیا اور وہاں قیام کیا اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا پھر اس نے درعہ سے جنگ کی اور ۲۶ھ میں اس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے

تاسعون سے جنگ کی اور اسے فتح کر لیا اور اس کے والی ابوبکر بن مازر و اور اس کے ساتھ اس کی قوم غمارہ کے جو آدمی بنی ذرار اور بنی مزرع سے تھے۔ انہیں قتل کر دیا۔ پھر لوگ فوج در فوج ان کی دعوت کی طرف سبقت کرنے لگے اور مغرب کے دیگر علاقوں میں بربریوں نے ملتونہ کے خلاف بغاوت کر دی تو علی بن یوسف نے اپنے بیٹے تاشفین کو ۳۳ھ میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس وہ ارض سوس کی جانب ان کے پاس آیا اور اس نے کنز ولہ کے قبائل کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے اور انہیں اس کے ہراول میں رکھا۔ پس موحدین نے ان کی پہلی جماعت سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور تاشفین بغیر جنگ کئے واپس آ گیا اور اس کے بعد کنز ولہ' موحدین کی حکومت میں شامل ہو گئے اور عبدالمؤمن نے بلاد مغرب سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے ۳۴ھ سے لے کر ۴۱ھ تک اپنی طویل جنگ لڑی اور اس نے تمیلل سے اس بارے میں گفتگو نہ کی یہاں تک کہ جب مغربیوں میں فتح اور غلبہ کا خاتمہ ہو گیا۔ تو وہ تمیلل سے اس کی طرف گیا اور تاشفین اپنی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور لوگ اس سے بھاگ کر عبدالمؤمن کی طرف چلے جاتے اور وہ پہاڑیوں میں جہاں کھانے کے لئے بافراغت پھل اور گرمی حاصل کرنے کے لئے لکڑیاں ہوتی تھیں۔ چلتا چلتا جبل غمارہ تک جا پہنچا اور مغرب میں جنگ اور گرانی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور مغرب سے رعایا متفرق ہو گئی اور طاغیہ نے عدوہ میں مسلمانوں کو زخمی کیا اور اس دوران میں عدوتین کا بادشاہ علی بن یوسف امیر ملتونہ ۵۳۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے تاشفین نے ان کی حکومت کو سنبھال لیا اور وہ اپنی انہی جنگوں میں مصروف تھا کہ اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور وہ اپنے باپ کے بعد بنی ملتونہ اور مسوقہ کے فتنہ سے افسردہ ہو گیا پس مسوفہ کے امراء جیسے بدران بن محمد اور یحییٰ بن تاکفن اور یحییٰ بن اسحاق جو انکارہ نام سے مصروف تھا اور تلمسان کا والی تھا۔ دہشت زدہ ہو کر عبدالمؤمن کے ساتھ جا ملے اور اس کی دعوت میں شامل ہو گئے اور ملتونہ نے ان کے اور باقی ماندہ مسوفہ کے عہد کو توڑ دیا اور عبدالمؤمن اپنے حال پر قائم رہا۔ پس اس نے سبتہ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور اس کے دفاع میں قاضی عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اپنے دین ابوت اور منصب کی وجہ سے ایک مشہور آدمی تھا اور ان دنوں سبتہ کا رئیس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری ایام میں حکومت اس سے ناراض ہو گئی اور وہ سبتہ سے جلاوطن ہو کر تادلہ میں فوت ہو گیا جہاں وہ صحرا میں قضا کا کام کرتا تھا اور عبدالمؤمن اپنی جنگوں میں دیر تک مصروف رہا اور جبال غیاثہ اور بطویہ تک پہنچ گیا اور اُسے فتح کر لیا۔ پھر وہ ملویہ آیا اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ پھر اس نے بلاد زناتہ کو روند ڈالا اور قبائل مدیونہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے یوسف بن دانودین اور ابن مومو کی نگرانی کے لئے ان کی طرف موحدین کی فوج بھیجی پس محمد بن یحییٰ بن فانول عامل تلمسان اپنی ملتونی اور زناتی فوجوں کے ساتھ نکلا تو موحدین نے اسے شکست دی اور ابن فانو قتل ہو گیا اور زناتہ کی فوج منتشر ہو گئی اور اپنے ملک کی طرف واپس آ گئی اور ابن تاشفین نے تلمسان پر ابوبکر بن مزدلی کو حاکم مقرر کیا اور ابوبکر بن ماخوخ اور یوسف بن بدر جو بنی مانوہ امراء تھے۔ ریف میں عبدالمؤمن کے مکان پر پہنچے تو اس نے ابن یغمور اور ابن دانودین کو موحدین کی فوج میں ان کے ساتھ بھیجا۔ پس انہوں نے بلاد عبدالواد اور بنی ماجدی میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنایا اور ملتونی فوجوں نے ان کی مدد کی اور رومی سالار برتیر بھی ان کے ساتھ تھا۔ پس یہ لوگ مندا اس میں اترے اور زناتہ یعنی یلومی اور عبدالواد میں ان کے خلاف اکٹھے ہو گئے اور ان کا سردار حمامہ بن مطہر تھا۔ نیز بنی

نیکیاس اور بنی درسفان اور بنی توجین بھی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے بنی مانو یہ پر حملہ کر کے ان کی غنائم کو چھڑا لیا اور ابو بکر بن ماخوخ اپنی فوج کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا اور موحدین اور ابن دانودین جبال سیرات میں قلعہ بند ہو گئے اور تاشفین بن ماخوخ ملتونہ اور زناتہ کے روبرو عبدالمؤمن کے ساتھ جا ملا پس وہ اس کے ساتھ تلمسان اور پھر سیرات کی طرف چلا گیا۔ اور اس نے ملتونہ اور زناتہ کی فرو گاہ کا قصد کیا اور ان پر حملہ کر دیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور جبل بن درنیک کی دو چٹانوں کے درمیان فرو کش ہو گیا اور تاشفین باصطفصف میں اترا اور حاکم بجایہ یحیٰی بن عبدالعزیز کی طرف سے اگلے جرنیل طاہر بن کباب کی نگرانی میں ضہاد کی مدد پہنچ گئی اور انہوں نے ضہاجہ کی عصبیت کی وجہ سے تاشفین اور اس کی قوم کی مدد کی اور اس کے پہنچنے کے روز اس نے موحدین کی فوج کو دیکھا اور لوگوں کو ملتونہ پر فوراً حملہ کرنے کے متعلق بتایا اور ان کا امیر انہیں موحدین سے جنگ کا عادی بنا رہا تھا اور اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں تمہارے حاکم عبدالمؤمن سے بچاؤں اور میں اپنی قوم کی طرف واپس چلا جاؤں گا۔ پس تاشفین اس بات سے غضبناک ہو گیا اور اسے جنگ کی اجازت دے دی۔ پس اس نے قوم پر حملہ کر دیا اور انہوں نے بھی سوار ہو کر اس سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور یہ اس کا اور اس کی فوج کا آخری دور تھا اور تاشفین نے اس کے قبل اپنے جرنیل کو ایک بڑی فوج کے ساتھ رومی جرنیل روبرتیر کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس اس نے بنی سندم اور زناتہ پر ان کے میدانوں میں غارت گری کی اور غنائم لے کر واپس آیا اور عبدالمؤمن کی فوج سے موحدین نے ان کا راستہ روکا۔ تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور روبرتیر بھی قتل ہو گیا۔ پھر اس نے بلاد بنی نوما کی طرف ایک اور دستہ بھیجا جس سے تاشفین بن ماخوخ اور اس کے ساتھی موحدین نے جنگ کی اور واپسی پر بجایہ کی فوج کی راہ میں حائل ہو گئے اور اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور تاشفین کو یہ جنگیں پے در پے پیش آئیں۔ پس اس نے دہران کی طرف کوچ کا ارادہ کر لیا اور اپنے ولی عہد بیٹے کو ملتونہ کی ایک جماعت کے ساتھ مراکش کی طرف بھیجا اور اس کے احمد بن عطیہ کاتب کو بھی بھیجا اور خود ۳۹ء میں دہران کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک ماہ قیام کر کے اپنے بحری بیڑے کے سالار محمد بن میمون کا انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے مریہ سے دس ایرانی بحری بیڑے اس کے پڑاؤ کے قریب بھیج دیئے اور عبدالمؤمن بھی تلمسان سے چل پڑا اور اس نے اپنی ہراول فوج میں شیخ ابو حفص عمر بن یحیٰی اور زناتہ میں سے بنی مانو کو بھیجا۔ پس انہوں نے بلاد بنی یلومی' بنی عبدالواد' بنی ورسیفین اور بنی توجین ہیں۔ آ کر خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گئے اور عبدالمؤمن کے پاس ان کے رؤساء کا ایک وفد آیا۔ جس میں سید الناس بن امیر الناس شیخ بنی یلومی بھی تھا۔ پس وہ انہیں اچھی طرح ملا اور انہیں دہران کی طرف موحدین کی فوج میں لے گیا۔ پس انہوں نے ملتونہ کو ان کے پڑاؤ میں فتح کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا اور تاشفین نے ایک ٹیلے پر پناہ لی۔ تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس کے اردگرد آگ جلا دی یہاں تک کہ ان کو رات نے آ لیا اور تاشفین قلعے سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور پہاڑ کے ایک کنارے پر گر کر ۲۷ رمضان ۵۳۹ھ کو فوت ہو گیا اور اس نے اس کے سر کو تمیلل کی طرف بھیج دیا اور فوج کا دستہ دہران کی طرف چلا گیا۔ پس وہ اہل دہران کے ساتھ محصور ہو گئے۔ یہاں تک کہ پیاس نے ان کو مصیبت میں ڈال دیا اور ان سب نے اس سال عید الفطر کے دن عبدالمؤمن کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور ملتونہ کی شکست کے ساتھ تاشفین کے قتل کی خبر

تلمسان پہنچی اور ان میں ابوبکر و لطف اور سیر ین الحاج اور علی بن میلو بھی دیگر سرداروں کے ساتھ شامل تھے۔ پس جو ملتونی وہاں موجود تھے۔ وہ ان کے ساتھ بھاگ گئے اور عبدالمؤمن نے تاکرارت میں جس شخص کو پایا قتل کر دیا حالانکہ قبل انہوں نے اپنے ساٹھ سرداروں کو بھیجا تھا۔ پس یصلیتین نے جو بنی عبدالوادہ کے سرداروں میں سے تھا۔ ان سے جنگ کی اور ان سب کو قتل کر دیا اور جب عبدالمؤمن تلمسان پہنچا۔ تو اس نے اہل تاکرارت کو لوٹا کیونکہ ان کی اکثریت نوکروں چاکروں کی تھی اور اہل تلمسان کو معاف کر دیا اور فتح کے سات ماہ بعد سلیمان بن محمد بن وانو دین کو ان کا حاکم مقرر کر کے وہاں سے چلا گیا اور بعض مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ وہ تلمسان کے مسلسل محاصرہ کئے رہا اور مدد اسے پہنچتی رہی اور وہیں پر اسے سجلماسہ کی بیعت کی اطلاع ملی پھر اس نے مغرب کی طرف کوچ کا عزم کیا اور ابراہیم بن جامع کو تلمسان کے محاصرہ پر چھوڑا پس اس نے ۵۴۱ھ میں فاس کا قصد کیا جہاں پر تاشفین کے تلمسانی دستے کا یحییٰ صحراوی قلعہ بند تھا۔ پس عبدالمؤمن نے ان سے جنگ کی اور مکناس کے محاصرہ کے لئے فوج بھیجی پھر خود اس کے پیچھے چلا گیا اور موحدین کی ایک فوج کو فاس میں چھوڑ گیا جس کے لیڈر ابوحفص ابو ابراہیم اور مہدی کے وہ اصحاب تھے۔ جو عشرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پس انہوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ پھر ابن الجیان نے انہیں داخل کر دیا۔ پس وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس نے رات کو موحدین کو داخل کر دیا اور صحراوی طنجہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں ابن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا اور عبدالمؤمن کو فاس کے متعلق اطلاع ملی جبکہ وہ مکناسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ تو وہ فاس کی طرف واپس آ گیا اور ابراہیم بن جامع کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ کیونکہ اس نے جب تلمسان کو فتح کیا تو عبدالمؤمن کی طرف چلا گیا اور اس وقت وہ فاس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ پس راستے میں اسے امیر بنی مرین مخضب بن عسر ملا اور انہوں نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تکلیف اٹھائی پس عبدالمؤمن نے یوسف وانو دین عامل تلمسان کی طرف لکھا کہ وہ ان کی طرف فوج بھیجے پس اس نے بنی عبدالواد کے شیخ عبدالحق بن منقاد کے ساتھیوں کو بھیجا۔ جنہوں نے بنی مرین پر حملہ کر دیا اور مخضب نے ان کے امیر کو قتل کر دیا اور جب عبدالمؤمن نے فاس سے مراکش کی طرف کوچ کیا تو اُسے راستے میں اہل سبتہ کی بیعت کی خبر پہنچی تو اس نے ہنتانہ کے مشائخ میں سے یوسف بن مخلوف کو ان کا حاکم مقرر کر دیا اور وہ سلا کے پاس سے گزرا اور تھوڑی سی جنگ کے بعد اسے فتح کر لیا اور وہاں ابن عشرہ کے گھر میں اترا پھر مراکش کی طرف گیا اور شیخ ابوحفص کو برغواطہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور واپس آ گیا اور وہ اسے اس کے راستے میں ملا اور سب کے سب مراکش پہنچ گئے اور رعطہ کی فوج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی۔ پس موحدین نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں بھی خوب قتل عام کیا اور ان کے اموال اور عورتوں کو لوٹ کر لے گئے اور مراکش میں نو ماہ تک رہے اور ان کا امیر اسحاق بن علی بن یوسف تھا۔ جب انہیں اس کے باپ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت ہی میں اس کی بیعت کر لی اور جب ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا اور بھوک نے ان کو تکلیف میں ڈالا تو وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے اور شکست کھائی اور موحدین نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کیا اور ۵۴۱ھ کے شوال کے آخر میں شہر میں داخل ہو گئے اور عام مسلمین قتل ہو گئے اور اسحاق اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ قصبہ کی طرف بھاگ گیا۔ پھر انہوں نے موحدین کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اسحاق کو عبدالمؤمن کے سامنے حاضر کیا گیا تو موحدین نے اُسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا اور اس کام میں

ابوحفص بن داکاک نے بڑا کردار ادا کیا اور ملثمین کا نشان مٹ گیا اور تمام علاقے پر موحدین کا قبضہ ہو گیا۔ پھر سوس کی جانب سے سلا کے عوام میں سے باغی نے جو محمد بن عبداللہ بن ہود کے نام سے معروف تھا۔ ان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس نے الہادی کا لقب اختیار کیا اور اس نے ماسہ کی چوکی میں ظہور کیا اور ہر جانب سے دھتکارے ہوئے لوگ اس کے پاس آنے لگے اور اہل آفاق کے جاہلوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے اور اہل سجلماسہ اور درعہ اور قبائل دکالہ اور کراکرا اور قبائل تامنا اور ہوارہ نے اس کی دعوت کو اختیار کر لیا اور اس کی ضلالت تمام عربوں میں پھیل گئی پس عبدالمؤمن نے موحدین کی ایک فوج یحییٰ انکمار ملتونی کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جو تاشفین بن علی کی رعایا میں سے اس کی طرف آ گیا تھا اور اس نے ماسہ کی اس باغی کے ساتھ جنگ کی اور وہ شکست کھا کر عبدالمؤمن کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس نے شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ اور موحدین کے اشیاخ کو بھیجا اور خوب تیاری کی اور ماسہ کی فوج کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور باغی بھی ساٹھ ہزار جوانوں اور سات سو سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا پس موحدین نے ان کو شکست دی اور ذوالحجہ ۱۴۱ھ میں ان کا داعی باوجود اتباع کی کثرت کے جنگ میں مارا گیا اور شیخ ابوحفص نے ابوحفص بن عطیہ کی تحریر میں جو کہ ایک مشہور انشا پرداز ہے عبدالمؤمن کی طرف فتح کی چٹھی لکھی اور اس کا باپ ابواحمد علی بن یوسف اور اس کے بیٹے تاشفین کا کاتب تھا اور وہ موحدین کے قبضہ میں آ گیا۔ تو عبدالمؤمن نے اسے معاف کر دیا اور جب وہ فاس آیا تو اس ابوحفص نے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا۔ تو اس نے اسے راستے میں ہی گرفتار کر لیا اور اس نے عذر کیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول نہ کیا اور قتل کر دیا اور اس کا بیٹا احمد مراکش میں اسحاق بن علی کا کاتب تھا۔ پس سلطان کے عفو نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں اس نے اس خباثت میں شامل کیا تھا اور وہ شیخ ابوحفص کے ذی وجاہت لوگوں میں شامل ہو گیا اور اس نے اسے تحریرات لکھنے کے لئے طلب کیا۔ تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور عبدالمؤمن نے اس کی تحریر پر اطلاع پا کر اس کی تحسین کی پس اس نے پہلے اس سے تحریرات لکھوائیں پھر اس کا مرتبہ اس کے ہاں بلند ہو گیا اور اس نے اسے وزیر بنا لیا اور حکومت میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اس نے فوجوں کی کمان کی اور اموال کو جمع اور خرچ کیا اور سلطان کے ہاں وہ رتبہ حاصل کیا جو اس کی حکومت میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ جہاد میں بہت نرمی کرتا ہے اور اسی میں اس کی موت واقع ہوئی اور ۵۳ھ میں خلیفہ نے اسے الگ کر دیا اور جیسا کہ مشہور ہے اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا اور جب شیخ ابوحفص ماسہ کی جنگ سے واپس آیا تو اس نے مراکش میں چند روز آرام کیا پھر جبال درن میں ماسہ کے داعی کی دعوت کے علمبرداروں سے جنگ کرنے کے لئے چلا گیا۔ پس اس نے اہل نفیس اور ہیلانہ پر حملہ کر دیا اور ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور یہ واپس لوٹ آیا۔ پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو فتح کر لیا پھر اس نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ پھر ثالثہ برغواطہ کی طرف گیا۔ تو انہوں نے ایک بار اس سے جنگ کی پھر اسے شکست دے دی اور مغرب میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور اہل سبقہ نے بغاوت کر دی اور یوسف بن مخلوف تیملی کو باہر نکال کر اسے اور اس کے موحد ساتھیوں کو قتل کر دیا اور قاضی عیاض سمندر کو عبور کر کے یحییٰ بن علی غانیہ المسوفی کے پاس اندلس چلا گیا اور اس نے ملاقات کر کے اس سے سبقہ کے والی کا مطالبہ

کیا تو اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکر صحراوی کو بھیجا جو عبدالمؤمن کے ساتھ جنگ کے وقت سے فاس میں موجود تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ طنجہ چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور قرطبہ میں ابن غانیہ سے جاملا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ابن غانیہ نے اسے قاضی عیاض کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا۔ اور اس نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔ اور اس کا ہاتھ ان قبائل تک پہنچ گیا۔ جنہوں نے برغواطہ اور دکالہ میں سے موحدین کو شکست دینے کے وقت سے ان کی اطاعت چھوڑ دی تھی اور یہ سبتہ میں ان سے جاملا اور ۴۳ ھ میں عبدالمؤمن بن علی ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیخ کنی کر دی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور یحییٰ صحراوی اور ملتونہ سے برأت کا اظہار کر دیا اور اپنے خروج کے چھ ماہ بعد واپس مراکش آ گیا اور المرعبہ نے یحییٰ صحراوی کے معاملہ میں اس سے رابطہ کیا۔ تو اس نے اسے معاف کر دیا اور مغرب کے احوال درست ہو گئے اور اہل سبتہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی تو اس نے ان کی یہ بات قبول کر لی اور اسی طرح اہل سلا نے کہا اور اس نے ان سے درگزر کر دیا اور ان کی فصیل کو گرانے کا حکم دے دیا۔ واللہ اعلم۔

فتح اندلس کے حالات: پھر عبدالمؤمن اپنے محل سے اندلس کی طرف گیا اور اس کے واقعات میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس نے تاشفین بن علی کے قتل اور فاس میں موحدین کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں ملثمین سے رابطہ کیا اور ان کے بحری بیڑے کا سالار علی بن عیسیٰ بن میمون تھا۔ اس نے ملتونہ کی اطاعت چھوڑ دی اور جزیرہ قادس میں چلا گیا اور عبدالمؤمن کو فاس کے محاصرہ میں اس کی جگہ پر جا کر ملا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا اور فاس کی جامع مسجد میں اس کے لئے خطبہ دیا۔ یہ پہلا خطبہ تھا۔ جو اندلس میں ۵۴۰ھ میں ان کے لئے دیا گیا اور حاکم مرتلہ اندلس میں دعوت کے قائم کرنے والے احمد بن قیسی نے ابوبکر بن حبس کو عبدالمؤمن کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا۔ اس نے تلمسان میں اس سے ملاقات کی اور اپنے صاحب کا خط اسے دیا۔ خط میں مہدی کی جو تعریف لکھی تھی۔ اس پر اس نے برا منایا اور کوئی جواب نہ دیا اور سدراتی بن وزیر جو بطلیوس' باجہ اور غرب الاندلس کا حاکم تھا۔ اسے احمد بن قیسی پر بڑا غلبہ حاصل تھا اور اس نے اسے مرتلہ پر غالب کیا۔ پس احمد بن قیسی علی بن عیسیٰ بن میمون کی مداخلت کی وجہ سے مراکش کی فتح کے بعد سمندر عبور کر کے عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور سبتہ میں اترا پس یوسف بن مخلوف نے اُسے بڑا صاحب عظمت خیال کیا اور اس نے عبدالمؤمن سے مل کر اسے اندلس کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور ملثمین کے خلاف برانگیختہ کیا پس اس نے اس کے ساتھ برار بن محمد المسوفی کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوج بھیج دی۔ جو عبدالمؤمن کو تاشفین کے جملہ ساتھیوں میں سے دکھتا تھا اور اسے وہاں پر رہنے والوں ملتونہ کے ساتھ جنگ اور بغاوت کا افسر مقرر کر دیا اور اسے موسیٰ بن سعید کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج سے مدد دی اور اس کے بعد عمر بن صالح صنہاجی کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج دی اور جب یہ اندلس پہنچے تو عمر بن عزرون کے پاس اترے جو شریس کے باغیوں میں سے تھا۔ پھر انہوں نے بلہ کا قصد کیا۔ وہاں پر یوسف بن احمد بن بطروجی باغی تھا۔ پس اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر انہوں نے مرتلہ کا قصد کیا۔ یہ احمد بن قیسی کا اطاعت گزار تھا۔ پھر انہوں نے شلب کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا اور وہاں سے ابن قیسی کو پکڑ لیا پھر انہوں نے باجہ اور بطلیوس پر حملہ کیا۔ تو حاکم باجہ سدراتی بن وزیر نے ان کی

اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ موحدین کے لشکر میں مرتلہ کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا۔ تو وہ اشبیلیہ کے مقابلہ میں نکلا۔ تو اہل طلیطلہ اور حصن القصر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور باقی ماندہ باغی بھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے بر و بحر کی جانب سے اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اسے شعبان ۵۴۱ھ میں فتح کر لیا اور ملثمین وہاں سے قرمونہ کی طرف بھاگ گئے اور اسے ان میں سے جو آدمی بھی ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اور بلا ارادہ اس دخل اندازی میں اس نے گھبراہٹ میں عبداللہ بن قاضی ابو بکر بن العربی کو بھی قتل کرنا چاہا اور انہوں نے عبدالمؤمن بن علی کو فتح کی چٹھی لکھی اور ان کے وفود مراکش میں اس کے پاس آئے جن کی قیادت قاضی ابو بکر کرتا تھا۔ پس اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور سب وفد ۵۴۲ھ میں انعامات اور جاگیروں کے ساتھ واپس آ گیا اور قاضی ابو بکر راستے ہی میں فوت ہو گیا اور فاس کے قبرستان میں دفن ہوا اور عبدالعزیز اور مہدی کا بھائی عیسیٰ اشبیلیہ میں فوج کے سردار تھے۔ ان کا شہر پر بہت اثر پڑا اور ان دونوں نے اہل شہر پر دست درازی کی اور جان و مال کو مباح قرار دیا پھر انہوں نے بطروجی حاکم بلہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پس وہ اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں پر جو موحدین موجود تھے انہیں نکال دیا اور دعوت کا رخ ان سے پھیر دیا اور اس نے طلیطلہ اور حصن القصر کی طرف فوج بھیجی اور اس کا ساتھ ان ملثمین سے مل گیا۔ جو دعوت میں شامل تھے اور ابن قیسی شلف میں اور علی بن عیسیٰ بن میمون جزیرہ قادس میں اور محمد بن الحجام بطلیوس شہر میں واپس پلٹ آئے اور ابو الغمر بن عزرون' بشریش اور رندہ اور ان کی جہات میں موحدین کی اطاعت پر ثابت قدم رہا اور ابن غانیہ جزیرہ خضراء پر غالب آ گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ اہل ستبہ نے بغاوت کر دی اور اشبیلیہ میں موحدین کا تنگ حال ہو گئے۔ پس عیسیٰ اور مہدی کا بھائی عبدالعزیز اور ان دونوں کا عم زاد یعلتین اپنے ساتھیوں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر جبال بستر میں چلے گئے اور ابو الغمر بن عزرون ان کے پاس آیا اور جزیرہ کے محاصرہ پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا اور وہاں جو ملتونی موجود تھے۔ انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور مہدی کا بھائی مراکش چلا گیا اور عبدالمؤمن نے یوسف بن سلیمان کو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ اشبیلیہ روانہ کیا اور بران بن محمد کو خراج کے لئے باقی رکھا پس یوسف فوج لے کر نکلا اور اس نے بطروجی کی عملداری بلبلہ اور طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور ابن قیسی نے شلب میں یہی کام کیا اور پھر جبمرہ پر غارت گری کی اور حاکم شترمیہ عیسیٰ بن میمون نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کی اور حاکم بطلیوس محمد بن علی بن الحاج نے اسے اپنے تحائف بھیجے پس وہ قبول ہو گئے اور ان کا خیال رکھا گیا اور یوسف اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس اثناء میں طاغیہ نے قرطبہ میں یحییٰ بن علی بن غانیہ پر سختی کی اور اس کی جہات پر زیادتی کی۔ یہاں تک کہ وہ ماسہ اور رندہ سے دستبردار ہو گیا اور وہ اشبونہ' طرشوشہ' لاردہ' افراغہ اور شتمریہ وغیرہ اندلسی قلعوں پر غالب آ گیا اور اس نے ابن غانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنے گھر میں اور آگے بڑھنے دے۔ یا اس کے لئے قرطبہ کو خالی کر دے اور ابن غانیہ نے بران بن محمد کو اس کے پاس بھیجا اور ماتیجہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی اور بران نے اسے ضمانت دی کہ اگر وہ قرطبہ اور قرمونہ کو چھوڑ دے۔ تو وہ خلیفہ کی مدد کرے گا۔ پس باقماطہ نے خیانت کی اور انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کرے گا پس باقماطہ نے خیانت کی اور انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کر دیا۔ اور طاغیہ' جہان سے چلا گیا اور وہ خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن بدر

ملتونی مرابطین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم تھا۔ ابن غانیہ نے چاہا کہ وہ اسے اس جیسے حال میں بھی موحدین کے ساتھ اکسائے اور اس کی وفات شعبان ۵۴۳ھ میں غرناطہ میں ہو گی اور اس کی قبر اس عہد تک مشہور ہے اور طاغیہ نے قرطبہ کے بارے میں اس موقع کو غنیمت جانا اور اس پر چڑھائی کر دی اور موحدین نے ابوالغمر بن عزرون کو اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور اسے لبلہ سے یوسف بطروجی کی مدد بھی پہنچ گئی اور عبدالمؤمن کو بھی اطلاع پہنچ گئی۔ تو اس نے یحییٰ بن یغمور کی نگرانی کے لئے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی اور جب وہ اس میں داخل ہو گیا تو طاغیہ اس کے داخل ہونے کے وقت سے وہاں سے نکل گیا اور حملہ آوروں نے یحییٰ بن یغمور کی طرف جانے میں جلدی کی کہ عبدالمؤمن سے امان طلب کریں۔ پھر انہوں نے مراکش میں اس سے ملاقات کی تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان سے درگزر کیا اور ۵۴۵ھ میں وہ شہر سلا پر حملہ کرنے گیا اور اس نے وہاں اپنے والئے اندلس کو بلایا پس وہ اس کے پاس آئے اور ان سب نے اس کی بیعت کر لی اور باغیوں کے سرکردہ لیڈروں جیسے سدرانی بن وزیر حاکم باجہ اور باثورہ اور بطروجی حاکم لبلہ اور ابن عزرون حاکم شریش اور رندہ اور ابن حجام حاکم بطلیوس اور عامل بن محصیب حاکم طلبیرہ نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کر لی اور ابن قیسی اور اہل شلب نے اس اکٹھ سے تخلف کیا اور یہی بات بعد میں اس کے قتل کا سبب بنی اور عبدالمؤمن مراکش واپس آ گیا اور اہل اندلس اپنے شہروں میں واپس لوٹ گئے اور اس نے باغیوں کو ساتھ رکھا اور وہ ہمیشہ اس کے سامنے حاضر رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتح افریقہ کے حالات: پھر عبدالمؤمن کو اطلاع ملی کہ امراء کے اختلاف اور عربوں کی چیرہ دستیوں اور خرابی و فساد نے افریقہ کو اس کے خلاف برانگیختہ کر دیا ہے اور یہ کہ انہوں نے قیروان کا محاصرہ کر لیا ہے اور موسیٰ بن یحییٰ ریاحی مرداسی نے باجہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس اس نے شیخ ابوحفص اور ابوابراہیم وغیرہ مشائخ سے مشورہ کرنے کے بعد افریقہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پس انہوں نے اس سے موافقت کی اور وہ ۵۴۶ھ کے آخر میں مراکش سے جہاد کی بات کو پوشیدہ رکھ کر چلا۔ یہاں تک کہ سبتہ پہنچ گیا اور اہل اندلس کے احوال کی وضاحت طلب کی پھر سبتہ سے پوشیدہ طور پر مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور جلدی سے باجہ گیا اور غفلت کے وقت جزائر میں داخل ہو گیا اور حسن بن علی حاکم مہدیہ اس کے پاس آیا تو اس نے اُسے اپنے ساتھ رکھ لیا اور رام العلو میں ضہاجہ کی فوجوں نے اسے روکا۔ تو اس نے انہیں شکست دی اور دوسرے دن بجایہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن عزیز دو بحری بیڑوں میں سوار ہو کر آ گیا۔ جنہیں اس نے اس کام کے لئے تیار کیا تھا اور اس کے ذخائر و اموال کو ان میں اٹھا کر قسطینہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالمؤمن کے امان دینے پر وہاں سے آ گیا اور مراکش میں فوجی وظیفہ اور حفاظت کے تحت رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ پھر عبدالمؤمن نے اپنے بیٹے عبداللہ کی سرکردگی میں موحدین کی فوجوں کو قلعہ کی طرف بھیجا۔ جہاں پر جوشن بن عبدالعزیز ضہاجہ کی فوجوں کے ساتھ مقیم تھا پس یہ قلعہ میں گھس گیا اور ان میں سے جو آدمی وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو جلا دیا اور جوشن قتل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں پر قتل ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی اور موحدین کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور افریقہ میں رہنے والوں اثبجی، رغبی، ریاحی اور مسری عربوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے باجہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے بادشاہ یحییٰ بن

عبدالعزیز کے دماغ کے لئے مشورہ کیا اور سلیف کی طرف کوچ کر گئے اور عبدالمؤمن نے اپنے ساتھی موحدین کے ساتھ ان پر چڑھائی کی اور عبدالمؤمن مغرب کی طرف واپس آ گیا تھا اور متجہ میں فروکش تھا۔ پس جب اسے اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مدد بھیجی اور دونوں فریقوں کی سلیف میں جنگ ہوئی۔ پھر عربوں کی فوج منتشر ہو گئی اور قتل ہو گئی اور ان کی عورتیں قیدی بنائیں گئیں اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے اور بیٹوں کو قیدی بنالیا گیا اور عبدالمؤمن ۷۴۷ھ میں مراکش کی طرف واپس آ گیا اور افریقی عربوں کے سردار بخوشی اس کے پاس وفد بن کر گئے تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے اور اس نے فائن پر اپنے بیٹے سید ابوالحسن کو حاکم بنایا اور یوسف بن سلمان کو اس کا وزیر بنایا اور تلمسان پر اپنے بیٹے سید ابوحفص کو حاکم مقرر کیا اور ابومحمد بن دانودین کو اس کا وزیر بنایا اور بجایہ پر سید ابومحمد عبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور تخلف بن حسین کو اس کا وزیر بنایا اور اس کے بیٹے ابوعبداللہ کو ولی عہدی سے مخصوص کیا۔ جس سے مہدی کے بھائیوں عبدالعزیز اور عیسیٰ کی نشستیں بدل گئیں اور وہ دونوں خیانت کو دل میں چھپائے ہوئے مراکش چلے گئے اور انہوں نے بعض کمپنیوں کو اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جنہوں نے عمر بن تافراکین پر حملہ کر کے اُسے قصبہ میں اس کے مکان میں قتل کر دیا۔ ان دونوں کے پیچھے پیچھے وزیر ابوحفص بن عطیہ بھی پہنچ گیا اور اس کے پیچھے عبدالمؤمن بھی پہنچ گیا تو انہوں نے اس بغاوت کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور مہدی کے بھائی اور جن لوگوں کو انہوں نے اس بغاوت میں شامل کیا تھا۔ قتل ہو گئے۔

بقیہ اندلس کی فتح: اور ۷۴۹ھ میں اسے مراکش میں اطلاع ملی کہ یحییٰ بن یغمور حاکم اشبیلیہ نے اہل لبلہ کو ذہنی کی خیانت کی وجہ سے قتل کر دیا ہے اور اس نے اس بارے میں ان کی معذرت کو قبول کر لیا اور یحییٰ بن یغمور پر ناراض ہو کر اسے اشبیلیہ کی حاکمیت سے معزول کر کے ابومحمد عبداللہ بن ابی حفص بن علی تمیلیلی کو وہاں حاکم مقرر کر دیا اور قرطبہ میں ابوزید بن بکیث کو مقرر کیا اور اس نے عبداللہ بن یعمان کو بھیجا۔ جو ابن یغمور کو گرفتار کر کے الحضرۃ لے آیا اور اس نے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اُسے اپنے بیٹے سید ابوحفص کے ساتھ تلمسان بھیجا اور اندلس کی پوزیشن درست ہو گئی اور میمون بن بدر ملتونی' موحدین کے لئے غرناطہ سے نکل گیا۔ تو انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے سید ابوسعید حاکم ستبہ کو عبدالمؤمن کے بیٹے کے عہد کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور ملثمین مراکش چلے گئے اور سید ابوسعید نے مریہ شہر سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ اس نے وہاں کے تمام نصاریٰ کو امان دے دی۔ اور جب ابن مودہشی نے جو شرق اندلس کا باغی تھا۔ انہیں مدد دی اور طاغیہ بھی ان کا ساتھ دیا تھا۔ تو اس کے بعد وزیر ابوحفص بن عطیہ اس کام کے لئے وہاں آیا اور سب کے سب مدافعت سے عاجز آ گئے۔ پھر ۷۵۱ھ میں اشبیلیہ کے شیوخ عبدالمؤمن کے پاس گئے اور اُسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو ان پر حکمران بنا دے۔ تو اس نے اپنے بیٹے سید ابویعقوب کو اشبیلیہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کی حکومت کا آغاز علی الوسپنی کے مقابلہ کے ساتھ ہوا جو طلبیرہ کا باغی تھا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوحفص بن عطیہ بھی تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ عمل بن وزیر اور ابن قیسی پر غالب آ گیا اور اس نے ۵۲ھ میں تاشفین ملتونی کو تلہ سے برطرف کر دیا اور ملثمین کو وہاں قابو رہنے میں ابن قیسی بھی تھا اور فتح کی تکمیل ہو گئی اور سید ابویعقوب اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا اور ابوحفص بن عطیہ مراکش کی طرف لوٹ آیا اور وہیں اس پر مصیبت آئی اور قتل ہوا اور اس کے بعد عبدالمؤمن

نے عبدالسلام کومی کو وزیر بنایا اور اس نے اس سے رشتہ داری کر لی اور ہمیشہ اس کی وزارت پر قائم رہا۔

افریقہ کی بقیہ فتح: جب عبدالمؤمن کو ۵۳ھ میں یہ اطلاع ملی کہ طاغیہ نے اشبیلیہ کے باہر اس کے بیٹے سید ابو یعقوب پر حملہ کیا ہے اور موحدین کے شیوخ اور ابن عزرون اور ابن الحجام جیسے آدمی سفید ہو گئے ہیں۔ تو وہ جہاد کے لئے اٹھا اور سلا میں اترا۔ پس اُسے افریقہ کی بغاوت کی اطلاع ملی اور اسے مہدیہ میں مسطاری کے معاملے نے پریشان کر دیا۔ پس جب فوج سلا میں پہنچی۔ تو اس نے شیخ ابو حفص کو مغرب میں اپنا جانشین بنایا اور فاس پر یوسف بن سلیمان کو حاکم مقرر کیا اور چلتا چلا تا مہدیہ جا پہنچا جہاں پر اہل صقلیہ کے عیسائی رہتے تھے۔ پس اس نے اسے ۵۵ھ میں صلح سے فتح کر لیا اور دشمن کے ہاتھوں سے تمام ساحلی شہروں جیسے صفاقس اور طرابلس کو بچا لیا اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مہدیہ کے محاصرے کی جگہ سے قابس کی طرف بھیجا۔ پس اس نے اسے بنی کامل کے ہاتھوں سے جو اس پر غالب آ گئے تھے۔ چھڑا لیا۔ یہ دھمان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے اور اس نے فقصہ کو بنی الورد اور درغہ کو بنی بروکسن اور طبر یہ کو ابن علال اور جبل زغوان کو بنی حماد بن خلفہ اور سقبار یہ کو بنی عباد اور مدینۃ الاربع کو عرب قابضین کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور جب فتح مکمل ہو گئی۔ تو اس نے اپنی عنان مغرب کی طرف موڑ دی اور اسے اطلاع ملی کہ افریقہ میں عربوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ تو وہ موحدین کی طرف اسے ایک فوج لے کر ان کی طرف پلٹا۔ پس وہ جلدی سے قیروان کی طرف گئے اور عربوں پر حملہ کر دیا اور ان کا بڑا سردار عزر بن زیاد الفارغی جو بنی علی میں سے تھا قتل ہو گیا اور بنی علی ریاح کا ایک بطن ہیں۔ واللہ اعلم۔

شرف اندلس کے باغی ابن مردنیش کے حالات: عبدالمؤمن کو افریقہ میں اطلاع ملی کہ شرفِ اندلس کا باغی محمد بن مردنیش، مرسیہ سے نکل کر جہاں میں اترا ہے اور وہاں کے والی محمد بن علی کو لی نے اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے قرطبہ سے جنگ کی اور وہاں سے کوچ کر گیا اور فرمونہ سے خیانت کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر قرطبہ کی طرف واپس آیا تو ابن بکیت اس سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ پس اس نے اُسے شکست دی اور قتل کر دیا اور اپنے اندلس میں اپنے عمال کو افریقہ کی فتح کے متعلق لکھا اور ان سے مسلسل تعلق رکھا اور جبل فتح کی طرف چلا گیا اور اہل اندلس اور وہاں پر جو موحدین تھے۔ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ پھر وہ واپس آ گیا اور حاکم اشبیلیہ سید ابو یعقوب اور حاکم غرناطہ ابو سعید خلیفہ کی ملاقات کے لئے مراکش چلے گئے اور ابن ہمشک نے غرناطہ کا قصد کیا اور اس نے وہاں کے بعض رہنے والوں کی مداخلت سے رات کو حملہ کر دیا اور اس پر غالب آ گیا اور موحدین اس کے بڑے شہروں میں محصور ہو گئے اور عبدالمؤمن ان کو بچانے کے لئے مراکش سے نکلا اور سلا پہنچ گیا اور سید ابو سعید آیا اور اس نے سمندر کو پار کیا اور اشبیلیہ کے عامل عبداللہ بن ابو حفص اُسے ملا اور ان سب نے غرناطہ پر حملہ کیا اور ابن ہمشک نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور سید ابو سعید مالقہ کی طرف لوٹ آیا اور عبدالمؤمن نے اپنے بھائی سید ابو یعقوب کے ذریعے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کی اور انہوں نے غرناطہ پر حملہ کیا اور ابن مردنیش نصاری کی فوج کے ساتھ ابن ہمشک کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا اور موحدین نے محض غرناطہ میں جنگ کر کے انہیں شکست دی اور ابن مردنیش مشرف میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گیا اور ابن ہمشک جیان چلا گیا۔ پس موحدین نے اس سے جنگ کی اور دونوں سید قرطبہ آئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ سید ابو یعقوب کو ۵۸ھ

میں ولی عہدی کے لئے اور اس کے بھائی محمد سے حکومت لینے کے لئے مراکش بلایا گیا۔ پس وہ مراکش گیا اور جب اس کا بھائی خلیفہ عبدالمؤمن جہاد کے لئے اٹھا تو وہ اس کی رکاب میں جہاد کے لئے نکلا اور اس سال کے جمادی الاخرہ میں موت نے اسے آ لیا اور تنمیللی میں مہدی کے پہلو میں دفن ہوا۔ واللہ اعلم۔

خلیفہ یوسف بن عبدالمؤمن کی حکومت: جب عبدالمؤمن فوت ہو گیا۔ تو سید ابوحفص نے تمام موحدین کے اتفاق اور خاص طور پر شیخ ابوحفص کی رضامندی سے اپنے بھائی ابو یعقوب کے لئے لوگوں سے بیعت لی اور اس کی وزارت کے رتبہ میں سب سے فائق ہو گیا اور وہ مراکش کی طرف واپس آ گئے اور ابوحفص اپنے بھائی عبدالمؤمن کا بھی وزیر تھا اور اس نے اس کو عبدالسلام کومی کی مصیبت کے وقت وزیر بنایا تھا۔ پس اس نے اسے ۵۵ھ میں افریقہ سے واپس بلایا اور ابوعلی بن جامع اس کے سامنے عبدالمؤمن کی وفات تک وزارت کے معاملات میں متصرف تھا۔ پس ابوحفص نے اپنے بھائی یعقوب کے لئے بیعت لی پھر عبدالمؤمن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سید ابوالحسن حاکم فاس بھی فوت ہو گیا اور حاکم بجایہ سید ابومحمد الحضرۃ کی طرف جاتے ہوئے ابھی اپنے راستے ہی میں تھا۔ پھر ابو یعقوب نے ۶۰ھ میں سید ابوسعید کو غرناطہ سے بلایا۔ پس وہ آیا اور سید ابوحفص نے سبتہ میں اس سے ملاقات کی پھر خلیفہ ابو یعقوب کو اطلاع ملی کہ زغبہ ریاح اور اثبج کے عرب قبائل کو اکٹھا کر کے الحاج بن مردنیش نے قرطبہ پر غلبہ پا لیا ہے۔ تو اس نے ابوسعید کے ساتھ اپنے بھائی ابوحفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ اندلس کی طرف بھیجا۔ پس اس نے سمندر کو پار کیا اور ابن مردنیش کا قصد کیا اور اس نے بھی اپنی فوج اور اپنے عیسائی مددگاروں کو اکٹھا کر لیا اور موحدین کی فوج نے فحص دسیہ میں ان سے جنگ کی اور ابن مردنیش اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور وہ سبتہ سے مرسیہ کی طرف بھاگ گیا اور موحدین نے وہاں پر اس سے جنگ کی اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور سید ابوحفص اور اس کا بھائی ابوسعید ۶۱ھ میں مراکش کی طرف لوٹ آئے اور ابن مردنیش کے فتنہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور خلیفہ نے بجایہ پر اپنے بھائی سید ابوزکریا اور اشبیلیہ پر شیخ ابوعبداللہ بن ابراہیم کو حاکم مقرر کیا پھر اس سے حکومت لے کر اپنے بھائی سید ابوابراہیم کو دے دی اور شیخ ابوعبداللہ کو اس کی وزارت پر مقرر کیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابواسحاق کو اور غرناطہ پر سید ابوسعید کو حاکم مقرر کیا۔ پھر موحدین نے مکتوبات میں علامات کے مقام پر خلیفہ کی تحریر دیکھی تو انہوں نے امام مہدی کی تحریر کو اختیار کر لیا اور ان کی حکومت کے آخر تک ان یہ کی علامت رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غمارہ کا فتنہ: جب ۶۲ھ میں جبال غمارہ میں فتنہ برپا ہوا۔ جس میں سبع بن منفعاد نے بڑا کردار ادا کیا۔ تو امیر یعقوب نے جبال غمارہ کی طرف مارچ کیا اور اس فتنہ میں ان کے پڑوسی ضہاد نے ان سے کشاکش کی۔ پس امیر ابو یعقوب نے موحدین کی فوجوں کو شیخ ابوحفص کی نگرانی کے لئے بھیجا پھر غمارہ اور ضہاجہ کا فتنہ بڑھ گیا۔ تو وہ بہ نفس نفیس ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان پر حملہ کر دیا اور اس کی بیخ کنی کر دی اور سبع بن منفعاد قتل ہو گیا اور ان کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی سید ابوالحسن کو سبتہ باقی ماندہ علاقوں پر حاکم مقرر کیا اور ۶۳ھ میں موحدین نے تجدید بیعت اور امیر المومنین کے لقب پر اجتماع کیا اور اس نے افریقی عربوں کو جنگ کی دعوت اور ترغیب دی اور اس کے متعلق انہیں ایک قصیدہ اور خط لکھا۔ جو لوگوں کے درمیان مشہور و معروف ہے اور جب خلیفہ ابو یعقوب کے لئے عدوہ کی حکومت منظم ہو گئی اور اس نے اپنی نظر کو اندلس اور جہاد

کی طرف پھیرا اور اسے دشمن کی خیانت کا بھی علم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے نزحالہ پابدہ شبرمہ کے قلعہ اور پھر جلمانیہ کے قلعہ میں جو بطلیوس شہر میں تھا اسے تباہ و برباد کر دیا۔ پس اس نے شیخ ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ ۶۴ھ میں بطلیوس کو اس محاصرہ سے بچانے کے لئے نکلا اور جب وہ اشبیلیہ پہنچا تو اُسے اطلاع ملی کہ موحدین اور بطلیوس نے اس ابن الزمک کو شکست دے دی ہے جس نے ابن ادمونش کی اعانت سے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور کہ ابن الزمک ان کے قبضہ میں اسیر ہے اور فرجو اتذہ الحلیفی اپنے قلعے میں ہے۔ پس شیخ ابو حفص نے قرطبہ جانے کا قصد کیا اور ابراہیم بن ہمشک نے جیان سے انہیں اپنی اطاعت اور ابن مردنیش سے علیحدگی اختیار کر لینے اور اکیلا ہو جانے کی اطلاع بھیجی کیونکہ ان کے درمیان بغض اور فتنہ پیدا ہو چکا تھا۔ پس ابن مردنیش نے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار کیا اور بار بار اس سے جنگ کی تو اس نے شیخ ابو حفص کو اپنی اطاعت کے متعلق اطلاع بھیج دی۔ شیخ ابو حفص اس وقت موحدین کی فوجوں کے ساتھ تھا۔ پس وہ ۶۵ھ میں مراکش سے اٹھا اور اس کے ساتھیوں میں اس کا بھائی سید ابو سعید بھی تھا اور اشبیلیہ پہنچ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابو سعید بطلیوس کی طرف بھیجا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی اور واپس لوٹ آیا اور یہ سب مرسیہ کی طرف چلے گئے اور ابن ہمشک بھی ان کے ساتھ تھا اور انہوں نے ابن مردنیش کا محاصرہ کر لیا اور اہل لوزقہ نے موحدین کی دعوت پر حملہ کر دیا۔ پس سید ابو حفص نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر بسطہ شہر کو بھی فتح کر لیا اور اس کے عزادمحمد بن مردنیش نے جو مرسیہ کا حاکم تھا۔ اطاعت کر لی۔ جس سے اس کا ایک بازو ٹوٹ گیا اور مراکش میں خلیفہ کو اطلاع پہنچی۔ تو اس کے پاس افریقہ سے ابوزکریا حاکم بجایہ اور سید ابو عمران حاکم تلمسان کی صحبت میں عربوں کی جماعتیں آنے لگیں اور اس کے پاس ان کے آنے کا دن جمعہ کا دن تھا۔ پس وہ ان کو اور ان کی باقی ماندہ فوجوں کو ملا اور اندلس کی طرف گیا اور مراکش پر اپنے بھائی سید ابو عمران کو اپنا جانشین بنایا۔ پس وہ ۶۷ھ میں قرطبہ میں اترا۔ پھر اس کے بعد اشبیلیہ چلا گیا جہاں اُسے سید ابو حفص اپنی جنگ سے واپس آئے ہوئے ملا اور جب ابن مردنیش کا محاصرہ طویل ہو گیا۔ تو اُسے شک پڑ گیا۔ تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی ابوالحجاج نے سبقت کی اور وہ اس سال کے رجب میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ہلال اطاعت میں داخل ہو گیا اور سید ابو حفص نے مرسیہ کی طرف جلدی کی اور اس میں داخل ہو گیا اور ہلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور اس نے اسے خلیفہ کی طرف اشبیلیہ بھیج دیا۔ پھر خلیفہ جنگ کرتا ہوا دشمن کی طرف چلا گیا اور رندہ میں کئی دن جنگ کرتا رہا۔ اور وہاں سے مرسیہ چلا گیا پھر ۶۸ھ میں اشبیلیہ واپس لوٹ آیا۔ اور ہلال بن مردنیش کو اپنے ساتھ رکھا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اپنے چچا یوسف کو بلنیہ کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی سید ابو سعید کو غرناطہ کا حاکم مقرر کیا پھر اسے اطلاع ملی کہ وہ فومس احدب کے ساتھ دشمن مسلمانوں کے علاقے کی طرف نکلا ہے۔ پس وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور قلعہ ریاح کی جانب میں ان پر حملہ کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی اور اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور حصن القلعہ کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ اس کی جبایات کو محفوظ کر دے۔ یہ قلعہ ابوحجاج کی جنگ کے وقت جو کریت ابن خلدون کے ساتھ ہوئی تھی۔ فندر بن محمد اور اس کے بھائی عبداللہ کے زمانے سے بے آباد تھا۔ یہ دونوں بنی امیہ کے امراء میں سے تھے۔ پھر ابن ادنونیش نے بغاوت کر کے بلاد مسلمین پر غارت گری کی۔ پس خلیفہ نے فوج کو اکٹھا کیا اور سید ابو حفص کو اس کی طرف بھیجا۔ تو اس نے اس کے گھر کے صحن میں اس سے جنگ کی اور قنصرہ کو تلوار سے فتح

کرلیا اور ہر جیت میں اس کی فوج کو شکست دی پھر خلیفہ ۵۷۱ھ میں اشبیلیہ سے مراکش واپس آیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی حسن کو اور اشبیلیہ پر اپنے بھائی علی کو حاکم مقرر کیا اور مراکش میں طاعون پھوٹی تو سادات میں سے ابو عمران ابوزکریا اور ابوسعید فوت ہو گئے اور شیخ ابو حفص قرطبہ سے آیا تو وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا اور سلا میں دفن ہوا اور خلیفہ نے اپنے دونوں بھائیوں ابو علی اور ابوالحسن کو بلایا اور ابو علی کو سجلماسہ کی امارت دی اور ابوالحسن قرطبہ کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اپنے بھائی سید ابو حفص کے بیٹے ابو علی کو غرناطہ اور ابو محمد عبداللہ کو مالقہ کی امارت دی اور ۵۷۳ھ میں اس نے بنی جامع کی اولاد پر حملہ کیا اور انہیں ماردہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور ۵۷۳ھ میں اس نے قائم بن محمد بن مردنیش کو اپنے بحری بیڑے کا افسر مقرر کیا اور اسے جنگ کے لئے اشبونہ بھیجا۔ پس اس نے غنیمت حاصل کی اور واپسی کی اور اسی سال میں اس کے بھائی سید وزیر ابو حفص کی جہاد میں وفات ہوگئی اور اس نے دشمن کے قتل کرنے میں مبالغہ سے کام لیا اور اس کے بیٹے اندلس سے آئے اور خلیفہ کو طاغیہ کی بغاوت کی خبر ملی اور اس نے جہاد کا عزم کر لیا اور افریقہ کے عربوں سے جہاد کی استدعا کرنے لگا۔

قفوصہ کی بغاوت اور اس کے رجوع کے حالات: علی بن المعز جو طویل کے نام سے معروف تھا بنی الرند کی اولاد میں سے تھا۔ جو قفصہ کے بادشاہ تھے اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس نے ۵۷۵ھ میں بغاوت کر دی اور خلیفہ کو اس کی اطلاع پہنچی۔ تو وہ مراکش سے تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو آیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس کے پاس یعلی بن المنتصر باقی رہ گیا۔ جسے عبدالمؤمن نے قفوصہ سے برطرف کر دیا تھا اور وہ مسلسل اپنے باغی رشتہ داروں سے رابطہ کئے رہا اور عربوں کو جو وہاں پر موجود تھا مخاطب کرتا رہا۔ پس اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اس کے پاس اس چغلی کے گواہ اس کی تقاریر تھیں۔ پس جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا۔ اس نے اس سے چھین لیا اور قفصہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں مردنیش ہو گیا اور اس کے پاس ریاحی عربوں کے سردار اطاعت کے لئے آئے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور وہ مسلسل قفصہ کا محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ علی بن المعز دستبردار ہو گیا اور تونس واپس لوٹ آیا اور اس نے عربوں کی فوج کو بھیجا اور افریقہ اور الزاب پر اپنے بھائی سید ابو علی کو اور بجایہ پر سید ابو موسیٰ کو حاکم مقرر کیا اور الحضرۃ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

بار بار جہاد کرنا: اور جب وہ ۵۷۷ھ میں قفصہ کی فتح سے واپس آیا تو اس کا بھائی ابو اسحاق اشبیلیہ سے اور سید ابو عبدالرحمٰن یعقوب مرسیہ سے اور تمام موحدین اور اندلس کے رؤساء اس پر واپسی کی تہمت لگاتے ہوئے اس کے پاس گئے۔ پس اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے اور اُسے یہ اطلاع ملی کہ محمد بن یوسف بروانو دین اشبیلیہ سے موحدین کے ساتھ دشمن کے علاقے میں گیا ہے۔ پس اس نے بابورہ شہر سے جنگ کی اور اس کے اردگرد کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس کے بعض قلعوں کو فتح کیا اور اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور سمندر میں اہل اشبونہ کے بحری بیڑے سے ان کی جنگ ہوئی اور انہوں نے ان کو شکست دی اور غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ ان کی جاگیروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ ادفوش ابن شانجہ نے قرطبہ سے جنگ کی ہے اور مالقہ رندہ اور غرناطہ کے اطراف میں غارت گری کی ہے۔ پھر وہ استجہ میں اترا اور شعیلہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر نصاریٰ کو آباد کر دیا اور واپس لوٹ آیا۔ پس سید ابو اسحاق باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا اور قلعے سے چالیس روز تک کی اور پھر اسے اطلاع ملی کہ ادفونش نے

طلیطلہ سے اس کی مدد کے لئے بغاوت کر دی ہے۔ تو وہ واپس لوٹ آیا اور محمد بن یوسف بن دانودین موحدین کی فوج کے ساتھ اشبیلیہ سے نکلا اور طلبیرہ سے جنگ کی اور وہاں کے باشندے اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور غنائم کے ساتھ واپس لوٹ آیا پھر خلیفہ ابو یعقوب نے دوبارہ جہاد کرنے کا عزم کیا اور اندلس پر اپنے امینوں کو حاکم مقرر کیا اور انہیں فوج اکٹھی کرنے کے لئے آگے بھیجا۔ پس اس نے اپنے بیٹے سید ابوزید الحصر صانی اور سید ابوعبداللہ کو بالترتیب غرناطہ اور مرسیہ پر حاکم مقرر کیا اور ۹۷ھ میں تیزی کے ساتھ سلا پر حملہ کرنے گیا اور وہاں اُسے ابومحمد بن ابی اسحاق بن جامع افریقہ سے عربوں کی فوج کے ساتھ آ کر ملا اور یہ فاس کی طرف گیا اور اپنی ہراول فوج میں ہنساتہ تمیلل اور عرب فوج کو بھیجا اور صفر ۸۰ھ میں ستبہ سے سمندر کو پار کر کے جبل فتح میں اترا اور اشبیلیہ کی طرف گیا جہاں اسے اندلس کی فوج ملی اور اس نے محمد بن دانودین سے ناراض ہو کر اسے حصن غافق کی طرف جلاوطن کر دیا اور جنگ کرتا ہوا شنترین کی طرف چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس کے محاصرے کو چھوڑ دیا اور اس کے محاصرہ کو چھوڑنے کے روز لوگ جانے لگے اور نصاریٰ قلعے سے باہر نکل آئے تو انہوں نے خلیفہ کو بغیر کسی تیاری کے دیکھا پس اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جو اس کے پاس موجود تھے جہاد کا ارادہ کیا اور شدید جھڑپ کے بعد واپس آ گئے اور اس روز خلیفہ ہلاک ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اسے جنگ کی شدت میں تیر لگا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک بیماری نے آ لیا۔ جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا اور جب خلیفہ ابو ایوب قلعہ شنترین میں فوت ہو گیا۔ تو اس کے بیٹے یعقوب کی بیعت ہوئی اور وہ لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ واپس آیا اور بیعت کی تکمیل کی اور شیخ ابومحمد عبدالواحد بر ابی حفص کو وزیر بنایا اور لوگ اس کے بھائی سید یحیی کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے پس اس نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا اور کفار کے شہروں میں خوب خونریزی کی پھر سمندر پار کر کے الحضرۃ چلا گیا اور قصر معمود میں اسے سید ابوزکریا بن سید ابوحفص زغبہ کے مشائخ کے ساتھ تلمسان سے آتے ہوئے ملا اور مراکش چلا گیا اور وہاں پر اس نے بری باتوں کو دور کیا اور عدل وانصاف پھیلایا اور احکام کی نشر واشاعت کی اور یہ شان بن غانیہ کی حکومت میں پہلی نئی بات تھی۔

شان ابن غانیہ کے حالات: جب دشمن نے جزیرہ میورخہ پر غلبہ پا لیا اور اس کا والی ہلاک ہو گیا۔ تو یوسف بن تاشفین مبشر مجاہد کے ساتھیوں میں سے تھا اور میورخہ کے باشندے بغیر سردار کے باقی رہ گئے تھے اور مبشر نے اس کی طرف دادخواہ کو بھیجا۔ حالانکہ دشمن اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ پس جب دشمن نے میورخہ پر قبضہ کر لیا اور اُسے لوٹا اور جلایا اور تباہ و برباد کر دیا تو اس نے علی بن یوسف کو اس کا والی بنا کر بھیجا اور انور بن ابوبکر جو ملتونہ کے جوانوں میں سے تھا اس کے ساتھ اپنی فوج میں سے پانچ سو سواروں کو بھیجا۔ پس اس کی غضبناکی نے انہیں خوفزدہ کر دیا اور اس نے انہیں سمندر سے دور ایک اور شہر تعمیر کرنے کی رغبت دلائی تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے ان کے لیڈر کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے قید کر لیا اور اُسے علی بن یوسف کے پاس لے گئے۔ تو اس نے ان کو اس سے نجات دی اور محمد بن علی بن یحیی کو ان کا حاکم بنایا۔ مسوفی جو ابن غانیہ کے نام سے مشہور تھا اور اس کا بھائی یحیی غرب اندلس کا حکمران تھا اور اشبیلیہ میں آیا ہوا تھا۔ اس نے اس کے بھائی کو قرطبہ کا عامل مقرر کیا۔ پس علی بن یوسف نے اسے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنے بھائی محمد کو میورخہ کی حکومت دے دے پس وہ قرطبہ سے میورخہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے عبداللہ، اسحاق، علی، زبیر، ابراہیم

اور طلحہ بھی تھے اور عبداللہ اور اسحاق اپنے چچا یحییٰ کی تربیت و کفالت میں تھے اور اس نے ان دونوں کو اپنا متبنیٰ بنا لیا اور جب محمد ابن علی بن غانیہ میورخہ پہنچا تو علی اور انور نے اسے پکڑ لیا اور اسے پا بجولاں کر کے مراکش بھیج دیا اور دس سال تک اسی حالت میں رہا اور یحییٰ بن غانیہ فوت ہو گیا اور عبداللہ نے اپنے بھائی محمد کے بیٹے کو غرناطہ اور اس کے بھائی اسحاق بن محمد کو قرمونہ پر حاکم مقرر کیا پھر علی فوت ہو گیا اور ملتونہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر موحدین غالب آ گئے۔ پس محمد نے اپنے بیٹوں عبداللہ اور اسحاق کو بھیجا اور وہ دونوں بحری بیڑے میں اس کے پاس پہنچ گئے اور ملتونہ کی حکومت ختم ہو گئی پھر محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی تو اس کے بھائی اسحاق نے اس سے عہد کیا اور ایک ملتونی جماعت کو اس کے قتل کرنے کے لئے داخل کر دیا۔ پس انہوں نے اُسے اور اس کے باپ محمد کو قتل کر دیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو اس نے ان پر تہمت لگائی اور امیر البحر لب بن میمون نے ان کو ان کے گھروں میں اگیدنے کے لئے مداخلت کی اور ۵۴۶ھ میں انہیں قتل کر دیا اور وہ میورقہ کا امیر باقی رہ گیا اور سب سے پہلے بانسیا اور الفراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور لوگ اس کی بری عادات سے تنگ آ گئے لب بن میمون اس کے پاس سے موحدین کی طرف بھاگ گیا پھر آخر میں جنگ کی طرف لوٹ آیا اور وہ خلیفہ ابو ایوب کی طرف قیدیوں اور ایلچیوں کو بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی قوتید گی سے قبل وہ ۵۸۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، یسیر، تاشفین، طلحہ، عمر، یوسف اور حسن، پس اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم مقرر کیا اور خلیفہ ابو یعقوب کی طرف اس کی اطاعت کے لئے بھیجا اور اس نے علی بن الروبرتیر کو اس کی آزمائش کے لئے بھیجا اور اس نے اس کی وعدہ خلافی کو محسوس کر لیا پس انہوں نے اسے تبدیل کر دیا اور گرفتار کر لیا اور ان میں سے علی کو ان کا امیر بنا دیا اور انہیں خلیفہ کی وفات اور اس کے بیٹے منصور کی حکومت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ابن الروبرتیر کو گرفتار کر لیا اور ان کے بحری بیڑے میں سوار ہو کر بجایہ کی طرف چلے گئے اور اس نے اپنے بھائی طلحہ کو میورخہ کا حاکم مقرر کیا اور اپنے بحری بیڑے میں رات کو غفلت کے وقت بجایہ آیا۔ جہاں سید ابو ربیلے بن عبداللہ بن عبدالمؤمن حکمران تھا۔ پس انہوں نے ۸۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور سید ابو ربیع اور سید ابو موسیٰ عمران بن عبدالمؤمن حاکم افریقہ کو گرفتار کر لیا اور اس نے اپنے بھائی یحییٰ کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور خود الجزائر کی طرف چلا گیا اور اسے فتح کر لیا اور یحییٰ نے اس پر اپنے بھائی طلحہ کے بیٹے کو حاکم مقرر کیا پھر وہ ملیانہ کی طرف گیا اور اس پر بدر بن عائشہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر قلعہ کی طرف گیا پھر قسطنطنیہ کی طرف گیا اور اس سے جنگ کی اور منصور کو جنگ سے واپسی پر ستبہ میں آ کر خبر ملی تو اس نے اپنے چچا ابو حفص کے بیٹے ابو زید کو بھیجا اور ابن غانیہ سے جنگ کرنے پر افسر مقرر کیا اور محمد بن ابو اسحاق بن جامع کو بحری بیڑوں کا افسر مقرر کیا اور سید ابو زید تلمسان پہنچا اور اس کا بھائی سید ابوالحسن ان دنوں وہاں والی تھا اور اس نے اس کی مضبوطی میں بڑی ژرف نگاہی سے کام لیا۔ پھر اپنی فوج کے ساتھ تلمسان سے کوچ کر گیا اور رعیت کو معافی دینے کا اعلان کر دیا۔ پس اہل ملیانہ نے ابن عائشہ پر حملہ کر کے اسے نکال دیا اور بحری بیڑوں نے الجزائر کی طرف سبقت کر کے اس پر قبضہ کر کے اور یحییٰ بن طلحہ کو گرفتار کر لیا اور بدر بن عائشہ کو ام العلو سے لایا گیا اور ان سب کو شلف میں قتل کر دیا گیا اور احمد العقلی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بجایہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن غانیہ اپنے بھائی علی کو قسطنطنیہ کا محاصرہ میں اس کی جگہ پر جا ملا۔ پس اس نے محاصرہ کو چھوڑ دیا اور سید ابو زید ہکلات لایا۔ ا

ورسید ابو موسیٰ اس کی قید سے نکل گیا اور وہ اُسے وہاں ملا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا اور قسطنطنیہ کو چھوڑ کر صحرا کی طرف نکل گیا اور موحدین نے فاس میں اس کے ہیڈ کوارٹر تک اس کا پیچھا کیا اور پھر بجایہ کی طرف واپس آ گئے اور سید ابوزید بجایہ میں ٹھہر گیا اور علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور توزر سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا اور طرابلس چلا گیا اور غزی ضہابی ابن غانیہ کی فوج سے نکل کر بعض عرب قبائل میں چلا گیا اور اس نے اشیر پر غلبہ پا لیا اور سید ابوزید نے ان کی طرف اپنے بیٹے ابوحفص عمر کو بھیجا اور اس کے ساتھ غانم بن مردنیش بھی تھا۔ پس وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور اس نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور غزی قتل ہو گیا اور اس کا سر بجایہ لا کر نصب کر دیا گیا اور اس کا بھائی عبداللہ بھی اُسے جا ملا اور بنو حمدون نے بجایہ سے سلا تک جنگ کی۔ کیونکہ ان پر اتہام تھا کہ وہ ابن غانیہ کے معاملے میں شامل ہیں اور خلیفہ نے سید ابوزید کو بجایہ سے بلایا اور اس کی جگہ اس کے بھائی سید ابوعبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور اس اثناء میں یہ اطلاع مل گئی کہ ابن الردیر تیر نے میورقہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے واقعات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ امیر یوسف بن عبدالمومن نے اسے بنی غانیہ کو اپنی حکومت کی طرف بلانے کے لئے میورقہ بھیجا۔ کیونکہ ان کے بھائی محمد نے اسے اس طرح خطاب کیا تھا۔ پس جب ابن الردبرتیر اس کے پاس پہنچا تو انہوں نے ان کے بھائی محمد کے سامنے اس کی حالت کو تبدیل کر دیا اور اکٹھے ہو کر اُسے گرفتار کر لیا اور علی بن الردبرتیر اپنے معاملے میں الجھا ہوا تھا اور ان کے عجمی غلاموں نے اسے اس کی قید سے رہائی دلانے کے لئے مداخلت کی کہ وہ ان کے اہل وعیال سمیت ان کے علاقے تک ان کا راستہ چھوڑ دے۔ تو اس نے ان کی مراد کو پورا کر دیا اور وہ قبضہ چلا گیا اور محمد بن ابی اسحاق کو اس کی قید کی جگہ سے چھڑایا اور سب کے سب الحضرۃ چلے گئے اور علی بن غانیہ کو طرابلس میں اطلاع ملی۔ تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغلیہ کی طرف بھیجا اور وہاں سے سوار ہو کر میورقہ گیا اور اس کی کسی بستی میں اترا اور حیلہ بازی سے کام لے کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے افریقہ میں فتنہ کی آگ جلا دی اور علی بن غانیہ بلاد الجرید میں آیا اور اس نے وہاں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے قبضہ کی خبر قفصہ پہنچی تو منصور ۸۲ھ میں مراکش سے اس کے پاس گیا اور فاس پہنچ گیا اور وہاں آرام کیا اور رباط تازہ کی طرف چلا گیا۔ پھر تیاری کی طرف تونس گیا اور ابن غانیہ کے پاس جو اعراب اور ملثمین تھے ان کو اس نے جمع کیا اور اس کے ساتھ حاکم طرابلس قرقش الغزی بھی آیا۔ پس منصور ان کی طرف سید ابو یوسف بن سید ابوحفص کی نگرانی کے لئے اپنی فوج بھیجی اور اس نے ان کے ساتھ غمرہ میں جنگ کی اور موحدین کی فوج منتشر ہو گئی اور علی بن الروبرتیر اور ابوعلی بن یغمور کے قتل ہونے سے جنگ ختم ہو گئی اور وزیر عمر بن ابوزید گم ہو گیا اور ان کا ایک دستہ قفصہ پہنچ گیا اور اس نے وہاں پر خوب خونریزی کی اور باقیوں نے تونس کی طرف بھاگ کر جان بچائی اور منصور اس حال میں اس خبر کی تلافی کے لئے نکلا اور قیروان میں اترا اور جلدی سے الحامہ کی طرف گیا۔ پس فریقین نے آپس میں مشورہ کیا اور آگے بڑھے اور ابن غانیہ اور اس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر جنگ سے بھاگا اور اس کے ساتھ اس کا دوست قرقش بھی تھا اور اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پس منصور نے قابس پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا اور ابن غانیہ اور ردویہ کی جو بیویاں وہاں پر موجود تھیں۔ انہیں سمندر کے ذریعے تونس کی طرف سے گیا اور پھر اس نے تونس کی طرف رخ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے۔ انہیں قتل کر دیا۔ پھر قفصہ کی

طرف آیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اس نے اہل شہر کو امان دے دی اور قراقش کے اصحاب کو جلاوطن کر دیا اور باقی ماندہ ملثمین اور ان کے ساتھ جو فوج تھی۔ سب قتل ہو گئے اور اس نے اس کی فصیلوں کو گرا دیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ کے پاس سے گزرا۔ اور تاہرت کے راستے پر چلا گیا اور بنی توجین کا امیر عباس بن عطیہ تلمسان کی طرف اس کا رہبر تھا۔ پس اس نے چچا سید ابو اسحاق کی کسی بات کی وجہ سے جو اسے اس کے متعلق تھا اور اس نے اسے غضبناک کر دیا تھا اسے تلمسان سے ایک طرف کر دیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف چلا گیا اور اسے اطلاع ملی کہ وہ اس کے بھائی سید ابو حفص والیٔ مرسیہ کو جس کا لقب رشید تھا اور اس کے چچا سید ابو ربیع والیٔ تادلہ کو جب غمرہ کی جنگ کی اطلاع ملی تو انہوں نے خلاف پر حملہ کرنے کی نیت کر لی۔ پس جب وہ دونوں اس کے پاس مبارکباد دینے کے لئے آئے تو اس نے فاتح فوج کو ان کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور پھر ان دونوں کو قتل کر دیا اور سید ابو الحسن بن سید ابو حفص کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا اور یحییٰ بن غانیہ نے قسطنطنہ کا قصد کیا تو سید ابو الحسن نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اسے شکست دی اور قسطنطنہ میں داخل ہو گیا اور ابن غانیہ پرنسیا کرہ چلا گیا اور وہاں کی کھجوروں کو کاٹ دیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ پھر اس نے قسطنطنہ کا محاصرہ کیا اور اور اسے سر نہ کر سکا اور بجایہ کی طرف آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس نے افریقہ میں بہت خرابی اور فساد پیدا کیا اور اس کے واقعات کو ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

اس جہاد کے واقعات: جب ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن بلنسیہ کے بہت سے قلعوں پر غالب آ گیا ہے تو اس بات نے اسے قلق و اضطراب میں ڈال دیا اور اس نے شیخ ابو محمد بن ابی حفص کو خط لکھ کر اس سے جنگ کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ تو اس نے مشورہ نہ دیا۔ بس یہ اس کے خلاف ہو گیا اور ۹ھ میں مراکش سے نکل کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر کر جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ پھر اشبیلیہ سے واپس آ کر اس نے بلاد ابن ادفونش کا قصد کیا اور راستے میں قلعہ شبطرہ اور انج کو فتح کر لیا اور قلعہ ریاح میں طاغیہ سے جنگ کی۔ جہاں یوسف بن قادس مقیم تھا اور یہ اس کا گلا گھونٹنے لگے۔ پس اس نے اس سے دست برداری پر مصالحت کی اور اس نے ناصر کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا اور عقاب مقام پر جانے کی تیاری کرنے لگا اور طاغیہ نے بھی اس کے لئے تیاری کر لی اور طاغیہ برشلونہ بھی اس کی مدد کے لئے اس کے پاس آ گیا اور مسلمانوں کی پسپائی ہوئی اور یہ صفر ۶۰۹ھ کے آخر میں یوم بلا اور تمحیص میں منتشر ہو گئے اور یہ مراکش سے واپس پلٹ آیا اور ایک سال بعد شعبان میں فوت ہو گیا اور ابن ادفونش نے اپنے عزاد الیحوج سے جو لون کا حاکم تھا مناظرہ کیا کہ وہ ناصر کی مدد کرے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرے تو اس نے ایسا ہی کیا پھر وہ مسلمانوں کے علاقوں پر غارت گری کی کارروائی کے بعد اندلس واپس آ گئے۔ تو سید ابو زکریا بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اشبیلیہ کے قریب ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور مسلمان وہاں سربلند ہوئے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ واللہ اعلم۔

ابن الفرس کی بغاوت: عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن الفرس اندلس میں علاوہ طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور المحصر کے نام سے معروف تھا۔ ایک روز وہ منصور کی مجلس میں آیا اور ایسی گفتگو کی جس سے وہ اپنی حکومت کے انجام کے متعلق ڈر گیا اور یہ مجلس سے باہر نکل کر مدت تک روپوش رہا اور منصور کی وفات کے بعد بلاد کزدلہ میں ظاہر ہوا اور امامت کا مدعی بن بیٹھا اور قحطانی

ہونے کا دعویٰ کر دیا اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قحطان سے ایک آدمی نہ نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے چلائے گا اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے اور اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب کئے جاتے ہیں:

''عبدالمؤمن بن علی کے بیٹوں سے کہہ دو کہ عظیم حادثہ کے وقوع کے لئے تیاری کر لیں۔ قحطان کا سردار اور عالم آ چکا ہے جو بات کی انتہا تک پہنچنے والا اور حکومتوں پر غالب آنے والا ہے اور لوگ اس کے عصا کے فرمانبردار ہیں اور وہ امر ونہی کے ساتھ ان کو چلانے والا ہے اور علم وعمل کا سمندر ہے اور انہوں نے اس کی حکومت کی طرف جلدی کی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ جبر وؤں کو ناکام کرنے والا ہے''۔

مستنصر بن ناصر کی حکومت: جب محمد بن ناصر بن منصور فوت ہو گیا۔ تو ۱۱ ھ میں اس کے بیٹے یوسف کی بیعت ہوئی جس کی عمر سولہ سال تھی اور اس نے مستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابن جامع اور موحدین کے مشائخ نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے اور المستنصر کی صغر سنی کی وجہ سے افریقہ سے ابو محمد بن شیخ ابوحفص کی بیعت میں تاخیر ہو گئی۔ پھر وزیر ابن جامع نے حیلہ بازی سے کام لیا اور اس نے عبدالعزیز بن ابوزید کے اشتعال کے لئے یہ کام کیا۔ پس اس کی بیعت پہنچ گئی اور مستنصر جوانی کے تقاضا کے مطابق تدبیر کرنے سے غافل رہا اور اس نے اپنی حکومت کی عملداریوں پر سادات کو حاکم مقرر کیا۔ پس اس نے منصور کے بھائی سید ابوابراہیم کو فاس کا حاکم مقرر کیا اور جس نے الظاہر کا لقب اختیار کیا اور وہ ابوالمرتضیٰ تھا اور اشبیلیہ پر اپنے چچا سید ابواسحاق احول کو حاکم مقرر کیا اور النفش نے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا جنہیں موحدین نے چھین لیا تھا اور اس نے اندلس کے محافظوں کو شکست دی اور اس کا ایلچی فجار کی طرف بھاگ گیا۔ پس ابن جامع نے اس سے صلح کرنے کی تدبیر کی۔ تو اس نے اس سے صلح کر لی۔ پھر اس نے ابن زید بن پوجان کی وفات کے بعد ابن جامع کو وزارت سے ہٹا دیا اور ابو یحییٰ الحضر وجی کو وزیر بنایا اور ابوعلی بن اشرف کو اشغال کا حاکم مقرر کیا پھر وہ ابن جامع سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ وزیر بنالیا اور ابوزید بن پوجان کو تلمسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بن منصور کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اسے مرسیہ کی طرف بھیج دیا۔ جسے وہاں قید کر لیا گیا اور منصور کا زمانہ صلح وآشتی سے گزر رہا تھا یہاں تک کہ ۱۳ ھ میں فاس کی جہات میں بنومرین غالب آ گئے۔ پس سید ابوابراہیم والی فاس موحدین کی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا تو انہوں نے اُسے شکست دی اور قید کر لیا۔ پھر انہوں نے اسے پہچان کر آزاد کر دیا۔ پھر حاکم افریقہ ابو محمد بن ابی حفص کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو اس نے منصورہ بھائی ابوعلی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا جو اشبیلیہ کا والی تھا۔ پس اس نے اسے معزول کر دیا اور افریقہ پر سعایہ بن ثنی کو حاکم مقرر کیا۔ جو اشبیلیہ کا والی تھا۔ پس اس نے اسے معزول کر دیا۔ اور افریقہ پر سعایہ بن ثنی کو حاکم مقرر کیا۔ جو سلطان کا خاص آدمی تھا اور جیسا کہ بنوحفص کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور وہ افریقہ کی طرف گیا اور فاس کی جانب سے عبیدیوں کا ایک آدمی نکلا جو عاضد کی طرف منسوب ہوتا تھا اور مہدی نام رکھتا تھا۔ پس منصور کے بھائی سید ابوابراہیم نے فاس کی طرف اپنے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لئے مال کو خرچ کیا۔ پس وہ اس کے خلاف ہو گئے اور اسے کھینچ کر اس کے پاس لے آئے اور وہ قتل ہو گیا اور ۱۹ ھ میں مستنصر نے اپنے چچا ابو محمد کو جو عادل

کے نام سے معروف تھا۔ مرسیہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے غرناطہ سے معزول کر دیا اور مستنصر ۲۰ھ میں فوت ہو گیا اور معاملات نے پیچیدگی اختیار کر لی اور وہ بات ہوئی جسے لوگ بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

منصور کے بھائی مملوع کی حکومت کے حالات: اور جب ۲۰ھ میں المستنصر اضحیٰ میں فوت ہو گیا۔ تو ابن جامع اور موحدین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے منصور کے بھائی سید ابو محمد عبدالواحد کی بیعت کر لی پس اس نے حکومت سنبھال لی اور مال سے ابن اشرفی کے مطالبہ کرنے کا حکم دیا اور اس کے بھائی نے ابوالعلاء کو افریقہ پر نئے سرے سے حکومت قائم کرنے کے لئے لکھا حالانکہ مستنصر نے اس کی معزولی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پس اُسے مردہ ہونے کی حالت میں حکومت مل گئی اور اس کے بیٹے ابوزید مشمر نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر افریقہ کے حالات میں کریں گے اور فملوع نے ابن یوجان کو رہا کرنے سے اپنے حکم کا نفاذ کیا۔ پس اس نے اسے رہا کر دیا پھر ابن جامع نے اسے اس بات سے روکا اور اس کے بھائی ابواسحاق کو بحری بیڑے میں اُسے میورقہ کی طرف جلاوطن کرنے کے لئے بھیجا۔ جیسا کہ مستنصر نے اسے اپنی وفات سے قبل بھیجا تھا اور مرسیہ کا والی ابو محمد عبداللہ بن منصور تھا اور ابن یوجان نے اسے حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے بتایا کہ اس نے منصور سے سنا ہے کہ اس نے ناصر کے بعد اس کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے اور لوگ ابن جامع کو پسند نہیں کرتے تھے اور اندلس کے تمام والی منصور کے بیٹے تھے۔ پس اس نے اس بات کو غور سے سنا اور وہ اپنے چچا کی بیعت میں متردد تھا پس اس نے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اپنا نام عادل رکھا اور اس کے بھائیوں ابوالعلی حاکم قرطبہ ابوالحسن حاکم غرناطہ اور ابوموسیٰ حاکم مالقہ نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور ابو محمد بن ابی حفص بن عبدالمؤمن جو البیاسی کے نام سے معروف تھا اور جیان کا حاکم تھا۔ اسے مخلوع نے اپنے چچا ابوربیع بن ابی حفص کے بدلہ میں معزول کر دیا تو اس نے باغی ہو کر عادل کی بیعت کر لی اور حاکم قرطبہ ابوعلی کے ساتھ جو عادل کا بھائی تھا اشبیلیہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں منصور کا بھائی عبدالعزیز اور مخلوع مقیم تھے۔ پس وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گیا اور البیاسی کے بھائی سید ابوزید بن ابوعبداللہ نے عادل کی بیعت نہ کی اور فملوع کی اطاعت سے وابستہ ہو گیا اور عادل مرسیہ سے نکل کر اشبیلیہ گیا اور زید بن یوجان کے ساتھ اشبیلیہ میں داخل ہوا اور مراکش میں یہ اطلاع پہنچی تو موحدین نے مخلوع کے بارے میں اختلاف کیا اور ابن جامع کے معزول کرنے اور اسے ہسکورہ کی طرف جلاوطن کرنے میں جلدی کرنے لگے اور ہنساتہ کی حکومت ابوزکریا یحییٰ بن ابویحییٰ سید ابن ابی حفص نے اور تمیلل کی حکومت یوسف بن علی نے سنبھال لی اور اس نے بحری بیڑے میر ابواسحاق بن جامع کو حور کیا اور اُسے جبرالٹر سے گزرنے سے روکنے کے لئے بھیجا اور اس نے ہسکورہ سے نکلتے وقت ابن جامع سے سرگوشی کی کہ وہ اس کے متعلق وہاں سے کوئی حیلہ کرے اور ابھی اس کا کام مکمل نہ ہوا تھا۔ کہ وہ ربیع ۲۱ھ میں ایک خفیہ مکان میں قتل ہو گیا اور موحدین نے عادل کی بیعت کر لی۔ واللہ اعلم۔

عادل بن منصور کی حکومت کے حالات: جب عادل کو موحدین کی بیعت اور زکریا بن شعید کا خط فملوع کے قصہ کے متعلق پہنچا۔ تو اس نے البیاسی کی تبدیلی کے ساتھ اس کا موازنہ نہ کیا۔ تو اس نے اس کی بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور ظافر کا لقب اختیار کر لیا اور اپنے کام میں لگ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلی کو اس کے محاصرہ کے لئے

بھیجا۔ مگر وہ اسے زیر نہ کر سکا اور اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے ابوسعید بن شیخ ابوحفص کو بھیجا۔ مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکا اور اندلس کے حالات عادل کے خلاف ہو گئے اور اشبیلیہ اور مرسیہ پر نصاریٰ کی لوٹ مار بکثرت ہو گئی۔ حالانکہ وہ خود وہاں مقیم تھا اور موحدین کی فوجوں نے طلیطلہ میں شکست کھائی اور اس کے خواص نے اُسے ابن یوجان کے خلاف برانگیختہ کیا اور وہ سبتہ کی طرف چلا گیا اور اندلس میں البیاسی کی بات بڑھ گئی اور نصاریٰ اس کے کام پر غالب آ گئے پس عادل عددہ کی طرف گیا اور اپنے بھائی ابوالعلی کو اندلس کا حاکم مقرر کر گیا اور جب وہ حجاز کے علاقے میں تھا۔ تو عبو بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص نے اس کے پاس آ کر اسے کہا آپ کا کیا حال ہے تو اس نے یہ شعر پڑھا:

''جب منصور کو اس حال کا پتہ چلے گا تو زمانہ اس کے پاس ہمدردی کرتا ہوا آئے گا''۔

پس اس نے اس شعر کی تحسین کی اور اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اپنے عمزاد سید ابوزید کو آنے کے متعلق لکھا اور سلا پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر گیا اور شیوخ جشم کے متعلق اطلاع بھیجی اور ابن یوجان کو امیر خلط ہلال بن حمدان ابن مقدم کے متعلق بڑا فکر تھا۔ پس ابن جرمون جو سفیان کا امیر تھا۔ پہنچنے میں دیر کرنے لگا اور خلط اور سفیان آ گئے اور عادل جلدی سے جا کر مراکش میں داخل ہو گیا اور اس نے ابوزید بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص کو اپنا وزیر بنا لیا اور ابن یوجان پر بدل گیا۔ پس اس کے باطن میں خرابی پیدا ہو گئی اور ابن شعبد کی حکومت پر غالب آ گیا اور یوسف بن علی ہنساتہ اور تمملل کا سردار تھا۔ پھر ہسکورہ اور خلط بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے مراکش کے نواح میں فساد برپا کر دیا اور ابن یوجان ان کے مقابلہ میں نکلا مگر اس سے کچھ نہ بنا اور انہوں نے بلاد دکالہ کو برباد کر دیا۔ پس عادل نے ان کی طرف ابراہیم بن اسماعیل بن الشیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی اور ابراہیم وہ شخص ہے جس نے شیخ ابومحمد کی اولاد سے افریقہ میں جھگڑا کیا تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پس اس نے شکست کھائی اور قتل ہو گیا اور ابن السید اور یوسف بن علی فوج اکٹھی کرنے اور ہسکورہ کی مدافعت کرنے کے لئے اپنے قبائل کی طرف چلے گئے۔ پس ان دونوں نے عادل کو علیحدہ کرنے اور یحییٰ بن ناصر کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے مراکش جا کر محل میں گھس کر اس پر حملہ کر دیا اور اُسے لوٹ لیا اور عادل ۶۲۴ھ میں عیدالفطر کے ایام میں گلا گھٹنے سے قتل ہو گیا۔

باب:۲۹

مامون بن منصور

کی حکومت کے حالات اور یحییٰ بن ناصر کا اس کی مزاحمت کرنا

جب مامون کو پتہ چلا کہ موحدین اور عربوں نے اسکے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اشبیلیہ میں اس کی حکومت زبوں حال ہوگئی ہے تو اس کی بیعت ہوئی اور اندلس کی اکثریت نے اسے قبول کر لیا اور بلنسیہ اور مشرقی اندلس کے حاکم سید ابوزید نے بھی بیعت کر لی اور اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ موحدین نے عادل کے خلاف بغاوت کر کے اسے محل میں قتل کر دیا اور اس کے بھائی ناصر بن یوجان کے بیٹے یحییٰ کی خفیہ طور پر بیعت کر لی اور اس نے حکومت کو بگاڑنے کے لئے کارروائیاں کیں اور انہیں ہسکورہ میں داخل کر دیا' اس وقت عرب' مراکش پر غارت گری میں مشغول تھے اور اس نے موحدین کی فوجوں کو شکست دی اور شعید کو ابن یوجان کے متعلق ایک تدبیر سمجھ آئی تو اس نے اسے اس کے گھر میں قتل کر دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یحییٰ بن ناصر اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا پس موحدین نے عادل کو معزول کر دیا اور اپنی بیعت مامون کو بھیج دی اور اس میں حسن ابوعبداللہ العریفی اور سید ابوحفص بن ابی حفص نے بڑا کردار ادا کیا۔ پس یحییٰ بن ناصر اور ابن الشہید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے ۲۶ھ میں مراکش آ کر انہیں قتل کر دیا اور فاس اور تلمسان کے حکمران محمد بن ابی زید بن یوجان اور حاکم سبتہ ابوموسیٰ بن منصور اور اس کے بھانجے حاکم بجایہ ابن الاطالی نے مامون کی بیعت کر لی اور حاکم افریقہ بیعت کرنے سے باز رہا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بات کا سبب امیر کا خود کو ترجیح دینا تھا اور یحییٰ بن ناصر کی دعوت پر افریقہ تجلماسہ کے سوا اور کوئی قائم نہ رہا اور البیاسی نے قرطبہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے اشبیلیہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر مامون اور طاغیہ سے جنگ کی۔ اس کے بعد وہ فخاط اور مسلمانوں کے دیگر قلعوں سے اس کے لئے دست بردار ہو گیا۔ پس مامون نے اشبیلیہ کے نواح میں انہیں شکست دی۔ پھر محمد بن یوسف بن ہود نے حملہ کر کے مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس نے مشرقی اندلس کے بہت سے حصے پر قبضہ کر لیا اور مامون نے اس پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس پر فتح حاصل نہ کر سکا۔ اس لئے اشبیلیہ واپس آ گیا۔ پھر ۹۲ھ میں اہل مغرب کی استدعا پر مراکش کی طرف گیا اور انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں اور ہلال بن حمید نے

اسے پیغام بھیجا کہ خلط کا امیر اسے بلاتا ہے اور طاغیہ نے نصاریٰ کی ایک فوج سے مدد طلب کی اور اس سے طے کیا کہ مامون اس کی جو شرائط قبول کر لے گا۔ اس کے مطابق وہ اس سے معاملہ کرے گا اور وہ عددہ کی طرف چلا گیا اور اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی بیعت کرنے میں جلدی کی اور یحییٰ بن ناصر نے اُسے روکا تو مامون نے اسے شکست دی اور اس کے ساتھ جو موحدین اور عرب تھے انہیں قتل کر دیا اور یحییٰ جبل ہنساتہ چلا گیا۔ پھر مامون' الحضرۃ میں داخل ہو گیا اور اس نے موحدین کے مشائخ کو بلایا اور گن گن کر انہیں باتیں بتائیں اور ان کے ایک سو سرداروں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا اور شہروں میں اپنا خط بھجوا دیا کہ سکہ اور خطبہ سے مہدی کا نام مٹا دیا جائے اور اذان میں بربری زبان میں اس کی عیب گری کی جائے اور زیادہ تر طلوع فجر کی اذان میں ایسا کیا جائے اور اس قسم کے دیگر طریقے بھی مہدی معصوم کے ساتھ روا رکھے گئے اور اس نے اپنے ساتھ آنے والے نصاریٰ کو مراکش میں ان کی شرط کے مطابق ان کو گرجا بنانے کی اجازت دے دی۔ تو وہ وہاں پر اپنے ناقوس بجانے لگے۔ اس کے بعد اندلس پر ابن ہود قابض ہو گیا تو اس نے باقی ماندہ موحدین کو وہاں سے نکال دیا اور عوام نے انہیں ہر جگہ قتل کر دیا اور سید ابو ربیع بھی قتل ہو گیا جو منصور کے بھائی کا بیٹا تھا۔ حالانکہ مامون نے اسے قرطبہ کا والی بنا کر وہاں چھوڑا تھا اور امیر ابو زکریا بن ابی محمد بن الشیخ ابی حفص افریقہ میں خود حکمران بن بیٹھا اور ۶۲۷ھ میں اس کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ پس اس نے اپنے عم زاد سید ابو عمران بن محمد الخرصان کو ابو عبداللہ لحیانی کے ساتھ جو امیر ابو زکریا کا بھائی تھا۔ بجایہ کا حکمران بنایا اور یحییٰ بن ناصر نے اس پر چڑھائی کی اور شکست کھائی اور پھر دوبارہ شکست کھائی اور اس نے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو الحضرۃ کے بازاروں میں نصب کر دیا اور یحییٰ بن ناصر بلادِ درعہ اور سجلماسہ میں چلا گیا۔ پھر اس کے بھائی موسیٰ نے مامون کے خلاف بغاوت کر دی اور سبتہ میں اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور المؤید کا نام اختیار کیا۔ پس مامون' مراکش سے چلا تو اسے راستے میں اطلاع ملی کہ بنی فازان اور مکلاسہ کے قبائل نے مکناسہ کا محاصرہ کر لیا ہے اور اس کے نواح میں فساد و خرابی کی ہے۔ پس وہ اس کی طرف چل پڑے اور اس کے عادل کو ہٹا دیا اور وہ سبتہ کی طرف گیا اور تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کے بھائی ابو موسیٰ نے ابن ہود کے لئے حاکم اندلس سے مدد مانگی تو اس نے اُسے اپنے بحری بیڑوں سے مدد دی اور یحییٰ بن ناصر نے مامون کے برخلاف الحضرۃ کا قصد کیا اور سفیانی عربوں اور اس کے سردار جرمون بن عیسیٰ کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا اور ان کے ساتھ ہنشاتہ کا شیخ ابو سعید بن دانودین بھی تھا اور انہوں نے وہاں پر فساد پیدا کر دیا پس مامون سبتہ کو چھوڑ کر الحضرۃ کی طرف گیا اور راستے ہی میں ۶۳۰ھ کے آغاز میں وادیٔ ام الربیع میں فوت ہو گیا اور اس کے جاتے ہی اس کا بھائی سید ابو موسیٰ بن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اسے سبتہ پر قبضہ کرا دیا اور فتح ولادی واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید بن مامون کی حکومت کے حالات: مامون کی وفات کے بعد اسے کے بیٹے عبدالواحد کی بیعت کی گئی اور اسے رشید کا لقب دیا گیا اور انہوں نے اس کے باپ کی وفات کو چھپائے رکھا اور وہ تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گئے اور یحییٰ بن ناصر' ابو سعید بن دانودین کو خلیفہ بنانے کے بعد انہیں راستے میں ملا پس انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اور رشید نے مراکش پر حملہ کیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ رکاوٹ کی پھر وہ اس کے پاس آئے اور اس کی بیعت پر قائم ہو گئے اور اس کے پاس اس کا چچا ابو محمد سعد بھی آ گیا اور اسے حکومت میں ایک مقام دے دیا گیا اور

تمام تدابیر اور حل وعقد کے کام اس کے سپرد تھے اور الحضرۃ میں رشید کے قیام کے بعد ہسا کا کرہ کا سردار عمر بن وقار مامون کے بچوں اور بھائیوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا۔ جو اس کے ہاں موجود تھے اور وہ اشبیلیہ سے اس کے پاس اس وقت آئے تھے۔ جب وہاں کے باشندوں نے ان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور وہ سبتہ میں اپنے چچا ابوموسیٰ کے پاس ٹھہر گئے اور جب ابن ہود' سبتہ پر قابض ہو گیا۔ تو وہاں سے الحضرۃ میں آ گئے اور ہسکورہ کے پاس سے گزرے اور ابن وقاربط' مامون سے بہت محتاط تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی طرف واپس نہیں۔ پس اس نے ان بچوں کی صحبت اختیار کر لی اور رشیدہ کے پاس آیا تو اس نے اُسے قبول کر لیا اور سید ابی محمد سعد اور اس کے ساتھ مسعود بن حمدان کے ساتھی جو خلط کا سردار تھا۔ اس کی ملاقات کو معلق کر دیا اور جب سید ابومحمد فوت ہو گیا تو ابن وقاربط' اس کی قوم اور پناہ گاہ میں چلا گیا اور اس نے اختلاف کی نقاب کشائی کی اور یحییٰ بن ناصر کی دعوت میں شامل ہو گیا اور موحدین کے قبائل اس کے لئے جمع ہو گئے اور ۳۱ھ میں رشید ان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے الحضرۃ پر اپنے داماد ابوعلی ادریس کو اپنا جانشین بنایا اور اس نے پہاڑ پر چڑھ کر یحییٰ اور اس کی فوج پر حضر وجہ میں اس کی جگہ پر حملہ کر دیا اور ان کے بیڑاؤ پر غالب آ گیا اور یحییٰ بلاد سجلماسہ میں چلا گیا اور رشید الحضرۃ میں واپس آ گیا اور یحییٰ بن ناصر کے ساتھ جو موحدین تھے ان میں سے بہت سوں نے رشید سے امان طلب کر لی۔ جو اس نے انہیں امان دے دی اور وہ الحضرۃ چلے گئے اور ان کا سردار ابوعثمان سعید بن زکریا الکدمیوی اور بقیہ لوگ اس کے ساتھ یہ شرط طے کرنے کے بعد کہ وہ دوبارہ مہدی کے ان قوانین کو جاری کر دے جو مامون نے زائل کر دیئے ہیں۔ اس کے پیچھے آ گئے۔ پس وہ قوانین دوبارہ نافذ کر دیئے گئے اور ان لوگوں میں ابوبکر بن یعزی' تمیلل کے شیخ یوسف بن علی بن یوسف کی طرف سے اور محمد بن بوزیکن ہنتانی' ابوعلی بن عزوز کی طرف سے ایلچی بن کر آئے اور اپنے بھیجنے والوں کی طرف قبولیت حاصل کر کے لوٹے۔ پس یہ دونوں الحضرۃ آئے اور ان کے ساتھ یحییٰ کا بھائی موسیٰ بن ناصر بھی آیا اور ان کے پیچھے ابومحمد بن ابی زکریا بھی آ گیا اور انہوں نے دعوتِ مہدی کے قوانین کے اعادہ کا فراموش کرا دیا اور مسعود بن حمدان خلطی کو عمر بن وقاربط نے ان ساتھیوں کے خلاف بھڑکا دیا جو دونوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ یہ باٹیہ میں غلام تھا اور اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں میں اتباع اور جماعتوں کو چھوڑ کر خلط کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ پس وہ اطاعت کرنے اور آنے میں سستی کرنے لگا۔ پس رشید نے اسے بلانے کے لئے یہ کاروائی کی کہ اپنی فوج کو باجہ کی طرف اپنے وزیر ابومحمد کی نگرانی کے لئے بھیج دیا۔ یہاں تک کہ ابن حمدان کے لئے فضا خالی ہو گئی اور اس کے شکوک وشبہات زائل ہو گئے اور اس کے پاس آیا اور اس نے الحضرۃ جانے میں جلدی کی اور اس کے ساتھ عمر بن وقاربط کا چچا معاویہ بھی آیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا اور اس نے مسعود بن حمدان کو اختلافی مجلس میں گفتگو کے لئے بلایا اور اسے اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اسی وقت حملہ کرنے کے بعد قتل کر دیا اور رشید نے ان کے متعلق اپنی دلی خواہش کو پورا کر لیا اور اس نے اپنے وزیر اور فوج کو باجہ سے بلایا اور وہ آ گئے اور جب ان کی قوم کو ان کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے یحییٰ بن ہلال بن حمدان کو اپنا لیڈر بنایا اور دیگر جہات پر چڑھ دوڑے اور یحییٰ کی دعوت دینے لگے اور انہوں نے اسے اس کی جگہ قاصیۃ الصحر اسے بلا لیا اور عمر بن وقاربط نے اس بارے میں ان میں مداخلت کی اور وہ الحضرۃ کے محاصرہ کے لئے چل پڑے اور فوج ان کے ساتھ

جنگ کرنے کو نکلی اوران کے ساتھ عبدالصمد بن پلولان بھی تھا۔ پس ابن وقاربط کواس کی فوج میں داخل کر دیا گیا اور وہ شکست کھا گئے اور نصاریٰ کی فوج کا گھیراؤ ہو گیا اور اسے قتل کر دیا گیا اور الحضرۃ کی صورتِ حال بگڑ گئی اور اہمیت اختیار کر گئی اور خوراک نا پید ہو گئی اور رشید نے موحدین کے پہاڑوں کی طرف چلے جانے کا عزم کر لیا پس وہ ان کی طرف چلا گیا اور وہاں سے سجلماسہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اُسے یحییٰ بن ناصر اور اس کی قوم نے جو ہسکورہ میں سے تھی اور خلط نے فتح کر لیا اور وہاں ان کا حکم چلنے لگا اور خلافت کے حالات بدل گئے اور سلطان پر سید ابوابراہیم بن ابی حفص جو ابو حافہ کے لقب سے ملقب تھا غالب آ گیا اور ۳۳ھ میں رشید سجلماسہ سے مراکش جانے کے ارادے سے نکلا اور اس نے جرمون بن عیسیٰ اور اس کی قوم سے جو سفیان میں سے تھی گفتگو کی تو وہ وادی ربع کو پار کر گئے اور یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور فریقین کی جنگ ہوئی اور یحییٰ کی فوج شکست کھا گئی اور ان میں بہت قتلام ہوا اور رشید فتح مند ہو کر الحضرۃ میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن وقاربط نے خلط کو بتایا کہ وہ حاکم اندلس ابن ہود کی مدد کریں اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو جائیں تو انہوں نے یحییٰ کی بیعت توڑ دی اور عمر بن وقاربط کے ساتھ اپنا زور مدد طلب کرنے کے لئے خلط کے پاس بھیجا۔ پس وہ وہاں پر ٹھہر گیا اور رشید مراکش سے نکلا تو خلط اس کے آگے آگے بھاگ گیا اور فاس کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے وزیر ابو محمد کو عمارہ اور فازاز کی طرف اموال کے جمع کرنے کے لئے بھیجا اور جب خلط نے یحییٰ بن ناصر کی بیعت توڑ دی تو وہ معقلی عربوں کے پاس چلا گیا۔ تو انہوں نے اُسے پناہ دی اور اسے مدد کا وعدہ دیا اور مطالبات کرنے میں اس پر ظلم کیا اور تازی کی جہت میں اسے فریب کاری سے قتل کر دیا اور فاس میں رشید کے پاس اس کے سر کو لایا گیا۔ تو اس نے اسے مراکش بھیج دیا اور وہاں پر اپنے نائب ابوعلی بن عبدالعزیز کو اشارہ کیا کہ وہ ان عربوں کو قتل کر دے جو اس کی قید میں ہیں اور وہ عاصم کا شیخ حسن بن زید اور ان کے شیخ ابو جابر کی طرف سے قابل اتباع قائد تھا۔ پس اس نے انہیں قتل کر دیا اور رشید ۳۴ھ میں الحضرۃ واپس آ گیا اور اُسے اطلاع ملی کہ حاکم درعہ ابو محمد بن دانودین نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ اس طرح ہوا کہ جب رشید سجلماسہ سے چلا تو اس نے یوسف بن علی تمیلیلی کو وہاں پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس نے اپنی خالہ کے بیٹے یحییٰ بن ارقم بن محمد بن مردنیش کو عامل مقرر کر دیا۔ تو ضہاجہ کے ایک باغی نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے اپنے پھندے میں لا کر قتل کر دیا اور اس کا بیٹا ارقم بدلے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا اور اس نے جو ارادہ کیا تھا۔ اسے پورا کر لیا۔ پھر اس خوف سے کہ رشید اسے معزول نہ کر دے۔ بغاوت کر دی اور ۳۲ھ میں رشید بڑی سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو گیا اور ابو محمد بن دانودین ہمیشہ ہی اُسے بچانے کے لئے تدبیریں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قابو پا لیا اور ارقم کو معاف کر دیا اور جب ابن وقاربط ۳۴ھ میں ابن ہود کی طرف گیا۔ تو ابن ہود کے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور سلا جانے کا ارادہ کیا جہاں پر رشید کا داماد سید ابوعلی حکمران تھا اور اس نے اس پر غالب آنے کی تدبیر کی اور ۳۵ھ میں اشبیلیہ کے باشندے نے رشید کی بیعت کر لی اور ابن ہود کی بیعت توڑ دی اور عمر بن الجد نے اس میں بڑا کردار ادا کیا اور بنو حجاج سبتہ کی طرف چلے گئے اور ان کا وفد الحضرۃ پہنچا اور وہ اپنے راستے میں سبتہ کے پاس گزرے تو وہاں کے باشندوں نے رشید کی بیعت کرنے میں ان کی اقتدار کی اور اپنے امیر الیانشتی کو معزول کر دیا جو ابن ہود کا باغی تھا اور وہ الحضرۃ آئے اور رشید نے ان میں سے ابوعلی بن خلاص ان کا حاکم مقرر کیا۔

پس اس نے انہیں ابن وقاربط پر اختیار دے دیا اور اسے اپنے ایلچیوں کے ایک وفد میں رشید کی طرف بھیجا۔ پس بازمور گرفتار ہو گیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر گھمانے کے بعد قتل کر کے ہسکورہ کے قلعے میں صلیب دے دیا گیا اور اشبیلیہ اور ستبہ کے وفد واپس آ گئے اور رشید نے خلط کے رؤسا کو بلا کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے ان کے خیموں ہتھیاروں اور قبیلوں کو لوٹ لیا پھر اس نے ان کے سرداروں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ ابن وقاربط بھی قتل ہو گیا اور ان کی جڑ کاٹ دی گئی اور ۶۳۶ھ میں محمد بن یوسف بن نصر بن احمر جو اندلس میں ابن ہود کا باغی تھا۔ اس کی بیعت پہنچی اور ۳۷ھ میں مغرب میں طاقت بڑھ گئی اور بنو مرین منتشر ہو گئے اور اس نے ان پر چڑھائی کی۔ پس انہوں نے اسے شکست دی۔ پھر اس نے دوسری اور تیسری بار چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور دو سال تک ان سے جنگ کرتا رہا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور مغرب میں بنی مرین کے مظالم بڑھ گئے اور انہوں نے مکناسہ پر دباؤ ڈالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان میں سے بنی حمامہ کو تاوان تھا اور بنی عسکر کو پیچھے ہٹا دیا اور ۳۷ھ میں رشید نے اپنے کاتب ابن المومیانی کو ایک سردار کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا اور وہ عمر بن عبدالعزیز جو منصور کا بھائی تھا۔ اسے پتہ چلا کہ اس نے اُسے ایک خط لکھا ہے اور ایلچی نے غلطی سے اسے خلیفہ کے گھر میں پھینک دیا اور اس کے بعد ۴۰ھ میں محل کی ایک نہر میں رشید ڈوب کر فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اسے پانی سے نکالا گیا اور اسے اس وقت بخار ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سعید بن مامون کی حکومت کے حالات: جب رشید فوت ہو گیا تو ابو محمد بن دانودین کی تعیین سے اس کے بھائی ابوالحسن السعید کی بیعت لی گئی اور اس نے المقتدر باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابواسحاق بن سید ابوابراہیم اور یحییٰ بن عطوش کو اپنا وزیر بنایا اور اس نے موحدین کے جملہ سرداروں کو گرفتار کر لیا اور ان کے اموال کا صفایا کر دیا اور جشم کے عرب رؤسا کو اپنا جانشین بنایا اور ان سب کو اپنی حکومت پر غالب کر دیا اور سفیان کا سردار کانون بن جرمون محکسہ کا نمبرا سردار تھا اور اس کی بیعت کے آغاز ہی میں حاکم سبتہ ابوعلی بن الخلاص البلسی نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اسی طرح اہل اشبیلیہ نے بھی کیا اور سب نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی۔ پھر سجلماسہ میں عبداللہ بن زکریا الحضر وجی حاکم افریقہ نے اس کے خلافت بغاوت کر دی۔ پس اس وجہ سے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا نے تلمسان پر جلدی سے حملہ کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور پھر جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اس نے تغمراسن کو تلمسان کا امیر مقرر کیا اور سعید مراکش سے ۴۲ھ میں بلاد مغرب کو ہموار کرنے کے لئے نکلا اور سعید بن زکرا الکدمیوی پر بدل گیا اور اُسے ثانسفت میں اس کے پڑاؤ سے جا پکڑا اور اس کا بھائی ابوزید بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ابوسعید العود الرطب بھی تھا اور وہ سجلماسہ چلے گئے پس مراکش میں ان کے اموال کا صفایا ہو گیا اور وہ سجلماسہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور اس کے والی عبداللہ الحضر وجی کو اسباب امتناع میں پکڑ لیا پس ابوزید بن زکریا الکدمیوی نے اس سے خیانت کی اور اہل سجلماسہ کو اس کے خلاف بغاوت کرنے میں شامل کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور سید سے اس کے لئے مدد طلب کی پس وہ پہنچا تو اس نے الحضر وجی کو قتل کر دیا اور ابوسعید العود الرطب تونس کی طرف بھاگ گیا۔ پھر سعید مغرب کی طرف لوٹ آیا اور سعید بن زکریا قتل ہو گیا اور وہ العفر قدہ میں اتر ا جو فاس کے وسطی علاقوں میں سے ہے اور اس نے بنی مرین کے ساتھ صلح کر لی اور مراکش کی طرف واپس آ کر ابو محمد بن دانودین کو گرفتار

کرلیا۔ اسے بازمور نے قید کیا اور اس کے ساتھ اس نے یحییٰ بن مزاحم اور یحییٰ بن عطوش کو ابن ماکسن کی نگرانی کے لئے قید کر دیا۔ تو اس نے قید خانے سے بھاگنے کی ایک تدبیر کی اور رات کو بھاگ کر کانون بن جرمون کی طرف چلا گیا۔ تو اس نے اسے سوار کروا کر اس کے ساتھ سفیانی عربوں کے کچھ لوگ بھیجے جو اسے اس کی قوم ہنساتہ کے پاس پہنچا دیں اور سعید نے اس کے بعد اس سے مراسلت کی اور اُسے ٹھہرایا اور عذر پیش کیا اور اسے اپنی عملداری کے قلعوں میں سے تاقیوت میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ سکونت اختیار کرنے میں مدد دی پھر کانون بن جرمون اور سفیان نے سعید کے خلافت بغاوت کر دی اور بنو جابر اور خلط ان کی مخالفت اس کے پاس آ گئے اور وہ مراکش سے اور اس نے ابو اسحاق بن سید ابی ابراہیم اسحاق کو جو منصور کا بھائی تھا۔ اپنا وزیر بنایا اور اپنے بھائی ابوزید کو مراکش پر اور ان دونوں کے بھائی ابوحفص عمر کو بلا کر اپنا جانشین مقرر کیا اور مراکش سے چلا گیا اور ابویحییٰ بن عبدالحق نے اس کے لئے بنی راشد اور بنی درار سفیان کی فوجیں جمع کیں یہاں تک کہ جب دونوں فریق جنگ کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو کانون بن جرمون' موحدین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ازمور کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور سعید اس کے تعاقب میں واپس آ گیا اور کانون بھاگ گیا اور سعید نے اسے روکا اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کی قوم سفیان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس کے مال مویشی پر قبضہ کر لیا اور کانون بن مرین کے ایک دستے میں چلا گیا اور سعید الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور ۶۴۳ھ میں مکناسہ میں عوام سعید کے والی کے خلاف بھڑک اٹھے اور اسے قتل کر دیا اور اس نے ان کے سرداروں کو اس کی سطوت سے ڈرایا تو انہوں نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن ابی حفص کو حکومت دے دی اور اپنی بیعتیں بھی اسے بھیج دیں اور یہ سب کچھ امیر بنی مرین ابویحییٰ بن عبدالحق کی مداخلت اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے ہوا اور انہوں نے ابویحییٰ بن عبدالحق کو مال دینے کی شرط کی جو انہوں نے بچاؤ کی صورت میں اسے دیا پھر انہوں نے اپنے معاملے کے متعلق گفتگو کی اور اپنے صلحا کو ان کی بیعت کے لئے بھیجا تو سعید ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس سال اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی اور ابن خلاص نے اپنے بحری بیڑے میں کے ساتھ اپنا ہدیہ بھیجا جو بندرگاہ سے چلتے ہی غرق ہو گیا اور ۲۷ رمضان ۶۴۶ھ میں طاغیہ نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا اور جب تلمسان پر غالب آنے کے وقت سید کو پتہ چلا کہ اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے ابوزکریا کی بیعت کر لی ہے۔ تو اس نے یغمراسن کو اس کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ پھر اہل مکناسہ اور اہل سجلماسہ کے بیعت کر لینے سے اس نے تلمسان اور پھر افریقہ تک اپنی نظر دوڑائی اور ذوالحجہ ۶۴۵ھ میں مراکش کی طرف چلا گیا۔ تو اسے کانون بن جرمون ملا تو اس نے اس کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور سفیان کا قبیلہ اکٹھا ہو کر دیگر قبائل جشم کے ساتھ سعید کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور جب سعید تازی میں اترا تو اسے بنی مرین کے امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کی طرف سے ایک وفد ملا جنہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھی اس کے ساتھ بھیجی۔ پھر سعید نے تلمسان پر حملہ کر دیا اور اس کی وفات تامزروکت میں بنی عبدالوادہ کے ہاتھوں صفر ۶۴۶ھ میں ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ خلط کی مداخلت سے ہوا تھا پس انہوں نے محلّہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن کانون کو قتل کر دیا اور فوج' مغرب کی طرف چل پڑی اور عبداللہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی اور تازی کی جہات میں بنو مرین نے ان کو روکا اور عبداللہ بن سعید کو

قتل کر دیا اور ایک رستے مراکش میں چلا گیا اور اس نے المرتضٰی کی بیعت کر لی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

منصور کے بھتیجے المرتضٰی کی حکومت کے حالات: سعید کی فوتیدگی کے بعد فوج کا ایک دستہ مراکش چلا گیا اور موحدین نے سید ابی حفص عمر بن سید ابی ابراہیم اسحاق اور منصور کے بھائی کی بیعت پر اجتماع کر لیا اور انہوں نے اسے سلا سے طلب کیا اور اسے ان کا وفد راستے میں تامنا میں ملا اور اس کے ساتھ عرب کے شیوخ بھی تھے پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے المرتضٰی کا لقب اختیار کیا اور اس نے یعقوب بن کانون کو بنی جابر پر' اور اپنے چچا یعقوب بن جرمون کو سفیانی عربوں پر حاکم مقرر کیا۔ حالانکہ اس کی قوم بھی اس سے قبل اسے اپنا لیڈر بنا چکی تھی اور اس نے الحضرۃ میں آ کر ابو محمد بن یونس کو وزیر بنایا اور سعید کے خاص آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر اس کا بھائی ابو اسحاق رستے میں سے سجلماسہ کے راستے کو اختیار کئے ہوئے پہنچ گیا۔ تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس پر بھروسہ و اعتماد کیا اور ابو یحییٰ بن عبدالحق اور بنو مرین نے ربوس کے بھائی سید ابی علی کے ہاتھ سے تازی کے قلعے کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ سعید فوت ہو گیا اور انہوں نے اسے وہاں سے نکال دیا اور وہ مراکش چلا گیا اور جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس کے بعد ۴۷ھ میں فاس شہر پر قبضہ کر لیا اور اس سال سبتہ پر ابو القاسم العزفی نے حملہ کر دیا اور سبتہ کے والی ابن الشہید کو حاکم افریقہ امیر ابو زکریا کی قرابت سے نکال دیا اور جیسا کہ حفصی حکومت اور بنی العزفی کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس نے دعوت کو المرتضٰی کی جانب پھیر دیا اور ۴۷ھ میں مرتضٰی کے پاس موسیٰ بن زیان الونکاسی اور اس کا بھائی علی بن مرین کے قبائل سے وفد بن کر آئے اور انہوں نے اسے عبدالحق کے ساتھ جنگ کرنے پر اکسایا۔ بس یہ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور جب یہ امان ایملو لی تک پہنچا۔ تو یعقوب بن جرمون نے آپس میں صلح کے قضیہ کی بات مشہور کر دی۔ بس یہ کوچ کرنے لگے اور ان کے دلوں پر گھبراہٹ غالب آ گئی اور یہ منتشر ہو گئے اور بغیر جنگ کئے شکست ہو گئی اور المرتضٰی نے الحضرۃ پہنچ کر کسی بات کی وجہ سے جو اسے معلوم ہوئی تھی۔ ابو محمد بن یونس کو معزول کر دیا اور اسے اپنے خواص کے ساتھ راویوں میں ٹھہرایا اور اس کے راویوں میں سے علی بن بدر ۵۱ھ میں سوس کی طرف بھاگ گیا اور اعلانیہ طور پر عناد کا اظہار کرنے لگا اور سلطان نے اس کی طرف فوج بھیجی۔ تو وہ واپس آ گئی اور اس پر کامیابی نہ حاصل کر سکی اور ۵۲ھ میں اس کی حکومت کا معاملہ دگرگوں ہو گیا اور اس نے ابشانات کے لہراب اور بنی حسان کو اکٹھا کیا اور تاردوانت سے جنگ کی اور جو آدمی بھی وہاں موجود تھے۔ ان کا محاصرہ کر لیا اور مرتضٰی نے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور پھر ان کی واپسی کے بعد اسی حال پر واپس آ گیا اور مرتضٰی کو ابن یونس کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی تحریر سے اطلاع مل گئی۔ جو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بھیجی تھی۔ پس اسے اور اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اسی سال میں اُسے قتل کر دیا گیا اور اس سال خلط کے مشائخ نے الحضرۃ سے استدعا کی اور جو لوگ ان میں سے سعید کے قتل میں شامل تھے انہیں قتل کر دیا اور اسی سال ابو الحسن بن لیلو' موحدین کی ایک فوج کے ساتھ تامسنا کی طرف آیا تا کہ عربوں کے احوال کو واضح کرے اور اس کے ساتھ یعقوب بن جرمون بھی تھا اور المرتضٰی نے اسے حکم دیا کہ وہ بنی ہاجر کے شیخ یعقوب بن محمد بن قسطون کو گرفتار کرے۔ تو اس نے اُسے اور اس کے وزیر مسلم کو گرفتار کر لیا اور انہیں پا بجولاں الحضرۃ کی طرف بھجوا دیا اور ۵۳ھ میں المرتضٰی فاس اور اس کے نواح کو بنی

مرین کے ہاتھوں سے واپس لینے کے لئے مراکش سے نکلا کیونکہ انہوں نے ان پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ پس وہ بنی بہلول کے پاس پہنچا اور بنو مرین اور ان کے امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس مقام پر موحدین کو شکست ہوئی اور المرتضیٰ شکست کھا کر مراکش واپس آ گیا اور اپنے باقی ماندہ ایام میں بنی مرین پر نظر رکھتا رہا اور العزفی ستبہ میں اور ابن الامیر طنجہ میں خود کو ترجیح دے کر حاکم بن بیٹھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور ۵۵ھ میں المرتضیٰ نے موحدین کی ایک فوج ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جسے علی بن بدر نے جنگ کر کے شکست دے دی اور سوس میں خود حاکم بن بیٹھا اور اسی سال ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی عبدالحق بن امکو کو اپنے ایک غلام محمد القطرانی کی مداخلت سے سلا کے نواح میں گرفتار کر لیا اور القطرانی نے ابو یحییٰ کے ساتھ یہ شرط کی تھی کہ وہ اسے سجلماسہ کا والی بنائے گا۔ پس اس نے اپنی شرط پوری کر دی اور اس کے ساتھ بنی مرین کے آدمیوں کو بھی وہاں بھیجا اور جب یحییٰ بن عبدالحق فوت ہو گیا۔ تو محمد القطرانی نے انہیں باہر نکال دیا اور خود سجلماسہ کا حاکم بن بیٹھا اور اس نے دوبارہ المرتضیٰ کی دعوت کا پرچار شروع کر دیا اور اس نے معذرت کی اور اس سے بھی اپنی مخصوص حکومت کی شرط لگائی تو اس نے احکام شریعت کے سوا اس کی شرط کو پورا کر دیا اور اس نے الحضرۃ سے ابو عمر بن حجاج اور بعض سادات کو اس قضیہ پر غور کرنے کے لئے اور نصاریٰ کے ایک جرنیل کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ پس ابن حجاج نے القطرانی کے قتل کے لئے تدبیر کی اور نصاریٰ کے جرنیل نے اس کی ذمہ داری لی اور سید نے المرتضیٰ کی دعوت سے سجلماسہ کی حکومت اپنے لئے خاص کر لی اور اس اثناء میں بنی مرین کی دعوت مضبوط ہو گئی اور یعقوب بن عبدالحق تامسنا کے میدانوں میں اترا پس مرتضیٰ نے ان کی طرف موحدین کی فوجوں کو یحییٰ بن دانودین کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ پس وہ وادی ام ربیع کی طرف بھاگ گئے اور موحدین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ ان کی طرف واپس آ گئے اور بنو جابر نے ان سے خیانت کی اور موحدین نے دو آدمیوں کے حکم سے شکست کھائی اور خلط کا سردار عیسیٰ بن علی بنی مرین کے ساتھ جا ملا اور وہ اپنے وطنوں کو واپس کوچ کر گئے اور مرتضیٰ نے یعقوب بن جرمون کو قبائل سفیان سے مقدم کیا اور اس کے بھائی کانون کا بیٹا محمد اپنی قوم کی سرداری میں اس کا مقابلہ کرتا تھا اور اس سے تنگی محسوس کرتا تھا۔ پس اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائیوں مسعود اور علی نے ایک بیابان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مرتضیٰ نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کیا۔ پس اس نے یوسف بن وزارک اور یعقوب بن علوان کو وزیر بنایا اور خود لذات میں منہمک ہو گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ پھر اطاعت توڑ کر بنی مرین سے جا ملا پس اس نے اس کی جگہ عبداللہ بن جرمون کو حاکم مقرر کیا۔ پھر مرتضیٰ نے ابوزمام کو حاکم بنایا پھر اس کے عجز کو دیکھ کر اس کے بھائی مسعود کو حکومت دے دی اور امرائے خلط میں سے عواج بن ہلال بنی مرین کو چھوڑ کر مرتضیٰ کی اطاعت میں آ گیا۔ پس اس نے اس کے اصحاب کو بھی مراکش میں اس کے ساتھ اتارا اور اس کے پیچھے پیچھے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن جرمون آ کر عواج کو گرفتار کر لیا اور اسے علی بن ابی علی کے پاس بھجوا دیا۔ تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور اس نے اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن یعقوب اور اس کے وزیر کو بھی گرفتار کر لیا اور سب کے سب قتل ہو گئے اور سفیان کی سرداری مسعود بن کانون نے اور بنی جابر کی سرداری اسماعیل بن یعقوب بن قسطون نے اپنے لئے خاص کر لی اور ۶۰ھ میں واقعہ ام الرجلین سے یحییٰ بن دانودین کی واپسی کے وقت موحدین کی ایک فوج محمد بن علی الزلماط کی نگرانی کے لئے سوس

کی طرف گئی اور علی بن بدر نے اس سے جنگ کی۔ پس اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد مرتضٰی نے علی بن بدر کی جنگ کی ذمہ داری وزیر ابی زید بن زکنت کو سونپی اور اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس میں نصرانی لیڈر دخلب بھی شامل تھا۔ پس فریقین کے درمیان جنگ شروع ہو گئی مگر موحدین کو اس میں باوجود اپنی کثرت صبر حسن ابتلاء کے غلبہ حاصل نہ ہوا۔ پس ان سے دفلب کی سستی اور وزیر کی اطاعت سے اس کے خروج نے سب کچھ چھین لیا اور اس نے یہ بات مرتضٰی کو لکھی تو اس نے اُسے طلب کیا اور ابوزید بن یحیٰی اسکد میوی کو اسے راستے میں روکنے اور اسے قتل کر دینے کا حکم دیا اور ۶۲ھ میں یعقوب بن عبدالحق بنی مرین کی فوج کے ساتھ آیا اور انہوں نے مراکش سے جنگ کی اور مراکش کے باہر موحدین اور ان کے درمیان مسلسل کئی روز تک جنگ ہوئی جس میں عبداللہ العجوان بن یعقوب ہلاک ہو گیا۔ تو مرتضٰی نے اس کے باپ کی طرف تعزیت کی چٹھی بھیجی اور اس سے ملاطفت کی اور اس کے لئے خراج مقرر کیا جسے وہ ہر سال اسے بھجواتا پس وہ راضی ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گیا' واللہ اعلم۔

باب: ۳۰

ابی دبوس کی بغاوت

اُس کا مراکش پر غلبہ‘ مرتضیٰ کی وفات اور اس کی حکومت کے واقعات

جب العجون کی وفات کے بعد بنو مرین مراکش سے کوچ کر گئے تو الحضرت سے اس کی جنگوں کے سالار ابوالعلی الملقب بابی دبوس ابن السید ابی عبداللہ محمد بن السید ابی حفص بن عبدالمومن نے ایک چغلی کی وجہ سے جس نے مرتضیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل کر لیا تھا۔ فرار اختیار کر لیا اور اس کے چچا سید ابی موسیٰ عمران عبداللہ بن خلیفہ کے بیٹے نے اس کی مصاحبت کی پس یہ دونوں ہسکورہ کے عظیم سردار مسعود بن کلداسن کے پاس چلے گئے اور اس نے اسے پناہ دی۔ پھر وہ فاس میں یعقوب بن عبدالحق کا دادخواہ بن کر اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ کمیشن اور ذخیرہ میں تقسیم کی شرط کر لی۔ تو اس نے اسے مالی امداد دی‘ کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ ہزار عشری دینار تھے اور اس نے ابن علی خلطی کو مدد کرنے اور ہتھیار دینے کا اشارہ کیا اور علی بن ابی علی خلطی کی طرف لوٹ آیا پس اس نے اُسے اپنی قوم سے مدد دی‘ پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور اپنے ساتھی مسعود بن کلداسن کے ہاں اترا پس قبائل ہسکورہ اور ہزرجہ نے اس کی اطاعت کی اور انہوں نے اس کی طرف ضہاجہ کے عظیم سردار عزوز بن بیورک کو ازمور کی جانب بھیجا اور وہ یعقوب بن عبدالحق کے حملہ تک مرتضیٰ کی اطاعت سے منحرف تھا اور اس کے پاس سرداروں‘ موحدین اور نصاریٰ کی ایک جماعت گئی اور مرتضیٰ کو سفیان کے سردار مسعود بن کانون اور بنی جابر کے سردار اسماعیل بن قسطون کے متعلق شبہ پڑ گیا۔ پس اس نے دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ان دونوں کی قوم کے بہت سے آدمی ابی دبوس کے پاس گئے اور اسماعیل اپنے قید خانے میں قتل کر دیا گیا۔ پس اس کے بھائی نے بغاوت کر دی اور ان کے ساتھ جا ملا اور علوش بن کانون بھی اپنے بھائی کے متعلق اسی قسم کے سلوک سے ڈر گیا۔ پس اس نے ان کا پیچھا کیا اور ابوالعلی نے مراکش پر چڑھائی کی اور جب وہ اغمات پہنچا تو وہاں اس نے وزیر ابویزید بن بکست اس کی حفاظتی فوجوں میں دیکھا پس اس نے اس سے جنگ کی‘ اور ابن بکیت کو شکست ہوئی اور اس کے عام ساتھی مارے گئے اور ابودبوس مراکش کی طرف چلا گیا اور علوش بن کانون نے باب اسریعت پر غارت گری کی۔ حالانکہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے اور اس نے اپنا نیزہ اس کے کواڑوں میں گاڑ دیا اور ۶۵ھ کا سال آ گیا اور مرتضیٰ ابودبوس کے کاموں سے غافل ہو کر مراکش میں بیٹھا تھا اور فصیلیں محافظوں اور پہرے داروں سے خالی ہو چکی تھیں اور ابودبوس نے باب اغمات کا قصد کیا اور وہاں سے دیوار پھاند کر شہر میں

غفلت کی حالت میں داخل ہو گیا اور اس نے قصبہ کا قصد کیا اور باب طبول سے اس میں داخل ہو گیا اور مرتضٰی بھاگ گیا اور اس کے ساتھ وزیر ابوزید بن لیلو کر لی اور ابوموسیٰ بن عزوز الخعشانی بھی تھے۔ پس یہ ہنساتہ کے پاس چلے گئے اور انہیں اکٹھا کیا اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ پس وہ کدمیوہ کی طرف کوچ کر گیا اور اپنے راستے میں وہ علی بن زکران الونکاسی کے پاس سے گزرا۔ جو اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کی طرف آ گیا تھا اور ابھی تک اس کے پاس نہ آیا تھا۔ پس مرتضٰی اس کے ہاں اتر پڑا اور اس کے ساتھ کدمیوہ گیا۔ جہاں اس کا وزیر ابوزید عبدالرحمٰن بن عبدالکریم رہتا تھا۔ پس اس نے اس کے ہاں جانے کا ارادہ کیا۔ تو ابن سعد اللہ نے اسے روکا اور وہ شغشاوہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے کئی اونٹ دیکھے پس علی بن زکدان نے وہ اونٹ اسے دے دیئے اور ابن دانودین کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو اور ابن عطوش کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو لے کر اس کے ساتھ مل جائیں۔ پس یہ دونوں الحضرۃ کی طرف چل پڑے اور ابودبوس نے علی بن زکدان کو خطاب کیا اور اپنے پاس آنے کی رغبت دلائی تو مرتضٰی کو اس بات سے شک پڑ گیا اور ازمور چلا گیا۔ تو اس کے والی ابن عطوش نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی طرح اس کے داماد کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور یہ خبر ابودبوس تک پہنچ گئی۔ تو اس نے اپنے وزیر سید ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس سے خط و کتابت کرے کہ ذخیرے کی جگہوں کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ ان کے پاس کوئی ذخیرہ نہیں اور اس پر حلف اٹھایا اور رحم کی درخواست کی۔ تو ابودبوس نے اس پر مہربانی کی اور یہ اہل کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ابوموسیٰ اور مسعود بن کانون کو بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئیں۔ پھر انہی سرداروں کے بتانے سے اُسے معلوم ہوا کہ وہ اس کے پاس نہیں آئے گا۔ تو اس نے سید ابوموسیٰ کو اس کے قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ابودبوس نے مستقل حکومت قائم کر لی اور واثق باللہ اور معتمد علی اللہ کا لقب اختیار کر لئے اور سید ابوموسیٰ اور اس کے بھائی سید ابوزید کو اپنا وزیر بنایا اور خوب بخشش کی اور ریاستوں کے متعلق غور و فکر کیا اور رعیت سے ٹیکس اٹھا دیئے اور اس کے اور مسعود بن کلداسن کے درمیان وحشت پیدا ہو گئی۔ پس وہ اس کے ازالہ کے لئے اس کے پاس گیا اور عبدالعزیز بن عطوش سفیر بن کر اس کے پاس آیا اور اسے پتہ چلا کہ یعقوب بن عبدالحق تامسنا میں اترا ہے۔ پس اس نے حمید بن مخلوف ہسکوری کو ہدیہ دے کر اس کے پاس بھیجا تو اس نے ہدیہ کو قبول کر لیا اور ان کے درمیان پختہ معاہدہ ہو گیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور حمید واثق کی طرف واپس آ گیا اور اس نے مسعود بن کلداسن کی اطاعت میں عبدالعزیز بن عطوش کے پہنچنے پر اتفاق کیا۔ پس ابودبوس بلادحاحہ پر ابوموسیٰ بن عزوز کو امیر مقرر کرنے کے بعد مراکش کی طرف لوٹ آیا اور اسے راستے میں عبدالعزیز بن السعید کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے اور ابن مکیت اور ابن کلداسن نے اسے ملک میں داخل کیا ہے پس انہوں نے اس کی بیماری پر صبر کیا اور حملہ میں ان کی حالت کو بدل دیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا.

<u>ہسکورہ</u>: قبائل معاہدہ میں سے یہ سب سے زیادہ اکثریت والے ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ جن میں سب سے بڑا بطن ہسکورہ ہے اور ان کے سوا جو بطون نفیسہ کی طرح ہیں انہیں حکومت نے اپنی موافقت اور اپنی مشکلات کے حل کرنے میں ختم کر دیا ہے۔ پس ان کے جوان اپنے سے پہلی قوم کے طریق پر چلتے ہوئے ہلاک ہو گئے۔ ہسکورہ کو موحدین کے درمیان اپنی کثرت اور غلبہ کے باعث ایک مقام اور عزت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ وہ صاحب قوت بھی تھے اور وہ ان کی

آسائش اور مرفہ الحال میں شامل نہیں ہوئے اور جس پہاڑ کو انہوں نے اپنا وطن بنایا ہے۔ جس کے ذریعے انہوں نے پُرشور آفاق او نچے ٹیلوں اور بلند پہاڑوں سے پناہ لی ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے افلاک کو چھولیا ہے اور ستاروں کو اپنی مانگ میں سجا دیا ہے اور اپنی چادر میں بادلوں کو لپیٹ دیا ہے اور اس نے تند و تیز اور تاریک ہواؤں کو پناہ دی ہے اور آسمانی خبروں کی طرف اپنے کان لگائے ہیں اور اس نے بحر اخضر اپنی شاخوں سے سایہ کر دیا ہے اور وہ بلاد سوس میں بیابان اس کی پشت کے پیچھے ہو گیا ہے اور اس نے درن کے باقی ماندہ پہاڑوں کو اپنی گود میں ٹھہرا دیا ہے اور جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین تمام مصامدہ پر غالب آ گئے اور ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں ذلیل کر دیا تو وہ ان کے غلبہ کے سامنے جھک گئے اور اطاعت کے لئے انہیں اپنا ہاتھ دے دیا اور ہسکورہ کے لوگ اپنے قلعے کی پناہ میں آ گئے اور اس کی مضبوطی کی وجہ سے قوی ہو گئے پس نہ وہ ان میں خدمت میں داخل ہوئے اور نہ انہیں اپنی تمہاری اور نہ ہی ان کی دعوت کا جھنڈا بلند کیا اور یہ صرف ان کی حکومت کی مخالفت اور ان کی بات نہ ماننے کی وجہ سے تھا اور جب فوجیں ان کے ساتھ نبرد آزما ہوئیں۔ تو وہ انہیں معروف اطاعت اور غیر واجب ٹیکس دینے اور اس کے باوجود ان کا سردار اپنے لئے ٹیکس لیتا اور اپنی حفاظت کے لئے انہیں تنگیوں میں ڈالتا اور بسا اوقات وہ انہیں جبل کے بعض قبائل اور سوس کے میدانوں میں اپنے قریب رہنے والے لوگوں کے پاس بھیجتا اور اس طرح وہ اپنی قوم ہسکورہ اور نفیسہ کے آدمی کے لئے ارضِ سوس میں رہنے والے عربوں اور سفیان جو حارث کا بطن ہیں اور معقل جو الشبانات کا بطن میں سے بہت سے آدمیوں کو جمع کر لیتا اور عبدالمؤمن بن یوسف کے خاتمے کے بعد ہمارے بیان کے عبدالواحد ان کا سردار تھا اور انہوں نے عجمیوں کی زبان کو درست کر دیا اور اسے تخصیص اور بہادری میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ اس کی وفات ۶۸۰ھ میں ہوئی اور یہ بڑا صاحب علم تھا اور ایک جماعت اس کی کتب کو یاد کرنے والی تھی اور یہ فروع فقہ کا حافظ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کا دلدادہ اور علم کیمیا، سیمیا، سحر اور شعبدہ بازی کے نتائج کا حریص اور قدیم شرائع اور نازل شدہ کتب سے واقفیت رکھتا تھا اور یہود کے علماء حتیٰ کہ ان کے لیڈروں کے ساتھ مجالست کرتا تھا۔ اس پر دین سے بے رغبتی کا اتہام لگایا گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ حکمران بنا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ خصوصاً سحر اور صنعت کیمیا کے حصول کا اسے بہت شوق تھا اور جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی عمر کے معاملہ سے فارغ ہوا اور مغرب کے فتنہ کو فرو کر دیا اور اس کے اطراف پر قبضہ کر لیا اور اس کے قلعے میں فوجوں کے ساتھ اتر پڑا اور اس کے میدانوں کو بغیر اس کے کہ پیچھے سے اعراب سوس ان کی مدد کریں۔ فوجوں نے روند ڈالا۔ کیونکہ اسے ان کے علاقے پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور یہ ان کی اطاعت کا اقتضاء تھا اور اس نے اپنے اعمال کو فوجوں کے ساتھ ان کے درمیان اتار دیا۔ پس عبداللہ نے معروف اطاعت کے ذریعہ اس سے خلاصی حاصل کی اور اس میں اپنے بیٹے کو رہن لکھا اور سلطان کے ساتھ تحائف اور مہمانی کی شرط کی جو اس نے قبول کر لی اور اسے اپنی رضامندی دے دی اور جب قیروان میں سلطان کو مصیبت نے آ لیا اور مغرب جنگ سے مضطرب ہو گیا اور مراکشی بلاد کی فضا مشائخ سے خالی ہو گئی۔ تو مصامدی سرداروں نے مراکش جانے اور اسے برباد کرنے پر اتفاق کیا۔ کیونکہ وہ دار الامارت اور فوجوں کے اجتماع کا مقام تھا اور عبداللہ سیکسوئی نے اس فیصلے کے نفاذ کا ارادہ کیا اور اس نے تخریب مساجد کا کام اپنے ذمے لیا کیونکہ وہ مساجد سے دور رہنا چاہتے تھے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔

فاس میں حکومت کے قیام اور سلطان ابوعنان پر بنو مرین کے اتفاق سے ان کا عزم کمزور پڑ گیا اور ان میں اختراق پیدا ہو گیا۔ پس ان میں سے ہر ایک اپنے بھٹ میں داخل تھا اور جب ابوعنان اپنے باپ کے معاملہ سے فارغ ہوا اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور بنوعبدالواد اس پر چھا گئے اور اس کے بھائی ابوالفضل بن مطرح کو اندلس میں اطاعت سے دیس نکالا ملا جو اپنا حق طلب کرنے کے لئے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پس سفیر نے اسے مراحل سوس کی طرف سوار کرا دیا تو وہ وہاں اترا کر عبداللہ سیکسوی سے ملا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ پس ابوعنان نے بھی اپنے عزائم کو پورا کرنا چاہا اور اس نے اپنے وزیر فاس بن میمون بن دادرارکوان کے ساتھ جنگ کرنے کا منتظم بنایا اور ۷۵۴ھ میں مغرب کی فوجوں کو نکال کر اس کے صحن میں بٹھا دیا اور دامن کوہ میں اس کے حصار کے لئے ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام قاہرہ رکھا اور اس کا گلا گھٹنے لگا اور اس کے قلعے کے ارکان اس کے راستوں پر ٹکراؤ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گیا اور اس نے شرط لگائی کہ وہ ابوالفضل مضری کے عہد کو ترک کر دے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور حسبِ عادت اس سے صلح کر لی اور اس سے الگ ہو گیا اور سلطان ابوسالم کے زمانے میں عبداللہ سیکسوی کے خلاف اس کے بیٹے محمد نے خروج کیا۔ جو ان کی زبان میں ایزم کے نام سے معروف تھا۔ جس کے معنے شیر کے ہوئے ہیں۔ پس وہ اس پر غالب آ گیا اور عبداللہ عامر بن محمد الحنفشانی کے ساتھ جا ملا۔ جو اپنے دور میں مصامدہ کا بڑا سردار اور ان پر سلطان کا عامل تھا۔ پس اس نے اس سے فوج مانگی اور عامر نے اس بارے میں اس سے مدد کا وعدہ کیا اور اسے ڈیڑھ دو سال مہلت دی یہاں تک کہ وہ سلطان کے پاس گیا اور اس بارے میں اس سے مدد طلب کی پھر اس نے اس کے دشمن کے مقابلہ پر اس کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پس لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے اپنی حکومت کے اہلکاروں سے کہا کہ وہ اس کی مدد کریں اور عبداللہ چل کر قاہرہ آیا اور اپنے باپ اور اس کے مددگاروں کا گلا گھونٹنے لگا۔ پھر اس کے بعض رازداروں نے اسے اندر داخل کیا اور اُسے بعض پوشیدہ مقامات کی اطلاع دی جن سے وہ پہاڑ میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اس کے بیٹے ایزم پر حملہ کر دیا اور عبداللہ نے اپنی قوم کو آواز دی اور محمد ان کے آگے بھاگ اٹھا اور جبل کے نواح میں تلاسف مقام پر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور عبداللہ نے اپنی حکومت واپس لے لی اور اس کے پاؤں جم گئے۔ یہاں تک کہ اس کے عمزاد یحییٰ بن سلیمان نے جب اسے پتہ چلا کہ وزیر عمر بن عبداللہ نے سلطان مغرب کو اور عامر بن محمد نے مراکش کی حکومت کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔ اس کے متعلق تدبیر کی اور اس بات سے یحییٰ اپنے باپ پر غضبناک ہو گیا۔ جو عبداللہ کا چچا تھا اور جسے اس نے اپنی عمارت کے ابتدائی ایام میں قتل کر دیا تھا اور ۷۵ھ تک سیکسوہ پر قابض رہا۔ پس ابوبکر بن عمر بن خرد نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی عبداللہ کے بدلہ میں قتل کر دیا اور سیکسوہ کی حکومت پر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ پھر کچھ سالوں کے بعد اس کے عمزاد نے جو اس کے اہل بیت میں سے تھا۔ اس کے خلاف خروج کیا۔ مجھے اس کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چلا چکا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن تھا اور اس کی بغاوت مغرب سے دوسرے کوچ کے بعد ۷۶ھ میں ہوئی تھی اور مجھے اس کی حکومت کے ثقہ آدمیوں نے بتایا ہے کہ اس نے ابوبکر بن عمر پر کامیابی حاصل کر کے اُسے قتل کر دیا تھا اور اس عہد یعنی ۷۹ھ تک وہ جبل کا مخصوص حاکم بنا رہا اور پھر مجھے ۸۸ھ میں اطلاع ملی کہ یہ عبدالرحمٰن ابوزید بن مخلوف بن عمر آجلید کے نام سے معروف ہے

جسے یحییٰ بن عبداللہ بن عمر نے قتل کیا تھا اور اس نے جبل کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور وہ اب تک اس کا مالک ہے اور وہ ایزم بن عبداللہ کا بھائی ہے۔

مصامدہ کے بقیہ قبائل: ان سات مثلاً ہیلانہ' حاحہ اور دکالہ وغیرہ کے سوا کچھ قبائل نے جبل کی چوٹیوں یا اس کے میدانوں کو اپنا وطن بنالیا ہے ان اقوام کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان میں سے دکالہ اندرونی جانب سے جبل کے میدان ہے۔ جو غربی جانب سے مراکش کے سمندر کے قریب ہے۔ جہاں پر رباط آسفی ہے۔ جو ان کے بطون ہیں۔ بنی ماکر کے نام سے مشہور ہے اور ان کے مصامدہ یا ضہاجہ کی طرف منسوب ہونے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور غربی جانب کے اس میدان میں جو ساحل سمندر اور جبل درن کے درمیان ہے میں مڑتا ہے۔ ایک اور میدان ہے جو سوس تک پہنچتا ہے جہاں پر حاحہ کے لوگ ان کے پڑوسی ہیں جو اسے آباد کئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت ایک درخت کی وجہ سے جو ارجان کے نام سے مشہور ہے۔ سرخ پوستینوں والی ہے اور یہ لوگ ان درختوں میں پناہ لیتے ہیں اور ان کے پھلوں سے اپنے سالن کے لئے تیل نچوڑتے ہیں اور وہ پھل نہایت خوش رنگ خوش بو اور خوش مزہ ہوتا ہے۔ جسے گورنر صاحبان دارالامارت میں اپنے تحائف میں بھیجتے ہیں اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے دوسرے ٹھکانے ارض سوس کے قریب ہیں اور جبل درن سے ہٹ کر قبلہ کی طرف تادنست کا شہر ہے جہاں پر ان پوستینوں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے اور ان کے اوسار وہاں اترتے ہیں اور ان کی سرداری ایک بطن میں ہے۔ جو مغرادہ کے نام سے مشہور ہے اور سلطان ابوحنان کے زمانے میں ان کا سردار ابراہیم بن حسین بن حماد بن حسین اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ابراہیم بن حسین اور اس کے بعد ان کا عمزاد خالد بن عیسیٰ بن حماد تھا اور اس کی ریاست سلطان عبدالرحمٰن بن بطوسن کے مراکش پر غالب آنے کے زمانے تک ان پر قائم رہی۔ پس اُسے بنی مرین کے شیخ علی بن عمر الورتاجی نے جو بنی دیغلان میں سے تھا قتل کر دیا اور مجھے معلوم نہیں کہ اس کے بعد ان کی ریاست کے ملی اور ہمارے علم کے مطابق وہ اور دکالہ سب کے سب بہت ٹیکس لینے والے تھے۔ واللّٰہ الخلق والامر وھو خیر الوارثین.

اور ہلال بن بدر نے اس میں فیصلہ کیا اور یحییٰ بن دانودین کو کزولہ' ملطہ' نفیسہ' اور رضاکہ وغیرہ سے قبائل سوس کو جنگ کے لئے اکٹھا کرنے کے لئے آگے کہا اور وہ قبائل کو اکٹھا کرتا اور منازل سے گزرتا ہوا تادورنت پہنچا تو اس نے اُسے سوریٰ چند بیرونی گھرانوں کو خالی پایا اور وہ حمیدین کے ہاں محمد علی بن بدر کا داماد اور قریبی تھا۔ وادی سوس میں قلعہ قیسخت میں اترا جو ضہاجہ کا قلعہ تھا۔ پس ابن بدر نے ان کو اس پر غالب کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پس ابودبوس نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس میں اس کی فوجوں نے شکست دی اور محمد بن علی بن ذکوان نے ستر ہزار دینار پر ابودبوس کو نکالنے کے لئے مداخلت کی جو وہ اسے ادا کیا کرے گا پس اس نے فتح کرنے میں جلدی کی اور وہ جان بچا کر اپنے گھر چلا گیا اور اس سے مال کا مطالبہ کیا گیا اور وہ ابن ذکوان کے پاس قیدی بن کر رہا اور ابن بدر قلعے میں اس پر قابو نہ پاسکا۔ پھر اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے ایلچی اس کی اطاعت کی اطلاع لے کر پہنچے۔ پس واثق الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا اور ۶۵ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور اسے یعقوب بن عبدالحق کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے مرتبہ کو ابوالحسن بن قطران کے ساتھ

تلمسان کی طرف بھیجا اور اس کا ایلچی ابن ابی عثمان مراکش سے ابنِ ابی مدیون الونکاسی راہنما کے ساتھ ان کے پاس آیا اور سلماسہ کی سرحد پر لے گیا جہاں پر یحییٰ بن یعمراسن قیام پذیر تھا پس اس نے بعض متعلقین کو اپنے باپ کے پاس بھیجا تو انہوں نے اسے ملیانہ کی جہت پر پایا اور ابن قطرال تلمسان میں ٹھہر کر اس کا انتظار کرتا رہا اور جب یعقوب بن عبدالحق کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا اور مراکش کے مضافات میں اترا اور اہل نواح نے اس کی اطاعت کی اور ابو دبوس موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا تو یعقوب اسے وادی اعفر میں گھسیٹ لایا پھر اس نے اس سے جنگ کی پس اس کا میدان درہم برہم ہو گیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور وہ شکست کھا کر مراکش جانا چاہتا تھا اور لوگ اس کے تعاقب میں تھے۔ پس اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور یعقوب بن عبدالحق جلدی کر کے محرم ۶۸ھ کے آغاز میں مراکش میں داخل ہو گیا اور موحدین کے بقیہ مشائخ بنی دبوس کے ایک آدمی عبدالحق کی بیعت کر کے اپنے قلعوں میں بھاگ گئے اور انہوں نے پانچ دن کی مدت تک اس کا نام معتصم رکھا اور وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور بنی عبدالمؤمن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

باب:۳۱

موحدین کے باقی ماندہ قبائل

جبال درون سے مراکش میں ان کی حکومت کے خاتمہ کے بعد کے حالات اور ان کی گردشِ احوال

جب مہدی نے جبال درن میں اپنی قوم کو جو مصامدہ میں سے تھی اپنی حکومت کی دعوت دی تو اس عہد میں ان کی دعوت کا اصل اس تجسیم کی نفی کرتا تھا جس پر اہل مغرب کو اعتقاد تھا اور اس نے شریعت کے متشابہات کی تاویل کو ترک کر دیا اور انجام کار تکفیری مذہب پر چلتے ہوئے اس نے اس بات کے انکار کرنے والے کو صریحاً تکفیر کی' یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی دعوت کا نام دعوتِ توحید اور اپنے اتباع کا نام ملثمین پر چوٹ کرتے ہوئے موحدین رکھا بلاشبہ ان کے مذاہب جسیمت کے اعتقاد کے حامل تھے اور اس فتح سے قبل یقیناً اہل سابقہ سے مختص تھا اور فتح مراکش سے قبل اہل سابقہ آٹھ قبائل تھے جن میں سے سات مصامدہ میں سے تھے۔ ہرغیہ امام مہدی کے قبیلے کے لوگ تھے اور ہنتانہ اور تمیلل وہ لوگ تھے جنہوں نے ہرغہ کے ساتھ جنگ اور حفاظت پر بیعت کی تھی اور کنفسیہ' ہزوجہ' کدمیوہ اور دریکہ اور موحدین کا آٹھواں قبیلہ کومیہ تھا۔ جو عبدالمؤمن کا قبیلہ تھا اور فتح سے قبل اس کے بڑے بڑے ساتھی اس کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے اور ان کی سبقت کی وجہ سے انہیں عبدالمؤمن کے ہاں برتری حاصل تھی پس یہ قبائل اس برتری اور اس نام سے مخصوص ہو گئے اور انہوں نے حکومت کو سنبھالا اور اس کے تخت کو اٹھایا اور وہ دیگر علاقوں میں اصحاب امر کی نسبت قویم کے ساتھ اس کے مذاہب و ممالک سے متفق ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ موت کے خوف سے اپنی پناہ گاہوں میں باقی رہے اور حکومت کے بعد زناتہ سے قبل ان پر غلبہ کے دامن دراز ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ان کو ناداروں کے ساتھ باقی رہنے دیا اور انہیں رعایا کے ٹیکس گزاروں میں شامل کر دیا اور کبھی زناتہ اور کبھی دوسرے آدمی ان پر حکمرانی کرنے لگے۔

و فی ذلک عبرة و ذکری لاولی الالباب . والملک للّٰہ یورثه من یشاء

ہرغہ: یہ امام مہدی سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئے ہیں اور اب یہ مٹ مٹا گئے ہیں اور یہ ہر جانب سے القاصیہ میں داخل ہو گئے ہیں کیونکہ ان کی حکومت ان کے غیروں یعنی مصامدہ کے آدمیوں کے ہاتھوں میں تھی اور یہ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔

تمیلل: اور اسی طرح تمیلل بھی مہدی کی دعوت میں تعصب دکھلانے اور اس پر اکٹھا ہونے اور اس کی حکومت کے قائم کرنے میں ان کے بھائی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آ گیا اور اس نے ان کے درمیان اپنا گھر اور مسجد بنائی اور وہ ان کو ان کے ابتلا کی عظمت کے مطابق غنیمت دیتا اور انہیں حکومت کی عملداریوں میں دور دور بھیج دیا گیا پس ان کے آدمی ختم ہو گئے اور مصامدہ نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور امام کی قبر اس دور میں بھی ان کے درمیان موجود ہے اور اس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے اور صبح و شام اس پر قرآن پاک کے پارے پڑھے جاتے ہیں اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اجنبی زائرین کے آگے اجازت میں آسانی پیدا کرنے اور بڑائی ظاہر کرنے کیلئے پردہ لٹکایا جاتا ہے اور حکومت کے جشن میں معروف رسم کے مطابق زنانہ کے سامنے صدقات پیش کئے جاتے ہیں اور وہ تمام مصامدہ کے ساتھ اس بات پر بڑی مضبوطی سے قائم ہیں کہ انہیں عنقریب دوبارہ حکومت ملے گی اور اہل مشرق و مغرب ان کی حکومت پر غالب آئے گی اور زمین پر چھا جائے گی جیسا کہ مہدی نے ان سے وعدہ کیا تھا اور وہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کرتے۔

ہنتاتہ: اور ہنتاتہ حکومت میں دونوں قبیلوں کے پیچھے ہے اور ان کے بعد جو بھی آئے ہیں وہ ان کے نقش قدم پر چلے ہیں کیونکہ انہیں کثرت اور قوت حاصل تھی اور ان کے سردار ابوحفص عمر بن یحییٰ کا مقام امام مہدی کے صحابہ کا ہے اور انہیں مصامدہ پر اعزاز حاصل ہے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انہیں افریقہ میں حکومت حاصل تھی پس ان میں سے دونوں حکومتوں کے مخلوق پر غلبہ پانے کے لئے اتفاق کر لیا اور وہ اپنے معروف وطن جبال درن میں باقی رہ گئے اور وہ پہاڑ مراکش کی سرحد کے ساتھ ملا ہوا ہے جو خود مختاری اور کسی کی اطاعت کے بین بین اشیاء ہے اور انہیں اپنی قوم میں اپنی پناہ گاہوں کی مضبوطی کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے اور جب بنومرین نے مصامدہ پر غلبہ پا لیا تو انہوں نے ان سے دعوت کے مسائل کو روک دیا اور ان کے رؤساء اولاد یونس کو ان کے ساتھ اجتماع کرنا ہوتا تھا کیونکہ بنی عبدالمؤمن کی حکومت کے آخر میں یہ مبغوض تھے پس انہوں نے ان کو اچھائی اور میل جول کے لئے مخصوص کر لیا اور سلطان یوسف بن یعقوب بن عبدالحق کے زمانے میں علی بن محمد ان کا بڑا سردار تھا اور قوم میں سے اس کا مخلص دوست تھا اور وہ ۷۰۳ھ میں ابن الملیانی کاتب کے ہاتھوں ایک خط کی وجہ سے مارا گیا جس میں اس نے کچھ خلاف واقعہ باتیں لکھ دی تھیں اور وہ اُسے سلطان کے پاس اس کے بیٹے جو مراکش کا امیر تھا کے ذریعے بھجوا دیا تو اس کی قید میں مصامدہ کے مشائخ کا ایک گروہ قتل کر دیا گیا جن میں علی بن محمد بھی شامل تھا پس سلطان اپنی سواریوں کے ساتھ اس گروہ کی خاطر کھڑا ہوا اور ابن الملیانی کے بھاگ جانے کے بارے میں جو اس سے کوتاہی ہوئی اس پر نادم ہوا۔ جیسا کہ سلطان یوسف بن یعقوب کے حالات میں اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے اور جب سلطان ابوسعید حاکم بنا تو مصامدہ کی حکومت کا جو اثر و رسوخ تھا وہ بھی جاتا رہا اور وہ حکومت کے مطیع ہو گئے اور بنومرین اپنے آدمیوں کے ساتھ دوبارہ ان پر حکومت کرنے لگے۔ اور موسیٰ بن علی بن محمد کی حکومت کے آغاز کے بعد سلطان کے حالات کہ اس نے اسے مصامدہ اور ان کے ٹیکس پر سے حاکم بنایا اور اسے مراکش میں اتارا پس یہ کئی سال تک حکومت سے سیراب ہوتا رہا اور اس کے قدم حکومت میں مضبوط ہو گئے اور اس نے اپنے اہل بیت کو وراثت میں دیا اور اس کی وجہ سے حکومت میں ان کا ایک مقام بن گیا جس کا انتظام انہوں نے حکومت میں کیا تھا اور وہ وزارت کے لئے بھی نمائندے بنے اور

جب موسیٰ فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بعد اس کے بھائی محمد کو حاکم مقرر کیا اور اُسے بھی اس کے طریق کے مطابق چلایا یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا پس سلطان نے اس کے بیٹوں کو اپنی کئی قسم کی خدمتوں میں لگا دیا اور ان میں سے عامر کو اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا اور جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف کوچ کیا تو مصامدہ کے مصاحب و امراء اور سب سرداروں میں عامر بھی شامل تھا اور جب ۷۴۹ھ میں قیروان کی مصیبت پیش آئی تو اس نے موحدین کے دستور کے مطابق اُسے تونس میں پولیس کا افسر مقرر کر دیا اور اس نے اس کی پریشانی کو دور کر دیا اور جب وہ تونس سے چلا تو اس کی بہت سے حرمیں اور دولت و مال عامر کو دیکھنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہو گئیں یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن کا بحری بیڑا تیز ہونے کے باعث غرق ہو گیا تو اس کشتی کو جس میں وہ سوار تھے اسے سمندر کی موجوں نے مریہ کی طرف پھینک دیا جو اندلس کی ایک سرحد ہے اور سلطان ابوالحسن سمندری مصیبت کے بعد ۷۵۰ھ میں الجزیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے بنی عبدالواد پر چڑھائی کر دی تو انہوں نے اسے شکست دی اور وہ مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ سجلماسہ میں اترا پس ابوعنان نے اس کا قصد کیا اور وہ وہاں سے مراکش چلا گیا اور مصامدہ اور جشم کی عرب اس کی دعوت دینے لگے اور اس نے فوج اکٹھی کر لی اور اس کے بیٹے نے جبات ام ربیع میں اغمات میں اس سے جنگ کی اور اسے پسپائی اختیار کرنی پڑی اور وہ جبل ہنتاتہ کی طرف بھاگ گیا اور عامر کی غیبوبت کے زمانہ سے عبدالعزیز بن محمد ان کا سردار تھا اور وہ اس کے خواص میں سے تھا پس عبدالعزیز نے اسے اپنے گھر میں اتارا اور اس کی قوم اسے بچانے کے لئے زبردستی حاکم بن بیٹھی اور موت زیادہ مشہور کر نچال ہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بعد میں اس کا تذکرہ کریں گے پس انہوں نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اور ابو عنان کے حکم کے مطابق اتر پڑے پس اس نے ان کی عزت کی اور اس وفاداری کے نتیجہ میں انہیں اپنا قرب بخشا اور عبدالعزیز کو اپنی امارت پر قائم رکھا اور عامر کو جو ان کا بڑا سردار تھا اسے مریہ سے اس کی جگہ طلب کیا پس وہ سلطان کی لونڈیوں اور حرموں کا جو اس کی امانت تھیں نگران بن گیا اور سلطانہ بھی اسے عزت و تکریم سے ملی اور اس نے اسے اپنی خاص توجہ کا مورد بنایا اور اسکا بھائی عبدالعزیز اس کے لئے حکومت کو چھوڑ گیا پس اس نے اسے اپنا نائب مقرر کیا پھر سلطان نے ۷۵۴ھ میں عامر کو باقی ماندہ مصامدہ پر حاکم مقرر کیا اور اُسے ان سے ٹیکس لینے پر افسر مقرر کیا تو اس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا اور اسے مراکشی عملداریوں کے غم سے فارغ کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے کام کی تشہیر کی اور ٹیکس جمع کرنے پر اس کا شکریہ ادا کیا اور سلطان ابوعنان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید اور وزیر حسن بن عمر مودودی کو مقدم کیا اور وہ اس پر اس تربیت کی وجہ سے جو اسے رتبہ کے لئے دی گئی تھی حسد کرتا تھا اور دونوں کے درمیان اس وجہ سے دشمنی چلی آتی تھی پس وہ اس کے حملہ کے خوف سے مراکش سے نکل کر جبل ہنتاتہ میں اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا اور اس کے ساتھ سلطان ابوعنان کا بیٹا جو المعتمد لقب کرتا تھا وہ بھی چلا گیا اور اس کے باپ نے اپنی وفات سے قبل جوانی ہی میں اُسے عامر کی نگرانی کے لئے مراکش کا حاکم مقرر کر دیا تھا پس وہ اسے جبل میں لے گیا یہاں تک کہ سلطان ابی سالم کے پاؤں حکومت میں جم گئے اور ۷۶۰ھ میں وہ مغرب کا خودمختار حکمران بن گیا اور عامر بن محمد اپنے ایلچیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے بھتیجے محمد المعتمد کو بھیجا تو سلطان نے اس کی سفارت کو قبول کیا اور اس کی وفاؤں کا شکریہ ادا کیا اور وہ ایک عرصہ تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا پھر

اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر اس کے ساتھ تلمسان کی طرف چلا گیا اور اس کی وفات سے قبل تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا تو اس نے اس کی امارت کی جگہ اسے بھجوا دیا اور جب سلطان ابوسالم فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن عمر نے مغرب کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کے اور عامر کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے اور اس کے ساتھ اس سوراخ کو بند کرنے کے لئے پختہ عہد کیا اور بلاد مراکش کی حفاظت کے لئے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس سے پہلے کسی کو حاکم مقرر نہ کرے اور وہ اس کام کا ذمہ دار تھا اور اس نے اسے مراکش کے مضافات سے وادی ام ربیع تک کا حاکم مقرر کر دیا اور اس طرف کی حکومت اس کے سپرد کر دی اور سلطان ابوسعید ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے بیٹوں میں سے اعیاص اور عبدالمؤمن بن سلطان ابوعلی اس کے پاس گئے پس اس نے عبدالمؤمن کو قید کر لیا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس نے بعد میں ابوالفضل کو اس کی امارت پر قدرت دے دی اور اس کے اور عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور وہ بنی مرین کی فوج اور سب لشکروں کے ساتھ فاس سے اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس نے اپنے اور اپنی قوم کی پناہ لے لی اور اس کے بعد وہ خود حاکم بن بیٹھا اور عبدالمؤمن اپنے قید خانے سے بنی مرین کے بلانے پر وہاں پہنچا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے امیدوار تھے کیونکہ اس نے وزراء کو ان سے بادشاہوں سے روک کر انہیں غمگین کیا تھا اور جب انہوں نے اس پر عامر کی ترجیح کو دیکھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا اور اس کے اور عمر کے درمیان مغرب کے مضافات کی تقسیم پر صلح ہو گئی اور وہ واپس آ گیا اور عامر مراکش اور اس کے مضافات پر خود مختار حاکم بن بیٹھا اور جب عمر بن عبداللہ' عبدالعزیز بن سلطان ابی الحسن کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ عامر بن محمد پر اچانک حملہ کر دے جیسے اس کے چچا نے عمر بن عبداللہ پر کیا ہے اور اس نے یہ نذر مانی اور وہ اپنے اونٹوں کو لے کر جبل میں اس کے گھر چلا گیا پس ابوالفضل نے اپنے عمزاد عبدالمؤمن پر حملہ کر دیا۔ کیونکہ وہ مراکش میں قید تھا اور اس وجہ سے اس کے اور عامر بن محمد کے درمیان جھگڑا مستحکم ہو گیا اور اس نے سلطان عبدالعزیز کی طرف پیغام بھیجا پس وہ ۶۹ھ میں فاس سے اٹھا اور ابوالفضل بھاگ کر تاولہ پہنچ گیا اور اُس کے چچا سلطان عبدالعزیز نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا جیسا کہ اُس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور اس نے سفارت میں عامر کو طلب کیا۔ پس وہ اپنی جان کے متعلق اس سے ڈرا اور اس نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی پس وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور اپنے عزائم کو مجتمع کیا اور اس نے مراکش اور اس کے مضافات پر علی بن اجانا کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا اور اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے عامر اور اس کی قوم کے ساتھ جنگ کرے اور اس نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے ایک طائفہ اور سلطان کے پروردہ لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اس طرح اس نے سلطان کے عزائم کو حرکت دی۔

پھر اس نے اےھ میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے جبل میں گھستے ہی اسے گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اُسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے لے کر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور جب اس نے عیدالفطر کی عبادت ادا کر لی تو اسے بلا کر ڈانٹا پھر اس کے حکم کے مطابق اسے اس کے قتل ہونے کی جگہ پر لے جایا گیا اور کوڑے مار مار کر اس کا خون نکال دیا گیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنی قوم پر اپنے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے فارس کو حاکم مقرر کیا جو اپنے چچا کی ہلاکت کے موقع پر اس کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اس کے بیٹے ابو

یحییٰ کو اطاعت میں سبقت اختیار کرنے کی وجہ سے جبل میں ان پر حملہ کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل معاف کر دیا۔ یہ بات اُس کے باپ نے اُسے اس پر رحم کرنے کے لئے بتائی۔ پس وہ سلامتی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور سلطان نے اسے اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا۔ پھر اس کے بعد فارس بن عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ۷۷۴ھ میں سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد مغرب میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور مراکش کے مضافات سلطان عبدالرحمٰن بن علی المقلب بن سلطان ابی علی کی حکومت میں آ گئے اور یحییٰ بن عامر بھی اس کے پاس آ گیا تو اُس نے اُسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر اس نے اس پر الزام لگایا کہ جب سے اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا ہے وہ احوال کو اٹھا کر لے گیا ہے اور وہ اسے اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے لے گیا اور ابن عامر چوکنا ہو گیا اور مصامدہ کے بعض قبائل سے جاملا جن کے سردار نوس کی اطراف میں رہتے تھے اور وہ ان کے ہاں مہمان بنا اور ان کے ہاں ۷۸۵ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔ واللہ وارث الارض و من علیھا

کدمیوہ: کدمیوہ، حکومت کے معاملہ میں ہنتاتہ اور تمیلل کے پیروکار ہیں اور ان کا پہاڑ جبل ہنتاتہ کے کنارے پر واقع ہے اور موحدین کے عہد میں ان کے رؤساء بنوسعد اللہ تھے اور جب بنو مرین مصامدہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے تو یحییٰ بن سعد اللہ نے انکار کیا اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کی قوم نے بنی مرین کی اطاعت کرنے پر اس کی مخالفت کی اور فوجیں ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ۶۹۴ھ میں سعد اللہ فوت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی فوجیں اس کے محاصرہ پر اکٹھی ہو چکی تھیں۔ پس انہوں نے اس کے قلعوں کو گرا دیا اور اس کی قوم کو مطیع بنا لیا اور سلطان یوسف بن یعقوب نے عبدالکریم بن عیسیٰ کو جب سے اس کے باپ نے وصیت کی تھی چن لیا تھا اور اُسے اس کا حاکم مقرر کر دیا تھا پھر اس نے امرائے مصامدہ کو گرفتار کر لیا اور اسے بھی گرفتار ہونے والوں میں گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ابن الملیانی نے اس کے چچا کی عداوت کی وجہ سے ان کو ہلاک کرنے کی کاروائی کی جس نے اس خط کو مشتبہ کر دیا جو سلطان کی زبان سے اس کے باپ امیر مراکش کو لکھا گیا۔ پس عبدالکریم بھی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ بنوعیسیٰ، علی، منصور اور اس کا بھتیجا عبدالعزیز بن محمد بھی قتل ہو گئے اور سلطان اثبات سے غضبناک ہو گیا اور ابن الملیونی اس کے پڑاؤ سے نکل کر تلمسان کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور اس میں داخل ہو گیا پھر کدمیوہ کی حکومت عبدالحق نے سنبھالی اور جب مراکش اور باقی ماندہ مصامدہ پر عامر کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے عبدالحق کے عہد کو توڑ دیا اور مخالفت شروع کر دی اور سکسیوی جو حکومت کے آغاز سے فتنہ کا بانی تھا اس کی مداخلت کا نوٹس لینا بھی ترک کر دیا پس وہ ۷۵۷ھ میں اپنی قوم اور سلطان کے مراکشی مشائخ کے ساتھ اس کی نگرانی کے لئے گیا اور اس کے قلعے پر زبردستی داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور کدمیوہ پر غالب آ گیا اور بنوسعد اللہ فاس چلے گئے اور وہاں قیام پزیر ہو گئے یہاں تک کہ جب سلطان ابوسالم اپنے بھائی ابوعنان کے بعد سمندر میں داخل ہو کر اپنی حکومت کی طرف گیا اور غمارہ کے ہاں اترا تو یوسف بن سعد اللہ اس کے پاس آیا اور اسے اپنی سابقیت کے عہد کو پختہ کروایا پس جب وہ نئے شہر پر قابض ہوا اور اس کی حکومت مستقل ہو گئی تو اس نے اس کے تقرب کا خیال کرتے ہوئے اسے اس کی قوم کا حاکم مقرر کر دیا پس وہ سلطان ابی سالم کے زمانے تک اپنی حکومت پر قائم رہا اور مراکش کا عامل محمد بن ابی العلی تھا جو سلطان کے خواص اور مغرب کے حکمرانوں کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مراکش کے مضافات پر مدد کے لئے اعتماد رکھتا تھا اور اس

کے پاس اس بارے میں ایک خط آیا اور وہ مراکش کی طرف گیا جہاں اس نے یوسف بن سعد اللہ کو قتل کر دیا اور ابن ابی العلی سے عہد شکنی کی پھر اُسے قتل کر دیا اور اسے اس کے بیٹے عبدالحق کے ساتھ ملا دیا اور تھوڑے سے عرصے کے لئے کدمیوہ سے سرداری جاتی رہی پھر بنو سعد اللہ کی طرف واپس آ گئی۔

وریکہ: یہ ہنتاتہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے درمیان قدیم سے متواتر جنگیں ہو رہی ہیں اور بدلہ کے بغیر خون بہہ رہے ہیں اور جنگ ان کے درمیان برابر ہی رہتی ہے اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے یہاں تک کہ ہنتاتہ اپنی حکومت کے زور سے ان پر غالب آ گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ و هو علی کل شیٔ قدیر

باب: ۳۳

بنی عبدالمؤمن کے خاتمہ کے بعد

بنی بدرہ کے حالات جو موحدین میں سے سوس کے اُمراء ہیں اور اُن کی گردشِ احوال

ابو محمد بن یونس ہنتاتہ کے موحدین کے وزراء میں سے تھا اور اُسے مرتضٰی نے وزیر بنایا تھا پھر اس پر ناراض ہو کر اُسے ۶۵۰ھ میں معزول کر دیا اور تا مصلحت میں اُسے گھر میں نظر بند کر دیا اور اس کی قوم اور اس کے خواص اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ علی بن بدر کے قرابت داروں میں سے تھا جو بنی بادا سن میں سے تھا پس یہ سوس کی طرف بھاگ گیا اور ۵۱ھ میں اعلانیہ مخالفت کرنے لگا اور دامنِ کوہ میں تانصاحت کے قلعے میں اُترا جہاں وادی سوس' درن اور رشیدہ اور اس کے قلعے کو دور کرتی ہے اور اس نے قلعے کو ضہاجہ کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسے مضبوط کیا اور اس میں اپنے عمزاد بو حمدین کو اُتارا پھر اس نے سوس کے میدان اور جا جا بنی حسان جو معقلی اعراب میں سے ہیں پر ملویہ کے نواح میں بلاد ریف تک ان کے مواطن پر قبضہ کر لیا پس وہ اس کی طرف کوچ کر آئے اور اس نے ان کے ذریعے سوس کے نواح میں فساد اور خرابی پیدا کی اور اس کے بہت سے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پس اس نے ان سے پورا ٹیکس لیا اور تارودانت میں موحدین کے عامل پر چڑھائی کر دی اور اس پر راستوں کو تنگ کر دیا اور اس کے حالات بگڑ گئے اور وزیر ابو محمد بن یونس نے اس پر مداخلت کا اتہام لگایا اور علی بن بدر کی طرف اس نے جو خط لکھا تھا اس پر اطلاع پائی تو مرتضٰی نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور ۵۲ھ میں اُسے قتل کر دیا اور اس نے ابو محمد بن اصال کو موحدین کی فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف جنگ کے لئے بھیجا اور اسے اس فوج کا سالار مقرر کیا پس یہ تارودانت میں اُترا اور علی بن بدر تیونودین میں قلعہ بند ہو گیا اور ابن اصناک نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو ابن بدر نے اسے شکست دی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور یہ شکست کھا کر مراکش کی طرف لوٹ آیا اور علی بن بدر اپنی مخالفت پر قائم رہا اور مرتضٰی نے محمد بن علی اور لماط کو موحدین کی فوج کے ساتھ ۶۰ھ میں اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابن ازلماط قتل ہو گیا اور اس کے

بعد مرتضٰی نے سوس پر اپنے وزیر زید بن بکیت کو حاکم مقرر کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ ان دونوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور یہ بھی بغیر کامیابی حاصل کئے واپس لوٹ آیا اور بلاد سوس میں ابن یدر کی پوزیشن مضبوط ہوگئی اور اس نے الشبانات اور ذوی حسان کے اعراب سے کام لیا اور اس کے بیٹوں اور بنی کزولہ کے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کی اور ان کی آپس میں بہت جنگیں ہوتی تھیں اور اکثر جنگوں میں ذوی حسان سے مدد طلب کی جاتی تھی اور جب ۶۵ ھ میں ابو دبوس مراکش پر غالب آیا اور اپنے ملک کی درستگی سے فارغ ہوگیا تو اس نے سوس جانے کا ارادہ کرلیا اور مراکش سے کوچ کر گیا اور اس نے اپنے آگے یحییٰ بن دانودین کو قبائل اور پہاڑی لوگوں کے اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا پھر وہ تامسکروط سے سوس کے میدان تک پہاڑ سے میدان میں اُترا اور بنی باداسن کا مہمان بنا اور ابن یدر کا قبیلہ تیونودین سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا اور اس نے تاردنت میں تیز خت کا قصد کیا اور ابن یدر کی بربادی اور فساد کے آثار کو دیکھا اور جب یہ تیز خت کے قلعہ میں پہنچا تو اس کے میدان میں خیمہ زن ہوگیا اور اس کے محاصرہ کے لئے قبائل کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بوحمدین' علی بن یدر کا عمزاد تھا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور جب اس پر محاصرہ تنگ ہوگیا تو علی بن زکدان جو بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا آیا اور یہ ابو دبوس کے مددگاروں میں سے تھا پس اس نے اسے اطاعت میں داخل کرلیا اور سلطان نے اس شرط پر اس کی اطاعت قبول کرلی کہ وہ اپنے قلعے سے دستبردار ہو جائے۔ پھر جنگ نے اسے جلدی میں ڈال دیا اور وہ ان پر فوج لے آیا اور انہوں نے قلعے کی پناہ لی اور حمدین علی بن زکدان کے گھر کی طرف بھاگ گیا اور سلطان نے اسے اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور سلطان نے قلعے پر قبضہ کرلیا اور ابودس علی بن یدر کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس پر منجنیقیں نصب کردیں اور جب اس پر محاصرہ سخت ہوگیا تو اس نے گفتگو کرنے اور دوبارہ اطاعت اختیار کرنے میں رغبت کا اظہار کیا۔ پس اس نے یہ بات قبول کرلی اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور جب ۶۸ ھ میں بنو مرین نے مراکش پر غلبہ پالیا تو علی بن یدر نے خود کو ترجیح دے لی اور سوس پر قبضہ کرلیا اور تارودنت اور بستیوں اور اس کے باقی ماندہ شہروں اور قلعوں پر قابض ہوگیا اور اعراب کے لئے اس نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کرلیا پس انہوں نے اس پر حملہ کردیا اور اسے پسپائی ہوئی اور ۶۸ ھ میں یہ قتل ہوگیا اور اس کی حکومت اس کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن حسن نے کچھ مدت کے لئے سنبھالی پھر وہ فوت ہوگیا تو ان کی حکومت علی بن حسن بن یدر نے سنبھالی اور جب ابو علی بن سلطان ابی سعید سجلماسہ کے بادشاہ کی طرف سے اس کے باپ کے ساتھ معاہدہ کی درستگی کے لئے گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے تو وہ سجلماسہ میں اترا اور وہاں پر اس کی حکومت کو مضبوط کیا اور اس نے تمام متصلی عربوں سے کام لیا تو انہوں نے اُسے سوس کی حکومت کی رغبت دلائی اور ابن یدر کے اموال کا لالچ دیا تو اس نے سجلماسہ سے جنگ کی اور ابن یدر اس کے آگے جبال تگینہ کی طرف بھاگ گیا اور سلطان ابو علی نے نصاحت میں اس کے قلعہ پر اور سوس کے باقی ماندہ شہروں پر قبضہ کرلیا اور اس کے ذخائر و اموال کا صفایا کر کے سجلماسہ کی طرف لوٹ آیا پھر اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اس پر غلبہ پالیا اور بنی یدر کی بادشاہی کا خاتمہ ہوگیا اور عبدالرحمٰن بن علی بن حسن اس کے ساتھ مل کر اس کے مددگاروں میں شامل ہوگیا اور سلطان نے ارضِ سوس میں مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ البریتانی کو اتارا جو اس کے وزراء کے طبقے میں سے تھا

اور اسے ان عملداریوں کا حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بھائی حسون کو حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت آئی اور حسون فوت ہو گیا اور فوج وہاں سے تتر بتر ہو گئی اور بنی حسان اور الشبانات کے عرب اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس کے قبائل ٹیکس لگائے اور جب ابو عنان اپنے باپ کے بعد مقرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا تو اُس نے اپنی فوجوں کو ۵۶ ھ میں اپنے وزیر فارس بن وودراء کی نگرانی کے لئے نوس میں جنگ کرنے کیلئے بھیجا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے قبائل اور عربوں سے خدمت لی اور اس کے شہروں میں مشائخ مقرر کئے اور اپنے وزارت کے مکان کی طرف لوٹ آیا پس مشائخ منتشر ہو گئے اور اس کے ساتھ مل گئے اور اس عہد میں سوس کی عملداری بادشاہ کے سائے سے باہر رہ گئی اور یہ ایک بہت بڑا وطن ہے اور اس عہد میں الجریدی جلادکی چوڑائی کی طرح ہے اور اس کی فضا بحر محیط سے نیل مصر کی ترائی تک قبلہ میں استوار کے پیچھے سے اسکندریہ تک متصل ہے اور یہ وطن جبال درن کے سامنے ہے۔ جو قبیلوں، بستیوں، کھیتوں، شہروں، پہاڑوں اور قلعوں کے والا ہے جو وادی سوس کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ پہاڑ کے اندر سے کلادہ اور سکسیوہ کے درمیان گرتا ہے اور اس کے میدان کی طرف چلا جاتا ہے پھر مغرب کی طرف سے گزرتا ہوا بحر محیط میں جا گرتا ہے اور اس کی وادی کی دونوں جانب جو شہروں اور کھیتوں والی ہے۔ بڑے بڑے قبیلے ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں اور وہاں کے باشندے اس میں گنے بناتے ہیں اور جب یہ وادی پہاڑ سے میدان میں گرتی ہے تو اس سنگم پر تارورنت کا شہر ہے اور اس وادی کے سمندر میں گرنے کے مقام اور وادی آش کے گرنے کے مقام کے درمیان جنوب کی جانب ساحل سمندر پر دونوں کی مسافت کا فاصلہ ہے اور وہیں پر ماسہ کے وہ مکانات ہیں جو فقراء کے لئے وقف ہیں جہاں پر اولیاء کا آنا جانا اور عبادت کرنا ایک مشہور بات ہے اور عوام کا خیال ہے کہ فاطمی کا خروج وہاں سے ہوگا اور وہاں سے اس طرح سمندر کے ساحل پر جنوب کی طرف اولاد بونعمان کا زاویہ دو دن کی مسافت کے فاصلے پر ہے اور اس کے بعد کئی مراحل پر سرخ ندی کی چادر ہے اور یہ سردیوں میں معقل کی جولانگاہوں کی انتہاء ہے اور وادی سوس کے سرے پر جبل زکنون ہے جو جبل کلادی کے سامنے ہے اور جبال درن کے سامنے جبال نکیسہ ہیں جو جبال درغہ تک چلے جاتے ہیں اور مشرق میں ان سے آخری پہاڑ ابن حمیدی کے نام سے معروف ہے اور جبال نکیسہ سے وادی نوال اترتی ہے اور مغرب کی طرف گزر کر سمندر میں چلی جاتی ہے اور اُس وادی پر تاکاوصت کا شہر ہے جو جماعتوں اور سامان کے اترنے کا اسٹیشن ہے اور وہاں پر ایک بازار ہے جس کا ایک دن میں آفاق کے تاجر قصد کر کے آتے ہیں اور وہ آج تک مشہور ہے اور ایک شہر جبا نکیسہ کے دامن میں کھود کر بنایا گیا ہے اس کے اور تاکووصت کے درمیان دو دنوں کی مسافت ہے اور ارض سوس لمطہ کے نزول کے لئے میدان ہے اور لمطہ ان میں سے وہ ہیں جو درن اور کزولہ کے پاس رہتے ہیں اور وہ ریگستان اور جنگل کے پاس رہتے ہیں اور جب معقل نے اس کے میدانوں پر غلبہ حاصل کیا تو انہوں نے آپس میں انہیں رہنے کے لئے تقسیم کر لیا پس الشبانات جبال درن کے سب سے قریب ہیں اور قبائل لمط ان کے حلیف ہیں اور کزولہ ذوی حسان کے حلیف ہیں اور اس عہد تک ان کی یہی صورتِ حال ہے۔

موحدین میں سے بنی حفص ملوک افریقہ کے حالات اور اُن کا آغاز و انجام: ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جبل درن اور اس کے اردگرد مصامدہ کے قبائل ہنتانہ، تمیلل، ہرغہ، کنفیسہ، سکسیوہ، کدمیوہ، ہزرجہ، وریکہ، ہزیرہ،

رکراکہ' حاجہ اور کلادہ وغیرہ کی طرح بہت زیادہ ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور اسلام سے قبل اور بعد میں ان میں ملوک اور روسا ہوئے ہیں اور ہنتانہ ان کے بڑے قبائل میں سے ہے اور ان سے تعداد اور قوت میں بہت زیادہ ہے اور وہی مہدی کی دعوت کے قیام اور اس کی حکومت کی تیاری اور اس کے بعد عبدالمؤمن کی حکومت کے قیام کے لئے سبقت کرنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے مصامدہ کی زبان سے اس کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ امام مہدی کے عہد میں ان کا بڑا سردار شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ تھا اور البیدق نے نقل کیا ہے کہ اس کا نام اُن کی زبان میں فارمکات تھا اور اس عہد میں ہنتانہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے جدامجد کا نام ہے اور وہ ان میں بہت بڑا آدمی تھا جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا اور وہ اپنی قوم میں پہلا شخص تھا جس نے امام مہدی کی تابعداری اختیار کی اور یوسف بن دانودین اور ابویحییٰ بن بکیت اور ابن یعمور وغیرہ اس کے بعد آئے اور وہ مہدی کے خاص صحابہ میں سے تھا اور اس کی دعوت کی طرف سبقت کرنے والے دس آدمیوں میں شامل تھا اور وہ ان میں عبدالمؤمن کے پیچھے تھا اور عبدالمؤمن کو مہدی کا جمالی ہونے کے سوا اس پر اور کوئی برتری نہ تھی اور مصامدہ میں وہ ان کا اتنا بڑا سردار تھا جس کا مقابلہ نہ کیا جاسکتا تھا اور وہ موحدین میں شیخ کے نام سے موسوم تھا جیسے مہدی' امام کے نام سے موسوم تھا اور ابن نخیل وغیرہ موحدین نے اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ عبدالمؤمن بن یحییٰ بن محمد بن دانودین بن علی بن احمد بن دالال بن ادریس بن خالد بن الیسع بن الیاس بن عمر بن دافتق بن محمد ابن نجیبہ بن کعب بن محمد بن سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرشی نسب مصامدہ میں مل جل گیا ہے اور اس کی عصبیت اس پر حاوی ہے جیسا کہ ایک قوم سے دوسری قوم میں ملنے والے انساب میں ہوتا ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں اور جب امام فوت ہو گیا اور اس نے عبدالمؤمن کے متعلق اپنی حکومت کی وصیت کی اور وہ مصامدہ کی عصبیت سے دور تھا ہاں اس میں مہدی کی بزرگی کا کچھ اثر تھا پس اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور عبدالمؤمن نے مصامدہ کی اطاعت کی آزمائش کی اور تین سال تک اس کی موت کے متعلق بتانے میں توقف کیا پھر ابوحفص نے اُسے کہا ہم تجھے اسی طرح مقدم کریں گے جیسے امام تجھے مقدم کرتا تھا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت منعقد ہونے والی ہے۔ پھر اس نے اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کے مقدم کرنے میں امام کے عہد کو پورا کر دکھایا اور مصامدہ کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا مگر دو آدمیوں نے اس کے متعلق اختلاف نہ کیا اور عبدالمؤمن اور اس کے بیٹے کے باقی ماندہ ایام میں تمام امور مہمہ میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور انہوں نے دعوت کے مصائب میں اسے کفایت کی اور اس نے انہیں اس کے غم سے بے نیاز کر دیا اور عبدالمؤمن اُسے مواقف میں مقدم کرتا تھا پس وہ ان میں خوب تجربہ کار ہو گیا اور فتح مراکش سے قبل ۳۷ھ میں عبدالمؤمن نے اسے مغرب اوسط پر حملہ کے وقت اپنے ہراول میں بھیجا اور تمام زناتہ' جیسے بنی دمانو' بنی عبدالواد' بنی رسیعان اور بنی توجین وغیرہ موحدین سے جنگ کرنے کے لئے منداس میں جمع تھے اور اس نے سخت خونریزی کرنے کے بعد عبدالمؤمن کے مراکش میں پہلے دخول کے وقت زناتہ کو دعوت پر آمادہ کیا تو ماسہ میں ایک باغی نے اس کے خلاف خروج کیا اور مختلف لوگوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے تو اس کی ضلالت نواح میں پھیل گئی اور اس کی پوزیشن خراب ہو گئی تو اس نے شیخ ابوحفص کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور اس کی گمراہی کے آثار کو مٹا دیا اور جب عبدالمؤمن نے افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو

اس نے پیشگی ابوحفص سے کوئی مشورہ نہ لیا اور جب وہ وہاں سے واپس آیا اور اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد بنایا تو موحدین نے اس کی مخالفت کی اور اس کے بیٹے کی ولادیت کو برا خیال کیا تو اس نے ابوحفص کو اندلس سے اس کی جگہ بلایا اور موحدین کو اس کی بیعت پر آمادہ کیا اور الحضرمی کے قتل کی طرف اشارہ کیا جو اس کے مخالفین کا سرغنہ تھا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور اُس کے بیٹے محمد کو ولی عہد کی تکمیل ہوگئی اور جب عبدالمؤمن نے ۵۴ھ میں مہدیہ کے فتح کرنے کے لئے دوبارہ افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو اس نے مغرب پر شیخ ابوحفص کو اپنا جانشین بنایا اور وہ عبدالمؤمن کی ان وصیتوں کو بھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے بارے میں کی تھیں سفر میں افریقہ کی طرف لے گیا اور امام کے اصحاب میں سے عمر بن یحییٰ اور یوسف بن سلیمان کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا اور عمر تمہارے دوستوں میں سے ہے اور یوسف کو اس نے فوج دے کر اندلس کی طرف بھیجا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے اور اسے کہا کہ مصامدہ میں سے جسے تو ناپسند کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرنا اور ابن مرنیش کو چھوڑ دے جو اس نے تیرے لئے چھوڑا ہے اور اس کے متعلق گردش روزگار کا انتظار کر اور اس نے افریقہ کو عربوں سے خالی کر دیا اور انہیں بلادِ مغرب کی طرف جلاوطن کر دیا اور ضرورت پڑنے پر انہیں ابن مرنیش سے جنگ کرنے کے لئے محفوظ رکھا اور یوسف بن عبدالمؤمن حکمران بنا تو شیخ ابوحفص نے اس کی بیعت سے تخلف کیا اور موحدین اس کے تخلف کی وجہ سے غمگین ہوئے یہاں تک کہ اس نے جو حکم اس کی سلطنت کی جگہ کے لئے جاری کیا تھا اس کی غرض واضح ہوگئی اور وہ اس کی خوبیوں سے حیران رہ گیا اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کی خلافت سے رضامندی کا اعلان کر دیا اور یوسف اور اس کی قوم کے پاس بڑی بڑی بشارتیں تھیں اور اس نے ۶۳ھ میں امیرالمؤمنین کا نام اختیار کر لیا اور جب یوسف بن عبدالمؤمن حکمران بنا تو جبال غمارہ اور صنہاجہ میں فتنہ برپا ہوگیا جس میں ۶۲ھ میں سبع بن نے بڑا کردار ادا کیا اور اس نے شیخ ابی حفص کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کی ذمہ داری سونپی پھر خود جنگ کے لئے نکلا اور ان میں خوب خونریزی کی اور مکمل فتح حاصل کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب اُسے ۶۴ھ میں طاغیہ کے اندلس پر حملہ کرنے اور بطلیوس شہر کے ساتھ خیانت کرنے کا پتہ چلا تو اس نے اس شہر کو بچانے کے لئے جانے کا عزم کیا اور اس نے شیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوجوں کو آگے بھیجا اور قرطبہ میں اترا اور اس نے اندلس میں رہنے والے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کریں پس اس نے بطلیوس کو اس محاصرہ سے چھڑایا اور جہاد میں اس نے وہاں بہت کارنامے دکھائے اور جب وہ ۷۱ھ میں قرطبہ سے الحضرۃ کی طرف واپس آیا تو راستے میں سلا کے قریب فوت ہوگیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے بنی عبدالمؤمن کے سرداروں کے ساتھ اندلس، مغرب اور افریقہ میں باری باری امارت حاصل کرتے رہے پس منصور نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے بیٹے ابوسعید کو افریقہ کا حاکم بنایا اور اس کے واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو سعدیہ میں عبدالکریم منتزی کے ساتھ ہوا جس کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے اور اس نے ابو یحییٰ بن ابو محمد بن عبدالواحد کو وزیر بنایا اور وہ ۹۱ھ میں معرکہ کے روز اس کے ہراول میں تھا پس اس نے مسلمانوں سے مصیبت کو دور کیا اور اسے اس جنگ میں جو نصرت وثبات حاصل ہوا اس سے اس کی شہرت ہوگئی اور وہ اس جنگ میں شہید ہوگیا اور اس کی اولاد ہمیشہ بنی الشہید کے نام سے مشہور رہی اور وہ اس عہد میں تونس میں مقیم ہیں اور جب ۶۱ھ میں ناصر ابنِ غانیہ کے تونس پر غالب آنے کی خبر ملتے ہی افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے

گیا تو اس نے تونس کو اس کے قبضہ سے واپس لے لیا پھر اس نے سعدیہ سے جنگ کی تو اعراب کے بھیڑیوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ابنِ غانیہ نے ان کو اکٹھا کیا اور قابس میں اترا تو ناصر نے ان کی طرف ابو محمد عبدالواحد بن شیخ ابی حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا پس اس نے ۶۶ھ میں قابس کے نواح میں تاجرا مقام پر ابنِ غانیہ پر حملہ کیا اور ابنِ غانیہ کا بھائی جبارہ قتل ہو گیا اور اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور ان سے سید ابوزید بن یوسف بن عبدالمؤمن والی کو جو تونس میں تھا دور کر دیا اور ابنِ غانیہ سے اُسے قید کر لیا اور وہ ناصر کے پاس جہاں وہ معدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا واپس آ گیا اور وہ معدیہ کی فتح کا سبب بن گیا اور اس بات نے بھی ناصر کو افریقہ میں شیخ ابو محمد کی دوستی پر آمادہ کیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور جب ابنِ غانیہ اور اس کے پیروکاروں سے افریقہ پر حملہ کیا اور وہ اس کے شہروں پر قابض ہو گیا اور اس نے تونس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے امیر ابوزید کو قید کر لیا تو ۶۰۱ھ میں ناصر مغرب سے اٹھا تو اس نے تونس کو ان کے ہاتھوں سے واپس لے لیا اور انہیں اس کے نواح سے بھگا دیا اور اس نے مہدیہ کا محاصرہ کرتے ہوئے وہاں خیمے لگا دیئے اور انہی غانیہ نے اپنے بیٹوں اور ذخائر کو وہاں اتار دیا اور اس دوران میں اپنی فوج قابس پر چڑھا لایا پس ناصر نے شیخ ابو محمد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور اس نے قابس کی جہات میں تاجرا مقام پر اس پر چڑھائی کی پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور سید ابوزید کو ان کی قید سے چھڑایا اور واضح کامیابی حاصل کر کے ناصر کے پاس لوٹ آیا۔ جہاں وہ مہدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل شہر نے اس کی شکست کے روز غنائم اور قیدیوں کو دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور نادم ہوئے اور انہوں نے امان طلب کی اور مہدیہ کی فتح مکمل ہو گئی اور ناصر تونس کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر ۶۰۳ھ کے نصف تک ایک سال قیام کیا اور اس اثناء میں اس نے اپنے بھائی سید ابواسحاق کے تعاقب اور ان کے فساد کے مقامات کو مٹانے کے لئے بھیجا پس اس نے طرابلس کے پیچھے کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور بنی دمر مطماطہ اور نفوس میں خوب خونریزی کی اور سرت اور برقہ کے علاقے کے قریب پہنچ گیا اور سویقہ ابن مذکور تک جا پہنچا اور ابنِ غانیہ برقہ کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور لاپتہ ہو گیا اور سید تونس کی طرف واپس لوٹ آیا اور ناصر نے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا اور افریقہ پر رضامندی کا سایہ لوٹ آیا اور ان پر حفاظت کے پردے تان دیئے اور اُسے معلوم ہوا کہ ابنِ غانیہ عنقریب افریقہ جا کر اس کی مخالفت کرے گا اور یہ کہ مراکش فریادرس سے بہت دور ہے اور ایک ایسے آدمی کا ہونا ضروری ہے جو خلافت کی جگہ کو پُر کرے اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرے۔ پس اس نے ابو محمد بن شیخ ابی حفص کو منتخب کیا لیکن وہ اس پر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے اور اس کے باپ کو ان کی حکومت میں بڑی شان حاصل تھی اور بنی عبدالمؤمن کا معاملہ شیخ ابو حفص کے اتفاق اور اس کی مدد سے تکمیل کو پہنچا تھا اور اس کے باپ منصور نے شیخ ابو محمد کو اس کے اور اس کے بھائیوں کے متعلق وصیت کی تھی اور جب وہ صبح کی نماز میں حاضر ہوتا تو اُسے نماز پڑھانے کا کام سپرد کرتا اور یہ خبر ابو محمد کو پہنچی تو وہ رک گیا اور ناصر نے اس سے بالمشافہ بات کی تو اس نے معذرت کی اور اس کی طرف اپنے بیٹے یوسف کو بھیجا تو اس نے اس کے پہنچنے پر اس کا اکرام کیا اور اسے اس شرط پر جواب دیا کہ وہ

تین سال تک افریقہ کی مہمات کو پورا کر کے مغرب چلا جائے اور یہ کہ وہ ان پر موحدین کے آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کرے گا اور یہ کہ عزل ونصب کے مقابلہ میں اس کی عیب گیری نہیں کی جائے گی تو اس نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور لوگوں میں اس کی ولایت کا اعلان کر دیا گیا اور موحدین کے درمیان اس کا جھنڈا بلند کر دیا گیا اور ناصر مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور شیخ ابو محمد اس کے پاس سے بجایہ لوٹ آیا اور ۱۰ شوال ۶۰۳ھ کو ہفتہ کے روز تونس شہر میں امارت کی سیٹ پر بیٹھا اور اپنے احکام کو نافذ کیا اور ابوعبداللہ محمد بن احمد بن نخیل کو اپنا کاتب بنایا اور ابن غانیہ طرابلس کے نواح کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سُلیم اور ہلال کے عربوں میں سے اپنے پیروکاروں اور دوستوں کو اکٹھا کیا اور ان میں محمد بن مسعود بھی اپنی زداودہ قوم کے ساتھ موجود تھا اور انہوں نے دوبارہ فساد اور خرابی شروع کر دی اور ۶۰۴ھ میں ابومحمد' موحدین کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور بنوعوف جو سُلیم قبیلے میں سے ہیں اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ مرداس اور علاق ہیں۔ پس بشیر نے ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ دن بھر جنگ کرتے رہے اور مدد آ گئی اور ان کے آخری حصے میں ابن غانیہ کی فوج تتر بتر ہو گئی اور موحدین اور عربوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اموال کو چھین لیا اور ابن غانیہ مجروح ہو کر اقصا مبرہ کی طرف بھاگ گیا اور ابومحمد فتح اور غنیمت حاصل کر کے تونس کی طرف لوٹ آیا اور ناصر کے ساتھ فتح کے متعلق بات چیت کی اور ولایت سے ہٹنے کے متعلق وعدے کو پورا کرنے کے بارے میں کہا تو اس نے اس کے ساتھ اچھی طرح بات نہ کی اور حکومت میں رہنے کے بارے میں مہماتِ مغرب کا عذر کیا اور یہ کہ وہ اس بارے میں از سرِ نو غور کرے گا اور اس نے اس کی طرف مال' گھوڑے اور لباس عطا بخشش کے لئے بھیجے جن کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی ان میں بارہ ہزار آٹھ سو لباس' تین سو تلواریں اور ایک سو گھوڑا تھے اس کے علاوہ اس نے سبتہ اور بجایہ سے بھی اُسے چیزیں بھیجیں اور مزید دینے کا بھی اس سے وعدہ کیا اور خطوط کی تاریخ ۶۰۵ھ ہے۔ پس ابومحمد علی اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور یحییٰ میورقی کے درمیان پے در پے جنگیں ہوتی رہیں جن کا ذکر ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

معرکۂ تاہرت اور اس میں ابومحمد کا غنائم حاصل کرنا: اور جب یحییٰ بن غانیہ معرکۂ اشیر سے بھاگ گیا تو اسے خیال آیا کہ وہ تلمسان کے نواح میں بلاد زناتہ میں چلا جائے اور اس نے تلمسان کے والی شیخ ابی عمران بن موسیٰ بن یوسف بن عبدالمؤمن کے مراکش سے وہاں پہنچنے اور بلاد زناتہ کی طرف ٹیکس جمع کرنے کے لئے جانے کے ساتھ موازنہ کیا اور شیخ ابومحمد نے اس کے مقام سے اسے متنبہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کا سامنا نہ کرے کیونکہ وہ اس کے پیروکاروں میں سے ہے تو اس نے اس بات کے ناتے سے انکار کر دیا اور تاہرت کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں ابن غانیہ پر حملہ کر دیا پس اس کی فوج منتشر ہو گئی اور زناتہ ایک قلعہ کے قریب ہو گئے اور سید ابوعمران قتل ہو گیا اور تاہرت کو لوٹ لیا گیا اور یہ اس کی آبادی کا آخری دور تھا اور ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھرپور ہو گئے اور وہ افریقہ کی طرف لوٹ آئے پس شیخ ابومحمد نے اُسے ایک مقام پر روکا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا اور قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور ان کی باقی ماندہ غنائم کو بھی لے گیا اور اس جنگ میں بہت سے ملثمین مارے گئے اور ان کا ایک دستہ طرابلس کی جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور ابو محمد کے تاہرت کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے چھڑانے اور واقعہ اشیر کے بعد ابن غانیہ طرابلس کی طرف چلا گیا اور اُسے ملثمین کا ایک دستہ اور اس کے عرب دوست اسے ملے اور المجلی ' ریاحی زواودہ کی جنگوں میں اس کے ساتھ تھا اور ان کا سردار محمد بن مسعود تھا پس انہوں نے مشورہ سے دوبارہ جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور صبر و ثبات کا عہد و پیمان کیا اور وہ ہر طرف اعراب دوستوں کی تلاش میں نکل گئے اور ان کے پاس بہت سی قومیں جمع ہو گئیں جن میں ریاح' زغبہ' شرید' عوف' ذباب اور نعات شامل تھے پس انہوں نے اکٹھے ہو کر افریقہ میں داخل ہونے کی نیت کر لی پس ابو محمد انکے پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گیا اور وہ ۶۰۶ھ میں تونس سے نکلا اور تیزی سے ان کی طرف چلا اور جبل نفوسہ کے پاس ان کی جنگ ہوئی اور جب جنگ تیز ہو گئی تو ابو محمد نے اس کی عمارتوں اور خیموں کو برباد کر دیا اور بنی عوف بن سُلیم کے بعض گروہ اس کے پاس آ گئے اور ابن غانیہ کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور موحدین نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ رات کے اندھیروں میں داخل ہو گیا اور ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور عرب عورتیں لائی گئیں اور انہوں نے حملے اور بھاگنے کے وقت ان کو ان کے سامنے الگ الگ پیش کیا تھا پس وہ موحدین کے لئے غنیمت بن گئیں اور پردہ نشین قیدی بن گئیں اور اس معرکہ میں ملثمین' زناتہ اور عربوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ جن میں زواودہ کا شیخ الیہ بن محمد بن مسعود البلط بن سلطان اور اس کا عمزاد حرکان بن شیخ بن عساکر بن سلطان اور شیخ بنی قرہ اور جراز بن دیغرن جو مغراوہ کا سردار اور محمد بن العاری بن غانیہ اور ان جیسے دوسرے لوگ بھی شامل تھے اور ابن غانیہ پر سکتہ' شکست خوردہ اور تمام جہات سے نا اُمید ہو کر واپس لوٹ آیا اور ابو محمد اور موحدین غالب ہو کر لوٹے اور افریقہ میں ابو محمد کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے عام فساد کا قلع قمع کر دیا اور اس کے ٹیکس کو پورا وصول کیا اور اس کے جنگی معرکے دراز ہو گئے اور اس کے جھنڈے کو توڑا نہیں گیا اور ناصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف المستنصر حاکم بنا اور اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے مشائخ نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے فتنے اور مغرب میں ان کے غالب آنے میں مشغول ہو گئے پس اس نے شیخ ابو محمد سے افریقہ میں درخواست کی اور اس کے کام آنے اور اس کے ضبط احوال اور قیام ملک پر اعتماد کیا تو اس نے اسے اس کے مضافات پر باقی رکھا اور اخراجات کے لئے اس کی طرف احوال بھجوائے اور وہ ہمیشہ وہیں پر عامل رہا یہاں تک کہ ۶۱۸ھ میں فوت ہو گیا۔

شیخ ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی وفات اور اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کی حکومت کے حالات

شیخ ابو محمد فاتح کی وفات ۶۱۸ھ میں ہوئی اور شوریٰ میں موحدین کی حکومت دو فریقوں میں بٹ گئی ان میں سے ایک فریق عبدالرحمٰن بن شیخ ابو محمد کا تھا اور دوسرا اس کے عمزاد ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابی حفص کا تھا پس وہ کچھ عرصہ کے لئے متردد رہے پھر اس کے بیٹے امیر ابو زید عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے اور اُسے عہد و پیمان دیئے اور اُسے اس کے باپ کی جگہ امارت پر بٹھایا پس بغاوت فرو ہو گئی اور اُس نے حکومت کے قیام کے لئے اپنے عزائم کو تیار کر لیا اور عطا و بخشش کی اور شعراء کو

انعامات دیئے اور ابوعبداللہ بن ابوالحسن کو اپنا کاتب بنایا اور المستنصر کو بڑی شان سے خطاب کیا اور نواح کو ہموار کرنے اور جوانب کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا۔ یہاں تک کہ اُسے المستنصر کا خط ملا جس میں ولایت سے تین ماہ تک معزول ہونے کا ذکر تھا پس ابوالقاسم العزفی کی مداخلت سے جمبون الرنداحی کی بغاوت رک گئی اور سرداروں نے العزفی کی ولایت پر اتفاق کرلیا اور دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا۔ یہ ۶۴۷ھ کا واقعہ ہے اور دعوت کے بارے میں اہل طنجہ نے ان کی پیروی کی اور ابن الامیر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الہمذانی نے وہاں اپنے آپ کو ترجیح دے دی اور اس سے قبل وہاں ابوعلی بن اخلاص والی تھا۔ پس جب العزفی اور جبون الرنداحی کو حکومت ملی تو اس نے ان سے عہد و پیان کیا پھر اس نے عباسی کے لئے خطبہ دیا اور اپنے آپ کو دعا میں اس کے ساتھ شریک کیا یہاں تک کہ بنومرین نے خیانت سے اُسے قتل کردیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے اور اس کے بیٹے تونس کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا داماد قاضی ابوالضم عبدالرحمٰن بن یعقوب بھی تھا جو ان کی خالہ ساطبہ کا بیٹا تھا۔ وہ اور اس کی قوم جلاوطنی کے ایام میں طنجہ چلے گئے اور وہاں قیام پزیر ہو گئے اور بنو الامین نے ان سے رشتہ داری کی اور ان کے ساتھ تونس کی جانب کوچ کر گئے اور اس نے قاضی ابوالقاسم کی سیرت اور احکام وثائق کے متعلق اس کے فضل و معرفت کو معلوم کیا اور سلطان کے زمانے میں الحضر ۃ میں اُسے قضاء کے کاموں میں لگا دیا اور اُسے اس کام میں بہت شہرت حاصل ہوئی اور جب امیر ابی زکریا کی وفات کی خبر صقلیہ پہنچی وہاں مسلمانوں پر بلرم شہر میں رہتے تھے اور سلطان نے ان کے ساتھ الجزایرہ کے حکمران سے شہر اور اس کے گردونواح کے متعلق اشتراک کا معاہدہ کرلیا تھا۔ پس انہوں نے وہاں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں تک کہ جب انہیں سلطان کی وفات کی خبر ملی تو نصاریٰ نے ان میں فساد برپا کرنے میں جلدی کی پس انہوں نے قلعے اور وحشناک جگہوں میں پناہ لی اور ان پر بنی عباس کے ایک باغی کو امیر مقرر کیا اور طاغیہ نے پہاڑ کی جانب سے صقلیہ کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کرلی پس اس نے انہیں اپنی دعوت کے لئے سمندر پار بھیج دیا پھر وہ جزیرہ مالطہ کی طرف چلا گیا اور انہیں ان کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا اور طاغیہ صقلیہ اور اس کے جزائر پر قابض ہو گیا اور اس نے وہاں سے اپنے کلمۂ کفر سے کلمۂ اسلام کو مٹا دیا۔

سلطان ابوعبداللہ المستنصر کی بیعت کے حالات اور اس کے دور کے واقعات: اور جب سلطان ابو زکریا بونہ کے باہر ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لوگوں نے اس کے بیٹے امیر ابوعبداللہ پر اتفاق کرلیا اور اس کے چچا محمد اللحیانی نے خواص اور باقی ماندہ فوجیوں سے اس کی بیعت لی اور اس نے تونس کی طرف کوچ کیا اور ۳ رجب کو الحضر ۃ میں داخل ہوا اور اس کی آمد کے روز اس نے از سر نو بیعت لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا پھر کچھ وقت کے بعد اس نے تجدید بیعت کی اور اپنی علامت کی جگہ الحمدللہ اور الشکر للہ کے الفاظ اختیار کئے اور اس نے اپنی حکومت کا بوجھ اٹھا لیا اور اپنے باپ کے خاص آدمی خصی کافور کو گرفتار کرلیا جو اس کے گھر کی آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا پس اُس نے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور جہات کی طرف کارکنان سے بیعت لینے کے لئے گیا پس ہر جانب نے ایک دوسرے کی پیروی کی اور اُس نے ابوعبداللہ بن ابی یہدی کو وزیر بنایا اور قضاء پر ابوزید توزری کو مقرر کیا جو اس کے چچا محمد اللحیانی کے بچوں کا اتالیق تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابوزکریا کے دو بھائی تھے ایک کا نام محمد تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا اور لمبی داڑھی کی وجہ سے اللحیانی کے نام سے مشہور تھا اور دوسرے کا نام ابو ابراہیم تھا ان کے درمیان ایسا خلوص اور دوستی تھی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ابوعبداللہ المستنصر نے حکومت سنبھال لی اور اس نے محمد بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا جو اپنی قوم میں بڑا آدمی تھا پس اس نے اس کی صغرسنی کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کا سوچا حالانکہ وہ بیس سال کی عمر کا تھا اور اُسے سلطان کی رکاوٹ بڑی مشکل معلوم ہوئی کیونکہ اس کے پاس موٹے تازہ عجمی غلام اور اندلس کے گھرانوں کے پروردہ آدمی تھے اور اس کے باپ نے ان میں کچھ آدمیوں کو چنا اور ایک فوج مرتب کی جنہوں نے موحدین پر غلبہ پایا اور حکومت میں ان کے مراکز میں اُن سے مڈبھیڑ کی۔ پس ابن یہدی نے سلطان کے دونوں بھائیوں کو داخل کیا اور جو حکومت ان دونوں کے ہاتھ سے جا چکی تھی اس پر افسوس کیا۔ مگر اُسے ان سے اپنی امید پوری ہوتی نظر نہ آئی پس وہ محمد اللحیانی کی طرف لوٹا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور ابن ابی یہدی نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور اس سے مدد کا وعدہ کیا اور سلطان کو اپنے چچا محمد اللحیانی کی طرف سے یہ اطلاع پہنچ گئی اور اُس نے اسے اس کے بیٹے کے ستر سے متنبہ کیا اور اسی طرح قاضی ابوتورزی نے بھی اسے خیر خواہی کرتے ہوئے اطلاع دی اور ابن ابی یہدی نے جمادی ۶۴۸ھ کی صبح کو سلطان کے دروازے پر اپنی وزارت کی جگہ بنائی اور وزیر ابی زید بن جامع کو گرفتار کر لیا اور وہ باہر آیا اور موحدین کے مشائخ بھی اس کے ساتھ تھے پس انہوں نے ابن محمد اللحیانی کی اس کے گھر پر بیعت کی اور سلطان نے اپنے دوستوں کو سوار کرایا اور جرنیل ظافر کو ان کے ساتھ جنگ کرنے پر افسر مقرر کیا پس وہ فوج اور اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا اور شہر سے باہر عید گاہ میں موحدین سے جا ملا پس اس نے ان کی فوج کو شکست دی اور ابن ابی یہدی اور ابن داز کتدن قتل ہو گئے اور ظافر موسیٰ سلطان' سلطان کے چچا للحیانی کے گھر کی طرف گیا اور اُسے اور اس کے بیٹے کو جو صاحب بیعت تھا قتل کر دیا اور ان دونوں کے سروں کو سلطان کی طرف لے گیا اور راستے میں اُس کے بھائی ابراہیم اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا اور اس نے موحدین کے گھر لوٹ لئے اور انہیں تباہ و برباد کر دیا پھر فتنہ اور بغاوت سرد پڑ گئی اور سلطان نے فوج اور دوستوں پر مہربانی کی اور ان کو ان کے روز ینے دیئے اور ان سے حسنِ سلوک کیا اور اس نے عبداللہ بن ابوالحسین کو جو حکومت کے آغاز میں اُسے چھوڑ گیا تھا دوبارہ بلا لیا اور ابن یہدی اپنے عہدے سے ہٹ گیا اور اس کی طوالت سے کمزور ہو گیا پس وہ اپنے حال کی طرف لوٹ آیا اور حالات درست ہو گئے پھر سلطان کے پاس اس کے غلام ظافر کی شکایت کی گئی اور انہوں نے ان فتووں کو جو وہ بلا جرم' اس کے چچا کے قتل کے لئے لایا تھا ختم کر دیا اور وہ اس سے چوکنا ہو گیا اور حملہ سے ڈر گیا اور زواودہ کے ساتھ جا ملا اور اس شکایت میں اس کے غلام ہلال نے بڑا کردار ادا کیا پس اس نے اسے اس کی جگہ مقرر کر دیا اور وہ بھاگ کر عربوں کے پڑوس میں رہنے لگا یہاں تک کہ اس کے حالات میں وہ بات ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

سلطان کے ان کارناموں کا تذکرہ جو اس نے اپنے دورِ حکومت میں کئے: اس کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شاہی محلات کے نقشے بنائے اور سب سے پہلے اس نے نزات کی طرف ۶۵۰ھ میں شکار کے لئے ایک شکار گاہ بنائی پس اس نے زمین پر ایک باڑ بنائی جس کا حلقہ' حد بندی سے باہر تھا جس میں وحشی جانوروں کا کوئی ریوڑ نہ چر سکتا تھا۔

پس جب وہ شکار کے لئے سوار ہوتا تو وہ اس باڑ کو قوراتک اپنے خاص غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ پھاند جاتا اور اس کے ساتھ اس کے وہ اصحاب بھی نکلے جن کے پاس کتے' باز' شکرے' سلوقی کتے اور چیتے ہوتے پس وہ انہیں وحشی جانوروں پر چھوڑتے اور انہوں نے اس کے آگے چوڑائی میں ایک دیوار بنائی اور وہ بقیہ دن اس شکار سے اپنی ضرورت پوری کرتا اور یہ اس کے بڑے کاموں میں سے ایک کام تھا پھر اس نے اپنے محلات اور طالبیہ کے سرے کے باغات میں دو دیواروں سے رابطہ پیدا کر دیا جو دس ہاتھ کی چوڑائی سے گزرتی تھیں اور دس ہاتھ اونچی تھیں اور ان باغات کی طرف نکلتے وقت بیویاں لوگوں کی نگاہوں سے پردے میں رہتی تھیں اور یہ ایک بڑا عظیم الشان محل تھا اور حکومت کے دور کا ایک ہمیشہ رہنے والا کارنامہ تھا پھر اس نے گھر کے صحن میں ایک بلند عمارت بنائی جو مصمودی زبان میں قبہ اساراک کے نام سے مشہور ہے اور یہ بلند عمارت وہ ایوان ہے جو بہت بلند اور وسیع اطراف والا ہے اور اس کے دونوں جانب تین دروازے ہیں اور ہر دروازے کے دونوں کواڑ نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں اور ہر کواڑ کو ایک طاقتور جماعت بند کرتی اور کھولتی ہے اور اس کا بڑا دروازہ مغرب کی سمت ان سیڑھیوں تک پہنچتا ہے جو اس پر چڑھنے کے لئے نصب کی گئی ہیں۔ جن کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے اور دونوں جانب کے دونوں دروازے دو راستوں کی طرف پہنچاتے ہیں۔ جو قورا کی دیوار تک لے جاتے ہیں پھر قورا کے میدان کی طرف مڑ جاتے ہیں جس میں بادشاہ عید کی مجالس اور وفود سے ملاقات کے لئے اپنے تخت پر بیٹھتا ہے پس یہ بادشاہ کی بڑائی اور حکومت کی جلالت کے اظہار کا بہت بڑا محل ہے' اسی طرح اس نے سامنے کے صحن سے باہر ایک شہرۂ آفاق محل بنایا ہے جو ابوفہر کے نام سے مشہور ہے جو چھتے ہوئے اور بغیر چھتے ہوئے باغوں پر مشتمل ہے' جن میں انجیر' زیتون' انار' کھجور اور انگور اور دیگر ہر قسم کے پھل اور درخت پائے جاتے ہیں اور ہر درخت کی قسم ایک ترتیب کے ساتھ لگائی گئی ہے یہاں تک کہ اس میں سرو' کیلے اور جنگلی درخت لگائے گئے ہیں اور ان کے درمیان میں لیموں' نارنگیوں' بیرولوں' خوشبودار پودوں' چنبیلی' خیری اور نیلوفر کے باغات ہیں اور ان باغات کے وسط میں اس نے ایک وسیع باغ بنایا ہے اور اس میں چنار کی لکڑیوں سے پانی کے لئے روک بنائی ہے اور اس میں ایک قدیم نہر سے پانی لایا جاتا ہے جو زغوان اور قرطابیہ کے چشموں کے درمیان میں واقع ہے اور زیر زمین چلتی ہے اور اس پر بڑی بڑی عمارات بنائی گئی ہیں اور یہ ایک نہایت گہرے کنوئیں سے جو مضبوط بنیاد والا اور چوکور صحن والا ہے پھوٹتی ہے اور جب اس میں زیادہ پانی ہو جاتا ہے تو اُسے دوسری نہر میں ڈال دیتی ہے جو قریب فاصلے پر واقع ہے پھر یہ ایک حوض میں جا پڑتی ہے اور جب وہ حوض بھر جاتا ہے اور لہریں لینے لگتا ہے تو کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سیر کی جاتی ہے۔ جب ابن جمیل زیان بن ابی الحمالات مدافع بن ابی الحجاج بن سید مرونیش بلنسیہ کی حکومت میں خود مختار بن بیٹھا تو بلنسیہ پر سید ابوزید ابوحفص غالب آ گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اندلس میں عبدالمؤمن کی ہوا اکھڑ گئی اور ابن عود نے خروج کیا اور میں ابن احمر نے بغاوت کی اور اندلس جنگ سے مضطرب ہو گیا اور ارغون کے بادشاہ نے بلنسیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کے محاصرہ کے لئے دشمنوں کے پاس ۶۳۲ھ میں سات اترنے کی جنگیں تھیں جن میں سے دو بلنسیہ اور جزیرہ شغر اور شاطبہ اور ایک ایک جیان' بلطیرہ' مرسیہ اور لبلہ میں تھیں اور اہل جنوہ اس کے پیچھے سبتہ میں تھے پھر طاغیہ نے قشتالہ پر قبضہ کر لیا جو قرطبہ کا شہر ہے اور طاغیہ ارغون نے بلنسیہ اور الجزیرہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور

بلنسیہ کے محاصرہ کے لئے اس نے اُنیسہ کا قلعہ بنایا جہاں اس نے اپنی فوج کو اتارا اور واپس لوٹ آیا اور زیان بن مردنیش اس کی باقی ماندہ فوج سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور اہل شاطبہ اور شغر جنگ کے لئے نکلے اور اس نے ان پر چڑھائی کی پس مسلمان تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے اکثر مارے گئے اور ابوالربیع بن سالم جو اندلس میں شیخ المحد ثین تھا شہید ہو گیا اور یہ ایک عظیم دن تھا اور بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا دیباچہ تھا۔ پھر دشمن کے دستوں نے اس پر بار بار حملے کئے پھر رمضان ۳۵ھ میں طاغیہ ارغون نے اس پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے خوب تکلیف پہنچائی اور عبدالمؤمن مراکش میں تھا پس اس کی ہوا اکھڑ گئی اور افریقہ میں بنی ابی حفص کی حکومت غالب آ گئی اور ابن مردنیش اور مشرقی اندلس کے باشندوں نے امیر ابوزکریا سے حملہ کرنے کی توقع کی اور انہوں نے الحضرۃ میں جمعہ کے روز اُسے اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں اور اس محفل میں اس نے اپنا قصیدہ پڑھا جس میں اس نے مسلمانوں سے مدد طلب کی ہے اور وہ قصیدہ یہ ہے:

''تو اپنے سواروں کے ساتھ جو اللہ کے سوار ہیں اندلس پہنچ اور ہمیں ضرورت کے مطابق مدد دے تجھ سے ہمیشہ ہی مدد طلب کی جائے اور وہاں کے زخمی جو تکلیف برداشت کر رہے ہیں اس سے بچے اور اُن کی مصیبت لمبی ہو گئی ہے یہ وہ جزیرہ جس کے باشندے مصائب کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کے نصیب برباد ہو گئے ہیں اور ہر صبح ان کا ماتم دشمنوں کے نزدیک خوشی کا باعث بنتا ہے اور ہر شام مصیبت کا مقابلہ کرنا' امان کو خوف اور خوشی کو غم میں بدل دیتا ہے اور بلنسیہ اور قرطبہ میں وہ کچھ ہو رہا ہے جس سے جان نکلی جاتی ہے اور شہروں میں شرک آ گیا ہے اور اسلام کوچ کر گیا ہے ہائے وہ مساجد جو دشمنوں کے لئے گرجے بن گئی ہیں اور وہاں سے نداد کے لئے گھنٹے بجائے جاتے ہیں ہائے افسوس قرآن شریف پڑھانے والے مدارس مٹ گئے ہیں۔ وہ شہر آنکھوں کے لئے بہت خوبصورت تھے اور نگاہیں ان کے درختوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں اور اب ان کی حالت کا ایک عجیب منظر ہو گیا ہے جو قافلے کو روک لیتا ہے اور بیٹھنے والے کو سوار کرا دیتا ہے وہ عیش کدھر گیا جس سے ہم داستانیں بناتے تھے اور وہ شاخیں کہاں گئیں جن سے ہم شہد حاصل کرتے تھے اس کی خوبیوں نے ایک سرکش مٹا دیا ہے اور اس نے اس کی توڑ پھوڑ میں غفلت سے کام نہیں لیا اور اس کے لئے فضا خالی ہو گئی ہے اور جس چیز کو اس کی ٹانگیں نہیں اچک سکیں اس کو اس نے ہاتھ لمبا کر کے لے لیا ہے۔ اے مولیٰ جو کچھ دشمنوں نے مٹا دیا ہے اسے زندہ کر دے جیسے تو نے مہدی کی دعوت سے مٹی ہوئی چیزوں کو زندہ کر دیا تھا ان ایام میں۔ میں نصرتِ حق کے لئے سبقت کرنے والا تھا اور میں نورِ ہدایت سے نور حاصل کرتے ہوئے رات گزارتا تھا۔ اے منصور بادشاہ اپنے شہروں کو ان سے پاک کر کیونکہ وہ نجس ہیں اور نجس کو دھوئے بغیر طہارت حاصل نہیں ہوتی اور کاٹنے والی فوج کے ساتھ ان کی زمین کو روند ڈال یہاں تک کہ ہر سردار کے سر کو کچل دے اور شرق اندلس کے لوگوں کی مدد کر جن کی آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں اور وہ برستی رہتی ہیں۔ تجھے مبارک ہو ان کے صحن کو کم مو دراز پشت گھوڑوں اور خطی نیزوں سے بھر دے اور فتح کا ایک وقت مقرر کر دے۔ شاید دشمنوں کا وقت قریب آ گیا ہے یا آنے والا ہے''۔

پس امیر ابوزکریا نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور ان کی طرف اپنے بحری بیڑے کو کھانے' اسلحہ اور مال سے بھر کر ابو یحییٰ بن یحییٰ بن الشہید بن اسحاق بن ابی حفص کے ساتھ بھیجا اور ان تمام چیزوں کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور جب

بحری بیڑہ ان کی مدد کو آیا تو وہ محاصرہ کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے پس وہ دانیہ کی بندرگاہ میں اترا اور وہاں سے انہیں مدد پہنچائی اور فاض کو لوٹ آیا اور ابن مرونیش کی طرف سے کوئی آدمی اس کے پاس نہ آیا جو اس سے چیزوں کو لیتا اور بلنسیہ کے باشندوں کا محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی اور بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے پس شہر سپرد کرنے کے متعلق خواہش ہوئی تو اس کی ایک جانب صفر ۳۶ھ میں ارغون کے بادشاہ نے لے لی اور ابن مرونیش وہاں سے نکل کر جزیرہ شغر کی طرف چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے امیر ابوزکریا کی بیعت لی پھر اہل مرسیہ کے پاس گیا جہاں پر سال کے آغاز میں ابوبکر عزیز بن عبدالملک بن خطاب کی بیعت ہو چکی تھی پس اس نے اس سال کے رمضان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان کی بیعت امیر ابوزکریا کو بھیج دی اور بلادِ شرقیہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور ۳۷ھ میں ابن مرونیش کا وفد تونس سے اس کی طرف لوٹ آیا۔ یہاں تک کہ ابن ہود کا مرسیہ پر غلبہ ہو گیا اور یہ وہاں سے نکل کر ۳۸ھ میں لنت الحصون کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ طاغیہ برشلونہ نے ۴۲ھ میں اس کے ہاتھ سے مرسیہ کو چھین لیا اور وہ تونس کی طرف چلا گیا۔

الجوہری کے آغاز وانجام کے حالات: اس آدمی کا نام محمد بن محمد الجوہری تھا اور یہ ستبہ اور غمارہ جو مغرب کے مضافات میں سے تھے کے والی اکماز بربختاتی کی خدمت کی وجہ سے مشہور تھا اور یہ بہت اچھا کنٹرولر اور ریاست کا خواہشمند تھا اور جب یہ تونس میں آیا اور سلطان کے والیوں سے متعلق ہوا تو اس نے ان اُمور پر غور کیا جو اسے سلطان کے قریب کرنے والی اور اس کے مقام کو بلند کرنے والی ہوں تو اس نے افریقہ میں جنگلات میں رہنے والے بربری اہل خیام کے خراج کو غیر منضبط پایا جس کا رجسٹر میں بھی کوئی اندراج وشمار نہ تھا تو اُسے پتہ چلا کہ یہ تو والیوں اور عمال کا کھاجا ہے۔ پس ان کی طرف گیا اور ان کے خراج کو سلطان کے پاس پہنچایا جس کی وجہ سے عمال کے درمیان اس کی شہرت ہو گئی اور سلطان ابوزکریا اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے مشوروں پر اعتماد کرنے لگا اور اُسے اپنا خاص آدمی بنا لیا اور اس نے ابوربیع کنفیسی جو ابن القریز کے نام سے مشہور تھا۔ کی موت پر اتفاق کیا یہ شخص الحضرۃ میں بڑے کاروبار والا تھا پس اس نے اس کی جگہ اس کو عامل مقرر کر دیا اور اس خطہ میں موحدین کے مشائخ کوئی بڑا آدمی ہی والی بنتا تھا پس سلطان نے اسے اس کی کارگزاری اور کفایت کی وجہ وہاں عامل مقرر کر دیا جس سے اس کی خواہش پوری ہو گئی اور اسے اس نے اپنی خواہش تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ شمار کیا پس اس نے شمشیرزنوں کا لباس تیار کیا اور سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کو تیار کیا اور بیابانی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے آلہ تیار کیا اور اس اثناء میں اسے ابوعلی بن نعمان اور ابوعبداللہ بن الحسین کے سرافگندہ ہونے پر افسوس ہوا پس ان دونوں نے اس سے دشمنی کی اور سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اس کی نافرمانی کے شر سے متنبہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سلطان نے بعض مخالفوں اور نافرمانوں کی تقدیم کے متعلق اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے اُسے کہا میرے پاس تیرے دروازے پر ہزاروں لشکر موجود ہیں تو ان کے ذریعہ ان جیسے لوگوں میں جس کو تیر مارنا چاہتا ہے مار دے تو سلطان نے اس سے منہ پھیر لیا اور اُسے اس شکایت کے مصداق پایا جو اس کے متعلق کی گئی تھی اور جب اس نے عبدالحق یوسف بن یاسین کو زکریا بن سلطان کے ساتھ بجایہ میں کاروبار میں مقدم کیا تو جرہری نے اسے بتایا کہ یہ اس نے اس کی شکایت کی وجہ سے کیا ہے اور اسے وصیت کی کہ وہ اس کے معاملے کے بارے میں آگاہی حاصل کرے اور اس کے خط کے مطابق عمل کرے پس

عبدالحق نے یہ بات امیر زکریا کو بتا دی پس وہ بے چین ہو گیا اور جوہری کے سامنے آنے پر برا منایا اور ہمیشہ ہی اس کے متعلق اس قسم کی باتیں کی جاتی رہیں یہاں تک کہ اس پر فرد جرم عائد کر دی گئی اور امیر ابوزکریا نے اس پر حملہ کر کے اسے ۸۹ھ میں گرفتار کر لیا اور اُسے آزمائش کے لئے اس کے دشمنوں ابن الملان اور الندومی کے سپرد کر دیا۔ پس اس نے عذاب پر صبر دکھایا اور ایک روز اس کے قید خانے میں مر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا اور اس کے جسم کو راستے کے وسط میں پھینک دیا گیا اور اس اہل شماتت نے اس کے ساتھ قسم قسم کی بے ہودگی کی اور جب سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھالی اور اسے بنی عبدالمؤمن سے حاصل کیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ مراکش میں الحضرۃ کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا تھا اور تختِ دعوت پر غالب تھا اور اس کا خیال تھا کہ زناتہ کی مدد سے وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے مل جائے گا پس وہ امرائے زناتہ کو اس میں رغبت دلاتا اور ان سے بنی مرین' بنی عبدالواد اور توجین اور مغراوہ کے احیاء کے لئے مراسلت کرتا اور یغمراسن نے جب سے آلِ عبدالمؤمن کی اطاعت اختیار کر لی تھی وہ عملی طور پر ان کی دعوت کو قائم کر رہا تھا اور ان کے پاس آ گیا تھا اور ان کے دوست کے ساتھ صلح اور ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کرتا تھا اور ان میں سے رشید ان سے بہت حسن سلوک کرتا تھا اور خلوص رکھتا تھا اور اس نے اس سے مزید دوستی چاہی اور مغرب اور حکومت پر اُس جیسے چڑھائی کرنے والے بنی مرین کی طرف مائل ہونے اور اس کی خوشی کے ارادے سے اس نے اُسے مختلف قسم کے تحائف دیئے۔ پس سلطان ابوزکریا نے یغمراسن کے ساتھ رشید کے اس رابطے پر برا منایا اور انہیں اپنے پڑوس میں ایک قریبی جگہ پر پابند کر دیا۔

اسی دوران میں بنی توجین کا امیر عبدالقوی اور بنی مندیل بن عبدالرحمٰن امرائے مغراوہ کا ایک وفد اس کے پاس یغمراسن کے خلاف مدد مانگتے ہوئے آیا۔ پس انہوں نے اس کے معاملہ کو آسان کر دیا اور اسے تلمسان کا خودمختار حاکم بننے کی خوش کن باتیں بتائیں اور اس نے زناتہ کو متفق کیا اور اس نے مراکش میں موحدین کے بادشاہ کو کچلنے کے لئے سواریاں تیار کیں اور موحدین اور باقی ماندہ دوستوں اور فوجوں کو تلمسان کی طرف جانے کے لئے تیار کر دیا اور بنی مسلم اور ریاح کے جو اعراب اس کی اطاعت میں تھے وہ بھی اپنی سواریوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکل پڑے۔ پس انہوں نے حفاظتی فوج کو اتار دیا اور وہ ۳۹ھ میں ایک بہت بڑی فوج اور عظیم لشکر کے ساتھ اٹھا اور اس نے عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے لڑکوں کو اپنے اپنے وطنوں سے آنے والے لوگوں اور ذوبان اور زغبہ کے قبائل اور عربوں کی فوج کے ساتھ اپنی فوج کے آگے آگے بھیجا اور ان کے ملک کی سرحدوں میں ان سے مقابلہ کے لئے جگہ مقرر کی اور جب وہ مغرب میں ریاح اور بنی سُلیم کے میدانوں کے منتہیٰ پر کے سامنے صحرائے زامز میں اُترا تو عرب' سلطان کی رکاب میں چلنے سے سستی کرنے لگے اور عذر کرنے لگے پس امیر ابوزکریا نے ان سے جنگ کے لئے کھڑا کرنے اور ان کے عزائم کو بیدار کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا اور وہ اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین کی تمام فوجوں کے ساتھ شہر کے میدان میں تلمسان سے جنگ کی اور یغمراسن اور اس کی فوجیں تیراندازی کرتے ہوئے سلطان کے مقابلہ میں نکلیں پس وہ تتر بتر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے اور فصیلوں کو بچانے سے عاجز آ گئے پس بلندی سے خوب جنگ ہوئی اور یغمراسن نے دیکھا کہ شہر میں اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص میں چھپ کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا اور موحدین کی فوجوں نے اُسے روکا تو

اس نے بھی ان کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کرلیا اور ان کے بعض بہادروں کو پچھاڑ دیا تو انہوں نے اُسے رستہ دے دیا اور وہ صحرا میں چلا گیا اور ہر جانب سے فوجیں شہر کی طرف کھسک گئیں پھر انہوں نے اس میں گھس کر عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے اور اموال کے لوٹنے سے فساد پیدا کر دیا اور جب اس نے دیکھا تو اس نے اس گھبراہٹ اور صدمہ کو دور کر دیا اور جنگ کی آگ سرد ہوگئی اور موحدین اور امیر نے ان لوگوں کے متعلق غور وفکر کیا جو اسے تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت دے رہے تھے اور اُسے بنی عبدالمؤمن کی دعوت اور اس کی مدافعت کے لئے اس کی سرحد پر اتار رہے تھے اور ان کے اشراف نے اس بات کو بڑا سمجھا اور امرائے زناتہ نے اسے یغمر اسن کے مقابلہ میں کمزور سمجھتے ہوئے بھگا دیا اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ سردار ہے جو نہ اپنے آپ کو زخمی کرسکتا ہے اور نہ اچانک حملہ کرسکتا ہے اور نہ اپنے شکار سے روک سکتا ہے اور یغمر اسن نے پڑاؤ کے ارگرد غارت گروں کو بھیجا جنہوں نے لوگوں کو اچک لیا اور انہوں نے کمین گاہوں سے اسے دیکھ لیا پھر اس نے سلطان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے تلمسان اور افریقہ کے بدلہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مراکش کے حاکم پر اتفاق کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ کہ وہ اس اکیلے کو محمدی دعوت دے دے تو اس نے یہ بات قبول کرلی اور اس کی ماں سوط النساء شرط قبول کے لئے اس کے پاس آئی تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اُسے بڑا انعام دیا اور اس کے آنے جانے کی تحسین کی اور اس نے یغمر اسن کے لئے افریقہ کے بعض مضافات کی شرط لگائی اور اس کے خراج کے لئے اپنے عمال کے ہاتھوں کو کھول دیا اور وہ اپنی آمد کے سترہ روز بعد الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا اور راستے میں موحدین نے اس کے دل میں یغمر اسن کی سختی کا وسوسہ ڈالا اور اسے بتایا کہ وہ زناتہ اور امرائے مغرب میں سے اسی کے حاسدوں کو کھڑا کرے تاکہ وہ اپنے ارادے سے باز رہے اور انہوں نے اُسے سلطان کا لباس زیب تن کروادیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور عبدالقوی بن عطیہ تو جینی اور عباس بن مندیل مغراوی اور منصور ملکیشی اپنی اپنی قوم کا سردار بنا دیا گیا اور انہیں آلہ بنانے اور یغمر اسن کے طریق پر بادشاہی پروانے بنانے کی اجازت دے دی پس انہوں نے اس کی اور موحدین کی لیڈروں کی موجودگی میں انہیں تیار کرلیا اور انہوں نے اس کے دروازے پر ان مراسم کو قائم کیا اور وہ اپنے ملک کی وسعت اور خواہش کی تکمیل اور اس کی حکومت کے سامنے مغرب کی اطاعت اور اس میں بنی عبدالمؤمن کی دعوت کے باعث ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ تونس کی طرف چلا گیا پس وہ الحضرۃ میں داخل ہوا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور شعراء نے فتح کے شعر پڑھے اور اس نے انہیں انعامات دیئے اور لوگوں کی گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں۔

اہل اندلس کے دعوتِ حفصی میں شامل ہونے اور اشبیلیہ اور اس کے بہت سے شہروں کی بیعت کے پہنچنے کے حالات

: ابوالولید کی اولاد میں سے ابومروان احمد الیاجی اشبیلیہ میں موجود تھا اور حافظ ابوبکر جو نہایت مشہور آدمی ہے۔ اس کی اولاد میں سے ابوعمر بن الجد موجود تھا اور یہ اپنے اجداد سے بزرگی اور بڑائی کے وارث تھے اور خلفاء نے انہیں ان کے طریقوں پر چلایا اور یہ دونوں اپنے اپنے ملک کے باشندوں کے متبوع ومطاع تھے اور ابوالقاسم امیر زکریا کے جملہ مددگاروں میں شامل ہوگیا اور اس نے اس بات کی اپنے بیٹے کو بھی وصیت کی یہاں تک کہ اس کے نفس نے اسے حملہ اور خروج کرنے کی ترغیب دی اور اس پر اس اسباب کا رعب چھا گیا کہ لوگوں کا گروہ اس کی تشہیر کرے گا اور

اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان نے تانبے کے نئے پیسے بنائے جو چاندی سے بنائے جاتے تھے اس طرح اس نے مشرقی سکے کی مشابہت اختیار کی تا کہ بازاروں میں لوگوں کو معاملات اور ضروریات کے پورا کرنے میں آسانی ہو اور یہ وجہ بھی ہوئی کہ چاندی کے سکہ کو لینے والے یہودیوں نے اس کے بنانے اور خرچنے میں خریب کاری شروع کر دی اور اس نے اپنے نئے سکے کا نام حندوس رکھا پھر لوگوں نے اسے خیانت سے خراب کر دیا اور صاحب مرتبہ لوگوں نے اسے کم وزن بیان کیا اور اس میں خرابی پھیل گئی پس سلطان نے اس کی سزا میں سختی کر دی اور اس نے لوگوں کے ہاتھ کاٹے اور انہیں قتل کیا اور جو اس سکے کو لیتا شبہ میں پڑ جاتا اور لوگوں نے اس کے بارے میں فکر کی اور لوگوں نے سلطان کو اسے ختم کرنے کو کہا اور اس بارے میں بہت باتیں ہونے لگیں اور فتنہ پیدا ہو گیا اور نئے انداز سے عوام کو یہ بات برداشت کرنا پڑی کہ باہر سے جو شخص فتنہ کو بھڑکاتا ہے وہ قاسم بن ابی زید ہے پس سلطان نے یہ سکہ ختم کر دیا اور اس کے عمزاد ابوالقاسم کی پوزیشن نے اسے غمگین کر دیا اور اسے اطلاع ملی تو اس اس کا نفس جو اُسے خروج کی ترغیب دیتا تھا اس کے متعلق اس پر رُعب چھا گیا تو وہ ۶۱ھ میں الحضرۃ سے بھاگ کر ریاح سے جا ملا اور ان کے امیر شبل بن موسیٰ بن محمد انیس زواودہ کے ہاں اترا پس اس نے اس کی حکومت کی تابعداری کی پھر اسے اطلاع ملی کہ سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے تو وہ اس کے حملے سے ڈر گیا اور اس کے قبیلہ سے عربوں کی حکومت مضطرب ہو گئی اور جب ابوالقاسم نے ان کے اضطراب کو محسوس کیا اور اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ جب سلطان ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے اس کے سپرد کر دیں گے تو وہ وہاں سے تلمسان چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں رہنے لگا پھر اس نے برے کام کرنے شروع کر دیئے اور حکومت نے بھی اس کی عیب گیری شروع کر دی تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور مدت تک تمیلل میں قیام پذیر رہا پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ امیر ابواسحاق' ابن احمر کی پناہ سے کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

<u>مسیلہ کی طرف سلطان کے خروج کے حالات</u>: جب سلطان کو اس کے عمزاد قاسم بن ابی زید کے متعلق اطلاع ملی کہ ریاح کی بیعت لینے کے بعد وہ مغرب کی طرف چلا گیا ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ شہروں پر چڑھائی کی ہے تو وہ ۶۴ھ میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ وطن کو درست کرنے اور اس سے فساد کے آثار کو مٹانے اور عربوں کو طاغیہ سے مقدم کرنے کے لئے نکلا اور جہات سے ہوتا ہوا بلاد ریاح میں پہنچا اور ان پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطراف کو درست کیا اور شبل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم بیابان کی طرف بھاگ گئے اور سلطان ریاح کے آخری وطن مسیلہ میں اتر پڑا اور وہاں اس سے بنی توجین کے امیر محمد بن عبدالقوی نے ملاقات کی اور اس کی ملاقات سے برکت حاصل کرتے ہوئے نئے سرے سے تجدید اطاعت کی پس اس نے اس کے ساتھ اس کے امثال کا سا حسن سلوک کیا اور اُسے سامان اور انعامات سے مدد دی اور اسے کوتل گھوڑے اور سونے سے بھری ہوئی کشتیاں دیں اور کتان اور بہترین روئی کے کپڑوں کے خیمے لگائے اور ان کے ساتھ مال' سواریاں' گھوڑے اور ہتھیار دیئے اور الزاب کی عملداری میں اُسے اوماش کا شہر ہیڈ کوارٹر کے طور پر جاگیر میں دیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور سلطان بھی تونس کی طرف واپس آ گیا لیکن اس کے دل میں ریاح کے متعلق کینہ تھا یہاں تک

کہ اس نے اپنی تدبیر کا رُخ اس کی طرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور دوسری بار وہ الحضرۃ میں اترا جو اس کے مولیٰ ہلال کی وفات کی جگہ ہے جو قائد کے نام سے مشہور تھا اور اسے حکومت میں سلطان کی طرح قدیمی مرتبہ حاصل تھا اور وہ شجاع، سخی، خوش اخلاق اور اہل علم اور حاجتمندوں کی طرف توجہ کرنے والا تھا اور اس کے بہت سے اچھے کارنامے منقول ہیں جن سے اس کی بہت شہرت ہوئی پس سلطان کو اس کی وفات کا بہت غم ہوا۔

اور شبل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم نے طاغیہ کو پریشان کرنے کے لئے بہت کام کئے اور اس گھرانے میں سے جو آدمی ان کے ساتھ ملا انہوں نے اُسے بادشاہ بننے کی رائے دی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے پہلے امیر ابو اسحاق کی اور پھر اس کے بعد اس کے عمزاد ابوالقاسم بن ابی زید کی پیروی کی اور سلطان ۷۴ ھ میں ان کے مقابلہ کے لئے گیا اور ان کے اوطان پر قبضہ کر لیا اور وہ صحرا میں چلے گئے اور یہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے ابی ہلال عباد عامل بجایہ کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، اشارہ کیا کہ وہ ان سے حسن سلوک اور دوستی کرے تا کہ وہ اس کے پاس آتے رہیں اور سلطان نے کعوب بن سُلیم، ذیاب اور بنی ہلال کے فریقوں سے اپنے حلیفوں کو جمع کیا اور ۶۰ ھ میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ تونس سے نکلا اور بنو عساکر بن سلطان نے جو مسعود بن سلطان کے بھائی ہیں اس سے ملاقات کی پس اس نے محمد بن عساکر کو اس کی قوم اور دیگر ریاح پر امیر بنا دیا اور بنو مسعود بن سلطان صحرا کی طرف بھاگ گئے اور سلطان نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ نقاوس میں اترا اور انہوں نے الزاب کی گھاٹیوں میں پڑاؤ ڈال لیا اور ان کے ایلچی ابی ہلال کے پاس میدان میں داخل ہونے کے لئے اسے مراجعت سے مانوس کرنے کے لئے آنے جانے لگے پس اس نے اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے انہیں سلطان کے پاس جانے کو کہا تو انہوں نے اس کے اشارہ کو قبول کر لیا اور ان کا امیر شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کا بھائی گئے تو اس نے انہیں اور درید بن تازیر کو گرفتار کر لیا جو کرفہ کے شیوخ میں سے تھا اور ان کا سامان لوٹ لیا اور قتل کر دیا اور ان کے جسموں کو نقاوس کی جہات کے کناریوں پر نصب کر دیا جہاں پر انہوں نے ابوالقاسم بن ابی زید کی بیعت کی تھی اور ان کے سروں کو بسکرہ کی طرف بھجوا دیا جہاں ان کو نصب کر دیا گیا اور وہ لڑتا ہوا ان کے قبائل کی طرف چلا گیا اور اس نے ان کو الزاب کی گھاٹیوں میں ان کی جگہوں پر اتار دیا اور وہاں پر ان کے ساتھ رہا پس وہ بھاگ گئے اور سواروں اور گھوڑوں اور خیموں کو چھوڑ گئے اور سدریکش کے ہاتھ ان سے بھر گئے اور کجادوں پر بیٹھ کر بچوں اور عیال کے ساتھ بھاگ گئے اور فوجیں ان کا پیچھا کر رہی تھیں یہاں تک کہ وہ الزاب کے سامنے وادئ شدی سے آگے گزر گئے اور یہ وہ وادی ہے جو مغرب اوسط کے سامنے سے جبل راشد سے نکلتی ہے اور الزاب سے گزرتی ہوئی مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور سبخہ نفزاوہ میں جا گرتی ہے جو بلاد الجرید میں سے ہے پس جب ان کا دستہ وادی سے گزر گیا تو وہ اس بے آب و گیاہ جنگل اور سیاہ پتھریلی زمین میں چلے گئے جسے الحماوہ کہتے ہیں پس فوجیں ان کے تعاقب سے واپس آ گئیں اور سلطان اپنی جنگ سے کامیاب و کامران ہو کر واپس آیا اور شعراء نے مبارکباد کے قصائد پڑھے اور زواودہ کی جماعت ملوک زناتہ کے ساتھ جا ملی اور بنو یحییٰ بن درید، یغمر اسن بن زیان کے ہاں اور بنو محمد بن مسعود، یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترے پس انہوں نے ان کو بہت عطیات دیئے اور ان کے ہاتھوں کو انعامات اور اصطبلوں کو گھوڑوں اور قبیلوں کو اونٹوں سے بھر دیا اور وہ اپنے وطنوں کو لوٹ

آ ئے اور دار کلہ اور ریغہ کے محلات پر قبضہ کرلیا اور انہیں سلطان کی حکومت سے الگ کرلیا پھر وہ الزاب کی طرف مڑ گئے تو اس کے عامل ان کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ مقرہ کا ٹھکانہ تھا اور اس نے الزاب کی حدود پر ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور بطاوہ تک اس کا تعاقب کیا اس کے نزدیک اسے قتل کر دیا اور انہوں نے الزاب' جبل ادراس اور بلاد حصنہ پر چڑھائی کی یہاں تک کہ حکومتوں نے انہیں یہ علاقے دے دیئے اور یہ ان کی ملکیت ہو گئے۔

طاغیہ افرنجہ اور تونس کے نصرانیوں سے اس کی جنگ کے حالات: یہ قوم افرنجہ کے نام سے مشہور ہے اور عوام اسے افرانسہ شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے افرانسس کہتے ہیں اور ان کا نسب یافث بن نوح کے ساتھ جا ملتا ہے اور یہ لوگ بحر روم کے دونوں کناروں میں سے شمالی کنارے پر رہتے ہیں جو جزیرہ اندلس اور خلیج قسطنطنیہ کے درمیان واقع ہے اور یہ مشرق کی جانب سے رومیوں اور مغرب کی جانب سے جلالقہ کے پڑوسی ہیں اور انہوں نے رومیوں کے ساتھ ہی نصرانیت کو اختیار کر لیا تھا اور شاہِ روم کی واپسی پر ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ رومیوں کے ساتھ سمندر پار کر کے افریقہ چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سبیطلہ' جلولا' قرطاجنہ' مرناق اور باغایہ میں اتر پڑے اور وہاں پر جو بربری رہتے تھے ان پر غالب آ گئے یہاں تک کہ انہوں نے ان کے دین کی اتباع کر لی اور ان کی اطاعت اختیار کر لی پھر اسلام آیا تو اعراب نے ان کے ہاتھوں سے افریقہ کے باقی ماندہ شہروں مشرقی کنارے اور سمندری جزائر مثلاً افریطش' مالطہ' صقلیہ اور میورقہ کو چھین کر فتح حاصل کر لی۔ پھر انہوں نے خلیج طنجہ کو پار کیا اور القوط' جلالقہ اور البشکنس پر غلبہ پا لیا اور جزیرہ اندلس پر قابض ہو گئے اور اس کی گھاٹیوں اور گھروں سے نکل کر ان افرنجہ کے میدانوں کی طرف آ گئے اور ان پر قبضہ کر لیا اور ان میں فساد برپا کر دیا اور ہمیشہ ہی اُدن والے اندلس میں بنی امیہ کے آغاز میں اس طرف آتے رہے اور افریقہ کے والی اغالبہ میں سے تھے اور ان سے پہلے بھی مسلمانوں کی فوجیں اور ان کے بحری بیڑے اس کنارے سے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ سمندری جزائر میں ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے اپنے کنارے کے میدانوں میں ان سے جنگ کی اور ان کے دلوں میں ہمیشہ ہی کینہ قائم رہا اور وہ چھنے ہوئے علاقوں کی واپسی کا طمع کرتے رہے اور الربع ساحل شام کے بہت قریب تھا اور جب رومی حکومت قسطنطنیہ اور رومہ پہنچی اور خرنجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو انہوں نے مشرق میں اسے خلافت کا نام دیا اور شام کے قلعوں اور سرحدوں پر غالبہ حاصل کرنے کے لئے بڑھے اور ان پر چڑھائی کی اور ان میں سے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ پر غالب آ گئے اور اس میں مسجد کی بجائے ایک بہت بڑا گرجا بنایا اور کئی بار مصر اور قاہرہ سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حاکم مصر و شام صلاح الدین ابو ایوب کردی کو چھٹی صدی کے وسط میں مسلمانوں کے لئے بچانے والا باغ اور اہل کفر پر عذاب بنا کر بھیجا پس اس نے ان کے ساتھ جہاد میں شجاعت دکھائی اور جو کچھ انہوں نے قبضہ میں کیا تھا اسے واپس لیا اور مسجد اقصیٰ کو ان کے جھوٹ اور کفر سے پاک کیا اور وہ اپنے جہاد کی کاروائیوں میں فوت ہو گیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا اور ساتویں صدی میں حاکم مصر و شام ملک صالح کے عہد میں اور تونس میں امیر ابوزکریا کے زمانے میں مصر سے جنگ کی پس انہوں نے دمیاط میں اپنے خیمے لگائے اور اسے فتح کر لیا اور انہوں نے مصر کی بستیوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس دوران میں ملک صالح فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا معظم حکمران بنا اور مسلمانوں کو نیل کے بہاؤ

کے زمانے میں جنگ سے فرصت ملی پس انہوں نے العیاض کو فتح کیا اور پانی کی فراوانی کو دور کر دیا پس اس نے ان کے پڑاؤ کا گھیراؤ کر لیا اور ان میں سے ایک عالم فوت ہو گیا اور اس نے ان کے سلطان کو جنگ سے بیڑیاں ڈال کر سلطان کی طرف بھیج دیا اور اس نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مسلمانوں کو دمیاط پر قبضہ دلائے گا۔ پس انہوں نے صلح کی شرط پر اس سے وعدہ وفائی کی اس نے تھوڑی مدت میں ہی عہد شکنی کی اور اپنے علاقے کے تاجروں کے مال کے ضامن ہونے کے خیال میں اس نے از راہ ظلم تونس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے اللیانی کو قرض دیا اور جب سلطان نے اُسے ہٹا دیا تو انہوں نے بغیر حد وصب کے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو تین سو دینار تھا پس انہوں نے غضبناک ہو کر اپنے طاغیہ کے پاس شکایت کی تو وہ بھی ان کے لئے برافروختہ ہو گیا اور انہوں نے اُسے تونس سے جنگ کرنے کی طرف رغبت دلائی کیونکہ اس میں بھوک اور جانوروں کی وبا پڑی ہوئی تھی۔ پس اس نے افرنج کے طاغیہ انفرنسیس کو بھیجا جس کا نام سنلویس بن یولیس تھا اور اس نے افرنجی زبان میں ریڈ فرنس کا لقب اختیار کیا تھا جس کے معنی شاہِ فرانس کے ہیں پس اس نے اس کو ملوک نصاریٰ کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں تونس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالے اور اس نے خلیفہ المسیح کی طرف بھی آدمی بھیجا تو اس نے ملوک نصاریٰ کو اس مدد کرنے کی طرف اشارہ کیا اور گرجوں کے اموال بھی اسے مدد کے لئے ہاتھوں دیئے اور باقی ماندہ شہروں میں بھی نصاریٰ کی جنگ کی تیاری کی خبر مشہور ہو گئی اور مسلمان ممالک میں سے جن نصرانی بادشاہوں نے اسے جنگ کے متعلق جواب دیا وہ شاہِ انکشار' شاہِ اسکوسنا' شاہِ نزول اور شاہِ برشلوز تھے۔ جس کا نام ریدراکون تھا اور افرنجی بادشاہوں کی ایک اور جماعت نے بھی اسے جواب دیا۔ ابن اثیر نے یہ بات اسی طرح بیان کی ہے اور مسلمانوں کو ان کے غصے نے پریشان کر دیا اور سلطان نے اپنی باقی ماندہ عملداریوں میں خوب تیاری کرنے کا حکم دے دیا اور سرحدوں میں فصیلوں کو درست کرنے اور خوراک اسٹاک کرنے کا حکم دے دیا اور نصرانی تاجر مسلمانوں کے شہروں کے ساتھ معاہدہ کرنے سے احتراز کرنے لگے اور سلطان نے اپنے ایلچیوں کو انفرنسیس کی طرف اس کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کے ساتھ ایسی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا جس سے وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے اور وہ اپنی شرائط کی تکمیل کے لئے اسی ہزار دینار کا سونا اٹھا کر لے گئے پس اس نے ان کے ہاتھوں سے مال لے لیا اور انہیں بتایا کہ جنگ ان کے علاقے میں ہو گی اور جب انہوں نے مال طلب کیا تو وہ بہانے کرنے لگے کہ اس نے مال لیا ہی نہیں اور ان کا معاملہ اس کے ساتھ حاکم مصر کے ایلچی کے پہنچنے کا سا ہو گیا پس اسے انفرنسیس کے پاس حاضر کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کو کہا تو اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور اسے سلطانِ مصر کے شاعر ابی مطروح کے یہ اشعار سنائے کہ:

''جب تو فرنسیس کے پاس جائے تو اسے خیر خواہ وزیر کی سچی باتیں کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ تجھے مسیح کے عبادت گزار نصاریٰ کے قتل کا اجر عطا کرے تو مصر میں اس کی حکومت طلب کرتے ہوئے آیا اور تو خیال کرتا ہے کہ ڈھول کے ساتھ بزدل طاقتور ہو جاتا ہے پس موت تجھے ادہم کی طرف لے آئی اور تیری آنکھوں کے سامنے جگہ بھی تنگ ہو گئی اور تیری تمام اصحاب کو تیری بدتدبیری نے قبر میں ڈال دیا اور ستر ہزار میں سے ہر آدمی یا مقتول ہے یا مجروح ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے ایسی ہی باتوں کا الہام کرے شاید عیسیٰ کو تم سے راحت محسوس ہو اور اگر تمہارا

پوپ اس بات سے راضی ہے تو بہت دفعہ خیر خواہ بھی دھوکہ بازی کرتا ہے پس انہوں نے اُسے کاہن بنالیا اور وہ تمہاری جماعت اور تمہارے سست آدمی سے تمہارا زیادہ خیر خواہ ہے۔ انہیں کہہ دو کہ اگر انہوں نے بدلہ لینے یا کسی برے کام کے لئے دوبارہ آنے کا ارادہ کرلیا ہے تو ابن لقمان کا گھر اپنی حالت پر قائم ہے اور بیڑیاں بھی پڑی ہوئی ہیں اور آختہ کیا ہوا خوبصورت ہوتا ہے''۔

یعنی ابن لقمان کے گھر میں اسکندریہ میں اس کے قید کرنے کی جگہ ہے اور اہل مصر کے عرف میں طواشی آختہ کو کہتے ہیں پس جب وہ ان اشعار کو پڑھ چکا تو اس بات نے طاغیہ کو سرکشی اور تکبر میں بڑھا دیا اور اس نے تونس کی جنگ میں عہد شکنی سے معذرت کی اور باقی ماندہ علاقوں سے ایلچیوں کو اسی روز واپس بلا لیا پس سلطان کے ایلچی نے ان کی حالت سے انتباہ کرتے ہوئے پہنچ گئے اور طاغیہ نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا اور ذوالقعدہ ۶۸ھ کے آخر میں اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر تونس کی طرف گیا پس یہ لوگ سردانیہ یا صقلیہ میں جمع ہو گئے پھر اس نے ان سے تونس کی بندرگاہ کا وعدہ کیا اور وہ چل پڑے اور سلطان نے لوگوں میں سے دشمن کے متعلق چوکس رہنے اور تیاری کرنے اور قریب ترین شہر میں جنگ کے لئے جانے کا اعلان کر دیا اور اس نے الشوانی کو حالات کی دریافت کے لئے بھیجا اور وہ کئی دن تک حالات معلوم کرتا رہا پھر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر پے در پے بحری بیڑے آنے لگے اور سلطان نے اندلس کے اہل شوریٰ سے اور موحدین سے ان کے جانے اور ساحل پر اترنے یا اس سے انہیں روکنے کے متعلق گفتگو کی تو بعض لوگوں نے انہیں اس وقت تک روکنے کا مشورہ دیا کہ ان کی خوراک کے ذخائر ختم ہو جائیں تو وہ اس جگہ سے جانے پر مجبور ہو جائیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جب وہ الحضرۃ کی بندرگاہ سے جو محافظوں اور فوجوں والی ہے جائیں گے تو وہ ایک سرحد پر حملہ کریں گے اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ لیں گے مگر اس پر ان کا غلبہ پانا مشکل ہوگا۔ تو سلطان نے اس بات سے اتفاق کیا اور انہیں جانے کے لئے چھوڑ دیا پس وہ قرطاجنہ کے ساحل پر اُترے اور اس سے قبل رودس کے سواحل اندلسی فوج اور رضا کاروں کی چوکیوں سے بھر چکے تھے اور وہ تقریباً چار ہزار سوار تھے جو رئیس الدولہ محمد بن الحسین کی نگرانی کے لئے اترے ہوئے تھے اور جب نصاریٰ ساحل پر اُترے تو وہ تقریباً چھ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے یہ بات مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کی ہے نیز وہ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بڑے تین سو بحری بیڑے تھے اور وہ سات بادشاہ تھے جن میں افرنسیس اور حاکم صقلیہ جرون کے بھائی اور جزر اور علجہ کا حاکم جو طاغیہ کا ساتھی تھا۔ جس کا نام الرنیہ تھا اور البرا بکیر کا حاکم اور عام مؤرخین انہیں بادشاہ کا نام دیتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے الگ الگ تونس پر حملہ کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ وہ حملہ کرنے والا ایک ہی آدمی تھا جس کا نام طاغیہ فرنجہ تھا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی اور جرنیل تھے جن میں سے ہر ایک اپنی قوت اور شدت جنگ کی وجہ سے بادشاہ شمار ہوتا تھا۔ پس انہوں نے قرطاجنہ کے قدیم شہر میں اپنی فوجیں اتار دیں اور وہ دیواروں کی طرح تھے اور شہر کے اندر کے پڑاؤ میں فوج برافروختہ ہوگئی اور انہوں نے فصیلوں کی خرابی کو لکڑی کے تختوں سے درست کیا اور ان کی برجیوں کو مرتب کیا اور فصیل پر ایک بڑی گہری خندق بنائی اور محفوظ ہو گئے اور سلطان اس کی تخریب میں اپنی دانائی کے ضائع کرنے پر پشیمان ہوا اور فرنجہ کا بادشاہ اور اس کی قوم چھ ماہ تک تونس میں نبرد آزما رہے اور اس کے پاس صقلیہ اور عددہ کے بحری بیڑوں سے جوانوں' اسلحہ اور خوراک کی مدد پہنچتی رہی اور اس نے بعض مسلمانوں کو بحیرہ کے ایک راستے میں داخل کر دیا اور عربوں نے

ان کا پیچھا کیا پس انہوں نے اچانک دشمن کو آ لیا اور فتح حاصل کرنے اور غنیمت لی اور ان کی جگہ کو بھی معلوم کر لیا پس انہیں بحیرہ کی نگرانی کا مکلّف کیا گیا اور الشوانی نے بحیرہ میں تیر انداز بھیجے اور انہوں نے ان کی طرف جانے والے راستے کو روک دیا اور سلطان نے اپنے ممالک میں فوج کو اکٹھے کرنے والے بھیجے اور اسے ہر جانب سے امداد ملی اور حاکم بجایہ ابو ہلال بھی پہنچ گیا اور عربوں' سدویکش' دلہاصہ اور دہوارہ کی فوجیں بھی آ گئیں یہاں تک کہ زناتہ کے ملوکِ مغرب نے بھی اُسے مدد دی اور محمد بن عبدالقوی نے اپنے بیٹے زیان کی نگرانی کے لئے بنی توجین کی فوج اس کی طرف بھیجی اور سلطان نے باقی ماندہ تنخواہ دار اور رضا کار فوج پر سات موحدین کو سالار مقرر کیا جن کے نام یہ ہیں۔ اسماعیل بن ابی کلاسن' عیسیٰ بن داؤد' یحییٰ بن ابی بکر' یحییٰ بن صالح' ابو ہلال عیاد' حاکم بجایہ اور محمد بن عبو اور ان سب کے سرخیل یحییٰ بن صالح اور یحییٰ بن ابی بکر تھے اور مسلمانوں کی اس قدر تعداد جمع ہو گئی جسے شمار نہیں کیا جا سکتا تھا اور صلحاء اور فقہاء اور درویش خود جہاد کے لئے نکلے اور سلطان خود اپنے خواص اور دلی دوستوں کے ساتھ ایوانہ میں بیٹھ گیا اور وہ خواص اور دلی دوست یہ تھے۔ شیخ ابو سعید جو العود کے نام سے مشہور تھا اور ابن ابی الحسین اور قاضی ابو القاسم بن البراء اور اخو العیش اور محرم ۹ھ میں منصف مقام پر ان کی جنگ ہوئی پس اس روز یحییٰ بن صالح اور جرون نے حملہ کیا اور فریقین میں سے بہت سی مخلوق مر گئی اور انہوں نے عشاء کے بعد پڑاؤ پر حملہ کیا اور مسلمان اس کے نزدیک ہلاک ہو گئے اور پانچ سو نصاریٰ کے قتل کے بعد اس پر غالب آ گئے اور اس کے خیمے جس طرح لگے تھے لگے رہے اور اس نے پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا پس اسے لوگوں نے دست بدست کھودا اور شیخ ابو سعید نے خود بھی کھدائی کی اور مسلمان تونس میں مصیبت میں پڑ گئے اور بدگمانی کرنے لگے اور سلطان پر تونس سے قیروان جانے کا الزام لگایا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا اور فرنجہ کا بادشاہ مر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اُسے ایک جنگ میں اچانک تیر آ لگا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے وبائی مرض ہو گیا تھا اور بعض کہتے ہیں سلطان نے ابن جرام دلامی کے ساتھ اس کے پاس ایک زہر آلود تلوار بھی تھی جس سے وہ ہلاک کیا گیا تھا مگر یہ بات بعید از عقل ہے اور جب وہ فوت ہو گیا تو نصاریٰ نے اس کے بیٹے دمیاط پر اتفاق کر لیا اور اس کا یہ نام اس وجہ سے ہے کہ وہ یہاں پر پیدا ہوا تھا پس انہوں نے اس کی بیعت کی اور جانے کا ارادہ کر لیا اور ان کا دار و مدار علجہ پر تھا پس اس نے المستنصر سے خط و کتابت کی کہ جو کچھ وہ اپنے آنے پر اخراجات کر چکے ہیں انہیں دے دیئے جائیں پس چونکہ عربوں نے اپنے سرمائی مقامات کی طرف جانے کا عزم کر لیا تھا اس لئے سلطان نے ان کی مدد کی اور اس نے ربیع الاول ۶۹ھ میں مصالحت کرنے کے لئے فقہاء کے مشائخ کو بھجوایا اور قاضی ابن زیتون نے پندرہ سالوں کے لئے مصالحت کے انعقاد کی ذمہ داری لی اور ابو الحسن علی بن عمر اور احمد بن الغماز اور زیان بن محمد بن عبدالقوی امیر بنی توجین حاضر ہوئے اور حاکم صقلیہ جرون اپنے جزیرہ پر صلح کے لئے مخصوص ہوا اور نصاریٰ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ چلے گئے اور انہیں سخت آندھی نے آ لیا جس سے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور سلطان نے جو مال دشمن کو دیا تھا اس کا تاوان رعایا پر ڈال دیا جو انہوں نے رضا کارانہ طور پر اسے دے دیا' کہتے ہیں کہ وہ مال دس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا اور نصاریٰ قرطاجنہ میں تین منجنیقیں چھوڑ گئے اور سلطان نے حاکم مغرب اور نواح کے ملوک سے حالات کے متعلق اور مسلمانوں سے اپنے دفاع اور اپنی صلح کے

متعلق بات چیت کی اور قرطاجنہ کو اس کی بنیادوں سے مٹا دینے کا حکم دیا اور فرنجہ اپنی دعوت کی طرف لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا پھر وہ مسلسل کمزور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کی حکومت عملداریوں میں تقسیم ہوگئی اور حاکم صقلیہ اور حاکم نایل' جنوہ اور سردانیہ اپنے آپ کو دوسروں سے ترجیح دینے لگے اور اس دور میں ان کا قدیم ترین دارالخلافہ حد درجہ کمزور ہوگیا۔ واللہ وارث الارض و من علیھا ھو و خیر الوارثین۔

اصل میں یہ آدمی بنی سعید میں سے تھا جو غرناطہ کے قریبی قلعے کے رؤسا تھے اور ان میں سے بہت سے آدمی موحدین کے زمانے میں عدد تین کے عامل تھے اور اس کا دادا ابوالحسن سعید قیروان میں بہت بڑا کاروباری آدمی تھا اور اس کا یہ پوتا جس کا نام محمد ہے اس نے اس کی کفالت میں نشوونما پائی اور جب یہ معزول ہو کر مغرب کی طرف لوٹا تو ۶۰۴ھ میں بونہ میں فوت ہوگیا اور اس کا پوتا محمد' تونس کی طرف لوٹ آیا اور اس دور میں شیخ ابو محمد بن ابی حفص افریقہ کا حاکم تھا پس یہ اس کے بیٹے ابی زید کی خدمت میں لگ گیا اور جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی تو محمد' اس کی خواہشات پر غالب آ گیا پھر سید ابوعلی مراکش سے آیا اور افریقہ کا حاکم محمد بن ابی الحسین اس کے مددگاروں میں سے تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ مراکش میں مسکورہ کے محاصرہ میں فوت ہوگیا تھا اور ابن ابی الحسین تونس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے امیر ابوزکریا کے ساتھ ابتداء ہی میں رابطہ پیدا کر لیا اور اس کی خواہشات پر غالب آ گیا اور جب المستنصر حاکم بنا تو اس نے تھوڑی دیر اسے اپنے طریق پر چلنے دیا پھر وہ اللحیانی کے واقعہ کے بعد اس سے بگڑ گیا اور باطنیہ فرقے میں سے اس کے دشمنوں کی چغلی کا اثر بڑھ گیا اور انہوں نے ابوالقاسم بن عزومہ ابی زید ابن الشیخ ابی محمد کے ساتھ اس کی مداخلت کو نشر کیا تو سلطان نے اسے ہٹا کر اس کے گھر میں نو ماہ تک نظر بند کر دیا پھر اُسے رہا کر دیا اور دوبارہ اُسے اس کی جگہ مقرر کر لیا اور اس نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لیا اور سلطان کے احکام پر اس کا غلبہ ہوگیا یہاں تک کہ ۹۱ھ میں اس کی وفات ہوگئی اور اس نے اس کے عمزاد سعید بن یوسف بن ابی الحسین کو الحضرۃ کے کاموں کا مکلّف کیا اور اس نے بہت سا مال جمع کر لیا اور الحضرۃ سے بہت کچھ حاصل کیا اور رئیس ابوعبداللہ مختلف علوم کا جامع اور شعر و لغت اور نظم و نثر کا بڑا ماہر تھے اور اس کی ایک تالیف ترتیب المحکم ہے جو صحاح جوہری اور اس کے اختصار کی ترتیب کے مطابق ہے اور وہ اپنی ریاست میں مضبوط رائے' خوددار' عالی ہمت اور خدمت میں بڑا محتاط تھا اور اس کے کچھ اشعار بھی ہیں جن میں سے التیجانی وغیرہ نے کچھ اشعار نقل کئے ہیں اور ان میں سے زیادہ مشہور وہ ہیں جو اس نے امیر ابوزکریا کی طرف سے عنان بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کئے ہیں جو اس نے مخالف ہو کر ابن غانیہ کی اتباع کر لی تھی اور وہ اشعار ''ر'' کی ردیف میں ہیں اور اس سے قبل دوسرے اشعار میں ''د'' کی ردیف میں ہیں اور اس کا ایک بیٹا سعید نام کا تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں مراتب سلطانیہ میں فوت ہو گیا پھر وہ اپنی انتہا سے پہلے ہی شادمان ہوگیا اور اس کی تیسری موت شیخ ابوسعید عثمان بن محمد ہنتاتی جو العود الرطب کے نام سے مشہور تھا کی موت تھی اور مغرب میں اس کے اہل بیت بنی ابی زید کے نام سے مشہور تھے اور ان میں ایک عبدالعزیز بھی تھا جو صاحب الاشغال کے نام سے مشہور تھا اور سعید کے زمانے میں تیسری بدسلوکی سے مغرب سے بھاگ گیا اور ۱۲۱ھ میں سجلماسہ چلا گیا اور وہاں عبداللہ الحضرو جی نے بہت اچھل کود کی اور امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی پس عبداللہ نے اُسے

موحدین کے مشائخ کے درجے اور اپنے اہل مجلس میں شامل کر لیا پھر اس نے بنی نعمان کی مصیبت کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے ہاں وہ مقام حاصل کیا کہ کوئی اس کی ہم سری نہ کر سکتا تھا اور اس کی رائے اور تدبیر پر غالب آ گیا یہاں تک کہ ۷۳ھ میں فوت ہو گیا اور عوام وخواص میں اس کا ذکر خیر باقی رہ گیا۔

اہل جزائر کی بغاوت اور ان کی فتح کے حالات: جب اہل جزائر نے زناتہ اور اہالیان مغرب اوسط کی حکومت کے سائے کو سمٹتے دیکھا تو انہوں نے اپنی حکومت کے قیام کی سوجھی اور انہوں نے اطاعت کا جواء اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور ۶۹ھ میں سلطان نے ان کی طرف فوج بھیجی اور اس نے صاحب فقر ابو ہلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو جو اس کا ساتھی تھا اشارہ کیا تو وہ ۷۱ھ میں موحدین کی فوجیں لے کر آ گیا اور اس نے ایک سال تک ان سے جنگ کی مگر وہ فتح حاصل نہ کر سکا تو وہ وہاں سے ہٹ کر بجایہ واپس آ گیا اور ۷۳ھ میں بنی وراء کے پڑاؤ میں فوت ہو گیا اور پھر ۷۴ھ میں سلطان نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا قصد کیا اور خشکی میں ان کی طرف فوج بھیجی اور سمندر میں بحری بیڑے بھی بھیجے اور تونس کی فوج پر ابوالحسن بن یاسین کو سالار مقرر کیا اور عامل بجایہ کو اشارہ کیا کہ وہ ایک اور فوج بھیجے تو اس نے ابوالعباس بن ابی العلاء کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی اور ان بری اور بحری فوجوں نے جزائر کو چاروں جانب سے گھیر لیا اور اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا اور ان میں خوب قتلام کیا اور گھروں کو لوٹا اور عمدہ احوال ضائع ہوئے اور اس نے شہر کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں پابہ زنجیر تونس لایا گیا اور قبصہ میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ سلطان کی وفات کے بعد واثق نے انہیں رہا کر دیا۔

اور الجزائر کی فتح کے بعد سلطان تونس سے شکار کے لئے باہر نکلا اور عملداریوں کا جائزہ لیا اور سفر میں اسے مرض نے آ لیا اور وہ اپنے گھر واپس آ گیا اور اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور اس کی موت کی افواہیں پھیل گئیں اور وہ ۷۵ھ کو عیدالاضحیٰ کے روز لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ نکلا اور اس کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور وہ لوگوں کی خاطر بڑے صبر کا اظہار کرتے ہوئے منبر پر بیٹھا پھر اپنے گھر میں داخل ہوا اور اسی شب کو فوت ہو گیا اور آل حفص کے ملوک میں یہ سلطان بہت عظیم آدمی تھا اور اس کی شہرت بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور عدوتین سے القاصیہ کی سرحدوں نے بھی اس کے دامن کو تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہوا تھا اور بڑے بڑے لوگ خصوصاً اندلس سے عجیب کلام کہنے والے شاعر، بلیغ، کاتب، سمجھدار عالم، پرہیزگار بادشاہ اور پُرجوش شجاع اس کے بیٹے کی حکومت کی پناہ لیتے ہوئے مشرق ومغرب میں خلافت کے نشانات کو مٹانے اور ایوان حکومت کے سوا بادشاہ کی آواز دبانے کے لئے جمع ہو گئے اور طاغیہ نے مشرقی اور مغربی اندلس میں سلطنت کی بنیادوں کو ختم کر دیا پس قرطبہ پر ۳۳ھ میں اور بنیسہ پر ۳۶ھ میں اور اشبیلیہ میں ۴۶ھ میں قبضہ ہو گیا اور وہ ۵۶ھ میں مشرق میں عربوں اور اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا اور بنومرین نے بنی عبدالمؤمن کی حکومت چھین لی اور وہ ۶۸ھ میں موحدین کے دارالخلافہ مراکش میں اکٹھے ہو گئے اور یہ سب کچھ اس کے اور اس کے باپ کے عہد میں ہوا اور ان کی حکومت بڑی مضبوط، مرفہ الحال اور جتھے دار اور بکثرت فوجوں والی تھی اور اس کی جنگوں اور فتوحات اور جلال وعظمت کے بہت سے واقعات ہیں اور اس کے دور میں تونس کے تمدن نے بڑی ترقی کی اور اس کے باشندے بہت سے مرفہ

الحال ہو گئے اور لوگ سواریوں' ملبوسات' عمارات' خانگی اشیاء اور برتنوں میں اچھی اور عمدہ چیزوں کا پیچھا کرنے لگے۔ پس انہوں نے ان چیزوں کو بہت اچھے طریق پر تیار کیا یہاں تک کہ انتہا کو پہنچ گئے پھر ان کی صف لپیٹ دی گئی ۔ واللہ مالک الامور۔

الواثق یحییٰ بن المستنصر مخلوع کی بیعت کے حالات اور دیگر احوال کا تذکرہ

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان المستنصر ۵۷۵ھ میں فوت ہو گیا تو موحدین اور دوسرے لوگوں نے اس کے باپ کی وفات کی شب اکٹھے ہو کر اس کے بیٹے کی بیعت کر لی اور اس نے الواثق کا لقب اختیار کر لیا اور اپنی حکومت کا آغاز مظالم کے دور کرنے' قیدیوں کو رہا کرنے' فوج اور اہل دیوان کو عطیات دینے اور مساجد کی اصلاح کرنے اور لوگوں سے بہت سے ٹیکسوں کو دور کرنے سے کیا اور شعراء نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں قیمتی انعامات دیئے اور عیسٰی بن داؤد کو اپنی قید سے رہا کر کے پھر اسے پہلا مقام دے دیا اور لوگوں سے بیعت لینے اور اس کی حکومت کے قیام کا متولی سعید بن یوسف بن ابی الحسین تھا کیونکہ اسے حکومت میں بڑا مقام اور شہرت میں بڑا رسوخ حاصل تھا پس اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک اس نے اسے ہٹا دیا اور اس سے حکومت لے لی اس آدمی کا نام یحییٰ بن عبدالملک غافقی تھا اور کنیت ابوالحسن تھی اور یہ اندلس کا باشندہ تھا اور مرسیہ کے مضافات میں رہتا تھا اور یہ دشمن کے غلبہ کے زمانہ میں شرق اندلس سے غیر ملکی مسافروں کے ساتھ آیا اور یہ بہت اچھی کتابت کرتا تھا اور اس کے سوا اور کوئی کام نہ جانتا تھا پس وہ مضافات میں گھومتا رہا پھر ابوالحسن کی خدمت میں چلا گیا تو اُس نے اسے کاتب بنا لیا پھر وہ اسے ولایت دیوان میں لے گیا تو اس کی شان بڑھ گئی اس دوران میں اس کا واثق بن سلطان کے پاس آنا جانا ہو گیا اور جب واثق کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اس کے مرتبہ کو بڑھا دیا اور شوریٰ کے لئے خاص کر لیا اور اُسے اپنی علامت کی کتاب عطا کی اور سعید بن الحسین اس کی تقدیم پر متاسف تھا اور اس سے حسد کرتا تھا پس اس نے سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اسے اس کے مال میں رغبت دلائی پس اس نے ابوسعید بن ابی الحسین کو چھ ماہ کے لئے گرفتار کر لیا اور قصبہ میں قید کر دیا اور اس نے معلہ بن یاسین اور ابن صیاد وغیرہ کی طرف پیادہ فوج بھیجی اور موحدین میں سے ابوزید بن ابی الاعلام کو ابن ابی الحسین سے مال لینے اور اس کی آزمائش کرنے پر مقرر کیا اور وہ مسلسل اس سے مال لیتا رہا یہاں تک کہ اس نے ناڈری کا اعادہ کر دیا اور اس سے حلف طلب کیا گیا تو اس نے حلف اٹھا دیا پھر اسے مارا گیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کچھ لوگوں کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا ہے

انہوں نے اسے کہا کہ اس کے متعلق بتاؤ تو انہوں نے وہ مال ادا کر دیا پھر اس نے اپنے ایک غلام کو اپنے گھر کے ایک مدفون ذخیرے کے متعلق بتایا تو اس نے اس سے تقریباً چھ ہزار دینار نکالے پھر اس کے بعد اس نے اس کی کسی بات کو قبول نہیں کیا اور اسے خوب عذاب دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال ذوالحجہ میں فوت ہو گیا اور اس کے جسم کو ایسی جگہ دفن کیا گیا کہ اس کے مدفن کو کوئی نہیں جانتا اور ابوالحسن الخیر حکومت وسلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلاء کو بجایہ کا والی بنا کر بھیجا اور مشائخ اور خواص نے اس کی سرکشی اور اس کے کبر ونخوت سے جو تکلیف اُٹھائی اس پر افسوس کیا یہاں تک کہ اس کا وبال پلٹ کر حکومت پر آ پڑا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

۞ ۞ ۞

باب: ۳۳

سلطان ابواسحاق کا اندلس میں ورود

اہل بجایہ کا سلطان ابواسحاق کی اطاعت میں داخل ہونے کے حالات

سلطان المستنصر نے ۶۰ ھ میں ابو ہلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اُسے اس کے بھائی امیر حفص سے حکومت دلائی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس پر بنی وراء کی ہلاکت تک جو ۷۲ ھ میں ہوئی حکمران رہا اور اس کے بعد اس نے اس کے بیٹے محمد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا جسے اس کی حکومت میں بڑی قوت حاصل تھی پھر المستنصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا الواثق حکمران بن گیا تو اس نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور بجایہ کی بیعت کا وفد بھجوایا پھر ابوالحسن القائم الدولہ نے اپنے بھائی ادریس کو بجایہ کی حکومت کا کاروبار سونپا تو اس نے کارِ سلطنت کو سنبھالا اور احوال کو فنا کر دیا اور مشائخ میں اپنا حکم چلانے لگا اور محمد بن الجا ہلال نے اس کی زیادتی پر برا منایا پس ادریس نے اسے گزند پہنچانے کا ارادہ کیا تو محمد بن ابی ہلال اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض دلی دوستوں کو اس کے قتل میں شامل کیا اور سرداروں سے بھی اس کے متعلق گفتگو کی پس انہوں نے یکم ذوالقعدہ ۷۷ ھ کو سلطان کے دروازے میں اُسے جو سیٹ حاصل تھی اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو مختلف لوگوں میں پھینک دیا پس انہوں نے اُسے بھیج دیا اور یہ واقعہ سلطان ابی اسحاق کے تلمسان میں اُترنے کے ساتھ ہوا اور جب اسے اپنے بھائی المستنصر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے تھوڑی دیر تردد کے بعد اپنا حق لینے کا ارادہ کر لیا پھر وہ تلمسان واپس لوٹ آیا اور الخمیر ابن بن زیان کے ہاں اترا پس وہ اس کی آمد پر کھڑا ہو گیا اور اس کی فیاضی کے متعلق مبالغہ آرائی کی اور اہل بجایہ اور ابن ابی ہلال نے بھی اپنا اپنا کام کیا اور الحضر ۃ پر سلطان کے حملوں سے خوفزدہ ہو گئے پس اس نے سلطان ابواسحاق سے بات چیت کی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے پاس وفد بھیجا جس نے اسے حکومت کے متعلق اکسایا پس اس نے انہیں جواب دیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں آیا تو موحدین اور اہل

بجایہ کے سرداروں نے اس کی بیعت کی اور محمد بن ہلال نے اس کی حکومت کو سنبھالا پھر اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنطینیہ پر چڑھائی کی اور اس سے جنگ کی اور وہاں پر عبدالعزیز بن عیسیٰ بن داؤد موجود تھا پس وہ اُسے فتح نہ کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ بات ظہور پذیر ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔

اور جب واثق اور اس کے وزیر ابن المبر کو بجایہ میں سلطان ابو اسحاق کے دخول کی اطلاع ملی تو اس نے فوجوں کو اس کے پیچھے پیچھے جنگ کے لئے بھیجا اور اپنے چچا ابو حفص کو ان کا سالار مقرر کیا اور ابو زید بن جامع کو اس کا وزیر بنایا پس وہ تونس سے نکلا اور بجایہ میں اس کی فوج موجیں مارنے لگی اور واثق قسطنطینیہ کی طرف بڑھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے امیر ابو اسحاق کو قسطنطینیہ جانے سے روکا پھر امیر ابو حفص کے خروج کے متعلق ابن الجید کی رائے میں تردد پیدا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو روکنے کا ارادہ کر لیا پس واثق نے ابو حفص اور اس کے وزیر ابن جامع کو لکھا اور ان میں ہر ایک اپنے ساتھی کو ترغیب دیتا۔ پس ان دونوں نے گفتگو کے بعد امیر ابو اسحاق کو بلانے پر اتفاق کر لیا اور اسے یہ اطلاع بھی بھجوا دی اور واثق کو بھی تونس میں یہ خبر پہنچ گئی جب وہ محافظوں اور دلی دوستوں سے الگ تھلگ ہو چکا تھا۔ پس اسے حکومت کے چلے جانے کے متعلق یقین ہو گیا اور اس نے سرداروں کو بلایا اور اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے لئے ماہ ربیع الاول ۶۷۸ھ کو حکومت چھوڑ دی اور قصبہ کے شاہی محلات کو چھوڑ کر دار الاقوری کی طرف چلا آیا اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

الحضرۃ پر سلطان ابو اسحاق کے غلبہ کے حالات: جب سلطان ابو اسحاق کو بجایہ سے اپنے امیر ابو حفص اور ابن جامع کا خط ملا تو اس نے صبح سویرے ان کے پاس پہنچنے میں جلدی کی پھر اسے اپنے بھتیجے واثق کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے تونس میں علیحدگی اختیار کر لی ہے پس وہ سب اور الحضرۃ کے باقی ماندہ باشندے اپنے اپنے مراتب کے مطابق اس کی ملاقات کو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ اور محمد بن ہلال جو اس کی حکومت کا شیخ تھا۔ نصف ذوالحجہ ۶۷۸ھ کے آخر میں الحضرۃ میں داخل ہوئے اور اس نے اپنی دربانی پر ابو القاسم بن شیخ کاتب ابی الحسن کو اور کار سلطنت کے انجام دینے پر ابن ابی بکر بن حسن بن خلدون کو مقرر کیا اور وہ اشبیلیہ سے اپنے بیٹے حسن کے ساتھ امیر ابو زکریا کے پاس گیا کیونکہ اس نے ان کے ساتھ ایک عہد کیا تھا اور حسن مشرق کی طرف چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابو بکر الحضرۃ میں باقی رہ گیا پس امیر ابو اسحاق نے اس کے کار سلطنت میں داخل ہوتے ہی عامل مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کار سلطنت کے منتظم صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے اور اس نے فضل بن علی بن مری کو الزاب کا حاکم مقرر کیا حالانکہ اس کے والی بھی صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لیکن اس نے فضل بن علی کے اس عہد کا پاس کیا جو اس نے اس کے ساتھ اندلس جانے کے متعلق کیا تھا پس اس نے اسے الزاب پر اور اُس کے بھائی عبدالواحد کو قصطیلہ پر حاکم مقرر کر دیا پھر اس نے ابو الخیر کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور اسے امتحان و آزمائش کے لئے موسیٰ بن یاسین کے پاس بھیج دیا اور اس نے تعویذات کی جگہ مختلف اشکال کی جادو کی لکیریں دیکھیں جن کے ذریعے ان کے خیال میں اس کا مخدوم جادو کرتا تھا پس اس نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور اس کی حالت آزمائش کی تھی اور اس کی سطوت کے ایام میں سعید ابی الحسن کی شان قسم دینے اور ہلاک ہونے والی تھی یہاں تک کہ وہ اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں فوت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور جب

سلطان ابواسحاق اپنے تخت حکومت پر قائم ہو گیا اور اس کی خلافت کا کڑا مضبوط ہو گیا اور تو اس نے محمد بن ابی ہلال کو گرفتار کر لیا اور اسے ۳۷ے ھ میں مصیبت لانے کی وجہ سے قتل کر دیا کیونکہ اسے اس سے حکومت میں خرابی لانے کی توقع تھی اور اُسے اس کی فتنہ انگیز مساعی کا بھی علم ہو چکا تھا۔

اور جب واثق حکومت سے الگ ہو گیا اور دار الاقوری کی طرف چلا آیا تو وہ وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا اور اس کے تین چھوٹے چھوٹے بیٹے فضل' طاہر اور طیب بھی اس کے ساتھ تھے پھر اس کے متعلق سلطان ابواسحاق کے پاس شکایت کی گئی کہ وہ بغاوت کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس کام میں فوج کے بعض عیسائی رؤسا کو بھی شامل کیا ہے پس اس کے مقام تربیت نے اسے پریشان کر دیا اور اس نے قصبہ میں اس کے بیٹوں کی جگہ پر اُسے اس کے بھائی المستنصر کے زنانہ میں قید کر دیا پھر اس نے ماہ صفر ۹ے ھ میں سب کو قتل کروا دیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے عنانِ امارت اپنے بیٹے کو دے دی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

امیر ابو فارس بن سلطان ابواسحاق کا اپنے باپ کے زمانے میں بجایہ کا حکمران بننا اور اس کا سبب

سلطان ابواسحاق کے پانچ بیٹے تھے ابو فارس عبدالعزیز' ابو محمد عبدالواحد' ابوزکریا یحییٰ' خالد اور عمر۔ ان میں ابو فارس عبدالعزیز سب سے بڑا اور سلطان المستنصر نے انہیں اپنے عہد حکومت میں ان کے باپ کے ریاح کی طرف بھاگ جانے کی وجہ سے محل کے ایک کمرے میں محبوس کیا ہوا تھا اور ان کا راشن مقرر کیا ہوا تھا پس انہوں نے اس کی زیر کفالت اور اس کے وافر رزق کے تحت پرورش پائی یہاں تک کہ ان کا باپ ابواسحاق حکومت پر قابض ہو گیا پس وہ اس کے کناروں تک گئے اور پھلے پھولے اور عزت حاصل کی اور انہوں نے سبقت کرنے والے جوانوں کو چنا اور سلطان نے انہیں ہر طرح سے آزادی دے دی۔ اور ان میں سب سے فائق ان کا بڑا بھائی ابو فارس تھا کیونکہ اُسے ولی عہدی کے لئے تربیت دی گئی تھی اور وہ سلطان کے چنندہ لوگوں میں سے تھا اور احمد بن ابی بکر بن سید الناس اور اس کے بھائی ابوالحسین نے ایک نیکی کی وجہ سے اس پر اپنی محبت و عنایت کی چادر ڈال دی تھی اور وہ یہ کہ ان کا باپ ابوبکر بن سید الناس اشبیلیہ کے اشراف میں سے تھا اور حافظ حدیث تھا اور داؤد اور اس کے اصحاب کے مذہب پر ظاہری فقہ کا راوی تھا اور یہ فقہ اہل اشبیلیہ اور خصوصاً اندلس کے لوگوں کے درمیان مروج تھا پس جب طاغیہ نے حکومت پر حملہ کیا اور اس کی سرحدوں کو ہڑپ کر گیا اور اس کے میدانوں کو چھین کر لے گیا اور اس کے دیار و امصار کی طرف گیا تو اس نے سرداروں اور اشراف کو مغربین اور افریقہ کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور ان کا زیادہ تر قصد' حفصی حکومت کی مضبوطی کے لئے تونس جانے کا تھا پس جب حافظ ابوبکر نے اندلس کے حالات کے اختلال اور اس کے بدانجام اور اس کے باشندوں کے جانے کو دیکھا تو اس نے خلفائے تونس کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس کی وجہ سے ان کے پاس جانے کی نیت کر لی پس وہ سمندر پار کر کے تونس میں جا اترا تو سلطان اسے بڑی عزت

کے ساتھ ملا اور اُسے اس مدرسہ میں جو حمام الھواء کے پاس ہے اور جسے اس کی ماں ام الخلائف نے بنایا تھا۔ تدریس علم پر مقرر کر دیا اور اس کے بیٹوں احمد اور ابوالحسن نے اپنے باپ کے اختصاص کی وجہ سے حکومت کے ماحول اور کفالت میں پرورش پائی اور طلب علم سے طلب دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور سلطان کے مراتب کی طرف دیکھنے لگے اور انہوں نے سلطان ابواسحاق کے بیٹوں کے ساتھ محل کے ان کمروں سے رابطہ پیدا کر لیا جن میں ان کے چچا نے انہیں ان کے باپ کے جانے کے بعد رہائش دی تھی پس وہ ان سے مل جل گئے اور ان کی خدمت کرنے لگے اور جب سلطان حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو ولی عہدی کی تربیت دی اور اُسے وزارت کے طریقوں پر چلایا تو اس نے احمد بن سید الناس کو چنا اور اس کی تعریف کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اسے خلعت دیئے اور اُسے اپنے حاجب کے لقب سے مختص کیا اور اس کا بھائی ابوالحسین اس بارے میں اس سے زبردستی کے رنگ میں مقابلہ کرتا تھا جس کی وجہ سے خواص ان دونوں سے حسد کرنے لگے پس انہوں نے سلطان ابواسحاق کو دوبارہ بھڑکا دیا اور اس کے مقام سے اُسے خوفزدہ کر دیا کہ احمد بن سید الناس نے اُسے حکومت پر حملہ کرنے میں شامل کیا ہے اور اس چغلی میں عبدالوہاب بن قائد الکلاعی نے جو اعلیٰ درجہ کے کاتبوں میں سے تھا بڑا کردار ادا کیا اور وہ ان دنوں عوام کے لئے لکھتا تھا پس سلطان نے ۶۹ھ ربیع کے آخر میں محل کے دروازے کی طرف بلا کر سید الناس پر حملہ کر دیا پس تلواروں نے اسے کاٹ دیا اور اس کے جسم کو ایک گڑھے میں چھپا دیا گیا اور امیر ابوفارس کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ نہایت غمگین ہو کر اپنے باپ کے پاس سوار ہو کر آیا تو اس کے باپ نے اسے تسلی دی اور بتایا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ ابن سید الناس حکومت کے ساتھ فریب کرنے لگا تھا اور اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی سیاہی کو مٹایا اور ابوالحسین اس ہلاکت سے بچ گیا اور کئی روز روپوش رہنے کے بعد امیر ابوفارس کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا پھر اُسے قید خانے سے رہا کر دیا گیا اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور سلطان نے اس کے بیٹے کو مانوس کرنے کے لئے بہت کوشش کی اور اس کے سینے سے کینے کو دور کر دیا اور اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے وہاں کا مستقل امیر بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ دربانی کے لئے جدی محمد کو بھیجا جو ابوبکر بن حسن بن خلدون کا بیٹا تھا پس وہ ۶۹ھ میں بجایہ کی طرف گیا اور اس کی حکومت کو سنبھالا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ اس کی حکومت کے آخر تک وہاں پر امیر رہا۔

اس آدمی کا نام ابوبکر بن موسیٰ بن عیسیٰ ہے اور اس کی نسبت کومیہ میں ہے جو موحدین کے گھرانوں میں سے ہے اور یہ ابن کا مدائی والی قسطنطنیہ کا خادم اور دوست تھا اور سلطان ابواسحاق نے اُسے قسطنطنیہ کا نگہبان مقرر کیا اور اس کی حکومت مسلسل قائم رہی اور المستنصر فوت ہو گیا تو حالات بگڑ گئے پھر واثق نے اسے حاکم مقرر کیا پھر سلطان ابواسحاق نے کیا اور ابن وزیر بڑا طامع تھا اور لوگوں کے احوال کو اکٹھا کرنے سے ملول نہیں ہوتا تھا اسے پتہ چلا کہ قسطنطنیہ اس فتح کا قلعہ اور پناہ گاہ ہے تو اسے اس میں پناہ لینے اور حکومت پر حملہ کرنے کی سوجھی اور اہل حکومت پر اس کا برا اثر پڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ سلطان ابواسحاق کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے لئے تیار ہو گئے پس جب اس نے طاغیہ کی طرف سے جنگ کرنے کے آثار دیکھے تو ان سے کوئی وعدہ نہ کیا اور طاغیہ نے اس معاملہ کے متعلق جو اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا نکیر و معذرت کی تو اس نے اُسے قبول کر لیا اور اُسے مبارکباد دی اور جب امیر ابوفارس ۷۹ھ میں اپنے مقام امارت بجایہ کی طرف جاتے ہوئے اس

کے پاس سے گزرا تو اس نے اس سے ملاقات سے تخلف کیا اور صلحاء کی ایک جماعت کو معذرت کرنے اور مہربانی طلب کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق ایسا ہی کر دیا اور جب امیر ابو فارس بجایہ کی جانب دور چلا گیا تو ملک ارغون کے کاتب نے نصاریٰ کی ایک فوج کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور یہ اس کی سرحد میں ان کے ساتھ ہوتا تھا اور انہیں جنگ کے لئے اِدھر اُدھر لے جاتا تھا تا کہ لوگ اسے اس کا داعی خیال کریں پس اس نے اس بات کو قبول کیا اور اس کے پاس بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ کیا تو اس نے اس کی کھلم کھلا علیحدگی اختیار کر لی اور قسطنطنیہ کی سرحد پر اپنی طرف دعوت دینے لگا اور امیر ابو فارس نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اعراب اور قبائل کے سواروں کو اکٹھا کر لیا اور میلہ میں جا اُترا اور اہل قسطنطنیہ کی رعیت میں سے ایک گروہ اس کے پاس گیا جسے ابن وزیر نے بھیجا تھا تو اس نے ان سے اعراض کیا اور ۸۱ھ ربیع کے آغاز میں قسطنطنیہ کا قصد کیا اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کے محاصرہ کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر لیا اور منجنیقیں نصب کر دیں اور تیر اندازوں کی جگہیں مقرر کر دیں اور ایک دن یا دن کا کچھ حصہ قسطنطنیہ سے جنگ کی اور ایک جانب سے معقل فصیل پر چڑھ گیا اور اس چڑھائی کے منتظم ٹکراؤ کے وقت محمد بن ابی بن خلدون اور ابان بن وزیر تھے اور وہ اس کا بھائی اور ان دونوں کے پیروکار گھیرے میں آ کر قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو شہر کی فصیل پر نصب کر دیا گیا اور امیر شہر کے گلی کوچوں میں تسلی دیتا ہوا چلا اور فصیلوں اور پلوں کا جو حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اس کی مرمت کا حکم دیا اور محل میں چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس الحضرۃ میں فتح کی خوشخبری بھیجی اور نصاریٰ کا بحری بیڑا فل کی بندرگاہ پر ابن وزیر کے وعدہ کے مطابق آیا اور ان کی مساعی ناکام ہو گئیں اور امیر ابو فارس تیسری فتح کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا اور ربیع کے آخر میں اس میں داخل ہو گیا۔

ابن سلطان کا جہاد کے لئے فوجوں کی قیادت کرنا: سلطان اپنی حکومت کے مراتب کے لئے اپنے بیٹوں کو ترجیح دیتا تھا اور انہیں اپنی حکومت کے منصوبوں میں شغف اور تربیت دلانے کے لئے منتظم مقرر کرتا تھا پس اس نے رجب ۸۱ھ میں اپنے بیٹے امیر زکریا کو موحدین کی ایک فوج پر سالار مقرر کیا اور اسے قفصہ کی جہات کی نگرانی اور اس کے خراج کو اکٹھا کرنے کے لئے قفصہ کی طرف بھیجا پس وہ ان کی طرف گیا اور اپنے کام کو پورا کر کے رمضان میں تونس کی طرف واپس آ گیا پھر اُس نے اپنے دوسرے بیٹے محمد بن عبدالواحد کو اپنی فوج کا سالار مقرر کیا اور اُسے ہوارہ کے وطن کی طرف ان کے تاوان ختم کرنے اور ٹیکس جمع کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ عبدالوہاب بن قائد الکلاعی کو اس کے اور لوگوں کے درمیان ثالث بنا کر بھیجا پس وہ قیروان پہنچا اور اُسے طرابلس کے نواح' ذباب میں دعی کے ظہور اور اس کے احوال کی اطلاع ملی پس اس نے سلطان کو اطلاع بھجوائی اور اپنا کام شروع کر دیا پھر دعی کا معاملہ چوپٹ ہو گیا اور وہ تونس کی طرف واپس لوٹ گیا۔

اور جب سلطان نے اپنی حکومت کو حاصل کرنے کے لئے اندلس سے سمندر پار کیا اور تلمسان میں یغمراسن بن زیان کے ہاں اترا تو اس نے اس کی پیشوائی اور ملاقات کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور سوار کروایا اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حکومت کا زیادہ حقدار ہے تو اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اور حکومت کے معاملہ میں اس کی مدد کرے گا اور اپنی ایک بیٹی کا جو خیام خلافت میں بیٹھی تھی اس کے بیٹے عثمان کے ساتھ رشتہ کر دیا اور جب سلطان الحضرۃ پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے ملک کے حالات پر قابو پا لیا تو

یغمراسن نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو ابو عامر کنیت کرتا تھا اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اس عقد کی تکمیل کے لئے بھیجا پس سلطان نے ان کی نیکی پر اعتماد کیا اور ان کے مطالبہ میں ان کی مدد کی اور وہ الحضرۃ میں کئی روز قیام پذیر رہے اور انہوں نے دعی کے فتنوں میں بڑے کارنامے دکھائے اور ۸۱ھ میں اپنی عورت کے ساتھ واپس آ گئے اور عثمان بیوی کے پہنچنے کے وقت اس کے پاس گیا اور وہ آخر تک ان کے محلات کی نفیس چیز اور ان کی حکومت کے اور ان کے اور ان کی قوم کے لئے شہرت کا باعث رہی۔

ابو عمارہ دعی کے ظہور اور اس کے عجیب و غریب حالات کا بیان

احمد بن مرزوق ابو عمارہ بجایہ کے ان اشراف میں سے تھا جو مسیلہ سے وہاں آئے تھے اس نے بجایہ میں پرورش پائی اور جہالت سے درزی کا پیشہ کرتا تھا اور وہ اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا تھا۔ کیونکہ اس کے زعم میں عارفین اسے اس بات کی خبر دیتے تھے۔ پھر وہ اپنے شہر کو چھوڑ کر صحرائے سجلماسہ میں چلا گیا اور معقلی عربوں سے مل جل گیا اور اہل بیت کی طرف منسوب ہونے لگا اور دعویٰ کرنے لگا کہ وہ جہلاء کے نزدیک فاطمی منتظر ہے اور وہ کانوں کو اپنی فنکاری سے سونے میں تبدیل کر دے گا پس لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کئی روز تک اس کے مقام کے متعلق باتیں کرتے رہے اور مجھے عماریہ کے شیوخ میں سے (عماریہ معقل کا ایک بطن ہے) طلحہ بن مظفر نے بتایا کہ اس نے اسے اس کے ظہور کے ایام میں معقل میں دیکھا کہ وہ اس دعویٰ میں التباس کر رہا تھا یہاں تک کہ عجز نے اسے رسوا کر دیا پھر جب لوگوں نے اس کے سونا بنانے کے ادعاء میں اسے عاجز پایا تو اس سے بے رغبتی اختیار کر لی اور وہ زمین میں پھرتا ہوا جہات طرابلس میں پہنچ گیا اور ذباب کے ہاں اترا اور ان میں سے ایک نوجوان نصیر نے جو واثق المستنصر کا غلام تھا اور بری لقب کرتا تھا اس کی مصاحبت اختیار کر لی اور جب اس نے اسے دیکھا تو اسے اس میں اپنے آقا کے بیٹے فضل کی شبیہ نظر آئی تو وہ رونے لگا اور اس کے پاؤں چومنے لگا تو ابن ابی عمارہ نے اسے کہا تمہارا کیا حال ہے تو اس نے اُسے سب واقعہ سنایا تو اُس نے کہا تو نے مجھے اس دعویٰ میں سچا قرار دیا ہے اور میں ان لوگوں سے جوان سے لڑیں گے تجھے ترجیح دوں گا اور نصیر امرائے عرب کے پاس خوشی کے ساتھ اپنے آقا کے بیٹے کی منادی کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان پر شک کرنے لگا۔ پھر باؤس بن ابی عمارہ کے پاس ان گفتگوؤں کے لئے آیا جو عربوں اور واثق کے درمیان ہوئیں تھیں اور ابن ابی عمارہ نے اپنی حکومت کے شبہ کے ازالہ کے لئے انہیں بیان کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور مطمئن ہو گئے اور اس کی بیعت کر لی اور ان کی حکومت امیر ذباب حرغم بن صابر بن عسکر نے سنبھالی اور عربوں کو اس کی خاطر مجھے کہا اور انہوں نے طرابلس سے جنگ کی اور ان دنوں وہاں محمد بن عیسیٰ ہنتاتی حکمران تھا جو عنق الفضہ کے نام سے مشہور تھا پس وہ طرابلس کو سر نہ کر سکے اور سمندر کی طرف زیز در اور اس کی جہات کی طرف جہاں ہوارہ رہتے تھے چلے گئے اور ان پر حملہ کر دیا پھر وہ ان نواح میں چلا گیا اور لمایہ اور زوادہ کا ٹیکس لیا اور بطون ہوارہ میں سے نفوسہ، غریان، نفزۃ پر تاوان ڈالے اور انہیں وصول کیا پھر اس نے قابس پر چڑھائی کی تو رجب ۸۱ھ میں عبد الملک بن مکی نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے آباء کے حق کو پورا کرنے کے لئے برضاء و رغبت اس سے عہد و پیمان کر لیا اور اس کی خلافت کا

اعلان کر دیا اور اپنی قوم کو پورا اور بنی کعب بن سلم کو اس کا خادم بنالیا اور ان کی سرداری ان کے شیخ عبدالرحمٰن کے بیٹوں میں تھی پس انہوں نے اس کے داعی کو قبول کیا اور اس کی خدمت میں لگ گئے اور اس کی پارٹی کے لوگ اور محافظ اور نفزاوہ کی بستیوں کے لوگ اس کی بیعت کو آنے لگے پھر اس نے بلاد توزر اور قصطیلہ پر چڑھائی کی تو انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی پھر وہ قفصہ کی طرف واپس آیا تو اس کے باشندوں نے بھی اس کی بیعت کر لی اور اس کی پوزیشن بڑھ گئی اور شہرت پھیل گئی تو سلطان ابواسحاق نے تونس سے اس کی جانب فوج بھیجی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

اور جب طرابلس کے نواح میں دعی کا معاملہ عظیم ہو گیا اور اہل انصار میں سے بہت سے لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے تو سلطان نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا پس وہ تونس سے نکلا اور اس نے قیروان سے جنگ کی اور وہاں سے ٹیکس اور تاوان حاصل کئے اور پھر دعی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے چل پڑا اور نمودہ تک پہنچ گیا اور اُسے وہاں خبر ملی کہ دعی نے قفصہ پر قبضہ کر لیا ہے پس فوج میں زلزلہ آ گیا اور وہ اس کے اردگرد سے منتشر ہو گئے اور یہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور رمضان کے آخر دن اس میں داخل ہو گیا اور دعی بھی قفصہ سے اس کے پیچھے پیچھے آیا اور قیروان میں فروکش میں ہوا تو وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور مہدیہ' صفاقس اور سوسہ کے باشندوں نے بھی اس کی اقتداء کی اور اس کی بیعت کر لی اور تونس میں بہت افواہیں پھیلنے لگیں پس سلطان پریشان ہو گیا اور اس نے شوال کے وسط میں شہر کے باہر اپنا پڑاؤ کر لیا اور لوگوں پر جنگ فرض کر دی اور تعداد میں اضافہ ہو گیا اور سلطان شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آیا اور دعی نے بھی قیروان سے اس پر چڑھائی کرنے کے لئے کوچ کیا تو اس کے پاس فوج اور موحدین کے مشائخ آ گئے اور طاغیہ بنی المستنصر نے جوان کا طویل خلیفہ تھا جب اس نے واثق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کی عملداریوں میں جنگ کی تو ان پر از راہِ شفقت حکومت کو لمبا کر دیا پھر حکومت کا بڑا آدمی موسیٰ بن یاسین موحدین کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا اور راستے ہی میں دعی کے ساتھ جا ملا پس وہ اقتدار سے اتر گیا اور اس کی حکومت کا کڑا ٹوٹ گیا اور وہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

سلطان ابواسحاق کے بجایہ جانے اور دعی بن ابی عمارہ کے تونس میں داخل ہونے کے حالات

اور جب آخر شوال ۶۸۱ھ میں سلطان ابواسحاق کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ اپنے خواص اور ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر بجایہ جاتے ہوئے تونس کے پاس سے گزرا تو اس کے پاس ٹھہر گیا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر کلب البرد میں چلا گیا اور وہ خوراک کی قلت اور بارش اور برفباری کی وجہ سے بڑی تکلیف برداشت کر رہا تھا اور اپنے راستے میں آنے والے قبائل کو رشوت دیتا تاکہ وہ اس سے صلح رکھیں پھر وہ قسطنطنیہ کے پاس سے گزرا تو اس کے عامل عبداللہ بن توفیان الہرغی نے اسے وہاں داخل ہونے سے روکا اور بعض بستیوں نے اسے خوراک دی اور وہ بجایہ کی طرف کوچ کر گیا اور پھر اس کا وہ حال ہوا جو

بیان کیا جاتا ہے اور دعی بن ابی عمارہ الحضرۃ میں آیا اور موسیٰ بن یاسین کو اپنی وزارت اور ابوالقاسم احمد بن الشیخ کو اپنی حجابت کی ذمہ داری سونپی اور صاحب اشغال ابی بکر بن الحسین بن خلدون کو گرفتار کر لیا اور اس سے سب مال لے لیا اور بطور آزمائش اصرار کے ساتھ اس سے مال کا مطالبہ کیا پھر اسے گلا گھونٹ کر مار دیا اور بجایہ کا خطہ عبدالملک بن مکی انیس قابس کو دے دیا اور حکومت کی مقدار پوری کر لی اور زمین کے ٹکڑے حکومت کے آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیئے اور اس نے اپنی پوری توجہ بجایہ کی جنگ کی طرف لگا دی۔

اور جب سلطان ابواسحاق اپنے ملک سے ملک بدر ہو کر اپنی حکومت کی کرسی سے بے پرواہ ہو کر ذوالقعدہ کے مہینے میں بجایہ پہنچا تو اس کا بیٹا امیر ابوفارس اس کے پاس آیا اور اسے اس کے محل میں داخل ہونے سے روک دیا تو وہ روض الرفیع میں اترا اور اس نے اسے حکومت سے علیٰحدگی اختیار کرنے کو کہا تو وہ اس کے لئے حکومت سے علیٰحدہ ہو گیا اور اس نے موحدین کے سرداروں اور بجایہ کے مشائخ کو اس بات پر گواہ بنایا اور اُسے کوکب میں اتارا اور آخر ذوالقعدہ میں لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور محمد علی اللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنے ریاحی اور سدویکشی دوستوں میں اعلان کروا دیا اور بجایہ سے دعی پر چڑھائی کرنے کے لئے نکلا اور اپنے امیر ابوزکریا کو اپنا جانشین بنایا اور امیر ابوحفص اور اس کے دو بھائی اس کے ساتھ نکلے اور جو کچھ ہوا اُس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

امیر ابوفارس کے دعی سے جنگ کرنے اور شکست کھانے اور معرکہ میں اس کے اور اس کے بھائیوں کے قتل ہونے کے حالات اور ان کے باپ سلطان ابواسحاق کے فوت ہونے اور ان کے بھائی امیر ابوزکریا کے تلمسان کی طرف فرار اختیار کرنے کے اثرات

جب دعی کو امیر ابوفارس کے متعلق اطلاع ملی کہ اُس نے اپنے باپ پر ترجیح حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہے تو اس نے حفصی گھرانے کے لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے قتل کے ارادہ کے بعد انہیں قید کر دیا اور موحدین کی فوج کے ساتھ صفر ۶۸۲ھ میں تونس سے نکلا اور مرماجنہ جا پہنچا اور دونوں فوجوں نے تین ربیع الاوّل کو ایک دوسرے کو دیکھا اور ان کا اکثر حصہ لڑائی ہوتی رہی پھر امیر ابوفارس کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے مدد چھوڑ دی اور وہ معرکہ میں قتل ہو گیا اور اس کا پڑاؤ لٹ گیا اور اس کے بھائی باندھ کر قتل کئے گئے، عبدالواحد، عمر، خالد اور ابومحمد عبدالواحد کو دعی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور ان کے سروں کو تونس بھجوا دیا جہاں انہیں تیروں پر چڑھا کر پھرایا گیا اور شہر کی فصیلوں پر نصب کر دیا

گیا اور اس کا چچا امیر ابو حفص جنگ سے بھاگ گیا اور اس کے حالات کا ذکر ہم بیان کریں گے اور جنگ کی خبر بجایہ پہنچی تو وہاں کے باشندے مضطرب ہو گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور سلطان ابو اسحاق اور اس کا بیٹا امیر ابوزکریا تلمسان کی طرف چلے گئے تو اہل بجایہ نے محمد بن السید کو اپنا سردار بنایا جوان میں دعی کی اطاعت پر قائم تھا اور وہ اقتدار کے دوران نکلا تو اُسے جبل بنی غبوین میں زوادہ نے آلیا اور اُسے گرفتار کر لیا اور امیر ابوزکریا تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور سلطان ابو اسحاق ہی بجایہ میں قید ہو کر باقی رہ گیا جونہی یہ خبر تونس پہنچی تو دعی نے محمد بن عیسیٰ بن داؤد کو بھیجا جس نے اُسے ربیع الاوّل ۸۲ھ کے آخر میں قتل کر دیا اور اس کی حکومت ختم ہو گئی اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو حفص اپنے بھتیجے کی جنگ میں دعی کے ساتھ مرماجنہ میں حاضر تھا پس اس نے پیدل چل کر جنگ سے جان بچائی اور قلعہ سنان کی طرف چلا گیا جو جنگ کی جگہ سے قریب ہوارہ کی پناہ گاہ ہے اور اس کے جانے اور نجات پانے تک وہاں ان کے تین پروردہ آدمیوں ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس اور الفازازی اور محمد بن ابی بکر بن خلدون نے پناہ لی جو مؤلف کا جد قرب ہے اور بسا اوقات جب وہ تھک جاتا تو وہ اسے اپنی پشتوں پر اٹھا لیتے اور جب وہ بچ کر قلعہ سنان آ گیا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور اس کے بچ کر قلعہ کی طرف آ جانے کی خبر مشہور ہو گئی اور دعی نے عربوں کو کمزور کر دیا تھا اور اس نے انہیں بری طرح دبایا پس اس کی آمد کے روز لوگوں نے اس کے پاس ان کے فساد کی شکایت کی تو اس نے ان میں سے تین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور صلیب دے دی پھر اس نے موحدین کے سردار عبدالحق بن تافراکین کو ان کی بیماریوں کے قلع قمع کے لئے بھیجا اور اُسے ان میں خونریزی کرنے کا اشارہ کیا پس ان کا جو آدمی بھی اُسے ملا تو اُس نے قتل کر دیا پھر اس نے بنی علال کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور اسی کے قریب آدمیوں کو جیل میں دے دیا پس ان پر اس کا بہت برا اثر پڑا اور انہوں نے اعیاص کو بار بار طلب کیا اور قلعہ سنان میں امیر ابو حفص کے مقام کے متعلق ایک دوسرے کو خبر سنائی پس وہ اس کی طرف چلے گئے اور ربیع ۸۳ھ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے لئے آلات اور خیمے اکٹھے کر لئے اور ان کے امیر ابوسیل بن احمد نے اس کی حکومت سنبھال لی اور دعی کو اطلاع ملی تو اُسے اپنے ارباب حکومت کے متعلق بدظنی پیدا ہو گئی اور اس نے اپنی حکومت کے سردار ابوعمران بن یاسین اور ابوالحسین بن یاسین اور ابن دانودین اور حسن بن عبدالرحمٰن سردار زناتہ کو گرفتار کر لیا اور ان کی آزمائش کی اور ان کے احوال لے لئے اور آخر میں انہیں قتل کر دیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق نرمی پیدا ہو گئی اور دعی کی حکومت مضطرب ہو گئی یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

دعی کے خروج اور رجوع کے حالات اور سلطان ابوحفص کا اپنے ملک پر قابض ہونا اور وفات پانا

جب سلطان ابوحفص کا غلبہ ہو گیا اور عربوں نے اس کی بیعت کر لی اور الحضرۃ کے باشندوں نے اس کے متعلق ایک دوسرے سے باتیں سنیں اور لوگ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے اور دعی نے اہل حکومت پر حملہ کر دیا تو انہوں نے اس سے بغض رکھا اور وہ تونس سے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادہ سے نکلا۔ پس فوجیوں نے اس کے متعلق بری افواہیں اڑا دیں اور وہ شکست کھا کر واپس لوٹ آیا اور ملک نے سلطان ابوحفص کی اطاعت قبول کر لی اور اس نے تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور سموم کے قریب اترا اور دعی نے شہر سے باہر اس کے مقابلہ میں پڑاؤ ڈال لیا اور کئی روز تک جنگ نے ان کے درمیان طول پکڑے رکھا اور لوگ ہر روز دعی کے مکروفریب کو دیکھتے یہاں تک کہ انہوں نے اس سے اظہار بیزاری کر دیا اور اُسے چھوڑ دیا اور اپنے پڑاؤ کو چھوڑ کر روپوش ہو گیا اور سلطان ربیع الآخر ۸۳ھ کو شہر میں داخل ہوا اور اس کے تخت حکومت پر قابض ہو گیا اور اس کے دور نزدیک کو خرابی سے پاک کیا اور دعی تونس میں روپوش ہو گیا اور وہاں سے باشندوں کے جمگھٹے میں گم ہو گیا اور چاروں طرف اس کی تلاش شروع ہو گئی تو پتہ چلا کہ وہ سلطان کی آمد کی راتوں میں رعیت کے ایک آدمی ابوقاسم القرمادی کے گھروں میں ہے تو اسی وقت ان گھروں کو منہدم کر دیا گیا اور وہاں سلطان کے پاس گیا تو اُس نے سرداروں کو بلایا اور اُسے توبیخ کی اور اس سے برا سلوک کیا تو اس نے ان کے نسب کی طرف منسوب ہونے کا اعتراف کر لیا پس اس نے اس کی آزمائش اور قتل کا حکم دے دیا اور اس سے بے رحمانہ سلوک کیا اور اس کے جسم کو پھرایا اور سر کو نصب کر دیا اور عبداللہ بن یغمور اس کے قتل میں شامل تھا اور اس کے حالات بڑے عبرتناک اور سلطان نے خود حکومت سنبھال لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور طرابلس اور تلمسان سے اہل قاصیہ نے اور ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے کے لوگوں نے اس کو اپنی بیعتیں بھیج دیں اور اس نے شیخ ابوعبداللہ الفازازی کو جنگوں میں اپنی فوجوں اور رضاحیہ پر امیر مقرر کیا اور انہیں اپنی حکومت کے ساتھ کئے گئے عہد اور اس سے پہلے خلفاء اس بات سے کنارہ کشی کرتے تھے اور اپنے خلاف کوئی دروازہ نہ کھولتے تھے اور وہ اپنے مال اور الحضرۃ میں لطف اندوز ہو کر قیام پذیر رہا یہاں تک کہ وہ کچھ وقوع پذیر ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے ان شاء اللہ۔

اور عظیم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس سلطان کے دورِ حکومت میں دشمن نے سمندری جزائر پر حملہ کر دیا اور ان کے بحری بیڑے رجب ۸۸ھ میں جزیرہ جربہ میں آ کر ٹھہر گئے اور ان دونوں جزائر کی ریاست محمد بن مہو شیخ الوہبیہ اور شیخ النکازہ کے پاس تھی اور یہ دونوں خوارج کے فرقے ہیں اور صقلیہ کے حکمران المراکیا نے' عدریک بن البریدا کون جو برشلونہ کے سمندری ساحلوں کا بادشاہ تھا کا نائب بن کران پر چڑھائی کی کہتے ہیں کہ وہ غربان اور شوائی کے ستر بحری بیڑے تھے اور اس نے انہیں کئی بار تنگ کیا پھر انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور ان کے احوال کو لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی

بنا کر لے گئے کہتے ہیں کہ جبوب میں گرم پتھر مارنے کے بعد ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے نہایت اندوہ گیں تھا پھر انہوں نے اس کے ساحل پر ایک قلعہ بنایا اور اُسے محافظوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا اور ہر سال ان پر آٹھ ہزار دینار ٹیکس مقرر کیا اور صدی کے سرے تک المرا کیا کو اس پر قائم رکھا اور الجزیرہ نصاریٰ کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ ۷۸۰ھ کے آخر میں یہ لوگ مالقہ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ ہم اس کا حال بیان کریں گے اور ۸۵ھ میں دشمن نے جزیرہ میورقہ کو فتح کر لیا اور طاغیہ برشلونہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر اس کی طرف گیا اور یہ لوگ میورقہ کے پاس سے گزرے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ایک سمندر ہیں اور انہوں نے ابی عمر بن حکیم درویس سے پانی پینے کے لئے اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی پس جب یہ لوگ ساحل پر آ گئے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کو جنگ کا الارم دے دیا پس یہ تین دن لڑتے رہے اور مسلمانوں نے ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا اور زخم لگائے اور طاغیہ کے جرنیلوں میں تھا پس وہ جنگ سے ایک طرف ہو گیا اور جب تیسرا دن ہوا اور شکست اس کی قوم پر چھا گئی تو طاغیہ نے فوج کے ساتھ حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا گئے اور انہوں نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی اور جوانوں سمیت محصور ہو گئے اور انہوں نے ابن حکم کو اپنے اہل اور خواص کا ذمہ داری بنایا اور ستبہ کی طرف چلے گئے اور بقیہ لوگوں نے دشمن کے فیصلے کو قبول کر لیا اور پھر وہ میورقہ کی طرف گیا اور وہاں کے ذخائر اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

اور اس کے بعد ۸۶ھ میں خزور کی بندرگاہ میں خیانت کی اور اس کی فصیلوں کو توڑ کر اس کے اندر گھس گئے اور جو کچھ وہاں موجود تھا اٹھا لے گئے اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے اور گھروں کو جلا دیا پھر یہ تونس کی بندرگاہ سے گزرے اور اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے اور اسی سال یا اس کے بعد ۸۹ھ میں دشمن کے بحری بیڑے نے المہدیہ سے جنگ کی جس میں جنگ کے لئے سوار موجود تھے پس انہوں نے تین بار اس پر چڑھائی کی اور مسلمانوں نے تمام المہدیہ کو فتح کر لیا پھر اہل عجم کی مدد آ گئی اور دشمن شکست کھا گیا یہاں تک کہ انہوں نے بحری بیڑے کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔

باب : ۴۷

امیر ابوبکر زکریا

کا الجزائر قسطنطنیہ پر قبضہ

کے مختصر حالات اور اس کا آغاز اور اس کا انجام

اور امیر ابوبکر زکریا بن سلطان کو اپنی بلند ہمتی' قابلیت اور اہل علم سے مخالطت کی وجہ سے حکومت کی لیاقت حاصل تھی اور یہ امور اس کے حسن حال کی گواہی دیتے تھے اور یہی وہ شخص ہے جس نے دار الاقوری کے بالمقابل جہاں وہ تونس میں سکونت پزیر تھا ایک علمی مدرسہ کا نقشہ بنایا اور جب یہ بجایہ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بچ کر تلمسان پہنچا تو اپنے داماد عثمان بن یغمر اسن کے پاس اترا اور اس کے بعد ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس بھی جو اس کے باپ اور بھائی کا پروردہ تھا' ماجنہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد سلطان ابی حفص کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے آ گیا اور جب عربوں نے اس کی بیعت کر لی اور حکومت کے آثار نمایاں ہو گئے تو ابوالحسن نے دیکھا کہ سلطان' الفازازی کو ان پر ترجیح دیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو گیا اور تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا اور اسے اپنی حکومت کے حاصل کرنے کی ترغیب دی اور اس نے بجایہ کے تاجروں سے مال قرض لیا اور اُسے اس کی حکومت کی سطوت کے لئے خرچ کیا اور آدمیوں کو اکٹھا کیا اور مددگاروں سے حسن سلوک کیا اور اس کے ارادوں کی خبر پھیل گئی تو عثمان بن یغمر اسن نے اُسے روکا کیونکہ اس نے سلطان ابوحفص کی اس شرط پر اطاعت اختیار کی ہوئی تھی کہ وہ اس سے وہ سلوک روا رکھے گا جو اس سے پہلے الحضرۃ کے خلفاء کے ساتھ انہوں نے روا رکھا تھا پس امیر ابوزکریا نے اپنے کام کا ارادہ کر لیا اور تلمسان سے شکار کا توریہ کر کے داؤد بن ہلال بن عطاف امیر بنی یعقوب اور زغبہ کے بنی عامر کے ساتھ جا ملا اور عثمان بن یغمر اسن نے داؤد کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس لوٹا دے تو اس نے اس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اس کے ساتھ اپنی قوم سمیت بلاد زغبہ کے آخر میں چلا گیا اور یہ لوگ عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں اترے جو زوادہ کے رؤساء میں سے تھا پس اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ سب قسطنطنیہ کے مضافات میں چلے گئے اور عرب اور سوریکش بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس نے ۸۳ھ میں البلا سے جنگ

کی اور ان دنوں اس کا عامل ابونوخیان تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور بجایہ کا حکمران ابوالحسن بن طفیل تھا جس کی عامل کے ساتھ رشتہ داری تھی پس اس نے امیر ابوزکریا کو البلاء کے معاملات میں شامل کر لیا اور اس کے لئے اور اس کے رشتہ دار کے لئے شرط لگا دی پس سلطان نے ان کی شرط کو پورا کر دیا اور انہوں نے اسے البلاء پر قبضہ دلا دیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا جہاں کے باشندوں میں اضطراب پیدا ہو چکا تھا جس نے انہیں اختلاف و انشقاق تک پہنچا دیا تھا پس انہوں نے امیر ابوزکریا کو برانگیختہ کیا تو وہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور ۸۴ھ میں بجایہ میں داخل ہو گیا کہتے ہیں کہ قیطیطنیہ پر حکومت سے پہلے اُسے بجایہ پر حکومت حاصل تھی اور ہم نے جو کچھ اپنے شیوخ سے سنا ہے اس میں یہ بات سب سے زیادہ درست اور صحیح ہے اور اہل جزائر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ قریبی سرحدوں پر قابض ہو گیا اور اس نے المنتخب الاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کر لیا اور اپنے چچا کے ادب کی وجہ سے جو الحضر ۃ میں خلیفہ تھا اس نے امیر المومنین کے نام کو چھوڑ دیا اور جماعت کے اہل حل وعقد نے موحدین کی مدد کی اور اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو حاجب مقرر کیا پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے غربی جانب اپنے بیٹوں کو بادشاہ بنایا اور حکومت تقسیم ہو گئی یہاں تک کہ خالصتہً اس کی اولاد جو بادشاہوں کے لئے ہو گئی اور انہوں نے الحضر ۃ پر قبضہ کر لیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے اور جب امیر ابوزکریا نے غربی جانب پر قبضہ کر لیا اور الحضر ۃ کے مضافات کو حاصل کر لیا تو اس نے تونس پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا پس اس نے ۸۵ھ میں اپنی فوجوں کیساتھ اس پر حملہ کیا اور عبداللہ بن رحاب بن محمود جو ذیاب کے مشائخ میں سے تھا اس کے پاس گیا اور الفازازی نے اُسے احواز تونس سے روکا پس اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنا اس کا کارنامہ تھا پس ایک روز اس کے جانبازوں پر شکست حاوی ہو گئی تو اس نے ان میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنائے اور اس کی شہر پناہ کو گرا دیا اور گھروں اور کھجوروں کو جلا دیا اور مسرات کی طرف چلا گیا اور اس کے واقعات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب امیر ابوزکریا بادلِ نخواستہ اپنی حکومت کے حصول کے لئے تلمسان سے نکلا تو اس کا پڑوسی داؤد بن عطاف اُسے واپس لانے سے باز رہا اور اس کے بغض و عداوت سے اس کا دل لبریز ہو گیا اور اس نے ازسرِ نو حاکم تونس کی بیعت کی اور وہاں اپنے پروردہ علی بن محمد خراسانی کو بھیجا اور اس دوران میں علی بن توجین اور مغراد کا مغرب اوسط میں ظہور ہو گیا اور الحضر ۃ کے باشندے امیر ابوزکریا کے مقام سے تنگدل ہو گئے کیونکہ وہ ان سے مطالبات کرتا اور ان کے دور دراز کے آدمیوں کو ذلیل کرتا تھا پس انہوں نے عثمان بن یغمراسن کو بجایہ کے بعد اس کے قلعہ سے جنگ کرنے میں شامل کیا تا کہ وہ اسے اس کی اولاد کو لوٹا دیں پس اس نے ۸۶ھ میں بجایہ پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا مگر وہ اسے باقی ماندہ مضافات کے ساتھ سر نہ کر سکا اور صرف چند ٹیلوں کو فتح کر سکا اور امیر ابوزکریا ۸۶ھ میں بجایہ کی طرف لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

اہل جزیرہ کی مخصوص حکومت کے آغاز کے حالات: ایک روز تقولیس کی کارروائی سے سداوہ اور کثومہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس میں سداوہ کے شیخ کا بیٹا مارا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ خود شیخ کثومہ سے اس کا بدلہ لے گا اور توزر کا عامل محمد بن ابی بکر تمیلل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا پس اس نے شیخ کثومہ کی ذمہ داری لی اور اس کے دشمن

کے مقابلہ میں اس کی مدد کے لئے مال خرچ کیا اور الحضر ۃ سے خط و کتابت کی اور اہل سواد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اہل نغطہ اور تقیوس ان کے مقابلہ میں اکٹھے ہو گئے اور وہ اہل توزر کی جمعیت میں نکلا اور ان کے شہر میں ان کے ساتھ جنگ کی اور ضمانت دینے اور مال خرچ کرنے سے پناہ طلب کی مگر اس نے قبول نہ کیا پس اہل نفرادہ نے ان کو مدد دی اور اس پر چڑھائی کی تو اس کی فوج شکست کھا گئی اور انہوں نے ان میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنا کر توزر لے آئے یہ واقعہ ۸۶ھ کا ہے پھر اس کے بعد ان کی دوبارہ جنگ ہوئی تو انہوں نے اس پر فتح حاصل کی اور پھر اس نے تاوان دینے پر اس سے صلح کی اور یہ شرط لگائی کہ اس کے سوا ان پر اور کوئی حکم لاگو نہ ہوگا اور یہ نفزادہ کے رؤساء ان میں سے ہوں گے پس اس نے ان کی شرط کو پورا کیا اور یہ اہل الجرید کے اختصاص کا آغاز تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ۔ ابو دبوس مراکش میں بنی عبدالمؤمن کا آخری خلیفہ تھا جسے ۶۵۸ھ میں قتل کر دیا گیا تھا اور اس کے بیٹے پراگندہ ہو گئے اور زمین میں پھرنے لگے اور ان میں سے عثمان شرق اندلس میں چلا گیا اور طاغیہ برشلونہ کے ہاں اترا اور اس نے اس کی عزت افزائی کی اور وہاں پر اس نے اپنے چچا سید ابی زید المنتصر کی اولاد کو پایا جو دشمن کی رعیت میں سے ان کے ٹھکانوں میں ابی دبوس کا بھائی تھا اور وہاں پر سید ابی زید اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں آنے کی وجہ سے ایک مقام حاصل تھا پس انہوں نے اپنے قریبی کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی اطاعت کے بارے میں تقاریر کیں اور اُس نے مرغم بن صابر بن عسکر کو جو بنی ذیاب میں سے الجواری کا شیخ تھا اُسے اس کی قید سے چھڑانے پر اتفاق کیا جسے اہل صقلیہ میں سے الغزی نے طرابلس کے نواح میں ۸۲ھ میں قیدی بنایا تھا اور انہوں نے اہل برشلونہ میں سے ایک آدمی کے پاس اسے فروخت کر دیا اور اسے طاغیہ نے خرید لیا اور وہ اس کے پاس قیدی بن کر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان بن ابی دبوس اس کے پاس گیا اور موحدی دعوت کے حق کے طلب کرنے کی وجہ سے شہرت پا گیا اور اس نے اطراف کے لوگوں میں کامیابی کی امید کی کیونکہ وہ محافظوں سے دور رہتے ہیں پس وہ سمندر کو عبور کر کے طرابلس چلا گیا اور طاغیہ کے ہاں یہ بھی اس کی خوش بختی کی علامت ہے کہ اس نے مرغم بن صابر کو اس کی خاطر رہا کر دیا اور اس کے ساتھ اس کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا اور اس کے لئے بحری بیڑے تیار کئے اور انہوں نے اس کے ساتھ جو مالی شرط طے کی اس کے مطابق اس نے بحری بیڑوں کو جانبازوں اور رسد سے بھر دیا پس وہ ۸۸ھ میں طرابلس اترے اور مرغم نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور انہیں ابی دبوس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس کے اور اس کی نصرانی فوج کے ساتھ البلا سے جنگ کی پس انہوں نے تین دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کا برا اثر ان پر پڑا پھر نصاریٰ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ چلے گئے اور البلا کے قریب ترین ساحل پر لنگر انداز ہو گئے اور ابن ابی دبوس اور مرغم طرابلس کے محاصرہ کے لئے فوج اتارنے کے بعد طرابلس کے نواح میں چلے گئے پس انہوں نے ان سے وہ تاوان لئے جو انہوں نے اپنی شرائط میں نصاریٰ کو بھی نہ دیئے تھے اور وہ اپنے بحری بیڑے میں واپس آ گئے اور ابن ابی دبوس عربوں کے ساتھ گھومتا رہا اور اس کے بعد ابن مکی نے اُسے بلا لیا کہ وہ اپنے اختصاص میں سنت ہو جائے مگر ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ وہ ایک برچھا لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

ابوالحسن بن سید الناس حاجب بجایہ کی وفات کے حالات اور اس کی جگہ ابن ابی حی کی حکومت کا قیام

اس سے قبل ہم اس شخص کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جاملا تھا اور اس کی خوب خدمت کی تھی پس جب امیر ابوزکریا غربی سرحد پر قابض ہو گیا اور اس نے اسے الحضرۃ کے مضافات سے الگ کر لیا اور بجایہ میں اترا اور وہاں سے تونس کی مدد کی تو اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو اپنا حاجب مقرر کیا اور اس کے دروازے کے پیچھے جو کچھ تھا اس نے اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اسے اس کی ریاست میں ابوالحسن کے طریقوں پر چلایا جو اس سے قبل اس المستنصر کی حکومت میں انیس تھا جس کے طریقوں پر یہ لوگ چلتے اور اس کے مقاصد کے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس کی ریاست' حجابت کے معاملہ میں ابوالحسن کی ریاست سے زیادہ بہتر تھی کیونکہ بجایہ کی حکومت کی فضا موحدین کے ان مشائخ سے صاف ہو چکی تھی جو اس سے مزاحمت کرتے تھے اور اس نے اپنے مخدوم کی حکومت کو نہایت شاندار طریق سے چلایا اور اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہو گئی اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ ۶۹۰ھ میں اس کی وفات ہو گئی پس امیر ابوزکریا نے اس کی جگہ اپنے کاتب ابوالقاسم بن ابی حی کو مقرر کیا اور میں اس کی اولیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی جانتا ہوں کہ وہ اندلس کے مسافروں میں سے تھا جو حکومت کے پاس آیا اور مضافات میں تصرف کرنے لگا اور پھر اس نے ابوالحسن بن سید الناس کے ساتھ رابطہ کیا تو اس نے اس سے لکھوایا پھر اسے ترقی دے دی اور اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اس کو آزادی دے دی اور اس نے سید الناس کے ہاتھ سے زمام حکومت لے لی اور اس کی خدمت گزاری اسے مظفر کے ہاتھ میں لے گئی یہاں تک کہ سردار لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور خواص نے اُسے امید دلائی اور سلطان کو اس کے متعلق علم ہوا کہ وہ اپنے مخدوم کے امور کی سرانجام دہی کی قوت رکھتا ہے اور اسے دوسروں کی کارگزاری سے بے نیاز کر دیتا ہے اور ابوالحسن بن سید الناس فوت ہو گیا تو سلطان نے اُسے اس کے کام پر مقرر کر دیا تو وہ اس کے باقی ماندہ ایام حکومت اور اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء کی حکومت کے آغاز میں اس کام پر مقرر رہا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

الزاب کا امیر ابوحفص کی اطاعت سے خروج کر کے امیر ابوزکریا کا اطاعت کرنا اور اس کا اپنی جماعت میں بسکرہ کا شامل کرنا

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے الزاب پر فضل بن علی بن مزنی کو حاکم مقرر کیا جو بسکرہ کے مشائخ میں سے تھا پس اس نے اپنی حکومت کو سنبھال لیا اور جب سلطان فوت ہو گیا تو الزاب کی بستیوں میں بسنے والے عربوں کے بعض گروہوں نے اس کی ایک دشمن قوم کی مداخلت سے اس پر حملہ کر کے اُسے ۸۳ھ میں قتل کر دیا اور البلاء میں اپنی حکومت قائم کرنی چاہی تو بنی زیان کے مشائخ نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور بلا شرکت غیرے اپنی شہر کی حکومت سنبھال لی اور الحضرۃ کے حاکم امیر ابوحفص کی بیعت کر لی اور دستور کے مطابق اس کی اطاعت اختیار کر لی اور انہوں نے دانپہ میں منصور بن فضل بن مزنی کے ساتھ جنگ کی اور یہ شخص کرفہ میں اپنے بیٹے کی وفات کے وقت الحضرۃ چلا گیا تھا جو ہلال بن عامر کے قبائل میں سے ہے اور یہ وہ عرب ہیں جو جبل اور اس کی حکومت کے ذمہ دار ہیں اور یہ ان گروہوں کے ہمسروں کے ہاں اترا تو انہوں نے اسے سواری دی اور مال جمع کر دیا اور ۲ے ھ میں بجایہ چلا گیا اور سلطان کے دروازے پر اترا اور اسے الزاب کی حکومت کی رغبت دلائی اور حاجب بن ابی حی کو مختلف قسم کے تحائف دیئے اور اسے ضمانت دی کہ وہ الزاب میں دعوت کو سلطان کے حق میں پھیر دے گا اور وہاں کا خراج بھی نہیں دے گا پس اس نے اُسے اس بات سے مائل کر لیا اور اس نے اسے الزاب کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے فوج سے مدد دی اور اس نے بسکرہ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہاں کے مشائخ بنو دمار نے تونس کی سے اپنی دوری اور اپنے دشمن فضل بن منصور کے الحاح کو دیکھا تو انہوں نے امیر ابوزکریا کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور اس کی طرف اپنا وفد اور بیعتیں بھیج دیں اور اس نے عادیہ ابن مزنی کو ان سے ہٹا دیا پس انہوں نے اس سے قبولیت کی جو توقع کی تھی اس نے اس کے ساتھ انہیں واپس کیا اور یہ کہ ان کے احکام اس کے سالار فوج کے ہاتھ میں ہوں گے اور اس نے ابن مزنی کو بجایہ کی طرف جاتے دیکھا اور جب وفد بسکرہ پہنچا تو وہ قائد اور منصور بن مزنی کی طرف نکل آئے اور اسے شہر میں داخل کیا اور اس کی اطاعت اختیار کی اور حالات یہاں تک کہ تبدیل ہو گئے کہ منصور بن مزنی کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم اس کے حالات میں کریں گے اور الزاب ہمیشہ ہی امیر ابوزکریا اور اس کے بیٹوں کی دعوت کے تحت رہا یہاں تک کہ وہ الحضرۃ پر قابض ہو گیا اور آپ بعد میں اس کے بیٹوں کے حالات کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

شیخ الموحدین عبداللہ الفازازی اور حاجب ابوالقاسم ابن الشیخ

رؤسائے حکومت کی وفات کے حالات

عبداللہ الفازازی موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور سلطان ابوحفص کا خاص دوست تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے اسے فوج کا امیر مقرر کیا تھا اور اسے جنگیں کرنے اور نواحی کے ہموار کرنے کے لئے بھیجا تھا پس اس نے ان معاملات میں قابل رشک مقام حاصل کیا اور جہات پر قبضہ کر لیا اور باغیوں کو رام کیا اور انہیں نکال باہر کیا اور خراج جمع کیا اور اس بارے میں اس نے قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور بلاد الجرید اور ان کے مشائخ کے ساتھ بھی اس کے احوال اور کارروائیاں رہی ہیں اور یہی وہ شخص ہے جس نے اہل توزر کے مشائخ کی شکایت پر احمد بن بہلول کی آزمائش کی اور اُسے ان پر حکومت کرنے کے ارادوں سے روکا اور یہ اپنے آخری سفر میں تونس سے دو دن کے فاصلہ پر ۹۳ھ میں وفات پا گیا اور اسی سال حاجب ابوالقاسم بن الشیخ کی وفات ہوئی اور اس کی اولیت کا واقعہ یہ ہے کہ یہ ۲۶ھ میں اپنے شہر دانیہ سے بجایہ آیا اور اس کے عامل محمد بن یاسین سے رابطہ پیدا کر لیا پس اس نے اسے کاتب بنا لیا اور یہ اس پر حاوی ہو گیا اور ابن یاسین کو الحضرۃ بلایا گیا تو ابن الشیخ بھی اس کے ساتھیوں میں سے تھا پس سلطان نے جستجو کی کہ وہ کتابت کے لئے کسے اپنا نمائندہ بنائے تو ابن یاسین نے اپنے کاتب ابوالقاسم بن الشیخ کی بہت تعریف کی اور سلطان نے اس کا امتحان لیا تو یہ اُسے پسند نہ آیا پھر اُس نے اس کے بارے میں رائے پر نظر ثانی کی اور اس کی تحسین کی اور اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا اور ابن ابی الحسن کو اسے آداب اور خدمت کے طور طریقے سکھانے کا حکم دیا اور اس نے اپنے مخدوم کا بار ہلکا کر دیا یہاں تک کہ ابوالحسن فوت ہو گیا اور سلطان کے گھر کے اخراجات اس کی نگرانی پر موقوف تھے اور اس بارے میں اس کا قلم کام کرتا تھا پس اس نے اس کی وفات کے بعد ابن الشیخ کو سلطان المنتصر ہ کے آخری ایام تک اس کام کے لئے الگ کر لیا اور جب سلطان واثق حاکم بنا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ابن ابی الحسن اس کے سامنے آیا تو اس نے اسے اس کے کام پر باقی رکھا اور اُسے اپنے لئے مختص کر لیا اور اُسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا پھر سلطان ابواسحاق کی حکومت آئی تو اس نے بھی اسے اس کے کام پر قائم رکھا اور اسے ابی بکر بن خلدون صاحب اشغال کے ساتھ ٹکرا دیا اور اس کے عہد میں ریاست کبریٰ اس کے بیٹوں ابی فارس اور اس کے بعد ابوزکریا عبدالمؤمن کے پاس تھی پھر دعی کا قضیہ پیش آیا اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا تو اس نے ابوالقاسم بن الشیخ کو چن لیا اور اُسے کتاب العلامۃ فی فواتح السجلات دے کر شغیر کے علاقے کی طرف بھیج دیا اور جب سلطان ابوحفص کو دوبارہ اپنی حکومت مل گئی اور دعی قتل ہو گیا تو ابن الشیخ کو اپنے اس رتبے کی وجہ سے جو اسے دعی کے ہاں

حاصل تھا خوف پیدا ہوا تو اس نے بھلائی اور عبادت کی علامت کے طور پر صلحاء کی پناہ لی تو انہوں نے اس کی سفارش کی جسے سلطان نے قبول کر لیا اور اس نے ازخود ان کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے تو اس نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور ساتھ ہی کتاب العلامۃ فی فواتح السجلات کی تنقید کا کام دے دیا پس جب سلطان ابوحفص کو اپنی حکومت مل گئی اور باغی قتل ہو گیا اور علامت، حکومت کے کسی اور آدمی کی طرف چلی گئی پس وہ اپنی وفات تک جو ۹۴ھ میں ہوئی اس عہدے پر قائم رہا اور اس کے بعد بھی حجابت کا نام ان تینوں خطوط پر قائم رہا اور اس نے تدبیر وحرب کا حکم دیا اور اس کی ریاست موحدین کے مشائخ کی طرف راجع رہی یہاں تک کہ احوال بدل گئے اور الٹ پلٹ گئے جیسا کہ آپ کو آئندہ بیان ہونے والے حالات سے پتہ چلے گا اور اس کے بعد سلطان نے اپنا حاجب ابوعبداللہ المجی کو مقرر کیا جو اخیار کے طبقہ میں سے تھا اور وہ حکومت کے آخر تک اس عہدہ پر قائم رہا۔

سلطان ابوحفص کی وفات کے حالات اور اس کا اپنے بعد حکومت کی وصیّت کرنا

سلطان ابوحفص ہمیشہ ہی غالب اور آسودہ حال میں رہا یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہوگئی اور ۹۴ھ ذوالحجہ کے آغاز میں اسے درد اٹھا پھر یہ درد شدت اختیار کر گیا اور مسلمانوں کے معاملات نے اسے بے قرار کر دیا پس اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے ایام التشریق کے دوسرے دن خلافت کی وصیّت کی اور موحدین نے اس کی صغرسنی کی وجہ سے اس کے مراتب سے تخلف کے باعث اسے اچھا نہ سمجھا پھر یہ کہ وہ بالغ بھی نہ تھا انہوں نے اس بارے میں باتیں کیں اور سلطان کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ ناراض ہوا اور انہیں چھوڑ کر ولی ابی محمد المرجانی کے ساتھ شوریٰ کی طرف آیا اور اس کے متعلق اس کی رائے بہت اچھی تھی اور ظن بھی نیک تھا اور جب واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹوں کو ان کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا تو اس کی ایک بیٹی اس ولی کو حمل میں لئے ہوئے رباط کی طرف بھاگ گئی اور اسے اس کے گھر میں جنا تو شیخ نے اس کا نام محمد رکھا اور اس کا عقیقہ کیا اور فقراء کو گندم کے آٹے اور گھی کا کھانا پکا کر کھلایا اور ہمیشہ کے لئے اس کا لقب ابوعصیدہ پڑ گیا پھر یہ روپوشی کے بعد ان کے محلاّت میں چلا گیا اور اس نے اپنی قوم کے خلفاء زیرِ سایہ پرورش پائی اور جوان ہوا اور ولی ابی محمد کے ساتھ اس کا عہد باقی رہا اور دونوں اس پر ہمیشہ قائم رہے اور جب سلطان ابوحفص نے اس کے ساتھ عہد کے متعلق گفتگو کی اور اس کے بیٹے پر موحدین کی نکتہ چینی کا ذکر کیا تو شیخ نے اسے بتایا کہ وہ عہد کو محمد بن واثق کی طرف پھیر دے تو اس نے اس کے اشارہ کو قبول کیا اور اسے ولی عہدی کی تربیت دی اور موحدین کے مشائخ اور سرداروں کی موجودگی میں اپنے اس عہد کو نافذ کیا اور آخر ذوالحجہ ۹۴ھ میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابوعصیدہ کی حکومت کے حالات اور اس کے بعد کے احوال: جب سلطان ابوحفص فوت ہو گیا

تو موحدین کے سردار، مددگار، فوج اور دیگر سب لوگ قصبہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے اس کے ولی عہد سلطان ابوعبد اللہ محمد کی ۲۴ ذوالحجہ ۹۴ھ کو بیعت کر لی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کا لقب ابوعصیدہ بن سلطان واثق تھا پس اس کی بیعت سے لوگوں کا شرح صدر ہو گیا اور سب لوگوں نے اُسے پسند کیا اور اس نے المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اس نے اپنی حکومت کا آغاز عبداللہ بن سلطان ابی حفص کے قتل سے کیا، کیونکہ وہ بھی ولی عہدی کے لئے ایک مقام رکھتا تھا اور اس نے محمد بن یرزیکش کو اپنا وزیر بنایا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور محمد الشخشی کو حجابت، تدبیر امراور فوج کے امور کی سرانجام دہی پر قائم رکھا اور موحدین کی ریاست ابویحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللحیانی کے پاس تھی پس اس نے جو کام اس کے سپرد کیا اس نے اسے ذمہ داری سے سرانجام دیا اور عبدالحق بن سلیمان نے جو اس سے پہلے موحدین کا رئیس تھا اسے اس بارے میں تنگ کیا یہاں تک کہ وہ الگ ہو گیا اور فوت ہو گیا تو وہ بلا شرکت غیرے حکومت پر قابض ہو گیا اور الشخشی اس کی حجابت کا با اختیار منتظم بن گیا اور اس کام میں محمد بن ابراہیم بن الدباغ اس کا مددگار تھا اور ابن دباغ کے حالات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ اس کا باپ ابراہیم ۶۲۶ھ میں اشبیلیہ کے مسافروں میں تونس آیا تو یہ تونس میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی اور ماہر حساب دانوں مثلاً ابوالحسن اور ابوالحکم بن سے رجسٹر تیار کرنے اور حساب کرنے کی تربیت لی اور ابوالحسن کی بیٹی کے متعلق ان دونوں سے رشتہ داری کر لی پس ان دونوں نے اس کا نکاح کروا دیا اور اُسے دیوان اعمال کی سیکریٹری شپ کے لئے تربیت دی اور جب ابوعبداللہ الغازازی با اختیار رئیس بن گیا تو اُسے اپنا کاتب بنا لیا اور وہ بڑا کمزور عقل اور خلیفہ کا نافرمان تھا اور اس کا کاتب محمد بن دباغ اسے خلیفہ کی اغراض کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اچانک حاجب بن الشیخ نے اس کے متعلق سازش کی اور اُسے خلیفہ کے پاس اسے بارے میں بات کرنے کا اچھا موقع مل گیا اور جب سلطان ابوعصیدہ حکمران بنا تو اس نے اس کی سابقہ فرمانبرداری کا لحاظ رکھا اور اس کا حاجب الشخشی بکری کی طرح کی تحریر سے بے بہرہ تھا پس سلطان نے ابن دباغ کو کاتب بنا لیا پھر اسے ۹۵ھ میں اپنی علامت کی کتابت پر ترقی دے دی اور وہ اس میں بڑا ماہر تھا پس وہ حجابت میں الشخشی کا معاون بن گیا اور سلطنت کے کاروبار اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ ۹۹ھ میں الشخشی فوت ہو گیا تو سلطان نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کام پر با اختیار ہو گیا اور تدبیر و حرب کا کام موحدین کے مشائخ کے پاس تھا۔

عبدالحق بن سلیمان کی مصیبت کا حال اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کے حالات: ابو محمد عبدالحق بن سلیمان، سلطان ابوحفص کے زمانے میں موحدین کا رئیس تھا اور اس کی اصل وہ تمیلل ہیں جو حکومت کے آغاز سے تبوس میں آباد ہیں اسے اور اس کے اسلاف کو ان پر حکومت حاصل تھی اور اس سلطان کے زمانے میں اُسے الحضرۃ میں تمام موحدین کی سرداری حاصل ہو گئی اور اس کے دوست اور مددگار بھی تھے اور یہ اپنے بیٹے عبداللہ کی ولی عہدی کا بہت حریص تھا اور اس بارے میں موحدین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتا رہتا تھا پس سلطان ابوعصیدہ نے اسے مال سمیت قیدی بنا لیا اور جب اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور عبداللہ اپنے قید خانے میں قتل ہو گیا تو اس نے ابو محمد محمد بن سلیمان کو گرفتار کر لیا اور صفر ۹۵ھ میں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنے قید خانے میں صدی کے سرے پر قتل ہو گیا اور اس کی مصیبت کے وقت اس کے دونوں بیٹے محمد

اور عبداللہ بھاگ گئے اور عبداللہ امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھ تونس میں داخل ہو گیا اور محمد بھاگنے کے بعد مغرب اقصیٰ چلا گیا اور بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کے ہاں تلمسان کا محاصرہ کرنے والی فوج کے پڑاؤ میں اترا تو اس نے اس کی بہت عزت کی اور یہ ایک مدت تک اس کے ہاں مقیم رہا۔ پھر اپنے وطن کو واپس آ گیا اور پہلے طور طریق کو چھوڑ کر زہد و عبادت کے طریق کو اختیار کر لیا اور اونی لباس پہن لیا اور صلحاء کی صحبت اختیار کر لی اور فریضۂ حج ادا کیا اور اس نے لمبی عمر پائی اور تمام لوگوں کو اس سے حسن ظن ہو گیا اور اس پر اس کی دعاؤں پر یقین پیدا ہو گیا اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے ملنے جلنے والوں کی تعداد بکثرت ہو گئی اور اس کے بالمقابل خلفاء نے اسے ایک اور عظمت دی اور اسے کئی بار ملوکِ زناتہ کے پاس بھیجا اور جب سلطان ابوالحسن کی فوجوں نے جبل فتح سے جنگ کی تو وہ جبل فتح کے ایک جہاد میں بھی شامل ہوا اور وہ ہمیشہ اسی طریق پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے نصف میں طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔

سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب کے مراسلہ اور اس کے تحائف کے حالات: جب سلطان ابو عصیدہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اسے غربی جانب سے جنگ کرنے اور اس کی سرحدوں کو امیر ابوزکریا سے واپس لینے کی سوجھی اور امیر ابوزکریا کا یہ حال تھا کہ اہل جزائر نے اپنے موحد عامل کی وفات کے بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی ہوئی تھی اور اس کے بعد ان کے مشائخ میں سے محمد بن علان وہاں کود پڑا اور عثمان بن یغمراسن اور اس کے پیچھے بنی عبدالواد کی حکومت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے توجین، مغرادہ اور بلکلین پر غلبہ پا لیا اور اس کی سعی و کوشش الحضرۃ کے حکمران کے لئے تھی کیونکہ وہ ان کی دعوت سے متمسک تھا اور ان کی بیعت میں اپنے باپ کے مذہب کا پابند تھا پس سلطان ابوعصیدہ کے عزائم اس بات کے لئے پختہ ہو گئے اور وہ ۶۹۵ھ میں الحضرۃ سے چلا اور اپنی عملداری کی سرحدوں سے گزر کر قسطنطینہ کے مضافات میں جا پہنچا اور رعایا اور قبائل اس کے آگے بھاگ اٹھے اور وہ میلہ تک پہنچ گیا اور وہیں سے وہ رمضان میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور جب اس نے بجایہ کی عملداری کو اپنی جنگ سے تنگ کر دیا تو امیر ابوزکریا نے غربی جانب کو تسکین دینے کے لئے اپنی نظر دوڑائی تاکہ وہ اس سے فارغ ہو کر سلطان صاحب الحضرۃ کی مدافعت کر سکے پس اس کا ہاتھ عثمان بن یغمراسن تک پہنچ گیا اور اس نے اس کے ساتھ محبت و تعلق کے باعث قدیم رشتے مضبوط کر لئے اور اس دوران میں سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر چڑھائی کر دی اور اس پر اپنا پورا زور لگا دیا اور عثمان بن یغمراسن نے امیر ابوزکریا سے کمک طلب کی تو اس نے اُسے موحدین کی ایک فوج کے ساتھ مدد دی جس کے ساتھ بنی مرین کی ایک فوج نے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی اور ان کی فوج بجایہ کی طرف واپس آ گئی اور یوسف بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کو بجایہ کی طرف بھیجا اور ان پر اپنے بھائی ابویحییٰ کو سالار مقرر کیا اور اس سے قبل عثمان بن سباع، حاکم بجایہ سے الگ ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے اس کی سلطنت میں رغبت دلانے لگا پس اس نے اسے خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب عزت افزائی کی اور اس کے ساتھ اس فوج کو بھیجا پس وہ بجایہ جا پہنچے اور اس پر دباؤ ڈالا پھر اس سے گزر کر تاکرارت اور بلاد سدونکش میں چلے گئے اور ان جہات پر تباہی و بربادی اور فساد پھیلا دیا اور ان پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں یوسف بن

یعقوب کے پڑاؤ میں لوٹ آئے اور جب حاکم الحضرۃ سلطان ابوعصیدہ کو اس بات کا علم ہوا کہ امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمراسن کو امداد دی ہے تو اس نے اس کے دشمن یوسف بن یعقوب کو اطلاع دی اور اسے بجایہ اور اس کے نواح پر حملہ کرنے پر اکسایا اور اس بارے میں اس نے رئیس الموحدین ابوعبداللہ بن الکجار کو اپنا سفیر بنایا پھر اس نے دوسری بار ۳ے ھ میں عظیم تحائف کے ساتھ اسے سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ سنہری زین' تلوار اور مہمیز لے کر گیا جو یاقوت اور جواہر کے قیمتی زیورات کی طرز پر بنی ہوئی تھیں اور اس دوسری سفارت میں وزیر الدولہ ابوعبداللہ بن برزکین اس کا رفیق تھا اور وہ یعقوب بن یوسف سے بہت سے تحائف لے کر لوٹا جن میں تین سو خچریں بھی تھیں اور تحائف و ملاطفات اور سفارات و مخاطبات کا سلسلہ مسلسل جاری رہا اور یوسف بن یعقوب سلطان کو تعریفاً یہ حالات لکھتا اور رئیس الموحدین' ابویحیٰی اللحیانی کو لکھتا اور بنی مرین کی فوجیں بجایہ کی نواح میں آنے جانے لگیں یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں بیان ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہداج کے قتل اور کعوب کے فتنہ پیدا کرنے اور ان کے ابن ابی دبوس کی بیعت کرنے کے حالات اور اس کے بعد ان کی مصیبت کا بیان

جب سے کعوب نے امیر ابوحفص کی حکومت کا ساتھ دیا تھا ان کی دولت و ثروت میں اضافہ ہو گیا تھا اور آسودگی نے ان کو متکبر بنا دیا تھا اور انہوں نے بہت فساد اور خرابی پیدا کر دی تھی اور ان کی رہزنی اور باغوں کی توڑ پھوڑ اور کھیتیوں کی لوٹ مار نے طول اختیار کر لیا تھا پس عوام ان سے کینہ رکھنے لگے اور ان کے بُرے حالات کے منتظر رہنے لگے اور ان کا رئیس ھداج بن عبید ۵ے ھ میں البلد آیا تو جاسوس اس کے پاس آ گئے اور عوام نے بھی اس کے متعلق بُرے ارادے کر لئے اور وہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مسجد میں جوتوں سمیت چلا گیا تھا اور وہ کہنے لگا مجھ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی میں تو سلطان کی مجلس میں بھی جوتوں سمیت چلا جاتا ہوں پس لوگوں نے نماز کے بعد اسے للکارا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹا' پس سلطان کے خلاف ان کا فساد بہت بڑھ گیا اور اس دور کے شیخ الکعوب احمد بن ابی اللیل نے عثمان بن ابی دبوس کو اس کے مقام سے جو نواح طرابلس میں تھا بلایا اور اسے امیر مقرر کر دیا اور اس کے بعد الحضرۃ پر چڑھائی کر دی پس وہ دونوں ہمیشہ اسی حالت میں رہے اور وزیر ابوعبداللہ بن برزکین فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں شکست دی اور فوج کے ساتھ جہات کی درستگی اور عربوں کے شور و غل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نکلا پس احمد بن ابی اللیل اس کے پاس آیا اور ھوراہ کے جوانوں میں سے سلیمان بھی دوبارہ اطاعت اختیار کر کے اس کے

ساتھ تھا اور ابن ابی دبوس اپنے مقام کی طرف چلا گیا اور اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور وہ ہمیشہ قید ہی میں رہے یہاں تک کہ احمد نے ۸۰۷ھ میں اپنے قید خانے میں فوت ہو گیا اور کعوب کی امارت محمد بن ابی اللیل نے سنبھال لی اور اس کے ساتھ حمزہ اور اس کا بھائی عمر کا بیٹا مولاھم اس کے مددگار تھے اور وزیر ۷۰۷ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور مولاھم ابن عمر وفد بن کر گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ پس اسے بھی اپنے چچا احمد کے ساتھ قید کر دیا گیا اور اس کے بھائی حمزہ نے اعلانیہ طور پر مخالفت شروع کر دی اور اس کی قوم نے مخالفت کرنے میں اس کی اتباع کی تو ان کا فساد بڑھ گیا اور انہوں نے رعایا کو تکلیف پہنچائی اور عوام کی طرف سے عام شکایات ہونے لگیں اور انہوں نے بازاروں میں شور و شغب برپا کر دیا پھر وہ ایک دروازے پر بغاوت کے ارادے سے آئے تو دروازے کو ان کے درے بند کر دیا گیا تو انہوں نے پتھراؤ کر دیا اور ان کا خیال تھا کہ ان پر جو مصیبت آئی ہے وہ حاجب ابن دباغ کی وجہ سے آئی ہے اور وہ اس کے قتل سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے اور حاجب نے ان کے معاملہ کو اٹھایا اور سب کو قتل کرنا چاہا تو سلطان نے اس بات سے انکار کیا اور اسے ان کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا تا کہ ان کی بیعت مضبوط ہو جائے پھر وہ اس شخص کے سزا دینے کے درپے ہو گیا جس نے ان میں بڑا کردار ادا کیا تھا یہ واقعہ رمضان ۸۰۷ھ کا ہے اور عرب مسلسل اپنی بدمستیوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ سلطان وفات پا گیا جس کا تذکرہ آئندہ بیان ہوگا۔ ان شاءاللہ۔

اہلِ جزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کا حکومت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرنا

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ المستنصر کے ایام میں الجزائر نے بغاوت کر دی تھی اور موحدین کی فوجیں بزور قوت ان کے پاس آ گئی تھیں اور ان کے مشائخ کو انہوں نے تونس میں قید کر دیا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد انہوں نے تونس کو آزاد کر دیا اور جب امیر ابوزکریا الاوسط بجایہ کی مغربی سرحدوں اور قسطنطینہ کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو موحدین کے زمانے میں الجزائر کا حکمران ابن الحکم تھا پس اس نے جزائر کے مشائخ کے اتفاق سے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور اس کے پاس گیا اور اس نے ابن الکلجاء کو اس کی ولایت لکھ دی اور وہ ہمیشہ ہی ان کا حکمران رہا یہاں تک کہ بنوعبد الواد مرین نے اٹھ کر بجایہ پر چڑھائی کر دی اور ابن الکلجاء عمر رسیدہ اور بوڑھا ہو چکا تھا اور اس دوران میں اس کی وفات ہو گئی اور ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے تھا اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل ہوتا تھا نیز وہ امارت کا منبع تھا جس کی وجہ سے اسے باقی ایام میں اہل جزائر پر سرداری حاصل تھی کہتے ہیں کہ اسے اس کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق بھی تھا پس جب ابن الکلجاء وہاں پہنچا تو اُسے مخصوص حکومت کے قیام اور الجزائر میں کود پڑنے کی سوجھی اور اس نے بطوانہ سے امیر کی وفات کی شب اہلِ قوت کے

متعلق پیغام بھیجا اور انہیں قتل کر دیا گیا اور وہ مخصوص حکومت کا داعی بن گیا اور امیر ابوزکریا بنی مرین سے جنگ کی وجہ سے اس کے پاس موجود تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی اور بجایہ آخر تک موحدین کا باغی رہا تا آنکہ بنوعبدالواد نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

امیر ابوزکریا کی وفات اور اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء کی بیعت کے حالات: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوزکریا نے مغربی سرحدوں پر قبضہ کر لیا تھا اور انہیں الحضرۃ کی عملداریوں سے علیحدہ کر لیا تھا اور دعوت حفصی کو دو حکومتوں میں تقسیم کر دیا تھا اور وہ نہایت درجہ محتاط' بیدار مغز اور پختہ رائے آدمی تھا کہ کوئی دوسرا ان امور میں اس کے مقام تک نہ پہنچ سکتا تھا اور وہ اپنے وطن کی بہت دیکھ بھال کرنے والا اور خود اپنی عملداریوں کا دورہ کرنے والا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے والا تھا اور وہ ہمیشہ اسی طریق پر کاربند رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی کے سرے پر وفات پا گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوالبقاء خالد کو ۶۹۸ھ میں ولی عہد بنایا تھا اور اسے قسنطینہ کی امارت دی تھی اور اسے وہیں رکھا ہوا تھا پس جب امیر ابوزکریا فوت ہوگیا تو حاجب ابوالقاسم بن ابی حی نے موحدین کے مشائخ اور فوجی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور ان سے امیر ابوالبقاء کے لئے بیعت لی' اُسے اطلاع ملی تو وہ آیا کو اس کی بیعت عامہ ہوئی اور ابن ابی حی اس کی حمایت پر قائم رہا اور اس نے یحییٰ بن ابی الاعلام کو وزیر بنایا اور اس نے ضہاجہ پر ابوعبدالرحمٰن بن یعقوب بن حلوب کو ان کا امیر بنایا جو المزدار کہلاتا تھا اور موحدین کی سرداری ابوزکریا یحییٰ بن زکریا کو دی جو حفصی گھرانے سے تھا اور یہ صورتِ حال اسی طرح قائم رہی یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہو گئے جن کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

قاضی الغیوینی کی سفارت اور اس کے قتل کے حالات: قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ بنی مرین نے حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ پر حملہ کیا تھا اور جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت سنبھالی تو اس نے حاکم تونس سے علیحدگی کو ختم کرنے کے لئے اس سے تعلقات قائم کرنے کا عزم کر لیا اور اس بارے میں سفارت کے لئے ابوزکریا یحییٰ بن زکریا حفصی کو مقرر کیا تا کہ ان دونوں کے درمیان مضبوط تعلقات قائم ہوں اور اس نے اس کے ساتھ قاضی ابوالعباس' الغیوینی کو جو بجایہ کا عظیم سردار اور ان کا مشیر تھا' بھجوایا پس وہ پیغام رسانی کے بعد بجایہ کی طرف واپس لوٹا تو اس نے سلطان کے جاسوسوں کو الغیوینی کے رستہ میں دیکھا پس انہوں نے اس کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مشہور کیا کہ یہ الحضرۃ کے حاکم کو سلطان پر حملہ کرنے میں شامل کیا تھا اور اس میں ظافر الکبیر نے بڑا کردار ادا کیا تھا اور اس کی باتوں کو بیان کیا اور جو کچھ اس نے سلطان ابواسحاق کے ساتھ کیا تھا اس کا بھی ذکر کیا کہ اس نے بنی غیوین کو اس کے خلاف اکسایا تھا پس سلطان اس سے وحشت محسوس کرنے لگا اور ۷۰۲ھ میں اسے گرفتار کر لیا پھر انہوں نے اسے اس کے قتل پر اکسایا تو ۷۰۳ھ میں منصور ترکی نے اُسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔

باب: ۳۵

سلطان ابوالبقاء

کا حاجب بن ابی حی کو معزول کر دینا

سلطان کے بگاڑ کا سبب حاجب کا تونس کی سفارت کرنا تھا

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالبقاء حکمران بنا تو بنی مرین کی فوجیں' حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ کے مضافات میں گشت کرتی پھرتی تھیں پس انہوں نے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور ابن ابی حی اپنی حجابت میں حکومت میں بااختیار تھا پس ان کے احوال کو دیکھ کر اس کا دل تنگ پڑ گیا اور ان کے ساتھ حکومت کے رویہ نے اسے فکرمند کر دیا اور اس نے خیال کیا کہ الحضرۃ کے حکمران کے ساتھ پیٹھ جوڑی کرنے سے یہ اپنے عزائم سے رک جائیں گے پس اس نے سلطان پر اعتماد کی وجہ سے یہ کام ازخود کرنے کا عزم کر لیا اور ۷۰۵ھ میں بجایہ سے نکلا اور اپنے سلطان کی جانب سے ایلچی بن کر الحضرۃ آیا جس سے حکومت خوش ہو گئی اور اس کے ساتھ اور اس کے بھیجنے والے کے ساتھ جو مناسب سلوک تھا وہ کیا گیا اور شیخ الموحدین مدبر الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اس کی حد درجہ تکریم اور عزت افزائی کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں اتارا اور اس نے ایلچی بن کر اپنے دل کی بات کو پورا کیا اور جب سلطان کے جاسوسوں نے دیکھا کہ اس کے چلے جانے سے اب سلطان کے پاس جانے کا راستہ صاف ہے تو وہ اسے مشورے دینے اور ابن ابی حی کی چغلیاں کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے اور یعقوب بن عمر اس سے ڈرتا ڈرتا اس کام کے لئے تیار ہو گیا اور عبداللہ رخامی نے جو ابن ابی حی کا کاتب تھا اس سے موافقت کی۔ نیز یہ اس کا دوست بھی تھا اور ابن طفیل اس کا قرابتدار ہونے کے باعث لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا تھا اور اس کے دل میں اس کی عداوت بیٹھ گئی تھی اور اس نے اُسے عبداللہ رخامی سے ناراض کروا دیا حالانکہ یہ اس کا دوست اور رازدار تھا پس اس نے یعقوب کے ساتھ مل کر اس کی چغلی کھانے کی ذمہ داری لی اور یعقوب نے اس میں بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابن ابی حی نے الحضرۃ کے حکمران کو خود طاقت فراہم کر کے قسنطیطہ کی سرحدوں میں داخل کیا ہے کیونکہ قسنطیطہ میں ابن ابی حی کا داماد عامل ہے اور اسی نے اسے وہاں عامل مقرر کیا ہے پس سلطان اس بات

سے پریشان ہو گیا اور اس کے تونس سے واپس آنے کے بعد اس سے بدل گیا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے حملے سے ڈرنے لگا پھر ابن ابی حی اپنے فرائض کی سرانجام دہی اور سلطان کے ہاں اپنا راستہ صاف کرنے میں مشغول ہو گیا اور بجایہ سے حج کو جانے کے لئے نکلا اور قسنطینطہ اور بجایہ کے نواح میں رہنے والے قبائل کے پاس چلا گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر تونس چلا گیا اور وہاں پر سلطان ابوعصیدہ کی وفات اور ابوبکر شہید کی بیعت کے وقت تک ٹھہرا رہا اور امیر ابوالبقاء کے تونس آنے پر اس کے پاس گیا اور اس ٹکراؤ کی لہر سے بچ گیا اور مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کرتا رہا پھر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور افریقہ بھاگ گیا اور تلمسان پہنچ گیا اور اس سے ابوحمو کو بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جس کا تذکرہ ہم بیان کر گے ان شاء اللہ۔

ابوعبدالرحمٰن بن عمر کی حجابت کے حالات اور اس کا انجام

اس کا نام یعقوب بن ابی بکر بن محمد بن عمر السلمی اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اس کے دادا محمد کے متعلق اس کے اہل بیت نے مجھے بتایا کہ وہ شاطبہ میں قاضی تھا اور دشمن کے زمانے میں وہ مسافروں کے ساتھ تونس چلا گیا اور سلطان ابوعصیدہ کے زمانے میں ربع الجو میں اترا اور اس کے بیٹے ابوبکر بن محمد قسنطینطہ چلے گئے اور امیر ابوزکریا الاوسط کے زمانے میں ابن اوقان کے ہاں اترے جو وہاں کا عامل اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا پس اس نے ان کی بہت عزت و تکریم کی اور ابوبکر کو کچہری کا کام سپرد کیا اور اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور وہ اپنے کام کے سلسلہ میں الحضرۃ آیا کرتا تھا پس امیر ابی زکریا کے غلام اور اس کے گھر کے خاص آدمی مرجان الخصی سے تعلقات پیدا کر لئے اور اس نے سلطان کے اونٹوں کے لئے امیر خالد اور اس کی ماں سے خادم طلب کیا اور یہ ان کے ہاں بڑا صاحب مرتبہ ہو گیا اور اس کے بیٹے یعقوب نے محل کی بیٹیوں اور خادماؤں میں سے ایک سے شادی کر لی اور اس فضا میں پرورش پائی اور وہ دارالسلطان کے قہرمان الحاج فضل اور اس کے خواص کی صحبت سے وابستہ ہو گئے اور الحاج فضل عمدہ کپڑوں کے حصول کے لئے بکثرت اندلس آیا کرتا تھا اور سلطان نے اسے اپنی حکومت کے آخر میں اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ابن عمر کو ساتھ لے لیا اور الحاج فضل وہیں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بیٹے محمد کو ابن عمر سے مخاطب کرنے کی طرف عدول کیا اور اسے اس کام کی تکمیل کرنے اور آنے کا حکم دیا پس وہ اور الحاج فضل کا بیٹا آئے تو سلطان نے ان کے کام کو اچھا نہ سمجھا اور ابن عمر اپنے ساتھی سے زیادہ سمجھدار تھا وہ اس کی خدمت میں لگ گیا جس نے اُسے سلطان کے ہاں ترقی اور مرتبہ دلایا پس اس نے اُسے خراج اکٹھا کرنے پر لگا دیا پھر اشغال کے مضافات اس کے سپرد کر دیئے اور اس نے ابن ابی حی اور عبداللہ رخامی کو تنگ کیا تو وہ اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے سلطان کو اسے برطرف کرنے کے لئے اکسایا تو اس نے اسے برطرف کر دیا اور اسے اندلس بھجوا دیا پس یہ وہاں پر قیام پذیر رہا اور اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد سلطان ابوالبقاء سے رحم کی اپیل کی اور اس کے خدمتگاروں میں شامل ہو گیا اور ابن الرنداحی کے بیٹوں علی اور حسین کے پاس آیا اور ان کے ساتھ سمندر پر سوار ہو کر ابن ابی حی کی غیر حاضری میں بجایہ چلا گیا پس سلطان نے یعقوب بن عمر کو اپنا حاجب بنا لیا اور اشغال پر عبداللہ رخامی کو سردار مقرر کیا اور وہ اپنے مخدوم کے ساتھ رہنے کی

وجہ سے امور حجابت کے سرانجام دینے میں بڑا مستعد تھا پس وہ ابن عمر کا مددگار بن گیا اور اس کے مقام سے رقابت کرنے لگا پس اس نے سلطان کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کی عداوت اور قبیح کاموں کے متعلق اسے بتایا پس اس نے اسے ہٹا کر میورقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے اسے اس کی قید سے چھڑایا اور عبداللہ بن ابی مرین سے بگڑنے کے بعد اسے اشغال کی ذمہ داری سونپنے کے لئے قلام کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے پس یوسف بن یعقوب اپنی امید کے پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا اور رخامی نے تلمسان میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی اور یعقوب بن عمر نے اپنے کام کا بار خود ہی اٹھایا اور وہاں پر قوت حاصل کی اور سلطان نے جوڑ توڑ کے کام اس کے سپرد کر دیئے پس اس کی نگاہ میں مراتب گھوم گئے اور اس نے اپنی غرض کے مطابق کاموں کو چلایا اور اس نے سب سے پہلے اپنے محسن المرجان کو مروا دیا اور اس نے سلطان کے سینے کو اس کے بغض سے بھر دیا اور اسے اس کی غیر حاضری سے محتاط کر دیا۔ پس اس نے اسے گرفتار کر کے سمندر میں پھینک دیا اور اسے ایک مچھلی نگل گئی اور سلطان کی توجہ ابن عمر کے لئے خالی ہو گئی اور حل وعقد کے لئے منفرد ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر قبضہ کر لیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۳۶

ابن الامیر کی بغاوت

اور

سلطان ابوعصیدہ کی بیعت

سلطان ابوالبقاء خالد کا اُسے فتح کرنا اور قتل ہونا

یوسف بن امیر الہمد انی کو طنجہ میں ابو یحییٰ بن مرین کے بیٹوں نے قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں آئندہ بیان ہوگا اس کے بعد المستنصر کے دورِ حکومت میں اس کے بیٹے تونس چلے گئے اور سلطان نے ستبہ میں علی بن خلاص کے دورِ حکومت میں ان کے دعوتِ حفصی کے قیام کا وسیلہ ہونے کے باعث ان کا لحاظ کیا اور اس کے بعد بھی ان کا خیال رکھا یہاں تک کہ العزفی نے سبتہ پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے پس اس نے ان کی عزت وتکریم کی اور وہ اس کی آسودگی کے زمانے میں الحضرۃ چلے گئے اور ان کا سردار بڑا احمق اور متکبر تھا جس کی وجہ سے بعض اوقات اُسے حکومت کی جانب سے تباہی کا سامنا بھی کرنا پڑا اور ان کا رحم کرنا ان پر ظلم کرنے سے مانع رہا اور اس کے بیٹے اس کی آسودگی میں پروان چڑھے پھر سلطان فوت ہو گیا اور حالات دگرگوں ہو گئے اور زمانے نے حوادث اور آفتیں ڈالیں اور علی اُن میں سے غربی سرحد پر چلا گیا اور ابن ابی حی کے ساتھ اس کے نسبتی اور دامادی کے تعلقات پختہ ہو گئے اور جب ابن ابی حی امیر ابو زکریا کی حجابت پر بااختیار ہو گیا تو اس نے علی بن امیر کی مشارکت اور اس کی عہدوں کی ترقی میں کوئی کمی نہ کی یہاں تک کہ اس نے اُسے قسنطینہ کی سرحد کا خودمختار والی اور سلطان ابی بکر بن امیر ابی زکریا کا حاجب بنا دیا اور اُسے اس کے ساتھ اتارا تو وہ اس کی حجابت پر مقرر ہو گیا اور اس نے حجابت کے معاملہ میں اپنی بے پروائی اور دانائی کا اظہار کیا تو سلطان ابن ابی حی نے ناراض ہو کر اسے حجابت سے ہٹا دیا تو ابوالحسن بن الامیر بگڑ گیا اور سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا تو اس نے الحضرۃ کے حکمران کی دعوت دینی شروع کر دی اور اس کی بیعت کے لئے اس کے پاس گیا اور اس سے مدد مانگی پس رئیس الموحدین ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللحیانی نے اس سے تعلق پیدا کیا اور ۷۰۴ھ میں اس نے اس کے سلطان کی بیعت کر لی اور سلطان

ابوالبقاء کو بجایہ میں یہ خبر پہنچی تو وہ ۷۰۴ھ کے آخر میں اس پر فوجوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے آیا اور کئی روز تک اس سے نبرد آزمار ہا مگر وہ اس پر قابو نہ پاسکا اور اسے چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر لیا پھر امیر کے رازداروں میں سے ایک آدمی نے جو ابن نوزہ کے نام سے مشہور تھا ابوالحسن بن عثمان کے ساتھ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا سازباز کی اور اس کا پڑاؤ باب الوادی میں تھا پس جنگ انہیں وہاں سے فصیل تک لے آئی اور مڈبھیڑ کے وقت سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا اور شہر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور اس کے مددگار کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے پس بنوالمعتمد اور بنو بادیس اور شہر کے مشائخ اس کے پاس آئے اور وہ بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا اور ابومحمد الرخامی نے جا کر اس سے اپنا حکم ماننے کا مطالبہ کیا پھر وہ اسے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ ابن الامیر کے گھر لایا تو اس نے وہاں اس پر حملہ کر دیا اور لوگ اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ اس کے ایک کمرے میں چھپ گیا۔ پس الرخامی نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اس سے حکم ماننے کا مطالبہ کیا۔ پھر اسے پشت سے ترکی گھوڑے پر سوار کروا کر سلطان کے سامنے پیش کیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو نصب کر دیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان بن گیا۔ واللہ اعلم۔

اور اس سے قبل ہم امیر ابوزکریا کے خلاف الجزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کے ترجیح حاصل کر کے حالات بیان کر چکے ہیں پس جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت پر قبضہ کیا اور اس کے حالات درست ہو گئے اور یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنومرین تلمسان سے چلے گئے تو سلطان نے اس پر چڑھائی کرنے کے متعلق غور و فکر کیا اور ۷۰۶ھ یا ۷۰۷ھ میں ان کی طرف گیا اور متیجہ تک پہنچا اور ملکلین کا سردار منصور بن محمد اور اس کی قوم کا ایک گروہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور امیر مغراوہ راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بنی عبدالواد کے سامنے بھاگتے ہوئے اس کی پناہ لی پس اس نے اُسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اور ان نواح میں رہنے والے تمام قبائل کو اکٹھا کیا اور الجزائر پر چڑھائی کر دی اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا اور بجایہ کی طرف لوٹ آیا اور الجزائر میں اس کی جنگ طویل ہو گئی یہاں تک کہ بنو عبدالواد نے اس پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور اس کے ساتھ راشد بن محمد بھی اس کی خدمت کا عہد کر کے آیا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن خلوف نے اُسے قتل کر دیا جیسا کہ اس کا تذکرہ اپنے موقع پر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

سلف کے حالات اور تونس اور بجایہ کے حکمرانوں کے درمیان اس کی شروط

جب سلطان ابوالبقاء خالد نے قسطنطیہ کو فتح کیا اور ابن الامیر قتل ہو گیا تو اس کام سے فراغت پانے کے بعد الحضرۃ کے باشندوں کو اس کے چلے جانے اور صاحب ثغر کی مصالحت پر ندامت ہوئی اور اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب کی وفات کا واقعہ بھی شامل ہو گیا جس کے متعلق وہ امید رکھتے تھے کہ وہ اسے مصروف رکھے گا پس وہ صلح کی طرف مائل ہوئے اور انہوں نے اس بارے میں اس کی طرف ایک وفد بھیجا پس انہوں نے سب امور کی درستگی کی اور سلطان ابوالبقاء نے ان پر

یہ شرط عائد کی کہ ان میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا اس کے بعد حکومت اور بیعت اس کے دوسرے ساتھی کے لئے ہو گی پس شرط طے ہو گئی اور سردار اور موحدین کے مشائخ بجایہ میں اور پھر تونس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے گواہی دی اور اس عہد کو پختہ کیا یہاں تک کہ سلطان ابو عصیدہ کی وفات پر الحضرۃ کے باشندوں نے اسے توڑ دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

تونس سے شیخ الدولہ ابن اللحیانی کے جربہ کے محاصرہ کے لئے سفر کرنے اور وہاں سے حج کے لئے جانے کے حالات

جب اس صلح کی بات مکمل ہو گئی تو رئیس الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اپنے متعلق نظر ثانی کی اور ان لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے متعلق سوچا جنہوں نے اسے وطن بنا لیا اور وہ دیار مصر کے امراء کے مقربین کے وفد کی جو ہدیہ سے یوسف بن یعقوب کی طرف گیا تھا واپسی کی امید رکھتا تھا پس اس نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کی مصاحبت کی اور اس نے ان کے کام کو مؤخر کر دیا اور اپنے ارادے کو پختہ کر لیا اور اس نے نصاریٰ کے ہاتھوں سے جزیرہ جربہ کو واپس لینے کے لئے آل جزیرہ جربہ کی طرف چڑھائی کو پوشیدہ رکھا پس وہ اس کے بعد اپنے احوال کو درست کرنے کے لئے الجرید کی طرف بھاگ گیا اور بظاہر سلطان کی رائے بھی حاصل کر لی تو اس نے اُسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ فوجوں کو بھیجا پس وہ جمادی ۶ ۷۰۷ھ میں تونس سے آل جربہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور چلتا چلا تا اس کے آس پاس پہنچ گیا پھر وہاں سے چل کر الجزیرہ پہنچ گیا اور جب نصاریٰ نے ۶۸۸ھ میں اس پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے محافظوں کے تحفظ کے لئے قشتیل میں ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا پس فوجیں وہاں اتر پڑیں اور شیخ ابو یحییٰ نے اپنے عمال کو بجایہ بھیج دیا اور دو ماہ تک اس سے نبرد آزما رہا اور رسد ختم ہو گئی اور رضامندی کے بغیر قلعہ فتح کرنا مشکل ہو گیا پس وہ قابس کی طرف لوٹ آیا پھر بلاد الجرید کی طرف گیا اور توزر پہنچا اور اس نے وہاں اتر کر محمد بن بہلول کو جو وہاں کے مشائخ میں سے تھا اپنی خدمت میں لگایا اور وہاں کے خراج پر قبضہ کر لیا اور قابس کی طرف لوٹ آیا اور عبدالملک بن عثمان مکی نے اسے اپنے گھر میں اتارا اور اس نے وہاں صراحت کے ساتھ اپنے حج کے متعلق بتایا اور فوجوں کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور اس کے بعد موحدین کی سرداری اور حکومت کی باگ دوڑ ابو ایوب بن یزدوتن نے سنبھالی اور وہ قابس سے اس کی ناخوشگوار آب و ہوا کے باعث وہاں ایک پہاڑ میں چلا گیا اور حجازی قافلے کا انتظار کرنے لگا اور وہ بیمار تھا اس لئے پھر طرابلس آ گیا اور وہاں پر ڈیڑھ سال تک قیام پزیر رہا یہاں تک کہ ۷۰۸ھ کے آخر میں غرب اقصیٰ کا ترکی وفد وہاں بھیجا اور وہ ان کے ساتھ حج کو چلا گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد منصب خلافت پر قابض ہو گیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا اور وہ فوجوں کی واپسی کے بعد ۷۰۸ھ میں نصرانیہ سے قشتیل پہنچا اور ان فوجوں میں مدرک بن طاغیہ حاکم صقلیہ بھی تھا پس اہل جزیرہ میں سے مکاریہ نے ابو عبداللہ بن الحسین کی نگرانی میں ان سے جنگ کی اور اس کے ساتھ اہل جربہ میں سے ابن اومغار بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی اور ضہاجی

حکومت کے آغاز سے ہی دشمن کے ساتھ اس جزیرہ کا ایک مقام تھا اور بسا اوقات مکاریہ کے درمیان جنگ ہو جاتی تو ایک گروہ نصاریٰ کے ساتھ ہتھ جوڑی کر لیتا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابو یحییٰ کے عہد میں اس کی واپسی ہوئی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور ابو بکر شہید کے حالات: سلطان ابو عصیدہ کی سلطنت و حکومت کے تیار ہو جانے کے بعد اسے استسقاء کا مرض لاحق ہو گیا جو مزمن ہو گیا اور وہ ربیع الآخر ۷۰۹ھ میں اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اس کا کوئی بیٹا نہ تھا اور ان کے محل میں امیر ابو زکریا کی اولاد میں سے ایک نواسہ تھا جن کا دادا ابو بکر کی اولاد میں سے تھا اس بیٹے کی وفات کا ذکر ہم نے اسکے سگے بھائی ابو حفص کے حالات میں کیا ہے جس نے سلطان المستنصر کے زمانے میں ملیانہ کو فتح کیا تھا پس ہمیشہ ہی اس کے بیٹے ان کے محلات اور سلطنت کے سایۂ عاطفت میں رہے اور ان میں سے ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے سلطان ابو عصیدہ کی حکومت میں پرورش پائی اور جب سلطان ابو عصیدہ نے وفات پائی تو اس نے کوئی بیٹا نہ چھوڑا اور سلطان ابو البقاء خالد نے حمزہ بن عمر کو اس کے بھائی کے قید خانے سے خروج کرنے کے وقت اس کے پاس بھیجا تو اس نے اسے الحضرۃ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اسے حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کیا پھر عبداللہ بن برزکین نے سلطان ابو عصیدہ سے رابطہ پیدا کیا اور اس نے سلطان ابو البقاء کو تونس سے اٹھایا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور موحدین تونس میں اس کی چڑھائی کے متعلق پریشان ہو گئے اور ڈر گئے اور انہوں نے امیر ابو بکر کی بیعت کر لی جو شہید کے نام سے مشہور ہے اور اس نے ابو عبداللہ بن برزکین اپنی وزارت پر قائم رکھا اور محمد بن دباغ کو حجابت کے عہدہ سے ہٹا دیا اور اُسے دھمکی دی کیونکہ وہ اس کے ساتھ کینہ رکھتا تھا اور اس کا مخالف تھا یہاں تک کہ وہ سلطان ابو البقاء کے غلبہ کے وقت فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

الحضرۃ پر سلطان ابو البقاء کے قبضہ کرنے اور دعوتِ حفصی میں منفرد ہونے کے حالات

جب سلطان ابو البقاء کو بجایہ اور اس کے مضافات میں اپنے مقام پر سلطان ابو عصیدہ کی بیماری کی اطلاع ملی (تو چونکہ ان دونوں کے درمیان یہ عہد ہو چکا تھا کہ جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا تو سب حکومت دوسرے کے لئے ہو گی) تو اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ الحضرت کے باشندے اس شرط کی مخالفت کریں گے تو اس نے الحضرۃ جانے کا ارادہ کر لیا اور حمزہ بن عمر بھی ان سے الگ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا پس اس نے اسے رغبت دلائی اور وہ بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس نے الجزائر پر چڑھائی کرنے کا توریہ کیا کیونکہ انہوں نے اس کے باپ کے خلاف بغاوت کی تھی اور ابن علان وہاں خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا پھر وہ قصر جابر کی طرف چلا گیا اور جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور

اس کے بعد موحدین کے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن الامیر ابی زکریا کی بیعت کرنے کی خبر بھی وہاں پہنچ گئی جس نے اُسے موحدین پر غصہ دلا دیا اور وہ تیزی کے ساتھ چلا اور اولادِ ابواللیل کے تمام لوگ اس کے پاس اور اولادِ مہلل میں سے ان جیسے لوگ حاکم تونس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ شیخ الدولہ ابویعقوب بن یزروتن اور وزیر ابوزنکن ابوعبداللہ بن تمکن بھی جنگ کے لئے نکلے اور انہوں نے اپنے سلطان کو اپنی جانوں کی قربانی دے کر بچایا اور جب سلطان ابوالبقاء نے اُن پر چڑھائی کی تو ان کے میدان جنگ میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے اور ان کا پڑاؤ لُٹ گیا اور وزیر ابوزنکن قتل ہو گیا اور عرب قبائل بیابان کی طرف بھاگ گئے اور فوج شہر میں داخل ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے اور امیر ابوبکر بن عبدالرحمٰن باہر نکلا اور شہر کے میدان میں تھوڑا عرصہ ٹھہرا پھر فوج اس سے الگ ہو گئی اور وہ لوگ سلطان ابوالبقاء کے پاس سائل بن کر چلے گئے اور ابوبکر بھاگ گیا پھر ایک جانب سے گرفتار کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اُسے قید کر دیا اور سلطان کے ساتھ مل کر الحضرۃ کے باشندوں کے مشائخ‘ موحدین فقہاء اور دیگر سب لوگوں نے جنگ کی اور اس کی بیعت بھی کی اور اس پر قتل ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا نام شہید پڑ گیا اور اس نے اس کے عمزاد شیخ الموحدین ابوزکریا یحییٰ بن زکریا نے قتل کیا اور دوسرے روز وہ الحضرۃ میں آیا اور خلافت سنبھال کر اس نے ابوالمنصور کا لقب اختیار کر لیا پھر اس کے لقب میں المتوکل کا اضافہ کیا گیا اور اس نے ابویعقوب‘ ابوزکریا یحییٰ بن ابی الاعلام کے ساتھ شریک کر کے برقرار رکھا ابوزکریا اس کے ہاں پہلے بھی رئیس تھا اور اس نے بن عمر کو حجابت کے کاموں پر قائم رکھا اور میں اشغال پر منصور بن فضل بن مزنی کو حاکم مقرر کیا اور یہ سلسلہ احوال کہ وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

ابن مزنی یحییٰ بن خالد کی بیعت اور اس کے انجام کے حالات: یحییٰ بن خالد بن سلطان ابواسحاق سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھیوں میں سے تھا اور حکومت کسی اختلاف کی وجہ سے بگڑ گئی تو وہ حملے کے خوف سے بھاگ کر منصور بن مزنی کے پاس چلا گیا اور منصورؔ ابن عمر سے وحشت محسوس کرتا تھا پس اس نے اُسے اپنا کام سنبھالنے کو کہا تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس نے اُسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اُس نے عربوں کو اس کے لئے اکٹھا کیا اور قسنطینہ پر انہیں حملہ کرنے کے لئے متفق کر لیا ان دنوں وہاں ابن طفیل حکمران تھا اور یحییٰ بن خالد کے پاس بھی کمینوں کے مخلوط گروہ اکٹھے ہو گئے تھے اور انہوں نے اُسے ابن مزنی کے متعلق برانگیختہ کیا تو اُس نے ان سے اپنی فتح کا وعدہ کیا اور ابن مزنی کو بھی اس کی بری نیت کی خبر مل گئی تو اس نے اس کی اطاعت سے دست کشی اختیار کر لی اور اسے چھوڑ کر اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا پس اس کی فوج منتشر ہو گئی اور ابن مزنی نے دوبارہ ابوالبقاء کی اطاعت اور دوستی اختیار کر لی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور یحییٰ بن خالد کمک مانگتا ہوا تلمسان گیا اور وہاں کے امیر ابوزیان محمد بن عثمان بن یغمراسن کے ہاں اترا اور وہ اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ابوحمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا تو اس نے اسے مدد دی اور وہ قسنطینہ سے جنگ کرنے کے لئے گیا مگر اسے سر نہ کر سکا پھر ابن مزنی نے اسے بسکرہ میں بلایا پس وہ اس کے ہاں ٹھہرا اور اس کے لئے بڑا وظیفہ اور باڈی گارڈ مقرر کئے اور سلطان ابن اللحیانی تونس سے اس کے پاس عطیات و انعامات بھیجتا تھا یہاں تک کہ اس نے تونس میں اسے مضافات کی کچھ بستیاں جاگیر میں دے دی تھیں جو سلطان اور اس کے بیٹے کے لئے تھیں پس وہ ہمیشہ ہی اس کے اور اس کے

بعد اس کے بیٹے کے حصہ میں تھیں۔ یہاں تک کہ یحییٰ بن خالد اس کے پاس اپنی جگہ پر ۷۱۲ھ میں فوت ہو گیا۔

قسنطینہ میں حاجب ابن عمر کے ہاتھ پر سلطان ابوبکر کی بیعت کے حالات اور اس کی اوّلیت

جب سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر حملہ کیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن مخلوف کو اپنی قوم کی سرداری کے ساتھ بجایہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا جسے اس کے آباء وہاں سے سفر کرتے وقت نائب مقرر کیا کرتے تھے اور وہ المزدار لقب کرتا تھا اور اس نے اُسے اپنے بھائی امیر ابوبکر کا جو قسنطینہ کا حاکم تھا حاجب مقرر کر دیا پس وہ وہاں چلا گیا اور سلطان ابوالبقاء تونس میں ٹھہر گیا اور اس کی گرفت مضبوط ہو گئی پس اس نے سدوِیکش کے جوانوں میں سے عدوان بن مہدی کو اور ابن امانج کے جوانوں میں سے دعار بن حریز کو قتل کر دیا اور اربابِ حکومت نے اس کے بارے میں آپس میں گفتگو کی اور اس کی خیانت سے خوفزدہ ہو گئے اور حاجب بن عمر اور اس کے ساتھی منصور بن عاثل الزاب نے اس کی حکومت سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ بازی کی اور امیر مغرادہ راشد بن محمد نے ایک پارٹی بنالی اور وہ ان کے پاس اس وقت گیا تھا جب بنی عبدالواد اپنے وطن پر غالب آ گئے تھے پس انہوں نے اسکے مناسب حال اس کی تکریم کی اور وہ بھی ان کے دوستوں میں شامل ہو گیا اور اس پر اور اس کی قوم پر ان کی جنگ کی چکی گھومتی رہی اور سلطان ابوالبقاء نے امیر زناتہ کے پاس الحضرۃ جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ رکھا تو ان میں سے کسی آدمی نے اپنے نوکر کو حاجب کی طرف بھیجا اور اس پر ایک خادم نے زیادتی کی تو اس نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا جس سے امیر راشد بن محمد غصے میں آ گیا اور اسی وقت اپنے عزائم کو مرتب کر کے اپنے خیمے اکھاڑ لئے اور حاجب کو بھی اس کے ارادے کا پتہ چلا گیا اور اس کا اور اس کے ساتھی کا حیلہ مکمل ہو گیا اور سلطان کو بجایہ اور اس کے مضافات کے حالات نے پریشان کر دیا اور وہ اس کے بارے میں راشد سے بہت خوفزدہ تھا کیونکہ وہ عبدالرحمٰن بن مخلوف کا مہربان دوست تھا اور اس نے دونوں سے گفتگو کی کہ کون اسے وہاں بھجوائے گا پس حاجب نے اسے منصور بن مزنی کے متعلق اور منصور نے اسے حاجب کے متعلق بتایا اور وہ دونوں کئی روز تک ایک دوسرے کے ذمہ بات لگاتے رہے یہاں تک کہ سب اس کی طرف چلے گئے اور ابن عمر نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بھائی ابوبکر کو قسنطینہ کا حکمران بنا دے تو اس نے اسے حکمران بنا دیا اور اس نے عمرادعلی کو تونس میں حجابت میں اس کا نائب مقرر کر دیا اور وہ الحضرۃ کو چھوڑ کر قسنطینہ چلا گیا اور منصور بن فضل الزاب میں اپنے کام پر چلا گیا اور اس کے اختلاف کا تذکرہ ایک مشہور بات ہے اور ابن عمر نے سلطان ابوبکر کی حجابت کا کام سنبھال لیا پھر اسے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کی سوجھی اور اس کے آثار ان پر واضح ہو گئے پس سلطان ابوالبقاء کو ان کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا اور علی بن الغمر نے اس کے شک کو بھانپ لیا اور قسنطینہ چلا گیا اور سلطان ابوالبقاء نے فوج تیار کی اور اپنے غلام ظافر کو جو بکر کے نام سے معروف ہے اس کا سالار مقرر کیا اور اسے قسنطینہ کی طرف بھیجا پس وہ باجہ تک پہنچا اور وہاں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے اور ابن عمر نے مجاہد کی طرف جلدی

کی اور مولانا سلطان ابوبکر کو اس کی طرف بلایا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور ۷۱۱ھ میں بیعت کی تکمیل ہوگئی اور اس نے المتوکل کا لقب اختیار کیا اور قسنطینہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا یہاں تک کہ اسے ابن مخلوف کی کھلی مخالفت کی اطلاع ملی جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

بجایہ پر سلطان کے غالب آنے اور ابن مخلوف کے قتل ہونے کے حالات: یعقوب بن مخلوف جس کی کنیت عبدالرحمٰن تھی بجایہ کے نواح میں رہنے والے شاہی فوج میں ضہاجہ کا بڑا سردار تھا اور اسے حکومت اور ان کی جنگوں اور ان کے دشمن کے دفاع میں بڑا مقام حاصل تھا اور جب ۷۰۳ھ میں بنی مرین کی فوجیں ابویحییٰ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ بجایہ میں آئیں تو اس نے ان جنگوں میں بڑے کارنامے دکھائے اور امیر ابوزکریا اور اس کا بیٹا اسے بجایہ سے سفر کرنے کے موقع پر اپنا جانشین بنایا کرتے تھے اور اس کا لقب المزدار تھا اور جب وہ فوت ہوگیا تو اس کا بیٹا عبدالرحمٰن اس کا جانشین ہوا اور سلطان ابوالبقاء خالد نے ۷۰۹ھ میں تونس پر چڑھائی کے وقت بجایہ میں اُسے اپنا جانشین بنایا اور اُسے وہاں اتارا اور وہ اپنی جنگجوئی اور حکومت میں اپنے مقام کی وجہ سے بڑا متکبر اور جھگڑالو تھا پس جب سلطان ابوبکر نے اسے اپنے لئے اور اپنے بھائی کی اطاعت چھوڑنے کی دعوت دی تو ابوعبدالرحمٰن نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور انہوں نے اُسے کہا کہ وہ بجایہ اور اس کے مضافات کے والی کی بھی بیعت لے تو اس نے انکار کیا اور اپنے صاحب کی دعوت سے متمسک رہا اور ابن عمر اپنے مقام کی وجہ سے لوگوں کا محسود بن گیا پس اس نے لوگوں کو جمع کر کے صاحب اشغال عبدالواحد بن قاضی ابوالعباس غماری اور صاحب دیوان محمد بن یحییٰ القالون کو جو اہل مریہ میں سے حاجب بن عمر کا پروردہ تھا گرفتار کرلیا اور اس نے جب وہ اس کے پاس سے گزرا تھا اس کے ساتھ ایک نیکی کی تھی اور جب علی بجایہ کا حاکم بنا تو اس نے اسے اس کی نیکی کا بدلہ دیا اور اس بلند مرتبہ عطا کیا اور اسے خراج کے معاملات میں لگایا اور بجایہ کی کچہری کا منتظم مقرر کیا پس عبدالرحمٰن بن مخلوف نے اسے اور اس کے ساتھی کو گرفتار کرلیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوالبقاء خالد کی دعوت کا اعلان کر دیا اور سلطان ابوبکر اپنے پڑاؤ سے جو قسنطینہ کے باہر تھا' کوچ کر گیا اور جلدی کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا اور اس کے قریب جا اترا اور ابن مخلوف نے سلطان کے سامنے ابن عمر کی معزولی کی شرط پیش کی اور اس بارے میں دونوں کے درمیان ایلچیوں کی آمدورفت رہی اور وزیر ابوزکریا بن ابی الاعلام اس معاملے کی اصلاح کرنے والوں میں شامل تھا کیونکہ اسے علی بن مخلوف سے دامادی کا تعلق تھا اور جس وقت وہ پلٹ کر اس کے پاس واپس آیا کہ سلطان نے اس کی شرط کو قبول نہیں کیا اور اسے ان کے پاس واپس جانے سے روک دیا ہے اور اسے اپنے پاس قید کرلیا ہے تو فوج نے سلطان کے ساتھ حملہ کر دیا اور ضہاجہ اور ان کے مغرادی ساتھیوں کے ساتھ جو بڑے طاقتور تھے جنگ نہ کر سکے اور سلطان اپنے پڑاؤ سے بھاگ گیا اور پڑاؤ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا اور سلطان اپنے ایک فوجی دستے کے ساتھ قسنطینہ میں داخل ہوا اور ابن مخلوف نے اس کے تعاقب میں ایک فوجی بھیجی پس وہ میلہ پہنچ گئے اور اس میں زبردستی داخل ہو گئے پھر وہ قسنطینہ پہنچے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر بجایہ کی طرف لوٹ آئے اور سلطان کی حکومت مضطرب ہوگئی اور اُسے خیال ہوا کہ باجہ سے ظافر اس پر حملہ کرے گا اور اسے اطلاع ملی کہ یحییٰ بن زکریا بن احمد اللحیانی مشرق سے واپس آ گیا ہے اور جب وہ طرابلس پہنچا تو اس نے افریقہ کے اضطراب کو دیکھ کر اپنی طرف دعوت

دینی شروع کر دی پس اس کی بیعت ہوئی اور ہر جانب سے عرب اس کے پاس آنے لگے پس سلطان نے دیکھا کہ دانائی کی بات یہ ہے کہ وہ حاجب بن عبدالرحمٰن بن عمر کو اس کے پاس بھیجے تا کہ وہ اس کی حکومت کی تعریف کرے اور الحضرۃ کے باشندے اس کی طرف توجہ نہ دیں پس اس نے سلطان سے فرار کے بارے میں توریہ کیا اور ابن مخلوف کے متعلق تدبیر کرنے میں اس سے موافقت کی اور ابن عمر اللحیانی کے ساتھ جا ملا اور اُسے تونس کی حکومت کے حصول کے متعلق اُکسایا اور اُسے بتایا کہ یہ ایک معمولی امر ہے اور ابن عمر کے جانے کے وقت سلطان اس کے مقابلہ میں گیا اور اسے اس کے خواص میں رگید کر رکھ دیا اور اپنی حجابت حسن بن ابراہیم بن ابی بکر بن ثابت رئیس اہل جبل کے سپرد کی جو قسنطیطہ اور کتامہ کے العقل کے قریب ہے اور اس کی قوم بنی نہلان کے نام سے مشہور ہے اور اس نے اس سے قبل بھی اُسے منتخب کیا تھا اور وہ ۷۱۱ھ میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا اور اس نے قسنطنیہ پر حاجب کے بھائی عبداللہ بن ثابت کو اپنا جانشین بنایا اور جہات میں یہ بات مشہور کر دی کہ سلطان ابن عمر سے ناراض ہو گیا ہے اور وہ ابن اللحیانی کے پاس چلا گیا ہے اور الحضرۃ کے خلاف فوج کشی کے لئے اس سے کمک طلب کی ہے اور یہ خبر ابن مخلوف کو بھی پہنچ گئی ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ تونس میں سلطان خالد کا حال خراب ہے تو اس نے سلطان ابوبکر کو لالچ دیا اور اُسے عثمان بن سل بن عثمان بن سباع بن یحییٰ جوز واودہ کے جوانوں میں سے ہے اور دلی یعقوب ملاذی کی مداخلت سے اپنے لئے اُس سے نواح قسنطیطہ کے متعلق پختہ عہد لینے کا یقین ہو گیا اور وہ بجایہ سے بسرعت تمام چلا اور بلاد سدنکش میں برجیوہ مقام پر اس سے ملاقات کی پس اس نے اُسے خوش آمدید کہا پھر اُس نے اسے نصف شب اپنے خیمے میں اپنے غلاموں کے ساتھ بادہ نوشی کے لئے بلایا پس اس نے ان کے ساتھ شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا اور انہوں نے کسی مخالفت کی وجہ سے اسے غضبناک کر دیا پس وہ غضبناک ہو گیا اور انہیں خوفزدہ کرنے لگا پس انہوں نے اُسے خنجر مار مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے جسم کو گھسیٹا اور اسے خیموں کے درمیان پھینک دیا اور اس کی باقی ماندہ قوم اور اس کے خواص کو گرفتار کر لیا اور اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال بھاگ کر مغرب چلا گیا اور سلطان جلدی سے بجایہ کی طرف آیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کی حکومت کو سربلندی حاصل ہو گئی اور وہ بجایہ میں اس وقت داخل ہوا جب لوگ غفلت میں پڑے تھے اور سلطان اپنے باپ کی باقی ماندہ سلطنت پر بھی قابض ہو گیا جو غربی جانب کے نام سے مشہور ہے پس اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہو گئی اور وہ اپنے ساتھی ابن عمر کے انتظار میں اقامت پزیر ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاءاللہ۔

سلطان ابوالبقاء خالد کی وفات اور الحضرۃ پر سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی کے قبضہ کرنے کے حالات

قسنطیطہ میں سلطان ابوبکر کی بیعت کرنے کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد کے حالات خراب ہو گئے اور اس نے قسنطیطہ سے مقابلہ کے لئے فوجوں کو بھیجا اور اپنے غلام ظافر کو جو کبیر کے نام سے مشہور تھا ان کا سالار مقرر کیا۔ پس اس نے

بجایہ میں پڑاؤ ڈال لیا اور سلطان کے حکم کا انتظار کرنے لگا اور جب ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن اللحیانی ابن ابی محمد عبدالواحد بن الشیخ ابی حفص مشرق سے واپس لوٹا اور اس نے حالات کی خرابی کو دیکھا تو طرابلس میں اس کی بیعت کی گئی اور حاجب ابوعبدالرحمٰن بن عمر' سلطان ابوبکر کی جانب سے تحائف لے کر وہاں سے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس کی امداد کرے گا اور اس نے اپنے اس عہد کو بہت پختہ کیا اور اولاد ابواللیل سے کعوب کے جوان اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اسکی حکومت کا شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد المز دوری بھی تھا پس وہ الحضر ۃ کی طرف تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے آئے اور سلطان نے اپنے غلام ظافر سے جہاں وہ باجہ میں مقیم تھا کمک طلب کرنے کے لئے پیغام بھیجا پس انہوں نے اس کے پہنچنے سے قبل ہی اس کا راستہ روک لیا اور اس پر حملہ کر دیا اور ظافر کو قید کر لیا اور ۸ جمادی ۷۱۱ھ کو تونس پر حملہ کر دیا اور اس کے صحن میں جا کھڑے ہوئے اور شہر میں بڑی گھبراہٹ تھی اور شیخ الدولہ ابوزکریا حفصی کو وہاں قتل کر دیا گیا اور قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع جو بڑا خوددار' متبوع اور بہادر تھا سلطان کے پاس گیا پس اس نے اُسے دشمن کی مدافعت پر اکسایا مگر اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے سے بزدلی دکھائی اور بیماری کا عذر کیا اور حکومت سے علیٰحدگی کی گواہی دی اور بیعت چھوڑ دی اور ابو عبداللہ المز دوری محل میں داخل ہوا تو اُس نے اسے قید کر لیا پھر بلا تاخیر اس کے پیچھے پیچھے سلطان ابو یحییٰ آیا تو اس کی بیعت عامہ ہوئی اور وہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے کاتب ابوزکریا یحییٰ بن علی بن یعقوب کو اس کے عم زاد محمد بن یعقوب کی موجودگی میں الحضر ۃ میں اپنی حجابت پر مقرر کیا اور بنو یعقوب شاطبہ میں صاحب علم وقضاء گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور بجایہ کے سامنے الحضر ۃ کی طرف آ گئے تھے اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن یعقوب ابن الامین حاکم طنجہ کے ساتھ گیا تھا اور افریقہ میں قضاء کے امور میں متصرف ہوا تھا اور سلطان المستنصر نے اُسے الحضر ۃ کی قضا کا کام سپرد کیا تھا اور وہ اسے چھوڑ کر شاہانِ مصر کے پاس چلا گیا اور بنوعلی' عبدالواحد' یحییٰ اور محمد اس کے اقارب میں سے تھے اور انہیں سلطان ابوحفص کی حکومت میں اس کے بعد بھی بڑا غلبہ حاصل رہا اور ان میں سے عبدالواحد' الجریدہ کے خراج کا منتظم تھا جو ۷۰۲ھ میں توزر میں فوت ہو گیا اور سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی نے اس کے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو جبکہ وہ موحدین کا رئیس تھا اپنا کاتب بنایا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مقام حاصل کیا اور اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ حج کیا اور جب اس نے خلاف سنبھالی تو اسے ترجیح دی اور اُسے اپنا حاجب مقرر کیا اور جب وہ تونس میں مقیم ہوا اور اس کی حکومت قائم ہو گئی تو اس نے حاجب ابوعبدالرحمٰن بن عمر کو اس کے بھیجنے والے سلطان ابوبکر کے پاس دوبارہ بھیج دیا کیونکہ اس نے ابو یحییٰ کے متعلق اس سے پختہ وعدہ کیا تھا اور ابن عمر اس کا ضامن ہوا تھا پس وہ اس کے ہاں بڑے وظیفہ پر باعزت طور پر رہا۔ یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۳۷

ابن عمر کا

حاکم بجایہ مقرر ہونا

ابن عمر کے سلطان کے پاس بجایہ میں

آنے اور ابن ثابت اور ظافر الکبیر کی مصیبت

کا بیان

جب ابن عمر کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا گیا تو وہ پہلے کی طرح جنگ اور کفالت میں خود مختار بن بیٹھا اور خصوصاً اس روز سے جب عبداللہ بن ہلال سے اس کا میل جول ہوا اور ابن مخلوف نے اس کے ساتھ خط و کتابت کی اور وہ تلمسان چلا گیا اور ابن عمر نے اس کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے اپنے عزائم کو مہمیز دی اور حسن بن ابراہیم بن ثابت کو اس کے عہدہ سے ہٹا دیا مگر وہ ایک روز بھی نہ ہٹا اور وہ وطن کے خراج کو جمع کرنے کے لئے نکلا پھر سلطان نے اسے بھڑکایا اور قسنطیطہ میں اس کی خود مختاری سے اُسے ڈرایا کیونکہ اس کی پناہ گاہ اس کے قریب ہی تھی اور سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے قسنطیطہ کی طرف گیا اور جب وہ برجیوہ پہنچا تو اُسے عبداللہ بن ثابت ملا پس اُس نے اُسے اور اس کے بھائی حسن بن حاجب کو ان کے احوال چھیننے کے بعد گرفتار کر لیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے حسن بن ثابت کو قسنطیطہ کی عملداری کی طرف چلے جانے کے بعد اس کے پیچھے اپنے بعض غلاموں کو بھیجا اور ان کے ساتھ عبدالکریم بن مندیل کی عملداری کی طرف سدونکش کے جوانوں کے ساتھ بڑھا پس انہوں نے اسے وادیٔ قطن میں قتل کر دیا اور سلطان نے اس پر مصیبت نہیں لائی اور ظافر الکبیر پر شکست کھانے اور عربوں کی قید میں آ جانے کے بعد عربوں نے بہت احسان کیا اور اسے رہا کر دیا اور وہ سلطان ابوبکر کے پاس چلا گیا پس اس نے اُسے اس کے بھائی کی طرح اپنا مخلص دوست بنا لیا اور ابن ثابت کی مصیبت کے وقت اسے قسنطیطہ کا حکمران بنا دیا اور ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو ریاستوں سے الگ رہنے کے باعث کاتب بنا

لیا۔ پس اس نے ظافر کو قسنطینطہ کا والی بنالیا۔ پھر سلطان اُسے بجایہ لے آیا اور ابن عمر اس کے مقام سے تنگدل ہونے لگا پس سلطان نے اُسے بھڑکایا تو اُس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے شکایت سے ناراض ہو کر اندلس بھیج دیا۔

بجایہ میں بنی عبدالواد کی فوجوں کے مقابلہ کے حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات

سلطان ابو یحییٰ نے ۷۱۰ھ میں بجایہ میں اپنی فوج کے شکست کھانے کے بعد اپنے غلاموں کے حالات معلوم کرنے کے متعلق سعید بن بشر بن یخلف کو ابو حمو موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کے پاس بھیجا اور مغرب اوسط کے زناتہ میں اس کے لئے فتح اور غلبہ مقدر تھا پس اس نے یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں سے ان کے شہر چھین کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس کی جہات پر غلبہ پالیا اور مغراوہ اور توجین کے مضافات اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باغی ابن علان کو اس کے عہدے سے اتار دیا اور ابن مخلوف کے ہاتھ سے اندلس کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ پس اس وجہ سے موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کی حکومت کے حصول کا لالچ کیا پھر اسے ابن مخلوف کے مرنے کی خبر پہنچی تو سلطان نے اس کی طرف تعلقات قائم کرنے اور اس کی سرحد پر سلطان کے غلبہ کی اطلاع بھیجی مگر وہ اپنے مطالبہ پر قائم رہا اور یہ ادّعا بھی کیا کہ اس کی شرط کے مطابق بجایہ کی حکومت اس کے لئے ہے اور ضہاجہ بھی اپنے حکمران کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ مل گئے پس انہوں نے بھی بجایہ کی حکومت میں رغبت کی پھر عثمان بن سباع بن یحییٰ سلطان کو غصہ دلانے کے لئے آیا کیونکہ اُسے ابن مخلوف پر اس کی عہد شکنی اور اپنے بارے میں اس کے عہد کے متعلق ناراضگی تھی اور ابن ابی یحییٰ اس کے حجابت سے ہٹ جانے اور حج سے واپس آنے کے بعد اس کے پاس ٹھہرا پس انہوں نے اس بات میں رغبت کی اور اسے بجایہ کی حکومت کے حصول کے لئے برانگیختہ کیا اور اس نے اپنے چچا یوسف بن یغمراسن کے بیٹے محمد اور اپنے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود اور اس کے غلام مسامح کی نگرانی کے لئے بجایہ کی طرف فوجوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ ابوالقاسم بن ابی یحییٰ حاجب کو بھیجا پس وہ شلف میں اس کے ٹھہرنے کی جگہ سے ہی الگ ہو گئے اور بسرعت تمام چلے اور ابن ابی یحییٰ اپنے راستے ہی میں جبل میں فوت ہو گیا اور انہوں نے البلاء سے جنگ کی پھر وہاں سے شرقی جہات کی طرف چلے گئے اور وہاں پر خوب خونریزی کی اور ابن ثابت کے سواروں نے وہاں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور ۷۱۳ھ میں اسے لوٹ لیا اور محافظوں کو اس کی مدافعت میں مقتول اور مجروح ہو کر بڑا نقصان اٹھانا پڑا اور وہ واپس آ کر انہوں نے باوصغوں کے قلعے کو مضبوط کیا پس وہ بھی تباہ و برباد ہو گیا اور اس کی فوج اور رسد لوٹ لی گئی اور ابوحمو نے بجایہ کے محاصرہ کے لئے ایک دوسری فوج بھیجی جس کا سالار مسعود بن عمر بن عامر بن ابراہیم بن یغمراسن کو مقرر کیا پس انہوں نے ۷۱۵ھ میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف بن یغمراسن کا خروج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور ابوحمو کی مخالفت میں بنو توجین بھی اس کے ساتھ تھے اور یہ کہ انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی پر قبضہ

کر لیا پس مسعود بن ابی عامر اور اس کی فوج بھاگ گئی اور وہ بجایہ کو چھوڑ کر چلے گئے اور اس کے بعد محمد بن یوسف کا پیغام اطاعت و اجتماع پہنچ گیا۔ پس سلطان نے محمد بن الحاج کو اس کی طرف تحائف اور آلات بھیجے اور اس کو مدد دینے اور افریقہ سے یغمراسن کو جو حصہ ملتا تھا اس کے دینے کا وعدہ کیا اور ابن عبدالواد بجایہ سے غافل ہو گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے وطن جانے کے لئے نکلا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ میں ابن عمر کی خودمختاری کے حالات: ابن عمر ہمیشہ ہی سلطان کی حجابت میں خودمختار رہا وہ سمجھتا تھا کہ اس کی مہار اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا حکم اس کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ اُسے اس کے خواص کے متعلق اُکساتا رہتا تھا اور وہ انہیں قتل کرتا اور ان پر تاوان ڈالتا رہتا تھا اور بسا اوقات سلطان اس کی خودمختاری سے برا بھی مان جاتا تھا اور ۷۱۳ھ میں اہل قسنطینہ کے ایک آدمی نے اس کے ساتھ مداخلت کی کیونکہ اس نے قسنطینہ کا محاصرہ کر کے ان کو فکرمند کر دیا تھا اور وہ شخص خود مختاری کے سلسلہ میں اس جیسا ہی تھا۔ جب یہ منحوس خبر سلطان کو پہنچی اور اس نے اپنی دھار کو تیز کیا اور محمد بن فضل نے انہیں خلوت میں باوجود اس کے قرب کے حاجب کے ساتھ بغیر کسی مشورہ کے قتل کر دیا اور ابن عمر صبح صبح سلطان کے دروازے پر اپنی جگہ پر آیا تو اس نے اس کے جسم کو کپڑے میں لپٹا ہوا اس کے دروازے پر پڑا پایا اور اُسے بتایا گیا کہ سلطان نے اس پر حملہ کیا ہے تو اُسے سلطان کی خودمختاری اور اس کی دھار کی تیزی کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اس کے حملہ سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ خواص اور خلوتیانِ راز نے شکایت کی ہے پس اس نے اس سے دور ہونے اور سرحد میں اپنی خودمختاری کے متعلق تدبیر کی پس اس نے انہیں ابن اللحیانی کے ہاتھ سے افریقہ کو چھیننے کے لئے اُکسایا اور اس کے لئے انہیں خیمے، فوجیں اور آلات و ہتھیار اور خادم دیئے اور سلطان ۷۱۵ھ میں قسنطینہ چلا گیا پھر جنگ کرتا ہوا بلاد ہوارہ میں آیا اور ۷۱۶ھ میں قسنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور ابن عمر بجایہ میں اور زناتی دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے میں خودمختار بن گیا اور اس نے سلطان کی حجابت پر محمد بن قانون کو جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا۔ جانشین بنایا کیونکہ وہ اس کی خودمختاری کا امیدوار تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان ابو یحییٰ کے قابس کی طرف سفر کرنے اور خلافت سے الگ ہونے کے حالات

سلطان ابو یحییٰ اللحیانی عمر رسیدہ، ماہر سیاستدان اور تجربہ کار آدمی تھا اور اپنے آپ کو خلافت کے قابل نہ سمجھتا تھا اور امیر ابو زکریا کے بیٹوں کے ساتھ اس کا استحقاق رکھتا تھا۔ امیر ابو زکریا کی فوج میں اعیاص زناتہ اور شول کے سرداروں جو توجین، مغراوہ، بنی عبدالواد اور بنی مرین میں سے تھے کے شامل ہونے کی وجہ سے اس کی پوزیشن بہت مضبوط ہو گئی تھی اور وہ اپنے امام کے ساتھ جو ان کے ملوک میں سے ہوتا تھا اپنی اپنی جانوں کے خوف سے اس کے پاس پناہ لیتے تھے کیونکہ انہوں

نے نسب اور قبیلے کی سرداری اور شول کی ریاست میں ان کے ساتھ حصہ داری کی تھی اور ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کے ٹھکانوں پر غلبہ پالیا تھا پس انہوں نے ان پر مغرادہ' بنی توجین اور ملکیش کو قبضہ دلا دیا جس سے سلطان کی فوج برامان گئی اور اس کی فوج بہت بڑھ گئی اور بادشاہ اس سے ڈرنے لگے اور وہ ۷۱۶ھ میں افریقہ کی طرف گیا اور بلاد ہوارہ میں گھوما اور وہاں کا ٹیکس لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس سلطان ابن اللحیانی کو خیال آیا کہ وہ تونس میں اس پر حملہ کرے گا اور افریقہ اس کے خلاف مضطرب تھا اور اس کا اعتماد محافظوں پر تھا اور مدافعت کا کام اس کے عرب مددگاروں کے سپرد تھا اس نے ان میں سے حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کو حکمران بنایا اور اس نے اس کو عربوں کی ریاست سونپ دی اور اس کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور اسے اموال دیئے جس کی وجہ سے عربوں کی مخالفت زیادہ ہو گئی پس انہوں نے افریقہ سے جانے اور خلافت چھوڑنے کا اتفاق کر لیا پس اس نے اموال اور ذخائر کو اکٹھا کر لیا اور ان کے برتنوں' قالینوں' گھٹیا سامان استعمال کے برتنوں حتیٰ کہ ان کتابوں کو بھی فروخت کر دیا جو امیر ابوزکریا نے جمع کی تھیں اور اس طرح انہوں نے بیس قنطار سے زیادہ سونا اور یاقوت اور موتیوں کے بورے جمع کئے اور وہ تونس سے محافظوں کو الحضر ۃ' باجہ اور حمامات میں مقرر کرنے کے بعد اپنی عملداری کی نگرانی کے لئے جانے کا توریہ کر کے تونس سے قابس کی طرف گیا اور اس نے الحضر ۃ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور قابس پہنچ کر وہاں مقیم ہو گیا اور مال کو اس کی جہات میں صرف کیا یہاں تک کہ تونس میں اس کے بیٹے کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

سلطان ابوبکر کے الحضر ۃ پر حملہ کرنے اور قسنطینہ کی طرف واپس آنے کے حالات

جب سلطان ۷۱۶ھ میں ہوارہ سے قسطینہ کی طرف واپس آیا تو اُس نے تونس پر دوسری بار چڑھائی کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور اس نے فوج کو اکٹھا کیا اور عطیات تقسیم کئے اور کمزوریوں کو دور کیا اور زناتہ' عربوں اور سدوئکش کے لشکروں کو طبقہ وار پیش کیا اور قسنطینہ پر حاجب محمد بن قانون کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے سب سے بڑے حاجب بن عمر کی طرف بجایہ کی امارت سے پیغام بھجوایا کہ وہ عطیات اور اخراجات کے لئے مالی مدد دے پس اس نے اس کی طرف منصور بن فضل موزنی کو جو الزاب کا عامل تھا بھیجا اور ابن عمر نے جب دیکھا کہ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے اور مال کے خرچ کرنے کے لئے ایک جماعت ہے تو اس نے اس کے ساتھ جبل اوراس' الحصنہ' سدوئکش' عیاص اور الضاحبہ کی عملداریوں کو بھی شامل کر لیا اور خراج کی تمام عملداریاں اور ان کی آمد و خرچ کا حساب اس کی نظروں میں تھا پس ابن عمر نے اُسے سلطان کے اخراجات کو قائم کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے اپنی حجابت کے کاموں پر جانشین مقرر کر دیا اور سلطان جمادی ۷۱۷ھ میں قسنطینہ سے مرحلے پر مرحلہ طے کرتے ہوئے چلا اور راستے میں اسے عربوں کے وفود ملے اور وہ باجہ کے

محافظوں سے مدد طلب کرتا ہوا تونس پہنچ گیا اور سلطان ابو یحیٰی اللحیانی تونس سے قابس کی طرف چلا آیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے وہاں پر ابوالحسن بن دانو دین کو جانشین مقرر کیا اور اس نے اس کی طرف سلطان ابو بکر کے تونس پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ کہ وہ مدافعت کا محتاج ہے۔ پس اللحیانی نے پہلے اموال کے متعلق ان سے معذرت کی اور فوج اور مال میں ان کے ساتھ کو کھول دیا پس وہ سوار ہوئے اور انہوں نے رئیس الدیوان سے نسبی تعلق پیدا کیا اور اس کے بیٹے محمد کو جو ابوحزبہ کنیت کرتا تھا نکالا اور اس کی قید سے رہا کر دیا اور انہیں سلطان ابو بکر کے باجہ آنے کی خبر ملی تو وہ سب کے سب تونس سے نکلے اور ان کی مخالفت میں مولا ہم ابن عمر بن ابی اللیل سلطان کی طرف گیا جو حکومت سے ناراضگی رکھتا تھا اور اس پر گردش آنے کا منتظر تھا جیسا کہ اللحیانی نے اپنے بھائی حمزہ کو اس پر اثر انداز کیا ہوا تھا پس وہ سلطان کو باجہ کے قریب ملا اور اس سے معاہدہ کیا اور اُسے ترغیب دی اور وہ تونس پہنچا اور شعبان ۷۱۷ھ میں سلطان کے باغات میں سے سنافرہ کے باغ میں اُترا اور سردار اس کے پاس آئے اور ابوفربہ اور اس کے اصحاب کی انتظار میں بیعت میں تردد کرنے لگے اور ان کے واقعات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب سلطان باجہ سے بسرعت تمام چلا تو حمزہ بن عمر نے اللحیانی کے مددگاروں اور خواص سے تونس میں ملاقات کرنے میں جلدی کی اور وہ تونس سے باہر آ چکے تھے پس اس نے انہیں ابوفربہ بن سلطان اللحیانی کی بیعت کرنے اور اس کے ساتھ قوم سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور سلطان سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور حمزہ نے اس کے بھائی مولاھم سے سازش کی کہ وہ پڑاؤ پر حملہ کر دے پس سلطان نے سنافرہ کے باغ میں جہاں مقیم تھا وہاں سے ساتویں روز بیعت کی تکمیل سے قبل ہی بھاگ گیا اور قسنطینہ چلا گیا اور مولاھم اس کے پاس سے وطنہ کی سرحدوں سے واپس آ گیا اور اس نے منصور بن مرنی کو باجہ میں ابن عمر کے پاس بھیجا اور ابوفربہ بن اللحیانی اور موحدین نصف شعبان کو اسی سال تونس میں داخل ہو گئے اور الحضرۃ میں اس کی بیعت عامہ ہوئی اور اس نے المستنصر کا لقب اختیار کیا اور اہل تونس نے فصیلوں کا احاطہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ باڑ بن جائے پس انہوں نے اس کی بات مان لی اور کام شروع کر دیا اور عربوں نے اپنے مطالبات کے ساتھ اسے کمزور کر دیا اور شروط میں اس پر زیادتی کرنے لگے یہاں تک کہ مولانا سلطان نے دوبارہ چڑھائی کی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

الحضرۃ پر سلطان ابو بکر کے قبضہ کرنے اور ابوفربہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کے طرابلس سے مشرق کی طرف بھاگ جانے کے حالات

جب سلطان تونس سے قسنطینہ کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے جرنیل محمد بن سید الناس کو بجایہ کی طرف بھیجا

جس سے ابن عمر کو پریشانی لاحق ہوگئی اور وہ اس سے بگڑ گیا اور سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا اور اس سے چشم پوشی کی اور اس سے مدد مانگی پس اس نے فوج' ہتھیار اور خیمے اکٹھے کئے اور اس کی طرف ارباب حکومت میں سے سات آدمی سات لشکروں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ تھے محمد بن سید الناس' محمد بن الحکم' ظفر السنان اور اس کا بھائی جو امیر ابوزکریا الاوسط کے غلاموں میں سے تھا' محمد المدیونی' محمد الحرسی اور محمد البطوی اور اس نے زناتہ کے عظماء اور امراء میں سے عبدالحق بن عثمان کو بھیجا۔ جو بنی مرین کے اعیاص میں سے تھا اور اندلس سے اس کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور ابورشید بن محمد بن یوسف کو جو بنی عبدالواد کے اعیاص میں سے تھا اس کی قوم کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ بھیجا اور وہ اپنے لشکروں کے ساتھ قسطنطیہ میں سلطان کے پاس پہنچے پس اس نے تونس پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے افریقہ کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا پس صفر ۷۱۸ھ میں نکلا اور اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن القانون کو مقرر کیا اور ابوالحسن بن عمر و اس کا ردیف تھا اور اندلس میں ھوارہ کا وفد اور ان کا بڑا سردار سلیمان بن جامع اُسے ملا اور انہوں نے اسے بتایا کہ ابوفربہ بن اللحیانی باجہ سے مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے جنگ کے ارادے سے چلا ہے پس مولانا سلطان نے بسرعت تمام کوچ کیا اور اُسے مولاہم بن عمر ملا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی اور وہ ابوفربہ اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑے یہاں تک کہ قیروان کے قریب پہنچ گئے اور وہاں کا عامل اور مشائخ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور اطاعت اختیار کی اور سلطان اپنے دشمن کے تعاقب سے رجوع کر کے الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور وہاں پر ابوفربہ بن اللحیانی جو محمد بن الفلاق کے خواص میں سے تھا اترا ہوا تھا۔ پس اس نے تیراندازوں کو میدان میں نکالا اور فوجیں ایک دن کی ایک گھڑی میں واپس آ گئیں پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور ان کی عام پناہ گاہوں کو لوٹ لیا گیا اور ابن الفلاق قتل ہو گیا اور سلطان اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں الحضرۃ میں داخل ہو گیا اور اس نے عوام کے درمیان پیدا ہونے والے فسادات کو درست کیا اور میمون بن ابی زید کو پولیس کا افسر مقرر کیا اور اُسے البلاء پر نائب بنایا اور ابوفربہ بن اللحیانی اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑا پس اس نے جہات ھوارہ میں مصبوح مقام پر ان پر حملہ کر دیا اور موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ بن الشہید جو حفصی گھرانے میں سے تھا اور ابوعبداللہ بن یاسین قتل ہو گئے اور ضیہ میں سے کتاب ابی الفضل البجائی مارا گیا اور اس نے شیخ الدولہ ابومحمد عبداللہ بن یعمور کو گرفتار کر لیا اور اُسے بیڑیاں ڈال کر سلطان کے پاس لایا تو اس نے اسے اور اس کی قوم کو معاف کر دیا پھر اس کے بعد دوبارہ اس نے اُسے اس کے کام پر لگا دیا اور سلطان اسی سال واپس تونس آ گیا اور جب ابوعیسیٰ بن اللحیانی کو خبر ملی کہ سلطان ۷۱۹ھ میں دوبارہ تونس پر حملہ کر رہا ہے تو وہ ان موحدین اور عربوں کو جو اس کے بیٹے ابوفربہ کی بیعت میں شامل تھے لے کر قابس سے نواحِ طرابلس کی طرف کوچ کر گیا پھر اسے سلطان کے قسطنطیہ کی طرف واپس آنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابوعبداللہ بن یعقوب کو اپنے حاجب کے قریب طرابلس میں ٹھہرایا اور اس کے ساتھ ھجرس بن مرغم بھی تھا جو ذئاب میں سے الجوازی کا بڑا سردار تھا پس اس نے ملوک اور قلعوں کو فتح کیا اور اموال کو اکٹھا کیا اور برقہ تک جا پہنچا اور ذئاب کے گروہ میں سے آل سالم اور آل سلیمان سے خادم مانگے اور طرابلس میں اپنے بادشاہ کے پاس واپس آ گیا اور ابوفربہ کی شکست دینے کے بعد فوج اُسے ملی پس اس نے اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب اور وزیر

ابوعبداللہ بن یاسین کو اموال دے کر عربوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے اموال کو علان اور ذئاب میں تقسیم کر دیا اور ابوفربہ نے قیروان پر چڑھائی کی اور اس کی خبر سلطان ابوبکر کو ملی تو وہ آخر شعبان ۷۱۸ھ میں تونس سے نکلا تو وہ قیروان سے بھاگ گئے پھر وہ برافروختہ ہوگئے اور انہوں نے موت کا طلبگار بن کر اپنی سواریاں روک لیں یہاں تک کہ فج النعام پر فوجیں ان پر چڑھ آئیں اور ان کی فوج تتر بتر ہوگئی اور سواریاں بھاگ گئیں اور وہ شکست کھا کر کوچ کر گئے اور قتل اور لوٹ نے بھی ان سے اپنا حصّہ وصول کیا اور ابوفربہ نے ایک دستے کے ساتھ مہدیہ میں پناہ لی اور وہ اس کے باپ کی دعوت پر قائم تھے پس وہ وہاں سے بچ گیا اور اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے اور اس کے باپ کو طرابلس میں اپنے مقام پر اس کے متعلق اطلاع ملی تو اس کی فوج مضطرب ہوگئی اور اس نے نصاریٰ کو پیغام بھیجا کہ وہ اُسے بحری بیڑے میں سوار کروا کر اسکندریہ لے جائیں پس اُسے چھ بحری بیڑے ملے جنہوں نے اس کے اہل وعیال اور اولاد کو اٹھالیا اور وہ سمندر پر سوار ہو کر اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب کے ساتھ اسکندریہ آ گیا اور اس نے عبداللہ ابوعبداللہ بن ابی عمران کو جو اس کے قرابت داروں اور رشتہ داروں میں سے تھا۔ طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ کعوب نے اُسے بلایا اور اُسے امیر مقرر کیا اور انہوں نے سلطان پر کئی بار چڑھائی کی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے اور سلطان ابویحییٰ بن اللحیانی سمندر پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور وہاں سلطان محمد بن قلادن کے ہاں اترا جو مصر وشام کے ترکی ملوک میں سے تھا اور وہ اسے مصر لے آیا اور وہ اس کی آمد اور ملاقات سے بہت خوش ہوا اور اسے بلند رتبہ دیا اور اُسے بہت وظیفہ اور جاگیریں دیں یہاں تک کہ وہ ۷۲۸ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان ابوبکر فج النعام میں ابوعزبہ اور اس کی قوم پر حملہ کے بعد تونس کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال شوال میں اس میں داخل ہو گیا اور افریقہ اس کی اطاعت پر قائم ہو گیا اور اس کے شہر اور سرحدیں مہدیہ اور طرابلس کو اس کی دعوت دینے کے لئے منظّم ہو گئیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا کچھ ذکر آئندہ آئے گا۔

بجایہ میں حاجب بن عمر کی وفات اور حاجب محمد بن القانون کی ولایت اور اس سے ابن سید الناس کو حکومت ملنے کے حالات

جب حاجب بن عمر ۷۱۵ھ میں بجایہ میں خود مختار بن بیٹھا تو سلطان قسنطینہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اس کے بعد اُسے واپس نہیں لے سکا پھر جب وہ دوبارہ تونس سے ۷۱۷ھ میں واپس آیا تو منصور بن فضل اس کے پاس گیا اور اس نے اس کے پیچھے اپنے جرنیل ابوعبداللہ محمد بن حاجب ابیہ محمد بن سید النّاس کو بھیجا کہ وہ بجایہ میں واپس آنے کی وجہ سے اُسے اس کے محلّات مہیا کر دیئے پس ابن عمر نے اسے واپس کر دیا اور اس نے سے بگڑ بیٹھا اور سلطان نے اس سے مدد مانگی تو اس نے جلدی سے مدد دی تو اس نے رضامندی سے اسے جاگیر دی اور بجایہ اور قسنطینہ کی امارت بھی عنایت کر دی جیسا کہ ہم قبل

ازیں یہ سب باتیں بیان کر آئے ہیں پس ابن عمر ثغر اور اس کے مضافات میں خطبہ میں سلطان کے ذکر کرنے اور سکہ میں اس کے نام پر اکتفا کرتے ہوئے خود مختار بن بیٹھا اور وہ اسی پوزیشن پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان نے تونس اور اس کی جہات پر قبضہ کر لیا اور اس نے اس کے پاس اپنے عمر زاد علی بن محمد بن عمر کو بھیجا تو عبدالرحمٰن حاجب نے اسے قسنطیطہ کا امیر مقرر کر دیا اور وہ اس کی طرف چلا گیا اور اس دوران میں وہ زناتہ کی فوجوں کو بجایہ سے ہٹاتا رہا اور ابوحمو حاکم تلمسان' اس کے محمد بن یوسف پر غالب آنے اور اس کے ہاتھ سے بلاد مغراوہ اور توجین کو واپس لینے کے بعد فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا کرتا تھا اور اس نے وادی میں جو وہاں سے دو دن کے فاصلہ پر ہے قلعہ تعمیر کیا جہاں وہ فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لئے تیار کرتا پھر ابوحمو فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوتاشفین ۷۱۸ھ میں حکمران بنا اور جونہی سلطان نے تونس کی طرف چڑھائی کر کے اُسے فتح کیا بجایہ کے حصار کی حدت میں کمی ہو گئی پھر ابوتاشفین اپنی عملداریوں کی درستگی کے لئے تلمسان سے نکلا اور محمد بن یوسف جبل وانستریس میں اپنے قلعے میں قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے پس وہ وہاں سے تلمسان کی طرف واپس لوٹ آیا اور ابن عمر بیمار ہو گیا تو اُس نے اپنے عمر زاد علی کے متعلق اس کی عملداری کی قسنطیطہ میں اطلاع دی اور سلطان کا حکم پہنچنے تک اسے وہاں کا ولی عہد بنانے اور بجایہ کی حکومت قائم کرنے کی وصیت کی اور وہ بستر علالت پر کچھ دن گزرنے کے بعد شوال ۷۱۹ھ میں فوت ہو گیا اور علی بن عمر نے بجایہ کی حکومت سنبھال لی اور سلطان کو یہ اطلاع ملی تو اُسے ثغر کے حالات نے پریشان کر دیا اور ابن سید الناس اپنے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف کے ساتھ اس کے خزانہ کے حصول اور اس کے ذخیرہ کی تلاش میں اس کے پاس گیا اور اس نے بہت سے ذخائر سونا چاندی حاصل کیا اور علی بن عمر بھی اس کے ساتھ آیا اور سلطان نے اسے اپنی رضامندی سے دیا اور وہ الحضرۃ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا ابن ابی عمران سے اختلاف ہو گیا پھر اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی اور سلطان کو اس کے دشمن کی حکومت نے برافروختہ کر دیا پس جب وہ تونس کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے غلام نجاح اور حملال کو اس کے قتل کا اشارہ کیا تو انہوں نے بستانہ کے باہر اُسے دھوکے سے قتل کر دیا اور اُسے زخم لگائے اور وہ اپنے زخموں کے باعث ہلاک ہو گیا۔

قسنطینطنہ پر امیر ابوعبداللہ کی امارت اور بجایہ پر اس کے بھائی امیر ابوزکریا کی امارت اور اس کی حجابت پر ابن القانون کی تقرری کے حالات

جب ابن عمر فوت ہو گیا تو سلطان کو بجایہ کے حالات نے فکرمند کر دیا کیونکہ وہ محاصرہ اور بنی عبدالواد کے مطالبہ کی حالت میں تھا پس اس نے دیکھا کہ وہ محافظوں کو قریبی سرحدوں میں بھیج دے اور وہاں مدافعت و محافظت اپنے بیٹوں کو اتارے اور اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو قسنطیطہ کا اور دوسرے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا اور اس کی حجابت ابوعبداللہ بن القانون کو دی جو ان دونوں کی صغرسنی کی وجہ سے وہاں خود مختار تھا اور اس کے لئے فوج کو اکٹھا کیا اور اسے بجایہ میں دشمن کو روکنے اور اس کے محاصرہ پر زور دینے کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ تونس سے ۷۲۰ھ کے آغاز میں فوج اور اصحاب کے جلوس میں کوچ کر گئے اور حجابت کا کام ابن القانون پر مہربانی کے باعث خالی رہ گیا اور امور میں تصرف کے لئے سلطان کے آدمیوں میں سے ابوعبداللہ بن عبدالعزیز کر دی جس نے المزدار کا لقب اختیار کیا تھا باقی رہ گیا اور سلطان کے خواص میں سے وہ شخص سب سے مقدم تھا جو الدخلہ کے نام سے مشہور

تھا اور اشغال پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز مقدم تھا اور ابھی ہم ان کی اوّلیت کا ذکر کریں گے اور وہ سربلندی اور عزت کے لباس میں تجز سے چلتا ہوا بجایہ واپس لوٹ آیا۔ یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاءاللہ۔

ابن القانون کی آمد اور بجایہ میں ابن سید الناس اور قسنطینطہ میں ظافر الکبیر کو حکومت کا ملنا

جب ابوعبداللہ بن یحییٰ بجایہ کی طرف لوٹا اور سلطان کی توجہ اپنے خواص کے لئے بجایہ میں اپنی حکمرانی کے وقت خالی ہوگئی تو انہوں نے اس کے متعلق چغلیاں کھائیں اور انہوں نے اس کے لئے مصیبتیں کھڑی کیں اور اس میں المزدار بن عبدالعزیز نے صاحب الاشغال ابوالقاسم بن عبدالعزیز کی مداخلت سے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے ہاں اس کی بہت چغلیاں ہوئیں یہاں تک کہ اُسے اس کے متعلق بدظنی ہوگئی اور اس نے محمد بن سید الناس کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس نے اس کے حصّار اور اس کے امیر کی حجابت کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ اس نے اسے حجابت کے لئے مقدم کیا اور اس کے حالات کو ہم آگے بیان کریں گے اور ابن القانون الحضرۃ جاتے ہوئے قسنطیطہ سے گزرا تو اسے وہاں پناہ لینے کی سوجھی اور وہاں کے مشائخ نے اس بارے میں مداخلت کی اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا پس اس نے انہیں سزا کے طور پر الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور یہ اطلاع سلطان کو بھی پہنچ گئی تو اس نے ابن قانون کو قید کر لیا اور قسنطیطہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دینے کا عزم کر لیا تو وہاں کے مشائخ نے معافی طلب کی اور اُسے بتایا کہ اٹین اس کا قریبی اور بھتیجا بھی ہے اور انہوں نے اس کے باپ کی مالداری کا بھی ذکر کیا تو وہ اس بات سے رُک گیا اور اپنے عزم کو اپنے غلام ظافر الکبیر کی طرف پھیر دیا اور یہ بات اس وقت ہوئی جب وہ مغرب سے آیا اور اس کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ امیر ابوزکریا کے غلاموں میں سے تھا اور اُسے اس کے بیٹے سلطان ابوالبقاء کی حکومت میں بڑا غلبہ حاصل تھا اور جب سلطان ابوبکر کو پریشانی لاحق ہوئی تو اس نے فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور باجہ میں قیام کیا اور المزدوری اور عرب ابن اللحیانی کی ہراوّل فوج میں تونس کی طرف آئے تو اس نے ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اُسے الگ کر دیا اور گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر آئے ہیں پھر اس کے بعد وہ مولانا سلطان ابویحییٰ سے جا ملا تو اس نے اسے دوبارہ حکومت میں وہی پوزیشن دلا دی جو اسے پہلے حاصل تھی اور ۷۲۱ھ میں ابن ثابت کی وفات پر اسے قسنطیطہ کا والی بنا دیا پھر ابن عمر اس سے تنگ ہوگیا اور اس کے متعلق سلطان کو برانگیختہ کیا تو اس نے اسے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اندلس بھیج دیا اور یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابوسعید کے ہاں اترا یہاں تک کہ اسے ابن عمر کی وفات کی اطلاع ملی تو یہ دوبارہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور سلطان اس کے ساتھ بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اس کے ساتھ ہی بجایہ سے حاجب بن قانون بھی پہنچ گیا پس سلطان نے ظافر کو قسنطیطہ میں اپنے بیٹے امیر ابوعبداللہ کا حاجب مقرر کیا پس یہ قسنطیطہ آیا اور اس کے کام کو سنبھالا اور اپنے خواص کو بڑی بڑی

خدمات پر مامور کیا اور وہاں پر الحضر ۃ کے جو خدام تھے انہیں ان کے شہر کی طرف واپس کر دیا اور امیر ابو عبداللہ کے ہاں ابوالعباس بن یاسین متصرف تھا اور کاتب ابو زکریا بن الدباغ خراج کے امور کا متصرف تھا اور یہ دونوں امیر ابو عبداللہ کی رکاب میں الحضر ۃ سے آئے تھے پس ظافر نے وہاں پہنچتے ہی ان دونوں کو ہٹا دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ۔

ابن ابی عمران کے غلبے اور ابن قانون کے اس کی طرف فرار کرنے کے حالات

محمد بن ابی عمران' ابو عمران موسیٰ بن ابراہیم' ابن الشیخ ابی حفص کی اولاد میں سے تھا اور یہ وہی شخص ہے جو ابو محمد عبداللہ ابن عمہ الشیخ ابو محمد عبدالواحد کا نائب بن کر افریقہ کا حکمران مقرر ہوا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اسے مراکش سے وہاں خط لکھا تھا پس یہ آٹھ ماہ تک وہاں پر حکمرانی کرتا رہا اور وہ ۶۲۳ھ کے آخر میں آ گیا اور ابو عمران اس کے جملہ دوستوں میں شامل ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس کے بیٹوں نے ان کی حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی اور اس کے بیٹوں میں ایک بیٹا ابو بکر بھی تھا جو اس محمد کا والد تھا اور اس کی بہت شہرت تھی اور سلطان ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی اس کی قرابت داری کا لحاظ کرتا تھا اور اس نے اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا اور تونس سے نکلتے وقت اس کو اپنا جانشین بنایا پھر اسے کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے ہوئے طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور ابو فربہ نے شکست کھانے اور اپنی فوج کے منتشر ہو جانے کے بعد مہدیہ میں پناہ لی تھی' سلطان ابو بکر نے وہاں پر اس سے مقابلہ کیا مگر وہ مہدیہ کو سر نہ کر سکا اور ابو فربہ سے صلح کر کے وہاں سے چلا آیا اور حمزہ بن عمر سلطان کی مخالفت میں افریقہ کے نواح میں گھومتا پھرتا تھا یہاں تک کہ سلطان کو اس کی مخالفت گراں گزری اور بہت سے بدو بھی اس کے پاس چلے آئے اور اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی پس محمد بن ابی عمران اپنی حکومت کے مقام سے طرابلس کی سرحد پر آیا اور سلطان کے پاس کمال تیاری کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے گیا پس سلطان ابو بکر ۶۲۱ھ کے رمضان میں تونس سے نکلا اور قسنطینہ چلا گیا اور اس کے ساتھ مولاھم ابن عمر بھی تھا اور خواص نے سلطان کے پاس چغلیاں کر کے حاجب محمد بن یحییٰ بن قانون کو ناراض کر دیا تھا اور اس کا انحراف اس پر واضح ہو گیا تھا اور معن بن مطاع خزاری جو حمزہ بن عمر کا وزیر اور مشیر تھا ابن قانون کا دوست تھا پس اس نے ابن ابی عمران کے لانے میں مداخلت کی اور جب سلطان ان کی فوج کے آگے آگے نکلا تو ابن قانون تونس میں پیچھے رہ گیا اور دوسرے دن شہر میں ایک منادی سوار ہو کر ابن ابی عمران کی دعوت دینے لگا اور ابن ابی عمران نے سلطان کے خروج کے وقت دوسری دفعہ مداخلت کی اور الحضر ۃ پر قابض ہو گیا اور بقیہ سال وہیں پر مقیم رہا اور دوسرے سال کے آغاز میں بھی وہیں رہا اور سلطان قسنطینہ چلا گیا اور اس نے اپنی فوج کو جمع کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور تیاری کو مکمل کیا اور صفر ۶۲۲ھ کو وہاں سے چلا اور ابن ابی عمران

بھی حمزہ بن عمر کی معیت میں فوج کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کو نکلا اور سلطان نے الرحلۃ میں ان سے پہلی اور دوسری مرتبہ جنگ کی اور ان پر حملہ کر دیا اور شیخ الموحدین ابوعبداللہ بن ابی بکر فوت ہو گیا اور ان کے ہراوّل میں محمد بن ابی منصور بن مزنی وغیرہ تھے اور فوج نے ان میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنائے اور سلطان کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کوئی اس کا ہمسر نہ تھا پھر اس نے مولاھم بن عمر کو گرفتار کر لیا اس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے' ان شاء اللہ۔

مولاھم بن عمر اور اس کے کعوبی اصحاب کے قتل کے حالات: جب سلطان کو ابن ابی عمران اور اس کے پیروکاروں پر مقررہ غلبہ اور کامیابی حاصل ہوگئی اور اس نے اس فتح میں ان سے مولاھم بن عمر کی منشاء کے خلاف سلوک کیا اور اس کے اصحاب نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کی خرابی کا پتہ چلتا تھا پھر سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ مولاھم نے اس پر حملہ کرنے والوں میں اپنے بیٹے منصور یا اپنے ربیب جعدان کو شامل کیا ہے اور جعدان بن عبداللہ بن احمد بن کعب اور سلیمان بن جامع' ھوارہ کے شیوخ میں سے تھے اور اس نے ان کے عمزاد عون بن عبداللہ بن احمو کو جبکہ انہوں نے اُسے اس بات میں شامل کر لیا تھا ان سے روک لیا پس اس نے سلطان کو بہت نصیحتیں کیں مگر جب انہوں نے سلطان پر حملہ کیا تو اس نے انہیں گرفتار کر کے تونس کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر قید کر دیا گیا اور وہ خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور اسی سال کے ماہ جمادی الاوّل میں اس میں داخل ہو گیا اور لوگوں سے ازسرنو بیعت لی اور عربوں نے اس کی اتباع میں چڑھائی کی یہاں تک کہ شہر کے باہر آ اترے اور اس پر مولاھم اور اس کے اصحاب کی رہائی کی شرط پیش کی پس سلطان نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور انہوں ان کے قید خانوں میں قتل کر دیا گیا اور ان کے جسموں کو حمزہ کے پاس بھیج دیا گیا تو اُسے بہت صدمہ ہوا اور اس نے اپنی قوم سے فریاد کی اور انہوں نے اپنے ساتھی کا بدلہ لینے کا مشورہ کیا اور وہ جلدی سے الحضرۃ کی طرف گیا اور ابن ابی عمران بھی جانے کے وقت اور سلطان کے ہٹانے کے معاملہ میں ان کے ساتھ تھا اور انہیں خیال ہوا کہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں ہیں اور سلطان ان کی آمد کے چالیس روز بعد تونس سے نکل کر قسطنطیطہ چلا گیا اور ابن ابی عمران تونس میں آیا اور چھ ماہ تک یہاں قیام پزیر رہا اس دوران میں سلطان نے اپنی فوج اکٹھی کر لی اور تیاری مکمل کر لی اور وہ قسطنطیطہ سے اٹھا اور ابن ابی عمران نے اس پر چڑھائی کی اور ابن عمر نے اسے شکست دی اور سلطان نے ان پر حملہ کر دیا اور خوب قتلام کیا اور انہیں نواح میں بھگا دیا اور تونس واپس لوٹ آیا اور صفر ۷۲۳ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور حمزہ سیدھا آگے چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ابن اللحیانی اور زناتہ کے ساتھ جنگ رغیس اور ابن ابی عمران کے ساتھ جنگ الشقۃ کے حالات

جب حمزہ بن عمر اور ابن ابی عمران نے یکے بعد دیگرے تونس سے شکست کھائی اور حمزہ نے دیکھا کہ ابن ابی عمران

اس کے کچھ کام نہیں آ سکتا تو اس نے اسے طرابلس میں اس کی عملداری میں بھیج دیا اور اس نے ابوفربہ کی طرف ابن سلطان اللحیانی کو بھیجا کیونکہ مہدیہ میں اسے بڑا مقام حاصل تھا پس اس نے اسے زناتہ کے دادخواہوں اور بنی عبدالواد کے سلطان کے وفود میں شامل کر لیا پس ابوفربہ نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ تلمسان کے حکمران ابوتاشفین کے پاس گیا اور اُسے بجایہ پر فتح پانے کے بارے میں رغبت دلائی اور یہ کہ حاکم تونس فوج بھجوا کر بجایہ کی مدد کرنے سے غافل رہے گا پس سلطان نے ان کے ساتھ ہزاروں کی فوج بھجوا دی اور اس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا جو تیمرزدکت میں ثغر کا حاکم تھا اور بہت سے خواص اور عظیم آدمیوں کو بھی بھجوایا اور وہ تلمسان سے بسرعت تمام چلے اور سلطان کو بھی ان کے تلمسان سے چلنے کی خبر پہنچ گئی تو وہ تونس سے اپنی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا یہاں تک کہ بونہ اور قسنطینطہ کے درمیان رغیش مقام پر پہنچ گیا اور وہ قلب میں نہایت پختہ عزم کے ساتھ ڈٹا رہا پس ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شعبان ۷۲۳ھ میں شکست کھا گئے اور فوج کے ساتھ ان کے کپڑوں اور زناتہ کی قیدی عورتوں سے بھر گئے اور سلطان ان کے پاس سے گزرا تو اس نے عورتوں کو رہا کر دیا اور ابوموسیٰ اور موسیٰ بن علی کردی کو اپنی فوج کے ساتھ تلمسان واپس آ گئے اور سلطان ان کی شکست کے چند روز بعد الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور راستے میں اُسے یہ اطلاع ملی کہ عرب قیروان کے نواح میں اکٹھے ہو رہے ہیں تو وہ الحضرۃ سے گزر کر الشقہ میں انہیں جا ملا اور ان پر حملہ کر دیا اور شوال ۷۲۳ھ میں تونس کی طرف لوٹ آیا پس حمزہ اور اس کے ساتھیوں نے فوجوں کی علیحدگی کے وقت اس کا تعاقب کیا اور اس کے ساتھ ابراہیم بن شہید حفصی بھی تھا اور عامر ابوعلی بن کثیر ان کی خبر لے کر اس کے پاس پہنچ گیا تو باجہ میں پڑاؤ کرنے کے بعد وہ ان کے مقابلہ کے لئے تھوڑی سی فوج کے ساتھ نکلا اور اس کا سالار عبداللہ عاقل تھا پس عربوں نے شاذلہ کے نواح میں اس پر حملہ کر دیا اور اس کے ہراوّل دستہ سے جنگ کی اور میدان کارزار گرم ہو گیا اور عبداللہ عاقل اور لوگ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے اور جنگ نے شدت اختیار کر لی پھر عربوں کو شکست ہو گئی اور ان کی بیویاں لوٹ لی گئیں اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور سلطان شہر کی طرف واپس آ گیا اور الحضرۃ میں مقیم ہو گیا۔

حمزہ کے ابراہیم بن شہید کو لانے اور اس کے الحضرۃ پر قبضہ کرنے کے حالات: جب ابوفربہ بن اللحیانی اور حمزہ بن عمر اور بنی عبدالواد کی فوجیں شکست کھا گئیں تو ابوفربہ تلمسان چلا گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد حمزہ نے سلطان کے ساتھ کچھ جنگیں کیں اور کعوب اس پر غالب آنے اور اس پر چڑھائی کرنے سے مایوس ہو گئے تو حمزہ بن عمر دادخواہی کے لئے ابن تاشفین کے پاس گیا اور اس کے ساتھ طالب بن مہلہل بھی تھا جو اس کی قوم میں اس کا ہمسر تھا نیز اوّلادقوس میں سے بنی حکیم کا شیخ محمد بن مسکین بھی اس کے ساتھ تھا اور یہ سب کے سب سلیم میں سے تھے اور ان کے ساتھ حاجب بن قانون بھی تھا پس انہوں نے اس کی فوج کو ان کے دادخواہ کی مدد پر آمادہ کیا اور سلطان نے ان کے لئے ایک فوج تیار کی جس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو کیا اور اُسے دوبارہ ان کے ساتھ بھیجا اور تونس کی حکومت کے لئے ان میں اعیاص ابی حفص سے ابراہیم بن شہید کو امیر مقرر کیا اور اس کا باپ جو شہید ہوا وہ ابوبکر بن ابی الخطاب عبدالرحمٰن تھا جسے سلطان ابوعصیدہ کی وفات پر امیر مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کا یہ باپ عربوں سے جا ملا تھا اور انہوں نے اُسے

امیر بنالیا تھا اور جنگ رغیس کے بعد وہ اُسے تونس پر چڑھا لائے تھے اور فوجیں ان کے مقابلہ میں نکلیں پس وہ شکست کھا گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور وہ تلمسان چلا گیا اور یہ وفد اس کے بعد آیا پس سلطان ابوتاشفین نے اُسے ان کا امیر مقرر کر دیا اور محمد بن یحییٰ بن قانون کو اپنا حاجب بنالیا اور موسیٰ بن علی کردی کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور انہوں نے افریقہ پر چڑھائی کی اور سلطان ابوبکر ذوالقعدہ ۷۲۴ھ میں ان کی مدافعت کے لئے تونس سے نکلا اور قسنطینہ تک جا پہنچا اور انہوں نے اُسے تیاری مکمل کرنے سے قبل جلد ہی جالیا پس وہ ان کے صحن میں جا اترا اور موسیٰ بن علی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اور ابراہیم بن شہید اور حمزہ بن عمر تونس کی طرف آئے اور جب وہ رجب ۷۲۵ھ میں تونس میں داخل ہو گیا اور اس پر غالب آ گیا اور اس نے باجہ پر محمد بن داؤد کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا امیر مقرر کیا اور رمضان کی ایک شب کو سلطان کے بعض خاص آدمیوں نے جو البلاء میں چھپے بیٹھے تھے اس پر حملہ کر دیا جن میں یوسف بن عامر بن عثمان بھی شامل تھا جو عبدالحق بن عثمان کا بھتیجا تھا جو اعیاص بنی مرین میں سے تھا اور ان میں قائد بلاط بھی تھا جو الحضرۃ کے پیچھے سوار ہونے والے سرداروں میں تھا اور ابن حسان نقیب الشرفاء بھی تھا پس انہوں نے اکٹھے ہو کر سلطان کی دعوت کا نعرہ لگایا اور قصبہ میں گھوسے مگر اسے سر نہ کر سکے تو وہ دار کشلی کے گھر گئے جو پیچھے سوار ہونے والے ترک سرداروں میں سے تھا اور وہ ابن القانون کا خاص آدمی تھا پس انہوں نے قصبہ کے ساتھ جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکے پھر صبح نے ان کو اپنا مقصد پورا کرنے میں جلد بازی پر آمادہ کیا تو وہ قتل کے درپے ہو گئے اور وہ ان کے کام سے فارغ ہو گیا اور موسیٰ بن علی اور اس کی ساتھی فوجیں جب ابن الشہید سے قسنطینہ کے محاصرہ کے لئے پیچھے رہ گئیں تو وہ کئی روز تک وہاں مقیم رہا پھر پندرہ راتیں مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا اور اپنے صاحب کے پاس تلمسان میں لوٹ آیا اور سلطان قسنطینہ سے نکلا اور اس نے فوج اور تیاری کو مکمل کیا اور تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی۔ پس ابن الشہید اور ابن القانون وہاں سے بھاگ گئے اور سلطان نے شوال ۷۲۵ھ میں تونس میں داخل ہو کر اس کے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے وہ حالات ہوئے جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

بجایہ کے محاصرہ' تیمزروکت کی تعمیر اور سلطان کی فوجوں کی شکست کے حالات

جب سے ابوتاشفین کے لئے فضا صاف ہو گئی تھی اور قوم میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تھی اور وہ بجایہ میں فوجیں بھیجنے اور محاصرہ کو لمبا کرنے پر اصرار کرتا تھا اور سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے جوانوں اور اپنے عظیم وزراء اوّل کے ذریعہ اس کے تحفظ کے لئے دفاع کرتا تھا اور راوّل بڑا طاقتور اور اہل کفایت میں سے تھا اور اس نے انہیں اموال اسلحہ اور فوج کی مدد بھی اور انہیں جنگوں میں صبر و ثبات کی وصیّت کی اور اس کے ہمسر اس کے پیچھے تھے اور ابوتاشفین جب محسوس کرتا کہ سلطان ابوبکر

بجانیہ کی مدافعت کے لئے تیار ہے یا جنگ کے لئے فوج تیار کرنے کا عزم کر رہا ہے تو وہ اسے کسی ایسے کام میں مشغول کر دیتا جو اس کے عزم کو کمزور کر دیتا اور اس کی گرفت کی لگام کو تھام لیتا اور اس بارے میں ابن عمر کا فتنہ سب سے بھیانک شغل تھا کیونکہ وہ عربوں کو اطاعت سے روکتا تھا اور اعراب کو الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کے لئے اکٹھا کرتا تھا اور اعیاص کو ایسی باتوں کی طمع دیتا تھا جو انہیں مخالفت سے حاصل نہ ہو سکتی تھیں اور اس تمام مدت میں اسی کی یہی عادت رہی اور جب ابو تاشفین نے ۶۲۵ھ میں ابراہیم بن الشہید اور حمزہ بن عمر اور ان کے افریقی مددگاروں کی طرف فوجیں بھیجیں تو اس نے ان کا سالار موسیٰ بن علی کو مقرر کیا۔ جس نے قسنطینہ سے جنگ کی پھر وہاں سے چلا آیا اور ۶۲۸ھ میں دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے نواح میں غارت گری کی اور ان کے سب اموال کو لے لیا اور وادی بجایہ کی طرف لوٹ آیا اور بجایہ سے ایک دن کے فاصلے پر بسکلات شہر کی حد بندی کی اور راستے کے وسط میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک سڑک بنائی کیونکہ بجایہ سمندر کی جانب اس سے ٹیڑھی طرف تھا پس انہوں نے اس شہر کی حد بندی کی اور اسے مضبوط بنایا اور اسے مسافتوں کی صورت میں فوج پر تقسیم کر دیا پس وہ چالیس روز میں مکمل ہو گیا اور انہوں نے جبل قبالہ اور جدہ میں اپنے قدیم ترین قلعے کے نام پر اس کا نام تیمر زدکت رکھا جہاں یغمراسن نے سعید کے مقابلہ میں پناہ لی تھی اور اس نے اس سے جنگ کی اور وہیں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور انہوں نے اس شہر کو فوج اور رسد سے بھر دیا اور اسے پیادہ فوج' سواروں اور قبائل سے لڑنے کے لئے آباد کیا جس سے سلطان کو بہت اضطراب پیدا ہوا پس اس نے اپنی فوج کے جرنیلوں اور اپنے عاملوں سے کہا کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ حاکم ثغر محمد بن سید الناس کی طرف بھاگ جائیں اور اس کے ساتھ مل کر اس برباد شہر پر حملہ کریں اور اس کی تخریب کے لئے موت قبول کریں پس قسنطینہ سے ظافر الکبیر اور ھوارہ سے عبداللہ عاقل اور بونہ سے ظافر السنان اٹھے اور ۶۲۷ھ میں بجایہ آئے اور موسیٰ بن علی کو بھی ان کی اطلاع مل گئی تو وہ بھی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تمام فوجیں بجایہ سے ابن سید الناس کے جھنڈے تلے نکلیں اور اس نے دشمن پر بسکلات میں چڑھائی کی مگر اُسے اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور ظافر الکبیر قتل ہو گیا اور ان کی فوج بجایہ واپس آ گئی اور ابن سید الناس کو ان کے متعلق بدظنی ہو گئی جیسے موسیٰ بن علی بن زبون کو اپنے ساتھی کے متعلق ہو گئی تھی پس اس نے انہیں اس رات شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور صبح کو وہ اپنی اپنی عملداریوں میں واپس چلے گئے اور سلطان نے قسنطینہ پر ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو کچھ روز کے لئے امیر مقرر کیا پھر اُسے الحضرۃ لے آیا تاکہ محمد بن عبدالعزیز المزدار اس سے حجابت کے کاموں میں مدد دے کیونکہ وہ حجابت کے ضروری امور سے ناآشنا تھا اور اس نے قسنطینہ میں امیر ابو عبداللہ کی حجابت پر اپنے غلام ظافر السنان کو مقرر کیا یہاں تک کہ اس کے حالات میں تبدیلی ہو گئی جس کا ذکر ہم کریں گے۔

حاجب المزدار کے وفات پانے اور اس کی جگہ ابن سید الناس کے حاکم بننے اور ابن قالون کے قتل ہونے کے حالات

یہ شخص محمد بن القالون' المزدار کے نام سے مشہور ہے اور جسے اس کی اولیت کے متعلق صرف اسی قدر علم ہے کہ وہ ان کردوں میں سے ایک کردی ہے جن کے رؤساء ملوکِ مغرب کے پاس ان دنوں وفد بن کر گئے تھے جن دنوں تاتاریوں نے انہیں ان کے وطن شہرزور سے ۶۵۶ھ میں بغداد پر غالب آنے کے بعد جلاوطن کر دیا تھا پس ان میں سے کچھ تو تونس میں ٹھہر گئے اور کچھ مغرب کی طرف چلے آئے اور مراکش میں مرتضٰی کے ہاں اترے پس اس نے ان کو اچھا پڑوسی بنایا اور ان میں سے کچھ لوگ بنی مرین کی طرف اور کچھ بنی عبدالواد کی طرف چلے گئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور الحضرۃ میں اقامت اختیار کرنے والوں میں سلف بن عبدالعزیز بھی تھا جس نے امیر ابوزکریا الاوسط کی حکومت پرورش پائی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ مل جل گیا اور اس کے بیٹے سلطان ابوبکر کے دوستوں کے ساتھ تونس آیا اور یہ اس کے خواص میں جو دخلہ کے نام سے مشہور تھے مقدم تھا اور اسی وجہ سے المزدار کے نام سے معروف تھا اور بڑا بہادر' باوقار اور دیندار آدمی تھا اور حکومت میں اُسے بڑا رسوخ حاصل تھا اور اسی نے حاجب بن قانون کے متعلق چغلی کرنے میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ وہ اس کے مقام سے پریشان ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ ۷۲۱ھ میں ابی عمران کے پاس گیا اور سلطان نے اسے اس کی جگہ حاجب مقرر کر دیا اور یہ کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز سے حجابت کے متعلق مدد لینے لگا کیونکہ یہ حجابت کے آداب سے ناآشنا تھا اور یہ بہت باہمت اور دلیر آدمی تھا اور یہ ہمیشہ اسی پوزیشن میں رہا یہاں تک کہ شعبان ۷۲۷ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان نے محمد بن خلدون کو جو ہمارا جدِ اقرب ہے حاجب مقرر کرنا چاہا مگر اس نے انکار کیا اور اقالہ (ربیع فسخ کرنا) میں رغبت ظاہر کی اور اس نے حاکم ثغر محمد بن ابی الحسین سید الناس کو سلطان کے سلف کے ساتھ اس کے سلف کو آگے کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کے پیروکار بہت تھے اور یہ خود بہت خوددار آدمی تھا مجھے یہ بات میرے باپ رحمہ اللہ اور ہمارے ساتھی محمد بن منصور مزنی نے بتائی ہے اس نے مجھے بتایا کہ میں المزدار کی وفات کے روز تمہارے دادا کو باجہ میں سلطان کی چھاؤنی کی طرف بلانے کے لئے حاضر ہوا اور سلطان نے اسے برآمدے میں داخل کر لیا اور وہ کچھ دیر غائب رہا پھر باہر نکل آیا اور نوکروں کے درمیان یہ خبر پھیل گئی کہ اسے زمین کے لئے بلایا گیا ہے مگر اس نے اسے ناپسند کیا ہے اور ان دنوں سلطان نے حجابت پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو مقرر کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے مخلص دوست محمد بن حاجب ابیہ ابی الحسین بن سید الناس کو بلایا تو وہ ۷۲۸ھ کے محرم کے آغاز میں آیا اور اس نے اسے اپنی حجابت سپرد کر دی پس اس نے اسے اچھی طرح نبھایا اور اس نے اُسے ازسرنو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بیٹے کو حجابت دی اور حجابت میں نیابت کے لئے اس کے پاس محمد بن فردون کو بھجوایا اور اس کے ساتھ اس کا کاتب ابوالقاسم بن المرید بھی تھا اور بجایہ کے یہی حالات رہے اور زناتہ کی فوجیں اس دوران میں گھومتی رہیں اور ان کے قلعے اس کو تنگ کرتے رہے اور ابن قالون ابن سید الناس کے آمد سے

تھوڑا عرصہ پہلے اپنے مہمان زواودہ کے سردار علی بن احمد کی سفارش کے لئے آیا اور زمین کی طرف اس کے لوٹنے کی خواہش کی اور اس کا ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب وہ ابن ابی عمران کی خدمت میں تونس میں سلطان سے پیچھے رہ گیا تو اس نے اندلس کی طرف جہازوں کو جاتے دیکھا پس سلطان نے انہیں جلدی کرنے کو کہا اور یہ ابن ابی عمران کے ساتھ نکلا اور اس نے اس کے ساتھ کئی بار الحضرۃ پر چڑھائی کی اور تلمسان چلا گیا پھر ابن الشہید کے ساتھ آیا اور کئی کارنامے کئے پھر ابن الشہید کی حکومت کمزور پڑ گئی اور وہ ریاحی زواودہ کے پاس چلا گیا اور زمانے میں ان کے رئیس علی بن احمد کے ہاں اترا تو اس نے اسے پناہ دے دی اور اسے طولقہ میں اتارا جو بلاد الزاب میں ہے اور سلطان نے اس کے متعلق تقریر کی اور اسے امان دی یہاں تک کہ اسے قریب کیا اور وہ اپنے بھائی موسیٰ بن احمد کے ساتھ الحضرۃ آیا اور ابن قانون کے دل میں زمین کی خواہش تھی اور ابن سید الناس اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے مشغول کر دیا اور اس کے بعد ابن قالون آیا تو سلطان اسے اپنے پاس لے گیا اور اس سے معذرت کی اور وعدہ کیا اور اُسے قفصہ کی امارت دے دی پس یہ وہاں گیا اور سلطان کے معلوجی غلاموں شہیر اور فارح کے ساتھ رہا اور ابن سید الناس نے قفصہ کے مشائخ کو اس کے محافظوں کو گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تاکہ غلام اس پر قابو پالیں پس جب یہ شہر کے میدان میں اترا تو اسے اس کی گلیوں میں قتل کر دیا گیا اور اس کے قتل کے لئے ایک مضطرب کرنے والے آواز پائی جاتی تھی جسے لوگوں نے شہر کے باہر سنا اور ابن قالون اپنے خیمے سے حملہ کرتا ہوا نکلا پس اس کے ساتھ جو غلام آئے تھے انہوں نے آگے بڑھ کر اُسے پکڑ لیا اور اسے خنجر مار مار کر وہیں ڈھیر کر دیا۔

بونہ پر فضل کی حکومت کے حالات: سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز ہی سے بونہ پر اپنے غلام مسرور معلوجی کو حاکم مقرر کیا تھا پس اس نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اس کی حکمرانی سے قوت حاصل کی اور اسے گرفت کرنے اور جنگ آزمائی میں ایک مقام حاصل تھا' اس کے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ظالم اور جابر بھی تھا اور یہ دلعاصہ کی طرف نکلا اور اس نے انہیں مجبور کر دیا اور وہ اپنے اموال کے ساتھ اس کی مدافعت کو نکلے پس اس نے ان سے جنگ کی اور اس کی ہلاکت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے بیٹے ابوالعباس فضل کو بونہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے وہاں بھیج دیا اور اپنے معلوجی غلاموں میں سے ظافر السنان کو اس کی حجابت اور اس کی فوج کی قیادت پر مقرر کیا تو اس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔

جنگ ریاس اور اس سے قبل سلطان کے بھائی امیر ابوفارس کے قتل کے حالات: جب سلطان ابوبکر تونس آیا تو اس کے ساتھ اس کے تین بھائی محمد عبدالعزیز اور عبدالرحمٰن بھی آئے اور ان میں سے عبدالرحمٰن فوت ہو گیا اور باقی دو زندہ رہ گئے جنہیں آسودگی اور جاہ و حشمت میں بہرہ وافر حاصل تھا اور امیر ابوفارس کے دل میں رتبہ اور حکومت حاصل کرنے کا بہت خیال تھا اور عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق' بنی مرین کے سرداروں اور ان کی حکومت کے اعیاص میں سے تھا یہ اندلس سے بڑے اشتیاق کے ساتھ الحضرۃ آیا اور بجایہ میں ابن عمر کے پاس اس کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل ۷۱۸ھ میں اترا پھر سلطان کے پاس گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اور اس کے خواص کو وظائف اور جاگیروں سے بہرہ وافر عطا کیا اور اسے کھلی زمین میں کھیتی باڑی کرنے اور سوار ہونے کے لئے جگہ دی اور وہ اپنی جنگوں میں اس سے مدد مانگتا تھا

اور جنگوں میں آزاد آدمیوں کی طرح بن ٹھن کر نکلتا گویا یہ اپنی قوم کا سردار ہے اور اس کے اہل وطن نے اس کی بیعت کی تھی اور اس میں بڑا غرور و تکبر تھا ایک روز یہ حاجب بن سید الناس کے پاس گیا تو اس نے اجازت دینے سے معذرت چاہی تو یہ غضبناک ہو کر چلا گیا اور امیر ابو فارس کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے خروج اور بغاوت کرنے پر آمادہ کیا اور یہ دونوں ربیع ۷۶۲ھ میں ایک دن باہر نکل گئے اور ایک عرب قبیلے کے پاس سے گزرے تو ان دونوں کو قبیلے کا امیر ملا اور اس نے انہیں مہمان بننے کی پیش کش کی' عبدالحق نے تو اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سیدھا چلا گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان پہنچ گیا اور امیر ابو فارس نے یہ پیشکش قبول کر لی اور وہاں اتر گیا' لوگوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچا دی تو اس نے اسی وقت محمد بن الحکیم کو جو اس کی حکومت کے جرنیلوں میں سے تھا نصاریٰ اور فوج کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا پس انہوں نے صبح صبح قبیلے پر حملہ کر دیا اور جس گھر میں یہ اترا تھا اس کا محاصرہ کر لیا اس نے جان توڑ کر مقابلہ کیا مگر انہوں نے اسے نیزوں سے فوراً قتل کر دیا اور اس کے جسم کو الحضرۃ لے آئے جہاں اسے دفن کر دیا گیا اور عبدالحق بن عثمان ابو تاشفین کے ہاں اترا اور اسے حفصی حکومت کے حصول اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کرنے میں رغبت دلائی اور اس کے پیچھے پیچھے حمزہ بن عمر اور سلیم کے جوان اپنے دستور کے مطابق مدد طلب کرتے ہوئے گئے پس ابو تاشفین نے ان کے دادخواہ کی بات کو قبول کیا اور محمد بن عمران کو ان کا امیر مقرر کیا اور اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ سلطان اللحیانی نے اسے طرابلس کا عامل چھوڑا پس جب ابوفربہ کو شکست ہوئی اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی تو عربوں نے اسے بلایا اور اسے ۷۲۱ھ میں الحضرۃ پر چڑھا لائے پس اس نے چھ ماہ تک اس پر قبضہ رکھا پھر سلطان کی واپسی پر اس وہاں سے بھاگ گیا اور طرابلس چلا گیا یہاں تک کہ ۷۲۴ھ میں وہاں کے باشندوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکال دیا پس یہ عربوں کے پاس چلا گیا اور وہ اسے کئی بار سلطان پر چڑھائی کے لئے لائے مگر ہر بار شکست کھاتے رہے پھر یہ تلمسان چلا گیا اور ابو تاشفین کے پاس بڑی عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۷۲۹ھ میں یہ وفد اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے افریقہ کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یحییٰ بن موسیٰ کو جو اس کے خواص میں سے تھا ان کا سالار مقرر کیا اور عبدالحق بن عثمان اپنے بیٹوں' غلاموں' خاندان کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ ان کے ساتھ واپس آیا اور وہ جم کر جنگ کرنے والے جانباز تھے پس ان سب نے فوراً تونس پر حملہ کر دیا اور سلطان بھی ان سے جنگ کرنے کے لئے گیا اور ۷۲۹ھ میں ھوارہ کے نواح میں ریاس مقام پر دونوں فوجوں کا سامنا ہوا سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور اس کا محاصرہ ہو گیا اور تھوک خشک ہو جانے اور جنگ میں زخم کھانے کے بعد بھاگ گئی اور اس کے بہت سے خواص مارے گئے جن میں سب سے مشہور محمد المدیونی تھا' اور ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور سلطان کے بیٹے احمد اور عمر گرفتار ہو گئے اور انہیں تونس لایا گیا اس کے بعد ابو تاشفین اور سلطان کے درمیان خط و کتابت ہوئی اس کے بعد ابو تاشفین نے انہیں رہا کر دیا اس خط و کتابت کا آغاز ابو تاشفین نے کیا اور صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو رہا کر دیا اور اس کے بعد مکمل صلح نہیں ہوئی اور اس جنگ کے بعد ابن ابی عمران تونس آ گیا اور صفر ۷۳۰ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن موسیٰ قائد بنی عبدالواد نے اس پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اُسے اپنی حکومت کے کسی کام میں تصرف کرنے سے روک دیا پھر یحییٰ بن موسیٰ فوج کو اکٹھا کرنے

اور تیاری کرنے کے بعد قسنطینہ سے سلطان ابوبکر کے پاس تونس آ گیا اور ابن عمران وہاں سے بھاگ گیا اور سلطان اس سال رجب کے مہینے میں تونس میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے۔

بنی عبدالواد کے خلاف کمک طلب کرنے کے متعلق غرب کے بادشاہ کا مراسلہ اور اس کے بعد ہونے والی رشتہ داری

جب سلطان ابوبکر نے ریاس کے واقعہ سے فراغت پائی تو وہ بونہ کی طرف گیا اور وہاں سے سمندری سفر کے ذریعہ بجایہ گیا اور اس کا دل اس بات سے بہت تنگ ہو گیا تھا کہ بنی عبدالواد اس کے مقبوضات کو حاصل کرنے پر اصرار کرتے تھے اور اس سرحد اور وطن کی طرف فوجوں کو بھیجتے تھے پس اس نے مغرب کے بادشاہ سلطان ابی سعید کے پاس جانے کے لئے غور و فکر کیا تا کہ اسے اپنے اور اس کے اسلاف کے گزشتہ تعلقات کی یاد دہانی کرائے اور یہ کہ بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا کیا تعلق تھا کہ وہ ان کو روکے پھر اس نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو بھیجا جو موحدین کے مشائخ میں سے بڑا خطیب اور اس کی شوریٰ کا مشیر تھا انہوں نے بجایہ سے سمندر کا سفر کیا اور عناسہ کی بندرگاہ پر اترے اور حاکم مغرب اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور وفد کی عزت افزائی کی اور اس نے اس شرط پر ان کے اور اپنے دشمن سے جنگ کرنے کو قبول کیا کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے اور سلطان ابوسعید اور سلطان ابو یحییٰ دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ تلمسان میں مقررہ جگہ پر پہنچیں اور سلطان ابوسعید نے ۷۲۱ھ میں سبتہ کے بحری بیڑے کے سالار یحییٰ الرنداحی کو مولانا سلطان ابوبکر کے پاس بہترین مال دے کر بھیجا اور وہ ابن ابی عمران کے متعلق بات کرنے سے رک گیا پس جب ابن السلطان اور اس کے مددگار اس کے پاس آئے تو اس نے اس بارے میں باتوں کو دہرایا اور تقریر میں سلطان ابراہیم بن ابی حاتم العزنی کو نیابت کے لئے مقرر کیا اور اسے وفد کے ساتھ بھیجا پس وہ سلطان کو ۷۳۰ھ کے آخر میں ملے اور اس نے اپنے دشمن کو نکال باہر کیا اور اس کے دل نے شفا پائی پس امیر کے ساتھی دشوار راستوں کو طے کر کے اس کے پاس آئے اور اس نے انہیں ۷۳۱ھ میں اپنے بحری بیڑوں کو اس کے پاس بھیجا اور ان کے بھیجنے کے لئے موحدین کے مشائخ میں سے ابوالقاسم بن عتو اور محمد بن سلیمان ناسک کو بھیجا اور اس کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے پس وہ بڑی عزت کے ساتھ دیشر کے ہاں اترے اور ان کے جلوسوں، دعوتوں اور سامانوں کی شان و شوکت دونوں حکومتوں کے لئے قابل فخر تھی اور زمانے میں ہمیشہ اس کا تذکرہ رہے گا۔

باب: ۳۸

بنی عبدالواد کا فرار

تیمز دکت کی تباہی کے حالات

اور جیسا کہ ہم ۷۳۱ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوسعید فوت ہو گیا اور اس کے بعد سلطان ابوالحسن حکمران بنا تو اس نے ابوتاشفین کو پیغام بھیجا کہ وہ عثمان کو بلاد موحدین میں فساد کرنے اور ان پر زیادتی کرنے کے باعث گرفتار کرے تو اس نے ضد اور تکبر سے کام لیا اور بہت برا جواب دیا پس وہ ۷۳۲ھ میں ان کے دادخواہ کے طور پر اس پر حملہ آور ہوا اور شہروں کو طے کرتا ہوا تلمسان پہنچ گیا اور اس کی فوجیں بجایہ سے ہٹ کر ان کے سلطان کے پاس چلی گئیں اور سلطان ابوالحسن تلمسان سے بجایہ کے حالات معلوم کرنے اور اس کا محاصرہ کر کے دشمن کو روکنے کے لئے آیا اور اس نے اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھیجی جس کا سالار محمد البطوی کو مقرر کیا اور اس کے بحری بیڑوں نے فوج کو سواحل دھران سے سوار کروایا پس وہ وہاں آ گئے اور ان کا مناسب حال عزت اور وظائف سے استقبال کیا گیا اور سلطان ابوالحسن نے ابوبکر کو اپنے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کرنے کے لئے اٹھایا جیسا کہ اس کے باپ اور اس کے بیٹے امیر ابوزکریا کے درمیان شرط طے ہوئی تھی پس سلطان چڑھائی کی تیاری اور رکاوٹوں کے دور کرنے میں مصروف ہو گیا اور سلطان ابوالحسن تاسالہ میں ایک ماہ تک اس کے انتظار میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سردی کے موسم میں واپس آ گیا اور اسے تاسالہ سے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سلطان ابوعلی حاکم سجلماسہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اس نے درعہ جا کر وہاں کے عامل کے ساتھ صلح کرنے اور سجلماسہ میں اس کی پوزیشن کے پیش نظر اس سے دور رہنے کی شرط کے بعد قتل کر دیا ہے پس جب اسے یہ اطلاع پہنچی تو وہ اس کی اصلاح احوال کے مغرب لئے کی طرف واپس لوٹا اور سلطان ابوبکر اس دوران میں تونس سے فوج اور تیاری کے ساتھ جا چکا تھا پس وہ بجایہ پہنچا اور اس نے اپنے ہراوّل دستوں کو بنی عبدالواد کی ان سرحدوں کی طرف بھیجا جو بجایہ کا احاطہ کئے ہوئے تھیں پس انہوں نے اس کی فوج کو شکست دی پھر اس نے اپنی تمام فوج کے ساتھ تیمز دکت پر چڑھائی کی اور وہاں جو فوج تیار کی گئی تھی وہ بھاگ گئی تو اس نے وہاں قیام کر کے اسے برباد کر دیا اور اس کے اموال اور اسلحہ کو لوٹ لیا اور اس کے آثار کو مٹا دیا اور وہاں سے سیلہ چلا آیا جو گمراہی میں تیمز دکت کی بہن تھی اور زواودہ میں سے اولاد سباع کا وطن تھی اور ان کے

مشائخ سلیمان اور یحییٰ تھے جو علی بن سباع کے بیٹے تھے اور ان کا چچا عثمان بن سباع اور اس کا بیٹا سعید' ابوتاشفین کی اطاعت سے متمسک تھے اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی فوجیں' بلاد موحدین کو روندنے اور ان میں فساد برپا کرنے کے لئے چل پڑیں اور ابوتاشفین نے انہیں بلاد مسیلہ' جبال مشنان' دانوغہ اور جبل عیاض جاگیر میں دے دیئے پس انہوں نے ان جاگیروں کو اس کی عملداری میں بدل دیا اور جب سلطان نے بجایہ سے ان کی فوجوں کو بھگایا اور ان کی سرحد کو گرادیا اور بجایہ کی عملداریوں کو واپس لے لیا اور وہ اس کے تمام علاقے میں ازسرنو اپنی دعوت دینا چاہتا تھا اور اس طرح اس نے علی بن احمد کو جو اولاد محمد کا سردار تھا اولاد سباع سے لڑنے کے لئے بہت اُکسایا یہ لوگ ان کے ہمسر اور ان سے کینہ رکھنے والے تھے پس اس نے جنگ کرتے ہوئے مسیلہ کی طرف کوچ کیا یہاں تک کہ وہ پہنچ گیا اور اس کی نعمتوں کو کاٹ دیا اور فصیلوں کو برباد کر دیا اور اسے اپنے مقام پر عبدالواحد بن سلطان اللحیانی کی پوزیشن کے متعلق اطلاع ملی اور اس نے اسے تونس کی طرف جلاوطن کر دیا اور اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپ سلطان ابی یحییٰ کی وفات کے بعد ۷۲۹ھ میں مشرق سے آیا اور ذباب کے ہاں اترا اور عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی جو قابس میں مشائخ کا رئیس تھا اور لوگوں نے ایک دوسرے سے باتیں سنیں اور افریقہ فوجوں اور محافظوں سے دور تھا کیونکہ وہ سلطان کے ساتھ چلے گئے تھے پس حمزہ بن عمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کر لی اور الحضرۃ چلا گیا اور اس کے صحن میں جا اترا اور عبدالواحد بن اللحیانی ابن مکی کے ساتھیوں کے ساتھ البلاء کی طرف گیا اور وہاں جا کر انہوں نے اقامت اختیار کر لی جونہی یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ الحضرۃ سے واپس آ گیا اور اس نے اپنے آگے محمد بن البطوی کو جو اس کے خواص میں سے تھا ایک فوج کے ساتھ بھیجا جو انہوں نے اسی کام کے لئے منتخب کی تھی ابن اللحیانی اور اس کی فوج اپنی آمد کے پندرہ روز بعد تونس سے بھاگ گئے اور البطوی تونس پہنچ گیا اور سلطان اس کے بعد عید الفطر ۷۳۲ھ کے ایام میں وہاں آ گیا۔

حاجب ابن سید الناس کی مصیبت اور ابن عبدالعزیز اور اس کے بعد ابن عبدالحکیم کی حاکمیت کے حالات

اور ہم قبل ازیں اس آدمی کی اوّلیت کے متعلق بیان کر چکے ہیں کہ اس کا باپ ابوالحسن بجایہ میں امیر ابوزکریا کا حاجب تھا اور جب اس نے ۶۹۰ھ میں وفات پائی تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو سلطان کی کفالت میں پیچھے چھوڑا اور اس نے اس کے زیر سایہ پرورش پائی اور یہ اپنے باپ کے بعد ابن ابی حی اور الرخامی کی طرح جو اس کے باپ کے پروردہ تھے حکومت کا حاجب تھا اور وہ اس کے حق کو پہنچاتے اور بڑائی میں اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے اور اسے ابن عمر کے زمانے میں سوا بچپن اور جوانی کی عمر میں کبھی بھی بزرگی سے ہٹایا نہیں گیا اور جب سلطان ابو یحییٰ نے تونس کے حصول کے لئے قسنطینہ کی طرف کوچ کیا اور ابن عمر نے فوجیں اور ہتھیار تیار کئے اور اس کے لئے حاجب وزراء اور جرنیل مقرر کئے تو یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو محمد بن سید الناس نے اس کے ساتھ فوج پر جرنیل بنا کر بھیجے تھے اور یہ سلطان کا سفر تھا اور اسے اس کے ہاں

خصوصیت حاصل تھی اور اس نے ابن عمر کی وفات کے بعد جب اس نے ابن قالون کو بجایہ سے جدا کر دیا' اسے وہاں کا امیر مقرر کیا پس اس نے زناتہ کی فوجوں کے مقابلہ میں بجایہ کی حفاظت کی اور بہت کارنامے دکھائے اور اس کے اور قائد زناتہ موسیٰ بن علی بن زبون کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی اور دونوں سلطان کے ہاں اپنے ساتھی کے مقام کو حاصل کرنا چاہتے تھے پس اس نے ان دونوں کی بات کو سمجھ لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے ٦٢٧ھ میں اسے حجابت کا عہدہ سپرد کر دیا اور بجایہ میں محمد بن فرمون اور احمد بن مزید کو اپنا جانشین بنایا تا کہ وہ دشمن کی مدافعت اور امیر ابوزکریا بن سلطان کی کفالت کا کام سنبھال لیں اور وہ سلطان کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے شاہی محلات میں ٹھہرایا اور اسے اپنی سلطنت کے امور آزادانہ طور پر تفویض کر دیئے تو وہ بے قابو ہو گیا اور سلطان نے اسے ڈھیل دے دی اور اس نے اس کی کچھ ایسی لغزشیں شمار کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ دشمن کے بارے میں کر رہا ہے اور ان کو طاقتور کر کے اپنے آقا کو ہٹا رہا ہے اور بجایہ کی سرحد کی حفاظت کی وجہ سے جو مقام اسے حاصل ہو چکا تھا سلطان نے اس کی وجہ سے اسے مہلت دے دی اور دوسرے کاموں میں مشغول رہا اور جب مطلع صاف ہو گیا اور ابوالحسن نے اپنی گھات سے ان پر جھانکا اور سلطان ابوبکر نے بجایہ پر حملہ کیا اور تیمرزدکت کو برباد کیا تو اس وقت خواص نے حاجب محمد بن سید الناس کے متعلق اسے اکسایا تو اس کی خودمختاری نے اسے غصہ دلا دیا اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور ربیع ٦٣٣ھ میں اس پر چڑھائی سے اس کی واپسی ہوئی اور اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے مال وصول کرنے کے لئے اسے طرح طرح کے عذاب دیئے مگر ایک قطرہ مال بھی حاصل نہ کر سکا اور وہ مسلسل اسے رضاعت اور اس کے اسلاف کے ساتھ اپنے باپ کے احسانات کے واسطے دیتا رہا۔ یہاں تک کہ عذاب نے اُسے ڈس لیا تو اس نے فحش باتیں شروع کر دیں اور اس نے سلطان سے مقابلہ کیا اور لاٹھی سے اس کا سر کچل کر اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے جسم کو گھسیٹا گیا اور الحضرۃ کے باہر جلا دیا گیا اور اس کے نشانات مٹا دیئے گئے گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھا اور جب سلطان نے علی بن سید الناس کو گرفتار کیا اور اس کی خودمختاری کے اثرات کو مٹایا تو اس نے اپنی حجابت' کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کے سپرد کی اور وہ حج سے اس وقت واپس آیا جب ابن مکی نے عبدالواحد بن اللحیانی کی بیعت کی پس وہ تیمرزدکت جاتے ہوئے سلطان کو راستے میں جا ملا اور الحضرۃ میں داخل ہونے تک اس کے ساتھ رہا اور اس نے علی بن سید الناس کو گرفتار کر کے حجابت اس کے سپرد کر دی اور وہ کمزور آدمی تھا جو جنگ نہیں کر سکتا تھا پس سلطان نے جنگ اور تدبیر امور کا کام محمد بن عبدالحکیم کو سپرد کر دیا جو ان دنوں اس کا عظیم راز دار تھا اور الحضرۃ کے پیچھے کا جو علاقہ تھا وہ محمد بن علی بن محمد بن حمزہ بن ابراہیم بن احمد کے سپرد کر دیا اس کا نسب بنی العزفی سے ملتا ہے جو سبتہ کے رؤسا ہیں اور ان کا دادا احمد ہے جسے ابوالعباس کہتے ہیں اور وہ علم' دین اور رائے میں شہرت یافتہ ہے اور ابن القاسم موحدین کے بعد سبتہ کا خودمختار سردار ہے اور اس کی اوّلیت کا واقعہ مجھے محمد بن یحییٰ بن ابی طالب العزفی نے بتایا ہے جو سبتہ میں العزفیوں کا آخری سردار ہے اور حسین نے بھی مجھے بتایا جو اس کے چچا عبدالرحمٰن بن ابی طالب کا بیٹا ہے اور اسی طرح ثقہ آدمیوں نے مجھے ابراہیم سے بتایا جو ان دونوں کے چچا ابوحاتم کا بیٹا ہے یہ سب بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم العزفی کا ایک بھائی ابراہیم کے نام کا تھا جو اپنی جان پر بہت ظلم کرتا تھا اس نے سبتہ میں ایک آدمی کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی ابوالقاسم نے حلف اٹھایا کہ وہ اس سے قصاص لے گا پس وہ

بھاگ کر دیار مشرق میں چلا گیا اور یہ ان کا آخری واقعہ ہے اور یہ محمد اس کے بیٹوں میں سے ہے اور ان کے سرداروں کی روایت کے مطابق بقیہ واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم کے ہاں محمد پیدا ہوا اور محمد کے ہاں حمزہ اور حمزہ کے ہاں علی پیدا ہوا پس اس نے سلطان ابوبکر کی حاکمیت کے زمانے میں غربی سرحدوں میں قرأت اور طب کا علم حاصل کیا اور سلطان کو ایک روز درد ہوا اور وہ دواؤں سے عاجز آ گیا تو اطباء کو اس کے لئے اکٹھا کیا گیا اور ان میں یہ علی بھی موجود تھا پس اس نے مرض کا اندازہ لگا کر اس کی اچھی طرح دوا کی تو اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام مل گیا اور اس نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اپنے خواص اور خلوتیان راز میں شامل کر لیا اور اسے حکومت میں ایسا مقام حاصل ہوا کہ کوئی شخص بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور اسے حکومت میں حکیم کے نام سے بلایا جاتا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی اسی نام سے مشہور ہوا اور اس نے قسطنطیلہ کے ایک گھرانے میں رشتہ داری کی تو انہوں نے اس کی شادی کروادی اور اس کے اہل' سلطان کے حرم سے مل گئے اور اس کا بیٹا محمد سلطان کے محل میں پیدا ہوا اور اس کے بیٹے نے امیر ابوبکر کے ساتھ دودھ پیا اور اس نے حکومت کی گود اور کفالت میں بہت اچھی تربیت پائی اور جب وہ انتہا کو پہنچا اور رئیس الدولہ یعقوب بن عمر نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیری تو یہ سلطان کے خواص اور مخلصین کے درمیان سب سے زیادہ سرداری کا مستحق تھا اور جب سلطان نے افریقہ پر حملہ کیا تو اسے ایک فوج کی قیادت دی پھر ابن عمر کی وفات کے بعد جب ابن سید الناس باجہ سے بجایہ چلا گیا تو اس نے اسے باجہ کا امیر مقرر کر دیا اور باجہ حکومت کی سب سے بڑی عملداری تھی پس اس نے وہاں خوب طاقت حاصل کی پھر جب سلطان نے ابن سید الناس کی مصیبت میں اپنے خواص سے مشورہ کیا تو اُسے اس کے سپرد کیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ ریاض راس الطابیہ کے ایک کمرے میں بیڑیوں سے جکڑ دیا اور ابن سید الناس نے سلطان اور صاحب مرتبہ لوگوں سے استدعا کی پس جب یہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے برج میں اس کے قید خانے میں کھینچ کر لے گئے جو اس جیسے لوگوں کو عذاب دینے کے لئے قصبہ میں تیار کیا گیا تھا اور ابن الحکیم نے اس کی آزمائش اور عذاب کی ذمہ داری لی' یہاں تک کہ یہ فوت ہو گیا اور سلطان نے اسے جنگ اور اس کے منصوبوں کی تدبیر پر مقرر کیا اور الحضرۃ کے پرے کا علاقہ اس کے سپرد کر دیا اور اموال کے دینے اور اوامر کی تحریر کا کام ابن عبدالعزیز کے سپرد کیا اور یہ حکومت کا بار اٹھانے میں اس کے برابر تھا مگر ابن عبدالحکیم نے جو کہ اسے جنگی تدابیر اور کتابت کی ریاست حاصل تھی تلوار کی قلم پر ترجیح دی پس اس نے اپنی سرداری سے قوت اور آسودگی حاصل کی۔ اس کے اور حکومت کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

قفصہ کی فتح اور امیر ابوالعباس کی ولایت کے حالات: جب غربی سرحدوں اور الحضرۃ اور اس کے قرب و جوار کے علاقے کی تقسیم کی وجہ سے اہل جرید سے حکومت کا سایہ سمٹا تو ان کی حکومت مشائخ کے مشورہ سے چلنے لگی سوائے ان اوقات کے جب وہ خودمختاری کی آرزوئیں کرنے لگے جیسا کہ موحدین سے قبل ان کی حالت تھی پس عبدالمؤمن افریقہ آیا اور بنی الاند' قفصہ اور قسطنطیلہ پر اور ابن طاؤس توزر پر اور ابن مطروح طرابلس پر حکمران تھے اور سلطان ابوبکر اپنی مشتعل حکومت کے قیام کے بعد ان سے غافل ہو گیا اور اس کا حفصی دعوت کے ساتھ منفرد ہونا' آل یغمراسن بن زیان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی فوجوں کو حمزہ بن عمر کے ساتھ اپنے اوطان پر چڑھائی کرانے کا باعث بن گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کو

روکنا اور اپنی کمین گاہوں سے ان پر جھانکنا شروع کر دیا تو وہ خود مختاری کے بعد اپنے گھونسلوں میں واپس آ گئے اور غربی سرحدوں سے ان کا محاصرہ نرم پڑ گیا اور حکومت کے کندھوں سے ان کا بوجھ ہٹ گیا اور حکومت کے خلاف خوارج کا اضطراب ماند پڑ گیا اور بڑی افواہیں اڑانے والوں کی آوازیں ان کی ہلاکت کی جگہوں میں دب گئیں اور سلطان نے گمراہ کرنے والے بھیڑیوں اور بھونکنے والے کتوں کی جانب اپنی نظر پھیری۔ جو شہروں کے لیڈر اور بیابانوں کے اعراب تھے پس اس نے ۷۳۵ھ میں قفصہ پر حملہ کیا جہاں یحییٰ بن محمد بن علی بن عبد الجلیل بن العابد الشریدی خود مختار بن بیٹھا تھا پس اس نے کئی روز تک قفصہ سے جنگ کی اور فوجیں ان پر کئی طرح سے حملہ آور ہوتیں رہیں اور اس نے وہاں پر منجنیقیں نصب کر دیں تو انہوں نے تحفظ اختیار کر لیا پس اس نے ان کی تدبیروں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی مدد روک دی تو انہوں نے امان طلب کر لی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان کا آخری رئیس ابن عبد الجلیل اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الحضرۃ کی طرف بھجوا دیا اور اسے اور اس کی قوم بنی عابد کے جوانوں کو وہاں اتارا اور ان کے باقی ماندہ لوگ قابس کی طرف بھاگ گئے پس وہ ابن مکی کے پڑوس میں اترا اور اہل شہر اس کے حکم کے ماتحت آ گئے پس اس نے ان سے اچھی طرح درگزر کیا اور انصاف کیا اور ضرورت مندوں کو جاگیریں دیں اور ان کے ہاتھوں میں جو شاہی تحریرات تھیں ان کی تجدید کی پھر اس نے کئی آدمیوں کو اپنے مخصوص شہر امیر ابو العباس کے عہد میں رہائش کے لئے ترجیح دی اور اُسے ان کے درمیان اتارا اور اسے قسنطینہ اور اس کے نواح کی امارت دی اور اس کی حجابت پر ابو القاسم بن عتو کو مقرر کیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال رمضان میں اس میں داخل ہو گیا۔

امیر ابو فارس عزوز اور ابو البقاء خالد کی سوسہ پر حکمرانی کے حالات پھر مہدیہ کا ان کے ساتھ الحاق

جب سلطان نے اپنے حاجب ابن سید الناس کو برطرف کیا اور اس کے بیٹے امیر ابو زکریا کی حجابت محمد بن فرحون نے سنبھالی اور آل یغمراسن کو ان کے دشمن نے جو تکلیف پہنچائی اس نے اسے دردمند کر دیا تو اس نے اپنی حکومت کے حالات کی درستگی اور اپنی عملداریوں کی بنیادوں کو اچھے آدمیوں کے ذریعہ مضبوط کروانے کے لئے نظر دوڑائی تو اس نے سوسہ اور بلاد ساحلیہ پر اپنے دو بیٹوں عزوز اور خالد کو امیر مقرر کیا یہ دونوں حکومت میں حصہ دار تھے اور انہیں سوسہ میں اتارا اور ان کے ساتھ محمد بن طاہر کو بھی اتارا جو حکومت کا پروردہ اور اہل اندلس کے ان لوگوں میں شامل تھا جو مسافر بن کر یہاں آئے تھے اور ان کے اسلاف کی مرسیہ میں ریاست تھی جو قبائل کے حالات میں ایک مشہور ریاست ہے اور اس کا بھائی ابو القاسم الحضرۃ میں صاحب الاشغال تھا پس وہ دونوں اسی حالت میں وہاں قیام پزیر رہے پھر محمد بن طاہر فوت ہو گیا تو سلطان نے محمد بن فرحون کو بجایہ سے بلایا اور اسے کہا کہ وہ جسے چاہے اپنی حجابت پر مقرر کر دے اور اس نے ابن فرحون کو ۷۳۵ھ میں ان دو

صفر بن امیروں کے ساتھ اتارا پھر امیر ابوزکریا نے اُسے بلایا تو وہ اس کے پاس واپس چلا گیا اور یہ دونوں امیر سوسہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن الحکم کو برطرف کر دیا اور اس کے قرابتدار محمد بن الزکزاک کو مہدیہ کو کہا جسے وہاں ابن الحکم نے اس وقت سے اتارا ہوا تھا جب اس نے مہدیہ کو اہل رجیس کے ایک آدمی سے جو اس پر غالب آ گیا تھا چھین کر فتح کیا تھا اس کا نام عبدالغفار تھا اور اس نے اپنے لئے وہاں ایک قلعہ بنایا تھا اور اپنے اس قرابتدار کو وہاں اتارا تھا اور اسے فوج اور رسد سے بھر دیا تھا مگر یہ چیزیں اسے کچھ کام نہ آئیں اور جب وہ فوت ہو گیا تو ابن الزکزاک بھی برطرف ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابوالبقاء کو ان دونوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا اور امیر ابوفارس کو اس نے سوسہ کی امارت دی پس وہ دونوں اپنی موت تک وہاں رہے اور ان کی موت کے واقعہ کو ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

باب: ۳۹

امیر ابی عبداللہ کی امارت

صاحب قسنطینہ امیر ابی عبداللہ کی امارت اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی امارت کے حالات

امیر ابوعبداللہ' اپنے باپ کے بیٹوں میں اس کی عنایت اور پسندیدگی کے لئے مخلص تھا' اس نے اس پر پوری توجہ صرف کی اور اسے اپنی محبت کا مورد بنایا کیونکہ وہ اس میں امیر بننے کی علامات شواملاک دیکھتا تھا اور لوگ بھی اسے اس کا حقدار جانتے تھے ہوا یوں کہ ابن عمر غربی سرحدوں' بجایہ اور قسنطینہ پر خود مختار حاکم تھا اور زناتہ کے دشمنوں کو جو ان سرحدوں کا مطالبہ کرتے تھے ان سے دور رکھتا تھا جب ابن عمر ۶۱۹ھ میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اپنی سرحدوں پر نظر ڈالی اور بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو امیر مقرر کیا اور اس کی حجابت پر ابن القابون کو مقرر کیا اور اسے اس کے ساتھ دشمن کی مدافعت کے لئے بھیج دیا اور قسنطینہ پر امیر ابوعبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ احمد بن یاسین کو بھی بھیجا اور یہ سب ۶۲۰ھ میں تونس سے چلے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں جا اترا اور ظافر الکبیر غرب سے آیا تو سلطان نے اُسے قسنطینہ میں اپنے بیٹے کا حاجب مقرر کر دیا اور اُسے وہاں اتارا یہاں تک کہ وہ ۶۲۷ھ میں تیمرزدکت میں فوت ہو گیا تو اس کی حجابت کے لئے ابوالقاسم بن عبدالعزیز الکاتب تونس سے آیا پس اس نے چالیس روز قیام کیا پھر الحضرۃ کی طرف واپس چلا گیا اور سلطان نے بجایہ کی حجابت کے ساتھ قسنطینہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دے دی اور اس نے وہاں اپنے غلام کو ہلال کو اپنا نائب بنا کر بھیج دیا جو

موسیٰ بن علی قائد بنی عبدالواد کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا تھا پس وہ امیر ابوعبداللہ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ جب امیر ابو عبداللہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تو ابن سیدالناس گرفتار مصیبت ہو گیا اور وہ خود مختاری کرنے لگا اور سلطان نے اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنے کاموں میں اس سے مشورہ کرتا اور خلوت میں راز و نیاز کرتا اور اس نے قسطنطیہ میں اس کے ساتھ معلوجین میں سے نبیل کو اُتارا جو رسم حجابت ادا کرتا پھر اس نے ۷۳۴ھ میں ظافر السنان کو تونس سے سامان کی تیاری اور جنگ کی قیادت کے لئے بلایا' وہ اس کام کے لئے آیا اور ڈیڑھ سال قیام پزیر رہا پھر واپس چلا گیا اور پہلے کی طرح نبیل اس کی حجابت کا کام کرنے لگا اور اس نے یعیش کو فوجوں کی قیادت اور وطن کی حفاظت کے لئے بھیجا پس اس نے اس سے مراسم خدمت اور حکومت کے مراتب تقسیم کر لئے اور امیر ابوعبداللہ کا یہی حال رہا اور اس کا ملوکانہ جلال اور غلبہ بڑھتا رہا کہ اُسے موت نے آ لیا اور وہ ۷۳۷ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمٰن نے حکومت سنبھالی پس سلطان ابوبکر نے اُسے اس کے باپ کے کام پر مقرر کر دیا تا کہ نبیل مولاھم کی اس کی صغر سنی کی وجہ سے نگرانی کرتا رہے اور حکومت کے آخری ایام تک ان کا یہی حال رہا اور اس کے حالات کا تذکرہ ہم ابھی کریں گے۔

عربوں کے حالات' حمزہ کی وفات' پھر اس کے بیٹوں کی الحضرۃ پر چڑھائی اور شکست اور معزوز بن ھمر کا قتل اور اس کے ساتھ ملتے جلتے واقعات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان اور اس کی عملداریوں پر قابض ہو گیا اور آل زیان کی جڑ کٹ گئی اور زناتہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے اور قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے اور قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی دل اس کے رُعب سے دھڑکنے لگے تو حمزہ بن عمر افریقی ممالک کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا اور اس سے قبل دیدنہ نے بھی ابوتاشفین کے ساتھ اُسے ان ممالک کے بارے میں ترغیب دی تھی پس اس نے حمزہ کی سرکشی اور مستی سے مایوس ہو کر اسے روکا اور سلطان کی مخالفت پر توبیخ کی اور اس نے اس کے لئے دوبارہ اطاعت اختیار کرنے اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارش کا طریق اختیار کیا پس حمزہ سلطان کے حلم اور اپنے ساتھی کی سفارش کو وسیلہ بنا کر سلطان کی طرف واپس آیا اور اُسے یقین دلایا کہ وہ اپنی استقامت سے عربوں کے دلوں سے اختلاف کے مواد کو اکھاڑ پھینکے گا پس سلطان نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اُسے خیر خواہی اور خلوص نیت کی تلقین کی پس حمزہ بن عمر ہمیشہ ہی اپنی فوج کے سالار محمد بن الحکیم کے مشورے کو صحیح نیت سے مانتا رہا اور سلطان اس سے راضی رہا پس اس نے افریقہ اور اس کی عملداریوں پر غلبہ پا کر وہاں سے فساد کا قلع قمع کیا اور بدوؤں کے تمام اونٹوں کا صدقہ

لیا اور تمام سرکش قبائل کو سرحدوں پر اطاعت اختیار کرنے اور خراج کے اموال سے دست کش رہنے کے لئے جمع کر دیا اس قائد نے اس بارے میں بہت کارنامے کیے ہیں جن سے حکومت ہموار ہوگئی اور قاصیہ میں خود مختاری اختیار کرنے والے ذلیل ہو گئے اور اختلافات کا خاتمہ ہو گیا پس اس نے ۶۳۵ھ میں مہدیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عبدالغفار المنتزی نے جو اہل رحیس میں سے تھا مہدیہ پر غلبہ پا لیا اور سمعہ پر قبضہ کر کے اس کے والی محمد بن عبدون کو جو اس کے مشائخ میں سے تھا گرفتار کر لیا اور اُسے مہدیہ کے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اُسے اس کی مصیبت کے بعد رہا کر دیا اور اس کے بعد اس نے توزر سے جنگ کی یہاں تک کہ ابن بہلول نے عصبیت کے لئے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اس کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے لئے طلب کیا اور اس نے کئی بار بسکرہ سے جنگ کی اور یوسف بن منصور مزنی نے اسے اس عہد کی وجہ سے روکا جو سلطان ابوبکر اور اس کے سلف کے درمیان ہوا تھا اور وہ سلطان ابوالحسن کی خدمت کے تعلق کی وجہ سے اسے خراج بھی دیتا تھا پس ابن الحکیم اس کے خراج کے پورا ہونے کے بعد اس سے الگ ہو گیا اور بلا دریغہ پر چڑھائی کر کے اس کے دارالخلافہ تغرت کو فتح کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور جبل اوراس کی طرف چلا گیا اور اس کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور اس اثناء میں مخالفوں کے خلاف ہر جانب سے حکومت نے پر زور تحریک چلائی اور سلطان کی فوجیں ہر علاقے میں گھس گئیں اس اثناء میں حمزہ بن عمر ۷۴۲ھ میں ابن عون بن ابی علی کے ہاتھوں اچانک نیزہ لگنے سے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اس کی حکومت کو سنبھالا ان دنوں اس کا بڑا بیٹا عمر تھا اور انہیں یہ بدگمانی ہوگئی کہ حمزہ کا قتل حکومت کے ایما سے ہوا ہے پس وہ اکٹھے ہو گئے اور مشورے کرنے لگے اور انہوں نے اپنے ہمسروں اوّلاد مہلہل سے کمک طلب کی پس انہوں نے ان کے ساتھ جتھہ بندی کی اور ابن الحکیم نے سلطان کی زنانہ افواج کے ساتھ حملہ کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان کے بہت سے سردار مارے گئے اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں اس کی تلاش کی گئی اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا پس وہ اس کے میدان میں اترا اور انہوں نے سات روز تک فوجوں سے جنگ کی پھر ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور طالب بن مہلہل نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ بھاگ گئے اور سلطان ماہ جمادی میں اپنی فوجوں اور ھوارہ عربوں کے دستوں کے ساتھ نکلا اور اس نے قیروان کے نواح میں رقادہ کے مقام پر ان پر حملہ کر دیا اور رمضان کے آخر میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور یہ شکست کھا کر بیابان کی طرف چلے گئے اور اپنے راستے میں قفصہ میں امیر ابوالعباس کے پاس سے گزرے اور اُسے ان کے باپ کی مخالفت میں رغبت دلانے گئے اور یہ کہ وہ اس سے الحضرۃ پر حملہ کروا دیں پس اس نے انہیں اس بارے میں مہلت دی یہاں تک کہ اس نے حمزہ کے وزیر المعز بن مطاع پر کامیابی حاصل کر لی جو نفاق اور جھوٹ کا سرغنہ تھا پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ جہاں اُسے نصب کر دیا گیا اور اس بات کی وجہ سے اُسے سلطان کے ہاں اچھا مقام حاصل ہو گیا اور اس کے بعد وہ الحضرۃ گیا اور ایک محفل میں جس میں بڑے بڑے سردار اور حکومت کے کارکنان جمع تھے اس کی بیعت کر لی اور یہ ایک بڑے اجتماع کا دن تھا جس میں سب کے سامنے عہد کو پڑھا گیا اور وہ سلطان کے داعی بن کر وہاں سے نکلے اور اس کے بعد بنو حمزہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اس پر قائم رہے یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

حاجب بن عبدالعزیز کی وفات اور اس کے بعد ابو محمد بن تافراکین کی امارت

اور ابن الحکیم کی مصیبت کے حالات

اس آدمی کا نام احمد بن اسماعیل بن عبدالعزیز الغانی اور کنیت ابوالقاسم تھی اور اس کے اسلاف اصل میں اندلسی تھے جو مراکش چلے آئے تھے اور وہاں پر انہوں نے موحدین کی خدمت کی اور اس کا باپ اسماعیل تونس میں ٹھہر گیا اور القاسم نے وہیں پرورش پائی اور حاجب ابن الدباغ نے اُسے اپنا کاتب بنالیا اور جب سلطان ابوالبقاء خالد تونس میں آیا اور اس نے ابن الدباغ کو برطرف کر دیا تو عبدالعزیز نے حاجب بن عمر کی پناہ لی اور تونس سے نکل کر قسنطینہ چلا گیا اور ظافر الکبیر وہاں ٹھہر گیا پس اس نے اسے خادم بنالیا یہاں تک کہ اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور ابن عمر نے اُسے قسنطینہ میں ۶۱۳ھ میں اشغال کا حاکم مقرر کیا اور یہ وہاں ٹھہرا رہا اور ابن قالون کی خدمت سے متعلق ہو گیا اور اس نے اسے اشغال تونس پر عامل مقرر کر دیا پھر اس نے ابن قالون کے متعلق المزدار بن عبدالعزیز کے ساتھ چغلی کھائی اور ابن قانون ۶۲۱ھ میں بھاگ گیا اور المزداد بن عبدالعزیز نے حجابت سنبھالی اور ابوالقاسم بن عبدالعزیز اس کا معاون تھا کیونکہ یہ حجابت کے آداب میں کمزور تھا اور جب ابن عبدالعزیز المزدار فوت ہو گیا تو ابوالقاسم بن عبدالعزیز رسوم حجابت ادا کرتا رہا یہاں تک کہ بجایہ سے ابن سید الناس آ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے حجابت کا عہدہ سنبھال لیا اور اس ابن عبدالعزیز کے مقام سے برافروختہ ہو گیا اور اسے الحضرۃ سے نکال دیا اور الحامہ کے مضافات کا والی بنا دیا۔ پھر جب عبدالواحد اللحیانی نے قابس کی جہات میں ظہور کیا تو یہ وہاں سے آ گیا اور جب سلطان نے تیمرزدکت کی طرف چڑھائی کی تو یہ اس کے ساتھ مل گیا اور سلطان کے خواص میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے ابن سید الناس کو برطرف کر دیا اور جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اس نے الحضرۃ میں حجابت کو سنبھال لیا اور ۶۳۳ھ کے آغاز میں فوت ہو گیا۔ پس سلطان نے شیخ الموحدین ابو محمد بن عبداللہ بن تافراکین کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور یہ بنو تافراکین موحدین کے ان گھرانوں میں سے تھے جو تخیلال اور ایت الخمیس میں رہتے تھے اور عبدالمومن نے ان کے بڑے سردار عمر بن تافراکین کو قابس کا والی مقرر کیا۔ یہ پہلا شہر تھا جس پر موحدین نے ۵۴۰ھ میں قبضہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے مراکش کو فتح کر لیا اور عبدالمومن اپنی غیر حاضری کے ایام میں اسے مراکش پر امارت اور نماز میں اپنا نائب مقرر کیا کرتا تھا اور جب ۵۵۱ھ میں امام مہدی کے بھائی ادامغر کے بیٹوں عبدالعزیز اور عیسیٰ نے مراکش پر حملہ کیا تو وہ ان کے پہلے حملہ کے دوران وہاں موجود نہ تھا اور جب عمر بن تافراکین کو نماز کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے اسے روک کر قتل کر دیا اور صبح نے انہیں رسوا کر دیا تو عوام نے انہیں قتل کر دیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا

عبداللہ بن عمر موحدین کے جوانوں اوران کے مشائخ میں سے تھا اور جب خلیفہ یوسف بن عبدالمومن نے قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابواسحاق کو امیر مقرر کیا تو اس کے ساتھ عبداللہ بن عمر تافراکین کو بھی موحدین کی ایک جماعت کے ساتھ مشورہ کے لئے بھجوایا اوران میں یوسف بن دانودین بھی شامل تھا اور عبداللہ ان سب میں فائق تھا اوراس کے بعد اس کا بیٹا عمر آیا جسے اپنے مذہب میں اشغال اور اپنی جلالت کی وجہ سے دیکھا جاتا تھا اور جب سید ابوسعید بن عمر بن عبدالمومن افریقہ کا والی بنا تو اس نے اسے قابس اوراس کے مضافات کا حکمران مقرر کیا یہاں تک کہ ۵۹۲ھ میں یحییٰ نے اسے برطرف کر دیا پھر حکومت اور مشائخ کے عظیم آدمیوں کا آخری آدمی عبدالعزیز بن تافراکین تھا جو مراکش میں موحدین کا اس وقت حلیف بنا جب انہوں نے مامون کی بیعت کو توڑ دیا تھا پس اس نے صبح کی اذان کے وقت مسجد جاتے ہوئے راستے میں اسے قتل کروا دیا کیونکہ وہ جماعتوں کا معائنہ کیا کرتا تھا اور مامون نے اس کے بھائی عبدالحق اوراس کے بیٹوں احمد' محمد اور عمر کے بارے میں اس کی رعایت کی پس جب موحدین نے جنگ کی اوران کو گھبراہٹ نے آ لیا تو عبدالحق حج کا تور یہ کر کے کوچ کر گیا اور سلطان المستنصر کے پاس چلا گیا پس اس نے اُسے الحضرۃ میں اپنے مکان میں اتارا اور بعض اوقات اسے الحامہ میں بیماری کا خاتمہ کرنے کے لئے بھیجا اور الحامہ کے مشائخ کے درمیان اُسے اختلاف کی توقع تھی پس اس نے وہاں خوب کام کیا اور مخالفین قتل ہو گئے اور بیماریوں کا خاتمہ ہو گیا اور ابو ہلال کے قتل ہو جانے کے بعد سلطان ابواکاق نے اُسے بجایہ کا والی مقرر کر دیا اور اُس نے وہاں خوب قوت حاصل کی اور جب وہ والی بنا تو ابن عمارہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے اسے عربوں کے مغلوب کرنے اوران کی عداوت کو روکنے کے لئے موحدین کو فوج میں بھیجا تھا اوراس نے اُن میں حسب منشاء قتلام کیا اور وہ ہمیشہ ہی امارت اور بڑائی میں معروف رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اوراس کے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے احمد' محمد اور عمر اس کے پیچھے پیچھے مغرب سے آ گئے اور الحضرۃ میں اچھی جگہ اترے اور جاہ ونعمت سے سرفراز ہوئے اور احمد ان میں سے بڑا تھا اور سلطان ابوحفص نے اسے قفصہ اور پھر مہدیہ کا والی مقرر کیا پھر اس نے ولایت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا اور سلطان ابو عصیدہ جب الحضرۃ سے باہر جاتا تو اُسے اپنا نائب مقرر کرتا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے شروع میں تیسرے سال فوت ہو گیا اوراس کے دونوں بیٹے ابومحمد عبداللہ اور ابوالعباس احمد حکومت نے حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی اوران میں سے عبداللہ نے ابویعقوب بن رزدتین کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اوراس کے بعد اس کا بھائی احمد بن ابی محمد بن یعمور کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور ابوفربہ بن اللحیانی نے ابومحمد عبداللہ کو چن لیا اوراس کی صحبت کو ترجیح دی اور وہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ مصوح کی جنگ ہوئی اوراس نے بہت سے موحدین کو گرفتار کر لیا جن میں یہ بھی شامل تھا اور سلطان ابوبکر نے اس پر احسان کیا اور یہ اس کی عنایت سے بلند مراتب حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے شیخ ابی محمد بن القاسم کے بعد اسے ۷۴۲ھ میں موحدین کا شیخ بنا دیا اور اُسے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا والی بجایہ کے ساتھ مغرب کے بادشاہ کے پاس بنی عبدالواد کے خلاف دادخواہی کے لئے بھیجا پس وہ سلطان کی خدمت میں اترا اور اپنی سفارت پیش کی اوراس کے بعد انبار کی طرف چلا گیا اور وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام میں بھی مغرب کے بادشاہ کی طرف سفارت کے لئے مختص رہا اور حاجب ابن سید الناس اس کے مقام سے جلتا تھا اوراس نے اس

کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو سلطان نے اس کی مدافعت کی اور کہتے ہیں کہ اس کے دل میں اس کو مصیبت میں ڈالنے کا جو خیال تھا اس نے اس تک پہنچا دیا اور جب ابن عبدالعزیز حاجب اور ابن الحکیم قائد کے درمیان جنگ' تدبیر اور سلطان سے دوستی اور اس کے احکام کی تنفیذ کے کام تقسیم ہوئے تو وہ مشورہ اور تدبیر میں سب سے فائق تھا اور وہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی رائے پر اعتماد کرتے تھے اور یہ ان کے چولہوں کا تیسرا پایہ اور اس کی آراء کا پالش تھا اور جب حاجب بن عبدالعزیز سلطان کے پاس گیا تو انہوں نے خیال کیا کہ اس کی وفات ابن الحکیم کی تحذیر اور اس کی بری سازش سے ہوئی ہے اور اس نے تونس کے میدان ۷۴۲ھ میں اس کے ساتھ اس وقت مذاکرات کئے تھے جب عرب اس کے پاس آئے تھے جیسا کہ ہم قبل ازیں سلطان کے ان حالات میں بیان کر آئے ہیں جو بنی ابی دبوس کے بعض آدمیوں پر غلبہ پانے کے بارے میں ہیں جو الحضرۃ میں قید تھے اور خیانت نے اس کی زبان پر سلطان کے بنفس نفیس عربوں کی طرف خروج نہ کرنے کے متعلق شور ڈلوا دیا اور ابن عبدالعزیز نے یہ بات اس کی موت کے وقت سلطان تک پہنچا دی اور خود برات کا اظہار کرتا ہوا اس کے پاس آ گیا پس اس نے اسے یاد رکھنے والے کانوں میں ڈال دیا اور ابن الحکیم کی وفات ہو گئی اور جب وہ فوت ہو گیا اور شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین والی بنا تو اس نے ابن الحکیم کی مصیبت کے متعلق اس سے گفتگو کی اور وہ اس کا انتظار کرتا تھا کیونکہ ان کے درمیان محبت تھی اور ابن الحکیم قاصیہ پر قبضہ کرنے کے سلسلہ میں الحضرۃ سے غائب تھا اور اس نے جبل اور اس سے جنگ کی اور اس میں گھس گیا اور اس کا خراج حاصل کیا اور الزاب کے علاقے میں چلا گیا اور اس کے عامل یوسف بن منصور سے اس کا خراج لیا اور ریغہ کی طرف بڑھا اور تغرت سے جنگ کی اور اس میں گھس گیا اور فوج کے ہاتھ ان کی کمائی اور گھوڑوں سے بھر گئے اور اسے ابن عبدالعزیز کی وفات اور ابو محمد بن تافراکین کے حاجب بننے کی خبر ملی تو اس نے اس بات کو برا خیال کیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ سلطان اس کی ولایت کے بارے میں اس سے عدول نہیں کرے گا اور وہ اس کے لئے اپنے کاتب ابوالقاسم دازاروپری کو تیار کر رہا تھا کیونکہ اس سے قبل ابن عبدالعزیز اس پر ترجیح دیتے ہوئے امتیاز نہیں کیا تھا پس جو کچھ ہوا اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا پس اس نے بہت اندیشہ کیا اور اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا اور بسرعت تمام الحضرۃ کی طرف چل دیا اور سلطان نے ابو محمد بن تافراکین سے اس کی مصیبت کے متعلق مشورہ کیا اور خواص کو اس کی گرفتاری کے لئے تیار کیا اور یہ نصف ربیع ۷۴۴ھ کو الحضرۃ آیا اور سلطان نے اس کے لئے ایک بڑا جلسہ کیا اور اس نے اپنے تحائف جو چوپاؤں اور غلاموں وغیرہ پر مشتمل تھے پیش کئے جب جلسہ اختتام پذیر ہوا اور سلطان کے وزراء نے اس کی مشایعت کی اور وہ اپنے دروازے پر پہنچ گیا تو اس نے خواص کو اشارہ کیا تو انہوں نے اُسے پکڑ لیا اور اٹھا کر قید خانے میں لے گئے اور اس سے اموال حاصل کرنے کے لئے اسے بہت عذاب دیئے پس اس نے اموال کو وہاں سے نکالا جہاں اس نے انہیں چھپایا ہوا تھا اور بادشاہ کے خزانے میں اس سے چار لاکھ کا خالص سونا اور اتنی ہی قیمت کے جواہرات جمع ہوئے اور اس کے مال کا صفایا ہو گیا اور جب اس کا مال ختم ہو گیا تو اسی سال رجب میں قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا اور وہ زمانے کے لئے عبرت بن گیا اور اس نے ان کے بیٹوں کو ان کی ماں کے ساتھ مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور ان میں سے کچھ غربت ہی میں ہلاک ہو گئے اور وہ ان کے اصاغر کو کچھ دنوں کے بعد غلام بنا کر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔

الجرید اور اس کی مکمل فتح اور جزیرہ جربہ پر احمد بن مکی کی ولایت کے حالات

جب سے حکومت زناتہ بنی عبدالواد کے مطالبہ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اضطراب سے دو چار ہوئی تھی الجرید کا معاملہ شوریٰ کے سپرد تھا اور ہر شہر کے مشائخ خود مختار ہو گئے تھے اور پھر ان میں سے ایک آدمی حکومت سنبھال لیتا تھا اور محمد بن بہلول توزر کے مشائخ میں سے تھا اور وہاں کا خود مختار حاکم بھی تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور جب حکومت خود مختاری کی طرف مائل ہوئی اور سلطان نے حملہ کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا اور قفصہ میں مشائخ کے آثار مٹا دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو بلاد قسطیلہ کا والی مقرر کیا اور اُسے قفصہ میں اتارا اور اس نے وہاں اپنی امارت کو استوار کرنے کے لئے قیام کیا اور اس نے شہروں میں اس بات کے آزمانے کے لئے کہ وہ اس کی اطاعت کے متعلق کیا اظہار کرتے ہیں۔ وفد بھیجے اور اس نے اپنے حاجب ابوالقاسم بن عتو کو نفطہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں کے رؤساء بنی مدافع کی اطاعت کی آزمائش کرے جو بنی خلف کے نام سے مشہور تھے اور وہ چار بھائی جو حکومت کی غفلت کے باعث نفطہ کے خود مختار رئیس بن گئے تھے پس اس نے انہیں بُرے عذاب دیئے اور وہ ان قلعوں میں پناہ گزیں ہو گئے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ ان کو روک دیں گے اور رعایا نے ان سے بیزاری کا اظہار کر دیا تو وہ ششدر رہ گئے اور انہوں نے سلطان کا حاکم ماننے کے متعلق دریافت کیا تو انہیں عبرت کے لئے قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دیا گیا اور جنگ سے قبل ان کا چھوٹا بھائی علی تلوار سے بچ گیا کیونکہ وہ فوج کی طرف چلا آیا تھا اور اُسے موت سے پناہ دے دی گئی تھی پس امیر ابوالعباس نے نفطہ شہر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اس کے باپ نے از سرنو اس کی بیعت لی اور بہت سے نفزادہ کو قابو کر لیا اور جب نفطہ اور نفزادہ کی تفتیش ہوئی تو اس کا خیال توزر کے بادشاہ کی طرف گیا جو اختلاف و انشقاق کی جڑ تھا اور محمد بن بہلول اس کے بُرے حال سے ڈر گیا اور وہ اپنے دل کی بات کے متعلق ساتھی تلاش کرنے کے لئے قائد الدولۃ محمد بن الحکیم کے پاس گیا تو وہ اس سے الگ ہو گیا یہاں تک کہ دونوں کی وفات ایک ہی سال میں ہو گئی اور توزر کے حالات خراب ہو گئے اس کے بیٹے اور بھائی ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور اس کا بھائی ابوبکر الحضرۃ میں قید تھا جسے سلطان نے اطاعت اور خراج کے پختہ عہد لینے کے بعد رہا کر دیا اور اس نے توزر جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور امیر ابوالعباس حاکم قفصہ و بلاد مقطیلہ نے اس سے معہودہ اطاعت کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنی دلی خود مختاری کے متعلق اس سے جھگڑا کیا اور توزر اس کی امارت کے سینے میں چوڑی ہڈی بن کر اٹک گیا پس اس نے اس کے باپ سلطان ابوبکر کو مخاطب کیا اور اسے اس کے خلاف اکسایا تو اس نے ۵۷۷ھ میں اس سے جنگ کی تو وہ بھاگ کر قفصہ چلا گیا اور اس کی اطلاع وہاں کے رئیس ابوبکر بن بہلول کو پہنچی تو وہ حیران رہ گیا اور اس کے مددگار اسے چھوڑ گئے اور اس نے اعلانیہ سلطان کی اطاعت اور ملاقات کی پس اس کے

پاس سے اس کا اور اس کے باپ کا کاتب علی بن محمد المعمودی جو اس کی حکومت پر حاوی تھا بھاگ کر یوسف بن مزنی کی پناہ میں بسکرہ چلا گیا اور سلطان جلدی سے توزر کی طرف گیا تو ابوبکر بن بہلول نے اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کے دوستوں میں شامل ہو گیا پھر اُسے اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی اور اس نے حکومت کی بڑائی کو محسوس کر لیا اور اسے موت کا انتباہ کیا گیا تو وہ الزاب چلا گیا اور بسکرہ میں یوسف بن منصور کے ہاں اترا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی مہمان نوازی کی جس کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا اور جب سلطان نے توزر پر قبضہ کیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کیا تو اس پر اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور وہاں کے لوگوں پر اسے قدرت بخشی اور سلطان مظفر و منصور ہو کر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور وہ مسلسل حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور امیر ابوالعباس کی سلطنت بلاد جرید کے ساتھ متصل ہو گئی اور ابوبکر بن بہلول نے کئی بار توزر پر حملہ کیا اور ان سب حملوں میں وہ موت سے بچ گیا یہاں تک کہ ۷۸۲ھ میں لوگوں کی ہلاکت سے تھوڑا عرصہ قبل بسکرہ میں فوت ہو گیا اور ابوالعباس نے اس کی جگہ امارت سنبھالی اور وہ ہمیشہ حالات کو سازگار بناتا رہا اور حملہ آوروں کو رام کرتا رہا اور قابس میں ابومکی نے اس کی سرکشی کی اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب عبدالملک اپنے حاجب عبدالواحد اللحیانی کے ساتھ تونس واپس لوٹا اور ابن اللحیانی مغرب کی طرف چلا گیا اور وہ قابس میں ٹھہرا رہا تو ال زیان کے بادشاہ کے جانے کے وقت اسے سلطان کے ساتھ اپنے معاملے کے متعلق شک گزرا تو اس نے گناہوں سے دست کش ہوتے ہوئے اپنے بھائی احمد بن مکی کو سلطان ابوبکر کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا تو اس نے اس کی سفارش کی اور سلطان نے اُسے دوبارہ اس کی ریاست دے دی اور وہ اطاعت پر قائم ہو گیا اور فتنہ اور سرکشی کے طریقوں سے الگ ہو گیا اور احمد بن مکی کے پاس بڑا مال اور سامان تھا اور اس کا دل ریاست اور شرف کا بہت دلدادہ تھا اور وہ بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا اور اس کا خط مشرقی طرز کا تھا جو نہایت عمدہ تھا ان سب باتوں کی وجہ سے امیر ابوالعباس کے دل کا میلان اس کی طرف تھا اور وہ اس کے گزشتہ آثار کے باعث اس کی مخالفت کو شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا اور امیر ابوالعباس ہمیشہ ہی اس کی فریب دہی کے لئے چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ اسے اپنی ماں کی مجلس میں لے آیا جو مولانا سلطان کی بہن تھی اور حج سے واپس آ رہی تھی پس اس نے اس کے دلی شکوک کو دور کیا اور اس سے دوستی کا پختہ عہد کیا اور اُسے اپنے لئے چن لیا پس وہ اس کی امارت میں قابل رشک مقام پر آ گیا اور سلطان نے اسے جزیرہ جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اُسے اس کی عملداری میں شامل کر دیا اور مخلوف بن الکماد کو برطرف کر دیا جس نے اسے ۶۸۸ھ میں فتح کیا تھا۔ پس احمد بن مکی وہاں آیا اور اس کا بھائی عبدالملک قابس کا خودمختار حاکم بن گیا اور وہ دونوں اسی حالت میں رہے اور انہوں نے ابوالعباس کی امارت جو جریدہ کے مضافات کا حاکم تھا اپنے عزائم کو نمایاں کیا اور وہ اسی حالت میں رہے ان سب کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ۔

وزیر ابوالعباس بن تافراکین کی وفات کے حالات: سلطان ابوبکر نے قائد بن الحکیم کی مصیبت کے وقت اپنی حجابت پر شیخ الموحدین ابومحمد بن تافراکین کو مقرر کیا اور اپنے دروازے کے اندر کے تمام معاملات بھی اس کے سپرد کر دیئے اور وزارت پر اس کے بھائی ابوالعباس احمد کو مقرر کیا اور ابومحمد حجابت کے عہدے کی وجہ سے دروازہ نشین تھا پس اس نے فوجوں کو جنگ کی طرف بھیج دیا اور الضاحیہ کی امارت اپنے بھائی ابوالعباس کو دے دی اور اس نے اس کام کو سنبھال لیا اور بنو

سلیم‘ حمزہ بن عمر کی وفات کے بعد اس کی اطاعت سے ناراض تھے انہوں نے اختلاف وعناد کا طریق اختیار کیا اور حمزہ کے حالات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس نے الحضرۃ پر چڑھائی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور سجم‘ قوس بن حکیم کی اولاد میں سے تھا ان کے اور اس کے درمیان اختلاف وعناد اور دھوکہ بازی چلتی تھی اور سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کی حجابت پر الجریدہ مضافات میں ابوالقاسم بن عتو کو مقرر کیا تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور وہ بزعم خویش شرف میں بنی تافراکین کا ہمسر تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام دیا تھا اس پر حسد کرتا تھا پس جب ابو محمد حاجب بنا تو وہ اس کے حسد اور کینے سے بھر گیا اور اس نے مؤرخین کے خیال کے مطابق اس بستی میں سجم کو ابوالعباس بن تافراکین سے انتقام لینے کے لئے داخل کیا اور اس نے جو کچھ اسے دیا تھا اس پر اس سے شرط کی اور انہوں نے اپنی بات کو پوشیدہ رکھا اور ابوالعباس بن تافراکین ۷۴۶ھ کے شروع میں فوجوں کے ساتھ ہوارہ کا خراج لینے کے لئے گیا تو اس کے پاس سجم اور اس کی قوم آئی اور اسے خراج کے حصول میں تنگ کیا پھر انہوں نے ایک دن موقع پر اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوج اور اس کا گھوڑا کبا یہ بھاگ گئے پس یہ قتل ہو گیا اور اس کے جسم کو الحضرۃ لا کر دفن کر دیا گیا اور سجم نے کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی اور الرمال کی طرف چلا گیا اور سلطان کی وفات تک اسی حالت میں رہا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ کے حاکم امیر ابوزکریا کی وفات اور اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوحفص کے خلاف اہل بجایہ کی بغاوت اور اس کے بیٹے امیر ابوعبداللہ کی ولایت کے حالات

جب حاجب بن عمر فوت ہو گیا تو سلطان ابوبکر نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اپنے حاجب محمد بن قانون کے ساتھ بجایہ روانہ کر دیا اور اس کے امور کو اس کی نگرانی میں رکھا پھر قانون‘ تونس کی طرف لوٹ آیا تو اس نے اس کے ساتھ ابن سید الناس کو اتارا پس جب سید الناس الحضرۃ کی حجابت پر مستقل ہو گیا تو اس نے اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن فرمون کو مقرر کیا پھر جب اس نے ابن سید الناس اور ابن فرمون کو گرفتار کیا تو امیر ابوزکریا اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا پس سلطان نے اسے بجایہ کی حکومت سپرد کر دی اور اس نے اس کے پاس اپنے باپ امیر ابوزکریا الاوسط کے غلام ظافر السنان کو اس کی فوجوں کا سالار اور کاتب ابواسحاق بن علاق کو اس کا حاجب بنا کر بھیجا پس وہ دونوں مدت تک اس کے دروازے پر کھڑے رہے پھر اس نے انہیں الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور اس نے اس کی حجابت کے لئے ابوالعباس احمد بن زکریا الرندی کو پیش کیا جس کا باپ العل میں سے تھا اور وہ العلات کے صوفیا کے مذہب کی طرف منسوب ہوتا تھا اور عبدالحق

بن سبعین کی کتابیں مطالعہ کرتا تھا اور اس احمد نے بجایہ میں پرورش پائی اور سلطان کی خدمت میں لگ گیا اور اس نے یہاں تک ترقی کی کہ امیر ابوزکریا نے اسے عامل مقرر کر دیا پھر یہ فوت ہو گیا اور سلطان ابوبکر نے ان امراء کو اپنے بیٹے کی حجابت کے لئے ناپسند کیا پس اس نے حجابت کے لئے الحضرۃ سے موحدین کے سردار اور سفیر ابومحمد بن تافراکین کو ۷۴۲ھ میں بھیجا اور اس نے اس کی حکومت کے حالات کو درست کیا اور اس کی سلطنت کا رعب بڑھ گیا اور اس نے اس کے سفر کے لئے فوج تیار کی اور اسے اس کے مضافات کی طرف بھجوایا تو وہ وہاں کے حالات کی تحقیق کرتا ہوا مسیلہ اور مقرہ کی سرحدوں تک جا پہنچا اور ابھی سال پورا نہیں ہوا تھا کہ اہل بجایہ کے مشائخ نے اسے ناراض کر دیا کیونکہ وہ رُعب اور حجاب کو پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان کا دروازہ ان پر سختی سے بند ہو گیا اور قاضی ابن یوسف نے منہ کے بل گر کر اور تنگدلی کے ساتھ اس میں بڑا کردار ادا کیا اور اس نے اس بات سے معافی چاہی جو اسے دے دی گئی اور وہ الحضرۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا پھر امیر ابو زکریا نے اپنے پہلے حاجب ابوعبداللہ محمد بن فرمون کو ابن سید الناس کے عہد میں بلایا اور سلطان نے اسے مغرب کے بادشاہ کی طرف اس بحری بیڑے میں ایلچی بنا کر بھیجا جسے اس نے مسلمانوں کی مدد کے لئے اس وقت بھیجا تھا جب سلطان ابوالحسن طریف کی طرف جا رہا تھا اور اس کا بھائی زید بن فرمون اس بحری بیڑے کا سالار تھا کیونکہ وہ بجایہ کے سمندر میں اس کا سالار تھا پس جب ابوعبداللہ بن فرحون اپنی سفارت سے واپس لوٹا اس نے اسے ابوزکریا کے پاس قیام کرنے کی اجازت دے دی اور اسے اس کی حجابت پر مقرر کر دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اس کے بعد اس علاقہ میں ابن القشاش والی بنا پھر اس نے اسے معزول کر دیا اور ابوالقاسم بن علناس کو والی مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقہ میں سے تھا اور اس نے اس امیر کے گھر سے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی نسل میں ترقی کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے حجابت کا کام دے دیا اور پھر اسے معزول کر دیا اور یحییٰ بن محمد المنت الحضرمی کو حاجب مقرر کیا اس کا چچا اور باپ اندلس کے مسافروں کے ساتھ آئے تھے اور قاری تھے اور اہل بجایہ نے اس کے چچا ابوالحسن سے علم قرأت سیکھا تھا اور وہ شاہی مسجد کا خطیب تھا اور اس نے اپنے بھتیجے کی پرورش کی اور اُسے کچہری میں کام پر لگا دیا اور وہ ریاست کا بہت طلبگار تھا اور اس نے ابوزکریا کے غلام کی چہیتی لونڈی ام الحکم سے رابطہ استوار کیا اور وہ اس کی خواہشات پر غالب آ گئی پس اس نے ابن المنت کو حجابت کے کام کے لئے لکھا اور اس نے اُسے وہاں کام پر لگا لیا پس اس نے سلطان کے سفر کی ضروریات اور مقامات کے احوال کو درست کیا اور اس کے لئے فوجیں تیار کیں اور اس کی عملداریوں میں گھوما اور یہ امیر ربیع الاوّل ۷۴۷ھ میں ایک مزمن مرض کی وجہ سے ایک سفر میں فوت ہو گیا اور یہ تاکرارت میں جو بجایہ کے مضافات میں سے ہے اس کی حجابت پر مقرر تھا اور اس کا بیٹا امیر ابوعبداللہ اس کے غلام فارح بن معلوجی بن سید الناس کی گود میں تھا پس انہوں نے اسے امارت کے لئے آتے پایا پس وہ اپنے غلام کے ساتھ خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگا اور اس کے پہلے حاجب ابوالقاسم بن علناس نے الحضرۃ جانے میں جلدی کی اور خلیفہ تک بات پہنچائی تو اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے ابوحفص کو والی مقرر کر دیا جو الحضرۃ میں اس کے ساتھ تھا پس وہ بجایہ پہنچا اور لوگوں کی غفلت کے وقت اس میں داخل ہو گیا اور خواص میں سے کمینے آدمیوں نے اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا پس وہ لوگوں کے حملے سے ڈر گیا اور انہوں نے بھی مشورہ کیا پھر ایک گھبراہٹ والے دن تمام لوگوں نے آنے والے امیر پر حملہ کرنے میں مدد کی پس انہوں نے

ہتھیار لگا کر قبضہ کا چکر لگایا اور ابن مولاھم کی امارت کا اعلان کر دیا پھر وہ اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور اس کے گھر میں گھس گئے اور اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان کا تمام سامان لوٹنے کے بعد اسے بوسیدہ رسی کے ساتھ باہر نکال دیا پھر وہ اور مولاھم امیر ابوعبداللہ محمد بن امیر کے گھر گئے جبکہ وہ ان کو چھوڑ کر جانے خلیفہ سے تعلق پیدا کرنے کا عزم کر چکا تھا اور اس کے آنے والے چچا نے اس بارے میں اسے اجازت دی تو انہوں نے اس کے گھر میں اس کی بیعت کر لی پھر دوسرے دن وہ اسے قصبہ کے محل میں لے آئے اور انہوں نے اسے اپنی حکومت کا مالک بنا دیا اور اس کی حکومت کو اس کے غلام فارح نے سنبھالا اور اس نے اسے حجاب کا لقب دیا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی اور امیر ابوحفص کی امارت پر ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اسی سال کے جمادی الاولیٰ کے آخر میں الحضرۃ چلا گیا اور مولانا سلطان کی وفات کے بعد اس کے جو حالات ہوئے اس کا ذکر ہم بیان کریں گے اور سلطان نے بجایہ کی حکومت حاصل کر لی اور اس نے ان کی طرف ابوعبداللہ بن سلیمان کو جو کبار صالحین اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا انہیں تسکین دینے اور مانوس کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں اپنے پوتے امیر ابوزکریا کی تقرری کے لئے ان کی رضامندی کو طلب کیا گیا تھا پس ان کے دل پُرسکون ہو گئے اور وہ ابن مولاھم کی امارت سے مانوس ہو گئے اور معاملات اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

مولانا سلطان ابوبکر کی وفات اور اس کے بیٹے امیر ابوحفص کی امارت کے حالات

ابھی لوگ ہر طرح کے امن و امان' عدل و انصاف اور آسودگی اور عزت کے سایہ میں پڑے تھے کہ بروز بدھ ۰۸بجے کو آدھی رات کے وقت تونس میں سلطان ابوبکر کے مرنے کی خبر آ گئی پس لوگ اپنے بستروں سے اٹھ کر قصر امارت کی طرف ایک دوسرے سے موت کی خبر پوچھتے اور سنتے ہوئے چل پڑے اور ساری رات مدہوش آدمیوں کی طرح پھرتے رہے حالانکہ وہ مدہوش نہ تھے اور امیر ابوحفص جلدی سے گھر سے اٹھ کر محل کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے اس کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ابومحمد بن تافراکین حاجب کو اس کے گھر سے بلایا نیز موحدین کے مشائخ' غلاموں اور فوج کے آدمیوں کو بھی بلایا اور حاجب نے ان سے امیر ابوحفص کی بیعت لی پھر دوسرے دن اس نے حکومت کی طرف سے ایک عظیم جلاس منعقد کیا جسے ابومحمد نے قوانین کا ماہر ہونے کے باعث اچھی طرح ترتیب دیا تھا اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا اور اس کی بیعت ہو گئی اور اس کی خلافت مضبوط ہو گئی اور امیر خالد بن مولانا سلطان الحضرۃ میں مقیم تھا جب اس نے وفات کی خبر سنی تو اسی رات بھاگ گیا اور اسے مندیل بن کعوب کے لڑکوں نے گرفتار کر لیا اور اسے الحضرۃ واپس لا کر قید کر دیا اور اس کے باپ محمد بن تافراکین نے پہلے کی طرح حجابت کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ سلطان کے خواص نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کرنی شروع کر دیں اور اسے اس کے خلاف بھڑکاتے رہے اور اس کے حسد کا ذکر کرتے رہے نیز اس کے باپ کے عہد میں

حاجب اور امیر کے درمیان جو چپقلش پائی جاتی تھی اس کا تذکرہ بھی کرتے رہے اور اس نے اپنے مرتبے کے لحاظ سے ان سے حصہ لیا اور اس نے حاجب کو ان سے ڈرایا تو اس نے ان کے ساتھیوں سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا۔

ولی عہد امیر ابوالعباس کے اپنے مقام امارت الجرید سے الحضرۃ پر چڑھائی کرنے اور قتل ہونے اور اس کے دونوں بھائیوں امیر ابو فارس عزوز اور ابوالبقاء خالد کے قتل ہونے کے حالات

سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس جو الجرید کا والی تھا کو اپنا ولی عہد بنایا تھا جیسا کہ ہم ۳۴۳ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پس جب اُسے اپنے باپ کی وفات اور اپنے بھائی کی بیعت کی اطلاع ملی تو اسے الحضرۃ کے باشندوں پر عہد شکنی کرنے کی وجہ سے بہت غصہ آیا اور اس نے عربوں کو اپنی حکومت کی مدد کے لئے بلایا تو انہوں نے اس کی پکار کا جواب دیا اور وہ سب کے سب اس کے بھائی کی اطاعت کو چھوڑ کر اس کی اطاعت میں آ گئے کیونکہ وہ عرب ارباب حکومت اور دوسرے لوگوں پر اپنی تلوار کی دھار تیز رکھتا اور انہیں مارتا تھا اور اس نے الحضرۃ پر چڑھائی کی اور اس کے بھائی ابو فارس نے جو سوسہ کا حکمران تھا قیروان میں اس سے جنگ کی تو اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور سلطان ابوحفص عمر نے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور کزویوں کو دور کیا اور شعبان کو تونس سے کوچ کر گیا اور اس کا حاجب ابومحمد بن تافراکین اس سے اپنی موت سے ڈر گیا اور بچاؤ کی تدابیر کرنے لگا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حاجب ایک کام کے لئے تونس واپس آ گیا اور رات کو سوار ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان کو اس کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی بھاگ گیا اور اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس نے اپنے بھائی ابوالبقاء کو اپنی قید سے رہا کر دیا پھر اپنی حکومت کی ساتویں رات کو اپنے محل میں داخل ہوا اور آٹھویں دن امیر ابوحفص نے اس پر حملہ کر دیا پس شہر نے اس پر چڑھائی کر دی کیونکہ عوام کے دلوں میں اس کے متعلق کینہ تھا کیونکہ وہ ان کی عورتوں کو لے آیا تھا اور جوانی کے جنون میں رات کو ان کے گھروں میں چلا جاتا تھا مچانوں میں اپنی لذات کو پورا کرتا تھا اور اس نے اپنے بھائی امیر ابوالعباس پر حملہ کر دیا اور نہایت سرعت کے ساتھ اس کے سر کو نیزے پر چڑھا دیا اور اس کے جسم کو فوج نے روند ڈالا اور وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بن گیا اور شہر میں جو عام عرب سردار اور ان کے جوان تھے وہ بھڑک اٹھے اور اس کی گھبراہٹ میں جن لوگوں کے لئے قتل ہونا مقدر تھا وہ قتل ہو گئے اور بہت سے لوگوں کو کھینچ کر سلطان کے پاس لے جایا گیا تو اس نے انہیں قید کر دیا اور ان

میں سے ابوالہون بن حمزہ بن عمر کو قتل کر دیا اور اس نے اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عزوز کو گرفتار کر لیا اور مخالف اطراف سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا پس ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کے مرنے سے الحضرۃ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے حجابت پر ابوالعباس احمد بن علی بن زین کو مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور وہ نخشی حاجب کا کاتب تھا اور اس کے بعد وہ ظافر الکبیر کا کاتب بنا اور سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے آغاز میں الحضرۃ پہنچا پس علی بن عمر نے ابن قالون حاجب کی ولایت پر افسوس کیا اور سلطان نے اس کے متعلق گفتگو کی اور اسے ہٹا دیا' پھر اُسے قید خانے سے رہا کر دیا اور وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابن سعید کے ہاں اترا تو اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور سلطان کے تمام عہد حکومت میں جلاوطن رہا اور امیر ابوحفص نے اس کے بیٹے کو کاتب بنا لیا اور اس کے اس کا ساتھ تعلق تھا اور جب ابی محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے اس کے باپ ابوالعباس کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور جنگ اور فوج کا سالار اپنے باپ اور دادا کے غلام ظافر کو مقرر کیا جو السنان کے نام سے مشہور تھا اور اس نے اپنے مشورے اور راز کے لئے اسے پسند کر لیا اور اس نے ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نوار کو اپنا کاتب بنایا جو تونس کے شریف گھرانوں کے فقہاء اور قضاۃ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے اسلاف بھی مشہور آدمی تھے اور وہ سلطان کے گھر آ گیا اور اس نے اس کے بیٹے کے لئے مکتب بنایا اور اس امیر ابوحفص نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے یہاں علم پڑھا اسے سنایا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ بڑی عنایت کرتا تھا اور جب اس نے مستقل حکومت قائم کر لی تو وہ اس کا مستقل مشیر تھا اور اس کا حال اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ کیفیت ہوئی جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاءاللہ۔

افریقہ پر سلطان ابوالحسن کے غالب آنے اور امیر ابوحفص کے وفات پانے اور اس کے بیٹوں کے بجایہ اور قسنطنطیہ سے مغرب کی طرف جانے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

سلطان ابوالحسن نے سب سے پہلے تلمسان پر قبضہ کیا تھا اور اس سے قبل بھی وہ افریقہ پر قبضہ کرنے کے متعلق سوچا کرتا تھا اور سلطان ابوبکر کے متعلق گردش روزگار کا منتظر رہا کرتا تھا اور اس کے ارتقا کے بارے میں پوشیدہ طور پر حسد کرتا تھا پس جب اس کی وفات کے بعد اس کا حاجب محمد بن تافراکین اسے ملا تو اس نے اسے افریقہ کی سلطنت کے متعلق رغبت دلائی

اور وہاں جانے پر آمادہ کیا اور اس کے لئے نئی کشتیاں بنائیں تو اس بات سے اس کے عزائم بیدار ہو گئے پھر ولی عہد اور اس کے دونوں بھائیوں کی وفات کی خبر اور جنگ کی خبر بھی پہنچ گئی پس اس بات نے اُسے غصہ دلا دیا کیونکہ وہ اس کی ولی عہدی پر رضامندی تھا اور ولی عہدی کے متعلق اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر اس کے رجسٹر میں موجود تھی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ امیر ابوالعباس' ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا سلطان کے آخری ایام میں سلطان ابوالحسن کے پاس تحائف لے کر گیا اور معاہدے کے رجسٹر کو بھی ساتھ لیتا گیا اور سلطان ابوالحسن کے والد کو اس سے آگاہ کیا اور اس سے اس عہد کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور اس نے یہ بات اس کے رجسٹر میں اپنے خط میں لکھی پس اس نے اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا اور اس کے عہد کو پختہ کر دیا پس جب اسے ولی عہد کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ بہانے کرنے لگا تاکہ جو بات اس نے پختہ کی ہے اُسے توڑ دے پس اس نے افریقہ اور وہاں جو لوگ رہتے تھے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور تلمسان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا اور عطیات تقسیم کئے اور کمزوریوں کو دور کیا اور پھر صفر ۸۴۷ھ میں دنیا کو سامان سمیت گھسیٹتا ہوا کوچ کر گیا اور حمزہ کے بیٹوں نے جو افریقہ میں بدوؤں کے امراء تھے اور کعوب کے آدمیوں نے ان کے بھائی خالد کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ جنگ کے روز اپنے ہلاک ہونے والے بھائی ابوالحول کے بدلہ کے لئے اس سے مدد مانگے تو اس نے ان کی بات مان لی اور اسی طرح افریقہ سے اہل قاصیہ بھی ان کی اطاعت میں آ گئے پس قابس کا امیر ابن مکی اور توزر کا امیر ابن نملول اور قفصہ کا امیر ابن العابد اور الحامہ کا امیر ابن ابی عنان اور نفطہ کا امیر ابن الخلف ایک وفد میں اس کے پاس آئے اور بوھران میں اُسے ملے اور رغبت اور خوف سے اس کی بیعت کی اور امیر طرابلس ابن ثابت کی بیعت بھی اس کے سامنے پیش کی اور وہی آدمی ان سے پیچھے رہ گیا جس کا گھر دور تھا پھر ان کے بعد الزاب کا امیر یوسف بن منصور بن مزنی بھی آیا اور اس کے ساتھ زواودہ کے موحدین کے مشائخ بھی تھے اور ان کا سردار یعقوب بن علی بھی تھا پس بجایہ کے مضافات سے جو بنوحسن اسے ملے تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی اور انہیں نہایت قیمتی عطیات و انعامات دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے شہر اور عملداری پر امیر مقرر کر دیا اور اہل جزائر کے ساتھ خراج کے لئے والی بھیجے کہ وہ مسعود بن برسادی کی جو طبقۂ وزراء میں سے تھا نگرانی کریں اور وہ تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا پس جب اس کی فوجیں بجایہ کے قریب آئیں تو وہاں کے باشندوں نے نہایت اچھے رنگ میں اپنا تحفظ کیا پھر جھکاؤ اختیار کر لیا اور بجایہ کے امیر ابوعبداللہ محمد بن الامیر نے باہر نکل کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اسے اس کے بھائیوں سمیت مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے ندرومہ شہر میں اتارا اور اسے ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس کے ٹیکس سے حصہ دیا اور اس نے ٹیکس کی وصولی کے لئے اپنے عمال اور خلفاء کو بھیجا اور خود قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ پس امیر ابوعبداللہ کے بیٹے اس کی پیشوائی کو نکلے جن کے آگے آگے ان کا بڑا بھائی ابوزید تھا اور وہ ان کے پاس آیا اور انہیں مغرب کی طرف بھیج دیا اور انہیں وجدہ شہر میں اتارا اور وہاں کا ٹیکس انہیں دیا اور اس نے اپنے عمال اور خلفاء کو قسطنطنیہ میں اتارا اور قرابتدار جہاں پر قید تھے وہاں سے انہیں رہا کر دیا اور ان رہا ہونے والوں میں ابوعبداللہ محمد' سلطان ابوبکر کا بھائی اور اس کے بیٹے اور محمد بن امیر خالد اور اس کے بھائی اور اس کے بیٹے بھی شامل تھے اور اس نے ان کو اپنے مددگاروں میں شامل کر کے الحضرۃ سے مغرب کی طرف بھیج دیا اور وہاں پر اس کے پاس بنوحمزہ بن عمر اور ان کی کعوب

قوم کے مشائخ آئے اور انہوں نے اسے تونس سے اوّلادِ مہلہل کے اونٹوں کے ساتھ مولیٰ ابی حفص کے بھاگ جانے کی اطلاع دی نیز انہوں نے اسے ان کے بیابان میں چلے جانے سے قبل انہیں روکنے پر آمادہ کیا اور اس نے ان کے ساتھ اس کی تلاش میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ اس کے غلام حموالعسری کی نگرانی کریں اور اس نے بنی عکسر کے یحییٰ بن سلیمان کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج تونس کی طرف بھیجی اور اس کے ساتھ ابوالعباس مکی بھی تھا اور فوجیں امیر ابوحفص کی تلاش میں چل پڑیں اور انہوں نے قابس کی جہات میں الحامہ کے علاقے میں پکڑ لیا اور ان پر حملہ کر دیا پس انہوں نے معمولی سا دفاع کیا پھر وہ اور امیر ابوحفص کا گھوڑا کبابہ جنگلی چوہوں کے سوراخ میں گھس گئے اور پیادہ پا چلتے ہوئے اس سے اور اس کے غلام ظافر سے تاریکیاں دور ہو گئیں پس ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور فوج کے سالار نے ان کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیا اور جب رات چھا گئی تو اُسے خیال آیا کہ کہیں اپنے آقا کے حضور ان کو پیش کرنے سے قبل ہی عرب ان کو اس کی قید سے چھڑا نہ لیں پس اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو سلطان ابوالحسن کے پاس بھیج دیا پس وہ باجہ میں اس کے پاس پہنچ گئے اور فوج کا ایک دستہ جنگ سے قابس کی طرف بھاگ گیا تو عبدالملک بن مکی نے حکومت کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور صخر بن موسیٰ جو سدویکش کے جوانوں میں سے تھا اور دیگر اعیان حکومت شامل تھے پس ابن مکی نے ان کو سلطان کے پاس بھیج دیا اس نے ابن عتو، صخر بن موسیٰ اور علی بن منصور کے ہاتھ پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے اور باقی آدمیوں کو قید کر لیا اور فوجیں تونس کی طرف بڑھ گئیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے سلطان آیا اور اسی سال جمادی الآخرہ کے مہینے میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ الحضرۃ میں داخل ہوا اور آوازیں ماند پڑ گئیں اور لوگ پُرسکون ہو گئے اور مفسد پردازوں کے ہاتھ رک گئے اور بونہ کی ازیال کے سوا موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اس نے وہاں پر مولا فضل بن مولنا ابی بکر کو اس کی دامادی کے مقام کی وجہ سے اور اپنے باپ کی وفات پر اس کے پاس حاضر ہونے کی وجہ سے امیر مقرر کیا تھا پھر سلطان قیروان کی طرف اور پھر سوسہ اور مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں کے آثار کا طواف کیا اور شیعہ اور ضہاجہ کے ملوک کے آثار اور عمارات پر کھڑا ہوا اور قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صحابہ، تابعین اور اولیاء کی قبور ہیں اور تونس کی طرف لوٹ آیا اور آخر شعبان میں اس میں داخل ہو گیا۔

بونہ پر امیر ابوالعباس فضل کی امارت اور اس کے آغاز و انجام کے حالات

سلطان ابوالحسن نے، سلطان ابوبکر کی وفات سے قبل اس کی ایک بیٹی سے رشتہ کیا تھا اور اس نے اس سلسلہ میں عریف بن یحییٰ کو جو زغبہ میں سے بنی سوید کا سردار اور اس کا مشیر اور خاص راز دار تھا۔ ارباب حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جو طبقۂ فقہاء کتاب اور موالی سے تعلق رکھتا تھا اس کے پاس بھیجا اور ان میں اس کی مجلس کے مفتی ابوعبداللہ السطی اور اس

کی حکومت کا کاتب ابوالفضل عبداللہ بن ابی مدین اور امیر الحرم عنبر الخصی بھی شامل تھے پس سلطان نے اس کی مدد کی اور اپنی پیاری لونڈی عزونہ متبقہ بہت فضل کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور اسے اس کی وفات سے قبل اس کے بھائی فضل کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ ابومحمد عبدالواحد بن الجماز بھی تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا انہیں راستے میں سلطان کی وفات کی خبر مل گئی پس جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو اس نے انہیں اچھی طرح قبول کیا اور فضل کے رتبہ کو بلند کر دیا اور اس کی حکومت کو اس کے لئے درست کر دیا پس اس نے اس بات کے ذکر سے عرض کیا مگر اس نے دامادی کا تعلق اور سابقہ وعدے کا لحاظ کیا پس اس نے بُونہ پر اس کے امیر مقرر ہوئے ہیں اس کی مدد کی جو اس کے باپ کے دور میں اس کی عملداری تھا اور جب وہ وہاں سے تونس گیا تو اس نے اُسے وہاں اتارا اور مولیٰ فضل ابن کمینے کی وجہ سے الگ ہو گیا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس جانے کی وجہ سے اس کی دامادی کے حق کی وجہ سے اس کے آباء کے ملک کو اس کے لئے چھوڑ کر الگ ہو جائیں اور وہ اپنی عملداری میں حملہ کرنے کی امید پر قیام پزیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم بیان کریں گے۔

عربوں کے ابن دبوس کی بیعت کرنے اور قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ ان کے جنگ کرنے اور اس کے ساتھ ہونے والے سب واقعات کے حالات

جب سلطان ابوالحسن کے لئے افریقہ کی حکومت منظم ہو گئی تو عربوں نے اپنے بادشاہوں کو شہر بطور جاگیر دینے اور ان پر ٹیکس لگانے پر افسوس کا اظہار کیا پس غم وغصہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اور اس کے غلبہ کے سامنے عجز اختیار کر لیا اور گردشِ روزگار کا انتظار کرنے لگے اور بعض اوقات کچھ بدو' اطراف پر غارت گری بھی کرتے جنہیں سلطان ان کے بڑوں کی حرکت شمار کرتا اور بعض اوقات انہوں نے تونس کے مضافات پر بھی غارت گری کی اور چراگاہوں سے اونٹ ہانک کر لے گئے اور اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور وہ اس کی قتل وغارت گری کرنے والی فوج سے ڈر گئے اور اس کی جنگ کی توقع کرنے لگے اور انگور کے موسم میں ان کے جوانوں میں سے خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد جو بنو کعب میں سے تھا اور خلیفہ بن عبداللہ جو بنی مسکین میں سے تھا اور خلیفہ بن بوزید جو حکیم کے جوانوں میں سے تھا اس کے پاس گئے اور ان کے بُرے افعال کی وجہ سے ان کے خیالات سلطان کے بارے میں بگڑ گئے پس انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کرنے میں عبدالواحد بن اللحیانی کو بھی شامل کر لیا اور عبدالواحد کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ۷۳۲ھ میں تونس سے فرار ہونے کے بعد ابوتاشفین کے پاس چلا گیا اور وہاں عزت واحترام کے ساتھ مقیم رہا اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کا محاصرہ کیا اور اس کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو عبدالواحد نے ابوتاشفین سے پوچھا کہ وہ خروج کے لئے اس سے علیحدہ ہونا چاہتا ہے پس اس

نے اسے الوداع کیا اور وہ سلطان ابوالحسن کے پاس چلا گیا اور ہمیشہ ہی اس کے مددگاروں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ افریقہ میں جا اترا پس جب اس کے اور کعوب کے درمیان درشتگی پیدا ہوگئی اور انہوں نے بنی ابی حفص سے اعیاص کو طلب کیا اور وہ عبدالمؤمن سے بچنے کے لئے انہیں حکومت کے لئے منتخب کرتے تھے پس انہوں نے اسے داخل کر لیا اور یہ اس بات سے پریشان ہوگیا اور سلطان کے حملہ سے خوفزدہ ہوگیا پس سلطان کو بھی اطلاع مل گئی اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور انہیں اس کے ساتھ بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور تہمت لگائی پھر اس نے انہیں ڈانٹا اور قید کر دیا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے الحضرۃ کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا اور عطیات کے دینے میں دیر کر دی اور کمزوریوں کو دور کیا اور ان کے قبیلوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو نااُمیدی نے ان کی امید کے اسباب کو قطع کر دیا اور وہ جتھہ بندی کرتے ہوئے چل پڑے اور اعیاص کی حکومت کے لئے اصلاح کرنے لگے اور مہلہل کے لڑکے ان کے سردار تھے جنہیں سلطان نے قبول اپنی رضامندی اور قبولیت سے مایوس کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے حد سے بڑھ کر مولیٰ ابی حفص کی خیرخواہی اور مدد کی تھی پس وہ جنگل میں چلے گئے اور الرمال میں داخل ہو گئے پس قتیبہ بن حمزہ اور اس کی ماں ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی عورتیں بھی تھیں انہوں نے مہلہل کے لڑکوں کو عصبیت اور قرابت کا واسطہ دیا تو انہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور قصطیلہ میں جمع ہو گئے اور مٹی اور خون کو اکسانے لگے اور سلطان کی جنگ اور خوف کے دامن گیر ہونے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور موحدین کے اعیاص سے امارت کے لئے آدمی تلاش کرنے لگے اور احمد بن دبوس جو مراکش میں بنی عبدالمؤمن کا آخری خلیفہ تھا توزر میں موجود تھا اور ہم جہات طرابلس میں اس کے خروج اور سلطان ابوعصیدہ کے عہد میں عربوں کے ساتھ اس کے تونس پر حملہ کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں پھر وہ منتشر ہو گئے اور عثمان قابس اور طرابلس کی جہات میں باقی رہ گیا یہاں تک کہ جزیرہ جربہ میں فوت ہوگیا اور اس کے باپ عبدالسلام کے بیٹے کچھ وقت کے بعد الحضرۃ میں مقیم ہو گئے اور انہیں سلطان ابوبکر کے عہد میں وہاں قید کر دیا گیا پھر اس نے انہیں ابن الحکم کے لڑکوں کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں پس وہ اسکندریہ میں اُترے اور اپنی معاش کے لئے پیشے سیکھنے لگے اور ان میں سے احمد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور توزر میں مقیم ہو گیا اور اس نے سلائی کا کام سیکھ لیا اور جب عربوں نے اعیاص کو تلاش کیا تو اس کے بعض جاننے والے نے اس کی عدم شہرت کے باوجود اس کے متعلق انہیں بتا دیا پس وہ اس کے پاس جا کر اسے لے آئے اور ہتھیار لے کر اس کے پاس آ گئے اور اسے امیر بنا لیا اور موت پر اس کی بیعت کی اور سلطان اپنی فوج کے ساتھ ایام حج میں تونس سے ۸ھ میں ان کے پاس واپس آیا اور قیروان سے درے قینہ میں ان کے ساتھ جنگ کی پس اس نے ان پر غلبہ پا لیا اور وہ اس کے آگے آگے قیروان کی طرف بھاگ گئے پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ۲ محرم ۹ھ کو موت کے طلبگار بن کر لوٹ آئے پس اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قیروان میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اس کے پڑاؤ کو سامان سمیت لوٹ لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے اور وہ تونس کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس میں قصبہ کے محاصرہ کرنے پھر قیروان اور قصبہ کو چھوڑ جانے اور اس کے درمیان کے واقعات کے حالات

شیخ ابومحمد بن تافراکین، سلطان ابوبکر کی حجابت کے ایام میں اپنے کام میں خود مختار تھا اور اس کے بقیہ کام بھی اسی کے سپرد تھے پس جب سلطان ابوالحسن نے اسے اپنا وزیر بنایا تو وہ اسے اپنے پسندیدہ کام پر نہ چلا سکا کیونکہ وہ اپنے کام پر نگران تھا اور وزراء کو کام تفویض کرنا اس کی شان نہ تھی اور اس کا خیال تھا کہ سلطان ابوالحسن اسے افریقہ کی حکومت سپرد کر دے گا اور بسا اوقات وہ خیال کرتے تھے کہ اس نے اس کے متعلق اس سے وعدہ کیا تھا اور اس کے دل میں حکومت کے متعلق بیماری تھی اور عرب اس کے ساتھ اپنے دلی اختلافات اور حملہ کے متعلق باتیں کرتے تھے پس جب سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج پر اُن کے غالب آنے کی خواہش پوری ہوگئی اور انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کرلیا تو ابن تافراکین سلطان کے خلاف خروج کرنے کی تدبیر کی کیونکہ اس میں اس سے اور اس کی قوم سے نکارت واضح ہوتی تھی اور اس نے عربوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور یہ کہ وہ اسے اپنی بیعت کی باتیں سنا کر اطاعت پر آمادہ کریں پس اس نے اسے اجازت دی اور وہ ان کے پاس گیا اور انہوں نے اسے اپنے سلطان کی حجابت سپرد کر دی اور پھر اُسے قصبہ کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا اور اس نے تونس سے کوچ کرتے وقت اپنے بہت سے بیٹوں اور اپنی قوم کے بہت سے سرداروں کو پیچھے چھوڑا اور اس نے سلطان کی فوج کو ان پر اپنا جانشین بنایا پس تونس کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہوں نے قصبہ میں پناہ لے لی اور عوام نے انہیں گھیر لیا مگر وہ قصبہ کو سر نہ کر سکے اور انہوں نے ہتھیار بنائے اور لوگوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ اور ان میں معلوجین کے بشیر کی سرمایہ داری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور امیر ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مغرب سے آیا اور اُسے قیروان سے ورے ہی خبر مل گئی تو اس کی فوج منتشر ہوگئی اور وہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور یہ قصبہ میں ان کے ساتھ تھا اور جب ابن تافراکین قیروان کے حصار کے گڑھے سے نکلا تو انہوں نے تونس کے قصبہ پر قبضہ کرنے کا لالچ کیا اور اس نے اس کی مہر توڑ دی پھر سلطان ابن ابی دبوس اسے ملا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان کی وجہ سے ابن تافراکین نے بہت تنگی برداشت کی اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں مگر وہ کچھ کام نہ آئیں اور وہ اس دوران میں قوانین کے اختلال اور کاموں کے اضطراب کی وجہ سے خود نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اسے سلطان کے متعلق خبر ملی کہ وہ قیروان سے سوسہ کی طرف چلا گیا ہے اور اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ عربوں نے اس کی فوج پر حملہ کرنے کے بعد قیروان کا محاصرہ کرلیا اور وہ اس کے محاصرہ میں شدت اختیار کرتے گئے اور سلطان اور کعوب میں سے مہلہل کے لڑکوں اور بنی سلیم میں سے حکیم نے اس کے چھوڑنے کے متعلق دخل اندازی کی تو اس نے ان سے اموال کی شرط لگائی اور اس کے باعث عربوں کی رائے میں اختلاف پیدا ہوگیا اور قیروان سے قتیبہ بن حمزہ اطاعت کے خیال سے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اس کے دونوں بھائیوں خالد اور احمد کو رہا کر دیا اور ان سے کوئی پیمان نہ کیا پھر مہلہل کی اولاد میں سے محمد بن طالب اور خلیفہ بن ابی زید اور قوس کی اولاد میں سے ابوالہول بن یعقوب اس کے پاس آئے اور وہ اپنی فوج سمیت ان کے ساتھ سوسہ کی طرف گیا اور اس پر حملہ کر دیا اور وہاں سے اپنے بحری

بیڑوں میں سوار ہو کر تونس کی طرف آیا اور تونس میں ابن تافراکین کے پاس بھی یہ خبر پہنچ گئی تو وہ اپنے اصحاب سے کھسک کر اور کشتی پر سوار ہو کر ربیع ۷۴۳ھ میں اسکندریہ کی طرف چلا گیا اس کے اصحاب نے صبح کو اُسے گم پایا تو وہ مضطرب ہو کر تونس سے بھاگ گئے اور اہل قصبہ نے جو سلطان کے مددگار تھے باہر نکل کر اس پر قبضہ کر لیا اور خواص کے گھروں کو تباہ کر دیا اور سلطان ربیع الآخر میں اپنے بحری بیڑے سے وہاں اُترا اور اس کے پاؤں وہاں جم گئے اور اگر اس کے بیٹوں نے مغرب میں جا کر اس کے اسباب کو قطع نہ کیا ہوتا تو وہ واپسی کی امید کرتا اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں کریں گے اور عربوں اور ابن ابی دبوس نے ان کے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان سے جنگ کی مگر وہ الحضرۃ کو سر نہ کر سکے پس وہ مصالحت کی طرف آ گئے اور اس نے ان سے صلح کر لی اور حمزہ بن عمر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے ابن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا اور اس نے اسے اس پر قدرت دے دی اور وہ ہمیشہ اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور وہ خود اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور سلطان نے تونس میں قیام کیا اور احمد بن مکی اس کے پاس گیا تو اس نے عبدالواحد بن اللحیانی کو شرقی سرحدوں طرابلس، قابس صفاقس اور جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے ابن مکی کے ساتھ بھیج دیا پس وہ وہاں پہنچتے ہی طاعونِ جارف سے ہلاک ہو گیا اور اس نے ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا امارت دے دی اور یہ وہی شخص تھا جسے اس نے ابو محمد بن تافراکین کے اکسانے پر قلع کر دیا تھا پس جب اس کا اختلاف نمایاں ہو گیا تو اس نے ابن عتو کو دوبارہ اس کا عہدہ دے دیا اور اسے بلاد قسطیلہ کا امیر بنا دیا اور اسے وہاں بھجوا دیا اور وہ خود تونس میں مقیم ہو گیا اور اس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ اور قسنطینہ پر امیر فضل کے قبضہ کرنے اور پھر ان کے امراء کی حکومت کو درست کرنے کے حالات

مغرب میں سلطان ابوالحسن کی حکومت کا یہ دستور تھا کہ ہر سال کے آخر میں عمال کے وفد اپنے خراج اور اپنے عمال کے محاسبہ کے لئے اس کے پاس آتے تھے پس وہ قاصیۃ المغرب سے اس سال بھی اس کے پاس آئے اور انہیں قسنطینہ کی جنگ کی ختہ رملی اور الزاب کا عامل ابن مزنی بھی ان کے ساتھ اپنے خراج اور تحائف کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اس کا عم زاد تاشفین بن سلطان ابی الحسن بھی تھا جو جنگ طریف کے دن سے قید تھا اور طاغیہ اور اس کے باپ کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اُسے رہا کر دیا اور اس نے اس کے ساتھ اپنے جرنیلوں کی ایک پارٹی بھیجی جو اس کے ساتھ اس کے باپ کے پاس آئے اور مغرب سے اس کا بھائی عبداللہ بھی اس کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اہل مالی کا ایک سوڈانی وفد بھی سفارت کی غرض سے آیا اور یہ سب قسنطینہ میں اکٹھے ہو گئے پس جب انہیں سلطان پر حملہ کی خبر ملی تو پریشانی میں اضافہ ہو گیا اور عوام کے

بے وقوفوں نے جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے چھیننے کا ارادہ کیا اور سرداروں کو اہل شہر سے اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا تو انہوں نے ابوالعباس فضل کو اس کی عملداری بونہ سے بلایا اور جب وہ قسنطینہ آیا تو عوام نے ان تمام وفود عمال پر حملہ کر دیا جو وہاں موجود تھے اور ان کے اموال لوٹ لئے اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا اور سلطان کے بیٹے سلطان اور جلالقہ کے وفود کے ساتھ ابن مزنی کی معیت میں بسکرہ میں زواودہ کے امیر یعقوب بن علی کی حفاظت میں آ گئے اور ابن مزنی نے ان کی خوب مہمان نوازی اور عزت افزائی کی یہاں تک کہ وہ رجب ۹ھ میں سلطان ابوالحسن کے پاس تونس چلے گئے اور مولیٰ فضل قسنطینہ کی طرف آ گیا اور اس نے اپنی کام کی کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ قائم کیا اور لوگوں کو اپنے عدل و احسان سے شادم کام کر دیا اور جاگیریں اور انعامات دیئے اور جب اس نے صاغیہ کے اہل کو دیکھا تو وہ دعوت حفصی کی طرف مائل ہیں تو وہ بجایہ چلا گیا اور جب وہاں پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے ان عمال پر حملہ کر دیا جنہیں سلطان نے وہاں اتارا تھا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کی مصیبت کو دیکھ کر حریفۃ الرفل کی طرف بھاگ گئے اور فضل نے بجایہ میں آ کر تخت حکومت پر قبضہ کر لیا اور اسے قسنطینہ اور بونہ کے ساتھ اپنی حکومت میں شامل کر دیا اور پہلے کی طرح دوبارہ حکومت کے القاب و آداب کو اختیار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف جانے کا عزم کر لیا اور ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ مغرب سے بجایہ اور قسنطینہ کے امراء کی آمد کی خبر آ گئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب امیر ابوعنان کو اپنے باپ کے ساتھ جنگ کرنے اور اپنے بھتیجے منصور کے اپنے ملک کے نئے دارالخلافہ کی طرف جانے کی خبر ملی اور اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا باپ قیروان میں حصار کے گڑھے سے نکل رہا ہے تو اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور مغرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کریں گے اور اس نے امیر ابوعبداللہ محمد بن الامیر ابی زکریا کو جو بجایہ اور انبار کا والی تھا اس کی عملداری کی طرف بھجوایا اور اسے مالی مدد دی اور اس سے عہد لئے کہ وہ اس کے باپ کے مقابلے میں اس کا مددگار ہوگا اور وہ اس کے اور خلوص کے درمیان حائل ہو جائے گا جب وہ وہاں سے گزرے گا اور ابوعبداللہ بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس سے قبل اس کے چچا نے وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا تھا پس اس نے بجایہ میں اس کے ساتھ جنگ کی اور لمبا عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا اور نبیل مولیٰ ابن معلوجی مولیٰ امیر ابوعبداللہ جنگ کو چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی اور وہ قسنطینہ کی طرف چلا گیا جہاں اس سے قبل فضل عامل تھا پس لوگوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا اور نبیل نے اندر داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر امیر بنی زید بن امیر عبداللہ کی دعوت دینی شروع کر دی اور امیر ابوعنان اسے اور اس کے بھائیوں کو مغرب کی طرف لے گیا تھا اور اس نے فاس میں فروکش ہونے کے بعد ان سے اپنے باپ کے متعلق ان کے چچا کی طرح پختہ عہد لینے کے بعد ان کے مقام امارت قسنطینہ کی طرف بھیج دیا پس وہ نبیل مولا ہم کے پیچھے پیچھے آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے اور ابوزید اپنی امارت کی جگہ فروکش ہو گیا جیسا کہ وہ مغرب کی طرف ان کے کوچ کرنے سے قبل فروکش تھا اور امیر ابوعبداللہ نے ہمیشہ بجایہ سے جنگ کی یہاں تک کہ اس نے رمضان کی ایک شب کو بعض ان جیسے لوگوں کی مداخلت کے ساتھ جنہیں اس کے غلام نے داخل کیا تھا بجایہ پر شب خون مارا اور اس بارے میں فارح نے اس کی کفالت کی پس اس نے انہیں اموال دیئے اور انہوں نے اس پر شب خون مارنے کا وعدہ کیا اور انہوں نے اس کے دروازوں میں سے باب البر

کواس کے لئے کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا اور اچانک انہیں ڈھولوں کی آواز نے آلیا اور سلطان اپنی نیند سے بیدار ہوا اور اپنے محل سے نکل کر اس پہاڑ پر چڑھ گیا جو بجایہ پر جھانکتا ہے اور اس کی گھاٹیوں میں گھس گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی اور اس پر حملہ کر کے اسے اس کے بھتیجے کے پاس بلایا گیا تو اس نے اس پر احسان کیا اور اُسے زندہ رہنے دیا اور اُسے کشتی پر سوار کروا کر شوال ۴۹ھ میں بونہ شہر کی طرف بھجوا دیا اور بعض اعیاص کو اس کی قرابت سے غم ہوا جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا اور وہ محمد بن عبدالواحد تھا جو ابو بکر بن امیر ابوزکریا اکبر کی اولاد میں سے تھا وہ اور اس کا بھائی عمر الحضرۃ میں تھے اور عمر کی نظر قرابت پر تھی پس جب یہ اضطراب پیدا ہوا تو وہ فضل کے پاس چلے گئے اور وہ انہیں بجایہ کی طرف سفر کرنے کے موقع پر بونہ میں چھوڑ گیا تو انہیں حکومت پر قبضہ کرنے کی سوجھی مگر ابھی ان کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ عوام خواص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اسی وقت قتل ہو گئے اور فضل بونہ کی طرف آ گیا جبکہ ان کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے بادل چھٹ چکے تھے پس وہ اپنے محل میں داخل ہو گیا اور سفر کا عصا پھینک دیا اور امیر ابو عبداللہ بن امیر ابوزکریا بجایہ میں اپنے باپ کی امارت کی جگہ خود مختار امیر بن گیا اور امیر ابوزید بن امیر ابو عبداللہ قسنطینہ میں اپنے باپ کی امارت کی جگہ اور امیر ابوالعباس فضل بونہ میں اپنی امارت کی جگہ اور سلطان ابوالحسن تونس میں مستقل حاکم بن گئے یہاں تک کہ ان کے وہ حالات ہوئے جن کا تذکرہ ہم کریں گے۔

سلطان ابوالحسن کے مغرب کی طرف سفر کرنے جانے کے بعد فضل کے تونس کی طرف چڑھائی کرنے کے حالات

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ عرب سلطان ابودبوس کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد سلطان ابوالحسن سے الگ ہو گئے اور دوسری بار اس پر چڑھائی کر دی اور اس میں قتیبہ بن حمزہ نے بڑا کردار ادا کیا اور اس کا بھائی خالد مہلہل کی اولاد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا اور ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور ان کا سردار عمر بن حمزہ حج کے لئے نکلا تو قتیبہ اور اس کے اصحاب امیر فضل اپنے مقامات امارت بونہ سے اپنے حق اور اپنے آباء کی حکومت کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے پس اس نے انہیں جواب دیا اور ۹ھ کے آخر میں ان کے قبیلوں کے پاس پہنچ گیا پس انہوں نے تونس سے جنگ کی اور اس پر چڑھائی کر دی پھر ۵۰ھ کے آغاز میں اس سے جنگ کو ترک کر دیا اور گرمی کے آخر میں وہاں سے چلے آئے اور ابوالقاسم بنو عتو نے صاحب الجرید کو اپنی عملداری توزر سے بلایا پس وہ فضل کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اس نے تمام اہل جرید کو اطاعت پر آمادہ کیا اور اس بارے میں بنو مکی نے اس کی اتباع کی اور افریقہ اپنی اطراف سے سلطان ابوالحسن کے قبضہ سے نکل گیا اور وہ ۵۰ھ میں اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر انگور کے موسم میں مغرب کی طرف آیا اور مولیٰ فضل تونس کی طرف چلا گیا جہاں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن موجود تھا جسے اس کے باپ نے مغرب کی طرف سفر کرنے کے وقت عوام کے حملوں اور ان کی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے امیر مقرر کیا تھا اور وہ اس وجہ سے بھی اس کے متعلق مطمئن تھا کہ اس نے عمر بن حمزہ کی بیٹی کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا اور جب حج کے ایام میں مولیٰ فضل کے جھنڈے تونس میں لہرائے تو دعوتِ حفصی کے لئے شیعوں کی نبض چلنے لگی اور عوام نے محل کا محاصرہ کر لیا اور اسے پتھر مارے اور ابوالفضل نے بنی حمزہ کو اپنے رشتہ کے تعلق کا واسطہ دیا تو ابواللیل اس کے پاس آیا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نکال کر قبیلے کے پاس لے گیا اور اس کے ساتھ بنو کعب کے جوانوں کو سوار کرا کر بھیجا جنہوں نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا اور اسے اس کے وطن کی راہ بتائی اور فضل الحضرۃ میں داخل ہوا اور اپنے آبا کی خلافت کی نشست پر بیٹھا اور بنو مرین نے حکومت کے جن آثار کو مٹا دیا تھا اس نے ان کی تجدید کی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فضل کی وفات ابومحمد بن تافراکین کی کفالت اور اختیار کے تحت اس کے بھائی ابواسحاق کی

بیعت کے حالات: جب ابوالعباس الحضرۃ میں داخل ہو کر اس کا خود مختار حاکم بن گیا تو اس نے الجرید سے واپس آتے ہی اپنے چچا ابوالقاسم کی نیابت میں' احمد بن محمد بن عتو کو جماعت امیر مقرر کر دیا اور جنگ اور فوج کا سالار اپنے خاص دوست محمد بن الشواش کو مقرر کیا اور ابواللیل قتیبہ بن حمزہ اس کے دیگر امور میں اس پر حاوی ہوا اور اس کے مطالبات کرنے میں بڑا جری تھا اس کے خاص دوست نے اس بات سے بُرا منایا تو انہوں نے بُرا منانے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا اور یہ کہ وہ اپنے بھائی خالد کو اور اس نے ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے حجابت اور اپنی حکومت سپرد کی ہوئی تھی اور حکومت کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں دے دی ہوئی تھی پیغام بھیجا تو وہ سوسہ سے سمندری سفر کے ذریعہ اس کے پاس آیا اور خالد بن حمزہ نے اس کے ترک عہد کے بعد اس سے اپنے بھائی کے خلاف مددگار بننے کی خواہش کی اور ابواللیل بن حمزہ نے بھی ان کے امور کے استحکام سے قبل ان سے گفتگو کی پس اس نے سلطان پر غلبہ پالیا اور اسے اس کے سالار محمد بن الشواش کو معزول کرنے پر آمادہ کر لیا۔

پس اس نے اُسے بونہ کی فوجوں کا سالار بنا کر دمال بھیج دیا اور ابواللیل بن حمزہ اور اس کے بھائی خالد کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی' قریب تھا کہ ان کی جمعیت پریشان ہو جاتی اور اسی دوران میں کہ وہ جنگ کی آگ کو ہوا دے رہے تھے اور فوجوں کو اکٹھا کر رہے تھے کہ اچانک ان کا بڑا سردار عمر اور ابو محمد عبداللہ بن تافراکین اپنے حج سے واپس آ گئے اور جب ابن تافراکین اسکندریہ میں اترا تو سلطان نے اس کے بارے میں اہل مشرق کی طرف پیغام بھیجا اور ملوکِ مصر نے کہا کہ وہ اس کے بارے میں پنچایت مقرر کرے پس سقاروس نے جو ان دنوں حکومت پر حاوی تھا اسے اس کے خلاف پناہ دی اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے پہلے مصر سے نکلا اور عمر بن حمزہ بھی اپنے فریضہ کی ادائیگی کے لئے نکلا اور ۵۰ھ کے آخر میں حجاج کی مجالس میں اکٹھے ہو گئے اور ان دونوں نے افریقہ کی طرف واپس جانے اور ان دونوں کے معاملہ میں ان کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا اور واپس لوٹ آئے اور ان دونوں نے خالد اور قتیبہ کو صغیر میں پایا پس عمر بن وأیہ کے اشارے سے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور ٹھہر گئے اور ان کے دلوں سے کینوں کو دور کیا اور اس نے سلطان کے خلاف سازش کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے دوست قتیبہ نے اس کو واپس آنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنی حجابت اپنے باپ کے دوست اور ان کی حکومت کے بڑے آدمی ابو محمد تافراکین کے سپرد کر دے اور اسے ابن عتو سے لے کر اُسے دے دے مگر اس نے انکار کر دیا پھر ان کے قبیلے شہر کے باہر اتر پڑے اور انہوں نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر برانگیختہ کیا تاکہ وہ اس عہد کو پورا کریں اور وہ شہر کے میدان میں کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے گھیر لیا پھر انہوں نے ان کے گھروں تک ان کی اقتدا کی اور ابن تافراکین کو شہر میں داخل ہونے کے لئے قریب کیا پس وہ جمادی الاولیٰ ۵۱ھ کو اس میں داخل ہو گیا اور مولیٰ ابواسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابوبکر کے گھر گیا اور اس سے اس کی مرضی کے مطابق عہد کر کے اسے محل میں لے آیا اور اسے تخت خلافت پر بٹھا دیا اور عوام و خاص نے اس کی بیعت کی اور ان دنوں وہ ایک نوخیز جوان تھا پس اس کی بیعت منعقد ہو گئی اور بنو نے بھی آ کر اس کی بیعت کر لی اور اس شب اس کے بھائی فضل کو بھی اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور نصف رات کو اس کے قید خانے اسے ڈبو دیا گیا یہاں تک کہ وہ جان بحق ہو

گیا اور اس کا حاجب ابوالقاسم بن عتو شہر کی جھنگیوں میں روپوش ہو گیا اور کئی راتوں کے بعد اسے اس کے متعلق اطلاع مل گئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور آزمائش میں ڈال دیا اور وہ اس کی آزمائش ہی میں ہلاک ہو گیا اور جیات کے عمال کو بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے بھیج دیں اور حاکم توزر ابن بہلول بھی اطاعت پر کمر بستہ ہو گیا اور اس نے خراج اور تحائف بھیجے اور حاکم ثقفہ اور حاکم نفلحہ نے بھی اس کی اتباع کی اور ابن مکی نے ان کی مخالفت کی اور ابن تافراکین پر چڑھائی کرنے گیا کیونکہ اس نے سلطان کی کفالت کی تھی اور اسے اس کی حکومت میں تصرف نہ کرنے دیا تھا اور اس پر حاوی ہو گیا تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

حاکم قسنطینہ کی چڑھائی اور ابن مکی کی جماعت کے حالات اور گردش احوال: جب ابو محمد بن تافراکین نے تونس پر قبضہ کر لیا اور ابواسحاق کی بیعت خلافت لی اور اس پر حاوی ہو گیا تو امراء اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے اور ابن مکی نے بھی اس چغلی کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان سلطان ابوبکر کے زمانے سے حسد پایا جاتا تھا اور اس نے اولاد سے اس کے برخلاف مدد طلب کی جو کعوب کی ریاست میں اولاد ابواللیل کے حصہ دار اور امارت میں ان سے رسہ کشی کرنے والے تھے۔ پس جب انہوں نے صاغیہ بن تافراکین کو اولاد ابواللیل کی طرف اپنا ہمسر دیکھا تو انہوں نے اس کے متعلق اتفاق کیا اور قبائل علان میں سے بنی حکم کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور الضواحی پر چڑھائی کر دی اور غارت گری کرنے لگے پھر وہ حاکم قسنطینہ امیر ابوزید کے پاس انہیں افریقہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کی حکومت کو غاصبوں سے چھڑانے پر اکسانے کے لئے کہا پس اس نے اپنے غلام میمون بن منصور الجاہل اور اپنے باپ کے غلاموں کی نگرانی کے لئے دو فوجی دستے ان کے ساتھ بھیجے اور وہ قسنطینہ سے کوچ کر گئے اور ان کے ساتھ رواودہ کا سردار یعقوب بن علی بھی اپنی قوم اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابو محمد تافراکین نے الحضرۃ سے قاسم کے لئے ابواللیل کے ساتھ ایک فوج بھیجی اور ان دنوں ابواللیل قتیبہ بن حمزہ' یعقوب بن سحیم کے ہاتھوں قتل ہو گیا جو اولاد قوس میں سے تھا جو بنی حکم کے شیوخ تھے اور ان کی فوج تونس واپس آ گئی اور اولاد مہلہل کے ہاتھ لمبے ہو گئے اور قسنطینہ کی فوجیں علاقے میں پھیل گئیں اور انہوں نے مغوارہ کے اوطان سے اموال کو اکٹھا کیا اور ابدہ تک چلے گئے پھر قسنطینہ کو لوٹ گئے اور اولاد ابواللیل پر قتیبہ کی جگہ اس کا بھائی خالد بن حمزہ حکمران بن گیا اور اس نے ان کی حکومت سنبھال لی اور اس دوران میں ابوالعباس بن مکی اپنے مقام ولایت فاس سے حاکم قسنطینہ مولیٰ زید کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہا اور اسے عربوں کی فوجی اور مالی امداد اور عطیات دینے کے لئے تیار کرتا رہا اور جب موسم سرما ختم ہو گیا اور وہ اولاد مہلہل کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اس کے ساتھ نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے اپنی حجابت پر مقرر کر دیا اور اس نے اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کو جمع کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور ۷۵۳ھ میں قسنطینہ سے کوچ کر گیا اور ابو محمد بن تافراکین نے اپنے سلطان ابواسحاق کو ضروری فوجیں اور ہتھیار مہیا کر دیئے اور اس کی جنگ کا منتظم اپنے بیٹے ابوعبداللہ محمد بن نزار کو مقرر کیا اور جو فقہاء اور کاتبوں کے مشائخ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور وہ سلطان کے بیٹوں کو لکھنا سکھتا اور قرآن پڑھاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور تیاری کے ساتھ تونس سے چلا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو محمد نے حملہ کر دیا اور لڑائی چھڑ گئی اور سلطان

ابو اسحاق کے میدان کارزار میں بچ گئی اور ان کی فوج منتشر ہوگئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور لوگوں نے شام تک ان کا تعاقب کیا اور سلطان اپنے دوست ابو محمد بن تافراکین کے پاس تونس چلا گیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے اور انہوں نے کئی روز تک تونس سے جنگ کی مگر وہ اسے نہ کر سکے اور وہ قیروان اور پھر قفصہ کی طرف چلے گئے اور انہیں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کا بادشاہ سلطان ابو عبداللہ' ابو محمد بن تافراکین کی مداخلت سے قسنطینہ کی طرف چلا گیا ہے اور اس نے اس سے کمک مانگی ہے اور جیات قسنطینہ سے جنگ کی ہے اور اس کی کھیتیوں کو لوٹ لیا ہے اور اس پر اور اس کے میدانوں پر غارت گری کی ہے پس انہیں یہ اطلاع بھی ملی کہ وہ بنی مرین کی فوج سے قوت حاصل کر کے بجایہ کی طرف لوٹ آیا ہے اور امیر ابو زید نے اس کی سرحد اور اس کے دارالامارت قسنطینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور ابو العباس بن مکی اور اولاد مہلہل نے اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان جو اس کے پاس آتے اور اس کے ساتھ مل کر جنگ کرتے ہیں جانشین مقرر کر دے تو اس نے اپنے بھائی عباس کو ان پر والی مقرر کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے اور اس کے حقیقی بھائی ابو یحییٰ زکریا نے انہیں میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے اور اس موقع پر امیر ابو زید قفصہ سے جلدی جلدی قسنطینہ کی طرف آ گیا اور اسی سال کے ماہ جمادی میں وہاں اتر پڑا۔

حاکم بجایہ کے ابو عنان کے پاس جانے اور اس پر اور اس کے شہر پر اور اپنے مقصود قسنطینہ پر قبضہ کرنے کے حالات

قبضہ کرنے کے حالات: امیر ابو عبداللہ حاکم بجایہ اور امیر ابو عنان کے درمیان جب وہ تلمسان کا امیر تھا اور جب حفصی اعیاص ندرومہ اور وجدہ میں اترے ہوئے تھے' بڑے تعلقات اور دوستی پائی جاتی تھی جسے جوانی کے تعلقات' حکومت اور سابقہ رشتہ داری نے بہت مضبوط کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ امیر ابو عبداللہ بن مرین کی طرف جھاؤ رکھتا تھا۔ جن کی وجہ سے اس نے اپنی حکومت کے حصول کی طرف راہ پائی تھی اور جیسا کہ ہم قبل ازیں کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابو الحسن تونس سے کوچ کے وقت اپنے بحری بیڑے میں گزرا تو اس نے امیر ابو عنان سے کئے ہوئے معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے اہل سواحل کو حکم دیا کہ وہ سلطان ابو الحسن کو خوراک اور پانی نہ دیں اور جب ۷۵۲ھ میں سلطان ابو عنان نے بنی عبدالواد پر حملہ کر دیا اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور ان کی فوج بجایہ کی طرف بھاگ گئی تو اس نے امیر ابو عبداللہ کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جیات میں انہیں روکے اور گرفتار کرے تو اس نے اسکی بات کو مان لیا اور بجایہ کے نواح میں کمین گاہوں میں محمد بن سلطان ابو سعید عثمان بن عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی ابو ثابت زعیم بن عبدالرحمٰن اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد بن سلطان کی گرفتاری کے لئے جاسوس بھیجے تو انہوں نے گرفتار کر کے قید کر لیا اور انہیں سلطان ابو عنان کے پاس بھیج دیا پھر وہ ان کے پاس آیا تو وہ اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ خوب ملا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر اس نے اس کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خلاف سازش کی نے اسے اس بڑائی کے مقابل بجایہ کی حکومت کو چھوڑ کر مکناسہ المغرب کی حکومت دلانے پر اکسایا اور کہا کہ وہ یہ بات اپنے سوا' کسی بے اعتماد آدمی پر ظاہر نہ کرے مگر اس نے اسے مایوسانہ جواب دیا اور اس نے سلطان کی مجلس اور بنی مرین کے سرداروں کے سامنے اس میں رغبت کا اظہار کیا پس اس نے اس کی مدد کی اور اس کا انعام بڑھا دیا اور امیر ابو عنان نے اپنے غلام خارح کو لکھ بھیجا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو لے آئے اور ابو عنان نے بجایہ پر عمر بن علی بن وزیر والطاسی کو امیر

مقرر کر دیا اور بنی واطاس اپنے خیال میں امیر لمتونہ علی بن یوسف کی طرف متوب ہوئے ہیں پس ابوعنان نے اس نسب ضہاجی کی مضبوطی کی وجہ سے جو اس کے اور اس کے اہل وطن کے درمیان پایا جاتا تھا اسے وہاں کی ولایت کے لئے مخصوص کر لیا اور سب کے سب المریہ سے واپس لوٹ آئے اور جب وہ بجایہ میں فروکش ہوئے تو دعوتِ حفصی کے مددگاروں اور وہاں کے ضہاجہ اور موالی نے آپس میں مشورہ کیا اور ان کے جوانوں نے وزیر عمر بن علی اور بنی مرین کے پیروکاروں کے قتل کے متعلق چپکے چپکے باتیں کیں اور ضہاجہ کا لیڈر منصور بن ابراہیم بن الحاج اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ فارح کے مشورہ سے اس بات کے درپے ہو گیا اور وہ قصبہ میں اس کے گھر گئے تو منصور نے اس سے باتیں کرتے ہوئے اس پر نیزے سے حملہ کر دیا اور ایک دوسرے آدمی نے قاضی ابن مرکان کو نیزہ مار دیا کیونکہ وہ بنی مرین کا پیروکار تھا پھر انہوں نے عمر بن علی کا کام تمام کر دیا اور قاضی اپنے گھر جا کر مر گیا اور فارح کو گھبراہٹ نے آ لیا اور وہ سوار ہو کر اس کے پاس آ گیا اور ایک آدمی نے حاکمِ قسنطینہ مولیٰ ابی زید کی دعوت کی آواز لگائی تو اس کے پاس یہ اطلاع لے کر گئے اور اسے آنے پر آمادہ کیا اور کئی روز تک وہ اس امر پر قائم رہے پھر اہل بجایہ کے سرداروں نے حاکم مغرب کے حملہ کے خوف کی وجہ سے اس کی دعوت ہونے کے متعلق مشورہ کیا پس انہوں نے فارح پر حملہ کر دیا اور اسے ۷۵۳ھ کے ایام تشریق میں قتل کر دیا اور اس کے سر کو تلمسان میں سلطان کے پاس بھیج دیا اور اس بات میں ابن سید الناس کے غلام ہلال اور محمد بن حاجب ابی عبداللہ بن سید الناس اور مشائخ نے بڑا کردار ادا کیا اور انہوں نے عامل مواس کو بلایا جو بنی مرین میں سے تھا اور اس کا نام یحییٰ بن عمر بن عبدالمومن تھا جو بنی ونکاس میں سے تھا پس وہ جلدی سے ان کے پاس آیا اور سلطان ابوعنان نے اپنے حاجب ابوعبداللہ محمد بن ابی عمر کو فوج کے ساتھ بجایہ کی طرف بھیجا اور وہ ۷۵۴ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا ضہاجہ کی طرف چلے گئے اور ان کے بڑے اور کام کے آدمی تونس چلے گئے اور اس نے موالی بن سید الناس کے مضافات پر چھاپا مارا کیونکہ اسے اس کے متعلق بدگمانی ہو گئی تھی نیز اس نے قاضی محمد بن عمر کو گرفتار کر لیا کیونکہ فارح کا پیروکار تھا اور اس نے شہر کے عوام کے لیڈروں کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر کے مغرب کی طرف بھیج دیا اور اپنی توجہ اصلاحِ وطن کی طرف پھیر دی اور اس نے عربوں کے بڑے آدمیوں اور بجایہ اور قسنطینہ کے باشندوں کو بلایا اور الزاب کا حاکم اور زواودہ کا بزرگ یوسف بن مزنی بھی اس کے پاس آیا اور اس نے اطاعت اختیار کرنے پر اس کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وہ ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا اور ابوعنان نے بجایہ پر موسیٰ بن ابراہیم بریانی کو عامل مقرر کیا جو وزراء کے طبقہ میں سے تھا اور اسے دمال بھیج دیا اور جب وہ سلطان کے پاس گئے تو اس نے ان کے ساتھ بڑی نشست کی اور انہیں عزت و احترام کے ساتھ ملا اور بڑی جاگیریں اور عطیات دیئے اور اس نے ان کے ان کے لئے اقرار نامے جاری کئے اور ان سے اطاعت پر عہد و مواثیق لئے اور ان کی چیزیں گروی رکھیں اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور اس نے ابن ابی عمر کو اپنا حاجب اور بجایہ اور اس کے مضافات کا والی اور جنگ قسنطینہ کا سالار مقرر کیا اور وہ اسی سال کے رجب کے مہینے میں بجایہ میں داخل ہو گیا اور سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم سرویکش کی ولایت اور بنی بادرار کی ایک فوج کے ساتھ جو اس نے قسنطینہ کو تنگ کرنے اور وطن کا خراج لینے کے لئے تیار کی ہوئی تھی، اترنے کا اشارہ کیا اور یہ سب بجایہ میں حاجب کی نگرانی کے لئے کیا جا رہا تھا اور ابوعمر تاشفین بن سلطان ابوالحسن بنی مرین

کے واقعہ سے قسنطینہ میں قید تھا اور وہ اپنی قوم میں فاتر العقل اور جنونی مشہور تھا اور امرائے قسنطینہ نے اس کی قید کے زمانے میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کے نسب کے مطابق اس سے سلوک کیا۔ پس جب بنی مرین کی فوجوں نے بنی یاورار پر چڑھائی کی جو بجایہ کی عملداری کے آخر میں ہے اور انہوں نے قسنطینہ اور وہاں کی جنگوں اور حصار کو ذلیل کر دیا اور ابو زید نے اس فاتر العقل ابو عمر کو بنی مرین کے جوانوں کو جو بجایہ اور یاورار کی فوج میں تھے بلانے کے لئے مقرر کیا اور اسے ہتھیار مہیا کر کے دیئے اور انہوں نے اس بارے میں ایک دوسرے سے گفتگو کی اور ان کا سردار فریاد رسی کے لئے ان کے پاس آیا اور امیر ابو زید کا حاجب نبیل' بونہ کے ان ضہاجہ سردیکش اور زواودہ کے پاس گیا جو اس کی دعوت پر قائم تھے پس اس نے ان کو اکٹھا کیا اور ان سب نے بجایہ پر چڑھائی کر دی اور بجایہ میں حاجب کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے زواودہ کو ان کے سرمائی صحرائی مقامات میں اطلاع بھیجی تو وہ اس کے پاس آ گئے یہاں تک کہ تلول میں فروکش ہو گئے اور ابو دینار بن علی بن احمد نے اس کے پاس جا کر اسے قسنطینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا پس وہ اپنی ایک ایک فوج کے پاس گیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ربیع ۵۰ھ میں بجایہ سے نکلا پس ابو بکر اور اس کے ساتھیوں نے قسنطینہ کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کر دیا اور حاجب نے بنی مرین' زواودہ اور سدویکش کے ساتھ حملہ کیا اور نبیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کی مگر اس نے شکست کھائی اور بونہ کے اموال کا صفایا ہو گیا اور ابن ابی عمر اپنی فوجوں کے ساتھ قسنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور سات روز تک وہاں مقیم رہا پھر وہاں سے میلہ کی طرف چلا گیا اور یعقوب بن علی نے فریقین کی اس شرط پر صلح کروا دی کہ وہ اسے ابو عمر فاتر العقل پر قابو دلا دیں پس انہوں نے اسے اس کے بھائی سلطان ابو عنان کے پاس بھیجا تو اس نے اسے ایک کمرے میں اتارا اور اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے اور حاجب اپنی عملداری کے نواح میں گیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا اور وہاں کا خراج حاصل کیا پھر وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور ۶۵ھ کے آغاز میں اس پر قبضہ کر لیا اور قسنطینہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا تو بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے اگلے سال ۷۵ھ میں دوبارہ حملہ کیا اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں مگر اسے سر نہ کر سکا اور اس کی فوج میں سلطان کی وفات کی افواہ پھیل گئی تو وہ منتشر ہو گئی اور اس نے اپنی منجنیقوں کو چلا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے بنی یادرار کے دستوں کو موسیٰ بن ابراہیم پر نیابی عامل سدویکش کی نگرانی کے لئے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ اس پر اور اس کی فوج پر حملہ نہ ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

جنگِ طرابلس کے واقعہ اور نصاریٰ پر اسکے غلبہ اور پھر ابن مکی کی طرف اسکی واپسی کے حالات:

قدیم حکومتوں کے زمانے سے طرابلس ایک سرحد ہے جس کی حفاظت کی طرف وہ توجہ دیا کرتی تھیں کیونکہ وہ میدانی علاقہ میں ہے اور اس کے مضافات' قبائل سے خالی پڑے ہیں اور اہل صقلیہ کے نصاریٰ اکثر اس کی حکومت کے متعلق آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور میخائیل انطاکی جو اسطول رجاز کا حکمران تھا اس نے اسے بنی حرزوق کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور بنی حرزوق مغراوہ میں سے تھے اور یہ ان کی اور ضہاجہ کی آخری حکومت تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر ابن مطروح نے طرابلس کو واپس لے لیا اور یہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد ابن ثابت اس

کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس کے بعد ۷۵۰ھ میں اس کا بیٹا الحضرۃ سے الگ ہو کر اور دعوت کے آداب کو قائم کر کے اس کا والی بن گیا اور جونہی تاجر یہاں آیا کرتے تھے پس انہوں نے اس کی کمزوریوں پر اطلاع پالی اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور اس جنگ کے لئے جگہ بھی مقرر کر لی پس وہ ۷۵۵ھ میں یہاں آئے اور اپنے اپنے کاموں کے لئے شہر میں پھیل گئے پھر انہوں نے ایک شنبہ اس پر شب خون مارا اور اس کی فصیلوں پر چڑھ گئے اور ان پر قبضہ کر لیا اور ان کے ایک آدمی نے جنگ کا نعرہ لگایا حالانکہ وہ ہتھیار بند تھے پھر بھی ڈر گئے اور اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے پس جب انہوں نے ان کو فصیلوں پر قبضہ کئے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی جانیں بچانے کا خیال آیا اور ان کے پیش رو ثابت بن محمد نے اپنے وطن کے اعراب کے خیمے میں پناہ لے کر اپنی جان بچائی مگر زخم لگنے کے باعث ہلاک ہو گیا اور اس کے دونوں بھائی اسکندریہ چلے گئے اور نصاریٰ نے اسے لوٹ لیا اور انہیں وہاں پر جو مال و متاع' اونٹ اور قیدی ملے وہ کشتیوں پر لاد کر لے آئے اور وہاں اقامت پزیر ہو گئے اور والیٔ قابس ابوالعباس بن مکی نے اس کے فدیہ کی بات کی تو انہوں نے اس کے ساتھ پچاس ہزار کے سونے خالص کی شرط لگائی۔

پس اس نے شاہ مغرب کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ رقم دے دے پھر انہوں نے جلدی کی تو اس کے پاس جو کچھ تھا اس نے جمع کر دیا اور باقی قابس' جامہ اور بلاد جرید سے لیا اور سب مال باوجود مال کی رغبت کے انہیں جمع کر کے دے دیا اور نصاریٰ نے اسے طرابلس پر قبضہ دے دیا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے کفر کی میل کو دور کیا اور سلطان ابوعنان نے بھی اس کو مال بھیج دیا کہ وہ اسے ان لوگوں کو دے دے جنہوں نے اس کو مال دیا ہے اور وہ اسکندریہ کا فدیہ دینے میں منفرد رہے مگر چند لوگوں کے سوا سب نے مال لینے سے انکار کر دیا اور اس نے مال کو ابن مکی کے پاس رکھ دیا اور ابن مکی ہمیشہ اس کا امیر رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ان کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امیر المؤمنین سلطان ابوالعباس کی بیعت اور قسنطینہ میں اپنی حکومت کا آغاز کرنے والے کے حالات

کے حالات : امیر ابوزید نے اپنے باپ امیر ابوعبداللہ کے بعد اپنے دادا خلیفہ ابوبکر کی حکومت کو سنبھالا اور اس کے سب بھائی اس کے مددگار تھے اور ان میں امیر المؤمنین سلطان ابوالعباس بھی شامل تھا جو اپنے باپ کی وفات کے وقت سے دعوت حفصی کے دینے میں منفرد تھا ان کا خیال تھا کہ وراثت ان کے لئے ہے اور حکومت بھی ان کے لئے ہے اور اپنے زمانے کے مشہور شیخ وقت ولی ابی ہادی سے بیان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب کشف آدمی تھا کہ اس نے ایک روز جب کہ یہ سب بھائی اپنے اور اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اولیاء سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی ملاقات کو آتے رہتے تھے اس نے ان کے لئے دعا کر کے کہا کہ ان شاء اللہ برکت اس گھرانے میں رہے گی اور ان سب بھائیوں کی طرف اشارہ کیا اسی طرح خداق اور منجم بھی یہی اطلاع دیتے تھے اور ابوالعباس میں انہیں اس بات کے آثار و علامات نظر آتے تھے پھر جب ۷۵۳ھ میں تونس میں اس کی اپنے بھائی ابوزید کے ساتھ جنگ ہوئی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اس نے ان افواہوں کے باعث قسنطینہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ سلطان ابوعثمان سے دریافت کرے کہ اصل واقعہ کیا ہے اور اس نے اپنی عملداری کے آخری میں جو بجایہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے چڑھائی کی اس وقت اس بات کی طرف اسے اولاد مہلہل نے

رغبت دلائی تھی جو عربوں میں سے اس کے مددگار اور پیروکار تھے اور ابوالعباس بن مکی نے جو قابس کی عملداری کا حکمران تھا اس کی مصاحبت کی کہ وہ اس کے بھائیوں میں سے کسی کو ان پر عامل مقرر کر دے جو ان کے ساتھ رہ کر محاصرہ کے ذریعے تونس کو دوبارہ واپس لے پس اس نے اس کے بھائی مولانا عباس کو بھیجا پس وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور اس کے مددگاروں میں اس کا حقیقی بھائی ابو یحییٰ بھی شامل تھا پس ان دونوں نے قابس میں اقامت اختیار کر لی اور حاکم طرابلس محمد بن ثابت نے محاصرہ کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیجا ہوا تھا۔

پس امیر ابوالعباس اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ میں داخل ہو گیا اور وہاں سے وہ سمندر میں گھس گئے پس ابن ثابت کی فوج بھاگ گئی اور قلعے کو چھوڑ گئی پھر سلطان قابس کی طرف واپس آ گیا اور عرب اولاد مہلہل نے تونس پر چڑھائی کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ جاری رکھا مگر اس سر نہ کر سکے اور وہ الجرید کے مضافات کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو ۷۵۵ھ میں سلطان کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اچھا انعام دیا اور اس کے ساتھ بہت اچھے وعدے کئے اور وہ وہاں سے اپنے وطن لوٹ آیا اور قسنطینطہ کو چھوڑتے وقت وہ حاجب ابی عمر کے پاس سے گزرا اور قاصیہ افریقہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور دونوں اپنے حق کے طلب کرنے میں متفق ہو گئے اور اس دوران میں ابومحمد بن تافراکین حاکم تونس اور اولاد ابواللیل کے سردار خالد بن حمزہ کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی تو وہ اس کو چھوڑ کر اس کے ہمسروں اور اولاد مہلہل کے پاس چلا گیا اور انہیں مدد کے لئے بلایا پس وہ اس کے پاس اکٹھے اور خالد' سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا اور انہوں نے اس کے ساتھ تونس پر چڑھائی کی اور ۷۵۶ھ میں اس سے جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے اور اس کے بعد اس کے بھائی ابوزید نے اسے بلایا تا کہ وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کرے کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت کی تھی اور اس کا محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے انہیں جواب دیا اور اس کے پاس خالد اور اس کی قوم کے ساتھ آیا اور امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس سے جنگ کرنے گیا اور اس نے قسنطینطہ پر اپنے بھائی ابوالعباس کو نائب مقرر کیا۔

پس وہ اس میں داخل ہو گیا اور شاہی محلات میں جا اترا اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہا اور بنی مرین کی فوجوں نے الضاحیہ کو بھر دیا پس اس نے آغاز کار میں اسے خود مختاری کی طرف دعوت دی اور اس نے حفاظت و مدافعت میں بہت زور لگایا کیونکہ انہیں توقع تھی کہ بجایہ کی جانب سے فوجیں ان پر حملہ کریں گی اور ۷۵۶ھ میں اس کی وہاں بیعت ہو گی اور اس کی حکومت قائم ہو گی اور اسی سال حاکم بجایہ عبداللہ بن علی نے قسنطینطہ پر حملہ کیا اور ۷۵۷ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کر دیں اور آخر میں بھاگ گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور قسنطینطہ کا حصار ٹوٹ گیا اور اس کا بھائی امیر ابوزید جب خالد کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور اس سے جنگ کی تو وہ اسے سر نہ کر سکا اور واپس لوٹ آیا اور اس کا بھائی قسنطنہ کا خود مختار حاکم بن گیا پس وہ بونہ کی طرف آیا اور اس نے ابومحمد تافراکین کو الحضرۃ بھیجا اور ان کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا۔ تو اس نے اسے جواب دے دیا اور امیر ابوزید نے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا اور تونس کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اس کو بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے اور وہ اپنے چچا کی طرف سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ گیا اور تونس

کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اس کو بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے اور وہ اپنے چچا کی کفالت میں قیام پزیر رہا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

موسیٰ بن ابراہیم کے واقعہ اور اس کے بعد ابو عنان کا قسنطینہ پر قبضہ کرنا اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات

ہونے والے واقعات: جب سلطان ابو العباس نے مستقل حکومت قائم کر لیا ور بجایہ اور بنو مرین کی فوجیں اس کے مقابلہ میں گئیں تو اس نے اپنے شہر کا شاندار دفاع کیا اور اہل ضاحیہ کو اس میں غلبہ کے آثار نظر آئے پس سدویکش کے جوانوں نے جو مہدی بن یوسف کی اولاد میں سے تھے' اسے موسیٰ بن ابراہیم اور اس کے دوستوں کے ساتھ جو بنی یاورار میں سے تھے شامل کر دیا اور انہوں نے میمون بن علی بن احمد کو اس کی طرف دعوت دی اور وہ اپنے بھائی یعقوب سے جو بنی مرین کا مددگار اور خیر خواہ تھا' منحرف تھا۔ پس اس نے بات کو قبول کر لیا اور سلطان نے اپنے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو اس کی ساتھی فوجوں میں بھیجا اور ان پر دور دور تک غارت گری کی' پس جب وہ ان کے قریب ہوئے تو وہ سوار ہو کر ان کے پاس آئے۔ پس وہ آگے بڑھے پھر وہ رک گئے اور ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور ان کا گھیراؤ ہو گیا اور فوج کے سالار موسیٰ بن ابراہیم نے زخم لگا کر خوب خونریزی کی اور اس کے بیٹوں زیان اور ابو القاسم اور ان کے ساتھیوں نے جو بڑے جنگجو تھے خوب جنگ کی اور قتل کرتے ہوئے اور لوٹ مار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی بیخ کنی ہو گئی اور ان کا ایک دستہ بھاگ کر بجایہ پہنچ گیا اور سلطان ابو عنان کے ساتھ جا ملا اور جب اسے اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں کی خبر گیری کے لئے اٹھا اور عطیات کے دفتر کو کھولا اور وزراء کو جیات میں فوج اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے فوجوں کو تیار کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور موسیٰ بن ابراہیم نے اس سے عبداللہ بن علی کے متعلق شکایت کی کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کئے بغیر بجایہ میں بیٹھا ہے تو وہ اس سے ناراض ہوا اور اسے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن میمون بن معمود کو مقرر کیا اور اس کے بعد وہ ایک ماہ تک فوجوں کی تیاری میں لگا رہا اور سلطان ابو العباس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو دادخواہی کے لئے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس بھیجا اور ابو عنان اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہو گیا پھر اس نے اس کے ہراول میں اپنے وزیر فارس بن میمون بن ودرار کو بھیجا اور وہ ربیع ۷۵۸ھ میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور جلدی سے قسنطینہ کی طرف گیا اور اس کے وزیر ابن ودرار نے اس سے قبل اس کے ساتھ جنگ کی پس جب وہ اس کے میدان میں اترا اور انہوں نے زمین کو اپنی فوجوں اور اہل شہر کے ساتھ ڈھانپ دیا تو وہ حیران رہ گئے اور بھاگ گئے اور اس کے پاس سے کھسک گئے اور سلطان ابو العباس نے قصبہ کی طرف جا کر وہاں تحفظ اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے اپنے متعلق عہد حاصل کر لیا پھر وہ اس کے پاس گیا تو وہ اسے نہایت احترام کے ساتھ ملا اور اپنے پڑوس میں اس کے لئے قیمتی خیمے لگوائے پھر اس نے تھوڑے دنوں کے بعد اپنے عہد کو توڑ دیا اور اس نے اُسے جہاز میں سوار کروا کر مغرب کی طرف بھیج دیا اور اس میں اتار کر اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے اور اس دوران میں اس نے بونہ کی طرف فوج بھیجی کیونکہ بونہ اس کی اطاعت سے پیش کش ہو گیا تھا اور وہاں الحضرۃ کے عامل بھاگ گئے اور جب وہ غالب آ گیا تو اس نے قسنطینہ پر منصور بن مخلوف کو امیر مقرر کیا جو بنی مرین سے قبل بنی بابان کا شیخ تھا پھر اس نے اپنے ایلچیوں کو ابو محمد بن تافراکین کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کرے اور تونس کی ولایت کو چھوڑ دے پس اس نے ان

کو واپس کر دیا اور اس کے سلطان نے مولیٰ ابواسحاق کو اولا دابواللیل اور اس کے ساتھی عربوں کے ساتھ نکال دیا کیونکہ اس نے اس کے مقابلہ میں فوج کو تیار کر کے اور ضروری ہتھیار دے کر بھیجا تھا اور وہ خود تونس میں قیام پذیر ہو گیا اور ابوعنان نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اولا دمہلہل اس کام پر اکسانے کے لئے اس کے پاس گئی پس اس نے ان کے ساتھ یحییٰ بن رحو بن تاشفین کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی اور دوسری فوج کو محمد بن یوسف کی نگرانی کے لئے بھیجا جو اکیم کے نام سے مشہور تھا اور بنی احمر میں سے تھا جو اندلس کے بادشاہوں کے بیٹے تھے پس بحری بیڑے نے سبقت کی اور انہوں نے تونس پر حملہ کر دیا اور ڈیڑھ دن تک اس سے جنگ کی اور غلبہ ان کے لئے مقدر تھا پس ابومحمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر مہدیہ چلا گیا اور رمضان ۷۵۸ھ میں بنی مرین کی فوجیں تونس پر قابض ہو گئیں تو ابومحمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر یحییٰ بن رحو کی فوج میں شامل ہو گیا پس وہ شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس میں سلطان کے احکام کو نافذ کیا پھر اولا دِ ابومہلہل نے اسے اولا د ابواللیل اور ان کے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی دعوت دی تو وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ چلا گیا اور اس دوران میں ابن احمر اور بحری بیڑے والے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جب یعقوب بن علی کو سلطان ابوعنان کی ناپسندیدگی اور عربوں کے لئے اس کی تلوار کی تیزی اور ان کے یرغمال کے مطالبہ اور خراج سے ان کے ہاتھوں کو روکنے کا علم ہوا تو اس نے اعلانیہ مخالفت شروع کر دی اور اس نے اس کی مدارات کی مگر اس نے اس بات کو قبول نہ کیا پس یعقوب الرمل چلا گیا اور سلطان نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے اسے درماندہ کر دیا پس اس نے اس کے صحرائی اور شہری محلات پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا پھر وہ قسنطینہ کی طرف آ گیا اور وہاں سے افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور مولیٰ ابواسحاق اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور وہ قعلے تک پہنچ گئے پھر بنی مرین کے آدمی پیادہ پا چل پڑے اور انہوں نے اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں انہیں بھی افریقہ میں وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جو ان سے پہلے لوگوں کو پہنچی تھی آپس میں مشورہ کیا۔

پس وہ چوری چھپے مغرب کی طرف چلے گئے اور جب فوج چلی تو اس نے افریقہ آنے میں کوتاہی سے کام لیا تو وہ اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گیا اور عربوں نے اس کا تعاقب کیا اور ابومحمد بن تافراکین کو مہدیہ سے نکل کر اپنی پناہ گاہ میں اس بات کی خبر مل گئی تو وہ تونس چلا گیا اور جب اہل شہر نے بنی مرین اور اس کے عمال کی فوج پر دست درازی شروع کر دی تو وہ بحری بیڑے کی طرف بھاگے اور ابومحمد بن تافراکین الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور اس نے حکومت کو دوبارہ قائم کیا اور سلطان ابواسحاق بھی امیر ابوزید کی فوج کے ساتھ بنی مرین کے تعاقب کرنے اور قسنطینہ سے جنگ کرنے کے بعد اس کے پاس چلا گیا پس اس نے ان کی عملداری کی سرحدوں تک ان کا تعاقب کیا اور ابوزید قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا مگر وہ اس پر فتح نہ پا سکا تو الحضرہ کی طرف واپس آ گیا اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہا اور اس کا بھائی یحییٰ بن زکریا اس سے قبل دادخواہ بن کر تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس جب انہیں پتہ چلا کہ قسنطینہ کا محاصرہ ہو گیا ہے تو وہ اس کے ساتھ منسلک ہو گئے اور ان کے غلاموں اور پروردہ لوگوں کا ایک دستہ بھی ان کے ساتھ آ ملا اور وہ اس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خیر و سعادت کے اسباب پیدا کر دیئے

اور سلطان نے ابوعنان کی وفات کے بعد دوبارہ ابوالعباس کو حکومت دے دی پس اس نے عدل وانصاف اور امن وامان اور عافیت واحسان کے ساتھ رعایا کی دیکھ بھال کی اور ظلم وزیادتی کا قلع قمع کر دیا اور لوگ اور حکومت آسودہ حالی میں بڑھ گئے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

مہدیہ میں امیر ابو یحییٰ زکریا کے بغاوت کرنے اور ابوعنان کی حکومت میں شامل ہونے پھر اطاعت کو خیر باد کہنے اور گردشِ احوال کے حالات: حاجب ابومحمد نے الحضرہ کی طرف واپس ہوتے ہی مہدیہ کو مضبوط کرنے کی طرف اپنی توجہ پھیر دی وہ اسے مغرب اور اہل مغرب کی طرف سے متوقع حملوں کے پیش نظر حکومت کے لئے ایک بوجھ خیال کرتا تھا پس اس نے اس کی فصیلوں کو مضبوط کیا اور اس کے خزانوں کو رسد اور اسلحہ سے بھر دیا اور احمد بن خلف اس کا دوست وہاں پر خود مختار حاکم تھا۔ پس وہ سال یا سال کا کچھ حصہ وہاں حاکم رہا پھر ابو یحییٰ زکریا اس کی خود مختاری سے اکتا گیا۔ پس احمد بن خلف نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابوالعباس احمد بن مکی حاکم جربہ اور قابس کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی رسم حجابت کو ادا کرے کیونکہ وہ ابومحمد بن تافراکین سے دشمنی رکھتا تھا پس وہ اس کے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے حاکم مغرب سلطان ابوعنان کو بھی خبر پہنچا دی اور انہوں نے اپنی بھی اسے بھیج دیں اور اسے اپنے دادخواہ کی امداد اور اپنی حکومت کی خرابی کے متعلق اکسایا اور ابومحمد بن تافراکین نے اس کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور مولیٰ ابو یحییٰ زکریا قابس چلا گیا اور ابومحمد بن تافراکین نے محمد بن الجکجاک کو اس کا امیر مقرر کیا کیونکہ وہ ابن ثابت کا قرابتدار تھا اس نے اسے حادثہ طرابلس کے وقت چن لیا تھا اور وہ اس کے پاس چلا گیا پس اس نے اور اسے مہدیہ پر عامل مقرر کیا اور جب ابوعنان کو مہدیہ کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے جانبازوں اور جوانوں سے ایک بحری بیڑا بھر کر بھیجا اور غلاموں اور خواص کو مقرر کیا تو وہ الحضرہ کی حکومت میں واپس آ گیا اور ابن الجلجاک نے وہاں پہنچ کر قیام کیا اور نہایت اچھا کام کیا' اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے اور امیر زکریا نے قابس میں قیام کیا اور ابوالعباس بن مکی اسے تونس لے آیا پھر انہوں نے اسے زواودہ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ یعقوب بن علی کے ہاں اترا اور اس کے بھائی سعید کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا اور جب اس کا بھائی ابو اسحاق بجایہ پر غالب آیا تو اس نے اسے سدویکش کا عامل مقرر کیا۔

بجایہ پر سلطان ابو اسحاق کے قبضہ کرنے اور دعوت حفصی کے دوبارہ بجایہ کی طرف آنے کے حالات: جب سلطان ابوعنان قسنطینہ سے مغرب کی طرف آیا تو شام کے وقت گیا اور اس نے اگلے سال اپنے وزیر بن داؤد کی نگرانی کے لئے اپنی فوجوں کو بھیجا پس وہ قسنطینہ کے نواح میں گیا اور اس کے ساتھ میمون علی بن احمد بھی تھا جسے اس کی قوم زواودہ پر یعقوب سے حکومت ملی تھی اور شیخ اولاد سباع' عثمان بن یوسف بھی اس میں سے تھا اور ان کے ساتھ الزاب کا عامل یوسف بن مزنی بھی موجود تھا۔ جسے سلطان نے اس طرف اشارہ کیا تھا پس اس نے جیات پر قبضہ کر لیا اور بونہ کے علاقے کے آخر تک جا پہنچا اور خراج لیا پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اس کی واپسی کے بعد ۷۵۹ھ میں سلطان ابوعنان فوت ہو گیا اور مغرب کی حالت دگرگوں ہو گئی پھر وہ اس کے بھائی سلطان ابو سالم کی اطاعت پر کمربستہ ہو گیا اور اہل بجایہ اپنے

عامل یحییٰ بن میمون سے جو سلطان ابوعنان کا خاص آدمی تھا ناراض تھے کیونکہ وہ بداخلاق اور سخت گیر آدمی تھا پس انہوں نے باوجود دوری کے ابومحمد بن تافراکین کو اس پر حملہ کرنے میں شامل کیا اور سلطان ابواسحاق نے ان کے پاس ضرورت کے مطابق فوج بھیجی اور یعقوب بن علی فوج سے ملا اور اس کی مدد کی اور اس کا بھائی ابودینار بھی ان میں شامل ہو گیا اور جب وہ بجایہ گیا تو عوام نے یحییٰ بن میمون پر حملہ کر دیا جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے ان کا عامل تھا پس اس نے اسے اور اس کی قوم کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور کشتیوں پر سوار ہو کر الحضرۃ آ گئے اور ابومحمد بن تافراکین نے ان کو عزت کے ساتھ اور وظیفہ مقرر کر کے اپنے قید خانوں میں ڈال دیا اور اس کے بعد ان پر احسان کر کے انہیں چھوڑ دیا اور مغرب کی طرف بھجوا دیا اور سلطان ابواسحاق ۷۶۱ھ میں بجایہ میں آیا اور وہاں پر کچھ خودمختاری حاصل کر لی اور اس کا حاجب اور کفیل ابومحمد الحضرۃ سے اس کا انتظام کرتا تھا پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور اسے سلطان ابومحمد بن عبدالواحد بن محمد بن اکما قربی کا وزیر مقرر کر دیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور وہ اس کی رسم حجابت کو ادا کرتا تھا اور اس نے شہر کے ایک عام آدمی علی بن صالح کے معاملے کو سنبھالا جو بجایہ کے مخلوط آدمیوں میں سے تھا جس سے بغاوت اور خباثت لپٹی ہوئی تھی اور اسے ان لوگوں کے باعث حکومت پر قوت و شوکت حاصل تھی اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے۔

جربہ کی فتح اور اس کے الحضرہ کے حاکم سلطان ابواسحاق کی دعوت میں شامل ہونے کے حالات: یہ جزیرہ اس سمندر کے جزیروں میں سے ایک ہے جو قابس کے قریب ہے اور اس سے تھوڑا مشرق میں ہے اور مغرب سے مشرق تک اس کا طول ساٹھ میل ہے اور مغرب کی جانب سے اس کا عرض بیس میل اور مشرق کی جانب سے پندرہ میل ہے اور مغرب کی جانب اس کی دونوں بندرگاہوں کے درمیان ساٹھ میل کا فاصلہ ہے اور وہاں پر انجیر، کھجور، زیتون اور انگور کے درخت پائے جاتے ہیں اور کپڑوں کی بنائی اور اون کے کام کے لئے مشہور ہے۔

پس لوگ اس سے اوڑھنے کے لئے منقش چادریں اور لباس کے لئے غیر منقش چادریں بناتے ہیں اور وہاں سے دوسرے علاقوں میں بھی لے جائی جاتی ہیں پس لوگ انہیں لباس کے لئے پسند کر لیتے ہیں اور وہاں کے باشندے بربر ہیں جو کتامہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وقت تک ان میں سدویکش اور صدغیان بھی ان کے بطون میں پائے جاتے ہیں اور ھوارہ اور بربر کے باقی ماندہ قبائل بھی موجود ہیں اور وہ قدیم سے خوارج کے مذہب پر ہیں اور اب بھی وہاں دو فرقے موجود ہیں جن میں سے ایک ابوھبیلہ ہے۔ یہ غربی جانب رہتے ہیں اور ان کی سرداری بنی سمر میں ہے اور دوسرا النکارۃ ہے یہ مشرقی جانب رہتا ہے اور جربہ ان دونوں کے درمیان حد فاصل ہے اور ان دونوں پر بنی نجار کو ریاست اور غلبہ حاصل ہے جو مصری انصار ہیں، حضرت معاویہ نے ۴۶ھ میں اسے طرابلس کا والی مقرر کیا پس وہ افریقہ آیا اور ۴۷ھ میں اس نے جربہ کو فتح کیا اور فتح میں حسین بن عبداللہ صنعانی بھی موجود تھا اور وہ برقہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہیں فوت ہوا اور یہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کی ملکیت میں رہا یہاں تک کہ خارجی مذہب بربریوں کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اختیار کر لیا اور جب ۳۳۱ھ میں ابوزید کا معاملہ پیش آیا تو انہوں نے اس کے بزور برقہ میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین کو اختیار کر لیا اور ان دنوں یہاں کا امیر ابن کلوس قتل کر دیا گیا اور اسے صلیب دیا گیا پھر منصور بن اسماعیل نے برقہ کو واپس لے لیا اور ابوزید کے اصحاب مارے

گئے اور جب ضہاجی عربوں نے اس پر غلبہ پایا تو اہل جربہ بحری بیڑے تیار کرنے اور ساحل سے جنگ کرنے میں مصروف ہو گئے پھر علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس نے ۵۰۹ھ میں اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کر لیا اور خسارہ ختم کرنے کی ضمانت دی اور حالات درست ہو گئے۔

پھر ۵۲۹ھ میں نصاریٰ نے اس وقت اس پر غلبہ پالیا جب انہوں نے سواحل افریقہ پر غلبہ پایا پھر اہل افریقہ ان کے خلاف بھڑک اٹھے اور انہوں نے انہیں ۵۴۸ھ میں نکال باہر کیا پھر انہوں نے دوبارہ اس پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا اور رعیت پر اہل علم کو عامل مقرر کیا پھر یہ علاقہ مسلمانوں کو واپس مل گیا اور ہمیشہ ہی یہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبدالمومن بن علی کے زمانے میں اس پر غلبہ حاصل ہوا اور اس کی حالت درست ہو گئی پھر افریقہ میں امرائے بنی حفص خود مختار بن گئے پھر کچھ عرصے بعد ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور مولیٰ ابی زکریا بن سلطان ابو اسحاق غربی جانب خود مختار حاکم بن گیا اور الحضرۃ کا حاکم اپنے کاموں میں مصروف رہا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس ۶۸۸ھ میں اس جزیرہ پر اہل صقلیہ نے غلبہ حاصل کر لیا اور انہوں نے وہاں پر مربع شکل کا قشتیل نامی قلعہ بنایا جس کی ہر جانب ایک برج تھا اور دونوں جانبوں کے درمیان ایک برج تھا جس کے ساتھ ایک گڑھا اور دو فصیلیں تھیں اور اس جزیرہ نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور ہمیشہ ہی الحضرۃ کی فوجیں یہاں آتی رہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہاں تک کہ یہ سلطان ابوبکر کے زمانے میں ۳۸ھ میں مخلوف بن کماد کے ہاتھ پر فتح ہو گیا جو سلطان کے خواص میں سے تھا اور ابن مکی حاکم قابس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اسے دے دیا اور اسے اس پر حاکم مقرر کر دیا اور وہ سلطان کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی اس کی عملداری میں رہا اور ابو محمد بن تافراکین اور ابن مکی کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اپنے باپ ابو عبداللہ کے پاس آدمی بھیجا جو بجایہ میں سلطان کے خواص میں سے تھا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے فوجوں کے ساتھ جربہ کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا جہاں کے باشندے ابن مکی کے کردار کی وجہ سے اس سے نالاں تھے انہوں نے ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ سازش کی تو اس نے ۶۳ھ میں اپنے بیٹے کو فوج دے کر بھیجا اور احمد بن مکی طرابلس میں موجود نہ تھا اور جب سے اس نے نصاریٰ کے ساتھیوں سے جربہ کو چھینا تھا تو اس نے اسے دارالامارت بنا کر وہیں رہائش اختیار کر لی تھی پس ابو عبداللہ جب ابی محمد کی نگرانی کے لئے الحضرۃ سے فوج اٹھی اور بحری بیڑے میں بیٹھ کر جزیرہ میں آ گئی اور اس نے محاصرہ سے قشتیل کا ناطقہ بند کر دیا اور اس پر غالب آ گئی اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور ابو عبداللہ بن تافراکین نے اپنے کاتب محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کے آغاز سے ہی اس کا تھا اور اس کی اس کے باپ ابو عبدالعزیز حاجب سے قرابتداری بھی تھی اس کا عامل مقرر کیا جو ترقی کرتے کرتے تونس میں اشغال کا والی بن گیا اور ان دنوں وہ ابوالقاسم بن طاہر سے جو وہاں کا والی تھا ہمسری کرتا تھا اور یہ ابن طاہر کا معاون تھا یہاں تک کہ ابن طاہر فوت ہو گیا اور یہ ابو محمد حاجب کے زمانے سے وہاں خود مختار ہو گیا اور اس کے بیٹے نے بھی ابن حاجب کی خدمت سے رابطہ رکھا اور اس کا کاتب بن گیا یہاں تک کہ اس نے اسے جربہ کا عامل بنا دیا اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور محمد بن العیون مسلسل اس کا والی رہا پھر اس نے حاجب کی وفات کے بعد سلطان کے مقابلہ میں خود

مختاری اختیار کر لی یہاں تک کہ ۷۲ھ میں سلطان ابوالعباس نے اس پر غلبہ پا لیا۔

مغرب کے امراء کی دعوت اور سلطان ابوالعباس کے قسنطینطہ پر قبضہ کرنے کے حالات: جب سلطان ابوعنان فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اپنے بیٹے محمد سعید کو امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور وہ بجایہ کے امیر ابوعبداللہ کے ساتھ کینہ رکھتا تھا پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز ہی میں اسے پکڑ کر اس خوف سے قید کر دیا کہ کہیں وہ اس کی عملداری پر حملہ نہ کر دے اور جب سے سلطان ابوعنان نے سلطان ابوالعباس کو ستبہ میں بھیجا تھا وہ وہیں پر مقیم تھا اور اس نے اس پر پہرہ لگایا ہوا تھا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں پس جب اس نے منصور بن سلیمان پر جو اس کی حکومت کے اعیاص میں سے تھا حملہ کیا اور نئے شہر کے ساتھ جو دارالسلطنت تھا مقابلہ کیا اور دیگر ممالک اور عملداریاں اس کی اطاعت میں شامل ہو گئیں تو اس نے سلطان ابوالعباس کے متعلق پیغام بھیجا اور اسے ستبہ سے بلایا پس وہ اس کی طرف چل پڑا اور طنجہ پہنچا اور سلطان ابوسالم نے اپنی حکومت طلب کرنے کے لئے اس سے موافقت کی اور مغرب کی عملداریوں میں سب سے پہلے اس نے طنجہ اور ستبہ کی حکومت پر قبضہ کیا پس سلطان ابوالعباس نے اس سے رابطہ کیا اور اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبیلہ بنی مرین' منصور بن یعمان المنتری کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا اور اس کی حکومت منظّم ہو گئی اور وہ فاس میں داخل ہو گیا اور اس نے امیر ابوعبداللہ کو' حسن بن عمر کی قید سے چھڑا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے سلطان ابوالعباس کے قدیم و جدید تعلقات کا لحاظ کیا اور اس کو اعلیٰ رتبہ دیا اور اس کے وظیفہ میں اضافہ کیا اور اس کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا اور وہ سب اس کی حکومت میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان ابوسالم کو تلمان اور مغرب اوسط پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور اس کے ساتھ ہی اہل بجایہ نے اپنے عامل یحییٰ بن میمون کے خلاف بغاوت کر دی تو وہ غضبناک ہو گیا اور جب وہ مشرق کی طرف لوٹا تو اس نے مشرقی عملداریوں سے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا اور اس نے دارالامارت قسنطیطہ کو سلطان ابوالعباس کے لئے چھوڑ دیا اور اس نے اس کے عامل منصور بن مخلوف کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے لئے معزول ہو جائے اور اس نے اسے قسنطیطہ کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے عمزاد امیر ابوعبداللہ کو اپنے حق سے مطالبہ کے لئے اور اپنے چچا سلطان عبدالحق پر چڑھائی کرنے کے لئے بجایہ بھیجا کیونکہ اس کی فتح کے وقت بنی مرین سے اسے تکلیف پہنچی تھی اور وہ جمادی ۷۶۱ھ میں تلمان سے کوچ کر گئے اور وہ اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا اور اس کی واپسی سے اس کے محلّات کے راستے شادمان ہو گئے اور یہ اسکی بادشاہت کا آغاز اور سعادت کا مظہر تھا۔

جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ پہلے اپنے وطن گیا اور اس کے مضافات اور جنگلات سے زواودہ میں سے اولاد سباع اس کے پاس آ گئی پھر اس نے اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا تو وہ وہاں سے کوچ کر کے بنی یاورار کی طرف چلا گیا اور اس نے اولادِ محمد بن یوسف اور عزیز کو جو سدویکش میں سے اہل مضافات کے درمیان رہتے تھے اپنا خادم بنایا پھر وہ اسے چھوڑ کر بجایہ میں اس کے چچا کے پاس چلے گئے۔ پس وہ زواودہ کے ساتھ جنگل کی طرف چلا گیا اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابو یحییٰ زکریا کے تونس سے پہنچنے اور بونہ کو فتح کرنے اور اس پر غلبہ پانے کے حالات:

جب سے امیر ابو یحییٰ زکریا کو اس کے بھائی ابو العباس نے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تھا تو وہ تونس میں مقیم تھا اور تونس میں ہی اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان ابو عنان نے قسنطیطہ پر قبضہ کر لیا ہے پھر جب مولانا ابو العباس مغرب سے واپس آیا اور اس نے قسنطیطہ پر قبضہ کر لیا تو حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملہ سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے سمجھا کہ وہ اپنے بھائی سے شفقت کرے گا اور اس سے عہد و پیمان کرے گا پس اس نے اسے قصبہ میں قید کر دیا اور سلطان ابو الحسن نے صلح کے متعلق کافی جھگڑا کرنے کے بعد اس کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور ان کے درمیان صلح ہو گئی اور جب امیر ابو یحییٰ اپنے بھتیجے کے پاس قسنطیطہ پہنچا تو اس نے اسے فوج کا سالار مقرر کر دیا اور اسے اپنی عملداری کا حصہ بنا لیا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

امیر ابو عبداللہ کے بجایہ اور اس کے بعد تدلس پر قبضہ کرنے کے حالات: جب سلطان ابو عبداللہ مغرب سے آ کر بجایہ میں اترا تو وہ اسے سر نہ کر سکا اور عرب قبائل کی طرف چلا گیا اور اسکے ساتھی مسلسل وہاں آنے کے بعد یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے ساتھ رہنے لگے اور یہ ان کے درمیان اور ان کے خیموں میں ٹھہر گیا اور بجایہ کی جستجو میں اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے گرمی اور سردی کے سفر کا انتظار کرنے لگا اور انہوں نے اسے مسیلہ میں اتارا اور اسے وہاں کا خراج بھی بخوشی ادا کر دیا اور وہ اس حال میں پانچ سال تک رہا اور ہر سال بجایہ سے کئی بار جنگ کرتا اور پانچویں سال وہ ان کو چھوڑ کر علی بن احمد کی اولاد کے پاس آ گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اترا پس اس نے اسے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں ٹھہرایا یہاں تک کہ اس کے چچا مولیٰ ابو اسحاق کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفیل محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس جانے کا ارادہ رکھتا تھا پس اسے ایک فوجی نے قید کر لیا تو اس نے اسے اپنی غیر حاضری سے ڈرایا' اس سے اہل بجایہ کے دل میں اس کے انحراف کرنے کے متعلق خیال آیا اور انہوں نے اپنے پہلے امیر ابو عبداللہ سے مراسلت کی اور اس معاملے میں یعقوب بن علی نے اس کی مدد کی اور اس نے اس سے سدویکش اور اہل ضاحیہ کے متعلق عہد لیا اور وہ اس کے ساتھ بجایہ چلے گئے اور اس نے کئی روز تک بجایہ سے جنگ کی پھر عوام کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کا سلطان ان کے پاس سے چلے جانے کا عزم رکھتا ہے اور وہ اپنے نمبردار علی بن صالح کی عادات سے اکتا گئے تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے عہد کو توڑ دیا اور اسے چھوڑ کر امیر ابو عبداللہ کے پاس حرسہ میں چلے گئے جو شہر کے میدان میں تھا پھر وہ اپنے چچا ابو اسحاق کو اس کے پاس لے آیا۔ پس وہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے الحضرۃ تک اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ وہاں چلا گیا اور ابو عبداللہ رمضان ۶۵ھ میں اس کے دارالامارت بجایہ پر قابض ہو گیا اور اس نے علی بن صالح اور اس کے ساتھیوں کو جو فتنہ پرداز عوام کے سرغنے تھے گرفتار کر لیا پس اس نے ان کے تمام اموال چھین لئے پھر ان کے قتل کا حکم دے دیا پھر اس سے بجایہ سے تدلس پر حملہ کیا جو دو ماہ تک جاری رہا پس عمر بن موسیٰ نے جو بنی عبدالواد کا عامل تھا غلبہ پا لیا اور ان سے قبل اعتاص نے اس پر قبضہ کیا تھا اور اس نے ۵۰ھ کے آخر میں اس پر قبضہ کیا اور میرے متعلق اندلس سے پیغام بھیجا اور میں وہاں پر مسافرت میں سلطان ابو عبداللہ بن ابی الحاج بن احمر کا مہمان تھا اور سلطان ابو سالم کی خط و کتابت کی ترسیل و توقیع اور مظالم وغیرہ کے معاملے میں غور و فکر کرتا تھا۔

پس جب مجھے امیر ابوعبداللہ نے بلایا تو میں نے اس کی تعمیل میں جلدی کی پس میں نے جمادی ۶ ھ میں سمندر پار کیا اور اس نے مجھے اپنی حجابت اور امور مملکت کا کام سپرد کیا اور میں اس قابل رشک عہدے پر قائم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے خاتمے کا حکم دے دیا۔

حاجب ابومحمد بن تافراکین کی وفات اور اسکے بعد اسکی حکومت کے خودمختار ہونے کے حالات:

سلطان ابواسحاق نے بجایہ میں اپنی حکومت کے آخر میں اپنے خودمختار حاجب ابومحمد بن تافراکین کی حکومت پر بزور قبضہ کرلیا کیونکہ اہل ضہاجہ کے نجومی اسے یہ بات بتایا کرتے تھے پس اس نے بجایہ جانے کا ارادہ کرلیا اور اہل بجایہ اس کو چھوڑ کر اس کے بھتیجے کے پاس چلے گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس پر غلبہ پالیا اور پھر اس الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور وہ رمضان ۶۵ ھ میں وہاں پہنچ گیا اور ابومحمد بن تافراکین نے اس سے ملاقات کی تو اسے بجایہ کی خودمختاری کے لئے شمشیر براں پایا پس اس نے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اونٹنیاں' ذخائر اور اموال دیئے اور اس کے لئے خراج سے بھی الگ ہوگیا پھر سلطان نے اس کی بیٹی سے رشتہ داری کی اور اسے بجایہ کا حکم بنا دیا اور سلطان نے وہاں شادی کی پھر اس کے بعد ۶۶ ھ کے آغاز میں اس کی وفات ہوگئی پس سلطان کو اس کی موت کی خبر سن کر بہت غم ہوا اور اس کے جنازہ میں حاضر ہوا اور اس کے لحد میں اتارنے تک وہیں رہا اور اس کی قبر اس مدرسہ میں تیار کی گئی جو اس نے شہر کے وسط میں علم حاصل کرنے کے لئے بنایا تھا اور وہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کر روتا رہا اور اس کے خواص مٹھیوں میں خاک لے کر اس کی قبر پر ڈالتے رہے پس اس نے اس کے ساتھ وفاداری کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کے بعد اس نے خودمختار حکومت قائم کرلی اور حاجب ابوعبداللہ الحضرۃ میں موجود نہ تھا اور وہ فوج کے ساتھ خراج اکٹھا کرنے اور ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نکلا پس جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو اسے بدگمانی ہوگئی اور اس نے خوف محسوس کیا اور فوج کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور بنی سلیم کے حکیم کے ساتھ اوپر کے علاقے کو چلا گیا اور افریقہ کے ان قلعوں میں چلا گیا جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ خالص ان کے لئے ہیں اور اس کے کاتب محمد بن ابی العیون نے اسے اس کے عزم سے باز رکھا پس حکیم نے اس کے سلوک کی تعریف کی اور وہ انہیں محل میں لے گیا اور سلطان نے اسے اس کی مرضی کے مطابق امان دے دی اور اس نے بھاگنے کے بعد اسے مصاحب بنا لیا اور وہ جلدی سے الحضرۃ کی طرف گیا تو سلطان نے اس کو خوش آمدید کہا اور اسے اپنی حجابت سپرد کردی اور اسے معزز عہدے دیئے اور حاجب بننے کی وجہ سے اسے سلطان کا لوگوں کے ساتھ ملنا ناگوار محسوس ہوتا تھا اور وہ ہمیشہ ہی اپنے باپ کے زمانے سے خودمختاری سے مالوف ہونے کی وجہ سے اسے پھیلاتا رہا۔ پس سلطان اور اس کے درمیان فضا تاریک ہوگئی اور اس کے نرم بستر کے لئے چغلیاں ہونے لگیں پس وہ بھیس بدل کر تونس سے نکلا اور قسنطینہ چلا گیا اور سلطان ابوالعباس کے ہاں اترا اور اسے تونس کی حکومت کے حصول پر اکسانے لگا تو اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ بجایہ کے معاملہ سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ افریقہ جائے گا کیونکہ اس کے اور اس کے ہمراز کے درمیان جنگ جاری تھی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے اور سلطان ابواسحاق' ابن تافراکین کے فرار کے بعد خودمختار بن گیا اور اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر نظر کی اور اپنی حجابت پر احمد بن ابراہیم مالقی کو مقرر کیا جو حاجب ابومحمد کا پروردہ تھا جو طبقہ اعمال میں

سے تھا اور فوج اور جنگ پر اس نے اپنے غلام منصور سریحہ اور معلوجی کو مقرر کیا اور اس نے اپنے اور ارباب حکومت اور اپنی حکومت کے پروردہ لوگوں کے درمیان حجاب اٹھا دیئے یہاں تک کہ اس نے خود خراج لیا اور نوکروں کے نمبرداروں سے ملا اور اس نے ان کو اپنے ساتھ ملایا اور اس نے اپنی وفات تک اپنے اور لوگوں کے درمیان وسائط کو لغو قرار دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

بجایہ پر سلطان ابوالعباس کے غالب آنے اور اپنے عمزاد کو اس کا حاکم بنانے کے حالات: جب امیر ابوعبداللہ نے بجایہ پر قبضہ کر کے وہاں خود مختار امارت قائم کر لی تو وہ رعیت کے ساتھ بگڑ گیا اور اس نے سب کو تلوار کی دھار پر رکھ کر بری سیرت اختیار کر لی اور خواص کر دیا پس لوگوں کے دل اس سے بگڑ گئے اور ان میں نفرت مستحکم ہو گئی اور صاغیہ' عمزاد سلطان ابوالعباس کے پاس قسنطینہ چلا گیا کیونکہ وہ اس کا مخالف تھا اور اس نے اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا اور آباؤ اجداد کے زمانے سے دونوں عملداریوں کی سرحدوں میں حسد کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان جنگیں جاری تھیں اور سلطان ابوالعباس' سلطان ابوسالم کے ہاں اترنے کے زمانے میں جو اس کی مسافرت کا ٹھکانہ تھا بہت اچھی سیرت کا حامل تھا اور بسا اوقات وہ اپنے عمزاد سے قابل ملامت افعال پر ناراض ہو جاتا تھا۔ پس وہ اس کی صحبت میں رہا اور جب وہ بجایہ پر غالب آیا تو فتنہ میں پڑ گیا اور اس نے آگاہ ہو کر اپنے عزائم کو تیار کر لیا اور یعقوب بن علی نے سلطان ابوالعباس کے خلاف درد دینے کے متعلق اس سے عہد کیا مگر وہ اس کے کچھ کام نہ آیا اور یعقوب نے اپنے سلطان سے بات کی پھر اس نے قسنطینہ کی سرحدوں سے جنگ کرنے کے لئے بجایہ سے فوج بھجوائی جس میں مولانا ابوالعباس بھی شامل تھا۔

پس اس نے بنفسِ نفیس دوبارہ فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور اولادِ سباع بن یحییٰ کے عرب واپس آ گئے اور اس نے اولاد محمد کو اکٹھا کیا اور وہ ان میں اور زناتہ کی فوج میں آگے بڑھا اور سطیف کی جانب دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا اور اہل بجایہ کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے اور سلطان ابوالعباس نے تاکرارت تک ان کا تعاقب کیا اور اپنی عملداری اور وطن میں گھوما اور اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابوعبداللہ بجایہ کی طرف گیا اور اس کے اور اہل شہر کے درمیان بڑی نفرت پیدا ہو گئی پس انہوں نے سلطان ابوالعباس سے سازش کر کے اسے اپنے پاس آنے کو کہا تو اس نے ان سے آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا اور اس نے ۷۶۷ھ میں اپنی فوجوں اور ان پیروکاروں کے ساتھ جو زواودہ اولاد محمد میں سے تھے حملہ کیا اور اولاد سباع جو پڑوس کی وجہ سے بجایہ کے مددگار تھے وہ بھی سابقہ تعلقات کی وجہ سے اپنے سلطان کے خراب حالات کو دیکھ کر اس کے ساتھ مل گئے اور امیر ابوعبداللہ نے اپنے تھوڑے سے مددگاروں کے ساتھ لیزوا میں پڑاؤ کیا اور اپنے عمزاد کی مدافعت کی امید پر وہاں قیام پزیر ہو گیا پس لیزوا میں سلطان نے اس کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور دور دور تک غارت گری کی' پس اس کی فوج منتشر ہو گئی اور اس کا گھیراؤ ہو گیا اور پڑاؤ لٹ گیا اور وہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور راستے ہی میں پکڑا گیا اور نیزہ لگنے سے فوراً ہلاک ہو گیا اور سلطان ابوالعباس جلدی سے بجایہ گیا اور اس نے ۱۹ شعبان ۷۶۷ھ کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھی اور میں بھی شہر میں مقیم تھا پس میں سرداروں کے ساتھ نکلا تو وہ مجھے بہت اچھی طرح ملا اور میری عزت افزائی کی اور مجھے منتخب کر لینے کے متعلق بتایا اور بونی سرحدوں میں اس کے دادا امیر ابوزکریا کی حکومت اس کے لئے منظم ہو گئی اور

میں چند ماہ اس کی خدمت میں رہا پھر مجھے ناراضگی پیدا ہوگئی تو میں نے اس سے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے فراخ دلی کے ساتھ مجھے اجازت دے دی اور میں یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اُترا پھر میں وہاں سے بسکرہ آ گیا اور علی بن موسیٰ کے ہاں مہمان اُترا یہاں تک کہ فضا صاف ہوگئی اور میں نے تیرہ سال بعد اس سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دی اور میں اس کے پاس پہنچ گیا تو اس نے میری بہت مدارت کی اس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔ان شاءاللہ۔

بجایہ پر حمو اور بنی عبدالواد کے حملہ کرنے اور اس پر مصیبت ڈالنے اور اس کے بعد ان کے ہاتھوں تدلس کے فتح ہونے کے حالات:امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور اس کے چچا سلطان ابوالعباس کے درمیان (جبکہ اس کے اور بنی عبدالواد کے درمیان اس کے تدلس میں ان پر غالب آنے کی وجہ سے جنگ جاری تھی۔) جب جنگ نے شدت اختیار کر لی تو اسے عداوت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

پس وہ بنی عبدالواد کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے مائل ہوا تو اس نے ان کی خاطر تدلس کو چھوڑ دیا اور فوج کے اس سالار کو تدلس پر قبضہ دے دیا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا نیز اس نے اپنے ایلچیوں کو تلمسان میں ان کے بادشاہ ابوحمو کے پاس بھیجا اور ابوحمو نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کیا پس اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے پاس اس جیسا سلطان بھیجا پس جب سلطان ابوالعباس نے اسے بجایہ پر غالب کیا اور وہ میدان جنگ میں مارا گیا تو ابوحمو رشتہ داری کی وجہ سے اس کی خاطر غضب ناک ہوگیا اور اس نے اس بات کو بجایہ پر چڑھائی کا ذریعہ بنایا اور وہ اپنی قوم کے ہزاروں آدمیوں اور فوجوں کے ساتھ تلمسان سے چل پڑا اور عرب بھی واپس آ گئے یہاں تک کہ وہ حمزہ کے وطن تک پہنچ گیا پس ابو اللیل موسیٰ بن زغلی اپنی قوم بنی یزید کے ساتھ اس کے آگے آگے بھاگ کھڑا ہوا اور انہوں نے زواودہ کے ان پہاڑوں میں پناہ لے لی جو وطن حمزہ پر جھانکتے ہیں اور اس نے اس کی اطاعت کے حصول کے لئے اس کی طرف اپنے ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی مشکیں کس دیں اور ان میں ابومحمد صالح کا پوتا یحییٰ بھی تھا جو سلطان ابوالعباس سے الگ ہو کر ابوحمو کی طرف چلا گیا تھا اور وہ ابواللیل کے غازیوں پر جاسوس مقرر تھا کیونکہ ان کے درمیان محبت' پڑوس اور وطن کے تعلقات پائے جاتے تھے اور وہ ابو حمو کے سفارتی وفد میں بھی آیا تھا پس اس نے عمبرانِ وفد اور اس کو گرفتار کرلیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو بجایہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ ابوحمو اور اس کی فوجوں کے سامنے ڈٹ گیا پس وہ بجایہ آئے اور اس کی فوج بجایہ کے میدان میں اتر پڑی اور کئی روز تک وہ اس کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور اس نے محاصرہ ہتھیاروں کو جمع کرلیا اور سلطان ابوالعباس شہر میں تھا اور اس کی فوج اس کے غلام بشیر کے ساتھ تاکرارت میں تھی اور ان کے ساتھ ابوزیان بن عثمان بن عبدالرحمٰن بھی تھا اور وہ ابوحمو کا چچا تھا اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ وہ مغرب سے نکلا جیسا کہ ہم اس کے حالات یہاں بیان کریں گے اور الحضرۃ میں سلطان ابواسحاق کے پاس آیا اور ابومحمد حاجب نے اس کی خوب عزت کی اور جب امیر ابوعبداللہ تدلس پر غالب آ گیا تو اس نے اسے تونس سے بھیجا کہ اسے تدلس کا امیر مقرر کر دے اور وہ اس کے اور حمو کے درمیان مددگار بن جائے اور وہ قسنطینہ پر حملہ کے لئے فارغ ہو جائے پس اس نے جواب میں جلدی کی اور تونس سے نکلا اور سلطان ابوالعباس قسنطینہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا راستہ روک لیا اور وہ عزت کے ساتھ اس کے پاس قیدی بن کر رہا پس جب وہ بجایہ پر غالب آ گیا

اور اسے ابوحمو کے حملے کی خبر ملی تو اس نے اسے اپنی قید سے رہا کر دیا اور اس کی خوب عزت کی اور عطیات دیئے اور اسے بادشاہ مقرر کر دیا اور اس کے لئے کچھ ہتھیار بھی تیار کئے اور اس کا غلام بشیر اپنی فوج کے ساتھ نکلا تا کہ اسے اپنے عمزاد ابوحمو سے بنوعبدالواد کو روکے کیونکہ وہ اس کی حکومت اور اس سے تنگ آ گئے تھے اور مغرب اوسط کے زغبی عرب ابوحمو کی فوج میں تھے۔ پس انہوں نے ابوزیان سے مراسلت کی اور فوج میں افواہیں اڑانے کے متعلق مشورہ کیا پھر انہوں نے اہل شہر اور فوجیوں کے درمیان جنگ کا وقت مقرر کیا اور ۵ ذوالحجہ کو بھاگ گئے اور فوج منتشر ہو گئی اور شہر کے میدان کے تنگ راستوں میں چلی گئی۔ پس ان کی بھیڑ سے راستے بند ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی مر گئے اور اپنے پیچھے اس قدر مال و متاع' اہل و عیال' ہتھیار اور گھوڑے چھوڑ گئے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور ابوحمو نے اپنے اموال و عیال کو چھوڑ دیا اور وہ بھی لوٹ لئے گئے اور اس کے حصے سلطان کو بھی ملے تو اس نے انہیں اپنے عمزاد کو دے دیا اور ابوحمو کا دل بھیڑ میں پھنس جانے کے بعد خراب ہو گیا مگر وہ خود بچ گیا تو اس کا وزیر عمران بن موسیٰ اس کے لئے اپنی سواری سے اتر پڑا اور اس کی نجات اس کی منت ہے اور وہ الجزائر میں اترا اور وہاں سے تلمسان چلا گیا اور ابوزیان بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا اور مغرب اوسط کا حال خراب ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور سلطان ابوالعباس اس واقعہ کے بعد بجایہ سے نکلا اور تدلس کے ساتھ جنگ کی اور اسے فتح کیا اور بنی عبدالواد کے جو عمال بھی وہاں موجود تھے ان پر غالب آ گیا اور تمام مغربی سرحدیں اس کی سلطنت میں شامل ہو گئیں جیسا کہ اس کے دادا امیر ابوزکریا اوسط کی حکومت میں اس وقت شامل تھیں جب اس نے دعوت حفصی کو پابند تھا اس کے بعد حالات کو ہم ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

تونس پر فوجوں کی چڑھائی کے حالات:

ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین جب الحضرۃ کے حاکم سلطان ابواسحاق سے الگ ہوا تو عرب اولاد مہلہل کے خیموں میں چلا گیا اور وہ ۷۶ھ کے آغاز میں سب کے سب سلطان ابوالعباس کے پاس گئے اور اسے اس کی حکومت کی رغبت دلانے لگے تو اس نے اپنے بھتیجے کے ساتھ جو بجایہ کا حاکم تھا جنگ کی وجہ سے ان سے معذرت کی اور اس نے کی فوج میں اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے پس جب بجایہ کی فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی مولانا ابویحییٰ زکریا کی فوجوں سمیت ان کے ساتھ بھیجا پس وہ اس کے ساتھ الحضرۃ کی طرف گئے اور ابن تافراکین بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس انہوں نے کئی روز تک الحضرۃ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکے اور الحضرۃ کے حاکم اور ان کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ وہاں سے چلے آئے اور مولانا ابویحییٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اپنی عملداری میں واپس آ گیا اور ابن تافراکین سلطان کے پاس چلا گیا اور وہ تونس کی فتح تک اس کے ساتھ رہا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

الحضرہ کے حاکم سلطان ابواسحاق کی وفات اور اسکے بعد اس کے بیٹے کی ولایت کے حالات:

اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابواسحاق الحضرہ میں آیا اور اس نے سلطان ابوالعباس کے ساتھ صلح کرنے سے کئی بار تکلف کیا اور ان کی حکومت کے لئے منصور بن حمزہ بن امیر ابی کعب کو چنا جس سے وہ اپنی حکومت کے لئے مدد مانگتا تھا اور اس کے مشورہ اور شوکت سے مدد لیتا تھا پس وہ باقی ماندہ ایام میں اس کا مخلص دوست رہا اور اس نے ۶۹ھ

میں اپنے بیٹے خالد کو فوج کا سالار مقرر کیا تا کہ وہ محمد بن رافع کو مغرادی فوج کے طبقات میں کیونکہ وہ اس کے بیٹے کے مقابلہ میں خود مختار بنا ہوا تھا اور اس نے اسے منصور بن حمزہ اور اس کی قوم کے ساتھ بھیجا اور انہیں بُونہ کے مضافات پر قبضہ کرنے اور اس کی نعمتوں کو حاصل کرنے اور اس کے مضافات کے خراج کو حاصل کرنے کا اشارہ کیا پس وہ اس کی طرف گئے اور امیر ابو یحییٰ زکریا حاکم بُونہ نے اپنی فوج کو اہل ضاحیہ کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مدافعت کی اور وہ اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبہ کا آخری زمانہ تھا اور جب وہ الحضرۃ کی طرف واپس آئے تو سلطان سالارِ فوج محمد بن رافع سے بگڑ گیا پس وہ الحضرۃ سے نکل گیا اور معاویہ تونس کے مضافات سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقام پر گیا اور سلطان نے اسے رضامند کرنے کے بعد بلایا اور جب وہ آیا تو اس نے اُسے گرفتار کرلیا اور قید میں ڈال دیا اور اس کے بعد ۷۷۰ھ میں ایک رات گفتگو کے بعد سلطان کی وفات ہوگئی' اس رات کے آخر میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گیا اور جب خادم نے اسے جگایا تو مردہ پایا پس اس کا سرور جاتا رہا اور غم بڑھ گیا اور خواص پر حیرت طاری ہوگئی پھر انہوں نے اپنی عقل سے غور و فکر کیا اور حیرت کو دور کیا اور انہوں نے اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء خالد کی بیعت کر کے اپنے معاملے کی تلافی کی اور اس کے غلام منصور سریحہ معلوجی اور اس کے حاجب احمد بن ابراہیم الیالقی نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور انہوں نے سب سے پہلے قاضی محمد بن خلف اللہ فقیہ کو گرفتار کر لیا۔ پس اس نے اس کے اپنے پاس آنے کا لحاظ کیا اور اس نے اسے ابوعلی عمر بن عبدالرفیع کی وفات کے بعد تونس میں قاضی مقرر کر دیا پھر اس نے اسے بلادِ جرید کی طرف فوجوں کو لے کر جانے اور ان سے جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے ان سے تکلیف اٹھانی پڑی اور کئی بار انہوں نے اپنے خراج سے اس کی مدد کی جس سے وہ سلطان کو دیا کرتے تھے اور کئی بار انہوں نے اپنے خراج پڑاؤ میں افواہیں اڑا دیں اور ابن الیالقی سلطان کے ہاں اس کے عہدہ پانے سے ناراض تھا پس جب اس نے اس کے بیٹے پر سختی کی تو اس کے متعلق چغلیوں میں اضافہ ہو گیا اور اس نے اسے گرفتار کر کے محمد بن علی بن رافع کے ساتھ قید میں ڈال دیا پھر اس نے ان دونوں کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مل کر قید سے بھاگنے کی سازش تیار کرے اور انہوں نے اس کے ساتھ مل کر غور و فکر کیا اور اس نے ان کے حال سے مطلع ہو کر ان دونوں کو قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا پھر ابن الیالقی نے لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنا اور ان کے اموال لوٹنا اور اشراف کو ذلیل کرنا شروع کر دیا تو انہوں نے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ انہیں اس کی حکومت سے نجات دے تو یہ بات مولانا سلطان ابوالعباس کے ہاتھوں ہوئی جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

تونس پر سلطان کے قبضہ کرنے اور افریقہ کی دیگر عملداریوں اور ممالک میں خود مختارانہ رنگ میں دعوت حفصی دینے کے حالات

جب الحضرۃ کا حاکم سلطان ابواسحاق ۷۷۰ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے غلام منصور سریحہ اور اس کے ساتھی الیالقی نے حکومت کو سنبھالا اور اس کے نابالغ بیٹے امیر خالد کو امیر مقرر کیا مگر وہ اس کی حکومت کو اچھی طرح چلا سکے اور انہوں نے اپنا وقت پاس کرنے کے لئے منصور بن حمزہ کو چن لیا جو الضاحیہ پر غالب آنے والے بنو کعب کا امیر تھا پھر انہوں نے اپنی بے تدبیری سے اسے اپنے ساتھ حکومت میں شامل کرنے کا لالچ دیا پھر اس سے منحرف ہو گئے تو وہ ان پر ناراض ہوا اور سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا جو غربی سرحدوں پر ان پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا پس

اس نے اسے ان کی حکومت کے حاصل کرنے اور اس کے تدارک کرنے اور اس کے بگاڑ کی اصلاح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ اپنی شرافت نفس اور جلالت اور حکومت کی مضبوطی اور عدل وانصاف اور حسن سیرت کی وجہ سے اس کا سب سے بڑا حقدار تھا اور جب اس کی حکومت کے لوگوں نے اس کے سوا کسی اور کو خود مختار دیکھا تو اس نے اس کے دادخواہ کو جواب دیا اور حملہ کے لئے اپنے عزم کو تیار کیا اور اہل قسطنطیہ نے بھی اسی طرح ایک دادخواہ کو بھیجا تھا۔ پس اس نے ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین کو ان کی اطاعت کا حال معلوم کرنے اور ان کے اندرونے آزمائش کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا پس وہ ان کے پاس گیا اور ان کی سمع واطاعت کو حاصل کیا تو زرکا سردار یحیٰی بن یملول اور خلف بن خلف نفطہ کا سردار بھی وہاں گئے تو انہوں نے برضا ورغبت اطاعت کر لی اور یہ ان کے پاس سے واپس آ گئے اور سلطان کی دعوت سے متمسک ہو کر اسے شہروں میں قائم کرنے لگے پھر سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور جلدی سے مسیلہ کی طرف گیا جہاں ابراہیم بن امیر ابی زکریا الاخیر رہتا تھا پس اسے زواودہ میں سے اولادِ سلیمان بن علی نے تلمسان میں اپنی جائے غربت سے جواب دیا اور اسے اپنے بھائی امیر ابوعبداللہ کے بعد بجایہ میں اپنے حق کے مطالبہ کے لئے امیر مقرر کیا اور یہ سب کچھ حاکم تلمسان ابوحمو کی مداخلت اور اس کے مختلف امدادی وعدوں کے باعث ہوا پس جب سلطان مسیلہ پہنچا تو انہوں نے ابراہیم کے عہد کو چھوڑ دیا اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے اور سلطان بجایہ کی طرف واپس آ گیا پھر وہاں سے الحضرۃ آیا تو اسے افریقہ کے وفود اطاعت کرتے ہوئے ملے اور اس نے پہنچ کر اس کے میدان پر کئی روز تک خیمے لگائے رکھے اور صبح وشام اس سے جنگ کرتا رہا پھر اس نے اس کی سچائی سے پردہ اٹھایا اور اس کی فصیلوں پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی اور بہت سے خواص اور مددگار پیادہ تھے پس وہ ان کے سامنے نہ ٹھہر سکے یہاں تک کہ راس الطابیہ کے باغات سے فصیلوں پر چڑھ گئے پس جانبازوں نے فصیلوں کو چھوڑ دیا اور شہر کے اندر کی طرف دوڑے اور لوگوں پر حیرت طاری ہو گئی اور ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے اور اربابِ حکومت' اپنی سواری میں قصبہ کے دروازوں میں سے باب العذر میں کھڑے تھے پس جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ ایڑیوں کے بل بھاگے اور باب الجزیرہ کا رخ کیا پس انہوں نے اس کے سامنے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سب اہل شہر نے ان پر حملہ کر دیا پس تھوک خشک ہونے کے بعد انہوں نے شہر میں ان کا محاصرہ کر لیا اور فوج ان کے تعاقب میں گئی اور احمد بن الیالقی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر سلطان کے پاس لایا گیا اور اس نے امیر خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور منصور سریحہ' راس الحمرہ میں بھاگ گیا اور دوستوں کے تحفظ میں جنگ کرنے سے ناکام رہا اور سلطان محل میں داخل ہو کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور فسادیوں نے اربابِ حکومت کے گھروں میں ہاتھ مارے اور لوگوں نے ان سے کینہ کے باعث ان کے اموال لوٹ لئے کیونکہ وہ رعیت پر ظلم کرتے اور ان کے اموال غضب کیا کرتے تھے اور فساد کی آگ ان کے گھروں اور راستوں میں بھڑک اٹھی اور وہ بجھنے میں نہ آتی تھی اور بعض اہل عافیت کو بھی عام لوٹ مار کی رو سے تکلیف پہنچی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کی برکت اور اس کی حسن نیت اور اس کی حکومت کی سعادت سے اسے ٹھنڈا کیا اور لوگوں نے رحمدل اور عادل سلطان کے سایہ میں پناہ لی اور اس پر شمع کے پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور اس کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور اس کے لئے پُرزور دعائیں کرنے لگے اور اس کے کارناموں پر رشک

کرنے لگے یہاں تک کہ رات چھائی اور سلطان اپنے محلات میں داخل ہو گیا اور اس نے امیر خالد کو بحری بیڑے کے ساتھ قسنطینہ کی طرف بھیجا تو سخت آندھی چلی اور کشتی میں سوراخ ہو گیا اور وہ موجوں کی نذر ہو کر ہلاک ہو گیا اور سلطان خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے اپنے بھائی امیر ابویحییٰ کو اپنا حاجب مقرر کیا اور ابن تافراکین کے حق کا لحاظ کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کے پاس چلا آیا تھا اسے اپنے بھائی کا معاون مقرر کر دیا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ صورتِ حال پیدا ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

منصور بن حمزہ کے بغاوت کرنے اور چچا ابویحییٰ زکریا کے ساتھ چڑھائی کرنے اور اس کے بعد ابن تافراکین کی مصیبت کے حالات:

منصور بن حمزہ بنی سلیم میں سے امیر شہر تھا اور سلطان ابویحییٰ اس پر مزید بھی کرتا تھا اور اس کی قوم پر اسے امتیاز بخشتا تھا اور جب سے بنو حمزہ نے افریقہ میں سلطان ابوالحسن پر غلبہ پایا تھا اور اسے وہاں سے دھتکار دیا تھا تو اس نے وہاں پر دست درازی شروع کر دی تھی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا تھا اور الحضرہ کے امراء نے انہیں خراج کے دو حصے رشتہ داری اور اقامت دعوت اور غربی سرحدوں کے باشندوں کی حفاظت سے مالوف کرنے کے لئے زائد دیئے تھے پس انہوں نے اس کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے دو حصے زائد ہو گئے اور جب سلطان ابوالعباس نے الحضرہ پر قبضہ کیا اور دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا تو اس نے تغلب واختصاص سے ان کی نگاہوں کو روکا اور ان کے ہاتھوں سے وہ شہر اور عملداریاں چھین لیں جو پہلے سلطان کے لئے تھیں اور انہیں وہ کچھ معلوم ہوا جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا تو اس بات نے انہیں برافروختہ کر دیا اور اس کی پوزیشن نے انہیں فکرمند کر دیا اور منصور بن حمزہ بگڑ گیا اور اطاعت سے دستکش ہو گیا اور مخالفت میں لگ گیا اور سلطان کے خلاف خروج کرنے میں ابومعنونہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین نے اس کی موافقت کی جو شیخ تھا اور وہ اپنے قبائل کے ساتھ زواودہ کے پاس دادخواہ بن کر اور امیر ابویحییٰ بن سلطان ابوبکر کے پاس مہدیہ سے لوٹتے وقت اور وہاں سے اپنے بھائی مولانا ابواسحاق کے پاس جاتے وقت کمک مانگنے گیا پس اس نے اسے امیر بنایا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ ان کے ساتھ کوچ کر گیا اور وہ تمام چلتے ہوئے تونس گئے اور منصور بن حمزہ انہیں اپنے گھرانوں کے قبیلوں میں ملا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور انہوں نے اپنے مشائخ کو یحییٰ بن علول کے پاس بھیجا جو مخالفت کی گمراہی کا بلند غبار تھا کہ وہ اسے اطاعت اور مدد پر آمادہ کریں اور اس نے ان کے ساتھ جھوٹے وعدے کئے اور انہیں مہلت دی اور جب انہوں نے اپنے ہاتھوں کو نفاق و اختلاف میں ڈبو لیا تو وہ اپنے مال کے ساتھ انہیں اپنی حمایت کے وعدوں سے ٹالتا رہا پس منصور نے اپنے دل میں اس روز اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا عزم کر لیا پھر وہ الحضرہ پر چڑھائی کرنے کے لئے چلے گئے اور سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی امیر ابویحییٰ زکریا کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کو بھیجا تو منصور کو سلطان کی فوج اور اس کے مددگاروں پر فتح حاصل ہوئی اور سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے حاجب ابوعبداللہ بن تافراکین نے انہیں شہر پر شب خون مارنے میں شامل کیا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے سمندری سفر کے ذریعہ قسنطینہ بھجوا دیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۷۸۱ھ میں ہوئی وہاں قید رہا پھر سلطان نے اپنے اموال عربوں کو دیئے اور منصور کی قوم نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا حال خراب ہو گیا تو سلطان نے اس کا وظیفہ مقرر کر

دیا تو اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو یرغمال رکھا اور سلطان زکریا کے بعد عہد کو توڑ دیا اور اس نے اسے اس کی اولاد زواودہ کے پاس واپس بھیج دیا اور اس نے سلطان کی امداد اور اطاعت سے وابستگی اختیار کر لی یہاں تک کہ ےکے ھ میں فوت ہو گیا' اسے محمد بن افیہ نے آپس کے ایک جھگڑے میں قتل کر دیا اس نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا یہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹا اور گھر پہنچنے سے قبل ہی اس دن کے آخری حصے میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو کعب کی حکومت صولہ بن انحیہ خالد نے سنبھالی اور مولانا سلطان نے اسے ان کا امیر مقرر کیا اور یہ صورتِ حال یونہی قائم رہی یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔

سوسہ اور مہدیہ کی فتح کے حالات: جب سے قیروان میں بنی مرین کا واقع ہوا تھا اس وقت سے عربوں نے عملداریوں پر قبضہ کر لیا تھا اور سلطان ابوالحسن نے خلیفہ عبداللہ بن مسکین کو سوسہ اور ان شہروں اور جاگیروں میں دے دیا تھا جو ان کے لئے نہ تھیں پس یہ خلیفہ اس پر قابض ہو گیا اور وہاں اترا اور خود اس کے خراج کو لینے لگا اور سلطان کے مقابلہ میں خود مختار بن گیا اور اپنی وفات تک اسی پوزیشن میں رہا اور اس کی قوم کی امارت عامر بن عمہ محمد بن مسکین نے ابو محمد بن تافراکین کے عہد میں سنبھالی اور اس نے بھی اسے اسی طرح حکومت دی اور وہ اپنے قتل سے خوف زدہ رہا پھر بنو کعب نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد حکیم کی امارت احمد نے سنبھالی جس کا لقب ابو معنویہ بن محمد تھا جو خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بھائی تھا پس وہ سُوسہ میں سلطان کے بالمقابل خود مختار بن گیا اور اس کے دارالامارت میں بیٹھ گیا اور بسا اوقات وہ الحضرۃ کے حاکم کے خلاف بغاوت بھی کر دیتا اور سوسہ سے اس پر چڑھائی کرتا اور اس کے نواح میں لوٹ مار کرتا یہاں تک کہ اس نے ایک روز منصور سریحہ مولیٰ سلطان ابواسحاق اور اس کی فوج کے سالار پر حملہ کر دیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے سوسہ میں چند روز قید کر دیا پھر اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ہمیشہ ان کا یہی وطیرہ رہا اور وہ رعایا کے ساتھ قبیح اور بری حرکات کرتے اور رعایا کے لوگ ہمیشہ ہی اللہ سے دعا کرتے رہے کہ وہ ان کے ظلم و جور سے انہیں نجات دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اہل افریقہ کو اطلاع دی اور مغرب کے تمام نواح میں غلبہ کی ہوا چل پڑی اور اہل سوسہ اپنے عامل ابو معنونہ سے بگڑ گئے اور اس نے بھی ان کے بگڑنے کو محسوس کر لیا پس وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا اور سلطان کی خاطر شہر سے الگ ہو گیا اور عوام نے اس کے عمال پر حملہ کر دیا اور ان پر غالب آ گئے اور سلطان کے عمال وہاں اترے پھر اس کے بعد مولیٰ ابی یحییٰ اسے طرابلس کے نواح پر چڑھائی کرنے کے لئے لے گیا اور اس نے اس کی جیات پر قبضہ کر لیا اور اس کی عملداریوں کے خراج کو حاصل کیا اور مہدیہ میں محمد بن الحکجاک کو حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اس وقت عامل مقرر کیا تھا جب اس نے اسے ابوالعباس بن مکی اور امیر ابو یحییٰ زکریا المنتری بن مولانا سلطان ابوبکر کے ہاتھوں سے واپس لیا تھا اور حاجب کی موت کے بعد بھی ابن الحکجاک وہاں کا امیر مقرر رہا پس جب حکومت کی درازی کا کانٹا اسے چبھا اور فوج کا غبار اس کی طرف بڑھا تو وہ اس پر قابض رہنے سے ڈر گیا اور اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر طرابلس آ گیا اور امیر طرابلس ابوبکر بن ثابت کے ہاں قدیم رشتہ داری' تعلقات کی وجہ سے اترا اور مولانا سلطان نے مہدیہ کے سپرد کرنے میں جلدی کی اور وہاں اپنے عمال کو بھیجا اور وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور غلبے اور کامیابی کے اموال درست ہو گئے اس کے بعد کے واقعات کو ہم آئندہ بیان

کریں گے ان شاء اللہ۔

جربہ کی فتح اور سلطان کی حکومت میں اس کے شامل ہونے کے حالات: جب سے ابو عبداللہ محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو اس جزیرہ کا والی بنایا تھا اس نے اپنے پڑوسیوں اہل قابس' اہل طرابلس اور الجریدہ کے دیگر علاقوں کے طریقوں کو قبول کر لیا تھا کہ سلطان کی بات کو نہ مانا جائے اور خود مختاری اور امارت حاصل کی جائے اور اس کے بُرے حالات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں اور اس کا والد حاجب ابو محمد بن تافراکین کے زمانے میں الحضرۃ میں اشغال کا امیر تھا اور وہ اس کے بیٹے ابو عبداللہ کو جو جربہ کا حاکم تھا کتابت سکھاتا تھا اور اس نے مولانا ابو اسحاق سے بھاگتے وقت اس کا قصد کیا تاکہ جربہ میں قدیم تعلقات کی وجہ سے اترے تو اس نے اسے روک دیا پھر اس نے جزیرہ کے شیوخ کو بھی سلطان کی بات نہ ماننے اور اپنی خود مختار حکومت قائم کرنے میں شامل کر لیا اور وہ مولانا سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت میں محفوظ رہا اور جب مولانا سلطان ابو العباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اسے خوف اور دہشت محسوس ہونے لگی اور جرید کے رؤساء کے مقابلہ میں مدافعت میں مدد کرنے کے لئے گیا اور سلطان کی بات ماننے' اطاعت کرنے اور خراج کو روکنے میں بہت بری مثال پیش کی جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور جب اس نے ساحلی شہروں اور ان کی سرحدوں کو فتح کیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو فوج دے کر جربہ کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ حکومت کا مخلص ساتھی محمد بن علی بن ابراہیم بھی تھا۔ جو شیخ الموحدین ابو ہلال کی اولاد میں سے تھا اور المستنصر کے زمانے میں بجایہ کا حاکم تھا اور اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور اس نے اس کو اس کے محاصرہ کے لئے بحری بیڑے سے مدد دی اور امیر اپنی فوج کے ساتھ اس کے راستے میں اتر پڑا اور بحری بیڑا اس کے محافظوں تک پہنچ گیا۔ پس اس نے قلعہ قشتیل کا محاصرہ کر لیا اور ابن ابی العیون نے اس کی دیواروں کی پناہ لے لی اور جزیرہ کے بربری شیوخ اس سے الگ ہو گئے اور اس کی فوج کے خاص آدمی اس کے پاس آ گئے اور جب انہوں نے وہ بات دیکھی جس کی انہیں طاقت نہ تھی۔

نیز یہ کہ سلطان کی فوجوں نے بر و بحر سے ان کا گھیراؤ کر لیا ہے تو وہ بحری بیڑے کے پاس آئے اور اس کے گھر پر قابض ہو گئے اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور واپس سلطان کی طرف چلے گئے اور محمد بن ابی العیون الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور کچہری میں اترا اور اسے ملک میں اونٹ پر سوار کروا کر شہر کے بازاروں میں پھرایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا اس پر نازل ہوتی ہے اور سلطان نے اسے بلایا اور امرائے جرید کے گمراہوں کے ساتھ شامل ہو کر اس کے انحراف کرنے پر توبیخ کی پھر اس کی خونریزی سے الگ ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ۷۹۷ھ میں فوت ہو گیا۔

غربی سرحدوں کی ولایت پر امرائے ابناء کی خود مختاری کے حالات: جب سلطان نے اہالیان افریقہ کے برانگیختہ کرنے پر اور شیخ منصور بن حمزہ کے رغبت دلانے پر افریقہ کی طرف سفر کرنے کا عزم کر لیا تو اسے غربی سرحدوں کے حالات نے فکر مند کر دیا اور اس نے ان سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے بیٹوں کے حالات کا جائزہ لینا شروع کیا تو سب سے پہلے اس کی نظر اپنے بڑے بیٹے امیر ابو عبداللہ پر پڑی اور اس نے اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا اور اسے بادشاہ کے محلات میں اتارا اور خراج کے مال اور فوج کے رجسٹر میں اس کے حالات کو کھول دیا اور اس نے قسطنطینہ

اور اس کے مضافات پر اپنے غلام بشیر کو عامل مقرر کیا جو اس کی حکومت کی تلوار اور جنگ کی مہار اور اس کے ارادے کو ابھارنے والا اور اس آدمی میں رائے کی پختگی اور خودداری پائی جاتی تھی اور بسا اوقات اسے قسنطینہ آنے پر بڑی مشقت اور قید برداشت کرنی پڑی جس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اسے خوشی عطا کی اور اس نے اپنی خواہش کے مطابق عہدے حاصل کئے اور سلطان فوج میں اس کی نگرانی پر بڑا اعتماد کرتا تھا اور اسے جنگوں کے ہراول دستوں میں بھیجتا تھا' سلطان نے بجایہ پر قبضہ کے وقت اسے قسنطینہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابو اسحاق کو اتارا اور اس کی وجہ سے اس کا گارڈین مقرر کیا پھر افریقہ جاتے وقت اسے فوج کے ساتھ بھیجا پس وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور فتح میں اس کے ساتھ رہا پھر اس نے اسے قسنطینہ میں مزید آزادی اور اختیارات دے کر واپس کر دیا اور وہ اپنی وفات تک اسی مقام پر رہا اور سلطان نے اپنے بیٹے ابو اسحاق کو ملک بن مقرب اور سلطان عبدالعزیز کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں تلمسان کو فتح کرنے کی مبارک باد دے اور رشتہ محبت کو استوار کرے اور اس کے ساتھ شیخ الموحدین کو بھی بھیجا جو ابو اسحاق بن ابی ہلال کا گارڈین تھا پس ملک بن مقرب ان دونوں سے نہایت تپاک سے ملا اور انہیں ۷۷۱ھ میں اس حال میں واپس کیا کہ یہ اس کا ذکر خیر کرتے تھے اور امیر ابو اسحاق قسنطینہ میں اپنے دارالامارت میں اترا اور سلطان نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کیا اور قائد بشیر جو اس کے باپ کا غلام تھا اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس پر حاوی تھا اور جب امیر ابو اسحاق کی حالت ٹھیک ہو گئی تو بشیر ۷۸۱ھ میں فوت ہو گیا پس سلطان نے اسے از سر نو امارت سے سرفراز کیا اور اس نے نہایت احسن رنگ میں اپنے فرائض کو ادا کیا اور اس نے اس کے خیالات کو اپنے بارے میں سچ کر دکھایا۔

پس یہ دونوں امیر بجایہ اور قسنطینہ کے عہد میں مستقل رہے اور ان کے مضافات کے امور بھی انہیں کے سپرد تھے اور انہیں ہتھیار بنانے اور شاہانہ آداب قائم کرنے اور شاہانہ سامان تیار کرنے کی اجازت تھی اور اسی طرح امیر ابو زکریا جو ایک شریف بھائی تھا بونہ پر مستقل امیر مقرر تھا۔ پس جب وہ فتح کے سال افریقہ کی طرف گئے اور ابو یحییٰ کو اپنی طویل کے باعث یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے بھائی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے پس اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ محمد کو سہانہ کا امیر مقرر کیا اور اسے اپنے محل میں اتارا اور اسے امارت میں ایسے امور سپرد کئے جن کی وجہ سے اس کا ذکر خیر ہونے لگا اور یہ صورت حال ۷۸۳ھ تک قائم رہی۔

قفصہ اور توزر کی فتح اور قسنطینہ کے مضافات کے سلطان کی اطاعت میں آنے کے حالات:

سلطان ابو بکر کی حکومت سے قبل' الجرید کی حکومت کے معاملات شہروں کے رؤساء کے مشورے سے طے پاتے تھے کیونکہ اس وقت حکومت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس جب سلطان ابو بکر دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا اور دیگر شواغل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اپنی نظر ان کی طرف پھیری اور اس کی فوج نے انہیں روند دیا پھر شوریٰ کے بعد وہ خود آیا اور اپنے بیٹے ابو العباس کو اس کا امیر مقرر کر دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب اس کی وفات کے بعد افریقہ کے حالات کے دگر گوں ہوئے اور اعراب کے اس کے نواح پر غالب آنے کا واقعہ ہوا تو یہ سب کچھ سلطان ابو الحسن کی شکست اور ان کے رؤساء کے جھگڑنے کے بعد بازاری آدمیوں کی طرح حکومت چلانے کی وجہ سے حالانکہ وہ تختوں پر بیٹھتے تھے اور

راستوں ہی میں سواریاں کرتے تھے اور جنگ کے دنوں میں ہتھیار تیار کرتے تھے جو گردشِ زمانہ سے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان ہوتے تھے اور وہ شام کے علاقوں کے بن گئے یہاں تک کہ ان کے نفوس کو القابِ خلافت کے اختیار کرنے کی سوجھی' پس جب سلطان ابوالعباس افریقہ اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم بن گیا تو وہ الحضرۃ کا باز اور اپنی کچھار میں رہنے والا شیر بن گیا اور منافقت اور مخالفت کرنے والے اصحاب اس طرح اس کے عزائم کو مضبوط کرنے اور ان کا خوف ان کی مہلت کی رسی کو ڈھیلا کر دیتا اور وہ معاونت اور وعدہ کے ذریعے الفت کے میدان کو اس امید پر کھلا دیتا کہ یہ اطاعت کی طرف واپس آ جائیں مگر یہ عناد و نفاق میں بڑھتے گئے۔

پس اس نے ان کے عزائم کا پردہ چاک کیا اور ان کے عہد کو برابری کی سطح پر توڑ دیا اور وہ ۷۷۷ھ میں اپنی فوج کے ساتھ جو موحدین' موالی' قبائل زناتہ اولاد مہلہل اور حکیم ساتھی عربوں اور ابواللیل کے رشتہ داروں پر مشتمل تھی الحضرۃ اہل جرید کی مدافعت کے لئے چلا اور انہوں نے کئی روز سلطان سے موافقت کی پھر اس کے آگے بھاگ اٹھے اور سلطان ان کی رعایا پر غالب آ گیا اور وہ بنی کا بقایا تھا جنہوں نے ہوارہ نفوسہ اور مغراوہ کے مسافروں کے ساتھ افریقہ کے مضافات کو آباد کیا تھا اور سلطان نے ان پر بڑے ٹیکس لگائے تھے۔ پس جب مقربِ افریقی میدان پر غالب آ گیا اور وہ جاگیروں میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے تو یہ مقام اولاد حمزہ کی جاگیروں میں آ گیا اور انہیں یہاں سے وافر خراج اور مال حاصل ہو جاتا تھا اور یہ ان کی مال' گھوڑوں' زرہوں' چمڑوں اور سواروں سے مدد کرنے اور ان میں سے کچھ لوگوں سے وہ سلطان کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد مانگتے پس سلطان اس سال ان پر غالب آ گیا اور انکے سب اموال کو لے گیا اور اس نے ان کے جوانوں کو قید کر کے الحضرۃ کے قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کے سب سے بڑے امدادی مواد کو ختم کر دیا جس سے ان کی سرکشی ٹھنڈی پڑ گئی اور ہمیشہ کے لئے ان کا بازو ٹوٹ گیا اور وہ کمزور پڑ گئے۔ پھر سلطان الحضرۃ کی طرف آیا اور اس کے پیروکار منتشر ہو گئے اور ابو نے ان سے علیحدگی کر لی اور اولاد ابواللیل کا بناوٹی دوست بن گیا اور انہوں نے الحضرۃ پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کے میدان میں فروکش رہے اور اس پر غارت گری کرتے رہے پھر وہاں سے چلے گئے اور یہ موسم سرما کے آغاز میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور سوسہ اور مہدیہ کے ساحل پر اترا اور ان اوطان سے خراج طلب کیا جو ان کے تحت تھے پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں سے آ گیا اور اولاد ابواللیل کو اس کی مدافعت کے لئے جمع کیا اور حاکم توزر نے ان میں اموال تقسیم کئے مگر یہ اس کے کچھ کام نہ آئے اور سلطان نے قفصہ پر چڑھائی کی اور تین روز تک اس سے جنگ کی اور وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے اور مجتمع ہو کر اس سے جنگ کی اور رعیت اپنی جگہوں سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی اور انہوں نے ان کے لیڈر احمد بن قاسم اور اس کے بیٹے کو اس کی کبرسنی اور دخول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ پس وہ سلطان کے پاس گیا اور اس نے مرضی کے مطابق اس سے اطاعت اور خراج کی شروط مقرر کیں اور یہ شہر کی طرف واپس آ گیا اور اہل شہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے بغاوت کرنے کا ارادہ کر لیا پس اس کا بیٹا احمد جو اپنے باپ پر حاوی تھا ان سے آگے بڑھ گیا اور سلطان نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو خواص اور مددگاروں کے ساتھ شہر کی طرف بھیجا تو اس کے میدان کے نواح میں محمد اسے ملا' تو اس نے اسے سلطان کے پاس بھجوا دیا اور وہ قصبہ میں داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور سلطان نے محمد بن قائد کو اسی وقت

گرفتار کر لیا اور اس کے احمد کو بھی شہر سے اس کے پاس لایا گیا تو وہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے گھر اور ذخائر پر قابض ہو گیا اور فوج اور اہل شہر اکٹھے ہو کر سلطان کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی اور اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کے بعد توزر چلا گیا اور قفصہ کی فتح کی خبر ابن یملول کو ملی تو وہ اسی وقت سوار ہو کر اور اپنے اہل و عیال اور تھوڑے سے ذخائر کو اٹھا کر الزاب چلا گیا اور اہل توزر نے یہ اطلاع سلطان تک پہنچا دی تو اس نے راستے ہی میں اس سے ملاقات کی اور شہر کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے ذخیرہ پر ابن یملول قابض ہو گیا اور اس کے محلات میں اترا تو اس نے وہاں استعمال کی اشیاء، متاع و سلاح اور سونے چاندی کے ایسے برتن جو روئے زمین کے کسی بڑے بادشاہ کے لئے بھی تیار نہیں کئے گئے اور بعض لوگوں نے جواہرات، زیورات اور کپڑوں کی وہ امانتیں بھی لا دیں جو ان کے پاس پڑی تھیں اور ان سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان کے پاس چلے گئے اور سلطان نے توزر پر اپنے بیٹے المنتصر کو امیر مقرر کیا اور اسے ابن یملول کے محلات میں اتارا اور اسے توزر کی امارت دی اور اس نے سلطان خلف بن خلف کو بلایا تو اس نے آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اسے توزر میں اپنے بیٹے کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا اور خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور الجرید کے شہروں پر قبضہ کے وقت اس کے عرب مخالفین تلول کی طرف چلے گئے۔

پس جب اس نے الحضرۃ جانے کا قصد کیا تو انہوں نے راستے میں روکا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عزائم کو توڑ دیا اور وہ غربی جہات کی طرف کامیابی کی امید پر بھاگ گئے کیونکہ ابن یملول ان کو حاکم تلمسان کی خدمت میں کمک حاصل کرنے کے لئے لایا تھا پس ان میں سے منصور بن خالد اور نصر جو اس کے چچا منصور کا بیٹا تھا دونوں دادخواہ بن کر ابوتاشفین کے پاس آئے تو اس نے ان سے وعدہ کر کے انہیں واپس کر دیا اور وہ اس کی درماندگی کو دیکھ کر واپس چلے گئے اور اپنے متعلق عہد و پیمان لینے کے بعد، صولہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی قوم پر اپنی مرضی کی شروط عائد کیں اور وہ ان کے پاس واپس آ گیا مگر وہ اس کی شروط سے راضی نہ ہوئے اور سلطان، فوجوں اور عرب مددگاروں کے ساتھ الحضرۃ سے حملہ کرنے گیا تو وہ ان پر آگے بھاگ کھڑے ہوئے تو اس نے ان کا تعاقب کیا اور تین بار ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر قیروان چلے گئے اور ان کا وفد سلطان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط عائد کرے پس اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں عام معافی دے دی اور وہ سلطان کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مرضی کے مطابق چلنے لگے۔

اہل قفصہ کی بغاوت اور ابن خلف کی وفات کے حالات: جب خلف بن خلف، المنتصر ابن سلطان کی حجابت پر بااختیار ہو گیا اور اس نے اس کے ساتھ ہی اسے نفطہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے اپنے عامل کو اس پر جانشین مقرر کیا اور خود المنتصر کے ساتھ توزر میں فروکش ہو گیا پھر اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ وہ ابن یملول کے ساتھ ساز باز کرتا اور اس سے مراسلت کرتا ہے پس اس نے اس کے خلاف جاسوس مقرر کئے اور اس کے ایک خط پر مطلع ہو گیا جو اس کے مشہور کاتب کی تحریر میں تھا جو اس نے ابن یملول اور امیر زواودہ یعقوب علی کی طرف تھا جس میں ان دونوں کو جنگ کی ترغیب دی گئی تھی۔ پس اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے عمال کو نفطہ کی طرف بھیج دیا اور اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور اس کے باپ کے ساتھ اس کے متعلق گفتگو کی۔ پس اس نے اس کی مخالفت اور اس کے اطاعت کے واضح ہو جانے کے

بعد اسے مہلت دے دی اور نفطہ کی فتح سے قبل نفطہ کے گھرانوں میں سے احمد بن ابی یزید کا گھرانہ سلطان کے پاس آ گیا اور اس کی رکاب میں اس کی طرف گیا تھا۔

پس جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پاس آنے کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو وصیت کی اور وہ اس کے مشورہ اور اس کے حل وعقد پر حاوی ہو گیا پھر اس کے دل میں خودمختار ہونے کا خیال آیا اور اس نے اس کے لئے وقت مقرر کیا' اور اتفاق سے امیر ابوبکر نفطہ سے اپنے بھائی المنتصر سے ملاقات کے لئے توزر گیا اور شہر میں اپنے غلام عبداللہ ترکی کو جانشین بنایا اور سلطان نے اسے اپنے ساتھ اتارا اور اسے اپنی حجابت سپرد کی پس جب امیر شہر سے دور چلا گیا تو ابن ابی یزید نے کچھ کمینے لوگوں سے ساز باز کی اور شہر کی گلیوں میں گھوما اور بغاوت کرنے اور اطاعت چھوڑنے کے نعرے لگائے اور قصبہ کی طرف بڑھا پس قائد عبداللہ نے قصبہ کو آزاد کر دیا اور اس نے قصبہ سے جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکا اور عبداللہ نے قصبہ میں ڈھول بجایا تو بستیوں کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے انہیں قصبہ کے اس دروازے سے داخل کیا جو جنگل تک لے جاتا تھا پس وہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور اس نے ابن یزید کو روک دیا اور لوگ اس کے پاس سے چپکے سے کھسک گئے پس وہ روپوش ہو گیا اور قائد قصبہ سے نکلا اور اس نے بہت سے باغیوں کو پکڑ لیا اور انہیں قید میں ڈال دیا اور شہر پر قابض ہو گیا اور گھبراہٹ کا خاتمہ ہو گیا اور مولیٰ ابوبکر تک اطلاع پہنچی تو وہ بسرعت تمام قفصہ کی طرف واپس لوٹا اور اس کے داخل ہوتے ہی باغی قیدیوں کو قتل کر دیا گیا اور اس نے منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ابن ابی یزید اور اس کے بھائی سے بیزاری کا اظہار کا اعلان کرے اور اس کی آمد کے دنوں میں دروازے کے پاس عورتوں کے لباس میں چھپ کر بیٹھنے والے پہرے داروں کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور امیر کے پاس لے گئے تو انہیں قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دیا گیا اور وہ دونوں بڑے مالدار تھے اور لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بن گئے اور ان کا دین و دنیا برباد ہو گئی اور یہ بہت بڑا نقصان ہے اور حاکم توزر المنتصر کو اس وقت ابن خلف کے متعلق شک گزرا تو وہ اس کی روپوشی کے حالات سے محتاط ہو گیا اور اس نے اسے قید خانے میں قتل کر دیا اور بے رحمی کا طریقہ اختیار کیا اور سلطان نے تمام شہروں کو اپنی اطاعت میں شامل کر لیا اور اس کا غلبہ مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ وہ صورتِ حال پیدا ہو گئی جس کا تذکرہ ہم ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

قابس کی فتح اور اس کے سلطان کی سلطنت میں شامل ہونے کے حالات: یہ شہر ہمیشہ باہمی بنی مکی کی حفصی حکومت میں شامل رہا جن کی شہرت ان زبانوں میں بہت تھی اور عنقریب ان کے حالات' نسب اور اولیت کا ذکر ایک الگ فصل میں ہوگا اور ان کی ریاست کا اصل یہ ہے کہ قابس کی ولایت کے ابتدائی ایام میں ۶۲۳ھ میں ان کا اتصال امیر ابوزکریا کی خدمت سے ہو گیا پس یہ اس کے ساتھ مختص ہو گئے اور جب اس نے ان سے ابو محمد عبداللہ کے خلاف بغاوت کرنے میں شمولیت کے لئے کہا تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا اور اس کے پیچھے چل پڑے اور جب اسے افریقہ میں خود مختاری ملی تو اس نے ان کی پاسداری کی اور انہیں اپنے ملک میں شوریٰ کی سرداری کے لئے الگ کر دیا اور جب حکومت غربی سرحدوں کے علیحدگی اختیار کرنے اور فتنوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے نافرمانوں کے مقابلہ میں ناکام ہو گئی تو یہ خودمختاری کی

طرف بڑھنے لگے اور ہمیشہ ہی خود مختاری حاصل کرنے اور سلطان کے خلاف بغاوت کرنے اور باغیوں کے مداخلت کرنے اور الحضرۃ پر ان کے چڑھائی کرنے کی طرف مائل رہے اور اس دوران میں حکومت ان سے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں سے طویل زمانوں سے غافل تھی کیونکہ حکومت تقسیم ہو چکی تھی اور غربی سرحدوں کا حکمران الحضرۃ کے مطالبہ پر مصر تھا پھر مولانا سلطان ابوبکر نے افریقہ کی دوسری عملداریوں میں دعوت حفصی کا مستقل داعی بن گیا اور وہ حاکم تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے اور بجایہ کی سرحد سے مقابلہ کرنے اور بنی عبدالواد کی فوجوں کو یکے بعد دیگر عربوں اور بنی حفص کے اعیال کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجنے سے غافل ہو گیا ان دنوں قابس کی ریاست کا متولی عبدالملک بن مکی بن احمد بن عبدالملک تھا اور اس کام میں اس کا معاون اس کا بھائی احمد تھا اور یہ دونوں حاکمِ تلمسان ابوتاشفین کے ساتھ ساز باز کرتے تھے کہ وہ اپنی فوجوں اور اپنے ساتھ آنے والے باغیوں کے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کرے اور بسا اوقات سلطان الحضرۃ میں موجود نہ تھا تو یہ الحضرۃ کی طرف جانے میں سلطان کی مخالفت کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالواحد کے ساتھ کیا تھا جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے پس جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا اور بنی زیان کے آثار مٹ گئے تو سلطان ان باغی سرداروں کو بھگانے سے گھبرا گیا جو دیگر ایام میں بغاوت کرتے رہتے تھے اور اس نے قفصہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ ڈر گئے اور احمد بن مکی مقرب سے حجازی قافلے کے ساتھ قابس کے پاس سے گزرنے کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارش کے پیمان پر چلا گیا جہاں سلطان کے کریم آدمی موجود تھے جنہوں نے ان کو اور قافلے کے دوسرے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب مہمان نوازی کی اور انہوں نے اس بات کو اس کے ہاں جانے کا وسیلہ بنایا۔

پس سلطان نے ان کے وسیلوں کو قبولیت بخشی اور مولانا سلطان ابوبکر کی طرف سلطان کے عہد اور رشتہ داری کی بنا پر ان کے متعلق سفارش کرتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اس کی سفارش کو قبول کر لیا اور ان کے انتقام سے درگزر کیا پھر سلطان ابوبکر فوت ہو گیا اور فتنہ کا سمندر موجیں مارنے لگا اور حکومت دوبارہ تقسیم کی حالت کی طرف لوٹ آئی اور الحضرۃ کے حاکم کے لئے ان سے انتقام لینے کے راستے بند ہو گئے پس بنو مکی اور الجرید کے دیگر رؤساء حکومت کے مقابلہ میں خود مختار ہونے ار اطاعت ترک کرنے اور اخراج روکنے کی حالت کی طرف پلٹ آئے۔ پس جب مولانا سلطان ابوالعباس دعوتِ حفصی اور اتفاق کے لئے مختص ہو گیا اور بہت سی باغی ریاستوں پر قابض ہو گیا تو الجرید کے اس زمانے کے لوگوں نے آپس میں مراسلت کی اور اچانک جو مصیبت ان پر آ پڑی تھی اس کے متعلق گفتگو کی اور اس سے نجات پانے کا راستہ تلاش کیا اور عبدالملک بن مکی جنگوں کی مراسلت کے طویل ہو جانے اور اس کے باغیوں کی طرف چلے جانے کی وجہ سے انہیں روکے ہوئے تھے اور اس کا بھائی احمد جو اس کا معاون بھی تھا ۷۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور وہ قابس کا منفرد سردار بن گیا پس انہوں نے اس کے ساتھ اور اس نے ان کے ساتھ مراسلت کی اور سب نے سلطان کے خلاف عربوں کو جتھ بند کرنے اور اموال تقسیم کرنے اور افریقہ کی حکومت میں حاکم تلمسان کو راغب کرنے میں مدد دینے پر اتفاق کیا۔ پس سب نے اس بات کا جواب دیا اور انہوں نے ہرکارے کو حاکم تلمسان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں اپنی طرف سے امید دلائیں اور جھوٹے وعدوں سے بہلایا اور سلطان ابوالعباس اپنی تیاری پر توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اولاد ابواللیل پر غالب آ گیا جو ان کے ساتھ ان

کی مدافعت میں جنگ کیا کرتی تھی اور اس نے قفصہ' توزر اور نفطہ کو فتح کر لیا اور ان پر واضح ہو گیا کہ حاکم تلمسان ان کی مدد سے درماندہ ہو چکا ہے۔

پس اسی وقت عبدالملک نے سلطان کی طرف مراسلہ لکھنے میں جلدی کی اور اسے اپنی طرف سے اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے کا وعدہ کیا اور اس کے بعض نوکروں چاکروں نے اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ادا کر دیا اور اس نے اپنا معاملہ اسے بھیج دیا اور اس کی انتظار میں الحضرۃ واپس لوٹ آیا پس ابن مکی نے اس کے پیش کرنے میں دیر کی اور اسے وعدہ کر کے واپس کر دیا پھر اس کی حکومت میں خرابی پیدا ہو گئی اور اہل ضاحیہ بنو احمد نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جو ذباب کا ایک بطن ہیں اور وہ سوار ہو کر اس کی طرف گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر سختی کی اور انہوں نے حاکم قفصہ امیر ابوبکر سے مدد مانگی تو اس نے اپنی فوج اور سالار کے ساتھ انہیں مدد دی پس انہوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور محاصرہ ختم کر دیا اور ابن مکی نے بعض اہل شہر پر سازش کا الزام لگایا پس اس نے انہیں ان کے گھروں میں بند کر کے قتل کر دیا اور رعیت اس سے بگڑ گئی اور اس کا برا حال ہو گیا اور اس نے بنی علی کے بعض عرب مفسدہ پردازوں سے اس فوج پر جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے شبخون مارنے کی سازش کی اور اس سے یہ شرط کی کہ تم جس قدر چاہو مال لے لینے پس انہوں نے اکٹھے ہو کر ان پر شب خون مارا تو منتشر ہو گئے اور ان سے تکلیف اٹھائی اور سلطان کو ان کی خبر ملی تو وہ برافروختہ ہو گیا اور اس نے قابس پر چڑھائی کا عزم کر لیا اور رجب ۷۸۱ھ میں الحضرۃ کے باہر کئی روز تک پڑاؤ ڈال دیا یہاں تک کہ عطیات لئے اور فوجیں اس کے مددگاروں کے قبائل کے پاس آئیں جو اولاد مہلہل اور سلیم کے دیگر قبائل میں سے تھے پھر وہ قیروان کی طرف اور وہاں سے قابس چلا گیا اور اس نے تیاری مکمل کر لی اور ذباب کے مشائخ جو بنی سلم کے اعراب تھے انہوں نے اس کی ملاقات اور اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور ان میں سے خالد بن سباع بن یعقوب شیخ المحامید اور اس کا عم زاد علی بن راشد دیگر لوگوں کے ساتھ اسے قابس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس نے اپنے آگے آگے اپنے ایلچیوں کو ابن مکی سے معذرت کرنے کے لئے بھیجا اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں انقیاد و اطاعت کے ساتھ واپس کیا پھر اس نے اپنی سواریوں اور ذخائر کو اٹھایا اور شہر سے باہر نکل گیا اور وہ اور اس کا بیٹا یحیٰی اور پوتا عبدالوہاب ذباب کے قبائل کے ہاں اترے اور سلطان کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ جلدی سے شہر کی طرف آیا اور اسی سال ذوالعقدہ میں اس میں داخل ہو گیا اور ابن مکی نے مکانات اور محلات پر قابض ہو گیا اور اہل شہر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو اس کا والی مقرر کیا اور حاکم طرابلس ابوبکر بن ثابت نے سلطان کو اپنی اطاعت اور طرفداری کی اطلاع بھیج دی اور اس کے ایلچی سے قابس سے درے ملے پس جب اس نے اسے مکمل طور پر فتح کر لیا تو اس نے اپنے بعض خاص آدمیوں کو اس بات کی خاطر اس کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں اطاعت کے ساتھ واپس بھیجا اور عبدالملک بن مکی نے قابس سے خروج کے بعد چند راتیں عرب قبائل کے درمیان گزاریں پھر اسے موت نے آ لیا اور وہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا اور پوتا طرابلس چلے گئے پس ابن ثابت نے انہیں اپنے پاس آنے سے روکا تو وہ بزتزور بستی میں الجواری کی کفالت میں جو ذباب کا بطن ہے' اترے اور جب سلطان نے فتح اور اس کے معاملات کو مکمل طور پر طے کر لیا تو الحضرۃ کی

طرف واپس آ گیا اور ۸۲ھ کے آغاز میں ان میں داخل ہو گیا اور اس کا ایلچی طرابلس سے ابن ثابت کا تحفہ جو سامان اور غلاموں پر مشتمل تھا لے کر آیا اس تحفہ میں اس نے اپنے خیال کے مطابق اس کے خراج کو پورا کر دیا اور الحضر ۃ میں انسقراء کے بعد اولا د ابواللیل کے ایلچی اس کے پاس عفو اور قبولیت چاہتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اور ان کا شیخ صولہ بن خالد گیا اور حکیم کے شیخ ابوصعنونہ نے اسے قبول کر لیا اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو وفاداری کی تربیت دی اور وہ اطاعت پر قائم رہے اور کامیابی اور غلبہ ان کے شاملِ حال رہا اور ۸۳ھ کے آغاز تک ان کا یہی حال رہا۔

اولا د ابواللیل کی بغاوت اور پھر ان کے اطاعت کی طرف رجوع کے حالات: جب سلطان فتح قابس کے بعد واپس آیا تو ہم اولا د ابواللیل کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں اور وہ الحضرہ میں اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو قبول کیا اور ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیا اور اس نے اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور اس نے وفاداری کرنے ان سے قسمیں طلب کیں اور ابو یحییٰ زکریا ہوارہ سے خراج لینے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا جسے ان فتنوں کی مدت میں انہوں نے مختص کر لیا تھا اور اولا د ابواللیل اور ان کے حلیف جو حکیم قبیلے سے تھے اس کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا خراج لیا اور اپنی عملداری کے علاقوں میں گھوما اور پھر الحضر ۃ کی طرف واپس آ گیا اور وہ سلطان کے پاس گئے تا کہ اس سے فوج لے کر بلاد الجرید سے حسب عادت اپنا خراج وصول کریں پس سلطان نے اس کام کے لئے ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابو فارس کو بھیجا اور وہ اس کے ساتھ ان کے قبائل میں گئے اور ان سے پہلے ابن مزنی اور ابن یملول اور یعقوب بن علی بکثرت ان کے ساتھ خط و کتابت کرتے تھے اور انہیں انحراف اختیار کرنے اور حاکم تلمسان کی مدد کی دعوت دیتے تھے اور جب انہوں نے ابوزیان کو بسکرہ میں قید کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اولا د ابواللیل کی رگوں میں مخالفت نے جوش مارا تو وہ یعقوب بن علی سے تعلق پیدا کرنے کی طرف مائل ہوئے کیونکہ انہیں حاکم تلمسان کے ساتھ آپ نے بات کی مضبوطی اور افریقہ کے مضافات پر دوبارہ غلبہ پانے سے مایوسی ہو چکی تھی پس انہوں نے امیر فارس کو قفصہ میں اس کی امن گاہ تک پہنچانے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور الزاب کی طرف اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔

پس انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور وہ یعقوب اور ابن مزنی سے بھی ملے اور ان کے پاس ابی حمو کا ایلچی پیغام لے کر آیا کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتا اور امیر ابوزیان انہیں چھوڑ کر اسی راستے پر چلا گیا اور انہیں اپنی حکومت سے پیٹھ پھیرنے پر دوبارہ ندامت ہوئی اور یعقوب نے انہیں دوبارہ سلطان سے گفتگو کرنے پر آمادہ کیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو الفر بن ابی عبداللہ محمد بن ابی جلال کے ساتھ بھیجا تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان سے اچھی طرح درگزر کیا اور اس نے اپنے بھائی یحییٰ کو انہیں امان دینے اور ان سے انس پیدا کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ان پر ان کی توقع سے بھی بڑھ کر ان کی رضامندی کے لئے خرچ کیا اور کامیابی اور غلبہ آپس میں باہم مل گئے۔

ابن یملول کے بیٹے کا توزر پر غلبہ اور توزر کا امن سے واپس ہونا: قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب یحییٰ بن یملول بسکرہ میں فوت ہو گیا تو اس نے ابو یحییٰ کے نام ایک بچہ پیچھے چھوڑا اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس نے

۸۲ھ میں اعراب اور ریاح مرداس کی فوجوں کے ساتھ توزر پر کیسے چڑھائی کی اور جب اس کے بعد ۸۳ھ کا سال آیا تو سلطان اور کعوب کی اولاد مہلہل کے درمیان ناراضگی پیدا ہو گئی اور اپنے صحرائی سرمائی مقامات میں آ گئے۔ پس ان کے امیر یحییٰ بن طالب نے اس بچے ابو یحییٰ کے متعلق بسکرہ سے آدمی بھیجا اور وہ توزر کے میدان میں اپنے قبائل میں اترا اور بچے کو اس کے حصار میں پھینک دیا اور شہر کے نواح سے اس کے مددگار اور صحرائی عربوں کے اشراف اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے شہر پر چڑھائی شروع کر دی اور اس کے باشندوں سے جنگ شروع کر دی اور وہاں پر المنتصر یحییٰ ابی بن طالب کے گھر بھاگ کر آیا تھا اور اس سے پناہ لی تھی پس اس نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن قفصہ میں پہنچا دیا' جہاں کا عامل عبداللہ الترکی تھا اور ابن یملول نے توزر پر قبضہ کر لیا اور اس کے پاس جو کچھ تھا اور اس نے توزر کے ذخائر سے جو کچھ نکالا تھا عربوں کو عطیات دینے میں ختم کر دیا اور انہیں پورے ایک سال کا خراج زائد بھی ادا کیا اور اس نے فوج کو درست کیا اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اربص کی طرف کوچ کر گیا اور وہ اعراب کو دوست بنانا اور اولاد مہلہل جنگ کرنے کے لئے ان جیسے لوگوں اور ان کے دشمنوں اولاد ابواللیل اور ان کے حلیفوں کو جمع کرتا یہاں تک کہ وہ ستبہ کے محل میں اترا اور انہیں کئی روز تک آرام دیا یہاں تک کہ ہر جانب سے اسے مدد پہنچ گئی اور وہ توزر جانے کے ارادے سے اٹھا اور جب وہ قفصہ میں اترا تو اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ اور اس کے بیٹے امیر المنتصر نے فوج کا سالار بنایا اور اس کے ساتھ صولہ بن خالد بھی اپنی قوم اولاد ابواللیل کے ساتھ موجود تھا اور یہ ان کے پیچھے تیاری کر کے چلا اور جب اس کا بھائی اور اس کا بیٹا توزر پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ خوب سختی کی پھر سلطان پہنچ گیا تو فوجوں نے اس کی اطراف سے حملہ کیا اور ایک روز شام تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر انہوں نے صبح سویرے جنگ شروع کر دی اور ابن یملول کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ گیا اور انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی جان بچاتے ہوئے عربوں کے خیموں میں گیا اور سلطان نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو اس کے دارالامارت میں پہنچا دیا اور خود قفصہ کی طرف واپس آ گیا پھر ۸۴ھ کے نصف میں وہاں سے تونس آ گیا۔

امیر زکریا بن سلطان کا توزر کا والی ہونا: پھر اگلے سال ابن یملول توزر پر چڑھائی کرنے کے لئے دوبارہ واپس آیا اور سلطان بھی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو وہ الزاب کی طرف واپس لوٹ گیا اور سلطان قفصہ میں آیا تو وہاں اس کا بیٹا المنتصر اسے ملا اور اہل توزر نے المنتصر کے حاجب ابوالقاسم شہرزوری کی شکایت کی پس اس نے ان کی شکایت کو سنا اور خواص نے بھی اسے اس کی بداخلاقی اور قبیح افعال کی اطلاع دی تو اس نے اسے قفصہ میں گرفتار کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال کر تونس لایا گیا تو اس بات سے المنتصر ناراض ہو گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ توزر کا والی نہیں بنے گا اور وہ سلطان کے ساتھ تونس گیا اور سلطان نے امیر زکریا کو توزر کا والی بنایا جو اس کے چھوٹے بیٹوں میں سے تھا کیونکہ وہ اس سے نجابت کے آثار دیکھتا تھا۔ پس اس کے بارے میں اس کی فراست درست نکلی اور اس نے اس کی حکومت سنبھالی اور اس کی خوب مدافعت کی اور اس نے عربوں کے بھاگ جانے والے قبائل اور ان کے امراء کے ساتھ موانست کی یہاں تک کہ اس کی حکومت بہتر ہو گئی۔

حاکم بجایہ امیر ابوعبداللہ کی وفات: جب سلطان تونس فتح کے لئے چلا تو جیسے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے محمد کو والی بنایا اور اس کا حاجب مقرر کیا اور اسے وصیت کی کہ وہ شہر کے لیڈر اور اہل شطارہ اور جوالیہ کے بحری بیڑے کے پہلے سالار اور ان کے تیراندازوں کے سردار محمد بن ابی مہدی کی طرف رجوع کرے۔ پس امیر ابوعبداللہ نے بجایہ میں نہایت شاندار طریق پر حکومت قائم کی اور ابن مہدی کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا پس وہ اس کے محلات میں چلتا پھرتا اور اس کی مہمات میں اسے کفایت کرتا اور سلطان کے احوال میں اس کی رضامندی کا خیال رکھتا اور امیر بھی اس کی اس بات کو سمجھتا اور اسے اس کا حق دیتا یہاں تک کہ ۸۵ھ کے اوائل میں موت نے اسے آلیا اور وہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اس کے باپ کو تونس میں اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے کی جگہ اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کے لئے بجایہ کی ولایت کے عہد کو نافذ کرنے کے لئے جلدی کی اور اس کی حکومت کا کفیل ابن ابی مہدی کو بنایا جو اس پر حاوی تھا اور اس کے باعث اس کے معاملات دستور ہو گئے۔

الزاب پر سلطان کی چڑھائی: میں نے کتاب کی تالیف کو ابن یملول کے ہاتھوں سے توزر کو واپس لینے تک پہنچا دیا ہے اور میں ان دنوں میں تونس میں مقیم تھا پھر میں ۸۴ھ کے نصف میں فرض کی ادائیگی کے لئے سمندری سفر کے ذریعے بلاد مشرق کی طرف گیا اور اسکندریہ اور پھر مصر میں اترا پھر ہمیں آنے والوں کی زبان سے مقرب کی خبریں ملنے لگیں اور سب سے پہلے ہمیں ۸۵ھ میں بجایہ میں اس امیر ابن سلطان کی وفات کی خبر ملی پھر اس کے بعد ۸۶ھ میں ہمیں الزاب کی طرف سلطان کی طرف چڑھائی کی خبر ملی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بسکرہ اور الزاب کا حاکم احمد بن مزنی اپنے عہد میں اطاعت کے معاملہ میں مضطرب تھا اور اکثر سالوں کا خراج ان عربوں کی مدافعت پر اعتماد کرتے ہوئے روک لیتا تھا جو الزاب کے نواح اور تلول کی حفاظت میں ہلاک ہو گئے تھے اور اس بارے میں اس کا اعتماد یعقوب بن علی اور اس کی زواودہ قوم پر تھا اور اس کے کچھ عجیب وغریب حالات حکومت کے حالات میں سو لکھے گئے ہیں اور ابن یملول نے اس کے شہر میں پناہ لی تھی اور اس کی فضا میں ایک بسیرا بنایا تھا اور اس نے اس کے مشورے اور مدد سے کئی بار توزر پر چڑھائی کی جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے عزائم سے آگاہ کیا پھر وہ ۸۶ھ میں فوجوں کے جمع کرنے کے بعد الزاب جانے کے لئے تیار ہوا اور بنی سلیم کے عربوں سے دوستی کی پس وہ سب اس کے ساتھ چل پڑے اور وہ محض تبسہ سے گزرا پھر جبل اوراس کی طرف بہودہ شہر کی طرف چلا گیا جو الزاب کے مضافات میں سے ہے اور اس نے زواودہ اور ان کے ساتھی ریاحی قبائل کو بنی سلیم کی غیرت سے بسکرہ اور الزاب کی مدافعت کے لئے اکٹھا کیا کہ وہ شبل زواودہ میں سے بنی سباع کے سوا ان کے اوطان اور چراگاہوں میں نہ چلے جائیں کیونکہ وہ سلطان کے طرفدار بن گئے تھے اور ابن مزنی اپنے وطن کے مخالفوں اور اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ نکلا پس انہوں نے اپنی فوجوں کے ساتھ بسکرہ کو بھر دیا اور فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سلطان نے کئی روز تک ان سے جنگ کی اور وہ یعقوب بن علی سے بھی مراسلت کرتا رہا کیونکہ وہ اسے لالچ دیتا رہتا تھا کہ وہ ابن مزنی کے خلاف اس کی مدد کرے گا اور یعقوب اس کی قوم کو اس سے منحرف کر کے اور انہیں ابن مزنی کے ساتھ شامل کر کے اسے دھوکا دیتا رہا اور اس کی اطاعت قبول کرنے میں اسے رغبت دلاتا رہا اور اس

نے ریاح کے ساتھ جنگ ختم کر دی یہاں تک کہ اسے جنگ کا موقع مل گیا تو سلطان نے اس کے مشورے کو قبول کر لیا اور ابن مزنی اور ریاح نے اس سے نگاہ پھیر لی اور اس نے اس کی اطاعت اور اس کا معین خراج قبول کر لیا اور وہ واپس لوٹ آیا اور اس کے پاس سے گزرا پھر قسنطینطہ آیا اور وہاں آرام کیا پھر تونس کی طرف کوچ کر گیا اور ۸۰ھ کے نصف میں وہاں پہنچ گیا۔

قابس کی طرف سلطان کی چڑھائی: سلطان نے ۸۱ھ میں قابس کو فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور وہاں سے بنی مکی کو بھگا دیا پس یہ طرابلس کی طرف گیا اور ان کے بڑے سردار عبدالملک اور عبدالرحمٰن جو اس کے بھائی احمد کا لڑکا فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا یحییٰ حج کے لئے چلا گیا اور عبدالوہاب نے توزر میں اقامت اختیار کر لی پھر وہ اپنے ملک کے متعلق کوشش کرتا ہوا جبال قابس کی طرف لوٹ آیا اور اس کا یہ کام اس وجہ سے درست ہو گیا کہ اہل شہر کی ایک جماعت نے وہاں کے عامل یوسف بن الابار پر اس کی بدکرداری اور بری سیاست کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا پس انہوں نے ابن مکی کے پیروکاروں کی ایک جماعت کو قابس کے مضافات اور اس کی بستیوں میں داخل کیا اور ان سے وعدے کئے پس وہ اپنی معیاد مقررہ پر آئے اور عبدالوہاب بھی ان کے ساتھ تھا اور انہوں نے دروازے میں گھس کر دربان کو قتل کر دیا اور ابن الابار کو ۸۲ھ میں اس کے مسکن پر قتل کر دیا اور عبدالوہاب نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنے اسلاف کی طرح وہاں خود مختار بن گیا اور اس کا بھائی یحییٰ مشرق سے آیا تو اس نے کئی بار اس سے شہر کی حکومت لینے کے لئے اس پر چڑھائی کی مگر وہ اسے نہ ملی اور وہ الحامہ کے حاکم کے ہاں اترا اور اس کے ہاں قیام کر کے اس سے شہر کی حکومت لینے کی کوشش کرنے لگا پس عبدالوہاب نے الحامہ کے حاکم کو پیغام بھیجا اور اسے مال دیا کہ وہ اسے اس پر قابو دے دے تو اس نے اسے اس کی طرف بھیجا تو اسے بعض عروسیوں نے قید کر لیا اور وہ سلطان کو اطاعت کے متعلق ورغلانے لگا اور الضاحیہ کے اعراب میں جو ذتاب وغیرہ سے تھے اپنا مال خرچ کرنے لگا تا کہ وہ اس کی موافقت کریں اور اس نے اس خراج کو بھی روک لیا جو وہ اطاعت کے ایام میں سلطان کو ادا کرتے تھے اور سلطان اپنی فکرمندی میں ان سے غافل تھا۔

پس جب وہ افریقہ اور الزاب میں اپنے مشاغل سے فارغ ہوا تو اس نے ۸۹ھ میں اپنی فوج تیار کرنے کے بعد اس پر چڑھائی کی اور عربوں میں اپنے دوست بنائے اور انہیں عطیات دیئے اور قابس میں اترا اور اس نے اس کے محاصرے کے لئے ہتھیار جمع کئے اور اس کے نواح کو لوٹا اور اس سے جنگ کرتا ہوا اس کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتا ہوا اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ بہت سے لوگوں کو واضح طور پر واپس لے آیا اور اس کے میدان میں خواہش موجیں مارنے لگی اور وہ درختوں کے درمیان گھنے سایوں میں اس کے روپوش ہونے اور تعفن کی وجہ سے اسے مضر صحت خیال کرنے لگے پس وہ گند جسے وہ وہاں دیکھا کرتا تھا اللہ کی رحمت سے ختم ہو گیا اور بسا اوقات بیماریوں سے بھی جسم تندرست ہو جاتے ہیں اور جب ان کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا اور ابن مکی کو اپنے محصور ہو جانے کا خیال آیا تو اس نے سلطان سے اس کی رضامندی اور امان طلب کی تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے امان دے دی اور اپنے بیٹے کو اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے پر یرغمال بنایا اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور تونس واپس لوٹ آیا اور ابن مکی کے

حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ اس کا چچا یحییٰ اس پر غالب آ گیا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

المنتصر کا توزر میں اپنی حکومت کی طرف واپس آنا اور اس کے بھائی زکریا کا نفطہ اور نفزادہ کا حکمران ہونا: جن دنوں المنتصر توزر پر حکمران تھا' عرب اس کی سیرت کی تعریف کرتے اور اس کے ساتھ محبت کرتے اور اس کی پیروی کرتے تھے پس جب سلطان قابس سے واپس لوٹا تو وہ اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے المنتصر کو بلاد جرید کا والی بنا دیا اور جونہی وہ اس کی عملداری توزر میں آیا تو اس نے اس کی ولایت بنو مہلہل کو دے دی اور انہوں نے اپنی عورتوں کو اونٹنیوں کے کجادوں میں سوار کر لیا اور وہ ان کے منہ برہنہ کر کے ان کے ساتھ سلطان کو ملے کہ وہ دوبارہ المنتصر کو توزر بھیجے کیونکہ اس میں ان کا فائدہ ہے پس سلطان نے ان کی بات کو قبول کیا اور اسے توزر کی طرف واپس کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے زکریا کو نفطہ کی طرف منتقل کر دیا اور اس کے ساتھ نفزادہ کی عملداری بھی شامل کر دی پس وہ وہاں گیا اور اس نے وہاں جا کر خوب کام کیا اور قوت حاصل کیا جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کی ولایت ۹۰ھ کے آغاز میں تھی۔

قسنطینطہ کے حاکم امیر ابراہیم کی زواودہ کے ساتھ جنگ اور یعقوب بن علی اور امیر ابراہیم کی وفات:

زواودہ کو قسنطینطہ میں حسب مراتب مقررہ عطیات ملتے تھے اور سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ ان کے ہاتھوں میں تلول اور الزاب کے کچھ شہر زائد آ گئے تھے اور اس عہد میں حکومت کا حلقہ تنگ ہو گیا اور خراج بھی کم ہو گیا اور عرب مسیل میں اپنے شہروں میں اپنی اراضی کاشت کرنے لگے اور اس کے خراج کا خیال نہ رکھتے پس ان کے خراج روکنے سے آمدنی کم ہو گئی اور ان کی اطاعت میں خرابی پیدا ہو گئی اور ان کے ہاتھ فساد اور لوٹ مار کرنے لگے اور جب امیر ابراہیم اپنی باپ کی رکاب میں اپنی چڑھائی سے قابس کی طرف لوٹا تو سالوں سے اس کے خراج میں کمی آ گئی تھی اور وہ انہیں وعدوں سے بہلانے لگا پس جب وہ قابس سے لوٹا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس سے اپنا عطیہ مانگا تو وہ ان پر سوار ہو گیا اور واپسی پر اس کے پاس ابن علی آیا تو اس نے اسے کہا کہ عربوں کے مطالبات میں انصاف سے کام لو تو اس اس سے منہ پھیر لیا اور ایک طرف چلا گیا اور اسے چھوڑ دیا اور اس نے عربوں میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کیا اور اس سے اس کا مقصد اس کے دشمنوں کو جمع کرنا تھا پس اولاد سباع بن یحییٰ اور ان کے ذوبانی اور ریاحی بدوؤں میں سے بہت سے آدمیوں نے اسے جواب دیا اور یعقوب سے نکل کر نفادوس میں اترا اور وہاں قیام کیا اور اس کی قوم تلول قسنطینطہ میں لوٹ مار کرنے لگی اور کھیتوں کو اجاڑنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے عوام کے اموال کا صفایا کر دیا اور وہ لتھڑے ہاتھوں اور بوجھل کمر کے ساتھ اس کے ساتھ جا ملے پھر اسے بیماری لاحق ہو گئی اور وہ ۹۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے جسم کو بسکرہ لا کر دفن کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کی قوم میں اس کا بیٹا محمد کھڑا ہوا اور مسلسل سرکشی پر قائم رہا اور ۹۱ھ کے نصف میں کی طرف گیا اور امیر ابراہیم نے اس کے زواودی دشمنوں سے دوستی کر لی اور ستہ بن عمر نے جو یعقوب بن علی کا بھائی تھا اولاد عائشہ ام عمر کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور اس کا بھائی صمیت اس کی مخالفت میں محمد بن یعقوب کی طرف چلا گیا اور انہوں نے امیر ابراہیم کے ساتھ جنگ کی پس انہوں نے اسے شکست دی اور ابوستہ قتل ہو گیا پھر سلطان نے ان سے جنگ کرنے کے لئے اکٹھا کیا

اور انہیں سے دیا اور اس سال انہیں ان کے گرمائی مقام میں آنے سے روک دیا اور وہ اپنے سرمائی مقامات میں چلے گئے اور اس کے بعد التلول کی طرف آنے سے درماندہ ہو گئے اور انہوں نے گرمی کا موسم الزاب میں گزارا اور وہاں سے سرمائی مقامات آ گئے اور ان کے پاس خوراک ختم ہو چکی تھی اور انہوں نے الزاب کے نواح میں کھیتیوں کو اجاڑ دیا اور قریب تھا کہ ان کے اور ابن مزنی کے درمیان جو اس فتنہ کے خلاف انہوں نے مدد کی تھی اس کا معاملہ خراب ہو جاتا پھر وہ التلول کی طرف چلے گئے اور امیر ابراہیم نے اسے اپنے سے دور کرنے کے لئے اکٹھ کیا اور اسی دوران میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی اور وہ ۹۲ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور محمد بن یعقوب بسرعت تمام قسنطینطہ کے نواح میں گیا اور وہاں اطاعت کا اظہار کرتے اور مخالفت سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے فروکش ہو گیا اور اس نے اہل شہر میں امان اور امارت کا اعلان کر دیا۔

پس رعایا اور راستوں کے احوال درست ہو گئے اور انہوں نے سلطان کے پاس تونس میں امان اور رضامندی طلب کرتے ہوئے آدمی بھیجا پس اس نے انہیں امان اور اپنی رضامندی دے دی اور اس نے ابراہیم کی جگہ اس کے بیٹے کو قائم کیا اور اسکی کفالت اور اس کی حکومت کے قیام کے لئے الحضرۃ سے اپنے غلام بشیر کے لڑکے محمد کو بھیجا پس اس سے قسنطینطہ کی حکومت کو سنبھالا اور اس کے احوال درست ہو گئے۔

افرنجی نصاری کی مہدیہ سے جنگ: فرنجی قوم بحر روم کے پرے شمال میں رہتی تھی اور رومی حکومت کے خاتمہ کے بعد انہیں غلبہ اور حکومت حاصل ہو گئی تھی پس انہوں نے اس کے جزائر اور سردانیہ میورقہ اور صقلیہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے بحری بیڑوں نے اس کی فضا کو پر کر دیا اور انہوں نے سواحل شام اور بیت المقدس کی طرف آ کر ان پر قبضہ کر لیا اور اس سمندر میں دوبارہ ان پر غلبے کا دبدبہ چھا گیا حالانکہ اس میں مسلمانوں کا دبدبہ تھا اور موحدین کی حکومت کے آخر تک اس کے بحری بیڑوں اور جہازوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا پس فرنج نے ان کو مغلوب کر لیا اور دوبارہ ان کو غلبہ حاصل ہو گیا اور مغرب کے بحری بیڑے ایک زمانے تک اس سے دور رہے پھر فرنجہ کی ہوا اکھڑ گئی اور افرنسہ میں ان کی حکومت کے مرکز میں کھلبلی مچ گئی اور اہل برشلونہ جنوہ اور بنادقہ وغیرہ کی افرنجی نصرانی پارٹیاں منتشر ہو گئیں اور کئی حکومتیں بن گئیں اور سواحل افریقہ کے شہروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کے بہت سے عزائم پورے ہو گئے اور اہل بجایہ نے تیس سال سے اس کا آغاز کر دیا ہوا تھا پس سمندری غازیوں کا ایک طائفہ اکٹھا ہو جاتا اور وہ بحری بیڑے کو انتخاب کرتے پھر اس کے لئے بہادر جوانوں کو منتخب کرتے پھر اس پر سوار ہو کر غفلت کے وقت سواحل افرنجہ اور ان کے جزائر کی طرف چلے جاتے اور جو کچھ وہاں سے ملتا اسے اچک لیتے اور کافروں کا بحری بیڑوں سے جنگ کرتے اور اکثر انہیں غلبہ حاصل ہو جاتا اور یہ غنائم اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹتے یہاں تک کہ بجایہ کی مغربی سرحدوں کے سواحل ان کے قیدیوں سے بھر گئے اور جب وہ اپنی حاجات کے لئے منتشر ہوتے تو شہروں کے راستے زنجیروں اور بیڑیوں کے زور سے گونج اٹھتے اور وہ ان کا بہت گراں فدیہ مانگتے جس کی ادائیگی اس کے لئے مشکل ہوتی پس یہ بات فرنجی قوم کو گراں گزری اور ان کے دل ذلت اور حسرت سے لبریز ہو گئے اور وہ اس کے بدلہ سے عاجز آ گئے اور باوجود دوری کے انہوں نے

سلطان کے پاس افریقہ میں شکایت کی مگر وہ اس کے سننے سے بہرہ ہو گیا اور انہوں نے آپس میں اپنے حصول اور غالب آنے والے جوانوں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے بدلہ لینے کے لئے ایک دوسرے کو پکارا اور ان کی تیاری کی خبر سلطان تک پہنچ گئی تو اس نے اپنے بیٹے ابو فارس کو اہل نواحی کو جمع کرنے کے لئے بھیجا نیز یہ کہ وہ بحری بیڑے کی نگرانی کرے اور جنوہ اور برشلونہ اور ان کے پرے کے بحری بیڑے اکٹھے ہو گئے اور ان کے پڑوس میں نصرانی اقوام تھیں اور وہ جنوہ سے چلے اور ۷۹۲ھ کے وسط میں مہدیہ کی بندرگاہ میں اترے اور غفلت کے وقت رات کو وہاں آ گئے اور وہ راستہ خشکی کی جانب سے سمندر میں یوں داخل ہوتا تھا جیسے منہ سے باہر نکلی ہوئی زبان ہوتی ہے۔

پس وہ وہاں لنگر انداز ہو گئے اور انہوں نے پہلے راستے کے پاس اس کے اور خشکی کے درمیان لکڑی کی دیوار بنا دی یہاں تک کہ وہ ان کی حکومت کی پناہ گاہ بن گئی اور اس کے اوپر انہوں نے برج بنائے اور انہیں جانبازوں سے بھر دیا تا کہ وہ شہر کے جانبازوں اور مسلمانوں کے شہروں سے ان کے پاس آنے والوں سے اچھی طرح لڑ سکیں اور انہوں نے لکڑی کا ایک برج قلعے کی طرف بنایا جو پناہ گاہ کی پناہ گاہ دیواروں پر جھانکتا تھا تا کہ ان کی مصیبت بڑھ جائے اور اہل شہر قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے بڑی دلجمعی اور ثواب کے حصول کی خاطر ان سے جنگ کی اور شہر کے نواح سے ان کے پاس فوج بھی آ گئی اور ان کے درمیان فرنجی حائل ہو گئے اور یہ خبر سلطان کو بھی مل گئی تو وہ فکر مند ہو گیا اور اس نے اس کی امداد کے لئے پے در پے فوجیں بھیجیں پھر اس کا بھائی ابوزکریا یحییٰ اور باقی ماندہ بیٹے موجودہ فوج کے ساتھ اس دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلے اور اعراب کے جنگجو وغیرہ بھی آ گئے اور اس کے میدان میں جمع ہو گئے جہاں ان کے مسلمانوں کے درمیان جنگ جاری تھی جس سلطان کے بیٹے بڑے نمایاں تھے اور اگر الٰہی حمایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ امیر ابو فارس مشکل میں پھنس جاتا پھر شہر کی فصیلوں سے ان پر پتھر، تیر اور پٹرول پڑا اور سمندر کی طرف جھانکنے والا برج جل گیا پس وہ اس کے جلنے سے غمگین ہو گئے پھر دوسرے دن اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے اور اہل مہدیہ ایک دوسرے کو نجات کی خوشخبری دیتے ہوئے اور امراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکل آئے اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہوں نے کوئی حاصل نہ کی اور فوجوں کو اللہ ہی جنگ کے لئے کافی ہو گیا اور امیر ابو یحییٰ نے فصیلوں کی مرمت کا حکم دے دیا اور ان کی خرابی کو درست کر دیا گیا اور وہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادے کو پورا کیا اور انہیں اپنے اور ان کے دشمن پر کامیابی دی۔

قفصہ کی بغاوت اور اس کا محاصرہ: سلطان ابو العباس نے قفصہ پر قبضہ کرتے وقت اپنے بیٹے امیر ابوبکر کو اس کا والی بنایا اور اس کی خدمت کے لئے اپنی حکومت کے آدمیوں میں سے عبداللہ الزیکی کو کھڑا کیا جو ان کے دادا سلطان ابو یحییٰ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا پس اس نے اس کی حکومت کو منظم کیا اور ایک سال تک وہاں رہا پھر وہاں کی امارت سے الگ ہو گیا اور ۷۸۲ھ میں اس کے باپ کے پاس تونس آ گیا پس سلطان نے حفصہ کی حکومت عبداللہ الزیکی کو دے دی اور اسے اس اعتماد پر وہاں والی مقرر کیا کہ وہ اس کے امور کو سرانجام دے سکے گا اور وہ اپنی وفات تک جو ۷۹۴ھ میں ہوئی وہاں کا والی رہا اور سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو والی بنایا اور اس کے بھائی بھی تھے جو بہت زبردست تھے پس

اس پر ایسی مصیبت نہیں آئی جیسے اس کی قوم پر آئی اور سلطان نے اُسے ملک کی حکومت پر باقی رکھا پس ان بھائیوں نے اپنے کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر لیا اور سرکشی کا اظہار کیا پھر شہر کے بڑے آدمیوں نے اسے بنی عبداللہ الزیکی سے بیزاری کے اظہار پر آمادہ کیا کیونکہ انہیں ان کے متعلق شک تھا کہ وہ دوبارہ سلطان کی اطاعت کر لیں گے پس اس نے ان پر حملہ کیا اور انہیں باہر نکال دیا اور ان کا صفایا کر دیا اور اپنی قوم کی طرح خود مختار رئیس بن بیٹھا پھر اس نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اعراب سے دوستی کی اور بہت عطیات دیئے اور قفصہ پر حملہ کر دیا اور ۹۵ھ کے نصف میں اس کے میدان میں جا اترا اور انہوں نے بھی تیاری کر لی اور قلعہ بند ہو گئے پس اس نے ان کے ساتھ مسلسل جنگ کی اور انہیں عذاب کا مزہ چکھایا اور اس کی رسد بند کر دی اور ان کا گلا گھونٹ دیا پھر اس نے ان کی کھجوروں کو کاٹ دیا یہاں تک کہ ان کے تنے گر گئے اور میدان کھلا ہو گیا اور ان کا گلا گھٹ گیا۔

پس ان کا شیخ دینڈن سلطان کے پاس اپنے شہر اور قوم کی صلح کے لئے آیا تو اس نے اس سے دھوکہ کیا اور اسے اس امید پر قید کر دیا کہ وہ شہر پر قبضہ نہ کرے اور بنی العابد کا ایک آدمی جس کا نام عمر بن حسن تھا' ان کی مصیبت کے ایام میں قفصہ سے چلا گیا اور مقرب میں بہت دور تک چلا گیا۔ پھر واپس آ کر الزاب کی اطراف میں اتر گیا اور جب دنیدن قفصہ میں مستقل حاکم بن گیا تو وہ اس کے پاس آیا تو اس نے کئی روز تک اسے اپنے ساتھ رکھا پھر اسے اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا پس جب سلطان نے اس سے دھوکہ کیا تو مشائخ نے اکٹھے ہو کر اسے امارت دے دی اور انہوں نے عربوں کی طرف آدمی بھیجے جو ان سے اپنے ان ذخائر کے متعلق مہربانی کے طالب تھے جو ان کے پاس پڑے تھے اور انہوں نے ان کو اموال دیئے۔ پس صولہ بن خالد بن حمزہ امیر اولاد ابواللیل نے ان کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنی فوج کے ساتھ شہر کے باہر سے سلطان پر چڑھائی کرنے گیا اور اس کے عرب مددگار جیات میں اپنے اونٹوں کے لئے گھاس تلاش کرنے کے لئے اس سے بہت دور چلے گئے پس اس سے اس بات نے خوفزدہ کر دیا کہ صولہ اپنی قوم میں اپنے جھنڈے کے ساتھ نکلا ہے پس وہ بھاگ گیا اور اس کی قوم نے اس کی اتباع کی اور وہ اپنے بیٹوں اور خواص کے ساتھ مسلسل ان پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے ان کو ایڑیوں کے بل واپس لوٹا دیا اور وہ بسرعت تمام تونس کی طرف چلا گیا اور وہ بھی اس کے تعاقب میں تھے مگر وہ تلواریں اور نیزے مارنے کے سوا اس سے ایک رسی بھی حاصل نہ کر سکے یہاں تک کہ وہ الحضرہ پہنچ گیا پھر صولہ اپنے کیے پر پچھتایا اور سلطان سے اپنی اطاعت کے متعلق مراسلت کی مگر وہ نہ مانا اور ۹۶ھ میں اپنے سرمائی مقام کی طرف آ گیا اور ابن یملول نے صولہ کو بلایا اور اسے توزر کے محاصرہ پر آمادہ کیا اور وہاں اس کے ساتھ اپنی قوم کو بھی اتارا پس امیر المنتصر بن سلطان ان کے دفاع کے لئے آیا یہاں تک کہ یہ نا امید ہو گئے اور ان کی آراء میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ توزر سے الگ الگ ہو کر چلے آئے اور صولہ گرمی گزارنے کے لئے تلال چلا گیا اور اس نے سلطان کو دوبارہ اپنی اطاعت کے متعلق رغبت دلائی اور جب سلطان قفصہ سے بھاگا تھا دنیدن نے اسے اس جانب میں چھوڑ دیا تھا۔ پس جب وہ تونس پہنچا تو اہل قفصہ نے اسے واپس آنے کے لئے پیغام بھیجا تو اس کے بعض پیروکاروں نے انہیں جواب دیا اور وہ شہر میں داخل ہو گیا پس عمر بن العابد نے جلدی سے اسے اس مکان میں پکڑ لیا جہاں

وہ اترا تھا اور اسے قتل کر دیا اور وہ قفصہ کا خود مختار سردار بن گیا اور اہل قفصہ سلطان کے حملے اور نافرمانی کے برے انجام سے ڈر گئے پس انہوں نے سلطان کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیج دی اور اس نے ان پر اپنے عامل کے آنے کی شرط لگائی یہ ہماری ان کے متعلق آخری اطلاع ہے۔

عمر بن سلطان کی سفاقس پر حکمرانی اور وہاں سے قابس اور جزیرہ جربہ پر اس کا قبضہ کرنا: امیر عمر بن سلطان قسنطینہ کے امیر ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا اور یہ اپنے بھائی ابراہیم کی کفالت میں رہتا تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا سلطان کے پاس چلا گیا اور یہ اس کے پاس قیام پذیر ہو گیا اور جب شیخ طرابلس ابوبکر بن ثابت کی وفات کے بعد اس کی قوم پریشان ہو گئی اور ان کا رئیس ابن خلف سلطان کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے عمر کو ۹۲ھ میں طرابلس کے محاصرہ کے لئے بھیجا اور اس نے ایک سال تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کی رسد بند کر دی یہاں تک کہ وہ اکتا گئے اور یہ خود بھی طویل قیام سے اکتا گیا پس انہوں نے اسے ٹیکس ادا کیا تو یہ ۹۵ھ میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اسے قفصہ کے اردگرد چکر لگاتا ملا جب لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور وہ راستے میں جربہ کے پاس سے گزرا اور اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس کے باپ کے عامل نے جو معلوجی موالی میں سے تھا اسے داخل ہونے سے روک دیا تو اس نے اس بات سے برا منایا اور اپنے باپ کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے سفاقس کا والی بنا دیا اور اس کے ساتھ برجہ کی ولایت کا وعدہ کیا اور یہ سمندر پار کر کے جزیرہ جربہ میں پہنچا اور وہاں کے تمام قبائل اس کے ساتھ مل گئے اور منصور عامل اس کے قلعے میں جسے افرنج کی زبان میں قشتبل کہتے تھے قلعہ بند ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سلطان سے خط و کتابت کی پس اس نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے سے اپنے بیٹے پر قابو دے دے اور جزیرہ سے الگ ہو جائے۔ پس وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر امیر عمر شاہ قابس کی طرف گیا اور الحامہ کے باشندوں سے اس معاملے میں ساز باز کی تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا اور ۹۶ھ میں اپنی فوجوں سمیت اس کے ساتھ چل پڑے پس اس نے اس پر شب خون مارا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے رئیس یحییٰ بن عبدالملک مکی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قابس سے بنی مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں امیر عمر خود مختار حاکم بن گیا۔

سلطان ابوالعباس کی وفات اور اس کے بیٹے ابوفارس عزوز کی حاکمیت: سلطان ابوالعباس کو نقرس کا پرانا درد تھا اور اکثر سفروں میں اسے خچروں پر سوار کرایا جاتا پھر آخری عمر میں مرض شدت اختیار کر گیا اور ۹۶ھ میں وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا اور اس کا بھائی زکریا حکومت میں اس کا معاون اور اس کے بعد ولی عہد تھا اور اس کا بیٹا محمد بونہ کا والی تھا پس اس نے پہلے اپنی امارت کو چھوڑ دیا اور سلطان کے بہت سے لڑکے تھے جو اپنے باپ پر زیادتی کرتے تھے اور اپنے چچا زکریا سے ناراض تھے اور اپنے باپ کے بعد اس کے حملہ سے ڈرتے تھے پس جب سلطان قریب المرگ ہوا تو وہ اپنے چچا سے زیادہ گھبرانے اور خوف کھانے لگے اور سلطان نے اپنے عہد میں ان کے بڑے بھائی کو قسنطینہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے پہلے ان کے پاس چلا گیا اور اس کے بعد باقی بھائی اپنے بڑے بھائی ابوفارس عزوز کے پاس جمع ہو گئے پس انہوں نے اپنے چچا زکریا کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آیا اور اسے ایک کمرے میں بند کر

دیا اور اس پر پہرہ لگا دیا اور سلطان اس کے تین روز بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے ۴ شعبان ۸۶ھ کو اپنے بھائی ابو فارس کی بیعت کر لی اور اہل شہر خواہ وہ سردار تھے یا عوام اس کی بیعت کو جوق در جوق آئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور اس نے حکم دیا کہ اس کے چچا کے گھر جو اموال اور ذخائر ہیں انہیں اٹھا کر اس کے محل میں لے جایا جائے یہاں تک کہ اس نے سب کچھ لے لیا اور قید خانے میں اس پر سختی کی گئی اور وہ اپنی سلطنت کے سنبھالنے کے لئے کمربستہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض بھائیوں کو افریقہ میں اپنی عملداریوں کے منابر کا والی بنایا اور اس نے اپنے بھائی اسماعیل کی تونس کی حکومت کے قیام میں مدد کی اور بقیہ بھائیوں کو شوریٰ اور مذاکرات کے مقام میں اتارا اور اسکے بھائی المنتصر کو توزر میں خبر ملی تو اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ الحامہ چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اور اسی طرح اس کا بھائی زکریا نفطہ میں تھا پس وہ جبال نفزادہ میں چلا گیا اور اس کا بھائی ابوبکر جب اپنے باپ کی وفات سے اپنے باپ کی ولایت کے لئے قسنطینہ گیا اور بونہ سے گزرا تو وہاں کے امیر محمد نے جو اس چچا زکریا کا بیٹا تھا اس کی بہت عزت کی اور وہ قسنطینہ چلا گیا تو وہاں کے ذمہ دار لوگوں نے اس سے سلطان کی چٹھی طلب کی تو اس نے انہیں وہ چٹھی پڑھا دی تو انہوں نے اس کے لئے دروازے کھول دیئے تو وہ اس میں داخل ہو کر اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور وہ سلطان ابو فارس عبدالعزیز کا جو اپنے باپ سلطان ابوالعباس بن سالم کی وفات کے بعد جو صفر کے مہینے میں ہوئی' مقرب کا متولی بنا مخلص دوست تھا اور وہ اس کے پاس اس کی شان کے مناسب ہدایا اور تحائف لے کر گیا پس جب وہ مسیلہ پہنچا تو اس کے بھیجنے والے نے اسے سلطان کی وفات کی خبر بھیجی اور امیر ابوبکر نے قسنطینہ سے اسے اپنے پاس واپس آنے کا اشارہ کیا پس وہ اپنے تحائف کے ساتھ واپس آ گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا اور یہ وہ صحیح واقعات ہیں جو ان کے ان سالوں کے حالات کے متعلق ہم تک پہنچے ہیں۔

امرائے بسکرہ بنی مزنی اور الزاب کے حالات: اس عہد میں بسکرہ' الزاب کو روندنے کے لئے ہیڈ کوارٹر کی حیثیت رکھتا ہے اور مقرب میں اس کی حد قصر الدوسن سے لے کر مشرق میں ہولہ اور بارس کے محلات تک ہے اور اس کے اور الحضر کے درمیان جبل خاتم مقرب سے برقہ کے سامنے تک حد فاصل ہے اور اس کے مشرق میں جبل اوراس ہے جو اس میدان میں قبلہ سے اندر کی طرف چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے اور یہ ایک مشہور پہاڑ ہے جس کے حالات اس کے بعض باشندوں کی زبانی آگے بیان ہوں گے اور الزاب ایک بڑا علاقہ ہے جو متعدد بستیوں پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے کے پڑوس میں اکٹھی آباد ہیں اور ان میں ہر ایک بستی الزاب کے نام سے مشہور ہے اور ان میں سب سے پہلی بستی زاب الدوسن ہے پھر زاب طلوقہ پھر زاب ملیان اور زاب بسکرہ اور زاب لمبودہ اور زاب بادس ہے اور بسکرہ ان سب بستیوں کی ماں ہے اور اغالبہ اور کے بعد قدیم زمانے میں ان کے مشائخ بنی رسان کے مملوک قلعہ تھا جو یہاں کے باشندوں میں سے تھے کیونکہ وہی اس کے اکثر باشندے تھے اور انہوں نے اس کی جاگیروں پر قبضہ کیا ہوا تھا اور ان میں سے بن ابی رسان کی بہت شہرت تھی اور بسا اوقات انہوں نے صاحب قلعہ بلکین بن محمد بن حماد کی اطاعت کو ۴۵۰ھ میں چھوڑ دیا اور شہر پر غلبہ حاصل کر کے اس میں محفوظ ہو گئے اور اس امر میں جعفر بن ابی امانہ نے بڑا پارٹ ادا کیا اور ان کے ساتھ صنہاجہ کی فوجوں نے خلف بن ابی حدیدہ کی نگرانی میں جو حکومت کا پروردہ تھا جنگ کی۔ پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اٹھا کر قلعہ کی

طرف لے گیا اور بلکین ان سب کو قتل کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے انہیں عبرت بنا دیا اور اس نے وہاں کے اہل میں سے بنی سندی کو شوریٰ کا ممبر بنایا اور ان میں سے عروس نے حکومت کے سکڑنے اور اس کی ہوا اکھڑ جانے کے بعد حکومت کی اطاعت میں خلوص دکھایا اور اسی نے المنتصر بن حزورزناتی پر اس کے مشرق سے پہنچنے پر حملہ کیا اور اسے اس کی قوم مغراوہ کے سلطان کے پاس آیا اور اس نے بنی عدی اور بنی ہلال کو بھڑکایا تو سلطان نے اس کے ساتھ تدبیر کی اور اسے الزاب اور ریقہ کے نواح میں جاگیر دے دی اور عروس کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی سازش کی اور اس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہم اہل حماد کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور بنی سندی کی ریاست افریقہ میں امرائے ضہاجہ کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہوگئی اور موحدین کی حکومت آ گئی اور بنی زیان کے گھرانے کو شہرت حاصل ہوگئی اور بنو مزنی' اعراب کے دوستوں میں سے تھے۔ جو پانچویں صدی میں بنی ہلال بن عامر کے ہمراہ اول حلیف بن کر افریقہ پہنچے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ان کے زعم میں ان کا نسب زیان میں ہے جو فزارہ سے تعلق رکھتا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ لطیف میں شامل ہیں پھر بنی جزی بن علوان بن محمد بن لقمان بن خلیفہ بن للطیف سے ہیں اور ان کے باپ کا نام مزنہ بن دنفل بن میجا بن جزی تھا اور اس نے کی یہی تلقین کی تھی اور اسی بات کی گواہی موطی نے دی ہے کیونکہ الزاب کے تمام باشندے ان گروہوں میں سے ہیں جو سفر سے عاجز آ گئے تھے اور فتح کے زمانے کے ابتدائی لوگ وہاں رہتے تھے انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی اور وہ اس نصف کو چھوڑ کر فزارہ کی طرف جاتے ہیں کیونکہ اہل اور الزاب ان سے خراج لینے آئے تھے اور وہ اس بات سے برا مناتے ہوئے عجیب وغریب انساب کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور بسکرہ کی جس بستی میں سب سے پہلے ان کی آمد ہوئی اس کا نام خساس ہے پھر وہ بکثرت ہو گئے اور انہوں نے اہل بسکرہ سے بیابانوں اور پانیوں کی کثرت سے وافر حصہ لیا پھر وہ شہر کی طرف منتقل ہو گئے اور مکانات اور آسودگی سے متمتع ہوئے اور اس کے اہل سے شیریں اور تلخ کا حصہ لیا اور ان کے بڑے آدمی مشائخ سے ارباب شوریٰ میں شامل ہو گئے پھر بنو زیان نے ان کے اپنے ساتھ تو شامل ہونے سے برا منایا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو فضل کیا تھا اس کی وجہ سے ان پر حسد کیا اور انہیں اپنے آپ سے خوفزدہ کیا۔ پس ان کے درمیان کینے کی آگ بھڑک اٹھی اور اس کی ابتداء افریقہ میں ابی حفص کے استقلال اور امیر ابوزکریا اور اس کے بیٹے سلطان المنتصر کے زمانے میں تونس میں سلطنت کے چبوترے پر پہنچنے کے متعلق گفتگو سے ہوئی پھر انہوں نے جنگ کی اور شہر کی گلیوں میں ایک دوسرے پر حملہ کیا اور حکومت کا صاغیہ' بنی زیان کے ساتھ انہیں شہر میں ملا تھا اور جب امیر ابو اسحاق نے اپنے بھائی محمد کے خلاف اس کی بیعت کے آغاز میں خروج کیا تھا اور زواودہ عربوں کے ساتھ جا ملا تھا۔ ان دنوں صحرا کے امیر موسیٰ بن محمد بن مسعود نے اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ بسکرہ اور بلاد الزاب کی زیارت کو آیا اور وہاں اپنی جماعت کو بٹھا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ فضل بن علی بن احمد بن حسن بن علی بن حزنی اس کی دعوت لے کر کھڑا ہوا اور اہل شہر میں سے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور لوگوں نے بکثرت اس کی اتباع کی پھر جلد ہی سلطان کی فوجوں نے انہیں آ لیا اور انہیں الزاب سے دور کر دیا۔

پس وہ فضل بن علی کے ساتھ چمٹ گیا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو گیا اور اندلس کی طرف جاتے ہوئے

راستے میں اس کی مصاحبت کی اور اس کے دار غربت میں بھی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی المنتصر فوت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت دے دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب اس کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور وہ تونس میں تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے فضل بن علی اور اس کے بھائی عبدالواحد کو ان کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے الزاب اور بلاد الجرید کا والی مقرر کیا نیز اس نے ناموافق مقام میں ان کے محبت کرنے کا ذکر کیا پس وہ حاکم بن کر الزاب آیا اور بسکرہ میں داخل ہوا اور بنو زیان اس کے حملے سے عاجز ہو گئے اور حکومت کی مرضی کے تابع ہو گئے اور انہوں نے اس کی شان کے متعلق کوئی بات نہ کی اور اس نے اس حکومت سے حسب منشاء الٰہی حکومت حاصل کی پھر داعی بن ابی عمارہ اور اس کے اشتباہ کا معاملہ پیش آیا اور سلطان ابو اسحاق اس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا پھر سلطان ابو حفص نے اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لیا اور اپنی ضائع شدہ حکومت کو واپس لیا اور وہ اس کی حفاظت پر اعتماد کرتا اور الزاب کے معاملہ میں اس کی کفایت پر بھروسہ کرتا تھا اور اس کے دور حکومت میں اس کے دشمن بنو زیان ترقی کر گئے اور انہوں نے حر کے لڑکوں کے ساتھ جو اثابج کے ایک بطن سے تھے اور باشاش بستی میں اترے ہوئے تھے شہر کو تنگ کرنے کے لئے اس وقت سازش کی جب وہ سفر کرنے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے اہل شہر اپنے احوال میں شامل کر لیا اور نسب و رشتہ میں ان سے مل جل گئے پس انہوں نے ان کو فضل بن علی کے خلاف اکسایا کہ انہیں اس پر حملہ کرنے میں تقدیم حاصل ہوا اور اس کے ہاتھ سے حکومت لے لیں نیز باشاش بستی سے ان کے گھروں کو برباد کر دیں تا کہ ان سے سکون حاصل کریں نیز اس کے عہد و دوستی سے مطمئن ہوں جو انہوں نے ان سے فریب کرتے ہوئے طے کیا تھا اور جب انہوں نے ۸۳ھ میں اس کے سوار ہونے کے روز شہر سے باہر اس پر حملہ کیا اور الزاب حکومت لے لی جو وہ انہیں نہیں دیتا تھا تو اس عہد دوستی پر دو سال گزرنے پر بنو زیان اس سے بگڑ گئے اور ان کے عہد کو توڑ دیا۔ پس وہ شہر کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور وہاں جو ان کے قریبی تھے انہیں کھو دیا اور بلا دریفہ میں منتشر ہو گئے اور بنو زیان بسکرہ اور الزاب کے شوریٰ میں خود مختار ہو گئے اور ان کے اور سلطان کے اور زواودہ کے خلاف بغاوت کر دی اور انہوں نے اس پر اور اس کے پہرے نشینی شہروں نقلوس مقرہ اور مسیلہ پر غلبہ پا لیا اور منصور بن فضل بن علی الحضرۃ میں اپنے باپ کی وفات کے وقت اپنے بعض کاموں میں مصروف تھا پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا اور بنو زیان اس کے بعد خود مختار ہو گئے تو انہوں نے الحضرہ میں سلطان کے پاس اس کی چغلیاں کیں جو کامیاب ہو گئیں اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور سلطان ابو حفص کے عہد میں قید رہا اور جب مولیٰ ابو زکریا یحییٰ بن امیر ابو اسحاق بجایہ شیطت اور بونہ پر غالب آیا اور ان علاقوں کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور آل ابی حفص کی حکومت تقسیم ہو گئی اور منصور بن فضل بن علی تونس سے اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور حاجب قائم ابی الحسین سید الناس کی وفات اور اس کی جگہ سلطان ابو زکریا کا والی بننے کے بعد بجایہ چلا گیا اور ابو القاسم بن ابی یحییٰ نے ۶۹۱ھ میں اس سے خط و کتابت کی تو وہ اس کی خدمت میں لگ گیا اور اس نے کئی قسم کے تحائف دے کر اس سے حسن سلوک کیا اور اس نے الزاب میں س کی سلطنت کی دعوت کو لے جانے اور خراج اموال کو اس کی طرف بھجوانے کی ذمہ داری لی تو اس نے اسے الزاب کا امیر مقرر کر دیا اور فوج سے مدد دی تو اس نے بسکرہ کے ساتھ جنگ کی اور وہاں کے باشندے بنو زیان بجایہ میں سلطان کی بیعت کے لئے گئے تو اس نے

انہیں ان کے عامل منصور کی طرف ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور اس ان کی بیعت قبول کرنے کے متعلق لکھا اور وہ ۹۳ھ میں شہر میں داخل ہوا اور اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک محل بنانے کے بارے میں ان سے چال چلی اور فوج نے اس کی فصیل میں پناہ لے لی پھر اس نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہر سے جلاوطن کر دیا اور وہاں اس کی امارت کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور سلطان کا خراج بڑھ گیا اور اس کی عملداری کا حلقہ وسیع ہو گیا اور اس نے الزاب کی عملداری میں جبل اور اس اور رریغہ کی بستیوں اور وارکلی کے شہر اور الحضنہ کی بستیوں مقرہ نقاوس اور مسیلہ کو بھی شامل کر لیا اور سلطان نے اسے ان سب بستیوں پر امیر مقرر کر دیا اور اس سے ان خراج لینے اور ان کے گوشت کو نوچنے کے لئے عربوں سے مزاحمت کرنے کے لئے بھیج دیا کیونکہ انہوں نے باقی ماندہ مضافات پر قبضہ کر لیا تھا پس اس نے ان کے خراج کے متعلق ان سے حصہ داری کی اور حکومت کے اموال میں اضافہ کر دیا اور خراج کو پہنچایا اور سلطان کے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو انہوں نے اس سے محبت کی اور اس کے بازو کو حسن سلوک کے انتہائی مراتب تک کھینچ کر لے گئے تو وہ مالدار ہو گیا اور اس نے اموال کو روک لیا اور بسکرہ میں اس کی عزت اور ریاست مستحکم ہو گئی اور مولیٰ ابوز کریا اوسط ساتویں صدی میں فوت ہو گیا اور انہوں نے اس کی جگہ اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء خالد کو والی بنایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کی حکومت کو اس کے ساتھی ابوعبدالرحمان بن عمر نے سنبھالا اور منصور بن فضل اس سے خاص ہو گیا اور اس کے حاجب کے ہاتھ سے چمٹ گیا پس وہ اس سے مانوس ہو گیا اور سلطان کے مقبوضات کے باقی ماندہ نواح کو اس کی نگرانی میں دے دیا اور ریغہ کے بلاد پر جو سدویکش اور عیاض کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اسے امیر مقرر کر دیا پس اس نے انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور اس کے خراج کے حصول کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

پس اس علاقے کی بانجھ حاملہ ہو گئی اور اس کے چشمے پھوٹ پڑے پھر اس کے اور حکومت کے درمیان منافرت پیدا ہو گئی اور وہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابی اسحاق کے ذریعے اس کے حاجب کو تلمسان سے قسنطینہ پر چڑھا لایا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کی مدد کے لئے زواودہ سے دوستی کر لی اور اس کے ذریعے قسنطینہ سے جنگ کی پھر اس نے دشمن کی پوشیدہ جگہوں پر اطلاع پائی تو اس کا عقدہ حل ہو گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور یحییٰ بن خالد نے اس کو گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ۲۰ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس کے اور اہل سنت کے عرب مرابطین کے درمیان جو سعادت کے اتباع تھے مشہور جنگیں ہوئیں اور انہوں نے رعیت پر نرمی کرنے اور اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس پر وہ گامزن تھے اس سے خراج اور ٹیکس کی وصولی کا کام ترک کرنے کا مطالبہ کیا اور اس بات کی خاطر انہوں نے بسکرہ میں اس سے کئی جنگیں کیں پھر سعادت ایک جنگ میں بہت آمدورفت والے رستے پر ہلاک ہو گیا جیسا کہ اس ذکر میں ۵۰۷ھ میں بیان ہو چکا ہے اور منصور بن مزنی نے مرابطین کے لئے فوج کو جمع کیا اور اس نے اپنے بیٹے علی بن منصور اور زواودہ کے شیخ علی بن احمد کی قیادت میں بھیجا اور مرابطین کے سالار شیخ اولاد عسا کر ابو یحییٰ بن ادریس اور عطیہ بن سلیمان اور شیخ اولاد طلحہ حسن بن سالمہ تھے پس انہوں نے ابن مزنی کی فوج کو شکست دی اور اس کے بیٹے علی کو قتل کر دیا اور علی بن احمد کو گرفتار کر لیا پھر انہوں نے اس پر احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور بسکرہ کی طرف واپس آ گئے اور اس سے جنگ کی اور اس

کے کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا پھر انہوں نے دوسری اور تیسری بار اس سے جنگ کی اور اس کے باقی ماندہ ایام میں اس کے اور مرابطین کے درمیان مسلسل جنگیں جاری رہیں اور حاجب عمر نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا اور اسے با اعتماد مقام دیا تھا جب سلطان ابوالبقاء نے تونس پر حملہ کیا تو حاجب نے بھی دیگر خواص کے ساتھ اس مصاحیت کی یہاں تک کہ جب اس نے سلطان کے پاس جانے کی تدبیر کی تو اسے اس تدبیر میں شریک کیا یہاں تک کہ وہ تدبیر مکمل ہو گئی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حاجب' قسنطیطہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اسے اس کی عملداری الزاب میں واپس بھیج دیا اور وہ بجایہ میں اس کے پاس ملاقات اور اس کے کاموں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا یہاں تک کہ عرب نے راستے میں اس سے خیانت کی اور زواودہ کے امراء' احمد بن عمر بن محمد بن مسعود اور سلیمان بن علی بن سباع بن یحییٰ کو اس وقت گرفتار کر لیا جب اس نے عثمان بن سباع بن سیل بن موسیٰ بن محمد کے ساتھ سے امارت حاصل کی اور ان دونوں کی قوم نے زواودہ کی ریاست کو تقسیم کر لیا۔

پس ان دونوں نے عامل منصور بن فضل پر جبکہ وہ اپنی عملداری سے واپس آ رہا تھا' قابو پا لیا اور اسے باندھ دیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا پس اس نے سونے کے پانچ قنطار فدیہ دیا اور انہوں نے ان کی ریاست کے سرداروں سے اسے بیچ کر ہزار روپیہ لیا اور اس کے بعد منصور بن فضل نے اسے سفر کرنے سے روک دیا اور وہ عربوں سے گروی لینے کے بعد کبھی کبھی پیچھے جاتا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابو یحییٰ نے ۷۱۱ھ میں تونس پر پہلی بار حملہ کیا اور اس کے ساتھ یعقوب بن عمر نے جبکہ وہ بجایہ کی سرحد پر تھا اخراجات وعطیات کے لئے اموال کا مطالبہ کیا پس اس نے منصور بن فضل کو اس کی طرف بھجوایا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کو اپنی حجابت پر مقرر کر لے تاکہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے اور امور مہمہ میں اسے کافی ہو اور منصور نے اس بات کو ابن عمر کے خلاف خیال کیا تو اسے بدگمانی پیدا ہو گئی اور ابن عمر اس سے بگڑ گیا اور اس کی محبت کا رنگ بدل گیا اور سلطان' تونس کے باہر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے بعد واپس آ گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب اس نے قسنطیطہ میں رہائش کی تو اسے حاکم سرحد یعقوب بن عمر سے رکاوٹ کے آثار نظر آئے تو وہ اس کے پاس جانے سے رک گیا اور ان کے درمیان ایلچی آنے جانے لگے اور ابن عمر نے منصور بن فضل کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس کے داعی نے اسے جواب دے دیا اور سلطان کا جرنیل محمد بن ابی الحسن بن سید الناس کے پاس گیا اور وہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اپنے شہر کی طرف مڑ گیا اور جرنیل نے اس کے متعلق ارادہ کیا تو اس کے عرب مددگاروں عثمان بن ناصر شیخ اولاد حرب اور یعقوب بن ادریس شیخ اولاد خنفر اور ان کے ساتھیوں نے اسے پناہ دی اور وہ بسکرہ چلا گیا اور ابن عمر کو اطلاع پہنچی تو اس نے ندامت سے اس پر دانت پیسے اور منصور بن مزنی ان کے دشمن صاحب تلمسان ابو تاشفین کے ہمراہ گیا اور اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے یوسف کو اس کے پاس اطاعت اور تحائف کے ساتھ بھیجا اور اس دوران میں سلطان نے تونس اور باقی ماندہ بلاد افریقہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عمر ۷۱۹ھ میں فوت ہو گیا اور منصور بن مزنی ہمیشہ ہی حکومت کے لئے ناممکن الحصول رہا اور فوجیں بجایہ اس کے بعد جنگ کرنے کے لئے آئیں یہاں تک کہ وہ ۷۲۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عبدالواحد نے سنبھالا اور سلطان نے اسے اس کے باپ کی عملداری

الزاب پر امیر مقرر کر دیا اور صحرائی علاقے کی بستیاں ریفہ اور دارکلی بھی اس کے ساتھ شامل کر دیں اور ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان نے محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو سرحد کا امیر مقرر کیا اور اسے اپنے بیٹے یحییٰ کا کفیل بھی بنایا اور اسے اس کے پاس بھیج دیا عبدالواحد اور امیر سرحد کے درمیان' سلطان کے ہاں مرتبہ میں حسد کی وجہ سے نئے سرے سے وحشت پیدا ہوگئی کیونکہ یہ سب حاجب ابن عمر کے پروردہ اور خاص لوگ تھے اور اس نے فوجوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے قلعے سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور عبدالواحد نے آل زیان کو جو حکومت کو اطراف سے کم کر رہے تھے اپنی اطاعت کی رسی کا سرا پکڑ دیا اور اس نے اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹے کے مذہب کو قبول کر لیا اور وہ فوجوں کو اس کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا یہاں تک کہ عبدالواحد نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے کر اس سے پناہ لی اور اس نے صلح کرنے اور خراج دینے کی شرط لگائی اور وہ اپنے کام میں لگ گیا یہاں تک کہ اس کے بھائی یوسف نے ان کے خواص کے ساتھ جو بنی سماط اور بنی ابی کوایہ سے تھے' سازش کر کے اسے ۷۲۹ھ میں قتل کر دیا اور جب اس کے متعلق ان کی سازش پختہ ہوگئی تو اس نے اسے عشاء کے وقت بعض امور مہمہ میں مشورہ کے لئے بلایا اور اسے خنجر مار دیا جس سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا اور یوسف بن منصور' الزاب کا خود مختار امیر بن گیا اور حسب دستور اس کے پاس سلطان کا پروانہ تقرری اور علیحدگی پہنچا اور اس کی عملداری کے منابر پر اس کے لئے دعا کرنے کا قانون بھی چالو ہو گیا اور سلطان نے بجایہ کی سرحد سے محمد بن سید الناس کو بلایا اور اسے اس کی حکومت کے کام سپرد کئے پس اس کے اور الزاب کے عامل یوسف بن منصور کے درمیان پرانے کینوں کی آگ بھڑک اٹھی اور حاجب ۷۳۲ھ میں سلطان کی مصیبت میں ہلاک ہو گیا اور اس نے محمد بن حکیم کو جرنیل مقرر کر دیا اور فوجوں کی باگ دوڑ بھی اس کے ہاتھ میں دے دی اور دیگر بستیاں اور مضافات بھی اس کے حوالے کر دیئے۔ پس اس نے اپنی حکومت میں اپنا حکم چلایا اور جب سلطان اپنے دشمن کی مدافعت سے فارغ ہوا تو یہ اپنی حکومت پر غالب آ گیا اور حکومت کے کندھوں پر ان کا جو کام بھی تھا اس نے اسے چھوڑ دیا اور سلطان ابوالحسن نے آل پر حملہ کر کے ان کے ناخن ختم کر دیئے اور ان کے عزائم کی دھار کو کاٹ دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

پس قائد محمد بن حکیم نے یوسف بن منصور کے ساتھ مل کر عداوت کی آگ جلائی اور اس نے سلطان کے پوشیدہ غصے کو ابھارا اور اس کے عزائم کو صحیح راستے پر ڈالنے اور اطاعت کے معاملہ میں راست روی اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور تین بار فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس میں اس نے ہر بار خراج دے کر اس کا دفاع کیا پھر اس کے اور زواودہ کے سردار علی بن احمد کے درمیان جنگیں ہوئیں جس کا باعث یہ بات تھی کہ اسے خراج میں ترجیح حاصل تھی پاس اس نے اس کے ساتھ جنگ چھوڑ دی اور عربوں کی سنت کے مطابق دعا کرنے کے فریب میں اس کے مقابلہ کے لئے بلایا اور اس امر کے لئے اہل ریفہ کو اکٹھا کیا اور اس سے جنگ کی اور اس کا بیٹا یعقوب اس سے منحرف ہو گیا اور بسکرہ چلا گیا تو ابن مزنی نے اپنی بہن منصور بن فضل سے اس کا رشتہ کر دیا اور اسے بسکرہ کا امیر بنا دیا پس اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا اور ابن مزنی نے سلیمان بن علی رئیس اولاد سباع اور علی بن احمد کے متعلق پیغام بھیجا یہ بسکرہ میں اس کے پس صبح و شام جنگ کے لئے جاتا یہاں تک کہ ابن مزنی محفوظ ہو گیا اور علی بن احمد بسکرہ سے چلا گیا اور آٹھویں صدی کے چالیسویں سال تک ابن مزنی کے

ساتھ اتفاق اور صلح کے ساتھ رہا پھر قائد بن حکیم کے غازی اس کے پاس آ گئے اور یہ بلاد الجرید سے جنگ کے بعد افریقہ سے اٹھا اور ان سے اطاعت اور خراج کا مطالبہ کیا اور ابن یملول کے بیٹے کو بطور یرغمال طلب کیا پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الزاب کی طرف چلا گیا اور سلیم کے عرب بھی اس کے ساتھ تھے پس یہ الزاب سے بھاگ کر اس کی ایک بستی اوماش میں آیا اور زواودہ کے عرب اور باقی ماندہ ریاح اس کے آگے بھاگ اٹھے اور یوسف بن مزنی نے اوماش میں اسے تحائف دے کر واپس کر دیا اور یہ وہاں سے بلاد ریفہ کی طرف چلا گیا۔ پس اس نے ان کے قلعہ کو فتح کر لیا اور لوٹ لیا اور اس کی باقی ماندہ عملداریوں پر بھی قبضہ کر لیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن حکیم کو ۴۳ھ میں برطرف کر دیا اور اس کے بیٹے ابوحفص عمر کو والی بنایا اور حاجب ابومحمد بن تافراکین اس کے حملے اور اس کے خواص کی چغلیوں سے ڈر گیا پس وہ شاہ مقرب کے پاس چلا گیا جس کی دھار سے خوف کھایا جاتا تھا اور جو ابوالحسن کے قبائل پر جھانکتا تھا اور اس نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق اکسایا اور اسے وہاں کھینچ کر لے گیا اور اس نے ۴۶ھ میں بڑی بڑی اقوام پر حملہ کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور یوسف بن منصور امیر الزاب اپنی بنی حسن کی فوج کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس نے اسے اپنے خواص کے ساتھ قسنطینہ کی طرف چلنے کو کہا۔ پھر اسے الزاب اور اس کے پرے ریفہ اور دارکلی کی بستیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں بھیج دیا اور یہ تونس آ گیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مقرب اقصیٰ سے آنے والے عمال کے ساتھ اس کے پاس منصفانہ طور پر خراج بھیج دے تو یہ اس کام کے لئے مستعد ہو گیا اور جب اس نے ان کے پہنچنے کے متعلق سنا تو انہیں قسنطیطہ میں جا ملا اور اچانک وہاں سب کو قیروان پر سلطان کی مصیبت کی خبر ملی تو اس نے اپنے شہر جانے کا عزم کر لیا اور امیر صحرا یعقوب بن علی بن احمد نے افریقہ کی غربی جانب اس رشتہ داری اور دوستی کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان تھی بندی کر لی اور قسنطیطہ میں سلطان کے جو یادگار' خواص اور عمال موجود تھے اور طاغیہ کے ایلچی اور اس کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے ساتھ آنے والے سوڈانی ان کے پاس آ گئے اور ان سب کو یوسف بن منصور نے اپنے ہاں جگہ دی اور انہیں اپنے شہر میں اتارا اور مہینوں ان کی ضروریات پوری کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان' قیروان سے تونس گیا اور یہ یعقوب بن علی کی معیت میں اس کے ساتھ مل گئے اور یہ منصور نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ ایک احسان کیا تھا اور بقیہ ایام میں بھی اس سے ملتا رہا پھر اس کے بعد افریقہ کے نواح کے رؤساء کے درمیان اس کے خلاف بغاوت کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا اور جب وہ سمندری مصیبت سے بچ کر وہاں آیا تو وہ تونس اور الجزائر سے اس کے پاس اموال بھیجتا رہا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو بیان کریں گے اور وہ اپنے منابر پر اس کے ملک کی واپسی کے لئے دعائیں کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان ۵۲ھ میں مقرب اقصیٰ کے جبل میں وفات پا گیا اور اس کے بیٹے سلطان ابوعنان کے لئے مرینی حکومت کا معاملہ درست ہو گیا اور جب اس نے اپنی حکومت کے ساتھ تلمسان اور محام کی حکومت کو شامل کیا تو بنوعبدالواد نے وہاں از سر نو اپنی حکومت کے قانون بنائے اور زناتہ کو متفق کیا اور وہ ۵۳ھ میں بلادِ شرقیہ کی طرف گیا تو یوسف بن منصور نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی پس اس نے رضا و رغبت سے بیعت کی اور اس نے اپنے ایلچیوں کو اپنی بیعت کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجا پھر وہ خود

دوسری دفعہ اپنے حاجب کاتب ابوعبداللہ محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس کے پاس گیا اور اس نے اسے افریقہ پر قبضہ کرنے اور اپنی بجایہ کی حکومت کو درست کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے اور ۷۵۴ھ میں اس کے پاس قبائل کے امراء اور نواح کے رؤساء آئے اور ان میں یوسف بن منصور امیر الزاب اور یعقوب بن علی امیر صحرا اور زواودہ کے باقی ماندہ رؤساء بھی آئے اور سلطان انہیں بڑی عزت کے ساتھ ملا کیونکہ وہ اہل افریقہ کے درمیان اس کے باپ اور اس کی قوم سے مخلص تھے اور اس نے انہیں قیمتی تحائف دیئے اور اس نے یوسف بن مزنی کو الزاب بلاد ریفہ اور دارکلی کا امیر مقرر کیا اور وہ شاداں وفرحاں واپس لوٹا اور سلطان کی دوستی سے اسے بہت حصہ ملا اور اس کی مجلس میں اس کا مقام بلند ہو گیا اور جب سلطان نے ۷۵۸ھ میں قسنطینہ کے فتح کرنے کے لئے افریقہ پر چڑھائی کی تو یوسف بن منصور قسنطینہ میں اسے ملا اور اس نے اسے اپنے مددگاروں اور طبقہ وزراء میں شامل کر لیا اور ان دنوں یعقوب بن علی نے اس سے وحشت محسوس کی کیونکہ اس نے اسے اور اس کی قوم کو ریغال بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔

پس اس نے بغاوت کر دی اور اس کے قبائل بلاد الزاب اور اس کے پرے کے صحرا میں بھاگ گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی تلاش میں گیا یہاں تک کہ بلاد الزاب میں اترا اور اس نے الزاب اور التل میں یعقوب بن علی کے شہروں کو درخت کاٹ کر اور پانی خشک کر کے اور عمارت کو گرا کر اور آثار مٹا کر برباد کر دیا اور یعقوب اپنے قبائل کے ساتھ الرمل میں داخل ہوا اور انہوں نے سلطان کو عاجز کر دیا پس وہ واپس لوٹ آیا اور بسکرہ کے باہر فروکش ہو گیا اور اس نے فوجوں کو آرام پہنچانے اور سفر کی مشقت اور صحرا کے غبار سے ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تین دن قیام کیا پس یوسف بن منصور نے اپنی فوج کو اپنے قیام کے ایام میں بستیوں میں پھیلا دیا اور انہیں چارہ گندم، گوشت اور چمڑے دے دیئے جس سے وہ آسودہ حال ہو گئے اور لوگوں نے مدتوں اس کا چرچا کیا اور اس سال کا خراج اسے سونے کے قنطاروں میں دیا گیا جسے اس نے قفصہ کے قہرمانوں کے بیت المال میں بھیجا جو اس کے بااعتماد آدمیوں میں سے تھا اور سلطان نے اسے اس کا بہت بدلہ دیا اور اسے اپنا لباس عطا کیا اور اس کے عیال کو اپنی بیویوں کا لباس اور اپنے محل کے کپڑے دیئے اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا پھر موسیٰ بن منصور نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے فاس کے منبر سے سلطان کے پاس اس وقت بھیجا جب اس کا وزیر سلیمان بن داؤد ۷۵۹ھ میں افریقہ پر چڑھائی کے بعد واپس آیا اور اس نے اس کے ساتھ اصیل گھوڑے اور بہترین غلام تحفہ کے طور پر بھیجے اور اس نے نہایت عزت کے ساتھ وہاں قیام کیا یہاں تک کہ سلطان ۷۵۹ھ کے خاتمہ پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد حکومت سنبھالنے والے بھی اسے خواب انعام واکرام سے نوازا اور اسے اس کی عملداریوں کی طرف واپس بھیج دیا اور اس کے متعلق نواح اور سرحدوں کے امراء کو وصیت کی کہ وہ اس کا راستے میں خیال رکھیں اور سلطان کی وفات کے بعد خوارج جیات سے نکل آئے تو وہ اپنی تکلیف کے بعد اور نجات سے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ابوحمو سلطان بنی عبدالواد کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے موقع پر اس کے قبضہ میں آ گیا تھا جہاں وہ بنی مرین کے ساتھ مقیم تھا اور وہ اپنے وطن جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا پس صغیر بن عامر زغبی نے اسے اس کے بیٹے یوسف حاکم صاحب الزاب کے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے اور عربوں کو اس میں اور اس کے

اعمال میں رغبت دلانے کے لئے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی اور اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لئے مال خرچ کیا جسے بنومرین نے اپنے ذخائر سے اسے بھیجا تھا اور صغیر نے اس کے ساتھ اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس نے اسے اس کے مامن تک پہنچا دیا اور یہ اس کے نجات پانے کا ایک عجیب واقعہ ہے اور موحدین نے بجایہ اور قسنطینطہ کی اپنی سرحدیں بنی مرین کے قبضہ سے واپس لے لیں اور ان کے قبائل کے جو لشکر وہاں گھرے ہوئے تھے انہیں وہاں سے بھگا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس یوسف بن منصور نے ان کو دوبارہ اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ ۷۶۷ھ میں عاشورہ کے روز فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے نے سنبھالا اور اس کے طریق کے مطابق چلا اور آج کل وہ اپنے باپ کی جگہ الزاب کا امیر ہے اور اپنے باپ کے طریق کے مطابق چل رہا ہے ہاں اس کا باپ کا خلق طبعی تھا اور اس کا تقلیدی ہے کیونکہ وہ ظریف اور ہشیار بنتا ہے اور ان کے لڑکے بھی ہیں جن میں سے بڑا ابو یحییٰ ہے اور محمد بن یملول کی بیٹی سے یحییٰ کی ایک بہن ہے جو آج کل مرتبہ کے قابل ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اہل جرید پر مصیبت نازل ہوئی ہے اور یحییٰ بن یملول کی وجہ سے اس کے وطن پر نحوست نازل ہوئی اور وہ سلطان سے خوف محسوس کرنے لگا پس اس نے عربوں کو اموال دیئے اور اپنے ہاتھ کو حاکم تلمسان کی رسی کے پکڑنے کے لئے بڑھایا مگر اس نے اسے قاصر پایا اور وہ اپنی حکومت میں ایک آدمی کو مقدم اور دوسرے کو مواخر کرتا پھر اس نے نورِ ہدایت کو اس کے دل کے قریب کیا اور اسے اس کے رشد کی سند دکھائی اور اس نے اطاعت میں استقامت اور فریب سے انحراف کرنے میں جلدی کی پس سلطان ابوالعباس نے شیخ الموحدین ابوالعباس بن ابی ہلال کو بھیجا اور اس نے اس کے لئے اعلانیہ دوستی کا اظہار کیا اور اس نے اس کے ساتھ ایک وفد اپنے تحائف اور استقامت کے ساتھ بھیجا اور سلطان نے اسے قبول کر لیا اور اسے دوبارہ خوشحال کر دیا۔

باب : ۵۰

بنی یملول' بنی خلف
بنی ابی المنیع

توزر میں بنی یملول اور نفطہ میں بنی خلف اور الحامہ میں بنی ابی المنیع کی امارت کے حالت: علاقہ کی وسعت اور شہر کے متمدن ہونے اور اس علاقے کی بستیوں کی ام القریٰ میں رہنے کی وجہ سے ان رؤسا کا لیڈر ابن یملول تھا جس کا نام یحییٰ بن محمد بن احمد بن محمد بن یملول تھا اور ان کے خیال میں ان کا نسب تنوخ کے ان عربوں سے ملتا ہے جو آغاز میں یہاں آئے تھے اس کے بیٹے فتح کے آغاز سے اس علاقے میں رہ رہے تھے اور یہاں جڑ پکڑ گئے تھے اور ان کی اولاد نسب اور رشتہ داری کے لحاظ سے پھیل گئی یہاں تک کہ وہ شوریٰ کے ان گھرانوں میں شامل ہو گئے جو بادشاہوں کے پاس جاتے تھے۔ اور دارالخلافت سے آنے والے عمال کو ملتے تھے اور آل حماد کے زمانے میں قلعہ میں اور آل عبدالرحمٰن کے زمانے میں مراکش میں اور آل ابی حفص کے زمانے میں تونس میں تمام لوگوں کے مصالح پر نظر رکھتے تھے جیسے بنی واطاس' بنی فرقان' بنی مارہ اور بنی عوض تھے اور عبداللہ شیعی کے زمانے میں ان میں ابن فرقان کو تقدم حاصل تھا جس نے ابویزید کے متعلق یہ پتہ چلتے ہی کہ وہ ابوالقاسم پر نگران بننا چاہتا ہے اسے باہر نکال دیا اور آل حماد کے زمانے میں یحییٰ بن واطاس کو تقدم حاصل ہوا جو آل زیری کی حکومت کے وقت قیروان کے ملوک سے اہل قسطنیہ کی اطاعت کو ان کی طرف لے آیا تھا پھر ان کی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا پھر موحدین کے آغاز میں بنی مروان کو دوبارہ امارت مل گئی اور ان میں وہ شخص بھی تھا جو عبدالمومن سے ملا اور اس نے اپنی اور توزر کے باشندگان کی اطاعت اس کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور انعام دیا اور حکومت موحدین کو حاصل ہو گئی پس انہوں نے وہاں سے سرداری اور خودمختاری کے آثار مٹا دیئے اور احمد نے اس عظمت کو اس علاقے میں مسلسل سرداری کی طرف لے جاتے پرورش پائی اور شہر کے سرداروں اور وطن کے اشراف کا دفاع کرتا رہا اور سلطان ابوحفص محمد فازاری کے زمانے میں شیخ الموحدین اور فوج کے سالار کے پاس اس کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے

برطرف کر دیا اور اس نے اس سے اصرار کے ساتھ مال کا مطالبہ کیا جو اس نے بطور آزمائش اس سے مانگا تھا اور یہ اس کی پہلی مصیبت تھی جس نے اس کے چقمان سے آگ نکالی اور اس کے انگارے سے آگ لگائی اور وہ الحضرۃ کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ دارالخلافت میں ٹک جائے گا۔ پس اس نے اسے ایک زمانے تک اپنا وطن بنائے رکھا اور وہ صبح سویرے وزراء اور خواص کے دروازوں پر جاتا اور معاونین اور خواص کے ہاتھ پاؤں چومتا یہاں تک کہ اسے سمندری کونسل کا عامل مقرر کر دیا پس اس نے دارالحرب کے تاجروں سے عشر لینے کے لئے عمال کو کشتیوں میں بٹھایا پھر اس نے الحضرہ کے باقی ماندہ عمال سے بھی مدد لی اور خراج اور ٹیکس کی وصولی کا انچارج بن گیا اور مسلسل اس کا یہی حال رہا اور اس کا فائدہ بڑھ گیا اور وہ مالدار بن گیا اور اس نے مال کو کھینچا اور حسن سلوک اور تحائف کے ساتھ چغل خوروں کی زبانوں کو بند کرنے کے لئے ذخیرے کو نکالا یہاں تک کہ مال نے اسے سرکش بنا دیا اور اس کے مقام کے خلاف بغاوت ہوئی اور اس کا معاملہ حاجب تک پہنچا تو اس نے سلطان ابو یحییٰ کے دور میں اس کی گرفتاری اور اس کے مال کی ضبطی کے آرڈر کر دیئے اور دوبارہ برطرف کر دیا اور اس کے ہزاروں ذخائر میں سے سینکڑوں کو اصرار کے ساتھ طلب کیا گیا اور وہ آزمائش میں پڑ گیا اور اس نے خط پڑھتے ہی اپنا لباس فروخت کر دیا اور ننگ دھڑنگ ان لوگوں کی طرف گیا جو اس کے عمال کی خدمت اور صبح سویرے ان کے دروازوں پر جانے کی وجہ سے ناک بھوں چڑھاتے تھے اس دوران میں غربی سرحدوں اور ان کے امراء نے الحضرہ کو مشغول کر لیا اور ان لوگوں سے حکومت کا سایہ کچھ سکڑ گیا اور وہ رعایا بلاد الجرید میں چلی گئی اور ان کی حکومت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد ہو گیا۔

پس جب احمد اس شوریٰ کو ملا جس کے لئے وہ پانی کے حباب کی طرح اٹھتا تھا تو اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور وہ توزر کا خود مختار سردار بن گیا اور اٹھارہ میں وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ اس کے طریق پر چلا جو مرتبے کا بڑا حریص خود مختاری کا شوقین اور مصری گھرانوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والا تھا اور بقیہ عمر اس نے کمینوں اور بدکاروں کے ساتھ شراب نوشی کرنے اور اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرتے گزاری یہاں تک کہ کچھ قتل ہو کر اور کچھ جلاوطن ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے اور اسے سلطان اور تقویٰ کے جذبے نے نہ روکا یہاں تک کہ اس کے لئے فضا صاف ہو گئی اور حکومت مضبوط ہو گئی اور وہ شہر اور ملک کے معاملات میں اپنے باپ سے بھی زیادہ خود مختار بن گیا اور اس کی وفات خود مختاری کے پانچویں سال ہوئی اور اس کے بھائی محمد نے جو سرداری کے میدان میں اس کا ہمسر تھا اس سے گیند لے لی پس وہ اسے انتہا تک لے گیا اور تخت حکومت پر بیٹھ گیا اور مشائخ کے آثار کو درست کیا اور صحرا کے امراء اور اولاد ابو اللیل سے حسن سلوک کیا اور ان سے رشتہ کا تعلق پیدا کیا جسے اس کے باپ احمد نے ان کے نانا ابو اللیل کی بہن یا پھوپھی سے کیا تھا اور وہ حکومت میں اس کے مددگار بن گئے پس اس کی شہرت پھیل گئی اور غلبہ بڑھ گیا اور اس کی حکومت کا دور لمبا ہو گیا اور جرنیل محمد بن حکیم اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے عذر پر درگزر کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ اس نے اس کے خلوص کی آزمائش کر لی تھی اور وہ اسی حال پر قائم رہا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عبداللہ حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا تو اس کے چچا ابو زید بن احمد نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے باپ

کی قبر پر قتل کر دیا مگر اس کا وارث نہ ہو سکا۔

پس عوام اسی وقت اس کے خلاف بھڑک اٹھے اور وہ خونریزی کرتے' عزتوں کو لوٹتے اور اموال کو غصب کرنے پر مصر تھا یہاں تک کہ اسے کبھی جنون اور کبھی کفر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا پس ان کا معاملہ خراب ہو گیا اور ان کے دلوں پر اکتاہٹ مستولی ہو گئی اور اس کا بھائی ابو بکر الحضر ہ میں قید تھا۔ پس اہل توزر نے خفیہ طور پر اس سے مراسلت کی اور سلطان نے اسے اطاعت کرنے اور پورا اخراج ادا کرنے کے عہد کے بعد اپنے قید خانے سے رہا کر دیا پس وہ اپنی پارٹی کے عربوں کے پاس گیا اور اس نے نفرادہ اور ان کے قرب و جوار کی بستیوں سے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان پر چڑھائی کر دی۔ پھر اس نے الحضر ۃ پر شب خون مارا اور اس میں گھس گیا اور لوگوں نے اس کے بھائی یملول کو گرفتار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا پس اس نے اسے اپنے گھر میں قید کر دیا اور اس کے خون سے برأت کا اظہار کیا اور قید کے تیسرے روز وہ اس کے قید خانے میں مر گیا جب جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہوئی تو قفصہ میں یحییٰ بن محمد بن علی عبدالجلیل بن العابدین خود مختار بن گیا اور ان کے خیال میں ان کا نسب بلی میں ہے نیز شرید کے ساتھ ان کا معاہدہ ہے جو سلیم کے بطون میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ قفصہ میں سب سے پہلے ان کی آمد کب ہوئی یہاں تک کہ وہ اس کے اہل سے گھل مل گئے اور وہاں پر امیر ابوزکریا اعلیٰ کے دور میں ابن ابی حفص کا ایک گھرانہ تھا جسے وہ جرید کے خراجی اموال پر عامل مقرر کیا کرتا تھا پھر اس کے متعلق اس کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ ان کے اموال میں سے کچھ مال کھا جاتا ہے تو اس نے اسے برطرف کر دیا اور اس سے ہزاروں کا مال کا پُرزور مطالبہ کیا گیا تو اس نے اسے ادا کیا اور ان کی ریاست ان کے [illegible] نوں میں تقسیم رہی اور جب شہر میں عصبیت پیدا ہو گئی تو جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہو گئی اور ان میں بنو العابد' دوسروں سے زیادہ عصبیت والے تھے اور ان کا سردار یحییٰ بن علی جرید میں خود مختار بن بیٹھا پس جب سلطان زناتہ کے کاموں سے فارغ ہوا اور سلطان ابوالحسن نے تلمسان کے خلاف خیمے لگائے تو اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور سلطان نے اپنے ملک اور اپنی سرحدوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور اس نے قفصہ سے جنگ کا آغاز کیا اور اس نے ۷۳۵ھ میں موحدین اور عرب مددگاروں کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور تقریباً ایک ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور محاصرے سے ان کا قافیہ تنگ ہو گیا اور اطاعت کے بارے میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے سلطان کے پاس اطاعت کے لئے گئے اور بنی العابد کے بہت سے آدمی بھاگ کر قابس میں ابن مکی کی پناہ میں چلے گئے اور اہل شہر نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی تو اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان سے نہایت احسن رنگ میں درگزر کیا اور ان کے ساتھ انصاف کیا اور ضرورتمندوں کی امیدوں کو پورا کیا اور اپنے مخصوص بیٹے امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنا کر اور ان میں ٹھہرا کر واپس الحضر ۃ آ گیا اور اسے بلاد جرید کا امیر مقرر کر دیا اور روضہ کے سردار یحییٰ بن علی کو الحضر ۃ لے آیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۷۴۴ھ میں ہوئی وہیں رہا اور امیر ابوالعباس الجرید کا خود مختار حاکم بن گیا اور نفطہ پر قابض ہو گیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بنی کلف جو مدافع ابوبکر' عبداللہ اور محمد اور اس کا بیٹا احمد بن محمد چار بھائی ہیں اور ان کا بھتیجا' مدافع کے بنو خلف ہیں اور ان کا نسب عسان سے جا ملتا ہے جو ان ابتدائی عربوں میں سے ہیں جن کا دادا نفرادہ کی ایک بستی سے نفطہ میں آیا تھا اور وہیں

تک گیا تھا اور وہاں اس کے بیٹوں کا ایک گھرانہ تھا۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ چاروں بھائی شوریٰ کے زمانے میں خود مختار بن گئے تھے۔ اور جب سلطان ابوبکر نے جرید پر قبضہ کیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو قفصہ میں اتارا اور اسے دیگر شہروں کا بھی امیر مقرر کیا اور ان کی اطاعت کروائی تو یہ اطاعت سے رکے رہے تو اس نے اپنے وزیر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا ان کی طرف بھیجا اور اسے الحضرۃ سے فوجیں تیار کر کے دیں تو اس نے قفصہ کے ساتھ جنگ کی اور اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور بزور غالب آنے والے بنی مدافع کو چھوڑ دیا پس اس نے انہیں قتل کر دیا اور انہیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بنا کر کھجور کے تنوں پر صلیب دے دی اور اس نے ان کے چھوٹے علی کو تلوار سے بچا دیا اس لئے کہ اس نے اس کے متعلق ابوالقاسم بن عتو سے عہد کیا تھا کیونکہ وہ جنگ سے پہلے ہی اس کے پاس آ گیا تھا اور یہ بات اسے موت سے بچانے کا باعث بن گئی اور امیر ابوالعباس نفطہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا پھر ابوبکر بن یملول نے اس کی اطاعت میں کمزوری دکھائی تو سلطان ابوبکر نے ۴۵ھ میں تونس سے اس پر چڑھائی کی اور فتح حاصل کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ابوبکر بن یملول' بسکرہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے توزر پر چڑھائی کی تو یوسف بن مزنی نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور ابن یملول کی وادی کے قلعوں میں منتقل ہو گیا جو توزر کے قریب تھے اور ۴۶ھ میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس بھی جو جرید کے مضافات کا حاکم تھا ۴۷ھ میں فوت ہو گئے۔

پس احمد بن عمر بن العابد' قفصہ سے ابن مکی کی پناہ میں واپس آ گیا اور اپنے عمزاد یحییٰ بن علی کی جگہ اس کے شہر پر قابض ہو گیا اور علی بن خلف' نفطہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں خود مختار بن گیا اور یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول اپنی جائے غربت بسکرہ سے جہاں وہ طفلی کے زمانے میں اپنے چچا ابوبکر کے ساتھ گیا تھا توزر کی طرف واپس آ گیا پس جرید امارت سے خالی ہو گیا تو یحییٰ اپنے گھونسلے سے یوسف بن منصور بن مزنی کی پناہ میں چلا گیا اور اس نے اولادِ مہلہل سے حسن سلوک کرنے اور انہیں حصہ دار بنانے اور ان کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے بعد اسے ان کے ساتھ رہا کر دیا پس انہوں نے اسے اس کی امارت گاہ توزر میں پہنچا دیا اور اس کے پیروکاروں اور اس کے باپ کے دوستوں نے اسے امیر مقرر کر دیا اور الجرید کی تمام حکومت پہلے کی طرح اس کے پاس واپس آ گئی اور جب سلطان ابوالحسن افریقہ سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے اور اسے دہران مقام پر ملے تو وہ انہیں تپاک اور عزت سے ملا اور ہر کوئی اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا اور الجزیرہ کی آزمائش کے بعد اس کی ریاست سنبھال لی اور خوب جاگیریں دیں اور چیک اور اقرارنامے جاری کئے پس یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول جب کہ وہ جوان بچہ تھا توزر کی طرف اور علی بن خلف نفطہ کی طرف اور احمد بن العابد قفصہ کی طرف لوٹ آئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے شہر کے عامل اور محافظ بن گیا اور اس نے جرید کے سب علاقے پر مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ ہرناتی کو جو طبقہ وزراء میں سے تھا عامل مقرر کیا اور ان سب رؤساء کو اپنے اپنے پڑوس کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ ۴۹ھ میں قیروان میں سلطان پر مصیبت پڑی اور جرید کا عامل مسعود بن ابراہیم کوچ کر کے اپنے عمال اور محافظ ساتھیوں کے ہمراہ مغرب میں چلا گیا اور کرفہ کے اعراب کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے التراب کے علاقے سے درے سفر کے دوران اس پر

حملہ کر دیا اور اس کے اور اس کے محافظوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کے خیموں' ذخیروں اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور یہ رؤساء اپنے اپنے شہروں میں خود مختار ہو گئے اور بیمار بن کر واپس آ گئے اور اپنے منابر پر الحضرۃ کے والی کے لئے دعا کا اعلان کرنے لگے اور اسی روش پر مسلسل قائم رہے اور یحییٰ بن محمد بن یملول ملوک کے ساتھ جانوروں کے سدھانے اور ہتھیاروں کے بنانے اور نماز کے لئے مسجد تیار کرنے اور تختوں پر بیٹھنے اور داستان سرائی کے لئے مقابلہ کرنے لگا اور بے حیائی اور لذات کے حصول کا میدان وسیع ہو گیا اور وہ سیاست اور سلطنت کا اکٹھ گردش جام' چنبیلی کے بستر' لوگوں سے پوشیدگی اور ندیملول اور ہمنشینوں پر فدائی کرنے میں ہے اور اس کے ساتھ اس نے رعیت پر ظلم وستم کا دروازہ کھول دیا اور اس نے ان میں سے مشاہیر کے ایک گھر پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا اور اس کی حکومت کا زمانہ ان کاموں کو کرتے لمبا ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس افریقہ پر قابض ہو گیا اور اس کی حکومت کے حالات کو ہم بیان کریں گے اور اس کا اجنبی پڑوسی علی بن خلف نے خود مختار امیر بنتے ہی ۷۶۴ھ میں حج کیا اور نیکی اور رضا اور انصاف کے راستوں کو اختیار کیا اور ۷۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد والی بنا اور اس کے طریقوں پر چلا اور ایک سال حکمرانی کرنے کے بعد وفات ہو گیا اور اس کے بھائی عبداللہ بن علی نے اس کی حکومت کو سنبھالا پس اس نے اپنی سیاست کی آگ جلائی اور اپنی دانائی دکھائی اور لوگوں کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا تو انہوں نے اس کی سیرت پر برا منایا اور اس کی گردن پر چڑھ گئے اور قاضی محمد بن خلف اللہ نے جو شرف اور ملک کی سرداری میں ان کا ہمسر تھا الحضرۃ کے حاکم پر ایک عہد کی وجہ سے غلبہ پا لیا جو اسے قدیم سے حاصل تھا اور اس نے اسے الحضرۃ میں قضا کے کاموں پر لگا دیا اور اسے اپنے ہاں مرتبہ اور صحبت میں ترجیح دی پس اس نے اس عبداللہ کے متعلق خلیفہ کے پاس چغلی کی اور اسے اس کی ہلاکت کی پوشیدہ جگہوں کے متعلق بتایا اور اسے اس کے ملک کی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور پیشوائی میں سلطان کی فوجوں کو اس کی طرف لانے کے متعلق بتایا اور جب وہ شہر کے باہر اترا تو اس کا رئیس عبداللہ' بہت زیادہ طاقتور اور زیادہ فوج والا تھا اور اپنے ارادے کو بہت تیزی کے ساتھ کر گزرنے والا تھا اور اس کے بھائی خلف بن علی بن خلف نے اسے چھوڑ کر مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ دوستی کی اور انہیں اس کے خلاف برانگیختہ کیا اور قاضی کو بھی اس پر شب خون مارنے میں شامل کیا اور وہ اپنی گھات لگائے بیٹھا تھا یہاں تک کہ بیعت ہوئی تو ایک کم عقل نے خفیہ طور پر اس کے بھائی عبداللہ کے قتل کے متعلق اسے بتا دیا اور اس نے قاضی اور فوج کے متعلق سازش کی اور ان کے لئے رکاوٹ بن گیا اور ان کے درے پناہ لے لی اور اپنے شہر کی ریاست میں خود مختار ہو گیا اور سیرت میں ابن یملول کا مقابلہ کرنے لگا اور اس کے بہت سے کاموں میں بھی اس کا مقابلہ کرنے لگا اور اسے ایسی تعریف حاصل ہوئی جو اپنی حد کو پہنچی ہوئی تھی اور احمد بن عمر بن العابد جب سے اپنے شہر قفصہ میں خود مختار بنا تھا' گمنامی کے راستے پر چل رہا تھا اور تکبر سے دور تھا اور لباس اور سواری اور عدل وانصاف میں اہل خیر کے مذاہب کو اپنائے ہوئے تھا اور نیکی کی طرف مائل تھا اور جب وہ بڑی عمر کا ہوا تو اس کے بیٹے محمد نے اپنے آپ کو اس پر ترجیح دے لی اور بعض حالات میں اپنے باپ سے بڑھ گیا اور سرمایہ دار رؤسا سے مقابلہ کرنے لگا' اسی دوران میں ان رؤساء نے سلطان کے مقابلہ میں خود مختاری حاصل کر لی تھی انہوں نے بادشاہوں کے اخلاق اپنا لئے اور رعایا پر ظلم وستم کرنے لگے اور نئے نئے ٹیکس لگانے لگے اور بعض اوقات سلطان ابوالعباس نے الحضرۃ میں اپنے عزائم کے تیر کو موڑتے

ہوئے انہیں خاص طور پر کہا کہ وہ مخصوص طور پر اس کی دعوت دیں تو انہوں نے غمزدہ ہو کر سر جھکا لئے اور اس سے خوف محسوس کرنے لگے اور باہم اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مشورہ کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے الحضرۃ کی طرف جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور باوجود دور ہونے کے اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ وہ الحضرۃ کے حاکم کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

پس جب سلطان ابوالعباس دعوت میں اپنے آپ کو ترجیح دینے لگا تو انہیں اپنے معاملے میں شک پڑ گیا اور انہوں نے سلطان کے مخالف اعراب کو جو کعوب میں سے تھے۔ اس توقع پر اموال دیئے کہ وہ ان کی مدافعت کریں گے پس ابواللیل کی اولاد مدافعت کے لئے تیار ہوگئی کیونکہ ان کے اور سلطان کے درمیان نفرت پائی جاتی تھی پس سلطان نے اس پر حملہ کر دیا اور افریقہ کے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جن کا خراج انہیں ملتا تھا اور اس نے ان کی قوت کو کمزور کر دیا پھر دوسری بار اس نے بلاد جرید پر حملہ کیا تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور سلطان نے اپنی فوجوں اور عرب مددگاروں کو جو اولاد مہلہل سے تھے قفصہ کے مقابلے میں بٹھا دیا پس اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس کا مقابلہ کیا اور دوسری بار اس نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر ان پر زیادتی کی گویا وہ ان کی ان کی آنتوں کو کاٹ رہا ہے اور انہوں نے اپنے لیڈر سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے اس بات کا پتہ چلا گیا تو وہ جلدی سے سلطان کے پاس آیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا پس اس نے اسے اور ان کے بیٹے کو ذوالعقدہ ۷۸۰ھ میں گرفتار کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور ابن العابد کے دیار پر ہر چیز بسمیت قابض ہو گیا اور اس کے غلبے کو اس کی ولایت کی مدت کی طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس نے اموال کو بہت اکٹھا کیا اور سلطان نے قفصہ پر اپنے بیٹے ابوبکر کو امیر مقرر کیا اور خود توزر کی طرف چلا گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا جو اس کی مصیبتوں کا ٹھکانہ اور اس کے ٹھہرنے کی آخری جگہ تھی پس وہ وہاں احمد بن یوسف بن مزنی کے ہاں اترا اور اس توقع پر وہاں قیام کیا کہ سلطان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور ابن مزنی اسے اموال کے خسارہ سے بچائے گا اور وہ اسی سال میں یا ان کے پاس سے جانے کے بعد فوت ہو گیا اور انہوں نے سلطان کو پیغام بھیجا پس وہ اسے راستے میں ملا اور شہر کی طرف آ گیا اور یملول کے محلات میں اترا اور اس کے ذخیرے پر قابض ہو گیا اور اہل شہر کے پاس اس کی جو امانتیں خالص ذخیرہ سے تھیں انہوں نے وہ سلطان کو دے دیں اور اس نے اپنے بیٹے المنتصر کو توزر کا امیر مقرر کیا اور اس نے خلف بن خلف کو نفطہ سے بلایا اور وہ اطاعت کرنے میں اس کے اصحاب کی مخالفت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی پس جب ان کا محاصرہ ہو گیا تو وہ حیران رہ گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور وہ اطاعت کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا تو سلطان نے اس کے ظاہری اطاعت کرنے کو قبول کر لیا اور اسے اس کے سدھرنے کی امید پر دوسری جگہ دے دی اور اسے اپنے بیٹے المنتصر کی حجابت سے ہٹا دیا اور اسے اس کے ساتھ توزر میں اتارا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے نفطہ شہر پر اپنا جانشین بنائے اور اسے نفطہ کا حاکم مقرر کر دیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور ابن خلف نے اپنے معاملے میں دلیری کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنس گیا ہے پس اس نے توزر سے ابن یملول سے مراسلت کی اور سلطان کے مددگاروں کو اس کے اس خط کے متعلق اطلاع مل گئی جو اس نے ریاح کے شیخ یعقوب بن علی کو لکھا تھا جس میں ابن یملول کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی

www.islamiurdubook.blogspot.com

تھی پس انہوں نے اسے گرفتار کرنے میں جلدی کی اور نفطہ پر اس کی طرف سے حاکم مقرر کر دیا اور انہوں نے سلطان سے بدلہ لینے کو کہا اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگا کہ قفصہ کا واقعہ پیش آ گیا پس امیر المنتصر نے اس کے قتل میں جلدی کی اور قفصہ کا واقعہ یہ ہے کہ ابن ابی زید وہاں کے مشائخ میں سے تھا اور وہ اور اس کا بھائی بنی العابد کے ساتھ حسد کی وجہ سے فتح سے قبل ہی سلطان کے پاس جاتے تھے اور وہ محمد اور احمد بن عبدالعزیز اور ابن عبداللہ بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ابی زید تھے اور قبل ازیں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ امیر ابوزکریا اعلیٰ کے عہد میں ان کے سلف کو جرید کے خراج کو اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔

پس جب سلطان نے ملک پر قبضہ کیا تو اپنی قوم کے ساتھ مدد کرنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کا لحاظ کیا تو اس نے قفصہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان دونوں کے لئے حکم دیا کہ وہ قفصہ میں رہیں اور اس کا بڑا سردار اس کے حاجب عبداللہ کا معاون تھا جو ترک غلاموں میں سے تھا اور سلطان کی اطاعت میں شہر کے امور کا منتظم تھا پھر شیطان نے اس کے دل میں خود مختاری کی بات ڈالی اور اس کام کے لئے وقت مقرر کرنے لگا اور امیر ابوبکر توزر میں اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس نے اس سے پیچھے رہنے کی تدبیر کی اور کمینے لوگوں کو جمع کر لیا اور انہیں قصبہ کی طرف لے آیا اور عبداللہ ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بستیوں میں دادخواہ بھیجا اور اس نے ان کے ساتھ دن کا کچھ حصہ جنگ کی یہاں تک کہ اسے مدد پہنچ گئی پس جب وہ مدد سے مضبوط ہو گیا تو انہیں حیرت نے آ لیا اور شریر اس کے اردگرد سے بھاگ گئے اور شہر کے مکانوں میں روپوش ہو گئے اور جن لوگوں کو انہوں نے بغاوت میں شامل کیا تھا ان میں سے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے اور امیر ابوبکر کو توزر میں یہ اطلاع پہنچی تو وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آیا اور اس کے دل کو سکون تھا اور جن لوگوں کو اس کے حاجب نے گرفتار کیا تھا ان سب کو قتل کر دیا اور لوگوں میں ابن ابی زید سے برأت کا اعلان کر دیا پس لوگوں نے بھی اس سے برأت کا اظہار کیا اور پہرے داروں کو اطلاع ملی کہ وہ اور اس کا بھائی دونوں عورتوں کے لباس میں شہر کے دروازوں سے باہر جا رہے ہیں تو وہ انہیں پکڑ کر اس کے پاس لے آئے اور اس نے انہیں مُثلہ کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ پس سلطان جرید میں خود مختار بن گیا اور وہاں سے بدی کے آثار مٹ گئے۔

اور الحامہ کا شہر قسطیلیہ کی عملداری میں شامل تھا اور حامہ قابس کے نام سے مشہور تھا اور حامہ عطماطہ کی نسبت اس کے باشندوں کی طرف تھی جو بربری تھے' کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی اس شہر کی حد بندی کی تھی اور اب تک اس میں توجراور بنی ورتاجن کے تین قبائل پائے جاتے ہیں اور وہ عصبیت کے لحاظ سے دو گروہ ہیں اولاد یوسف اور اولاد دجاف' اولاد یوسف کی امارت اولاد ابومنیع میں ہے اور اولاد دجاف کی امارت اولاد وشاح میں ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کے دو گروہ بننے کا سبب کیا ہے اور ابومنیع کے قوم میں سردار ہونے کے متعلق یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے دادا رجاء بن یوسف کے تین بیٹے تھے بوشاک' ابومحمد اور ملالہ اور اس کے بعد اس کی امارت اس کے بیٹے بوشاک پھر اس کے بعد ابومنیع پھر اس کے بیٹے محمد بن حسن پھر اس کے بھائی موسیٰ بن حسن پھر ان دونوں کے بھائی ابوعنان کے پاس تھی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا ذکر ہم کریں گے اور اولاد دجاف کی امارت ابتدأ محمد بن احمد بن وشاح کے پاس تھی اور اس سے پہلے اس کا ماموں قاضی محمد بن کلھی امیر تھا اور الحضرۃ سے باری باری ان کے پاس عمال آتے تھے یہاں تک کہ سلطان نے ان سے تمام ٹیکس اور خراج ساقط کر

دیئے اور سلطان ابوبکر کی حکومت کے آغاز میں ان کا سردار ابومنیع کی اولاد میں سے موسیٰ بن حسن تھا اور سلطان کا بیٹا المدیونی ان کا والی تھا اسے ایک روز ان کے متعلق شک گزرا اور انہوں نے بغاوت کرنا چاہی پس سلطان کے پاس اس بارے میں خفیہ رپورٹ ہوئی تو اس نے بنفسِ نفیس جنگ کی تو یہ بھاگ گئے اور یوسف کی اولاد میں سے سات آدمی پکڑے گئے جنہیں قتل کر دیا گیا پھر امیر واپس آ گیا اور موسیٰ بن حسن کو والی بنایا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بھائی ابوعنان والی بنا اور اس کی ولایت کا زمانہ دیر تک قائم رہا اور وہ بہت اچھا اور پاکباز آدمی تھا اور اس کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا ابوزیان والی بنا پھر ان دونوں کے بعد ان کا عمزاد مولاھم بن محمد والی بنا اور وہ اہل جرید کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کے عمزادوں میں سے حسان بن ہجرس والی بنا اور اولادِ حجاف میں سے محمد بن احمد بن وشاح نے اس پر حملہ کر کے اسے معزول کر دیا اور اس نے ۲۸ھ تک حکمرانی کی پس الحامہ میں اس پر حملہ کیا گیا اور انہوں نے عمر بن کلبی العاصی کو قتل کر دیا اور حسان بن ہجرس کو ان کا والی مقرر کیا اور یوسف نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا اور یہ یوسف بن عبدالملک بن حجاج بن یوسف بن وشاح تھا جو عامل بجایہ کو بلاتا اور المصدوقیہ اور غلبے اور قبضے کے متعلق دھوکہ دیتا اور اس نے اسے سب طرف سے گھیر لیا اور مجھے ان کے بعض نسابوں نے بتایا ہے کہ الحامہ کے باشندوں کے مشائخ بنی بوشاک اور پھر بنی تامل میں ہیں جو بوشاک میں سے اور تامل ان کا سردار تھا اور وشاح' تامل کے لڑکوں میں سے ہے اور ان کے دو گروہ ہیں بنوحسن اور بنو یوسف اور حسان بن ہجرس اور مولاہم اور عمر ابوعلان یہ سب کے سب بنوحسن میں سے ہیں اور محمد بن احمد بن وشاح بنی یوسف میں سے ہے اور یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کے بارے میں صحیح بات کو جانتا ہے اور نفزادہ اور قصطیلہ کے مضافات اس عہد میں توزر کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ بہت سی بستیاں ہیں ان کے اور توزر کے درمیان قبلہ کی طرف مشہور مگر مچھ پائے جاتے ہیں جو حد درجہ ظالم ہیں اور ان کے لئے لکڑی کے نشانات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ راہرو کو راستہ معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ بھول بھی جاتا ہے تو مگر مچھ اسے نگل جاتے ہیں اور ان بستیوں میں ایک قوم رہتی ہے جو بربری نفزادہ کا بقایا ہے جو اپنے جمہور کے خاتمہ کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے اور عرب بربریوں کے دیگر بطون کے ساتھ مل جل گئے اور ان کے ساتھ فرنجی معاہد بھی تھے جو سردانیہ کی طرف منسوب ہوتے تھے جنہوں نے امان اور جزیہ پر وہاں رہائش اختیار کی تھی اور اب بھی وہاں ان کی اولاد موجود ہے پھر ان کے پاس شدید کے اعرابی اور بنی سلیم کے زغب آئے یہ سب جنگ سے معذور تھے انہوں نے وہاں جنگلات اور پانیوں پر قبضہ کر لیا اور نفزادہ بکثرت ہو گئے اور وہی اس عہد میں وہاں کے عام باشندے ہیں۔ اور ان نفزادہ کے ہیڈکوارٹر میں کوئی سرداری نہیں کیونکہ اکثر یہ لوگ توزر کے مضافات میں واپس چلے جاتے ہیں اور ان کی سرداری کا یہ حال ان کے متقدمین کا ہے جو شخصی حکومت میں بلاد جرید میں رہتے تھے ہم نے ان کے حالات کو اس حکومت میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ اس کے پروردہ ہیں اور اس کے والیوں اور موالیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

قابس اور اُس کے مضافات کے رؤسائے بنی مکی کے حالات

یہ قابس افریقہ کی سرحدوں اور اس کی عملداریوں میں شامل تھا اور اس کے والی اغالبہ اور عبیدیوں کے زمانے میں قیروان سے آتے تھے اور فتح کے زمانے سے ضہاجہ کے والی ہوتے تھے اور جب ہلالی افریقہ میں آئے اور اس کے حالات خراب ہوئے تو ضہاجہ الطّوائف کی حکومت جو قابس میں تھی تقسیم ہوگئی اور ضہاجہ المعز بن محمد ضہاجی سے یونس بن یحییٰ ضبری نے جو مرداس ریاح سے تھا حکومت لے کر اپنے بھائی ابراہیم کو دے دی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگیا اور اس کا بھائی قاضی بن ابراہیم والی بنا پھر اہل قابس نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے تمیم بن المعز بن بادیس کے زمانے میں قتل کر دیا پس انہوں نے عمر بن المعز بن بادیس کی بیعت کر لی جو اپنے بھائی کا مخالف تھا یہ ۴۸۹ھ کا واقعہ ہے پھر اس کے بھائی تمیم نے قابس پر قبضہ کر لیا اور وہ عربوں سے محبت کرتا تھا اور قابس اور اس کے مضافات زغبہ کے حصے میں تھے جو ہلالی عربوں میں سے تھے پھر وہاں ان پر ریاح نے غلبہ پا لیا اور بنی دھمان میں سے دکن بن کامل بن جامع اور اس کا بھائی مارع آیا اور یہ دونوں معاً بنی علی میں سے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے پس اس نے وہاں پر اپنی قوم بنی جامع کے لئے ایک حکومت بنائی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا یہاں تک کہ افریقہ پر موحدین نے قبضہ کر لیا اور عبدالمؤمن نے قابس کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں تو وہاں سے مدافع بن رشید بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے اس کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنی جامع کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور قابس اور اس کے مضافات موحدین کے لئے ہو گئے اور افریقہ کے والی جو سرداروں میں سے ہوتے تھے اس پر موحدین کو والی بناتے تھے یہاں تک کہ بنی غانیہ اور قراقش طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات پر غالب آ گئے اور ہم نے ان کے حالات میں اس بات کا ذکر کر دیا ہے پھر موحدین نے یحییٰ بن غانیہ کو اس پر غالب کر دیا اور انہوں نے اپنے عمال کو وہاں اتارا اور جب شیخ ابی محمد عبدالواحد کی وفات کے بعد بنو ابی حفص سے دوسری مرتبہ افریقہ کی طرف بلایا اور عاقل نے افریقہ پر اپنے بیٹے ابو محمد عبداللہ کو امیر مقرر کیا تو اس کے ساتھ قابس پر امیر ابوزکریا نے اپنے بھائی کو مقرر کیا اور وہ وہاں پر امیر بن گیا پھر اس نے خود مختار بن کر اپنے بھائی کو معزول کر کے اور بنی عبدالمومن کی اطاعت کر کے جو کچھ کہا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور اس عہد میں قابس کی اس کے ایک گھرانے میں تھی اور وہ بنو مسلم کا گھرانہ تھا مجھے یاد نہیں کہ ان کا نسب کس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بنوی مکی کا نسب لواتہ میں ہے اور وہ مکی بن قرح بن زیاد کے اللہ بن ابی الحسن بن محمد بن زیادۃ اللہ بن الحسین اللواتی ہے اور یہ بنو مکی امیر ابوزکریا کے مخلص دوست تھے اور جب اس نے خودمختار بننے کا عزم کیا تو ابوالقاسم عثمان بن ابی القاسم بن مکی آیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لینے کا متولی بن گیا اور اس وجہ

سے اسے اور اس کی قوم کو مولیٰ ابی زکریا کے ہاں ایک مقام حاصل تھا اس نے اس بات کے باعث ان کے مراتب کو بلند کیا اور ان کا لحاظ رکھا اور بنو سلیم نے شہر کی سرداری میں کینہ رکھنے کی وجہ سے اپنے ہمسروں کو ابن غانیہ کی طرف بھیج دیا پس اس نے اپنے مال سے ان کے کینوں کو ختم کر دیا اور وہ اپنے شہر کی شوریٰ میں آزاد ہو گئے اور وہ مولیٰ ابوزکریا اوّل اور اس کے بیٹے المنتصر کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہے پھر وہ واقعہ ہوا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے ہاتھوں جام مرگ نوش کر گئے اور یہ کام داعی بن ابی عمارہ کے حکم سے ہوا اور اس نے کس طرح اپنے غلام نصیر کی تدبیر سے فضل بن مخلوع کے ذریعہ لوگوں پر یہ بات مشتبہ کر دی اور اس نے اس تدبیر سے ان کے قاتل سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا تو اس کی تدبیر مکمل ہو گئی اور جب نصیر نے اپنی حقیقت کو واضح کیا اور عرب اس کی بیعت کو چل پڑے تو اس نے سب سے پہلے قابس کے اس دور کے رئیس کو مخاطب کیا جو بنی مکی میں سے تھا اور اس کا نام عبدالملک بن عثمان بن مکی تھا تو اس نے اس کی اطاعت کرنے میں جلدی کی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور اس بات کی وجہ سے اسے حکومت میں بڑا رسوخ حاصل ہو گیا اور جب داعی بن ابی عمارہ نے ۸۱ھ میں تخت خلافت پر ایک جسم کو ڈال دیا تو اس نے اسے الحضرۃ میں خراج کے جمع کرنے کا کام سپرد کیا اور بیت المال سے اسے بہت سے عطیات دیئے اور اس کے روزینہ میں اضافہ کر دیا اور محل سے اس کی طرف لونڈیاں ہدیۃً بھیجنے کے بعد اسے الحضرۃ میں حکمران کرنے، معزول کرنے، ٹیکس عائد کرنے اور حساب کے کام میں خود مختار بنا دیا اور جب داعی فوت ہو گیا اور خلافت کے قدم جمع گئے جیسا کہ ہم ۸۳ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں تو عبدالحق بن مکی حکومت کی ہوا اکھڑنے کے بعد اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا اور اس کی اطاعت میں کمزوری دکھانے لگا اور اس نے اہل حکومت کو خلیفہ کے واسطے دعا کرنے کے لئے اپنے منابر پر بھیجا پھر ۹۳ھ میں اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور اس نے اپنی اطاعت حاکم سرحدات مولی ابوزکریا اوسط کو بھیجی اور اس کا بیٹا احمد جو ولی عہد تھا ۹۷ھ میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد وہ خود بھی ساتویں صدی کے سر پر فوت ہو گیا اور اس کا پوتا اس کی اولاد میں سے حکومت کے لئے پیچھے رہ گیا اور اس کے عمزاد یوسف بن حسن نے اس کی کفالت کی اور اس نے خود مختار بن کر حکومت سنبھال لی یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اسے احمد بن لیدان کی کفالت میں چھوڑ گیا جو اہل قابس، اصبہان اور بنی مکی کے گھرانوں میں سے تھا اور یوسف کے مرنے سے ان کا کام مکمل ہو گیا پس سلطان نے اب لحیانی کو الحضرۃ کی طرف بھیجا اور انہوں نے وہاں کئی دن تک قیام کیا پھر اس نے اپنی تونس سے علیحدگی اور قابس کی جانب روانگی کے زمانے میں انہیں ان کے شہر میں واپس کر دیا پھر اس دوران میں مکی فوت ہو گیا اور دو نوجوان بچے عبدالملک اور احمد کو پیچھے چھوڑ گیا پس ابن نے ان کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ جوان اور ادھیڑ عمر کے ہو گئے اور ان دونوں کو حکومت اور علاقے کے معاملات میں دخل اندازی کی رکاوٹ تھی اور ان کا کام اپنے باپ کی طرح صرف خلیفہ کے لئے دعا کرنا تھا۔ کیونکہ ان کے علاقے سے حکومت کا سایہ سمٹ چکا تھا اور سلطان کے دفاع اور ان کی فوجوں کو غربی سرحدوں سے ہٹانے اور اعزاور کو الحضرۃ سے جلاوطن کرنے میں مشغول رہا اور جب سلطان ابویحییٰ اللحیانی مصر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالواحد

مغرب کی طرف حکومت کے اسباب تلاش کرتا ہوا واپس آ گیا اور ان کے صحن میں اترا کیونکہ اس کے باپ کے ان پر احسانات تھے پس انہوں نے عہد کو یاد کیا اور حق کو واجب کیا اور انہوں نے ان کے بڑے سردار عبدالملک کی بیعت اس کے حکم سے کر لی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت کی دعوت دی اور جب سلطان ابو یحییٰ ۳۳ھ میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے گیا تو اس نے اس کی مخالفت کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس وہ الحضرۃ میں آیا اور نصف ماہ تک وہاں رہا اور سلطان کو ان کے متعلق خبر ملی تو وہ واپس آ گیا اور قابس میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گئے اور حکومت ان کو ترچھی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور ان پر گردش کی منتظر تھی یہاں تک کہ سلطان تلمسان پر غالب آ گیا اور آل مٹ گئی حکومت کو ان سے فراغت حاصل ہو گئی اور عمر نے صفاقس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے حاصل کر لیا اور وہ ۵۷ھ میں اس پر غالب آ گیا اور سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور ابن تافراکین جو الحضرۃ پر غالب آ گیا تھا اس کا سینہ ان دونوں کی عداوت سے بھرا ہوا تھا پس اس نے ان دونوں کو بر و بحر واپس کر دیا یہاں تک کہ ۶۴ھ میں جزیرہ جربہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا اور ان دونوں پر اپنے بیٹے محمد کو امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں اپنے کاتب محمد بن ابوالقاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کا پروردہ تھا جانشین مقرر کر دیا اور احمد بن مکی حاجب بن تافراکین کی موت کے سال ہی میں الحضرۃ میں فوت ہو گیا گویا ان دونوں نے مرنے کے لئے وقت مقرر کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اپنے غلام ظافر علج کی کفالت میں پیچھے چھوڑا اور ظافر اس کی موت کے بعد فوت ہو گیا اور عبدالرحمٰن طرابلس میں خود مختار بن گیا اور اس نے بری سیرت اختیار کر لی یہاں تک کہ ابوبکر بن محمد بن ثابت نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم ۷۲ھ کے حالات میں ذکر کریں گے اور اس پر بربریوں اور عرب ہم وطنوں کو چڑھا لایا پس اہل شہر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس پر حملہ کر دیا اور ابوبکر نے اس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے امرائے ذناب میں سے ایک امیر کے سپرد کر دیا اور اس نے اسے پناہ دی یہاں تک کہ اس نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا جو اس کی فرودگاہ اور قابس میں اس کے چچا کی رعیت میں تھا یہاں تک کہ وہ ۷۹ھ میں فوت ہو گیا اور عبدالملک مسلسل ۸۱ھ تک قابس پر والی رہا اور اس کا بیٹا یحییٰ اس کی وزارت پر مخصوص رہا اور اس کا پوتا عبدالوہاب اس کے بیٹے مکی کا معاون رہا ان کے احوال پلٹ گئے اور ان کے ہاتھ سے وہ عملداریاں بھی جاتی رہیں جو اس کے بھائی احمد کے عہد میں ان کے پاس تھیں جیسے طرابلس، جزیرہ جربہ اور صفاقس اور اس قسم کی دیگر عملداریاں حتیٰ کہ تخت بھی جاتا رہا جو صرف اس کے بھائی کے لئے تھا اور یہی صرف اس کے حملہ کے قرب کی وجہ سے قائم تھا اور ان دونوں کی سیرت عدل کرنا تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنے اہل عصر کے دوران فقیہ کہلاتا تھا کیونکہ وہ مذاہب خیر میں دلچسپی رکھتے تھے اور احمد کو ادب سے بھی بہرہ حاصل تھا اور بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا اور اسے خوش الحانی سے پڑھنے اور بلاغت میں بھی حصہ حاصل تھا اور وہ اہل مشرق کی طرح حروف کی اشکال اور اوضاع بناتا تھا اور اس کے بھائی عبدالملک کو بھی اس میں بہرہ حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے زمانے کے نقادوں میں شامل تھا اور جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ کے شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اپنی قوم کو دعوت حفصی دینے میں مخصوص ہو گیا تو اہل جرید کو اس سے خوف آنے لگا اور وہ امتناع کے متعلق اس سے معارضہ

کرنے آئے تو اس نے انہیں اس میں داخل کر لیا اور انہوں نے افریقہ میں صاحب تلمسان کو ترغیب دینے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان سے عاجز آ گیا اور انہوں نے اس کے ساتھ ضد کی تو وہ عداوت سے باز آ گیا اور اس دوران میں مولانا سلطان نے جرید کی طرف چڑھائی کی اور نفطہ قفصہ اور توزر پر قبضہ کر لیا پس ابن مکی نے استقامت کے لئے اشتباہ پیدا کرنے میں جلدی کی اور اسے اپنی اطاعت کا پیغام بھیج دیا پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور وہ المصدوقہ سے واپس آ گیا اور اہل شہر انہیں حیلے بہانے سے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے بعض کو پکڑ لیا اور دوسرے چلے گئے اور بنو احمد جو ذتاب میں سے اس کے مضافات میں رہتے تھے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس انہوں نے اس سے جنگ کی اور قفصہ میں امیر اکبر کو اطلاع دی کہ وہ فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے پس اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی علی کے بعض عرب پڑاؤ پر شب خون مارنے میں شامل ہو گئے اور اس نے اس کام کے متعلق ان کے لئے مال خرچ کیا پس انہوں نے اس پر شبخون مارا اور وہ چلا گیا اور سلطان کو یہ اطلاع پہنچی تو وہ الحضرۃ سے ۷۸۱ھ میں نکلا اور قیروان میں اترا اور دونوں فریق مل گئے اور اس نے اپنے ایلچیوں کو معذرت کے لئے بھیجا تو ابن مکی نے اطاعت کے ساتھ انہیں واپس کر دیا۔ پس اس نے اپنے کجاووں کو اٹھایا اور عرب قبائل میں جا اترا اور سلطان جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے محلات پر قابض ہو گیا اور اہل بلد نے بیعت کر لی اور اس نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو ان پر امیر مقرر کیا اور خود تونس کی طرف واپس لوٹ آیا اور عبدالملک تھوڑے دنوں میں عرب قبائل کے درمیان فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن اور اس کا بھتیجا احمد جو اپنے باپ کے بعد طرابلس کا حکمران تھا وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا یحییٰ اور اس کا پوتا عبدالوہاب طرابلس چلے گئے تو ابن ثابت نے انہیں اپنے شہر میں اترنے سے روک دیا کیونکہ وہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ تھا پس وہ بلاد ذتاب میں سے زنزور میں اترے جو اس کے نواح میں تھا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے اور شرقی نواح سلطان کی اطاعت پر قائم رہے اور اس کی دعوت میں شامل ہو گئے پھر یحییٰ بن عبدالملک اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور عبدالوہاب جبال میں برانس کے قبائل میں مقیم رہا اور جس والی کو سلطان نے قابس میں چھوڑا تھا اس کا وہاں کے باشندوں پر برا اثر پڑا تو اس کی پارٹی نے عبدالوہاب کے ساتھ اس بارے میں سازش کی اور وہ البلد کی طرف آیا اور اس پر شب خون مارا اور انہوں نے والی پر حملہ کر کے اسے ۷۸۳ھ میں قتل کر دیا اور عبدالوہاب نے قابس پر قبضہ کر لیا اور اس کا بھائی یحییٰ اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد مشرق سے آیا تو اس نے اس پر اس کی حکومت حاصل کرنے کے لئے کئی بار چڑھائی کی اور اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے اس کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے قصر العدد میں قید کر دیا اور وہ کئی سال قید خانے میں رہا پھر وہاں سے بھاگ گیا اور الحامہ کے حاکم ابن وشاہ سے مدد طلب کرتا ہوا الحامہ چلا گیا جو قابس سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے تو اس نے اس کی مدد کی اور وہ مسلسل قابس کے نواح پر چڑھائی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے بھائی مکی کے بیٹے عبدالوہاب کو گرفتار کر لیا اور ۷۹۰ھ میں اسے قتل کر دیا اور وہ ۷۹۶ھ تک وہاں خود مختار رہا اور عمر بن سلطان ابوالعباس کو اس کے باپ نے طرابلس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو ان لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے یہاں

تک کہ اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور ٹیکس ادا کئے تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اس نے صفاقس اور اس کے مضافات کا والی بنا دیا اور وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر اس نے الحامہ کے باشندوں کو قابس کی سلطنت میں شامل کر دیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ چل پڑے پس اس نے اس پر شب خون مارا اور اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن عبدالملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قابس سے ابن مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

واللہ الامر من قبل و من بعد و ھو خیر الوارثین